بعون صانع بیچون و بفضل خلاق زمین و زمان

[illegible]

مخزن پنجاب

(تصنیف تالیف عالم علوم و فنون [illegible] مفتی غلام سرور صاحب قریشی لاہوری)

مطبع نامی منشی نولکشور میں [illegible] مطبوع ہوا

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

گنجینۂ استحصال نفع و فنون ہنر و آئینۂ جہان نما عقل و ہیئت از بہار و ثمر نایاب مسمی بہ

M.A.LIBRARY, A.M.U.



U4005

تاریخ مخزن پنجاب

از تدوین و تالیف واقف علوم و فنون ہنر سرور مفتی غلام سرور صاحب قریشی لاہوری

مطبع نامی منشی نولکشور میں بمفتاح الطباع مفتوح ہوا

فہرست مخزن پنجاب

فہرست مطالب مندرجہ کتاب مخزن پنجاب

احوال مندرجہ	نمبر حصہ	نمبر صفحہ	احوال مندرجہ	نمبر حصہ	نمبر صفحہ	احوال مندرجہ	نمبر حصہ
[illegible]	″	۳۲	ریاست ... بہاولپور		″	مقبرہ خواجہ قطب الدین	۲ نمبر حصہ
[illegible]	″		[illegible]	۲ نمبر حصہ		مقبرہ بابا کاکی ...	″
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	″	۳۳	مقبرہ خواجہ نظام الدین اولیا	″
[illegible]		۳۳	ریاست ...	″	″	مقبرہ روشن چراغ دہلی	″
[illegible]	[illegible]	″	ریاست ...	″	″	مقبرہ ہمایوں شاہ	″
[illegible]	″	۳۳	ریاست پٹودی	″	۳۴	قصبہ مہرولی	″
[illegible]	″	″	ریاست ...	″	۳۴	علی پور	″
[illegible]	″	۳۳	ریاست ...	″	″	... گڑھ	″
[illegible]	″	۳۳	ریاست ...	″	″	[illegible]	″
[illegible]	″	۳۳	ریاست ...	″	″	غازی الدین نگر	″
[illegible]	″	۳۳	ریاست ...	″	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	ریاست ...	″	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	ریاست ...	″	″	[illegible]	″
[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]	″	[illegible]	″
[illegible]	″		[illegible]		[illegible]	[illegible]	″
[illegible]			[illegible]		۳۴	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	[illegible]	″	″	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	[illegible]	″	۳۴	[illegible]	″
[illegible]	″	[illegible]	[illegible]	″	″	[illegible]	″
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	″	″	[illegible]	″
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	″	″	[illegible]	″
[illegible]		۳۰	[illegible]	″	[illegible]	[illegible]	″
[illegible]	[illegible]	۳۰	[illegible]	″	″	[illegible]	″
[illegible]	۳۰	″	[illegible]	″	″	[illegible]	″
ریاست ...	″		[illegible]	″	″	[illegible]	″
ریاست ...	″	″	[illegible]	″	″	[illegible]	″

تقسیم

صفحہ	احوال	تقسیم مضمون	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم مضمون	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم مضمون
۱۰۲	کتھوک	//	۱۱۴	چینبہ گدہ	//	۱۳۳	سرویوتا	//
//	کوتھ کانی	//	//	جھیری	//	//	ریاست بسہر	//
۱۰۴	ریاست کہلور	//	//	قلعہ مالون	//	۱۳۴	علاقہ کناور	//
۱۰۶	ماکھووال	//	۱۱۶	نالاگدہ	//	۱۲۵	سولپور درہ	//
//	ننیرل دیوی	//	//	پنجال یا پنگالہ	//	۱۲۸	جنگی	//
//	رتن گدہ	//	//	بہاسی	//	//	کناگر	//
//	[illegible]	//	//	[illegible]	//	۱۲۹	[illegible]	//
۱۰۸	[illegible]	//	//	سورج گدہ	//	//	[illegible]	//
//	ناکودھاس	//	//	تاراگدہ	//	//	درہ کیپو لوچی	//
//	[illegible]	//	۱۱۸	ریاست کیتھال	//	//	کھاپچہ یا چھاپا	//
//	کوٹل	//	۱۲۰	سیری	//	۱۳۰	کھابل	//
//	مانڈی	//	//	ریاست چبا	//	//	درہ گلپیا	//
//	جیلی	//	//	ریاست کماہین	//	//	مہنگ رنگ	//
۱۰۸	بابہال	//	۱۲۹	پارشدی	//	۱۳۱	کنکا درہ	
//	چیتر	//	۱۲۰	ریاست کوٹ کھائی بارہ	//	//	کوٹی	//
۱۰۹	[illegible]	//	//	[illegible]	//	//	سوارا یا پوجالی	//
//	اوزنگ	//	//	ریاست کوٹھار	//	//	کنو	//
۱۱۰	ریاست سرمور	//	//	ریاست کرنگی	//	//	قلعہ کششین	//
			۱۲۱	ریاست کروند				
۱۱۲	جوہر	//	//	ریاست [illegible]	//	۱۳۲	قلعہ کششین	//
۱۱۴	[illegible]	//	//	ریاست منگل	//	//	قلعہ لینگ	//
//	جتیک	//	//	ریاست راہن	//	//	پیو	//
//	کلاورون	//	//	رتش	//	//	پیوی	//
۱۱۳	کیارودہ	//	//	ریاست بگھاٹ	//	//	لوشیا درہ	//
//	نامہن	//	۱۲۲	ریاست بیاگل	//	//	میرو	//
//	ماچ گلا	//	۱۲۲	[illegible]	//	//	موہنی قلعہ	//
۱۱۵	[illegible]	//	//	قلعہ سری پاپیہ	//	۱۳۳	مرنگ	//
//	[illegible]	//	//	[illegible]	//	//	قلعہ سنگلہ	//
//	ریاست [illegible]	//	//	قلعہ [illegible]	//	//	تنکو	//

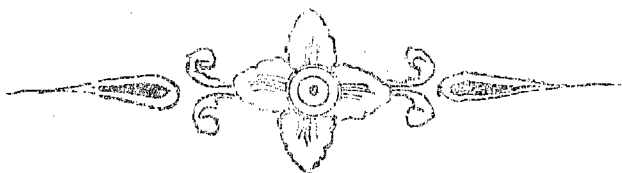
فہرست حصہ [illegible]

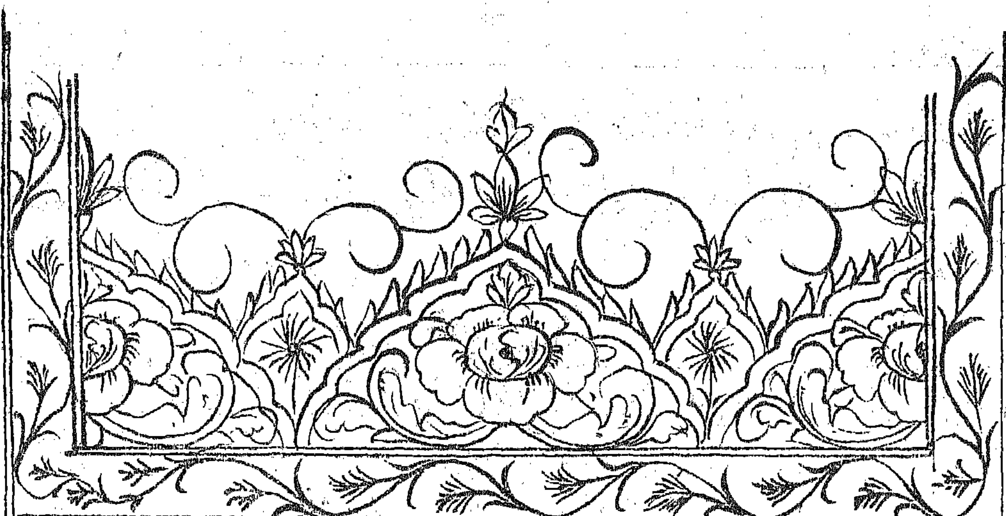
صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم حصہ	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم حصہ	صفحہ	احوال مندرجہ	تقسیم حصہ
۲۶۰	پنڈوری (?)	تقسیم ۵	۲۶۷	موضع گوندلاں والہ	تقسیم ۵	۲۸۷	حافظ آباد (?)	تقسیم ۵
"	قلعہ سوبھا سنگھ	"	۲۶۸	[illegible]	"	"	شیخوپورہ (?)	"
۲۶۱	کلال والہ	"	"	[illegible] والہ	"	۲۹۰	قصبہ [illegible]	"
"	ڈسکہ کلاں (?)	"	"	[illegible]	"	۲۹۱	[illegible] آباد	"
"	[illegible] سنگھ	"	"	[illegible] پورہ	"	۲۹۲	[illegible]	"
۲۶۲	سمبڑیال	"	[illegible]	موضع [illegible]	"	"	[illegible]	"
"	[illegible]	"	"	[illegible]	"	۲۹۳	[illegible]	"
"	وڈالہ	"	[illegible]	[illegible]	"	"	[illegible]	"
[illegible]	[illegible]	"	"	[illegible]	"	۲۹۴	موضع [illegible]	"
"	موضع [illegible]	"	"	[illegible] والہ	"	"	[illegible]	"
"	[illegible]	"	[illegible]	[illegible] والہ	"	[illegible]	[illegible] والہ	"
"	[illegible]	"	"	[illegible]	"	[illegible]	[illegible]	"
"	[illegible]	"	"	[illegible]	"	"	[illegible]	"
"	[illegible]	"	"	[illegible]	"	"	[illegible]	"
"	[illegible]	"	"	[illegible]	"	"	[illegible]	"
[illegible]	[illegible]	"	[illegible]	[illegible] والہ	"	"	[illegible]	"
[illegible]	[illegible] والہ	"	"	[illegible]	"	"	[illegible]	"
[illegible]	[illegible]	"	[illegible]	[illegible]	"	"	[illegible]	"
[illegible]	[illegible] سنگھ	"	[illegible]	[illegible]	"	"	[illegible]	"
[illegible]	[illegible]	"	[illegible]	[illegible]	"	"	[illegible]	"
"	[illegible]	"	"	موضع [illegible]	"	"	[illegible]	"
"	موضع [illegible]	"	[illegible]	[illegible]	"	"	[illegible]	"
[illegible]	موضع [illegible]	"	"	[illegible]	"	"	[illegible]	"
"	موضع [illegible]	"	"	[illegible]	"	"	[illegible]	"
"	[illegible]	"	[illegible]	[illegible]	"	"	[illegible]	"
[illegible]	[illegible]	"	"	[illegible]	"	"	[illegible]	"
"	قلعہ [illegible] سنگھ	"	[illegible]	[illegible]	"	"	[illegible]	"
[illegible]	موضع [illegible] والہ	"	"	[illegible]	"	[illegible]	[illegible]	"

صفحه	احوال مندرجه	تقسیم	صفحه	احوال مندرجه	تقسیم	صفحه	احوال مندرجه	تقسیم
۴۰۱	کارخانه پشمینه	تقسیم	۴۰۹	غار آمری براسے	تقسیم	۴۱۱	آستک ناگ	تقسیم
〃	حمام	〃	〃	گنگه جشن	〃	〃	جوئی بہنگی	
〃	چار چنار	〃	〃	اکسر چسر	〃		دریاچه ولر یا الر	〃
〃	پان پور	〃	〃	چنار پیر پاک	〃		دریاسے ولشو یا وشاو	
						۴۱۳	جوئی ریگی آره	〃
〃	پیدایش زعفران	〃	۴۰۹	سوچیکم		〃	نالہ راستنان	〃
۴۰۲	اچهول		〃	موضع ... / چشمه رنگین	〃	〃	جوئی نخل پوتہ	〃
〃	برنگ پہاڑ	〃	〃	عین المعرفت	〃	〃	جوئی راشی	〃
۴۰۳	پیر پنجال	〃	〃	کوه پنج لیسته	〃	〃	جوئی نخل بالہ	〃
〃	نندن سر	〃	〃	ہلدر	〃	〃	جوئی آب سفید	〃
〃	فتح پنجال	〃	〃	اہرہ بل	〃	〃	نالہ چوغنی کل	〃
۴۰۴	دمدم	〃	〃	بیناسنگین	〃	〃	نارپورہ وار سر	〃
〃	بیچوڑی	〃	〃	دودو ناگ	〃	〃	نالہ نخل بل	〃
〃	بچسر	〃	۴۱۰	بیمر ناگ	〃	〃	نہر شالامار و نشاط باغ	〃
۴۰۵	سرائے نوشہرہ	〃	〃	گنبسر ناگ	〃	〃	دوده گنگا	〃
〃	پونچھ	〃	〃	ایلا پتھر	〃	〃	جوئی آبچ	〃
〃	بہری پور	〃	〃	سکھ ناگ	〃	〃	دریاسے سندہ	〃
۴۰۶	ہولوک	〃	〃	گلر ناگ	〃	〃	تالاب مانسر وہ	〃
〃	کھونڈ	〃	۴۱۰	شمن ناگ	〃	۴۱۴	تالاب پمپسر	〃
〃	کوثر ناگ	〃	〃	پامنت ناگ	〃	〃	جوئی تادی صاز	〃
〃	سربا ناگ یا قیصر ناگ	〃	〃	ششرم ناگ	〃	〃	جوئی تادی بل	〃
〃	ویر ناگ	〃	〃	چوہر ناگ	〃	〃	جوئی سندھ پور	〃
۴۰۷	کانیلیو دان	〃	〃	گرشنہ سر / خوشحال سر	〃	〃	جوئی آرہ گالان	〃
〃	نیلہ ناگ	〃	〃	اچار سر	〃	〃	پونہ نار / جوئی شنگل	〃
〃	امر ناتھ	〃	〃	پچسر	〃	〃	دریاسے بہرو	〃
〃	ہرمکھ گنگبل	〃	〃	سربل	〃	〃	جوسے ڈاگل	〃
〃	پون سندہیا	〃	〃	دریاسے جہت	〃	〃	جوسے دریچ	〃
			۴۱۱	جوئی سانتران				
۴۰۸	واسک ناگ	〃	〃	جوئی گادرلان	〃	〃	جوسے مندری	〃

فہرست مخزن پنجاب

تمام شد





بسم اللہ الرحمن الرحیم



اللہ اکبر خالق جن و بشر خداوند کریم غفور الرحیم رب اعلی رزق دہندہ الاسعود خاص عام ذو الجلال والاکرام قادر بیچون
صانع گوناگون جس نے اپنی قدرت کی رنگینی سے رنگ رنگ کے رنگ بنائے طرح طرح کے جلوے دکھلائے
کہین گلزار کہین خار کہین خزان کہین بہار کہین ریاحین روان کہین ریگستان کہین خوشی کہین دلگیری
کہین جوانی کہین پیری کہین غنچہ کہین گل کہین ساقی کہین مل کہین ظلمت کہین نور اسکی قدرت کا ظہور ہے
رباعی اگر اٹھ جائے پردہ دیدہ باطن سے غفلت کا * جہان مین چارسو آئے نظر نور اسکی وحدت کا
عیان ہو حق ہی حق ہر آن اسکی چشم حق بین مین * حقیقت مین اگر ہووے کوئی طالب حقیقت کا * حمد اسکے رسول اللہ
مقبول شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ختم المرسلین سرور دین الی محشر حاکم جن و بشر پیغمبر پاک صاحب لولاک تاج
عارج معراج احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات بابرکات ہے جسکی نور سے ظہور کائنات ہے حق نے
اسکو شاہنشاہ کیا حقیقت کے علم سے آگاہ کیا عرش پر بلایا دیدار دکھلایا محبت کا جام پلایا محرم راز کیا مبعوث
ممتاز کیا ؎ واہ واہ کیا ذات ہے ذات نبی * حق نے رکھا ہے محمد جسکا نام * بود ہی جسکے ہے بود اہل بود
* جسکی ہستی سے ہے ہستی کو قیام * نور سے جسکے بنے شمس و قمر * ذات سے جسکے ہوئی کل خاص و عام *
خیرخواہ خلق با خلق نکو * خیر دنیا خیر دین خیر الکرام * ہے یہ اے سرور بصدق دل ہمیش * ہر دم بر آل پیغمبر سلام
من بعد بندہ احقر غلام سرور خلف مفتی الشرع الامجد مولانا مفتی غلام محمد قریشی لاہوری خدمت مین
صاحبان علم و ہنر کے یہہ عرض کرتا ہے کہ جب راقم کتاب گلدستہ کرامات و خزینۃ الاصفیا و گنج تاریخ و کان تاریخ
و دیگر سخن کی تالیفات و تصنیفات سے فراغت پا چکا فارغ نہ بیٹھ سکا اور ارادہ کیا کہ اب ایک در کلیات پنجاب کے بلکہ

احوال مین بزبان اردو مروجہ لکھی جاوی اس شوق مین ایکسال کامل حالات کی تلاش درپیش رہی اور بہت سی سعی کے بعد جسقدر احوال کہ بذریعہ کتب فارسی و انگریزی کے حاصل ہوا اس مختصر مین زیب اندراج پایا اور مخزن پنجاب نام رکھا پانچ حصوں مین تقسیموں مین منقسم کی ؛

پہلا حصہ

ستلج پار سے جمنا تک سیدانی ملک کے حال مین جو فی زماننا گورنمنٹ پنجاب کے متعلق ہے اسمین پانچ تقسیمین ہین — پہلی تقسیم دریاؤن و جھیلوں کی حالات مین دوسری تقسیم ستلج پار کے ضروری احوال و تعداد و قسم و شمار و قسمت و ضلع و حدود و اربع کی ذکر مین تیسری تقسیم بادشاہون و راجون رئیسون و جاگیردارون کے بیان مین جو اس ملک مین حاکم رہے اور اب ہین مع تذکرہ حکومت انگریزی چوتھی تقسیم ستلج پار سے جمنا تک کے شہرون و قصبون و قلعون و قدیمی مکانون و معابد و پرستشگاہون وغیرہ کے بیان مین مع مجمل حال مفسدہ فوج انگریزی ہندوستانی جو ضلع کے موقعون پر تحریر ہوا ہے پانچوین تقسیم ستلج پار سے جمنا تک کے کوہستانی ملک اور وہانکے شہرون و قصبون و ریاستون و قلعون و گھاٹون و درون و دریاؤن و جھیلون و گاؤن کی ذکر مین

دوسرا حصہ

دریاے ستلج کے دہنی کنارے سے لیکر کل پنجاب کے سیدانی اور مغربی پہاڑی ملک کے حال مین اسمین آٹھ تقسیمین ہین پہلی تقسیم پنجاب کے حدود و آب و ہوا و تعداد رقبہ وغیرہ ضروری حالات کی ذکر مین دوسری تقسیم پنجاب کی تقسیم ازروی قسمت و ضلع و رقبہ قسمت وار و محکمجات مدارس و پولیس و ریل و تاربجلی وغیرہ تیسری تقسیم دریاؤن کی ضروری حالات اور ان کی چشمون و رفتار و مسافت و طول و عرض کے ذکر مین اور مجمل حال ان نالون اور ندیون کا جو ان سے نکلتی یا داخل ہوتی ہین چوتھی تقسیم پنجاب کے پانچون دوآبون اور ان کے عرض و طول کے بیان مین پانچوین تقسیم پانچون دوآبون کی اکثر شہرون اور قصبون اور بستیون کے ذکر مین مع احوال بعض تعمیرات قدیم و جدید و باغات و قلعجات جو ان شہرون سے متعلق ہین چھٹی تقسیم دریاے سندھ کے پار کے ملک کے شہرون و قصبون کی تشریح مین ساتوین تقسیم علاقہ پشاور و دامن کے دریاؤن و ندیون و سرحدی پہاڑون کے احوال مین آٹھوین تقسیم بہاولپور کی ریاست اور وہانکے ملک کی تفصیل مین ؛

تیسرا حصہ

پنجاب کے کوہستانی اور اسکے علاقون کی احوال مین اسمین پانچ تقسیمین ہین پہلی تقسیم ہزارہ و سکے ملک اور اسکے متعلقات کی حالات مین دوسری تقسیم کشمیر کے پہاڑون اور وہانکے شہرون و قصبون و دریاؤن و چشمون

و جھیلوں و کانوں کی ذکر میں تیسری تقسیم تبت و لداخ و گلگت و کشتواڑ وغیرہ کے بیان میں چوتھی تقسیم کوہ جموں اور وہاں کی ریاست اور بعضی شہروں و قلعوں کی ذکر میں پانچویں تقسیم کوہ کانگڑہ اور اس ضلع کی شہروں و قصبوں و ریاستوں کی تشریح میں جو سرکار انگریزی کے ماتحت ہیں ❊

چوتھا حصہ

پنجاب کے حاکموں اور ناظموں کے ذکر میں اسمیں تین تقسیمیں ہیں پہلی تقسیم مسلمان بادشاہوں و حاکموں و ناظموں کے ذکر میں جو سلاطین غزنین سے چغتائی و درانی سلطنت کی اخیر تک پنجاب میں حاکم رہے دوسری تقسیم سکھوں کے ظہور و عروج و حکومت کے بیان میں گرو نانک کے عہد سے مہاراجہ رنجیت سنگھ و دلیپ سنگھ کی انقراض حکومت تک تیسری تقسیم انگریزوں کے ہندوستانی فوج کی فساد و خونریزی کے تذکرہ میں جو سال ۱۸۵۷ع میں وقوع میں آیا

پانچواں حصہ

پنجاب کے میدان اور کوہستان کے متفرق احوال میں اسمیں چار تقسیمیں ہیں پہلی تقسیم مسلمانوں و ہندؤں کی عبادتگاہوں و مزارات و مقابر و پرستشگاہوں کی ذکر میں دوسری تقسیم ہندو و مسلمانوں کی قوموں کی بیان میں تیسری تقسیم ہندو و مسلمانوں کی مذاہب و عقاید کی تفصیل میں چوتھی تقسیم تجارت و آمد و برآمد و پیداوار و صنایع و دستکاریوں کی احوال میں ❊

قطعہ تاریخ نظم کتاب

۱۲۹۵

ہوئی جب وقت فضل ایزدی سے ❊ نئی تیار پنجابی تواریخ ❊ عجب سرو سے دل نے سال تاریخ ❊ کیا اظہار پنجابی تواریخ

پہلا حصہ

ستلج پار سے دریای جمنا تک ملک کے احوال میں جو محکمہ عالیہ گورنمنٹ پنجاب کے متعلق ہے اسمیں پانچ تقسیمیں ہیں پہلی تقسیم اس ملک کی دریاؤں اور جھیلوں کے تذکرہ میں ❊

دریای جمن

اسکا نام فارسی کتابوں میں جون اور مشہور جمنا ہے جو کوہ ہمالہ سے نکلکر ہندوستان کے میدانوں کو سیراب کرتا ہوا دریای گنگ سے الہ آباد کی مقام پر شامل ہوتا ہے اول یہ دریا جنوب مغربی پہاڑوں کوہ ہمالیہ بنام جمنوتری جو دس ہزار آٹھسو چھیاسی فیٹ ہند کی میدان سے اونچا ہے نکلتا ہے اسکے چشمے کے پاس پانچ فیٹ کے فاصلہ پر گرم چشمے کوہ جمنوتری کے پشت سے جاری ہیں اور ان پہاڑوں کی ڈھلوین گھاٹیوں پر ہمیشہ کثرت کے ساتھ برف پڑی رہتی ہے کہ پہاڑوں کے اوپر اور نیچا برف کے جم جاتے ہیں پس انکی چوٹی کو جھیروں کے اندر سے جب گرم چشموں کا گرم پانی گذرتا ہے تو اسکی گرمی سے برف پگھل پگھل کر ایک چھوٹا سا

چشمہ پانی کا جسکا اندازہ تین فٹ چوڑا اور ایک یا دو فیٹ گہرا ہے روان ہوتا ہے وہی چشمہ گویا آغاز تولد
اِس دریا کا شمار ہوتا ہے اُس مقام تک آدمی سردی اور برف کی کثرت کے سبب سے پہنچ نہین سکتا اور اگر جاوے
تو بدن سُن ہو جاوے زندہ پھر نہ آوے اس زمانہ مین سواے دو کس صاحبان انگریز کے کہ وہ بھی بڑی حکمت
عملی سے صرف حال دریافت کرنیکی مراد سے وہان گئے تھے اور کوئی مسافر و سیاح وہان تک نہین گیا ہے
جب اِس چشمے کا پانی پہاڑ کی بلندی سے نیچے کی گھاٹیون مین آتا ہے تو اور اور گرم چشمون کے پانی بھی جو
اُس نواح مین بکثرت جاری ہین اُس سے ملکر اور کچھ دہوپ کی گرمی سے برف پگہلکر پانی بکثرت اُسمین
ہو جاتا ہے اور ایک چھوٹی سی دریا کی صورت پاکر وہان سے جنوب مغرب کو راستہ لیتا ہے پہر چشمے سے
آٹھہ میل کے فاصلہ پر آکر دریاے بڑاہی گنگا جو جہاں سے پر آبی و چوڑان و گہران و تیزی و تندی مین کئی درجہ
زیادہ ہے اسمین آکر شامل ہو جاتا ہے شمول کی مقام سے پہر یہہ دریا بڑی زور و شور سے بلندی سے
پستی کو اُترتا ہوا بعد طے کرنے مسافت آٹھہ میل اور سولہ میل چشمے سے کوٹ نرنگ کے پاس آپہنچتا ہے
جو اُسکے چشمے سے پانچہزار چھتیس فیٹ نشیب مین ہے اس سے خیال کر لینا چاہئے کہ سولہ میل مین یہہ دریا
فی میل تین سو چودہ فیٹ بلندی سے پستی کو اُترا پہر وہانسے پانچ میل نیچے کو آکر دریاے پیرکیدا
کنتا کے پہاڑ سے نکلکر اسمین آپڑتا ہے پہر وہانسے تین میل نیچے دریاے بُتال اور پہر آٹھہ میل نیچے
دریاے کالرا کوہ ٹونس کے مقام سے اوپر اسمین داخل ہوتا ہے پہر چار میل نیچے آکر دریاے رکنا پہر
دس میل چلکر دریاے کہنتی دہنی طرف سے آکر اسمین شامل ہو جاتے ہین پہر پندرہ میل اور چلکر دریاے
اگلر جو ایک بڑا دریا پر آب و چوڑا ہے بائین طرف سے آکر اس سے ملتا ہے اِن دریاؤن کے سواے اثنای
راستہ کے اندر اور بہت سا ندیون اور چشمون کے پانی بائین و داہنی دونو سمت سے آکر اسمین ملتے جاتے ہین
دریاے اگلر کی شمول کے مقام سے رخ اس دریا کا جنوب مغرب کی سمت سے بدل کر خاص مغرب کی سمت کو
ہو جاتا ہے وہانسے تیرہ میل آگے چلکر دریاے ٹونس بڑی زور و شور سے بہتا ہوا اسمین آپڑتا ہے وہانسے
دس میل نیچے دریاے گری اس سے شمول پاتا ہے دریاے ٹونس کی شمول کے مقام کو دانایان فرنگ سمندر
کی سطح سے ایکہزار چھہ سو چھیاسی فیٹ بلند تحریر کرتے ہین دریاے ٹونس و گری کے شامل ہونے کی وجہ سے چوڑان
اسکی بہت اور رفتار اُسکی تیز ہو جاتی ہے اسقدر کہ برسات مین چھہ سو گز اور سردیون مین اکسو گز کے چوڑان اور
گہران بارہ سے لیکر چودہ فیٹ تک ہوتی ہے اور پانی بھی صفا و پاکیزہ ایسا کہ مچھلیان پانی کے اندر تیرتی ہوئی
نظر آتی ہین پہر ایک میل نیچے اس مقام کے دریاے آسن اُسکے بائین طرف سے آکر شامل ہو جاتا ہے دریاے
آسن بھی ایک نامی دریا کوہ ہمالہ کا ہے جو ایکہزار چار سو ستر فیٹ کی بلندی سے نشیب کو آکر جنوب مشرق کی

سمت مقابل جمنا کے بہتا ہوا اور دیرہ دون کے پہاڑ کو سیراب کرتا ہوا جمنا مین آگرتا ہے آسن کی شمول کی بعد
دریاے جمنا پہلے سمت مغرب اور پھر جنوب کی طرف کو بہتا ہوا اور کوہ سوالک کے گہاٹیون اور غارون کے
اندر ہوتا ہوا بارہ میل رستہ طے کرکر ہندوستان کے ہموار میدان مین داخل ہوجاتا ہے طول اس دریا کا چشمہ
سے لیکر ہند کی میدان تک بعضی مورخ اکسوتیس میل اور بعض ستانوین میل فرماتے ہین اسطرح کہ اگر دریا کے راستے
اور اُسکے پیچ و خم سب شمار کرلئے جاوین توبیشک اکسوتیس میل اور اگر سیدہے راستہ کے حساب سے شمار ہو تو فقط
ستانوین میل شمار مین آتے ہین ہند کے میدان کے دخول کا مکان ایکہزار دو سو چہتر فیٹ سطح سمندر سے بلند
ہے اور سو فیٹ فی میل چشمہ سے لیکر ہند کے میدان تک اسکی نشیب شمار مین آتی ہے میدان مین آکر یہہ دریا
بہت سی شاخون مین منقسم ہوجاتا ہے اور دور دور تک ملک کو اسکی سیرابی سے فائدے پہونچتے ہین
اور سوداگری کا مال بھی پہاڑ سے اس دریا کے ذریعہ سے بہت آتا ہے خصوصاً دیودار و چیر و تیلون وغیرہ
لاکہون روپیہ کی لکڑی سوداگر لوگ پہاڑون کے اوپر سے اسمین پہینک دیتے ہین اور وہ تیرتی ہوئی
میدان مین آجاتی ہین دہلی کے نیچے اس دریا پر جہینے تک کشتیون کا پل بندہا رہتا ہے مگر برسات کے تین مہینے
مین پل ٹوٹ کر آمد و رفت مسافرون کی کشتیون کے ذریعہ سے ہوتی ہے دہلی کے مقام سے اجراے آب
دریا کا خاص شرق کی سمت ہوکر راستہ مین جگہ کہاتا اور کبھی شرق اور کبھی جنوب شرق کی سمت کو چلتا ہوا
آلہ آباد کے قلعہ کے نیچے پہونچکر گنگا سے ملجاتا ہے کل مسافت و طول اسکا دہلی سے آلہ آباد تک براہ دریا
چہہ سو انیس میل ہے اور راستہ مین دریاے ہان و چنبل و سندہ و بتہو دکانی پانچ دریا داہنی طرف
و دریاے ہندن و سنگو و رند یہہ تین دریا بائین سمت سے دور دور سے آکر اسمین داخل ہوتے جاتے ہین
ان کے سوا اور بھی بے شمار ندیان نالے کوہی و میدانی دونو سمت سے آکر اسکے ساتھ شامل ہوتے ہین
نیچلا حصہ اس دریا کا بہت بڑا ہے وہان یہہ کہین ایک میل اور کہین دو میل اور کہین اس سے زیادہ چوڑا ہوتا ہے
اور تیزروی بھی سخت تر ہوتی ہے اور ایسا ہے کہ اسکی تہ مین شہر و ٹیلے و چٹانیان بے شمار ہین جہاز اسمین
نہین چل سکتا ہے دریالمیان مین دریاے گنگ سے اس مقام تک گنگا سے شامل ہوتا ہے بہت بڑا ہے
مگر پانی مین تھوڑا ہے اسکے ذریعہ سے شہر کالپی و اٹاوہ و متہرا و اگرہ و دہلی وغیرہ مین جو اسکے کنارے واقع
و آباد ہین بڑی کثرت سے سوداگری کا مال آکر فروخت ہوتا ہے اس دریا کے کنارے بلند اور ٹیلے دار
ہین اور تیزروی اور پانی بھی اسمین اور دریاؤن سے زیادہ ہے اسکے تہ مین پہاڑی پتہر ریتلے و کنکر
نچلے حصہ مین اسکے مچھلیان و مگرمچھ اور بولن و سنسار و گہڑیال وغیرہ بڑے بڑے جانور بہت ہین کل طول
اسکا چشمہ سے لیکر گنگا کی شمول تک آٹھ سو ساٹھ میل کا ہے اور دونو دریاؤن کے شمول کے مقام پر آلہ آباد

کا قلعہ بڑا مضبوط و مستحکم بنا ہوا ہے شمول کے مقام پر یہہ دونو دریا پر آبی مین مساوی ہین مگر گنگا زیادہ گہری
اور پانی اُسکا زردی مائل و مکدر و کم رفتار اور جمنا نہایت تیز رو و مصفا ہے پانی جسکا بلور کی طرح آبدار و
شفاف ہے دونو کے پانیون مین صرف اسقدر فرق ہے کہ گنگا کا پانی ذائقہ دار و شیرین جمنا کے پانی
سے ہے ہندو لوگ جمنا کو نہایت متبرک و لایق پرستش جانتے ہین اور چونکہ شمول اسکا آخر کار گنگا کے ساتھہ
ہوتا ہے یہہ بھی ایک وجہہ اُسکی بزرگی کا خیال کر لیتے ہین اور یہہ بھی ہندؤن کا قول ہے کہ دریاے سرستی
جو ہند کے ابتدا ئی حصّہ مین پھیل کر زمین مین گھس جاتا ہے وہ زمین کے اندر اندر بہتا ہوا یہان آتا ہے اور الہ آباد
کے ایک برج کے نیچے زمین سے باہر نکلکر گنگا کے ساتھہ شامل ہوتا ہے اگرچہ پانی کا ظہور برج کے نیچے سے ضرور ہوتا
مگر یہہ بات ثابت نہین ہوتی کہ آیا یہہ وہی سرستی دریا ہے جو اتنی دور زمین کے نیچے ہوتا ہوا یہان آکر ظاہر
ہوتا ہے **فیروز شاہ کی نہر** جمنا کی نہرون مین یہہ نہر بڑی اور پرانی و مشہور ہے اب جوڑی اور گہری
قابل جہاز رانی کے ہے پہلے یہہ نہر جمنا کے دہنے کنارے سے بسمت جنوب مغرب چلکر بعد طے کرنے راستے بکیسو
میل کے دہرت کے مقام تک پہونچتی ہے پہر وہان سے چتنگ ندی مین داخل ہوکر ہانسی تک اور پہر وہان سے
شمال مغرب کے سمت کو چلتی ہوئی حصار تک جاتی ہے حصار کے مقام تک کل طول اس نہر کا دہانہ سے لیکر ایکسو
پچاس میل گنا جاتا ہے حصار سے پہر چند میل آگے کہودا ہوا راستہ اسکا موقوف ہو جاتا ہے مگر طغیانی کے وقت
یہہ اپنا راستہ آپ لیتی ہوئی بیکانیر کے غربی ریگستان تک پہونچ جاتی ہے وہان پانی اسکا ریگ کے
ٹیلون کے اندر جذب ہو جاتا ہے مگر بعض اوقات جب بہت طغیانی ہوتی ہے تو وہان سے یہہ دریاے گہگر مین ملکر
اُسکے ذریعہ سے ستلج مین جا پڑتی ہے اس نہر کو اول فیروز شاہ بادشاہ تغلق نے کہودوایا اور ہریانہ کی جنگل کو جو
اُسکی شکارگاہ تہی سے لیگیا جسکا فیض آجتک جاری ہے مگر اُسکے مرنے کے بعد حکام کی غفلت سے کئی مرتبہ یہہ بند
ہوگئی اور پانی کا اجرا موقوف ہوگیا تہا پہر شاہجہان بادشاہ نے اپنی سلطنت کے وقت اسکی اجرا پر توجہہ کی اور
نواب علیمردان خان مشہدی کو اُسکے اجرا کی کام پر مامور کیا اُسنے بڑی سعی و کوشش کے ساتھہ اسکام مین تندہی
کرکے اسکو پہر جاری کیا اور اسکے دہانہ سے اسّی میل نیچے ایک اور نہر کہود کر دہلی کو لایا اُسوقت سے یہہ
مدت تک جاری رہی مگر جب فرخ سیر و محمد شاہ کے وقت جب اسکی خبرگیری نہوئی تو پہر اسکا اجرا بند ہوگیا اور
انگریزی عملداری تک بدستور بند رہی اگرچہ احمد شاہ درانی کے وقت مین ایک لاکہہ روپیہ صرف ہوکر اسکی صفائی
ہوئی اور تہوڑی مدت تک اسکا پانی ہی جاری ہوا مگر پہر بند ہوگئی آخر انگریزی عملداری کے وقت لارڈ ... نے
اسکی صفائی کی طرف متوجہہ ہوئے ۱۸۱۷ء مین اسکی صفائی کا کام شروع ہوکر ۱۸۲۰ء مین ختم ہوا اب سے پہر
یہہ جاری ہے دہلی کی نہر اور اسکا سرا ایک ہی ہے آگے اگرچہ دو شاخون مین منقسم ہو جاتی ہے پہلے میل صفائی

اسکی ریڑ کی مقام سے بہادر گڑہ تک ایکسو اکیاون میل ہوئے دوسری شاخ جو رہتک کو جاتی ہے چیالیس میل
پہر تیسری شاخ جو دادری کو جاتی ہے بتیس میل اور چوتہی شاخ بارہ میل ہے غرض کل طول اس نہر کا معہ اسکی شاخون
کی دوسو چالیس میل شمار مین آیا **علی مردان خان کی نہر** اسکو بادشاہی نہر اور دہلی کی نہر بہی
کہتے ہین فی الحقیقت یہہ نہر بہی فیروزشاہ کی نہر کی ایک شاخ ہے جسکو نواب علی مردان خان مشہدی شاہجہان
بادشاہ کی حکم سے موضع ریڑ کے پاس فیروزشاہ کی نہر کے دہانہ سے جو دریاے جمنا سے نکالا گیا ہے اسی میل
نیچے جنوب کی سمت کو ستر میل لمبی کہود کر دہلی تک لایا اسکی دہانہ سے یہہ پچیس فیٹ چوڑی چلکر مختلف سمتون
اور مختلف راستون اور پہاڑون کے پاس سے گذرتی ہوئی دہلی تک آتی ہے اور مصر شہر کے اندر سے ہوتی
ہوئی قلعہ مین جاتی ہے اور قلعہ کے چمنون اور فوارون کو کئی شاخین ہوکر سیراب کرتی ہے پہر کل شاخون کی
ایک شاخ ہوکر جمنا مین جا پڑتی ہے دہلی کے مفسدہ سے اول اس نہر سے شہر اور قلعہ مین بہت رونق تہی اب
وہ انتظام بالکل درہم برہم ہوگیا ہے شاہجہان بادشاہ کے وقت ۱۶۳۸ع مین اسکی کہودائی کا کام شروع
ہوکر ۱۶۴۵ع تک جاری رہا اور اس عرصہ مین کل کام کہودائی اور تعمیر عمارات بیرونی و اندرونی شہر و
قلعہ کا اختتام ہو پہنچا اسوقت پچیس لاکہہ روپیہ سالانہ اسکی آمدنی تہی سو اسمین سے ایک خمس خزانہ بادشاہی
خزانہ مین داخل نہین ہوتا تہا تمام و کمال اسکی صفائی اور عمارات کے صرف مین صرف ہوجاتا تہا ۱۷۵۳ع
جب نواب صفدر جنگ کی سرکشون کا واقعہ دہلی مین وقوع مین آیا اور سلطنت مین سخت بے انتظامیان واقع ہوئین
تو یہہ نہر بہی عدم خبر گیری کے سبب سے بند ہوگئی اور شاہان دہلی سے کوئی اسکی اجرا کی طرف متوجہ نہوا اسوقت
احمد شاہ درانی کے کہ اسنے دہلی کو فتح کرکر ایک لاکہہ روپیہ اسکی صفائی کے اوپر خرچ کیا تو بہی قرار واقعی
اجرا اسکا ظہور مین نہ آیا آخر لارڈ ہسٹنگ صاحب بہادر اسکی اجرا کی طرف متوجہ ہوئی اور ۱۸۱۷ع مین اسکی
صفائی کا کام جاری فرمایا پہلے صفائی اسکی جوار پور کے مقام سے شروع ہوکر اسی اصلی راستہ سے پانی
اسکا بہادرے تک پہونچا پہر وہانسے آگے چلا کر نہر دریاے اترالا مین ڈالی گئی وہان سے چلکر دریاے
سوآنٹ مین داخل ہوئی پہر وہانسے براہ داورپور و کرنال و پوانا وغیرہ دہلی مین آپہونچی اور یہہ کل کام
چار سال کے عرصہ مین انجام پاکر ۱۸۲۱ع مین باختتام پہونچا **نہر دواب** یہہ نہر بہی شاہجہان بادشاہ کے
وقت کی پرانی نہر ہے شاہجہان کے حکم سے اسکو بہی علی مردان خان جمنا کے بائین کنارے سے فیروزشاہ
کی نہر کے دہانہ کے پاس سے کہود کر لایا تہا اور کچہہ دور تک یہہ نہر اور فیروزشاہ کی نہر باہم پاس پاس ہوتی ہوئی
چلی آتی ہین دہانہ سے ایکسو پینتیس میل چلکر یہہ دواب کے علاقہ مین پہونچ جاتی ہے اسواسطے اسکا نام نہر
دواب ہے شاہان چغتائی کی سلطنت کے ضعف کے وقت یہہ نہر بہی بند ہوگئی تہی مگر لارڈ ہسٹنگ صاحب بہادر نے ۱۸۲۲ع

مین اسکی صفائی کی طرف بہی متوجہ ہوے اور پہلے کہدوائی اسکی فیض آباد کے مقام سے شروع ہوئی اور سنہ ۱۸۲۱ع تک یہہ کام جاری رکر باختتام پہونچا اسکے پانی سے تمام دوابہ کا ملک سیراب ہوتاہے بلکہ اگورنمنٹ کا یہہ اراده رکہتا ہے کہ ایک اور نہر کرنال سے پانچ میل کے فاصلے شرقی کنارے جمنا سے کہود کر الہ آباد تک لائی جاوے **دریاے منسوتی** یہہ ایک چہوٹا سا دریا بدوگار جہجر دہلی کا ہے اول یہہ نارنول سے چند میل پرے جنوب کے طرف سے شمال مشرق کو بہکر جہجر مین آتا ہے پہر اُسی سمت یعنی شمال مشرق کو چلتا ہوا اندازاً طے کرنے پچہتر میل کے گورگانون مین پہونچتا ہے وہان سے پہر بائیس میل دہلی کے طرف کو بہہ کر شہر دہلی سے چند میل بسمت شمال دہلی کی نہر مین داخل ہو جاتاہے **نالہ چتنگ** یہہ چہوٹا سا دریا یا نالہ پانی کا سرہند کے میدان مین جاری ہے جو دریاے سرستی کے اندر سے ہوکر نکلتا ہے پہر وہان سے جنوب مغرب کی گوشہ کے سمت کو بہتا ہوا اور بہت سے علاقون کو سیراب کرتا ہوا سفیدون کے مغرب کیطرف پہونچکر فیروزشاہ کی نہر مین داخل ہو جاتاہے پہر وہ اور نہر دونو ملکر بیکانیر کی ریگستان اور بہٹنیر کے میدانون مین پہیل کر خشک ہو جاتے ہین جو حصار سے بفاصلہ ستائیس میل کے واقع ہین کل لمباؤ اور رستہ اس دریا کا ایک سو پچاس یا ایکسو ساٹہہ میل کا شمار ہوتا ہے **دریاے مارکنڈا** سرمور کی ریاست کے علاقہ اور ناہن پہاڑ کی گہاٹیون سے یہہ دریا نکلتا ہے اور چشمہ سے تہوڑی دور جنوب مغرب گوشہ کے طرف چلکر سرہند کے میدان مین آتا ہے پہر وہان سے بہی اُسی سمت یعنی جنوب مغرب کو بہتا ہوا اسی میل کا رستہ اپنے چشمہ سے طے کرکر دریاے سرستی مین داخل ہو جاتاہے اس دریا کی مشرق کو سرستی اور مغرب کو دریاے گہگر بہتے ہین مگر جب ان تینون مین طغیانی ہوتی ہے تو تینون اپنی کنارون سے اچہل کر ایک ہو جاتے ہین اور کوسون تک دور دور پانی انکا پہیل جاتا ہے اور زمیندار لوگ انکی طغیانی سے بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور پیداوار شالی و مکی و ماش وغیرہ کی بکثرت ہوتی ہے مخرج ان تینون دریاؤن کا ایک ہی پہاڑ ہے جو اُنتیس میل تک برابر پہیلا ہوا چلا گیا ہے **دریاے سرستی** ہندؤنکی عقیدہ مین یہہ دریا نہایت متبرک ہے اور اُسکے پانی سے غسل کرنا بڑا ثواب ہے اور کہتے ہین کہ اصل مین سرستی برہما جی کی لڑکی کا نام ہے جو عقل کی دیوتا کہلاتی ہے اُسنے اپنے آپکو اس دریا کی صورت مین ظاہر کیا ہے اور چونکہ یہہ تہانیسر کے آگے عین میدان گورنگ کے جنگل مین جاکر گم ہو جاتی ہے اصل مین پانی اسکا جذب نہین ہوتا بلکہ زمین کے اندر گہس کر الہ آباد کے قلعہ کے نیچے جا نکلتا ہے اور وہان سے تہوڑی دور چلکر گنگا و جمنا سے شامل ہو جاتا ہے باعث اسکا یہہ ہے کہ جب یہہ سرستی پہاڑ سے اُتری تو اُسکے ہاتہہ مین کتاب یعنی عقل کی پوتہی تہی اُسکو وہ دیکہتی ہوئی گورنگ کے میدان تک پہونچی وہان الکش یعنی بہوتنے اُسپر حملہ آور ہوئے اور چاہا کہ اس سے وہ کتاب چہین لین اسوقت وہ ندی کی صورت بنکر شرم کے مارے زمین مین گہس گئی

اور زمین کے اندر ہی اندر بہتی ہوئی گنگا کے پاس الہ آباد کے قلعہ کے نیچے جا پہونچی اور زمین سے باہر نکلکر
گنگا مین شامل ہوئی اور اصل مین یہہ دریا سرموڑ کی پہاڑ یاہن کی جنوب مشرقی گوشہ سے نکلتا ہے اور جنوب مشرق
کی سمت کو چلکر جب تیس میل کا راستہ طی کر لیتا ہے تو ایک اور پہاڑی ندی جسکا نام کہری ہے اسکے شامل
ہوجاتی ہے پھر تہوڑا سا راستہ اسی سمت کو چلکر یہہ دریا دو شاخون مین منقسم ہوجاتا ہے مشرقی شاخ کا نام
چہنگ اور مغربی کا نام سرستی ہے برسات کی موسم مین یہہ اور دریاے گہگر و مارکنڈا تینون ایک ہوجاتے ہین
صرف وہ گاؤن جو اونچے ٹیلون پر آباد ہین اسکی طغیانی سے محفوظ رہتے ہین کیونکہ پانی انکا بذریعہ مصنوعی
و قدرتی نہرون اور پست میدانون کے دور دور تک پہیل جاتا ہے دو شاخون کی تقسیم ہونے کے بعد یہہ
جنوب مغرب کے طرف کو بتیس میل چلکر تہانیسر تک آ پہونچتا ہے وہان سے پھر مغرب کے سمت کو ستر میل چلکر
مارکنڈا سے ملجاتا ہے پھر قریب چالیس میل کے اور چلکر دریاے گہگر سے شامل ہوجاتا ہے یہہ شمول کی حالت
اسکی اُس حالت مین ہے کہ جب اسمین پانی کثرت سے ہوا اور اگر پانی کم ہو تو تہانیسر سے آگے بڑہ کر کورنگا
کے ریگی میدانون مین پانی اسکا بالکل جذب ہوجاتا ہے سردی کی موسم مین پانی اسمین بہت ہی کم ہوتا ہے
اور دور سے اسکے پانی کی سفیدی ایک سلتے تاگے کی مانند دکہائی دیتی ہے دریاے گہگر
کوہ سرمور و علاقہ ناہن کے پہاڑ سے نکلکر پٹیالہ کی ریاست کے شرقی و شمالی حدود مین آتا ہے وہان سے
پہر پٹیالہ کی ریاست کے علاقہ کو سیراب کرتا ہوا اور کوہستانی اور میدانی علاقون کے درمیان حد فاصل
بناتا ہوا سرہند کے پاس آتا ہے وہان سے آگے پھر انتالیس میل جنوبی سمت کو ریگی میدانون تک چلکر
پانی اسکا جنگل کی ریگ جذب کر لیتی ہے آگے کو چلنے نہین دیتی مگر برسات کے موسم مین برخلاف اسکے بہت
بڑی طغیانی پر آجاتا ہے اور ایکسو چالیس میل کا راستہ جنوب مغرب کیطرف طی کر کر ہریانہ مین اور بعضے ایکسو دس میل
اسی سمت کو چلکر پٹیانہ کی سرزمین مین جا پہنچتا ہے پھر بیکانیر کے ملک کا حد کے پار بدہوپال کے پاس سے گذرتا ہوا
بائیس میل کا راستہ طے کرتا ہوا شہر بہنیر کے جنوب مغرب کی طرف فیروزشاہ کی نہر کے ساتھ ملجاتا ہے پہر دونو
مشمول ایک دوسرے کے بائیس میل جنوب مغرب کو بہہ کر بہاولپور کے متصل دریاے گہارا یعنی ستلج مین
شامل ہوجاتے ہین اور اگر گہگر مین پانی کم ہو تو دہندل کے مقام سے پانی اسکا آگے نہین چلتا کچہہ زمیندار
اپنے اپنے زراعتون کی طرف لیجاتے ہین اور کچہہ ریگستان مین گم ہوجاتا ہے اسکے نچلے حصہ کے راستہ مین
تمام ملک ویرانہ و بنجر ہے وہان اسکا پانی زراعت کی کام مین صرف نہین ہوتا شاہ بابر نے اسکا نام گگر کہا تہا
جواب گہگر مشہور ہے چوڑان اسکی اگرچہ کم ہے مگر گہران زیادہ ہے طغیانی کے وقت گہران اسکی تین گز تک
پہونچ جاتی ہے ورنہ معمولا عمق اسکی گز یا سوا گز کے مقدار تک ہے سابی نلا یہہ ایک چہوٹا سا دریا کوہ الہ

کی جنوبی گھاٹیون سے نکلکر اول شمال کی طرف بہتا ہے پھر وہان سے مختلف راستون اور سمتون کو اسّی میل تک بہتا ہوا ریوڑا اور کوٹ قاسم کے مقام تک پہونچتا ہے پھر اُس مقام سے تیس میل تک ضلع گورگانون اور جھجر تک چلتا ہوا تھنوتی دریا کے دہنے کنارے کے طرف سے اُسمین شامل ہوجاتا ہے **پوشیدہ نرہے** کہ اگرچہ ستلج پار سے جمنا تک کے میدانی علاقہ مین بہت سی ندیان نالے نہرین قدرتی و مصنوعی جاری ہین مگر جو اہمین بڑی نہرین ہین تھین انکا ذکر اوپر تحریر ہوچکا انکے سوا سے خانپور کی ندی پٹیالہ کا دریا تانگر انگری و نہر کٹورا و سوہاگ و خانواہ و پوراتی ستلج و خلاصی نالہ وغیرہ بہت ہین جنکی علیحدہ علیحدہ ذکر کرنے سے طوالت ہوتی ہے ان کے پانی سے تمام علاقے سیراب ہوتے ہین اور آبپاشی کا روپیہ سرکار مین داخل ہوتا ہے سوا ے اسکے اس میدان کے پانی سے جھیلین بھی ملک کو سیراب کرتے ہین جنمین سے چند جھیلون کا ذکر کیا جاتا ہے **گوہانہ کی جھیل** یہہ جھیل دہلی سے پچاس میل شمال مغرب کے سمت قصبہ گوہانہ کے پاس ہے اور رہتک کی نہر سے ایک شاخ نکل کر جو رہتک کو جاتی ہے وہ بھی اسکے متصل بہتی ہے برسات کے موسم مین اسکا پانی پچاس میل تک پہیل جاتا ہے بلکہ جب علیمردان خان نے اس نہر کو بنایا اور پانی چھوڑا تو گوہانہ تک پانی برابر اکرسٹ زمین مین پہیل گیا اسقدر کہ گویا اُس ملک مین طوفان آگیا اور ایک گاؤن جسکا نام لعل پورہ تہا غرق ہوگیا **کوٹلہ کی جھیل** یہہ جھیل ملک کے بڑی جھیلون مین شمار ہوتی ہے جو دہلی سے جنوب مغرب کے سمت کو اڑتالیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اس جھیل سے رعایا کو بڑے فائدے حاصل ہوتے ہین اور قصبہ کوٹلہ اسکے کنارے کے اوپر آباد ہے **نجف گڈہ کی جھیل** اس جھیل کو دریاے تھنوتی کی جھیل بھی کہتے ہین برسات کے موسم مین جب یہہ بہرتی ہے تو عرض طول اسکا بہت بڑہ جاتا ہے اور دہلی سے بسمت جنوب مغرب پندرہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور سرکار نے چھوٹی سی نہر اسکے اندر سے جاری کی ہے **کیرت پور کی جھیل** ستلج پار کے علاقہ مین یہہ بھی ایک مشہور جھیل کرتا پور کے پاس ہے جھیل کے چارون طرف انبون کے درخت بکثرت ہین اس جھیل کا ہندو لوگ بڑا ادب کرتے اور متبرک سمجھتے ہین ایک مندر بھی عالیشان پرستگاہ ہنود کی یہان بنا ہوا ہے اسمین مچھلی مرغابیان بیشمار رہتی ہین مگر ہندو انکو شکار نہین کرتے اور نہ کسیکو شکار کرنے دیتے ہین **تہانیسر کور چھیتر کی جھیل** اس جھیل کا مفصل ذکر ہندون کی عبادت گاہون اور شہرون کے حال مین لکھا جائیگا انشاء اللہ تعالی

دوسری تقسیم ستلج پار کے ملک کی ضروری حالات تعداد رقبہ و مردم شماری و تقسیم قسمت و ضلع و حدود اربع کے ذکر مین

یہہ ملک ستلج کے شرقی کنارے سے جمنا تک پھیلا ہے جسکے شمال کی طرف کوہ ہمالہ و شرق و جنوب مین ممالک مغر

وشمالی اور جنوب مین بیکانیر وعلاقہ بہٹیانہ مغرب مین دریاے ستلج ہے اور اگر کوہستانی ملک بہی جو ماتحت گورنمنٹ
پنجاب ہے اسکے ساتھہ شامل کر کر حد و دبندی ہو تو شمالی حد اسکی بہت اور چینی تاتار کے حدود سے ملحق ہو جاتی
اور خاص گروہ ملک جسپر حکام انگریزی حکومت کرتے ہین تین قسمت اور دس اضلاع مین منقسم ہے اور ستر ہزار
آٹھہ سو سینتالیس میل اسکا رقبہ زمین شمار مین آیا ہے پہلی قسمت دہلی کی اسمین ضلع دہلی و کرنال و گورگانون
تین ضلع و کل رقبہ اسکا چار ہزار ستاون میل مربع ہے دوسری قسمت حصار کی اسمین ضلع حصار و رہتک و
سرسہ تین ضلع اور آٹھہ ہزار پانسو چہیالیس میل رقبہ ہے تیسری قسمت انبالہ اسمین ضلع انبالہ و لدہیانہ و تہانیسر و
شملہ چار ضلع اور پانچہزار دوسو چوالیس میل اسکا رقبہ ہے مگر اب تہانیسر کا ضلع ٹوٹ کر علاقہ اسکا اور ضلعون کے
ساتھہ ملا دیا گیا ہے اور ضلع فیروزپور گیارہوان ضلع ستلج پار کا لاہور کی کمشنری سے علاقہ رکھتا ہے اگرچہ اس
کتاب مین پنجاب کے علاقجات الگ الگ حصو مین بیان ہوئے ہین مگر کل پنجاب کی مردم شماری اسی جگہہ بہی تحریر
شمار کی جاتی ہے کہ کل پنجاب مین جو ماتحت گورنمنٹ پنجاب کے ہے اسمین ایک کروڑ چہتر لاکہہ ترانوین ہزار چہہ سو
چورانوین آدمی آباد ہین پچہلے بارہ سال مین پنجاب مین آبادی کی بدرجہ غایت ترقی ہوئی چونکہ قسمت دہلی
وحصار اُس زمانہ مین ممالک مغربی وشمالی کے شامل تہی اب اگر اُن دونون قسمتون کی آبادی جو اکتیس لاکہہ
اڑتالیس ہزار آٹھہ سو پچاسی آدمی کی ہے منہا کیجاوے تو ایک کروڑ چوالیس لاکہہ پینتالیس ہزار اٹہاسی
آدمی باقی رہجاتے ہین ۱۸۵۴ع مین جو مردم شماری ہوئی تہی اُسکی رو سے آبادی بہت زیادہ ہے
اسکا صرف ترقی آبادی کی ہے اور نیز یہہ کہ اب کی مردم شماری جو جنوری ۱۸۶۸ع مین ہوئی ہے نہایت محنت
اور کوشش کے ساتھہ ہوئی ہے چونکہ کل پنجاب مین چالیس لاکہہ اکیس ہزار نوسو چہتر گہر ہین اُنکے اوپر اگر آبادی
کو پہیلا یا جاوے تو بطور صحیح آدمی فی گہر شمار مین آتے ہین اور اس کل آبادی مین سے پچانوین لاکہہ
تریسٹھہ ہزار پانسو چہپن مرد اور اسی لاکہہ تیس ہزار ایکسو اٹہتیس عورات ہین اور یہہ تمام مردم شماری تین
فریق مین منقسم ہوئی ہے اول بالغ جنکی عمر اٹہارہ برس سے زیادہ ہے دوم وہ آدمی جنکی عمر بارہ اور
اٹہارہ کے درمیان ہے تیسرے وہ جنکی عمر بارہ سال سے کم ہے سو پہلے قسم کے بالغ مرد تریسٹھہ لاکہہ اکیاون ہزار
چہہ سو اور عورتین پینتالیس لاکہہ تراسی ہزار چار سو باون اور دوسرے قسم کے مرد آٹھہ لاکہہ چہیاسٹھہ ہزار اٹہتیس
اڑسٹھہ اور عورتین اڑسٹھہ ہزار تین سو تراسی تیسرے قسم کے مرد یعنی بارہ برس سے کم تینتیس لاکہہ پینتالیس ہزار
چہہ سو ستاسی عورتین اٹہائیس لاکہہ اٹہتیس ہزار چوتیس عدد اتفصیل شمار مین آئین شمار مردون کا بہ نسبت عورتون
کے تفریق وار اور کل میزان مین زیادہ ہے اور یہی کیفیت اور ملکون کے ساتھہ بہی ہے جو ایشیا مین خط استوا
کے قریب ہین یورپین یعنی انگریز وغیرہ عیسائی کل پنجاب مین دو ہزار نوسو چورانوین اور سکہہ نانک پنتھی گیارہ

لاکہہ اونتیس ہزار نوسو اکیتس اور ہندو کُشٹہہ لاکہہ چوبیس ہزار تین سو چوبیس مسلمان ترانوین لاکہہ سینتیس ہزار دو سو ترسینہٹہہ و متفرق اقوام ہنگی چار بے مذہب نو لاکہہ بہتر ہزار تین سو تراسی اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کل پنجاب کی آبادی مین نصف سی زیادہ ہین خصوصاً شمال مغربی حد کے ملک مین سوای مسلمانون کے اور کوئی قوم نامزد کے لوگ الناد رکالمعدوم ہین اور سکہون کی سکونت قسمت لاہور و امرتسر مین زیادہ تر ہے اگرچہ علاقہ پٹیالہ و جنید و نابہہ و فرید کوٹ مین بہی اُنکی سکونت ہے ❊

تیسری تقسیم بادشاہون اور راجون و رئیسون و جاگیردارون کے حالمیں جو اِس ملک مین حاکم تھے اور جو اب ہین معہ تذکرہ حکومت انگریزی

مسلمانون کی بادشاہت سے پہلے اِس ملک بلکہ کل ہندوستان کی سرزمین مین ہندو راجے حکومت کرتے تھے اُنکی تفصیل بہت طوالت و مبالغے کے ساتھہ مہابہارت وغیرہ ہندون کی کتابون مین درج ہے صحیح حالات قابل اطمینان اُنکی بسبب عدم موجودگی کتب تواریخ کے نہین ملتی کیونکہ حملے غزنویہ و غوریہ کے وقت ہزارون کتابخانے ہندو راجون کے لوٹے اور جلائے گئے اسواسطے پچھلی تواریخ اُنکی بالکل نابود ہوگئی اور جو نئی کتابین ساعی تصنیف ہوئین وہ چندان تسلی کے لایق نہین ہین مسلمان بادشاہون سے پہلا بادشاہ **سلطان محمود غزنوی** ہے جو غزنین سے آکر اول راجہ جی پال حاکم پنجاب پر فتحیاب ہوا پہر ستلج پار ہوکر اُسنے دہلی و قنوج و گوالیار و اجمیر و گجرات کے راجون کو شکست دی اور شہر متہرا و گجرات و بتخانہ سومنات لوٹا ہندون کے لاکہون مندر گرائے دین محمدی کے احکام پہیلائے کانگڑہ و جوالامکہی سے بشمار دولت اُٹہا کر لے گیا ہندپر بارہ حملے اُسکے پے درپے ہوئے اور جسطرف کو اُسنے قدم بڑہایا اقبال لازوال پیشوائی کرکے اُسکو فتح و فیروزی بارکاب رہی جب وہ بادشاہ بہزار حسرت و آہ چارسو اکیس سال ہجری مین مرگیا تو **سلطان مسعود** اُسکے بیٹے نے باپ کی سنت کو جاری فرمایا ہند پر چڑہ آیا ہانسی و سونپت وغیرہ قلعون کو فتح کرکے بشمار دولت غزنین کو لے گیا اُسکے بعد **شہزادہ ابوالمجد** سلطان مسعود کا چوتہا بیٹا جو صرف پنجاب کا حاکم تھا وہ بہی ہانسی تک آیا اور تہانیسر تک لوٹ و غارت کرتا ہوا لاہور کو چلا گیا پہر جب **سلطان ابراہیم** مسعود کا بیٹا تخت نشین ہوا تو اُسنے بہی بڑے زور و شور کے ساتھہ ہند پر یورش کی اور پے درپے فتوحات نمایان حاصل کرکے جاتے دفعہ ایک لاکہہ قیدی ہندو اپنے ساتھہ باندہ کر لے گیا اُسکے مرنے کے بعد کئی ایک بادشاہ غزنین مین حاکم ہوے لیکن اسطرف کو کوئی متوجہ ہوا کیونکہ اُنکو اپنے گہر کے جہگڑون سے اتنی فرصت نہ ملی کہ دوسرے گہر کی خبر لینے کی اُنکو فکر ہوتی

آخر جب آخری بادشاہ غزنوی خاندان کا **خسرو ملک** خسرو شاہ کا بیٹا لاہور کی تخت پر بیٹھا تو اُسنے دوبارا ہانسی و تہانیسر وغیرہ کو اپنے قبضہ مین لے لیا پھر تہوڑی مدت کے بعد قبضہ اُسکا جاتا رہا اور وہ خود بہی علاؤ الدین غوری کے پنجہ مین قید ہوکر مر گیا اور کل پنجاب مین **سلطان شہاب الدین** الملقب با بوالمظفر معز الدین محمد بن بہاؤ الدین سام غوری حکومت آرا ہوا اور پنجاب سے ستلج پار ہوکر اُسنے کئی حملون مین ہند کے بہت سے ملک پر قبضہ پایا اور راجہ پرتہی راج چوہان عرف رائے پتہورا کو قتل کرکے دہلی کے تخت پر تسلط ہوا پندرہ برس تک سلطنت کی اُسنے اپنی عمر کمال استقلال کے ساتہہ گذرانی آخر غزنین کو جاتے ہوے گہکرون کے ہاتہہ سے شہید ہوا اُسکے مرنے کے بعد سلطان قطب الدین ایبک لکھہ بخش و آرام شاہ و سلطان شمس الدین التمش و رکن الدین فیروز شاہ و ملکہ رضیہ بیگم و بہرام شاہ و علاؤ الدین مسعود شاہ و ناصر الدین و غیاث الدین بلبن و کیقباد کل گیارہ بادشاہ ایک دوسرے کے بعد دہلی کی بادشاہت کرتے رہے غوریہ غلامون کی سلطنت کے بعد سلطنت دہلی کی سلاطین **خلجیہ** کے خاندان مین منتقل ہوئی اور پہلے پہل سلطان جلال الدین فیروز شاہ بادشاہ ہوا بعد ازان علاؤ الدین خلجی و شہاب الدین عمر و مبارک شاہ کل چار بادشاہون نے حکومت کی آخر جب مبارک شاہ کو اُسکی معشوق خسرو خان نے قتل کر ڈالا تو **تغلقیہ خاندان** کا آغاز ہوا اور سب سے اول سلطان غیاث الدین تغلق پھر محمد شاہ پھر فیروز شاہ پھر ابو بکر شاہ پھر محمد شاہ و سکندر شاہ و محمود شاہ کل آٹھہ بادشاہ اس خاندان کے سلطنت کرتے رہے پھر تیمور شاہ بادشاہ چغتائی کے حملہ کے بعد ہند مین **خضر خانی خاندان** کی حکومت پہیلی اور اس خاندان سے سید خضر خان و ابو الفتح مبارک شاہ و محمد شاہ و علاؤ الدین چار بادشاہون نے دہلی کے تخت پر اجلاس کیا اس خاندان کے ختم ہونے کے بعد **لودی افغانون کی خاندان** کی سلطنت شروع ہوئی اور ان مین سے سلطان بہلول و سکندر شاہ و ابراہیم شاہ تین کس بادشاہ مشہور ہین جب انکا خاتمہ ہوا تو **بابر شاہ چغتائی** نے کابل سے آکر دہلی پر قبضہ پایا وہ مر گیا تو ہمایون شاہ بادشاہ ہوا مگر یہہ بادشاہ **شیر شاہ سور افغان** کی لڑائیون مین مغلوب ہوکر ایران کو چلا گیا اُسکے جانے کے بعد شیر شاہ و اسلام شاہ و محمد شاہ عدلی تین بادشاہ جب سلطنت کر چکے تو ہمایون دوسری مرتبہ پھر آکر کامیاب ہوا ابہنوز اُسکے دوبارہ بادشاہ ہوے کو چھہ مہینے ہی گذرے تھے کہ چہت سے گر کر مر گیا اُسکے مرنیکے بعد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تیرہ برس کے عمر مین بمقام کلانور تخت نشین ہوا یہہ بادشاہ بڑا اولوالعزم بہادر دانا عالم عادل رحیم کریم مشہور ہے اسکے تخت نشین ہوتے ہی ہیمون بقال سلطان محمد شاہ عدلی کے سپہ سالار نے بڑی فوج جمع کرکے آگرہ اور دہلی مین تصرف اپنا کر لیا یہہ خبر پاکر اکبر شاہ اپنی فوج لیکر پنجاب سے

دہلی کو روانہ ہوا پانی پت کے پاس فریقین میں سخت لڑائی ہوئی اور ہیموں زخمی ہو کر گرفتار ہوا اور گردن مارا گیا اس بادشاہ نے دکھن کا ملک فتح کیا ہندو راجوں کی لڑکیاں اپنے اور اپنے بیٹے کے نکاح میں لایا اکبر آباد بسایا قلعہ بنایا ... آباد آباد کیا رعیت کو دلشاد کیا اگلے دفتروں کو ترمیم کیا کل ہندوستان وغیرہ کا ملک بائیس صوبوں میں منقسم کیا ٹوڈرمل و مرزا عبدالرحیم منعم خان مبارک خان اسکے وزیر تھے فیضی فیاضی و ابوالفضل مشیر تھے آخر اکیاون سال بکمال استقلال سلطنت کی دنیا کو چھوڑ عالم فانی سے منہ موڑا اسکے بعد **نورالدین محمد سلیم جہانگیر شاہ** بادشاہ ہوا اسکی تخت نشینی کے بعد شہزادہ خسرو اسکے بیٹے نے چاہا کہ باپ کو تخت سے اتار کر خود تخت نشین ہو اور بیہ بلا بغاوت اختیار کی آخر پنجاب میں آکر پکڑا گیا اور اسکے ہمراہی مددگار اسکے روبرو بہت بری حالت کے ساتھ مقتول ہوئے اس بادشاہ کی ملکہ نورجہان بیگم غیاث الدین طہرانی کی لڑکی نے بادشاہ کی مزاج پر بڑا اختیار پایا اور اپنی حکومت کا نقشہ جمایا بادشاہ برائے نام تھا سلطنت و حکومت میں ملکہ کا انتظام تھا اسکا باپ خواجہ غیاث وزیر اعظم تھا جسکے حکومت کے نیچے سارا عالم تھا یہ بادشاہ علم و حلم و سخا و عطا و نرم مزاجی میں مشہور ہے شہرت اسکی اخلاق حمیدہ کی دور دور ہے اکیس سال آٹھ مہینے اسنے سلطنت کی آخر کشمیر میں جا کر ضیق النفس کی بیماری سے مرگیا تو **شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ** جہانگیر کا بیٹا تخت نشین ہوا اسمیں سخاوت و شجاعت ذاتی جوہر تھا جلوس کے روز بہتر لاکھ اور ایک کروڑ اسی لاکھ نذر روز کی جشن کے روز علما و صلحا و فقرا وغیرہ کو انعام کیا اور جو اس سے پہلے بادشاہ کے روبرو سجدہ تحیت کیا جاتا تھا اسکے حکم سے موقوف ہوا ہزاروں سرائیں مہمانخانے باغات مسجدیں مقبرے تعمیر ہوئے شاہجہان آباد لال قلعہ جامع مسجد دہلی میں مقبرہ ممتاز محل آگرہ میں باغ شالامار و مقبرہ جہانگیر وغیرہ لاہور میں اسکے بنوائے ہوئے موجود ہیں اور ایک تخت طاؤسی ایک کروڑ روپیہ کی لاگت کا بنوایا اسپر بڑی خوشی کے ساتھ اجلاس فرمایا مگر آخر کار اورنگ زیب اپنے بیٹے کے قید میں گرفتار آیا اور اسی حالت میں جان بحق تسلیم ہوا باپ کے قید کرنے اور بھائیوں کے قتل کرنیکے بعد **محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ** ہوا یہ بادشاہ بڑا عالم و فاضل متشرع محدث و مفسر مشہور ہے اسکے وقت میں ایک عورت بستامیہ نامی نے بیس ہزار آدمی کا لشکر جمع کرکے بادشاہ پر چڑھائی کی اور آگرہ تک اپنا دخل کر لیا آخر مغلوب ہو کر مقتول ہوئی اور سیواجی مرہٹہ دکھن میں شورش کر کے بہت بیچ لڑائیاں عالمگیر سے لڑا عالمگیر کے وقت میں ہزاروں بتخانہ مسمار ہو کر بتخانوں کی جگہ مسجدیں تعمیر ہوئیں لاکھوں ہندو بزور شمشیر مسلمان ہوئے ایک جامع مسجد الاسمیہ بیچ قلعہ کے پاس لال پتھر کی عمارت کی بنوائی جسکی عمارت فدائی خان کوکہ کے اہتمام سے ۱۰۸۴ھ باختتام پہنچی اس بادشاہ

نوے برس عمر پائی اور پچاس برس سلطنت کی آخر ۱۱۱۸ ہجری مین فوت ہوا اسکے مرنے کے بعد محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ عالمگیر کا بیٹا اپنے دو بہائیون پر غالب آکر بادشاہ ہوا اور پانچ برس کئی مہنے بادشاہت کی آخر ۱۱۲۴ ہجری مین مرگیا اسنے اہل سنت وجماعت کا مذہب ترک کرکے شیعہ مذہب اختیار کیا تہا اُسکے مرنے کے بعد اُسکے چارون بیٹون مین لڑائی ہوئی مگر انہین سے معزالدین جہاندار شاہ نواب ذوالفقار خان کی حمایت سے بادشاہ بنا اور تین بہائی اسکے قتل ہوئے مگر یہہ حکومت کی بابت مین ناقابل نکلا اور سید عبد اللہ و حسین علی خان امراے دربار نے فرخ سیر عظیم الشان کے بیٹے عالمگیر کے پوتے کو تخت پر بٹہلایا اور جہاندار شاہ معزول ہوا اور خود سید عبد اللہ خان و حسین علی خان مختار کل سلطنت کے مقرر ہوئے مگر آخرکار انہین اور بادشاہ مین دشمنی پیدا ہوئی اور بادشاہ انکے ہاتہہ سے قتل ہوکر روشن اختر ابو الفتح محمد شاہ بادشاہ ہوا اسکے وقت مین سلطنت نہایت ضعیف ہوگئی اور مرہٹون کے حملے پے درپے ہونے لگے باجی راو مرہٹہ کی فوج دہلی کے دروازہ تک پہونچی اور آصف جاہ نظام الملک ناظم دکہن کا خود سر ہوگیا نادر شاہ بادشاہ ایران دہلی مین آیا قتل عام کی اور کروڑون روپیہ نقد سونا جواہرات موتی تخت طاؤس سب دہلی کے خزانہ سے اُٹہا کر لے گیا اور بڑا حصہ اس سلطنت کے ملک کا جو کابل کی سلطنت سے ملحق تہا اُسنے اپنی سلطنت کے ساتہہ ملالیا صوبہ بنگال نے بہی اپنی حکومت علحدہ کرلی صفدر جنگ ناظم اودہ کا بہی اپنی سلطنت علحدہ قایم کربیٹہا دکہن کے ملک کے سواے گجرات و برار و اڑیسہ بہی مرہٹون کی حکومت مین آگیا مالوہ کے لوگ علیحدہ حاکم کے ماتحت ہوگئے پنجاب مین احمد شاہ درانی نے اپنی حکومت جمالی الغرض بے انتظامیون کے ساتہہ اونتیس برس یہہ بادشاہ سلطنت کرکے جان بحق تسلیم ہوا بعد ازان احمد شاہ اُسکا بیٹا تخت نشین ہوا اور چند ہی برس نام بادشاہ رہا اندہا اور معزول ہوا اور شاہ عالم بادشاہ نے تخت دہلی پر اجلاس کیا اُسکے وقت مین مادہوجی سندیہہ نے جو احمد شاہ درانی کی لڑائی بمقام پانی پت سے بچ گیا ہوا تہا مالوہ کے ملک مین بڑا اقتدار پایا اور دور دور تک اُسکی عملداری پہیل گئی اُسوقت دہلی مین ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان جو وزیر مرگیا اور امیرون کی آپسمین فساد ہونے لگے تو مادہوجی نے ایسے وقت کو غنیمت جانا اور بڑا بہاری لشکر لیکر دہلی آپہنچا اور بادشاہ کی کل سلطنت پر حاوی ہوگیا صرف ایک شخص غلام قادر خان پسر ضابطہ خان نبیرہ نجیب الدولہ روہیلہ کی طرف سے اُسکے دل مین کہٹکا باقی تہا تین سال کے بعد مادہوجی سندیہہ تو دہلی سے متہرا کو گیا اور غلام قادر خان نے میدان خالی دیکہکر دہلی مین اپنا قبضہ کرلیا اور کل بادشاہی خزانہ لوٹ کر غوث گڈہ اپنے گہر بہیجدیا اور بادشاہ پر متسلط ہوکر خنجر کی نوک سے دونو آنکہین بادشاہ کی نکالڈالین یہہ بات سنکر مادہوجی فی الفور متہرا سے واپس آیا اُسکے آنے کی خبر پاکر غلام قادر دہلی سے غوث گڈہ کو بہاگا راستہ مین گہوڑے سے گر پڑا اور قید ہوکر سندیہہ کے سامنے پیش ہوا اور بہت

بُری حالت سے مقتول ہوا ۸ ستمبر ۱۸۰۳ء مین انگریزی فوج ماتحت جرنیل لیک صاحب کے علیگڈھ سے کوچ کر کر دہلی مین آئی اُسوقت مرہٹہ کا لشکر بھی ماتحتی لوی بورکین صاحب فرانسیس کے دہلی سے نکلا بائین کنارے جمنا کے آپسمین لڑائی ہوئی جسکے اخیر مرہٹہ کی فوج بھاگ نکلی اور کل سازسامان دولت جاہ سیکھہ زین خزانہ انکا انگریزون کو ملا بادشاہ بھی انگریزون کی حمایت کے سایہ مین بفراغبالی زندگانی کرنے لگا بعدازان اکتوبر ۱۸۰۴ء مین مہاراجہ جسونت راؤ ہولکر نے ستر ہزار فوج اور اکسو تین ضرب توپ کے ساتھہ آکر دہلی کا محاصرہ کیا دہلی مین انگریزی فوج اُسوقت صرف دو پلٹن و چار کمپنی ہندوستانی و دو رجمنٹ بیقاعدہ سوارون اور دو پلٹن بیقاعدہ پیادون اور ایک پلٹن توڑہ دار بندوقون والون کی موجود تھین اُنمین سے بیقاعدہ فوج تو فوراً بھاگ گئی پھر بھی کرنیل برن صاحب کمان افسر قلعہ بڑی بہادری کے ساتھہ شہر کے حصار کی مضبوطی کر کر لڑتا رہا اور ہلکر کے حملون کا جواب ترکی بترکی دیتا رہا اور جب اُنہون نے پوڑیان یعنی زینے لگا کر فصیل پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو سخت حملہ کر کر اونکو پسپا کیا اور اِس جلدی مین جو تین سرنگین مرہٹون نے لگائی تھین وہ بھی اوڑانا بھول گئے بعد تین روز کے جنرل لیک صاحب معہ فوج کے وہان آپہونچا اور محاصرہ اُٹھا دیا شاہ عالم جب نوے سال کی عمر پا کر مرگیا تو—

اکبر شاہ ثانی قلعہ کے اندر تخت نشین ہوا اور ایک لاکھہ روپیہ مشاہرہ سرکار کمپنی سے پاتا رہا وہ مرگیا تو ابوظفر بہادر شاہ قلعہ کے اندر تخت نشین ہوا اور تمام عمر آرام و خوشدلی گذرانی مگر اخیر کے وقت اوسکی عمر کے ایسا امر وقوع مین آیا کہ ۱۸۵۷ء مین مفسدہ پردازون نے یہہ خبر مشہور کی کہ بندوقون کیواسطے ولایت سے کارتوس آئے ہین جس مین سور اور گائے کی چربی لگی ہوئی ہے اور ایسے کارتوسون کی تقسیم کرنے سے سرکار کا یہہ منشا ہے ہندوون اور مسلمانون کا مذہب جاتا رہے اور سب لوگ عیسائی ہوجاوین اور اِس بات کا چرچا تمام ہندوستانی فوج مین پھیلا اور افسران انگریزی نے ہرچند اِس بات مین فہمایشین کین بلکہ یہہ بھی تجویز ہوگئی کہ وہ ان کارتوسونکو منہہ سے نہ کاٹین ہاتھہ سے کاٹا کرین مگر دلون سے وہ شبہہ نہ گیا اور اول ۱۰ تاریخ ماہ مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھہ کی چھاونی کے تیسرے رسالے اور بیسوین اور گیارھوین پلٹن ہندوستانی نے شورش کر کے چھاونی جلادی قیدی قتل کئے جیلخانہ کو توڑ دیا اور عیسائیون کے زن و مرد بچہ خورد و کلان جو مل گئے ذبح کئے یہہ کام انجام کر کر وہ مفسد فوج دہلی مین آئی اور ایک شور محشر برپا ہوا کل فوج ہندوستانی دہلی کی بھی اونسے مل گئی اور انگریزون کو قتل کر کر بہادر شاہ ظفر کو تخت پر بٹھلا کر بادشاہ بنایا یہہ خبر سنکر جا بجا لکھنؤ اور فرخ آباد و بریلی وغیرہ مین بغاوت پھیلی اور کل فوج اپنے افسرون کو قتل کر کے دہلی مین آپہونچی ادھر سے حکام پنجاب نے فوج معقول گورہ اور سکھون وغیرہ کی جمع کر کر دہلی کا محاصرہ کیا اور آپسمین لڑائیان ہو کر دہلی فتح ہوئی اور مفسدون کی فوج منتشر ہو کر چلی گئی دہلی کے فتح کے بعد بادشاہ گرفتار ہو کر برہما کے ملک کی طرف جلاوطن ہوا اور وہان ہی بہت بُری

عالیتین جہان بحق تسلیم ہوا اس بادشاہ پر خاندان چغتائی بادشاہوں کا خاتمہ ہوا اللہ باقی والکل فانی

ذکر ریاست جھجر و دادری و بہادر گڈھ ابتدا سے انجام تک

اگرچہ یہ ریاست دہلی کے مفسدہ کے بعد نیست و نابود ہوگئی ہے مگر رئیس یہانکا حاکم با اختیار صاحب عزت و وقار تھا اسواسطے تھوڑا احوال اُسکا درج کتاب ہوتا ہے کہ رئیس جھجر کے افغانان بڑیچ کہلاتے تھے اور بڑے اُنکے ولایت افغانی میں بمقام سراوق رہتے تھے محمد شاہ بادشاہ کے وقت سب سے اول مصطفی خان بڑیچ ہندوستان میں آیا اور سرکار نواب علی بردی خان مہابت جنگ ناظم صوبہ بنگال و عظیم آباد میں جا کر نوکر ہوا اور خدمات شایان کرکے بڑی عزت حاصل کی نوابی کا خطاب پایا مگر آخر کو باغی ہوکر اپنے آقا کے ساتھ کئی لڑائیاں لڑا اور مارا گیا اُسکے مارے جانیکے بعد مرتضی خان بیٹا اُسکا اپنی فوج لیکر ابو المنصور خان صفدر جنگ صوبہ دار اودھ و الہ آباد کی خدمت میں حاضر ہو کر ملازم ہوا اور مدت تک صفدر جنگ اور اُسکے بیٹے شجاع الدولہ کے پاس نوکر رہا مگر جب نواب آصف الدولہ مشہور مرزا امانی کا وقت آیا تو اُس سے ناراض ہوکر چلا آیا اور پانچہزار سوار لیکر دہلی پہونچا نجف خان وزیر سلطنت نے اُسکو بادشاہ کے حضور میں لیجا کر نوکر کرایا اور جاگیر دلائی جب وہ مرگیا تو فوجداری خان اُسکا بھائی اور اسماعیل خان و نجابت علی خان و بہادر خان اُسکے بیٹے بدستور معزز و مکرم رہے پھر جب تسلط مادہو راو سیندھیا مرہٹہ کا دہلی میں ہوا تو اُسنے انکی قدر و منزلت کو بحال رکھا انمیں سے فوجداری خان تو کچواہہ کے لڑائی میں مارا گیا اور باقی سب اپنی اپنی جاگیروں پر قابض و متصرف رہے پھر جب صاحبان انگریز دہلی پر قابض ہوئے تو نجابت علی خان نے حضور جنرل لیک صاحب حاضر ہو کر جانفشانیاں کیں اور خدمات شایان بجالایا اُسکے عوض میں بموجب سند محررہ چودہویں اکتوبر سنہ ۱۸۰۶ع پونچت وغیرہ پرگنات میان دو آب کے جاگیر میں بحال رہی اور بالعوض پرگنات رہتک کے پرگنات جھجر و دادری و بہادر گڈھ وغیرہ عطا ہوئے پھر جب راجہ جسونت راو ہولکر نے دہلی پر حملہ کیا تو اُس لڑائی میں بھی فیض طلب خان بہنوئی نجابت علیخان کا زخمی ہوا اسواسطے جنرل لیک صاحب نے پرگنہ پاٹودی اُسکے جاگیر میں عطا فرمایا پھر جو محالات میان دو آب کسی ضرورت کے سبب سرکار میں لے لئی گئی تو اُسکے بدلے محالات جھجر و نارنول و کانوڑ و دادری قلعہ وغیرہ بمنظوری گورنر جنرل دوام کے واسطے انکو دیا گیا اور یہہ خاندان سرکار انگریزی بہادر کا کامل خیرخواہ اور دوست متصور ہو کر لارڈ گورنر جنرل بہادر کی مہربانی انپر روز افزون ہوئی اور انکی حیثیت و عزت و آبرو کے مطابق علاقجات انکو ملے بدین تفصیل ٭

جاگیر نجابت علی خان		بنام اسماعیل خان و فیض محمد خان	
جھجر	باولی	دادری سوائے بہو دناٹرہ و جھال	بدھوانہ
کانونده معه قلعه کانٹی	نارنول	جاگیر اسماعیل خان بہادرگڈہ	جاگیر فیض محمد خان پاٹودہ

اور یہہ شرطین بوقت عطاے جاگیر قرار پائین کہ بندوبست محالات مذکورہ کا وہ خود کرینگے سرکار سے [illegible] نگاہ رکھینگے
اور چار سو سوار عند الضرورت سرکار مین دیا کرینگے اور ہمیشہ سرکار انگریزی کی تابعیت مین حاضر رہینگے سوائے اُسکے
نجابت علی خان ان پرگنات مین رئیس اعلی مقرر ہوا اور سب اُسکے رشتہ دار اُسکے ماتحت شمار ہوئے دس برس تک
اُسنے ریاست کی پہر ۱۲۴۰ھ مین وفات پائی پہر فیض محمد خان اُسکا بیٹا مسند نشین ہوا اُسنے انتظام ریاست کا کمال
دانائی کے ساتھ کیا آخر چالیس سال حکومت کرکے سنہ ۱۲۵۱ھ مین مرگیا اور فیض علی خان اُسکا بیٹا مسند پر بیٹھا اس رئیس کے
مزاج مین کفایت شعاری بہت تھی مگر عمارت کا شوق تھا سنہ ۱۲۷۱ھ مین یہہ فوت ہوا اور عبد الرحمان خان بیٹا اُسکا جانشین
ہوا یہہ رئیس بڑا سخی و عالی ہمت مشہور تھا اُسکے وقت مین مفسدہ دہلی کا برپا ہوا اگرچہ مرضی اُسکی نہتی کہ صاحبان
انگریز سے اُسکی بگڑ جاوے مگر اجتماع مفسدان سے بھی نہایت خائف تھا اور چاہتا تھا کہ کسیطرح دونو فریق سے بچی رہے
اُنہین ایام مین مسٹر مٹکاف صاحب جنٹ مجسٹریٹ دہلی معہ ایک اور صاحب افسر پلٹن کے دہلی سے بہاگ کر جہجر مین
پہونچے نواب نے اُنکو جہجر مین علانیہ رکہنا مناسب نہ جانا اور بعزت تمام روانہ سمت کوٹھی چہچکاس کردیا اور
کوٹھی کے داروغہ کو لکہا کہ ان دونو صاحبون کو بحفاظت و آرام وہان رکہو جب دونو صاحب وہان پہونچ
گئے تو پیچہے سے چند شریرون نے ملکر ایک سوار بلا اطلاع نواب کے کوٹھی کے داروغہ کے پاس بہیجکر حکم پہونچایا
کہ نواب صاحب کا حکم ہے کہ ان صاحبونکو وہان نہ رکہو جدہر انکی مرضی ہو چلے جاوین جب داروغہ نے دونو صاحبونکو
یہہ حکم سنایا تو مجبوری وہان سے چل دئے مگر جاتے دفعہ یہہ کہہ گئے کہ اگر ہماری زندگی اور انگریزی حکومت باقی رہی
تو نواب صاحب نتیجہ اسکا بخوبی پائینگے جب یہہ خبر نواب کو پہونچی تو بہت ملول ہوئے اور ہرچند تلاش کرائی گئی
کچھ پتہ اُن دونو صاحبون کا نہ ملا بعد ازان جو پے در پے تحریرات شاہ دہلی کی فوج کی طلبی کے واسطے پہونچین تو
نواب نے عبد الصمد خان و ابراہیم خان کو تین سو سوار دیکر مفسدون کی امداد کے لئے بھی دہلی کو روانہ کردیا بعد
جب چٹھی انگریزی لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کی نواب کے نام بدین مضمون پہونچی کہ فوج انگریزی کا لام [illegible]
مفسدان کے واسطے کرنال مین جمع ہوتا ہے آپکو چاہئے کہ خود اپنی فوج لیکر وہان آدین اس چٹھی کے
پہونچنے سے نواب کا ارادہ مصمم ہوگیا کہ خود کرنال کو جاوے مگر جب فوج کے افسرون کو بلا کر صلاح لی تو وہ [illegible]

سست پائے گئے اسلئے نواب بہی خاموش ہو رہا اتنے مین ایک خط مسٹر ولیم فورڈ صاحب کلکٹر گورگانون کا بطلب
دوسو سوار اور ایک پلٹن اور دو ضرب توپ بسوائیون کے دفع فساد کے واسطے نواب کے نام کا پہونچا اسکی تعمیل
کے واسطے حکم روانگی فوج کا نافذ ہوا مگر ہنوز تعمیل نہین ہوئی تہی کہ اُس درمیان بیٹے اعتقاد الدین شاہ مرسنگہ
کے فوج مین بلوا ہوگیا اور فوج نے خود سر ہوکر شاہ سونگہ کو پکڑ لیا دوسرے روز بمشکل تمام ایک سو سوار گورگانون کو
روانہ ہوا مگر وہ سوار فرخ نگر کے مقام پر جا کر بیٹہہ رہے اور تین چار روز کے بعد سنا کہ مفسدون کی یورش کے سبب
فورڈ صاحب گورگانون سے چلے گئے یہہ بات سنتے ہی وہ سوار جہجر کو واپس چلے آئے اسی عرصہ مین چند میم صاحبہ
باغیون کے پنجہ سے بہاگ کر دہلی سے جہجر مین پہونچین وہ بحفاظت تمام رتہون مین سوار کر کر قلعہ کانوند مین پہنچائی
گئین اور دہلی کے فتح ہونے تک وہان رہین ۸ اگست ۱۸۵۷ء کو امجد علی رسالدار مفسدان دہلی کے طرف سے
جہجر مین پہونچا اور فرمان شاہی بہی نواب اور فوج دربار طلب پانچ لاکہ روپیہ وامداد فوج پیش کرنا یا نواب نے
بظاہر اسکی خاطر کی اور وعدہ وعید کر کے رخصت کیا پندرہ روز کے بعد پہر امجد علی روپیہ کی تقاضا کیواسطے
نواب کے پاس آیا اور نیز ایک شخص محمد عظیم شہزادہ نے قصبہ بادلی علاقہ جہجر مین آکر تحصیل معاملہ کی شروع
کی یہہ خبر پاکر نواب غصہ مین آیا اور فوج کو حکم تیاری کا دیا مگر وہ دونو وہان سے ٹل کر چلے گئے ۲۰ ستمبر ۱۸۵۷ء
کو لشکر انگریزی دہلی کے فصیل گرا کر شہر مین داخل ہوا اسوقت عبد الصمد خان و حسن علیخان نواب کے فوج افسر جو
دہلی مین مامور تہے وہان سے بہاگ کر جہجر مین پہونچے اور فوج مفسدون کی شہر سے بہاگ کر جا بجا پہیل گئی اسوقت حکام انگریزی
کے طرف سے مفسدون کی گرفتاری کے پروانجات جاری ہوے اور اسی مضمون کا خط نواب کے نام کا بہی پہونچا نواب نے مفسدون کی گرفتاری
کیواسطے کوشش کی اور احمد قلیخان شاہ دہلی کے خسر کو معہ حکیم عبد الحق مختار ریاست بلبہ گڈہ وغیرہ بہت سے باغیون کو گرفتار
کر کر حکام انگریزی کی خدمت مین بہیجا غرض جو حکم کہ دہلی سے آتا تہا اسکی تعمیل فی الفور ہوتی رہی جب دہلی کے
تسلط سے سرکار انگریزی کو فراغت ملی تو گرد و پیش کے انتظام مین مصروف ہوئی و کرنیل ڈرلارنس و جان
صاحب جنٹ مجسٹریٹ دہلی و ولیم فورڈ صاحب کلکٹر گورگانون و کپتان ہارسن صاحب وغیرہ معہ ایک کمپنی گورہ
و تین ہزار فوج مہاراجہ جمون و ایک ہزار فوج سرکاری کے دہلی سے کوچ کر کے ساتوین اکتوبر ۱۸۵۷ء کو مقام
پاٹودی آئے چونکہ اکبر علی خان رئیس پاٹودی کو غدر کے ایام مین باغی لوگون نے بہت تنگ کیا تہا اسیر بہی
انکی طرف رخ نکیا اسواسطے اسکی ریاست بحال رہی اور لشکر دادری کو بتارام مفسد کے طرف مامور ہوا مگر وہ
بہاگ گیا وہان سے لشکر انگریزی مقام پاٹودہ جو جہجر کے علاقہ سے ملحق الحدود ہے پہونچا اسلئے رئیس جہجر نے
وہان انتظام رسد اور انگریزون کی ضیافت کا کر دیا اور خود بہی ساٹہہ ستر سوار اپنے ساتہہ وہان پہونچا مگر ملاقات
حاصل نہوئی اور حکم ملا کہ بالفعل مقام دادری کلان کا ہے وہان سے واپس آکر بمقام جہجر ملاقات ہوگی اسواسطے

نواب جھجر کو لوٹ گیا جب لشکر دادری میں پہونچا تو بہادر جنگ خان رئیس دادری سے بے ہتھیار ملاقات
ہوئی اُسوقت کسیکا دخل ہوا خفا اُس سے ہوا الا جو سوار نواب جھجر کے مامور دہلی گرفتار ہو کر آئے وہ گولی سے قتل
کرائے گئے وہاں سے لشکر بمقام چھوچھک واس علاقہ جھجر پہونچا اور طلبی نواب کی کمپنی میں پندرہ آدمیوں کے
ہتھیار کے عمل میں آئی اُسوقت عبدالصمد خان و ابراہیم خان مشیران نواب نے یہہ صلاح دی کہ آپ ہماری عقلمندی کی
اسباب کی نہیں ہے کہ آپ بتوقع خیر ملاقات کے واسطے جائیں اور کچھہ اسکا ثمرہ نیک اٹھائیں کیونکہ وہ زمانہ گذر گیا
جب آپ نے ہمارا کہا نہ مانا اور مشیران بے تدبیر کے کہنے سے ہمکو مفسدان دہلی کی مدد کو بھیجا تھا اور اب طلبی
آپکی صرف گرفتاری کی نظر سے ہے کیونکہ اگر واقع میں یہہ امر منظور ہوتا تو اول مقام پر وہ آپ سے ملاقات ہوتی
اور اوسوقت انتظاری صرف واسطے فوج کے آنیکی تھی اب تو اور فوج آگئی ہے آپ کی طلبی ہوتی ہے دوسری
چھہ ہزار سوار بے گناہ مارے گئے انکی بابت میں کچھہ آپ سے دریافت کیا جاتا تیسری صرف آپکی ملاقات
کرنے کے واسطے دس ہزار فوج کے لانے کی کیا ضرورت تھی اب ہمارے نزدیک انگریزوں سے توقع بہتری
نہیں ہے مقتضائے عقل نیک اندیش یہہ ہے کہ آپ خود سری اختیار کیجئے و تعلقات ریاست کو ترک کر کے کسی
سمت کو چل دیجئے اگر کوئی ہمارے چلنے کا حارج ہوگا تو اُس سے ہم لڑینگے ناچاری کی موت سے مرنا مردونکا
کام نہیں ہے فقط نواب نے یہہ تقریر سنکر انکا کہنا نہ مانا اور تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھہ افسران فوج انگریزی
کے پاس حاضر ہوگیا انہوں نے سرسری ملاقات کر کے نواب کو نظر بند کر لیا اور خط مسٹر سانڈرس صاحب کمشنر دہلی کا
جو نواب کے نام تھا اوسکے حوالے کیا اُسمیں لکھا تھا کہ غدر کے وقت تم سے کچھہ نمک حلالی و خیر خواہی وقوع میں نہیں
آئی اسواسطے ریاست تمہاری منضبط ہوئی اور تحقیقات اس امر کی کہ آیا برعکس خیر خواہی کے کچھہ بدخواہی بھی تم سے ہوئی یا
نہیں صاحبان کورٹ بمقام دہلی کرینگے جب نواب یہہ خط پڑھہ چکا تو صاحبان فوج نے اس سے کہا کہ آپ ہمکو ایک
اپنا حکم بنام اہلکاران یا نوکروں کے لکھہ کر دیجئے کہ وہ کل خزانہ و اسباب و سامان بسپرد سرکار انگریزی کے تفویض کر دیں چنانچہ نواب نے بخوشی لکھہ
ایک پروانہ بنام اہلکاران جھجر و تعلقدار کانوڑ کے نام لکھہ دیا اُس فرستی عمل و دخل سرکار انگریزی کا جھجر میں ہوگیا اور نواب قید ہو کر دہلی میں آیا اور
وہاں بہت زیادہ تحقیقات سے معلوم ہوئی کہ ... آخر کار بتجویز صاحبان کورٹ جرم بغاوت اور بدخواہی کا نواب کے نسبت ثابت ہو کر
پھانسی دینا قرار پایا اور نواب کے چار دن پیشتر کو جھجر سے بلا کر اُس سے ملاقات کرائی اور پھر تیئسویں تاریخ دسمبر ۱۸۵۷ء کو نواب کو حکم سنایا گیا
کہ کل تم کو بروز چہارشنبہ چار بجے دن کے وقت پھانسی پاؤ گے اگر کوئی آرزو رکھتے ہو تو بیان کرو نواب حکم سنکر بیہوش ہوگیا
اور کچھہ جواب نہ دیا اگلے روز غسل کیا اور بیرات نو وجہہ عورات کو اسکی بلا یا میوں چاندنی بہار کرسی کی ... اور
کچھہ اشرفیاں جو حسب الاجازت حکام کے اوسکے پاس خرچ کے واسطے موجود تھیں چلتے چلتے اپنے قبیلہ پر تقسیم
کردیں اور کچھہ وصیت نسبت تربیت اپنی اولاد کے انہیں باندیوں کو کرتا رہا اتنے میں وقت موعودہ پہونچا اور

ایک صاحب معہ جمعیت ضروری کے وہان آئے اور نواب کو کرانچی مین سوار کر کر دہلی کی کوتوالی مین لے گئے اور
ایک گہڑی دن رہے پہانسی پر چڑہا دیا جب مر گیا تو نعش کو اوتروا کر ایک گڑہے مین پہنکوا دیا اسی روز سے نواب کے
خانگی اسباب کی ضبطی ہونے لگی اور کل زیور و اسباب زنانہ و مردانہ و عیال و اطفال کا بقدر ایک کروڑ روپیہ
کے ضبط ہوکر داخل سرکار ہوا بلکہ عورات کی بمعرفت جامہ تلاشی بیگمات کی بہی عمل مین آئی — اس سے پہلے
۴- ماہ نومبر ۱۸۵۷ء کو کرنیل ڈگ لارنس صاحب پولیٹکل ایجنٹ دادری مین گئے اور وہان جاکر اوس ریاست
کو بہی ضبط کیا اور بہادر جنگ خان رئیس کو معہ فتح جنگ خان بیٹے اسکے کے نظربند کر کے دہلی کو روانہ کیا اور
اسکے وابستون کو بہادر گڑہ مین بہیجدیا اور کل ملک متعلقہ ریاست جہجر سے پرگنہ نارنول کا مہاراجہ صاحب پٹیالہ
و پرگنات کانوڈ و باول راجہ نابہہ و پرگنہ دادری راجہ جیند کو انکی خیرخواہی و خدمتگزاری ایام غدر کے صلے سرکار سے
عطا ہوا بہادر جنگ خان رئیس دادری و بہادر گڑہ کو بعد نظربندی ایکہزار روپیہ ماہواری نقد زر پنشن کے لاہور مین
رہنے کے واسطے حکم نافذ ہوا اور ابراہیم علی خان نے جسکو نواب نے اپنے سوارون کا افسر بناکر شاہ دہلی کے
مدد کو بہیجا تہا دہلی مین پہانسی پائی اور نواب کے عورات جنکے پاس نہ زیادہ دولت تہی جہجر سے خارج ہوکر دوجانہ
بہیجکر باقی ماندون کے واسطے پانی پت مین رہنے کا حکم نافذ ہوا اور گذارہ ہر ایک کا بقدر اسکی حیثیت کے مقرر
ہوا

تذکرہ ریاست فرخ نگر

یہہ ریاست بلوچون کی ریاست مشہور تہی بانی اس ریاست کا دلیل خان بلوچ تہا جسنے فرخ سیر بادشاہ کے
عہد مین فوجدار خان خطاب پایا اور شہر فرخ آباد اسنے فرخ سیر بادشاہ کے نام پر آباد کیا اور اپنے متعلق لوگ
ہم قوم وغیرہ اسمین آباد کئے اور ایک مسجد عالیشان تعمیر کی نام اس شہر کا تاریخی مطابق ۱۱۲۵ ہجری ہے
جو بعہد محمد شاہ بادشاہ کے آباد ہوجانے اس شہر کے رکہا گیا تہا اور جو قلعہ فوجدار خان نے یہان بنوایا تہا
اسکی تاریخ بہی قلعہ فوجدار خان کسی شاعر نے برمحل نکالی ہے اس مادہ سے بہی ۱۱۴۵ ہجری ظاہر ہوتا ہے فوجدار خان
نے اپنے عہد مین جنگل کاٹ کر بڑی آبادی کی اور کار ریاست جب وہ مر گیا تو بعد اسکے کامگار خان اور پہر موسی خان
جانشین ہوا تو اسکے وقت مین بعد حکومت تین سال کے ریاست مین تنزل آگیا اور وہ اس ریاست سے بلکل بیدخل
ہوگیا اور فرخ نگر وغیرہ ملک ہریانہ مین عملداری بہرت پور کی راجہ سورج مل کی ہوگئی اور اسکے بعد اسکا بیٹا جواہر سنگہ
پہر رتن سنگہ خلف سورج مل پہر نول سنگہ سورج مل کا بیٹا پہر رنجیت سنگہ سورجمل کا بیٹا قابض ہوا اسکے وقت مین موسی خان
بلوچ پہر اپنی ریاست کی استرداد کی فکر مین ہوا اور پوشیدہ پوشیدہ اپنے ہم قومون اور پٹیالہ کے آدمیون کے
ساتھ سازش کر لی اور اس کام پر ڈیڑہ ہزار آدمی آمادہ ہو گیا مگر یہ جمعیت قلیل غیر آزمودہ کار فوجی کیہہ آموختہ
کے روبرو کچھہ حقیقت نہ رکہتے تہے سوای اسکے شمشیر و خنجر کے بغیر کوئی توپ یا رہکلہ و بندوق نہ تہی اس خوف کے

مارے وہ دو بدو دشمن سے مقابلہ نکرسکا اور یہ حیلہ بنایا کہ اُس ڈیرہ ہزار فوج مسلح کو عورتون کی طرح پردہ دار
گاڑیون مین بٹھلایا اور ایک سامان برات کا تیار کر کر رات کو باجے بجاتا ہوا اور رقص کراتا ہوا بہت روشنی
کے ساتھ اپنی مسکن سے چلا اور ایک نوشہ دولہہ مصنوعی بناکر اور سہرا باندہ کر گھوڑے پر بٹھلا لیا اسطرح چلتے
چلتے موضع جانڈری عرف باقرگڈہ متعلقہ بخشی گڈہ مین جو فرخ نگر سے بفاصلہ آٹھہ کوس کے ہے جا پہونچا اور
وہان بسبب اسکے کہ وہ گاؤن شاہجہان آباد کے ناکہ پر تہا ایک قلعہ متعلق ریاست فرخ نگر کے بنا ہوا تہا اور
فوج راجہ کی اُسمین رہا کرتی تہی سامان برات کا اور رقص و نغمہ دیکہنے کو کل فوج بے ہتیار باہر نکل آئی
اُسوقت فقتادہ گروہ جانبازون کی تلوارین کہینچ کر گاڑیون سے نکل آئے اور مانند مرگ مفاجات جاٹون کے
لشکر پر جو بالکل غافل تہے ٹوٹ پڑے اگرچہ جاٹون کی فوج بہی ان سے کئی درجہ زیادہ تہی اور حتی الامکان
انہون نے کوشش بہی کی مگر سوتے اور جاگتے مین بہت فرق ہوتا ہے کشتہ و خستہ ہوکر بہاگ نکلے اور قلعہ
فرخ نگر مین محصور ہوئے اور باقرگڈہ کا قلعہ بلوچون نے اپنے قبضہ مین کر کر سامان حرب توپ و تفنگ وغیرہ
جسقدر رہا ساتہہ لے لیا اور شبا شب فرخ نگر پہونچے اور مورچہ بندی کر کر شہر کو توپون لگا دیون اُسوقت
دیوان خوشحال راے نائب رئیس بہت گہبرایا جو اسکو یہ ہوا کہ بہت جلد قلعہ خالی کر کر بہاگ گیا اور موسی خان
نے عمل و دخل اپنا فرخ نگر مین کرلیا اگرچہ ریاست اُسکی فرخ نگر و دیہات قرب و جوار پر بحال ہوئی پہلی ریاست
کے حدود قائم ہوئے وہ مرگیا تو اُسکا بیٹا اسمعیل خان پہر مظفر خان پہر یعقوب علیخان اپنے اپنے وقت
رئیس ہوتے رہے جب نواب احمد علیخان گدی نشین ہوا تو اُسکے وقت مین مفسدہ دہلی کا برپا ہوا
اور انگریزون نے بسبب اسکے کہ وہ بہی باغی ہوکر مددگار مفسدان دہلی ہوگیا تھا اُسکو پہانسی دیدیا اور
ریاست فرخ نگر کی بانتظام ہوکر کل علاقہ ضبط سرکار ہوا انہین سے ابتفضل حسین نامی ایک جاگیردار اس
علاقہ کا باقی ہے جو مفسدہ کے وقت خیرخواہ سرکار رہا تہا ۔

ذکر ریاست سمرو صاحب الیمان زیب النسا بیگم قصبہ سردہنہ وغیرہ کا

اگرچہ سردہنہ کا علاقہ ذات متعلق علاقہ سمتہ لفٹنٹی پنجاب کے نہین ہے مگر دہلی کے پاس ہے یہ بہی ایک بہ دست ریاست
تہی تذکرہ اسکا بہی اس مقام پر لطف سے خالی نہوگا اصل حال اسکا یہ ہے کہ سمرو صاحب الیمان انگریز قوم
کیتہولک دل راجہ رنجیت سنگہ والی بہرت پور کا نوکر تہا جب سنہ [illegible] مین باہم میرزا نجف خان و راجہ رنجیت سنگہ
کے لڑائی ہوکر علاقہ ڈیگ فتح ہوا اور باہم دونو ریاستون کی مصالحت عمل مین آئی تو سمرو صاحب نے راجہ رنجیت سنگہ
کی نوکری ترک کرکے میرزا نجف خان کی ملازمت اختیار کی اسواسطے جو پرگنات جہجر و جہارسہ وغیرہ راجہ نے

سمرو صاحب کے جاگیر مین دی ہوئے تھے اُسکو واگذار رہے وہ مرگیا تو زیب النسا بیگم اُسکی زوجہ جو ذات کی کشمیرن اہل طوائف مین سے تھی اُسکے جاگیر پر قابض ہوئی اور انتظام ریاست کا اُسنے بوجہ احسن کیا دھولپور سندھیہ کے وقت اُسنے پرگنات جھجر وغیرہ چھوڑ دیا اور عوض اُسکے سردھنہ ولیو دیانہ وبڑنادہ وبھاسو وبرنیت وکوتانہ وغیرہ پرگنات میان دوآب لے لئے اور سردھنہ کو دار الریاست مقرر کیا انگریزون کے وقت بھی اُسکی جاگیر بدستور بحال رہی جب مرگئی تو کل علاقہ اُسکا سرکار انگریزی مین ضبط ہوگیا اور ایک ہزار سپاہی ہندوستانی مسلمان اُسکا ملازم جو نجیب سپاہی کرکے مشہور تھے پنجاب مین مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پاس آکر نوکر ہوگیا مہاراجہ نے بھی اُنکا نام نجیبون کی پلٹن رکھا ؛

ذکر ریاست جارج طامس صاحب عرف جہاز صاحب انگریز کا

جارج طامس صاحب انگریزی بہادر عملداری مرہٹون کے ایک رئیس جو مختار ضلع ہریانہ وغیرہ مین ہوگذرا ہے پہلے یہ شخص انگریزی جہازون کی کشتی مین ایک ذلیل عہدہ پر نوکر تھا سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین انگلستان سے ہندوستان مین آکر مندراس مین اُترا جو کہ آدمی صاحب حوصلہ وطالب جاہ وحشم تھا ذلیل نوکری جہاز کی چھوڑ کر پالیگارہ مین آیا چند سال وہان بسر کئے وہان سے سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین سردھنہ مین آکر سمرو کی بیگم زیب النسا کا نوکر ہوا اور اچھی خدمتین بجالا کر عزت وتوقیر حاصل کی بیگم نے اپنی ایک کنیزک سے اُسکی شادی کردی اور فوج کا افسر بنایا مدت تک وہ نگران قوم سکھہ سے جو بیگم کے علاقہ مین لوٹ مار کرتے تھے لڑتا رہا اور بیگم کو اپنی خدمات نمایان سے خوش رکھا سات برس کے بعد بسبب درازی بعض دراندازون کے مزاج بیگم کا اس سے برگشتہ ہوگیا اسلئے اُسنے بیگم کی نوکری چھوڑ دی اور دو سو سوار جنگ آزمودہ کے ساتھ سردھنہ سے نکلکر انوپ شہر کے پاس جو اُسوقت سرحد علاقہ انگریزی کی تھی آکر تین مہینے تک مقیم رہا اس امید پر کہ شاید کوئی ہندوستانی رئیس اُسکو بلا کر نوکر رکہ لے سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین ایک خط اپا کہانڈہ راو مرہٹہ کا اس مضمون سے اُسکے پاس آیا کہ اگر ہمارے پاس آجاوگے تو معزز نوکری اور گذارہ معقول پاؤگے اور

اپا راو کہانڈہ [illegible] مرہٹہ الملقب بہ بخشی سپہدار اول مادھوجی سندھیہ کا نوکر تھا اور مادھوجی سندھیہ نے اُسکو نوکر رکہ کر دو پلٹن جنگی آزمودہ کار عطا کین اور افسر بنایا جب اُسنے بہت [illegible] مین جانفشانیان کین تو مادھوسندھیہ نے اُسکو اضلاع گوالیار وگوہد بھی کا ناظم بنایا اور ان اضلاع [illegible] نظم ونسق اُسنے کچھہ عرصہ تک اچھا کیا سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین اُسنے بلا اجازت اپنے آقا کے [illegible] اگرچہ بہت کوششون کے ساتھ فتحیاب ہوا مگر نہایت زیر بار وقرضدار ہوگیا اس بدنظمی سے مادھوسندھیہ

اس سے ناراض ہو کر اُسکو معزول کر دیا از بسکہ یہ سردار ایک آدمی صاحب داعیہ و عالی دماغ تہا اُسنے ہریانہ
مین آکر خودسری اختیار کی اور اپنی بازو کے زور سے اضلاع میوات کو مفتوح کرتا ہوا ہریانہ تک پہونچا اُسوقت
اثنا میں سکہہ لوگ جو اُس ملک کو لوٹ رہے تہے پنجاب کو لوٹ گئے اور ہریانہ کے بہت سے حصہ مین عملداری
اپاکہانڈہ راو کی سنہ ۱۲ ہجری مین قایم ہو گئی اُس فروغ کے وقت وہ مادہوسندہیہ سے نہ تو باغی اور نہ تابعدار
رہا بعض بعض اضلاع مین خودمختار و مالک اور بعض مین باجگذار و تابعدار تہا اُسنے قلعہ کانوڑ کو اپنا دارالحکومت
بنایا فقط جب جارج طامس صاحب اسکے پاس پہونچا تو اُسنے اُسکو آدمی ہوشیار و لائق کا جان نثار تصور کرکے
ریاست کا مختار بنایا اور افسری فوج کی اُسکے حوالے کی بعد وفات مادہوسندہیہ کے جبکہ دولت راو سندہیہ
برادرزادہ مادہو کا جانشین ہوا اپاکہانڈہ راو بھی حسب الطلب اُسکے معہ جارج طامس صاحب کے دہلی گیا اور
شاہ عالم بادشاہ کے یہان سے خلعت فاخرہ حاصل کی غرض کئی سال تک طامس صاحب نے ریاست اپاکہانڈہ
کی خوب کارگذاریان کین اور خدمات لایق بجا لایا آخر جب اپاکہانڈہ راو نے بسبب شدت مرض و ضعف بخار
کے جمنا مین ڈوب کر خودکشی کی تو طامس صاحب حاکم خودمختار بن گیا اور دور دور تک علاقہ جات فتح کرتا ہوا اضلاع
راجہ پٹیالہ وغیرہ سے سررشتہ دوستی کا قایم کیا جب اپاکہانڈہ راو مرنے کے بعد باون راو برادرزادہ
اُسکا جانشین ہوا تو اُسنے بعض فسادانگیزون کے کہنے سے یہ تجویز کی کہ جو پرگنہ جہجر وغیرہ اُسکے چچا نے طامس صاحب
کو جاگیر مین دیا ہوا تہا ضبط کرکے اپنی ریاست کے شامل کر لیوے ہر چند طامس صاحب کا لحاظ اُسکے کرد
نوکر اُس خاندان کا تہا اطاعت قبول کی اور کچہہ خراج بہی دیا گیا مگر باون راو نے نہ مانا اور نوبت جنگ
تک پہونچی آخرکار بعد جنگ و پیکار آپس مین صلح و صفائی ہو گئی اس کام سے فراغت پاکر اُسنے مقام کرنال
سکہون کے ساتھہ ایسا جنگ کیا کہ جسمین اکثر سکہہ مارا گیا شہر حصار و ہانسی جسکو سکہون نے بالکل اُجاڑ
دیا تہا از سر نو آباد کرکے دارالریاست بنایا قلعہ جارج گڈہ جسکو اب جہاز گڈہ بولتے ہین تعمیر کیا اور کل ملک
ہریانہ کا جو دہلی سے نوے میل شمال و مغرب مین ہے طامس صاحب کے تصرف مین آگیا جسکی وسعت تخمیناً شمالاً
اُنیس کوس یا اسقدر شرقاً غرباً کہی ہو گی اور اُسکی ریاست کی حد شمالی صاحب سنگہ پٹیالہ والے کے راج اور گوشہ
شمال و مغرب ملک بہٹیان اور غرب مین بیکانیر کے راج اور جنوب مین جی پور کی راج اور گوشہ جنوب و مشرق
مین پرگنہ دادری اور مشرق مین اضلاع متصلہ دہلی اور گوشہ شمال و مشرق مین روہتک پانی پت وغیرہ
کی حدود سے ملتی تہی اور خاص قصبہ ہانسی کو اُسنے اپنا دارالحکومت بنایا اور اگر خاص حد اُسکی ریاست کی
بیان کیجاوے تو یہ ہے کہ شمالی حد مین اُسکے دریاے گہگر اور جنوب مین قصبہ بہل اور شرق مین مہم اور غرب
مین بہادرہ و [illegible] اور آٹہہ سو موضع اُسمین شامل تہے بعد انتظام قرار واقعی کے طامس صاحب نے سکہ اپنی نام کا

جاری کیا اور توپین قلعہ شکن و میدانی لڑائی کی ڈہلوائین لشکر آراستہ کیا شان و شوکت شاہانہ جمائی یہانتک کہ
اُسکے پاس پچاس ضرب توپ اور آٹھہ پلٹن ہزار ہزار آدمی کی اور ایکہزار سوار اور ساڑہے تین ہزار بیقاعدہ
فوج جمع ہوگئی اور جارج گڈہ اپنے بنائے ہوئے قلعہ مین جو جہجہر سے چار کوس پر ہے سامان جنگ و ذخیرہ جمع کیا
چند سال کے بعد اتفاق جانے طامس صاحب کا میواڑ کی ملک کیطرف ہوا پیچھے اُسکے ضابطہ خان ناظم جہجر نے بیڑیا ولی
کی کہ علاقہ دار ادی علمداری دولت رام سندہیہ سے کہانڈ کی بہری ہوئی گاڑیان ستر ہزار روپیہ کی مالیت کے لوٹ
لین گاڑی والون نے استغاثہ اسکا بحضور پیرون صاحب سپہ سالار فوج دولت رام سندہیہ کے کیا اور پیرون صاحب
کی حکم سے مسٹر لوئیس صاحب فرانسیس معہ چار پلٹن و توپخانہ واسطے تدارک ضابطہ خان کے مامور ہوا اُسنے جہجر
آکر توپین لگادین اور پندرہ دن تک برابر لڑائی ہوتی رہی آخر ضابطہ خان مفرور اور لشکر مرہٹہ کا منصور ہوا
اور لوئیس صاحب جہجر کے چند دوکاندارون اور ساہوکارون کو پکڑ لے گیا جب طامس صاحب میوار سے واپس آیا
تو اُسنے شہر جہجر سے سترہ ہزار روپیہ معاوضہ اُن گاڑیون کا چندہ کر کر پیرون صاحب کے پاس بہیجکر قیدی
اپنے منگا لیے اگرچہ گاڑیون کے عوض مین تو سترہ ہزار روپیہ پیرون صاحب نے وصول کر لیا مگر دل مین
جارج طامس کے نوکرون کی شوخی سے سخت پیچ و تاب کہائی اور کل یہہ حال دولت راو سندہیہ کی خدمت
مین جو اُسوقت وہ بمقام دکہن تہا لکہہ بہیجا وہان سے ایک خط بنام طامس صاحب اسطرح جاری ہوا کہ چونکہ
اسوقت فیمابین ہماری اور مہاراجہ جسونت راو ہولکر والی اندور کی لڑائی ہو رہی ہے تمکو چاہیے کہ
اپنے آپکو ہماری سلطنت کا ایک ملازم و جاگیردار تصور کر کر ماتحتی پیرون صاحب سپہ سالار کے مجاربہ
ہولکر مین مصروف ہو چونکہ پیرون صاحب اور طامس صاحب کی آپس مین صفائی نہتی پیرون صاحب نے چاہا کہ کسیطرح طامس صاحب
کو اپنے پاس بلا کر قید کر لون مگر طامس صاحب نے اپنی فوج کے ساتھہ جا کر ملاقات کی اور پیرون صاحب کو طامس صاحب
کے گرفتار کرنے کا موقع نملا اور کہا کہ مہاراجہ سندہیہ کا حکم ہے کہ تم علاقہ جہجر سے بالکل دستبردار ہو کر مہاراجہ
سندہیہ کی ملازمون کے حوالے کر دو اسکے عوض مین تمکو پچاس ہزار روپیہ ماہواری ملا کریگا چونکہ یہہ بات پیرون
صاحب کی طامس صاحب نے منظور نکی اسی روز سے آپس مین مجادلہ و مقاتلہ شروع ہوا اور مدت تک طامس صاحب
رستہ لڑائیان سندہیہ کی فوج سے لڑتا رہا آخر جب پیرون صاحب اور [illegible] صاحب کی فوج کو مدد پہونچ گئی اور
طامس صاحب کے فوج کے [illegible] سے [illegible] گئے اور اہلکاران سندہیہ نے طامس صاحب کے سپاہیون اور نفرون
کے دو التون کو جو اسکے علاقہ مین رہتی تہے قید کر لیا تو فوج طامس صاحب کی بیدل ہوگئی اور اپنی جان بچاکر
جابجا الگ [illegible] لاچار ہو کر طامس صاحب نے ریاست سے دل اٹھایا اور انگریزی علمداری مین جا کر باقی عمر
[illegible]

تذکرہ ریاست لوہارو

یہہ ریاست ایک مسلمان نواب کی ہے اسکی شمال کو ضلع ہریانہ شرق اور جنوب میں ضلع گوڑگانوہ مغرب میں شیخاوٹی و غرب میں سکانیر وہریانہ ہے سطح اس ریاست کا دو سو میل مربع اور آبادی تخمیناً اٹھارہ ہزار آدمی کے ہے جب لارڈ لیک صاحب نے مرہٹون کو دہلی سے نکالا تو لوہارو معہ علاقہ متعلق کے ریاست الور مین منتقل ہوگیا اور راجہ الور نے یہہ علاقہ نواب احمد بخش خان اپنے نائب کو بخش دیا بلکہ سرکار انگریزی نے بعوض اُس کے خدمات کے علاقہ فیروزپور جھرکہ کا جو جنوب کے طرف دہلی کے ہے اپنی طرف سے نواب احمد بخش خان کو عطا کیا جب نواب احمد بخش خان مرگیا تو شمس الدین خان اُسکا بیٹا جانشین اپنے باپ کا ہوا اُسوقت امین الدین خان و ضیاء الدین خان حقیقی بھائی شمس الدین خان کے بموجب وصیت اپنے باپ کے دعویدار حصہ ریاست کے ہوئے اور یہ مقدمہ روبروے فریزر صاحب ایجنٹ دہلی کے پیش ہوا صاحب ممدوح نے بعد تحقیقات گورنمنٹ میں رپورٹ کی کہ ان تینون بھائیون مین باپ کی وصیت کے بموجب حصص ہوجانے مناسب ہین اس بات سے نواب شمس الدین خان صاحب ایجنٹ کا دشمن ہوگیا اور اپنے نوکرون کے ہاتھ سے اکتوبر ۱۸۳۵ء مین صاحب ایجنٹ کو قتل کرادیا پس وہ مقدمہ ایک برس تک تحقیقات ہوتا رہا آخر جرم قتل بہ نسبت نواب شمس الدین خان کے ثابت ہوکر اُسکو پھانسی دی گئی اور ریاست فیروزپور کی ضبط ہوکر ضلع گوڑگانون مین شامل ہوئی اور خاص لوہارو معہ علاقہ متعلق امین الدین و ضیاء الدین کے نام واگذار ہوا اور مدت العمر نواب امین الدین خان اس ریاست پر قابض و متصرف رہا اسکے مرنے کے بعد نواب میرزا علاؤ الدین احمد خان بہادر جانشین اپنے باپ کا ہوا اس جانشینی کے وقت ضیاء الدین خان نے دعوی حصول ریاست کا کیا مگر کامیاب نہوا اور فیصلہ سمجھا گیا اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ پنشن اس ریاست سے اسکو ملتی ہے نواب علاؤ الدین احمد خان بہادر رئیس حال بڑے لیق و عالم و فاضل ہوشیار کارگذار نیکنام خیرخواہ سرکار انگریزی کے ہین انتظام اُسکا ریاست مین بہت اچھا ہے پانچ فرزند اس رئیس کے میرزا امیر الدین و نصیر الدین عزیز الدین و بشیر الدین و ضمیر الدین موجود ہین اور میرزا حسین علی خان بہادر رئیس حال کے بھائی بھی بڑے لائق آدمی ہین مفسدہ دہلی مین یہہ ریاست وفادار ثابت ہوئی اس سبب سے بحال و برقرار رہی ؁

تذکرہ ریاست دوجانہ

قسمت حصار مین یہہ بھی ایک مشہور ریاست ہے [illegible] ریاست الارڈ لیک صاحب کے حکم سے بعوض اُن خدمات کے جو نواب عبد الصمد خان نے سمیہ مرہٹون کی لڑائی مین انجام دی تھین نواب ممدوح کو عطا ہوئی اور دوجانہ کے ایک اور علاقہ جو جھجر کے قریب ہے پہلے ہی شامل اس ریاست کے ہوگیا اب یہہ ریاست نواب عبد الصمد خان کے پوتے محمد حسن علی خان کو واگذار رہی مفسدہ دہلی مین یہہ رئیس بھی خیرخواہ و وفادار نکلا اسلیئے ریاست اسکی

قایم رہی محمد سعادت علی خان ولیعہد و محمد شمشیر خان و محمد شمشیر خان بہائی و محمد عبد اللہ خان برادر چچیرزاد اس رئیس کے
ماتحت کام کرتے ہین کل سطح اس ریاست کا اکہتر میل مربع ہے اور آبادی چہہ ہزار آدمی سے زیادہ ہے پچاس
سوار اور ڈیڑہ سو پیادہ اس رئیس کے پاس نوکر ہے ۰۰

ذکر ریاست پاٹودی

یہہ ریاست بہی بڑی ریاست جہجر کی ایک شاخ ہے پہلے یہہ ریاست لارڈ لیک صاحب بہادر نے بجلدوے
حسن خدمات مہم مرہٹون کے نواب فیض طلب خان ہمشیرے نواب نجابت علی خان رئیس جہجر کو از روے سند محررہ
۴ ۴ - اکتوبر ۱۸۰۶ء مطابق ۱۹ - ماہ رجب ۱۲۱۹ھ عطا کیا یہہ ریاست چالیس میل بسمت جنوب مغرب دہلی کی اُس
سڑک پر واقع ہے جو دہلی سے نارنول کو جاتی ہے مفسدہ دہلی کے بعد باوجودیکہ ریاست جہجر کی ضبط ہوکر رئیس
وہان کا پہانسی پاگیا مگر یہہ ریاست بسبب خیرخواہی و وفاداری کے اکبر علی خان رئیس کو واگذار رہی فی الحال فرمان روا
اس ریاست کے نواب محمد مختار حسین رئیس ہین اور آمدنی کل اس ریاست کی قریب پچاس ہزار روپیہ سالیانہ کے ہے
یہہ ریاست قسمت دہلی کے متعلق ہے اور محمد اصغر علی خان سربراہ کار و امداد علی خان رشتہ دار نواب صاحب کے زور بازو
اس ریاست کے مختار مہمات ریاست ہین ۰۰

ذکر ریاست دادری

یہہ ریاست جہجر کے ریاست کی ایک شاخ تہی اور جب جہجر کا علاقہ لارڈ لیک صاحب نے نواب نجابت علی خان کو عطا کیا تو
علاقہ دادری و بہادرگڈہ نواب محمد اسمعیل خان نجابت علی خان کے بہائی کو ملا مگر اسماعیل خان عنقریب فوت ہوگیا
اور نواب بہادر جنگ خان اُسکا بیٹا خوردسال رہ گیا اسواسطے نواب نجابت علی خان نے انتظام اس ریاست کا اپنے
ذمہ پر لے لیا اور دادری مین چہاونی اپنی فوج کی مقرر کی جب نجابت علی خان مرگیا تو نواب فیض محمد خان کے وقت
مین بہی چندسال دادری مین چہاونی رہی جب بہادر جنگ خان بالغ ہوا تو اُسنے دادری مین اپنا عمل و دخل
کرلیا اسواسطے نواب فیض محمد خان نے مطالبہ نقصان عہد سرپرستی بحضور صاحب ایجنٹ دہلی کے پیش کیا یہ بین
بیان کہ اوقات سرپرستی و نابالغی بہادر جنگ خان کے آمدنی علاقہ کی کم اور خرچ زیادہ تہا صاحب ممدوح نے کل
انتظام ذمہ بہادر جنگ خان کا کرکے کل دیہات پرگنہ دادری سے نواب فیض محمد خان کو دیدئیے اور باقی علاقہ جسکی جمع
ایک لاکہہ اٹہارہ ہزار ایکسو دس روپیہ سات آنہ ۹ پائی ہے بحق بہادر جنگ خان بحال رکہا اور چونکہ دو لاکہہ روپیہ
بابت خسارہ جاگیر ایام نابالغی بہادر جنگ خان کے ذمہ پہنچتی اور اسی ہزار روپیہ ایک مہاجن ہر ہزا ابن نام کے
اُسکے ذمہ واجب الادا تہی اسواسطے پرگنہ دادری و بہادرگڈہ کا ٹہیکہ گیارہ برس کے بحکم صاحب ایجنٹ
دہلی کے حوالہ نواب فیض محمد خان کے ہوگیا اور آمدنی جاگیر مین سے ۔۔۔ روپیہ ماہواری بہادر جنگ کو بطور خرچ

دینا قرار پایا مگر عند الاپیل یہہ حکم محکمہ گورنری سے منسوخ ہوگیا اور کل علاقہ نواب بہادر جنگ کے ہوا تو اپنی خوشی سے
اُسنے بعوض تین لاکہہ ستہتر ہزار روپیہ کے پرگنہ دادری کا نواب فیض محمد خان کے پاس میعاد دس سال کے رہن
رکہہ دیا اس شرط پر کہ وہ پچاس ہزار روپیہ سال نواب بہادر جنگ کو ادا کرین تنخواہ دسواروں کے جو سرکار کو دینا
دی جاتی ہین دیا کرے پس پرگنہ دادری کا رہن ہوکر بہادر گڈہ کا پرگنہ بقبضہ و دخل بہادر جنگ کے رہا جب
میعاد دس سال رہن کے گذر گئے تو زر رہن مین سے صرف ایک لاکہہ روپیہ ادا ہوا اسواسطے دادری کا علاقہ
پہر دس برس کے میعاد پر بعوض دو لاکہہ ستہتر ہزار روپیہ کے نواب فیض علی خان فیض محمد خان کے بیٹے کے پاس
رہن ہوا اور دس سال تک وہ پچاس ہزار سالانہ خرچ کا دینا بہی موقوف ہوا اور یہہ بہی شرط ہوئی کہ بعد انقضا
میعاد جب یہہ رہن فک الرہن کرائے تو ایک لاکہہ روپیہ یکمشت مرتہن کو دیوے مگر یہہ شرط نواب بہادر جنگ خان اس
کے وقت فسخ ہوکر پچاس ہزار روپیہ کا دینا بوقت فک الرہن کے قرار پایا اور بہادر جنگ خان نے میعاد سے اول
پچاس ہزار روپیہ یکمشت دیکر علاقہ اپنا رہن سے واگذار کرالیا اور باقی ماندہ روپیہ پچاس ہزار روپیہ دینا باقی
کے ادا کر دیا جب بعد فرو ہونے مفسدہ دہلی کے افسران دہلی انتظام بیرونی کے واسطے تشریف لیگئے تو
دادری پہونچے رئیس کی جہجر کے رئیس سے پہلی ملاقات ہوئی مگر کچہہ مواخذہ نہوا بعد ازان جب رئیس جہجر کا ماخوذ ہوکر
دہلی پہونچا تو ۳ ماہ نومبر ۱۸۵۷ء کو ڈگلاس لارنس صاحب پولیٹکل ایجنٹ دادری مین گئے اور بحکم سرکار نصف علاقہ
کے ریاست کو ضبط کرکے نواب بہادر جنگ خان و فتح جنگ خان اسکے بیٹے کو نظر بند کرکے دہلی بہیجدیا اور ایک بہی گانوں
دادری کے رہنے والے کو کہ جسنے زمانہ عدم سیاستی سرکاری ڈاک منشی کو مار ڈالا تہا اسی خاص موقع پر پہانسی
دیا اور حکم دیا کہ لاش اسکی پندرہ روز تک برابر پہانسی کے اوپر لٹکی رہے پہر جب تحقیقات مقدمہ ریاست جہجر
کی ہوکر نواب عبدالرحمان خان پہانسی مل چکا تو نواب بہادر جنگ خان کی نسبت حکم جلا وطنی کا صادر ہوا اور بعد
مقرر ہونے ایکہزار روپیہ ماہواری گذارہ کے لاہور بہیجا گیا اور لاہور مین چند سال قیام کرکے فوت ہوا اب
بیٹا اسکا فتح جنگ خان لاہور مین رہتا ہے اور دوسو روپیہ ماہواری پنشن اسکو سرکار سے ملتی ہے ٭

ذکر ریاست مالیر کوٹلہ

ملک پنجاب مین یہہ ریاست بہی ایک قدیمی مشہور ریاست ہے مورث اعلیٰ یہان کے رئیس کا شیخ صدرالدین
زندہ پیر قوم سروانی افغان تہا جسکے ساتہہ نواب سکندر علی خان رئیس حال کا شجرہ انساب بچند اسامی دریافت
اسطرح پر ملتا ہے کہ نواب سکندر علی خان خلف نواب محبوب علی خان بن امیر خان بن وزیر خان بن بہیکن خان
بن جمال خان بن شیر محمد خان بن فیروز خان بن بایزید خان بن شیخ صدرالدین بن شیخ احمد زندہ پیر اور یہہ
شیخ احمد صاحب سروانی بزرگ لیسے سے سرہی پال کے شاخ مین مشہور پشت تہا اور پانچ پشت مین

بڑا بیٹا شیخ احمد کا شیخ صدر الدین المعروف بصدر جہان جو اپنے وقت مین ولی کامل اور درویش خدا رسیدہ تھا اپنے اصلی وطن دراہن سے بتقریب سیر ہندوستان کو آیا اور اسمقام پر جہان اب قصبہ مالیرکوٹلہ آباد ہے ہوکر ستلج دریا کے ایک شاخ پر جسکے نشان اب بھی معلوم ہوتے ہین مقیم ہوکر عبادت الٰہی مین مصروف ہوئے اسوقت مالیر کی آبادی کا نام و نشان بھی نہ تھا صرف ایک چھوٹا سا موضع بھوم نام آباد تھا شیخ کی عبادت خانہ کے قریب ایک عورت ضعیفہ مالی نام مسلمان رہتی تھی پہلے پہل وہی ضعیفہ حضرت کی مرید ہوئی بعد سلطان بہلول لودی بادشاہ نے اپنی دختر کی شادی صدر جہان سے کر دی تو حضرت کی بہت مشہوری ہو گئی اور جوق جوق لوگ حضرت کی خدمت مین حاضر ہونے لگے اسوقت حضرت نے اس قصبہ کے آبادی کی بنا ڈالی اور نام اسکا اسی عورت مالی کے نام پر مالیر رکھا بعد آبادی اس قصبہ کے سنہ ۹۲۳ ہجری مین شیخ صدر جہان کی وفات ہوئی اور اسی قصبہ مین دفن ہوئے فضل ایزد - اور عارف الحقی انکی تاریخ وفات نکلی انکے دو منکوحہ ایک جو عورت اور دوسری شہزادی تھی شاہزادی کے بطن کی اولاد اب تک مزار مبارک کے مجاور رہین اور دوسری عورت کے نسل کی اولاد مین سردار و نواب چلے آئے ہین صدر جہان کی پانچوین یا چھٹی پشت کے بعد بایزید خان رئیس ہوا اسنے اپنے نام کے پاس دوسرا قصبہ کوٹلہ معہ شہر پناہ و عمارات پختہ و خندق کے آباد کیا اور اپنی ریاست کی وسیع کرنے مین بھی نہایت کوشش کی اسکے بعد فیروز خان پھر شیر محمد خان جانشین ہوا پھر شیر محمد خان ہمراہ فوج ناظم سرہند کے گورو گوبند سنگھ کے ساتھ خوب لڑتا رہا اسنے اپنی ریاست مین موضع شیرپور آباد کیا اب وہ موضع ریاست پٹیالہ مین بستا ہے اسکے بعد غلام حسین حاکم ہوا جب وہ مرگیا تو جمال خان بیٹا شیر محمد خان کا گدی نشین ہوا یہ بھی سکھون سے لڑکر بمقام سرہند شہید ہوا اسکے بعد بھیکن خان حاکم بنا احمد شاہ درانی والی کابل کی نظر اسکے خدمات نمایان اور ہمدردی قومی کے اسپر بڑی مہربانی تھی اسنے اس ریاست کو وسیع بلکہ انکی سکہ کو مضروب کیا آخر بھیکن خان نے آلا سنگھ رئیس پٹیالہ سے لڑکر شہادت پائی اسکے بعد بہادر خان اسکا چھوٹا بھائی مسند پر بیٹھا اسنے بھی سکھون کے ساتھ لڑکر جام شہادت نوش کیا اسکے وقت پٹیالہ کے رئیس نے غالب آکر اسکا بہت سا علاقہ اپنی ریاست کے شامل کرلیا اسکے بعد عمر خان اسد اللہ خان عطاء اللہ خان اسکے چھوٹے بھائی ایک دوسرے کے بعد مسند نشین ہوتے رہے عطاء اللہ خان کے عہد مین رنجیت سنگھ والی لاہور لشکر لیکر مالیر کوٹلہ پر چڑھ آیا اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ نذرانہ مقرر فرمایا اسوقت کچھ تو یہان کے رئیس نے نقد ادا کیا اور باقی کے واسطے رئیس پٹیالہ اور جیند و نابھہ کو ضامن دیا ضامنون نے بعوض ضمانت اپنی کے فوراً اپنے تھانجات اسکے علاقہ مین بٹھلا دئے مگر انہین ایام مین ستلج پار کے رئیسون کی خوش نصیبی سے اسطرف کے کل ریاستین زیر حکومت صاحبان انگریز کے آگئے تو رنجیت سنگھ کا عمل و دخل بالکل اٹھ گیا اور جنرل اوکٹرلونی صاحب نے بذات خود کوٹلہ مین آکر سکھون کے تھانجات اس ریاست

سکے علاقہ سے اٹھا دئے اور رئیس مالیرکوٹلہ کا دوبارہ عمل و دخل کامل ہو گیا عطاء اللہ خان کے مرنے کے بعد وزیر خان اُٹھایا بہیکن خان کا حاکم مقرر ہوا وہ فوت ہوا تو امیر خان اُسکا بیٹا گدی پر بیٹھا اور عطاء اللہ خان کی اولاد اپنی جاگیر پر قابض رہی امیر خان سے پہلے رئیس مالیرکوٹلہ کے خانصاحب کہلاتے تھے اُسکو گورنمنٹ کے یہان سے نوابی کا خطاب عطا ہوا ریاست و مدارج نے ترقی پائی امیر خان نے ۱۲۶۲ھ ہجری مین وفات پائی بجائے اُسکے نواب محبوب علیخان سند نشین ہوا ۱۲۷۴ھ ہجری مین نواب محبوب علی خان نے بہی دنیائے ناپایدار کو چہوڑا اور نواب سکندر علیخان محبوب علیخان کا بیٹا ریاست کا مالک بنا اُسکے مرنے کے بعد نواب محمد ابراہیم علی خان مسند نشین ہوا جو فے الحال موجود ہے خدا سلامت رکہے چراغ اہل دل ۱۲۷۴ نواب محبوب علی خان کی تاریخ وفات ہے کل آمدنی اس ریاست کی ڈہائی لاکہہ روپیہ سالانہ ہے جس مین سے ایک لاکہہ روپیہ تو ذات خاص رئیس کے لئے ہے اور ڈیڑہ لاکہہ روپیہ اور سب حق دارون وحصہ دارون وجاگیردارون وپنشن دارون کو تقسیم ہوتا ہے اور کل سطح اس ریاست کا ایکسو چوالیس میل مربع ہے اور آبادی اکیس ہزار آدمی سے زیادہ ہی اور خاص مقام ریاست کا اُس سڑک پر جو پٹیالہ سے فیروزپور کو جاتی ہے بتالیس میل بسمت شمال مغرب پٹیالہ سے واقع ہے جاگیرداروامراء اس ریاست کے عنایت علی خان وغیرہ برادران چچہ زاد و محمد رستم خان و غلام محمد خان رشتہ داران و شیخ کریم بخش وزیر ہے اور میر منشی کا عہدہ ایک شخص فتح جنگ خان کو ملا ہوا ہے اور برکت علی خان تحصیلداری کا کام دیتا تہے اور منشی کنہیالال بسپران دلاور علیخان کی سربراہ کاری کے عہدہ پر ممتاز ہے اس رئیس نے مفسدہ دہلی مین سرکار انگریزی کے ساتہہ بڑی وفاداری کی اور خدمات نمایان بجالایا اسلئے مورد تحسین و آفرین ہوا *

ریاست پٹیالہ ستلج کے پار ریاستون مین یہہ ریاست ایک بڑی اور مشہور ریاست ہی یہان کے رئیس کو خطاب مہاراجگی کا گورنمنٹ سے عطا ہو چکا ہے فی زمانا سکہون کے ریاستون مین سے اِسکے ثانی کوئی ریاست نہین ہے دولت و جاہ و حشمت و انتظام و عزت و توقیر مین بہی پنجاب بہر مین اس رئیس کا کوئی ثانی نہین ہے یہہ ریاست ایک شاخ سکہان پہولکیون کے ہے جسکا حال سکہون کے بارہ مثلون مین بہی آویگا مگر اہتمام پر یہی مختصر حال اس خاندان کا تحریر ہوتا ہے کہ انکے بزرگ یعنی مورث اعلےٰ کا نام پہول گوت برار جس قوم جاٹ سندہو تہا اُسنے خفیاتی سلطنت کے ضعف کے وقت زمینداری بہت پیدا کی اور اپنے نام پر موضع پہول آباد کیا اُسکے چہہ بیٹے تہے ایک تلوکا دوسرا رام تیسرا رگہو چوتہا چند پانچوان جتو چہٹا تخت مل رام کی اولاد مین سے جو پانچ بیٹے ہوئے ایک آلا سنگہہ دوسرا دونا سنگہہ تیسرا سخت مل چوتہا سوبہا سنگہہ پانچوان لدہا سنگہہ آلا سنگہہ نے اس ریاست کی بنیاد ڈالی اور جہت سا ملک آپنے بزور شمشیر اپنی ریاست مین داخل کر لیا اور بہیکن خان مالک مالیرکوٹلے سے بہی کئی دفعہ صف آرا ہو کر بہت سا علاقہ اسکا بہی دبا لیا پہلے اُسنے موضع برنالہ آباد کیا پہر پٹیالہ کے آبادی کی بنیاد رکہی

اسکا قلعہ تعمیر کر کر شہر کو آباد کیا اس شہر کا نام اول پٹی آلا یعنی آلا سنگہ کا حصہ تہا پہر کثرت استعمال سے پٹیالہ مشہور ہوگیا
سنہ ۱۸۱۹ بکرماجیتی مین جب احمد شاہ بادشاہ درانی یہان آیا تو اُسنے اول برنالہ کے قلعہ کو لوٹا پہر پٹیالہ کی سمت کو
متوجہ ہوا تو آلا سنگہ نے اطاعت قبول کی اور بادشاہ کے وزیر کے معرفت چار لاکہہ روپیہ بادشاہ کو دیکر خطاب
راجگی اور گدی ریاست کی حاصل کی جب احمد شاہ چلا گیا تو آلا سنگہ نے اور سکہون کی اتفاق سے سرہند پر یورش
کر کے زین خان ناظم سرہند کو قتل اور شہر کو غارت کر کے اوجاڑ دیا ہاتھ اُسکے بڑی دولت حاصل ہوئی اور کل
سرزمین متعلقہ شہر سرہند پر قبضہ اسکا ہوگیا اُسوقت شہر پٹیالہ نے بڑی رونق پائی کہ بہت سے رعایا سرہند کے
وہان سے اجڑ کر اسمین آ بسگئے آلا سنگہ کے مرنے کے بعد پسر سردول سنگہ اور پسر سردول سنگہ بعدہ امر سنگہ مسند نشین ہوا
اُسیوقت مین ایک مرتبہ اُسکے بہائی مسمی ہمت سنگہ نے اُسپر غلبہ پاکر اُسکو ریاست سے بیدخل کر دیا مگر قائم نہ رہا فی الفور پہر قابض ہوگیا
جب ہمت سنگہ مرگیا تو اُسکا ملک مقبوضہ بہی ریاست کے شامل ہوگیا اور نیز امر سنگہ نے قلعہ بٹنڈہ فتح کرکر اپنی ملک مین ملا لیا امر سنگہ کے مرنے کے
اسکی بیٹے صاحب سنگہ نے ریاست پائی اُسکے عہد مین پے در پے مہاراجہ رنجیت سنگہ والی لاہور کے ریاست پٹیالہ و جیند وغیرہ پر حملے ہونے لگے
وہ ان سے پے در پے نذرانے وصول کرنے لگا اُسکا ارادہ تہا کہ پنجاب کے اور ریاستون کیطرح ستلج پار کے
ریاستون کو بہی نیست و نابود کر دیوے اسواسطے سب رئیسون نے ملکر درخواست محفوظ رہنے اپنے کے بحضور جناب
ایجنٹ دہلی کے گذرانی اور بعد منظوری کے مسٹر مٹکاف صاحب سفیر انگریزی رنجیت سنگہ کے پاس لاہور مین آیا اور
جنرل اوکٹرلونی صاحب ایک بہاری فوج انگریزی لیکر لودہیانہ مین داخل ہوا اور چہاونی مقرر کی بعد سوال و
جواب کے دونو سرکارون مین دریاے ستلج حد مقرر ہوئی اور یہہ کل ریاستین رنجیت سنگہ کے پنجہ سے محفوظ ہوکر
انگریزی حفاظت مین آگئین اُسوقت یہہ ملک محفوظہ جاگیردارون اور رئیسون کے قبضہ مین تہا گورنمنٹ
انگریزی کی مداخلت اسمین کچہہ نہتی صرف ایک صاحب پولٹکل ایجنٹ زیر حکم رزیڈنٹ دہلی لودہیانہ کے
مقام مین رہتا تہا جب کوئی تنازع ان رئیسون مین بابت سرحد وغیرہ برپا ہوتا تہا تو وہ فیصلہ کر دیتا تہا رفتہ رفتہ
دخل سرکاری اس ملک مین بڑہتا چلا گیا اسطرح کہ جو جاگیردار لاولد مرجاتا اُسکا ملک سرکار انگریزی ضبط کر لیتی فقط
صاحب سنگہ کے مرنیکے بعد کرم سنگہ مالک ریاست کا بنا وہ سمت ۱۹۰۱ بکرماجیتی مین مرگیا اور راجہ نرندر سنگہ نے راج
پایا اُسکے وفات کے بعد اب مہاراجہ مہندر سنگہ اسکا بیٹا مالک راج و صاحب تخت و تاج ہے یہہ مہاراجہ بعد وفات
اپنے باپ کے خورد سال رہگیا تہا مگر بدیانت داری اہلکاران نمک حلال کے انتظام ریاست کا بخوبی بنا رہا کل علاقہ اس
ریاست کا پہلے سے زیادہ بڑہ گیا ہے کیونکہ کچہہ علاقہجات تو یہان کے رئیس نے خود خرید کر لئے ہین اور اگرچہ
بعد نکلے جانے فوج گورکہہ کے کوہستان ستلج پار ریاستیون تہل و گہاٹ اس ریاست کے ماتحتی سے نکال لی
گئی تہی مگر جب یہہ رئیس بوقت ہنگامہ آرائی فوج سکہی لاہور کے وفادار و خیرخواہ سرکار انگریزی کا نکلا تو

اور بھی علاقہ اسکو سرکار سے عطا ہوا اور کل رقبہ اس ریاست کا چار ہزار چھ سو بیالیس میل مربع ہو گیا اور آبادی بھی تیرہ لاکھ دس ہزار نو سو ساٹھ آدمی کے شمار میں آ گئے اب اسوقت سے بھی زیادہ ترقی ہو گئی کیونکہ اس رئیس نے بوقت مفسدہ دہلی سرکار میں خدمات نمایاں ادا کیں اور امداد میں دل و جان سے مصروف رہا تو سرکار نے براہ قدردانی علاقہ نارنول وغیرہ جھجر کے ریاست کی ضبطی میں سے اسکو عطا کیا اور عزت بڑھائی کل علاقہ اس ریاست کا نہایت زرخیز و آباد ہے غلہ بکثرت پیدا ہوتا ہے اور تجارت کی بہت افراط ہے اس ملک کے علاقہ میں حسب الحکم سرکار انگریزی کے بردہ فروشی نہیں ہوتی کوئی عورت ستی ہونے نہیں پاتی رعایا سے سخت محصول نہیں لیا جاتا لڑکیوں کا مارنا راجہ کے ذمہ ہے علم و ہنر کی ترقی ہے جا بجا مدرسے جاری ہیں شراب کا پینا اور بیچنا اور جوئے کا کھیلنا منع ہے ؎

ذکر ریاست نابھہ

اس ریاست کا رئیس بھی ہم جدی مہاراجہ پٹیالہ کا ہے اسکا مورث اعلی بھی وہی پھول زمیندار ہے جسکا ذکر پٹیالہ کی ریاست کے ذکر میں تحریر ہو چکا ہے مختصر حال اسکا یہ ہے کہ پھول کا بڑا بیٹا تلوکا تھا اسکا بڑا بیٹا گوردت سنگھ تھا جسکا اقبال ہوا اسنے بوقت ضعف سلطنت چغتائیہ الا اسکا پرگنہ درمیان کر کے ملک بڑا علاقہ زیر حکم کر لیا اور جمعیت معقول بہم پہنچائی وہ مر گیا تو اسکا بیٹا صورت سنگھ بجائے بیٹا اسکا ہمیر سنگھ گدی نشین ہوا اُسنے اپنی ریاست بڑھائی اور شہر نابھہ کے آبادی کی بنیاد رکھی اس شہر نابھہ اور پٹیالہ کے ایک ہی جیسے اور سال میں ہوئی تھی اُسنے شہر آباد کر کے بتحفہ قلعہ بنوایا شہر کے گرد شہر پناہ بھی تعمیر ہوا اور وہ مر گیا تو جسونت سنگھ نے گدی پائی اُسکے وقت میں مہاراجہ صاحب سنگھ والی پٹیالہ اور اُسکے ایک قطعہ زمین کے اوپر تنازعہ برپا ہوا اور نوبت باجتماع فوج و لڑائی کی پہونچی چونکہ رنجیت سنگھ والی لاہور اس خاندان کا دوست تھا جسونت سنگھ نے اپنی مدد کے واسطے اسکو طلب کیا ایسا عمدہ موقع اپنی بہبود کا رنجیت سنگھ کو جو ہاتھ آیا تو وہ فی الفور لاہور سے چڑھ آیا اور یہاں پہونچکر اُسنے دونوں ریاستوں سے نذرانے معقول وصول کیے اور اراضی متنازعہ جسونت سنگھ کو دلا کر چلا گیا جسونت سنگھ کے بعد دیوندر سنگھ نے راج پایا مگر بجرم اسکے کہ جنگ لدھیانہ و مدکی وغیرہ میں وہ انگریزوں کے ساتھ بمقابلہ پیش آیا اور سکھوں کی مدد کی بعد فیصلہ ہونے مقدمہ لاہور کے وہ گدی سے اوتارا گیا اور جلاوطن کر کے لاہور بھیجا گیا اور جب تک جیتا رہا مہاراجہ کھڑک سنگھ کی حویلی میں نظربند رہا خرچ اسکو آمدنی ریاست سے ملتا تھا اسکی معزولی کے بعد بیٹا اسکا خورد سال بھرپور سنگھ گدی پر بیٹھا اور بسبب خورد سالی راجہ کے گوربخش سنگھ ایک شخص ریاست کے خیرخواہ کو سربراہ کاری عطا ہوئی چونکہ اس رئیس نے بھی بوقت مفسدہ دہلی کے حتی الامکان خیرخواہی امداد میں سرگرمی کی تھی اسلئے علاقہ کانونڈ وغیرہ بھی سرکار سے اسکو بھی عطا ہوا سوائے علاقہ کانونڈ کے تین سو تیرہ گاؤں اس ریاست کے متعلق میں اور اسی ہزار آدمی کی آبادی

اور آمدنی کل چار لاکھ روپیہ جسمین چہارم حصہ سرکار انگریزی کے خزانہ مین داخل ہوتا ہی شمالی طرف اس ریاست کے
ضلع لدہیانہ اور تین طرف علاقہ ریاست پٹیالہ کا ہے طول اسکا شمال شرقی سے جنوب غرب کو چالیس میل اور چوڑان اسقدر ہے

ذکر ریاست جیند

منجملہ ریاستہای سکہ ریاستون مین سے یہہ بھی ایک مشہور ریاست ہے مورث اعلی اس ریاست کے رئیس کا بھی وہی پھول ہے
جسکا ذکر ریاست پٹیالہ و نابھہ مین تفصیل سے ہو چکا ہے پھول کے بعد اسکا بڑا بیٹا تلوکا اور تلوکا کا بیٹا سکھ چین سنگہ ہوا
سو چیت بالا والی آیا اور کیا بعد سکھ چین سنگہ کے بیٹے گجپت سنگہ نے بزور شمشیر بہت سا ملک اپنے قبضہ مین کرلیا اور گوہانہ مین
رہایش اختیار کی اسکے تین بیٹے اور ایک دختر راج کنور تھی راج کنور تو سردار مہان سنگہ شکر چکیہ کے ساتھ بیاہی گئی
اور رنجیت سنگہ والی لاہور اسکی بطن سے پیدا ہوا اور تین بیٹے مہر سنگہ بھوپ سنگہ بھاگ سنگہ علیحدہ علیحدہ
ریاستون پر قائم ہوے مہر سنگہ تو مالک ریاست و جاگیر کہنہ کا ہوا اسکے بعد ہری سنگہ اور ہری سنگہ کے بعد مسمات
دیا کنور زوجہ ہری سنگہ ریاست کی مالک بنی جب وہ بھی مر گئی تو بسبب لاولدی اسکی کے ریاست اسکی
سرکار انگریزی نے ضبط کرلی دوسرا بیٹا گجپت سنگہ کا بھوپ سنگہ قابض قصبہ بازیدپور تھا اسکے دو بیٹے ہوے
ایک بساوا سنگہ دوسرا کرم سنگہ والد راجہ سروپ سنگہ تیسرا بیٹا گجپت سنگہ کا بھاگ سنگہ وہ باپ کے مرنے کے بعد مالک ریاست
جیند و لدہیانہ وغیرہ کا ہوا اسکے تین بیٹے تھے ایک پرتاپ سنگہ دوسرا مہتاب سنگہ یہہ دونو لاولد مر گئے تیسرا
فتح سنگہ جو کہ بھاگ سنگہ اس فتح سنگہ کا باپ مہاراجہ رنجیت سنگہ والی لاہور کا ماموں تہا اسلیے بھاگ سنگہ کے مرنے کے بعد رنجیت سنگہ
نے علاقہ لدہیانہ فتح سنگہ کے مرنے کے بعد ضبط کرلیا فتح سنگہ کے بعد سنگت سنگہ اسکا بیٹا مسند گدی پر بیٹھا اور راجگی کا خطاب
پایا مگر وہ لاولد مر گیا اور جسقدر کہ علاقہ جو اس سے متعلق تہا سرکار انگریزی کی ضبطی مین آگیا مگر بعد چندے جب
استغاثہ راجہ سروپ سنگہ کے کہ اسکا اور سنگت سنگہ کا دادا حقیقی بھائی تہے بعد تحقیقات کامل علاقہ جیند و سفیدون
و سنگرور و بالاوالی بابت حق وراثت راجہ سروپ سنگہ کو عطا ہوا اور دوبارہ ریاست جیند کی قائم ہوئی اب
راجہ رگبیر سنگہ اس ریاست کے مالک ہین سنہ ۱۸۴۳ع مین تین لاکھ روپیہ سالانہ اس ریاست کی آمدنی کا تخمینہ ہوا تہا
مگر اب ریاست کی آمدنی زیادہ ہے کیونکہ جب سرکار انگریزی نے لاہور فتح کیا اور یہہ رئیس اسوقت مین
وفادار رہا تو بجلدوی حسن کارگذاری و خدمات لائقہ کے سوا اسکے علاقہ کے ریاست اسکی وسیع ہو گئی
اور کل تین سو چھتیس میل مربع مین اسکی ریاست پہیلائی گئی اور چھپن ہزار آدمی کی آبادی شمار مین آئی بعد ازان
جبکہ غدر دہلی سنہ ۱۸۵۷ع مین وقوع مین آیا تو اور رئیسون کی طرح یہہ نامدار رئیس خیرخواہ اور وفادار سرکار انگریزی
کا ظاہر ہوا تو سرکار نے براہ دوست نوازی پرگنہ دادری بہی اسکی ریاست مین عنایت کرکر ہمیشہ کو اسمین سرفراز کیا علاقہ
اس ریاست کا اگرچہ جنگلون سے محیط ہے اور کوسون تک درختان جہڑ و ببول و جنڈ وغیرہ نظر آتی ہین

ملتوبھی زمین زرخیز اور لائق الزراعت ہے **فائدہ** ستلج کے پار سرداران باوقار و رئیسان ذوی الاقتدار
با اختیار جنکا رتبہ انکا ذکر تحریر ہو چکا اگرچہ انکے سوا اور بھی بہت سے جاگیردار و صاحبان ملک و مال مثل
سردار لہناسنگہ کلسیہ راجہ گوربخش سنگہ شہی بازرصہ و سردار نراین سنگہ سیالیہ و سردار جیون سنگہ لوریہ و سردار شوکر پال سنگہ
شہزادپوریہ و سردار اوتم سنگہ رام پوریہ وغیرہ بہت ہین جنکا ذکر موجب طوالت کتاب متصور ہوکر ذکر خیر انکا
منحصر اور پر موقوف وکر اونکی مسکن کے رکہا گیا اور بالفعل انکی تحریر حالات سے کوتاہ قلمی وقوع مین آئی اور ریاست
فریدکوٹ اور ممدوٹ کی اگرچہ متعلق ضلع فیروزپور و کمشنری لاہور مین ہین بلحاظ اسبات کے کہ وہ بھی دریاے ستلج کے
پار مین ذکر انکا احاطہ تحریر مین آتا ہے

ذکر ریاست فریدکوٹ

یہہ ریاست ضلع فیروزپور مین ایک مشہور و با اختیار ریاست ہے رئیس اس ریاست کے راجہ وزیر سنگہ راجکی کے
خطاب سے مخاطب ہین اس کے شمال و مغرب و مشرق کی حدود فیروزپور کے پرگنون سے ملتی ہین اور مغرب کی
کی حد ممدوٹ کی حد سے ملحق ہے شرق سے غرب چالیس میل اسکا لمبان اور اونیس میل جنوب سے شمال کو چوڑان ہے کل سطح
اسکا تین سو آٹہہ میل مربع ہے آبادی اس کل ریاست کی چنتالیس ہزار آٹہہ سو بیانوین پہلے مردم شماری مین شمار
مین آئی تہی یہہ راجہ اور سردار بکرم سنگہ ولیعہد سکہہ سرداروں مین بے تعصب موصوف باوصاف حسنہ مشہور ہین
و بخشی مہتاب سنگہ وزیر و شہباز خان سردار علا سنگہ و سوداگر مل معتبران بہی اونکے نہایت ہوشیار و جان نثار ہین

ریاست ممدوٹ

عرصہ قریب تین سو پچاس برس کا ہوا ہے کہ چند آدمی قوم افغان قندہار کی طرف سے قصبہ قصور مین آکر سکونت پذیر
ہوئے چونکہ پہلے ہی یہہ قصبہ پٹہانون کا سکونت گاہ تہا آپس مین بسبب ہم قومی کے اونکا بخوبی اتفاق ہو گیا اور سب
خاندان کے لوگ گہوڑون کی سوداگری اور سپاہگری سے گذارہ کرتے رہے سمت ۱۸۲۰ بکرمی مین جب سردار
جہنڈا سنگہ و گنڈا سنگہ بہنگیون نے قصور پر چڑہائی کی تو پٹہانون نے جمع ہوکر اونکا مقابلہ کیا اگرچہ قصور لٹ گیا مگر آخر کار
پٹہان فتحیاب ہوئے اور سکہون کو نکالدیا کسیقدر مدت کے بعد دوبارہ سکہہ قصور پر حملہ آور ہوئے اور افغانان قصور
کو مطیع کیا مگر یہہ چندہی روز بسبب بدانتظامی گلاب سنگہ بہنگی کے معز الدین خان افغان نے افغانون کو جمع کرکے سکہون کو
قصور سے نکالدیا اور کوٹ رکن الدین خان کو تاراج کرکے خود سر حاکم بن گیا اس قلعہ سے اسکو ایک ضرب
توپ اور ساٹہہ ہزار روپیہ نقد ملا جس سے اسکا استحکام کامل ہو گیا یہہ بات سنکر سردار گلاب سنگہ بہنگی نے پہر قصور پر
یورش کی اور نظام الدین خان و قطب الدین خان پسران معز الدین خان نے ایک کامل جمعیت کے ساتہہ اسکا مقابلہ
کیا اور فتحیاب ہوئے قصبہ کہوڈیان جو قصور سے دس کوس کے فاصلہ پہ ہے دیوان مجلس راے کے قبضہ سے چہوڑ لیا

علاوہ اسکے قصبہ چونیاں و شام کوٹ و چونیاں وغیرہ بھی اپنے قبض و تصرف مین کیا اور دریاے ستلج سے اوتر کر ممدوٹ کے پرانے قلعہ کی جگہہ پختہ قلعہ بنوایا انتہائی ان علاقون کے سات ضرب توپ اور تین چالیس ہزار فوج سوار و پیادہ ریاست قصور مین جمع ہوگئے آخر جب رنجیت سنگہ سانسی لاہور کا حاکم ہوا تو وہ قصور والون سے بھی دو تین چار لڑائیان لڑا آخر افغانان قصور نے اپنا ملک ہاتھ سے چھوڑا ۱۸۰۲ع مین نظام الدین خان حاکم قصور کو وصل خان ہمشیرزادہ اسکے نے بسبب کسی عداوت کے مار ڈالا اسوقت قطب الدین خان بمقام کھوڈیان موجود تھا وہ اپنی بھائی کے قتل کی خبر سنکر قصور مین آیا اور وصل خان کو اپنے بھائی کے قصاص مین اصل جہنم کیا اور بھائی کی ریاست کا جانشین ہوا ۱۸۰۷ع مین مہاراجہ رنجیت سنگہ بہت سی فوج لیکر قصور پر چڑہ آیا اور قطب الدین خان کو شکست دیکر قصور کو لوٹا تمام علاقہ نواب کا قصور و چونیان و کھوڈیان وغیرہ نواب سے چہین لیا اسوقت نواب ممدوٹ مین آگیا اور اس علاقہ کو آباد کرکے سکونت اختیار کی غرض ریاست اس خاندان کی معزالدین کے وقت سے قایم ہوئی پہلے تہی بلکہ خود معزالدین پہلے تجارت گہوڑون کی کرتا تہا ۱۸۳۱ع مین قطب الدین خان بمقام امرتسر بمرض فالج قضا کرگیا اور جمال الدین خان اور جلال الدین خان دو فرزند چھوڑے جمال الدین خان بڑا لڑکا جانشین ہوا اسکے وقت عملداری صاحبان انگریزی کی پنجاب مین ہوگئی اور نواب گورنر جنرل بہادر نے اسکو خلعت فاخرہ و خطاب نوابی کا مع ریاست کے اختیار بدستور اسکو ملے دیوانی فوجداری کلکٹری کے اختیار بہی اسکو عطا ہوئے اور سو سوار کی نوکری اس ریاست کے ذمہ مقرر ہوئی چونکہ جمال الدین خان نے رعایا پر سخت ظلم کیا اور بے در بے نالشین انگریزون کی عدالتون مین ہوئین تو جمال الدین خان ریاست سے بیدخل ہوا لاہور خاص مین اسکو رہنے کی اجازت ملی اور گذارہ ریاست سے مقرر ہوا ۱۸۵۵ع مین نواب نے بخواہش خود حسب اجازت سرکار بمقام ہانسی واقعہ ضلع فیروزپور سکونت اختیار کی اور ۱۸۶۳ع مین وفات پائی اور باہم اسکے لڑکون اور نواب جلال الدین خان اسکے بھائی کے ریاست کے مقدمات دایر ہوئے اور سرکار انگریزی نے گدی نشینی اور خطاب نوابی کا جلال الدین خان کو دیا اور ممدوٹ کے رہنے کی اجازت دی اور خان بہادر خان و محمد خان پسران جمال الدین خان کو جائداد منقولہ مین سے ایک لاکہہ روپیہ یکمشت نقد ملا اور آیندہ کے لیے چہہ ہزار روپیہ سالانہ خان بہادر خان اور چار ہزار روپیہ محمد خان کو ملنا تجویز ہوا اب جلال الدین خان جاگیردار اس ریاست کا ہے اور اختیارات اسرٹنٹ مجسٹریٹ کے بہی اسکو حاصل ہین اور دوام حاضری گدی نشین

چوتھی تقسیم ستلج پار سے جمنا تک کے شہرون و قصبون قلعون و قدیمی مکانات و معابد و پرستشگاہون وغیرہ کے ذکر مین

اس علاقہ مین بڑے بڑے شہر و قصبہ نامی گرامی مشہور آباد ہین یعنی سب سے بڑا شہر دہلی بہت مشہور و قدیمی

دارالخلافت ہندو راجون اور مسلمان بادشاہون کا ہے پہلے پہل اس شہر کو راجہ جدشٹھر پانڈو نے آباد کیا اور
اندرپرست نام رکھا آبادی حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدایش سے پہلے تخمیناً تین ہزار اکیسو ایک سال کے وقوع مین
آئی تھی کئی سو برس تک یہہ آبادی قائم رہی پھر بسبب فسادات کے وہ شہر بالکل ویران ہو کر آبادی اسکی بالکل
نیست و نابود ہو گئی جب زمانہ سلطنت راجہ ڈہلو کا آیا تو اسنے یہہ شہر پھر بسایا اور اپنے نام پر نام اسکا دلی رکھا
وہ آبادی مدت تک قائم رہی مگر یہہ دارالخلافت مقرر نہ تھا آخر راجہ اننگپال نے اسکو دارالخلافت مقرر کیا جسنے
سلطان سبکتگین سے بمقام سرحد جاکر لڑائی کی اور شکست پائی اور اسی کے بیٹے جیپال نے سلطان محمود غزنوی سے
جنگ کر کر شکست کھائی شہاب الدین غوری کے حملے کے وقت راجہ پتھورا کہ پرتھی راج عرف اسکا پتھورا تھا
وہ مارا گیا تو یہہ شہر مسلمان بادشاہون کے قبضہ مین آکر دارالخلافت مقرر ہوا انکے وقت مین اسکی آبادی اسقدر
ترقی پر پہونچی کہ کل شہر تین کوس تک لمبا اور بارہ کوس تک چوڑا تھا جب سلطان محمد تغلق کا وقت آیا تو اسنے
اپنی مزاج کے وحشی پن سے دلی کو اوجاڑ کر دیوگڈہ کو آباد کیا اور کل رعایا کو حکم دیا کہ یہان سے اٹھکر دیوگڈہ مین
جاکر آباد ہون دیوگڈہ کا نام اسنے دولت آباد رکھا چنانچہ وہ بہی آباد نہوا اور دلی بہی اجڑ گئی رعایا خراب
خستہ ہو کر جا بجا نکل گئے اسکے مرنے کے بعد پھر یہہ شہر آباد ہوا اور نہایت اوج پر آباد ہو گیا ہوا تھا کہ امیر تیمور نے
آکر اسکو لوٹا اور بڑی بڑی عمارتین جلاکر خاک کر دین اور کئی روز تک رعایا شہر کی بے آب و دانہ قید رہی تا
اکبر بادشاہ کے وقت پھر اسکی آبادی اوج پر آئی اور پرانے حدود تک آبادی اسکی پہونچ گئی اسکے پوتے
شاہجہان نے اگلا شہر موقوف کر کر نیا شہر شاہجہان آباد موجودہ حال ۱۲ سنہ جلوس شاہجہانی مطابق سنہ ۱۰۵۸ ہجری آباد
کیا پہلے مٹی اور پتھر سے چار مہینے کے عرصہ مین ڈیڑہ لاکہہ روپیہ خرچ ہو کر فصیل اسکی تیار ہوئی مگر دوسری برسات
مین وہ اکثر مقامات سے گر گئی اسواسطے اسکو بادشاہ نے پھر چونہ اور پتھر سے از سر نو سات برس کے عرصہ مین
بصرف چار لاکہہ روپیہ کے بنوایا طول اسکا چہہ ہزار چہہ سو چونسٹہہ گز کا ہے اور چار گز کی چوڑائی اور نو گز کی اونچائی
چودہ دروازہ اور چودہ کھڑکیان ہین تین طرف شہر کے بڑی پختہ و بلند دیوار ہے اور ایک طرف دریای جمنا بہتا ہے بازار اور
کوچے اسکے تنگ ہین مگر چاندنی چوک بڑا بازار ہے جو شمال و مغرب قلعہ سے جاکر دہلی دروازہ تک پونے میل تک
لمبا اور پچاس فٹ تک چوڑا ہے اس بازار مین پختہ نہر سرخ پتہر کی بنی ہوئی ہے اور دوسرا بازار جو قلعہ کے
مشرق کی طرف سے غرب کو لاہوری دروازہ تک جاتا ہے اسمین بہی اسیطرح نہر بہتی ہے یہہ نہر جمنا سے کاٹکر
نواب علیمردان خان شاہجہان کے حکم سے لایا تہا اسکا مختصر ذکر پہلے نہرون کے حال مین تحریر ہو چکا ہے شاہجہانی
عمارتین اس شہر مین بے تعداد ہین جنکا کچہہ تہوڑا ذکر انکے موقع پر آویگا محمد شاہ بادشاہ کے وقت یہہ شہر نہایت
آباد تہا جب نادرشاہ ایران سے آیا تو اسنے اسکو خوب لوٹا قتل عام کیا جاتے دفعہ بیس کروڑ روپیہ نقد و تخت طاؤس

وجواہر کوہ نور وغیرہ اپنے ساتھہ لاد کرلے گیا بعد ازان برابر بسبب ضعف سلطنت کے ہر صاحب آتے رہے آخر جب
عملداری انگریزی ہوئی تو پھر شہر آباد ہوا رعایا دل شاد ہوئی مگر پھر ۱۸۵۷ء مین پوربی فوج کی فساد کے وقت جو حال
اس شہر کا ہوا کہ کبھی نہین ہوا تھا پہلے تو رعیت بیچارے کو مفسدون نے لوٹا اور کئی مہینے تک وہ دل کہول کر
غارت کرتے رہے پھر جب انگریزون نے شہر لیا تو شہر والون کو فوج انگریزی کے ٹکڑے کا محتاج کیا ہزارون جانین تلف
ہوگئین عورات مستورات چہہ چہہ کنوؤن مین گر گر مر گئین سینکڑون مکانات منہدم ہوگئے لاکھون روپیون کا نقد
وجنس لٹ گیا غرض شہر اور شہر والون کا کچھہ باقی نہ رہا جب ہر جنس کی صفائی ہوئی جلد یا اگرچہ امید نہ تھی کہ ایسا اجڑا ہوا شہر
پھر آباد ہوگا مگر صاحبان انگریز کی نیک نیتی اور حسن اخلاق سے اب پھر برابر آباد ہوتا چلا جاتا ہے دن بدن
رونق بڑہتی جاتی ہے مکانات بن رہے ہین سڑکین جو حال مین نکالی گئی ہین نہایت عجیب اور پر فضا ہین
اور نہر جو پہلے جاری تھی اسکو کہین کہین پر سے واسطے صفائی اور وسعت بازار کے پاٹ دیا ہے اور کہین سے
پیشتر کھلی ہوئی ہے

ضلع دہلی

ضلع دہلی کے متعلق چار تحصیلین ہین ایک حضور تحصیل دہلی کی
دوسری تحصیل مہرولی تیسری تحصیل علی پور چوتھی تحصیل بلب گڑہ شمال کے طرف اسکے پانی پت شرق مین
دریاے جمنا جو کہ اسکے اور ضلع میرٹھہ و بلند شہر کے درمیان بہتا ہے جنوب مین بلب گڈہ و گوڑگانوہ غرب مین
رہتک و بہادر گڈہ ہے اور کل سطح اسکا سات سو اٹھانوین میل مربع شمار مین آیا ہے ۱۸۵۳ء مین بمقام
دہلی جو اول جو آبادی اسکی شمار مین آئی تھی تو چار لاکھہ پینتیس ہزار سات سو چالیس آدمی شمار مین آئی جنمین ایک لاکھہ
اٹھتر ہزار چھہ سو چوراسی ہنود کاشتکار اور ایک لاکھہ چوالیس ہزار ہنود غیر کاشتکار اٹھارہ ہزار نو سو ستر مسلمان
کاشتکار اور ایک لاکھہ سات ہزار پانسو مسلمان غیر کاشتکار وغیرہ اقوام متفرق تہے اور خاص شہر دہلی کی آبادی
ایک لاکھہ باون ہزار چار سو چھہ آدمی تہے جنمین چہتر ہزار تین سو ہنود اور چہتر ہزار چوبیس مسلمان شمار مین آئے تہے
بعد مفسدہ دہلی کے اگرچہ شہر کی آبادی وہ نہ رہی مگر ضلع کی آبادی بڑہ گئی اور کتاب مجموعی رپورٹ ۱۸۶۸ء مین
مردم شماری ضلع دہلی کے پانچ لاکھہ چھہ ہزار چہ سو نواسی زیب اندراج پائی اب بہی مردم شماری ضلع دہلی کی
جو سال ۱۸۸۱ء کے جنوری مین ہوئی اسمین بہی آبادی اس ضلع کی سب ضلعون سے زیادہ نکلی اور فی میل
مربع چار سو چہیانوین آدمی شمار ہوئے یہہ ضلع دو حصون مین منقسم ہے شمالی و جنوبی ان دونو حصون مین ہنود کی
آبادی فی زمانا غالب ہے مگر خاص شہر اور اسکے گردنواح مین مسلمان بہت ہین اور ہنود کم شرقی شمالی و غربی
شمالی حصہ اس ضلع کا دریاے جمنا اور اسکے شاخون سے سیراب ہوتا ہے نہر دہلی کی جسکو بادشاہی نہر و علی مردان خان
کی نہر کہتے ہین اور نہوتی نالہ جو کہ بارش کے موسم مین فرخ نگر کی جہیل تک پہیل جاتا ہے قریب دو میل کے شہر سے ہو کر
جمنا مین ملجاتا ہے جنوبی حصہ اس ضلع کا بنجر اور ناہموار سطح ہے زمین اسکی بہت مقامات پر شورا اور کنوؤن کا پانی

بھی مشہور ہے خاص شہر دہلی کا سطح سمندر سے آٹھ سو فیٹ بلند ہے اور چونکہ دریا اور جھیلیں اس علاقہ مین بہت
ہین اسلیے جاڑون مین سردی زیادہ ہوتی ہے آب و ہوا یہان کی بہت اچھی مگر خشکی مایل ہے پیداوار یہان کی
ہر ایک قسم کا غلہ و میوہ ہے ۱۸۶۲ و ۱۸۶۳ء مین معاملہ سرکاری اس علاقہ کا تین لاکھ انچاس ہزار چھہ سو ستر
روپیہ قرار پایا تھا اور یہہ جمع ۱۸۸۱ء تک قایم ہوگئی تھی مگر یہہ بندوبست مفسدہ دہلی مین ٹوٹ گیا اور دوبارہ
بندوبست ۱۸۷۳ء مین آیا ضلع میرٹھ کا اس ضلع کے ساتھ ملتا ہے جو اس سے زیادہ سیراب ہے قدرتی چشمے
پانی کے اسمین بکثرت جاری ہین یہہ ضلع دہلی کا اول ماتحت لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی
کے تھا مفسدہ دہلی کے بعد پنجاب کی لفٹنٹی کے زیر حکم ہوگیا خاص شہر کی زمین بھی بہت مقامات سے پست و ناہموار
ہے ساکنین یہان کے خوش مزاج خوش پوش ہو وب خوش تقریر زبان آور صاحب سلیقہ عالم فاضل شاعر مشہور
ہین متقدمین و متأخرین مشایخ و علما اس شہر مین ہین ایسے صاحب کمال ہوگذرے ہین کہ جنکی تعریفون سے کتابین
بھری ہوئی ہین اس زمانہ کے شعرا مین محمد ابراہیم ذوق اس شہر مین ایسا تھا کہ اسکو لوگ طوطی ہند کہتے تھے بہادر شاہ
ابوالظفر شاعر بھی تھے اور بادشاہی قلعہ دہلی مین انہیں سے متعلق تھے انکی دیوان شعرون کی تمام جہان مین مشہور ہین وہ
مفسدہ دہلی کے بعد تخت سے اتارے گئے اور جلاوطن کرکے رنگون بھیجے گئے وہان جاکر وہ جان بحق تسلیم ہوئے
ابوظفر اسکی تاریخ ولادت اور ابوظفر کابل تاریخ وفات ہے **مکانات** شہر دہلی کے عجیب عجیب عمارات ایسے
بنے ہوئے ہین قلم کو کہان طاقت ہے کہ انکی تعریف لکھے و یا اشارہ مین لاوے مگر تبرکاً چند مکانون کا حال اسمین سے
احاطہ تحریر مین آتا ہے کہ شاہجہان بادشاہ کی تعمیرون مین سے ایک لعل **قلعہ** بنیاد اس قلعہ کی بارہوین ذی الحجہ
سنہ ۱۲ جلوس ۱۰۴۸ ہجری بحکم شاہجہان بادشاہ کے رکہی گئی اور میان حامد و احمد معمارون کے تفویض مین
کام شروع ہوا اور اہتمام تعمیر کا پہلے عزت خان اور پھر الہ وردی خان پھر مکرمت خان کے تفویض رہا آٹہہ برس
کے عرصہ اور بیسوین سال جلوس مین تعمیر قلعہ کی تمام ہوئی سر سے پانو تک یہہ قلعہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے قطع اسکی
ہشت پہلو اور طول اسکا ہزار گز اور عرض چھہ سو گز کا ہے جسکی کل زمین چھہ لاکھ گز ہوئی اس حساب سے یہہ قلعہ اکبر آباد
کے قلعہ سے دوگنا ہے فصیل اسکی پچیس گز اونچی اور بنیاد گیارہ گز گہری ہے اور آثار فصیل کے دیوارون کا نیچے
سے پندرہ گز اور اوپر سے دس گز ہے اس قلعہ کے شرق کی طرف جمنا بہتی ہے اور باقی تین طرف خندق کہدی
ہوئی ہے جسکا محیط تین ہزار چھہ سو گز کا ہے اور پچیس گز چوڑی اور دس گز گہری کہود کر سنگچہ بنائی گئی ہے اور عندالضرورت
نہر کے پانی سے بہر دی جاتی ہے پچاس لاکھ روپیہ خاص تعمیر قلعہ اور پچاس لاکھ قلعہ کے اندرونی مکانات کی تیاری مین
صرف ہوئے دو دروازے اس قلعہ کے بہت بڑے ہین ایک جنوبی طرف کا دہلی دروازہ دوسرا غربی طرف
لاہوری دروازہ یہہ دونو دروازے نہایت خوبصورت اور اونکے اوپر سہ دریان عجیب عجیب طرح کی بنی ہوئی ہین اندر کی

و قلعہ ہذا کے مکانات مین سے مکان نقارخانہ دتہیا پول دیوان عام معہ تخت سنگین خاص محل اسد برج شاہ محل
دیوان خاص حمام موتی محل موتی مسجد باغ حیات بخش معہ ساون بہادون شاہ برج مہتاب باغ چھتہ لاہوری دروازہ
عمارات سنگ مرمر وغیرہ بیش قیمت پتھرون سے ایسے پاکیزہ بنے ہین کہ دیکھنے والون کی جان مین جان تازہ جاتی ہے
کل دروازے اس قلعہ کے چار دو دریچے اکیس برج مدور اور جودہ برج ہشتمن ایک طرف قلعہ کے جنوب طرف دریای
جمنا بہتا ہے دریا کے پار ایک اور قلعہ نہایت مضبوط سلیم شاہ بن شیرشاہ افغان کا بنایا ہوا موجود ہے اور
دریا کے اوپر دونو طرف کی آمد و رفت کے واسطے ایک پل تختہ بنا ہوا ہے یہہ کل رونق و زیبائش لال قلعہ
کے ۱۸۵۷ع تک رہی جب ۱۸۵۷ع مین مفسدہ دہلی کا برپا ہوا اور انگریزی ہندوستانی فوج نے دہلی مین جمع ہو کر
کئی مہینہ تک سرکار سے ہنگامہ آرائی کی اور بہادر شاہ ابوظفر کو جو شاہان چغتائیہ کے بعد برائے نام بادشاہ تہا
انہون نے بادشاہ بنایا آخر جب دہلی فتح ہوئی تو بادشاہ جلاوطن ہوا اور قلعہ دہلی پر انگریزون نے دخل پاکر
علی العموم کل مکانات اندرونی قلعہ کے مسمار کر دیئے اور صرف دیوان خاص و موتی مسجد وغیرہ چند مکانات سرکاری
سے باقی رہ گئے **جامع مسجد** شاہجہان آباد مین لعل قلعہ سے ہزار گز کی فاصلہ پر غرب کی طرف ایک
چہوٹی سی ٹیلی پر جو دس گز اونچا ہے مسجد جامع شاہجہان نے بنوائی خوبی اور لطافت اسکی فی الحقیقت قابل دید
ہے اور کچھہ شک نہین کہ ایسی مسجد خوش قطع اور خوشنما اور کوئی مسجد روی زمین پر نہوگی یہہ مسجد سر سے پانو
تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اور اندر سے اجارہ تک سنگ مرمر اور جابجا سنگ سرخ مین سنگ مرمر کی پٹیان
اور سنگ موسی کی پچی کاری کی ہوئی ہے برج اسکے تمام سنگ مرمر کے ہین اور انمین سنگ موسی کی دہاریان
مین دسوین شوال ۱۰۶۰ ہجری مطابق ۲۴ سال جلوس شاہجہانی اس مسجد کی بنیاد باہتمام سعد اللہ خان دیوان اعلی اور
فاضل خان خانسامان کے رکھی گئی اور ہر روز پانچ ہزار راج مزدور و بیلدار و سنگتراش اسکی عمارت مین
کام کرتے تھے اس اہتمام سے چہہ برس کے عرصہ مین گیارہ لاکھہ روپیہ خرچ ہو کر یہہ مسجد تیار ہوئی اس مسجد کے تین گنبد
نہایت خوشنما نوے گز طول اور تیس گز کے عرض کے ہین اندر کو سات محرابین اور باہر صحن کے طرف گیارہ در کہ بیچ کا
انمین بہت لمبا اور پانچ در ادہر ادہر ہین بڑے در پر یا ہادی مخطط طغرا اور باقی درون پر نام نامی شاہجہان
اور تاریخ تعمیر و زر مصارف سنگ موسی کی پچی کاری سے کہدا ہوا ہے ان درون کے دونو طرف مینارین
نہایت بلند اور نہایت خوشنما زینہ دار بنے ہوئے ہین جب اوپر چڑہین تو بارہ درون کے برجیون مین بیٹھ کر
دور دور کی سیر نظر آتی ہے خصوصاً تمام شہر تو آنکہون کے نیچے ایک گہروندا سا دکہائی دیتا ہے سنہ ۱۲۴۴ھ
مین بسبب گرنے بجلی کے شمالی مینار مسجد کا اوپر سے گر گیا اور اسکے صدمہ سے صحن کے فرش کا بہی بہت نقصان ہوا
مگر سرکار انگریزی نے محمد اکبر ثانی بادشاہ کے ایما سے پہر اسکو بنوا دیا اور فرش بہی درست کرا دیا اس مسجد کے

تمام فرش سنگ مرمر کا ہے اور اسمین سنگ موسیٰ کی پچی کاری سے مصلے بنے ہوئے ہیں منبر بھی مسجد کا سنگ مرمر کا ایسا خوشنما
و مجلا و مقطع بنا ہوا ہے کہ جسکی تعریف احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے شمال کی طرف مسجد کے ایک دالان سنگ سرخ کا بنا ہوا مقام آثار
شریف کے نام سے بنا ہوا ہے سابق اسمین کچھ تبرکات جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ رکھی رہتے تھے جب فوج باغی کی غدر
کے وقت یہ مسجد سرکار انگریزی کے قبضہ میں آگئی تو وہ تبرکات وہاں سے اٹھائے گئی لیکن جب غدر رفع ہو گیا اور [illegible]
میں مسجد قبضہ سے واگذار ہوئی تو بسبب اختلاف فرقہ مسلمانوں کے وہ تبرکات وہاں نہ رکھے گئے اور فرش مسجد کے گوشہ شرقی و شمالی
کے برج میں ان تبرکات کو رکھا صحن اس مسجد کا نہایت دلکشا اور فرحت بخش ایک چوتھائی میل مربع ہے اور اسکے درمیان ایک
حوض سنگ مرمر کا پندرہ گز طول بارہ گز عرض کا اور اسکے وسط میں ایک فوارہ لگا ہوا ہے جو برسات کے ایام میں چھوٹا کرتا ہے
مسجد کے صحن کے چاروں طرف ایوان ہائے خوشنما اور دالان ہائے فرحت افزا و حجرہ ہائے دلکش و مکانات
فرحت بخش بنے ہوئے ہیں اور چاروں کونوں میں ایک ایک برج بارہ دری نہایت دلچسپ ہیں جنوبی اور شرقی دالان
کے سامنے نماز کا وقت دریافت کرنے کے لئے ایک دائرہ ہندسی بنا ہوا ہے اس مسجد کے تین دروازے
بڑے عالیشان اور انمین سیڑھی کو اترکے ہیں جنوبی دروازہ چتلی قبر کے بازار کی طرف بہت خوشنما بنا ہوا ہے
اور دروازہ کے اوپر حجرہ ہائے معقول لائق رہنے کے بنے ہوئے ہیں اس دروازے کے تینتیس سیڑھیاں ہیں انپر
نقشہ پیر کو بیع عام ہوتا ہے شمالی دروازہ مسجد کا پایہ والان کے بازار کی طرف بہت خوبصورت و خوشنما ہے
اسکا انتالیس سیڑھیاں اور اوپر بھی مکان بنے ہیں شرقی دروازہ خاص بازار کی طرف ہے یہ بہت بڑا
۳۵ دروازہ ہے اسکے اوپر بھی بہت بڑے بڑے مکانات عالیشان بنے ہوئے ہیں اس دروازہ کے آگے پینتیس
سیڑھیاں ہیں ہر روز یہاں گذری ہوتی ہے ہر روز ہزاروں طرح کی جنس وہاں آکر فروخت ہوتی ہے
غرض قلم کو یارا نہیں ہے کہ اس عالیشان مکان کی تعریف لکھے **فیروز شاہ کا کوٹلہ** شہر دہلی سے
تھوڑے سے فاصلہ پر ایک مقام مشہور فیروز شاہ کا کوٹلہ ہے وہاں ایک قلعہ نہایت مستحکم بنا ہوا ہے جو پرانی
دہلی کے کھنڈرات کے گوشہ شمال و مشرق پر واقع ہے عمارت اسکی بہت فراخ اور مستحکمی میں لاثانی وہاں
ایک ستون سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے جسکو فیروز شاہ کی لاٹھ کہتے ہیں سینتیس فیٹ لمبائی اور دس فیٹ محیط
بنیاد کی آثار سے وہ چوڑا ہے سارے ستون میں کہیں پیوند دوسرے پتھر کا نہیں ہوا تمام ستون ایک ہی
پتھر کا بنا ہوا ہے سو مورخان انگریزی کہتے ہیں کہ یہ پتھر بڑی مقدار کا شہر فیروز شاہ نے کوہ سوالک سے جہاں
راجہ رودلی کا دان ہے جمنا کے کنارے سے منگوایا تھا اور اسکو اپنے یادگار کے واسطے ستون بنوانے کا
بہت شوق تھا چنانچہ حصار میں بھی فیروز شاہ تغلق کے سنگین ستون بنوائے ہوئے موجود ہیں
شہر دہلی کے باہر ایک بڑا مکان عالیشان لال پتھر کی تیاری کا بنا ہوا ہے جسکو لوگ جنتر منتر بولتے ہیں

راجہ جی سنگہ انبیری کے راجہ نے حسب الحکم محمد شاہ بادشاہ کے بجواب نجوم بادشاہ کی جنم پتری کی تکمیل کے واسطے بنوایا تہا اُس قطعہ پر جیسے کہ بنارس مین بنا ہوا ہے لیکن اب یہہ مکان بالکل خراب برباد ہو گیا ہے **قطب شاہ کا مینار** زنو میل جنوب کیطرف شہر دہلی کے ایک مینار بہت بلند بنا ہوا ہے جسکو قطب صاحب کی لاٹ بولتے ہین یہ ایک مینار بقیہ چار میناروں مسجد قوت الاسلام بنیہ سلطان شمس الدین التمش غوری کا ہے اور اُس مسجد کے کہنڈرات بہی مینار کے پاس موجود ہین بلکہ دوسرے مینار کی بنیاد موجود ہے شکل اسکی گاؤدم ارتفاع دوسو دو ستائیس فٹ اور تین سو اٹہتر سیڑہیان اور عمارت سرخ پتہر کی ہے کل مینار مین چار درجے رکہے ہوئے ہین جنکو چار زینے کہتے ہیں مینار کے اوپر بارہ آدمیون کی جگہہ ہے جہان وہ بفراغت بیٹہ سکین جو ہندو اسکو راے پتہورا کی تعمیر کہتے ہیں سو بالکل غلط ہے کیونکہ اسکے پتہرون مین برابر آیات قرآنی کندہ ہوئے ہین ۱۲۲۸ھ ۱۸۰۳ء مین بباعث گرنے بجلی اور آنے بہونچال کے منڈیر کیطرف اس مینار کی ایک لمبی پہوٹ پڑ گئی اور اندر کے وسطی ستون مین جسکے گرداگرد سیڑہیان بنی ہوئی ہین دراڑ آگئی تہی سرکار انگریزی نے بہت سے کاریگر معمار اوسکی مرمت کیواسطے منگوائے مگر کوئی عہدہ برآئے استحکام کا نہوا آخر ایک انگریز انجنیر نے اسکی مرمت کی **لال ڈگی** دہلی مین یہہ نام ایک تالاب کا ہے جسکو لارڈ دالہوزی صاحب گورنر جنرل بہادر نے بعمارت سنگ سرخ اپنی حکومت کے وقت بنوایا تہا طول اسکا پانسو فٹ اور عرض ڈیڑہ سو فٹ ہے **مسجد نواب روشن الدولہ** دہلی مین یہہ ایک عجیب خوبصورت مسجد قلعہ کے متصل نواب روشن الدولہ کی بنوائی ہوئی موجود ہے عمارت اسکی نہایت مضبوط و سنگین ہے لوگ اسکو سنہری مسجد بہی کہتے ہین اسی مین بیٹہ کر نادر شاہ ایرانی نے دہلی کے قتل عام اور غارت کے واسطے حکم دیا تہا ۔ **کالی مسجد** یہہ مسجد قدیمی و مضبوط عمارت کی شہر کے اندر موجود ہے چونکہ رنگ اسکا کالا ہے سو اسواسطے اسکو کالی مسجد کہتے ہین چارون طرف اسکے چہوٹی چہوٹی سی برجیان بنی ہوئی ہین اور پختہ محراب دار عمارت ہے **گرجا گہر دہلی** یہہ گرجا نصارا کے پرستش کی جگہہ بنی ہوئی ہے عمارت عالیشان و پختہ مکان ہے کرنیل کینر صاحب نے ایک لاکہہ روپیہ خرچ کر کر اسکو بنوایا تہا وہ صاحب بتفاعدہ انگریزی فوج کے افسر تہے اسکے تعمیر مین اُسکو سرکار سے بہی مدد دہلی اور انگریزون نے بہی روپیہ دیا تہا **مقبرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ** دہلی کے نواح کے مقبرون مین سے یہہ بڑا عالیشان اور مشہور مکان ہے آپکے پاس پاس اور بہی مشایخ و علما و صلحا و بادشاہوں و شہزادون کے مقبرے ہین صاحب مزار بڑے شیخ ولی نامدار ہو گذرے ہین ذات کے سید حسینی تہے وطن آپ کا ماوراء النہر مین قصبہ اوش تہا ابوحفص اوشی کے پاس حضرت نے علم پڑہا پہر بیس برس کا ہو کر خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی کی خدمت مین مرید ہوئے اور باطنی فیض پایا خرقہ خلافت لیکر

دہلی کو آئے اور یہان ہی قیام کیا حضرت کے مرید لاکہون صاحب حال وقال و اہل کمال ہوئے ہین چنانچہ خواجہ فرید الدین گنجشکر پاک پٹنی حضرت کے ہی خلیفہ تہے سلطان شمس الدین التمش بادشاہ بہی حضرت کا مرید تہا کاکی لوگ حضرت کو اسواسطے کہتے ہین کہ حضرت درویشون کو بذریعہ کرامت اپنی بغل مین سے گرم گرم کاک یعنی روٹیان نکالکر تقسیم کرتے تہے ۶۳۳ ہجری مین حضرت نے وفات پائی اور اسی مقام پر مدفون ہوئے مہراکبر بادشاہ نے بعد وفات [illegible] یہان کا [illegible] سلسلہ آپکا چشتیہ ہے اور اس خاندان کے مرید بہی چشتی کہلاتے ہین **مقبرہ خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی قدس سرہ** دہلی شہر کے باہر غیاث پور کے [illegible] این پایہ عالیشان مقبرہ [illegible] سنگ مرمر منقش بنا ہوا ہے جسکے دیکھنے سے فلک برین یاد آتا ہے اسکے پاس اور بہی لاکہون روپیہ کی تیاری کے مقبرے ہین جنمین سیکڑون امیرون بادشاہون شہزادون علما وصلحا و مشایخ متقدمین متاخرین کے یہان مزار ہین شاہزادی جہان آرا شاہجہان بادشاہ کی لڑکی کا مقبرہ بہی یہان ہی ہے اسکے [illegible] اور اونکی لطافت خوبصورتی کا حال اگر تحریر ہو تو ایک دفتر چاہئے صاحب مقبرہ خاندان چشتیہ اہل بہشت مین صاحب ہدایت وارشاد تہے ظاہری علم مین بہی کامل استاد تہے حضرت کے بزرگون کا شہر بخارا مقام تہا اور محمد بن احمد دانیال حضرت کا نام تہا ۶۳۴ ہجری مین آپ تولد ہوئے دہلی مین علم کی تعلیم پائی مدت تک درس پڑہایا آخر خدا کا شوق غالب ہوا اول اللہ کا طالب ہوا تو اجودہن مین جاکر خواجہ فرید الدین گنجشکر چشتی کے مرید ہو باطنی فیض پایا دہلی کو مامور ہوئے مدت تک حضرت دہلی مین رہے لاکہون مریدون کو خدا سے ملایا خلعت خلافت ہوا آخر ۷۲۵ ہجری مین وفات پائی یہان مدفون ہوئے شہنشاہ دین وعالم [illegible] حضرت کی تاریخ وفات ہے خواجہ امیر خسرو شاعر بہی حضرت کے مرید تہے اونکا مزار بہی حضرت کے پاس ہے سلسلہ آپکا چشتیہ ہے حضرت کی خاندان مریدان [illegible] سلسلہ کے مرید کہلاتے ہین **مقبرہ روشن چراغ دہلی** دہلی کے مقبرون مین سے یہ بہی ایک متبرک مقام ہے زیارتگاہ خاص وعام ہے صاحب مقبرہ سید نصیر الدین محمود نام ہے حضرت حسنی سید تہے سید یحیی حضرت کے باپ کا نام تہا مولانا عبد الکریم شیروانی و افتخار الدین گیلانی سے حضرت نے علم پڑہا خواجہ نظام الدین دہلوی کے مرید ہوکر خلافت پائی روشن چراغ دہلی کا خطاب حاصل کیا ۷۵۷ ہجری مین فوت ہوکر یہان مدفون ہوئے **مقبرہ ہمایون شاہ بادشاہ** دہلی کے باہر جنوب کی سمت کو [illegible] اونچائی کو مین ہوا ایک عجیب مقبرہ اور متبرک مکان ہے عمارت اسکی ایسی عالیشان ہے کہ دیکہنے سے روح کو تازگی حاصل ہوتی ہے اسکو تمام سرخ پتہر لگا ہوا ہے اور مضبوطی کا یہ حال کہ باوجودیکہ زمانہ گذر جانے کے [illegible] کبہی کسی قسم کا نقصان [illegible] عمارت اسکی تازہ نظر آتی ہے ۹۷۳ ہجری مین عمارت اسکی نواب حاجی بیگم زوجہ ہمایون بادشاہ نے شروع کی اور [illegible] برس مین [illegible] سولہ لاکہہ روپیہ کے مقبرہ تیار ہوا **قصبہ مہرولی** ضلع

دہلی مین یہہ ایک مشہور قصبہ اور آباد مقام ہے بازار اسکا اچھا ہے تجارت کا بازار گرم ہے اور بسبب اسکے کہ تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع دہلی یہان رہتا ہے آبادی اسکی اب بھی روز بروز ترقی پر ہے اسکے متعلق پرگنہ علاوہ تحصیل جنوبی کہتے ہین **علی پور** یہہ بھی ایک نامی گرامی قصبہ اور تحصیل کا مقام ضلع دہلی مین ہے اسکے متعلق پرگنہ کو علاوہ تحصیل شمالی بولتے ہین **بلبھ گڈہ** یہہ ایک آباد قصبہ اور مشہور بستی ضلع دہلی مین ہے عمارت اسکی پختہ اور عمدہ بازار ہے اچھے اچھے مالدار ساہوکار یہان دوکان کرتے ہین درآمد برآمد تجارت کی ہوتی رہتی ہے پہلے اس قصبہ کو بعہد محمد شاہ بادشاہ راؤ بلرام نے آباد کیا اور اپنی ریاست گاہ بنایا نام اسکا اپنے نام پر بلرام گڈہ رکہا اب بلبھ گڈہ مشہور ہے اور جو لوگ اسکو بلبھ گڈہ کہتے ہین غلطی پر ہین تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع دہلی یہان رہکر تحصیل مال کا کام دیتا ہے **فرید آباد** ضلع دہلی پرگنہ بلبھ گڈہ کے متعلق یہہ قصبہ آباد ہے فاصلہ اسکا دہلی سے جنوب کی طرف بارہ کوس کا شمار ہوتا ہے اس اطراف مین یہہ ایک آباد عمدہ مکان ہے بازار عالیشان ہے تجارت عام ہے فرید آباد اسلئے اسکا نام ہے کہ شیخ فرید بخاری المخاطب مرتضیٰ خان نے جو کہ جہانگیر بادشاہ غازی کے وقت کل فوج کا بخشی تہا اسکو آباد کیا اور اپنے نام پر فرید آباد نام رکہا **غازی الدین نگر** دہلی کے ضلع مین یہہ ایک مشہور بستی اور بڑا قصبہ ہے پختہ اسکا بازار ہے تجارت کی بہار ہے رعایا مالدار ہے جو دوکاندار ہے اپنے گہر کا ساہوکار ہے ضلع دہلی کے ماتحت تحصیلدار یہان رہتا تہا تحصیل یہان کی ۱۸۵۹ع مین ٹوٹ گئی دیہات اسکے ضلع بلند شہر و میرٹھ کے شامل ہو گئے نواب غازی الدین حیدر نے یہہ قصبہ آباد کیا اور اپنے نام پر غازی نگر نام رکہا متصل اسکے ہنڈن ندی جاری ہے اسپر لوہے کا پل صاحبان انگریز نے بڑی حکمت کے ساتھ بنایا ہے **سوہنہ** ضلع گورگانو کے متعلق تہا اب تحصیل مین ہے ایک قصبہ آباد ہے باشندے یہان کے بسبب مخالفت آب ہوا کے اکثر زرد رنگ ہوتے ہین اور قصبہ کے پاس ایک چشمہ گرم پانی کا جاری ہے **نوح** یہہ ایک آباد قصبہ اور نامی گرامی مقام ضلع گورگانو کے متعلق ہے عمارت اسکی خوشنما اور بازار اچھا ہے مگر آب ہوا بہت خراب ہے کیونکہ برسات کے موسم مین چارون طرف آبادی کے پانی بہر جاتا ہے اور ہوا خراب ہوجاتی ہے اور پانی مین سے کہاری نمک بہت پیدا ہوتا ہے ضلع گورگانو مین یہہ گانو تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار یہان تحصیل مال کا کام دیتا ہے **پاودہ** گورگانو کے ضلع کے متعلق یہہ بھی ایک نامی قصبہ اور مشہور بستی ہے اور بسبب بلندی کے یہہ پہاڑ کے اوپر آباد ہے آب وہوا اسکی بہت عمدہ ہے اکثر گرمی کم ہوتی ہے علاوہ اسکا سبزی و شادابی غلہ کی پیدائش بہت ہوتی ہے عمارت قصبہ کی خوشنما اور بازار کشادہ تجارت بکثرت ہے ہندو و مسلمان دونو قومین یہین سکونت پذیر ہین **گورگانو** دہلی کے گوشہ جنوب مغرب مین مہرولی کے راستے پر فاصلہ بائیس میل اور گوشہ جنوب مشرق دو سو ساٹھ میل یہہ ایک

بڑی بستی اور مشہور شہر آباد ہے وجہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ راجہ جدہشٹر نے اپنے گورو یعنی درونا چارج جو ذات کا
برہمن تہا یہہ گانو بخش دیا تہا اسواسطے اسکا نام گورو گرام یعنی گرو کا گانو قرار پایا بسبب گذر جانے سینکڑون برسون
کے وہ نام بگڑ کر گورگانو مقرر ہوگیا ہے اس مقام پر سیتلا کا ایک بڑا استہان ہے اسکی پوجا بہت ہوتی ہے چار مہینے
سال بہر مین وہان بڑے بہاری ہوتے ہین اور ہزارہا روپیہ چڑہاوے کا چڑہتا ہے شہر مین دو ہزار
سات سو آدمی کی آبادی ہے شاہی تجارت اس راستے سے ممالک مغربی و شمالی کو لیجاتے ہین ضلع
گورگانو یہہ ضلع ماتحت کمشنری قسمت دہلی کے واقع ہے اسکے شمال کیطرف علاقہ جہجر و ضلع دہلی مشرق کو
پرگنہ پلم گڈہ و دریاے جمنا جو بلند شہر اور علیگڈہ کے درمیان بہتا ہے جنوب مین ضلع متہرا و بہرتپور ہے
کل سطح اسکا ایکہزار نو سو بیالیس میل مربع شمار ہوتا ہے کل آبادی اسکی چہہ لاکہہ باسٹہہ ہزار چار سو چہیاسی
آدمی کی ہے انمین سے تین لاکہہ بائیس ہزار ایکسو تراسی ہندو کاشتکار اور آٹہہ لاکہہ اڑتیس ہزار پانسو اکیانوے
ہندو غیر کاشتکار اور ایک لاکہہ اٹہاون ہزار مسلمان کاشتکار اور بیالیس ہزار تین سو اکتالیس غیر کاشتکار
مسلمان ہین اس ضلع مین سواے شہر گورگانو کے چار بڑے قصبے اور ہین جنمین پانچہزار سے لیکر دس ہزار تک
آدمی آباد ہین موسم اس ضلع کا ایسا ہے کہ دو تہائی سال بہر مین گرمی و خشکی اور ایک تہائی سردی رہتی ہے
نالہ صاحبی ضلع کے اندر جاری ہے پانی اسمین نواح جے پور سے آتا ہے اور جہجر کو جاتا ہے برسات کے موسم مین
اسمین بڑی طغیانی ہوتی ہے سطح اس ضلع کا آٹہہ سو تیس فٹ کلکتہ سے اور آٹہہ سو چالیس فٹ سمندر کے سطح سے بلند
ہے اور خاص شہر گورگانو آٹہہ سو ستر فٹ سمندر سے بلندی رکہتا ہے بعض حصے اس ضلع کے اس سے بہی زیادہ اونچے
ہین اور جو حصہ اسکا دریاے جمنا کے دہنے کنارے کے پاس ہے وہ پست ہموار و زرخیز ہے اور بہت سا حصہ اسکا
جنگلون سے بہرا ہوا ہے آگے کسی بادشاہ کے عہد مین اس جنگل کی آبادی نہین ہوئی تہی اب انگریزی عملداری مین
برابر آباد ہوتا چلا گیا ہے کیونکہ سرکار نے بہت ہی خفیف معاملہ لینا کرکے سال ۱۸۱۶ع تک بندوبست اسکا
کر دیا تہا اس سرزمین کے پاس قصبہ فیروزپور آباد ہے اسکے پاس تیجا لوہا نکالکر گلایا جاتا ہے اس ضلع کے
جنگلون مین بانسون و درختون کی بہت کثرت ہے اور جنگلون مین خانہ بدوش لوگ میواتی نسل کے رہتے ہین
پچہلے زمانہ مین وہ غارتگری کرتے تہے اب بکریان و مویشی رکہتے ہین اور گوشت و شراب سے انکی بہت رغبت
ہے کسی مذہب کے چندان پابند نہین مغرب کیطرف اس ضلع کے ایک پہاڑی سلسلہ ہے جو جمنا کے گہاٹی سے شروع
ہوکر مغرب کے سمت کو پہیلتا چلا جاتا ہے زمین اسکی ریگستانی شمال سے جنوب کو بتیس میل لمبی اور آٹہہ میل
چوڑی ہے اسمین جسقدر زمین ہے شور انگیز و بنجر وغیرہ آباد ہے مگر بعض مقام پر لائق کاشت و زرخیز بہی ہے
اور بعض مقامات پر اگر بیس یا پچیس فٹ تک زمین کہودین تو پانی نکل آتا ہے اور پانی کے نکلنے سے اگر اٹہ یا

نو فیٹ تک کنوا گہرا رہے تو پانی اسکا میٹھا ہوتا ہے اور اگر دس یا بارہ فیٹ تک گہرا ہو جاوے تو پانی شور
ہو جاتا ہے اور اگر اوس سے بھی کچھہ اور زیادہ گہرا کرین تو پانی تلخ و بدمزہ ہو جاتا ہے کہ پانی اسکا انسان کیا حیوان
بھی پی نہین سکتا سبب اسکا صرف یہی ہے کہ اس زمین کے نیچے گندہک کی کان ہے جسقدر کھودائی زمین کی گندہک
حد تک جا پہونچتی جاتی ہے پانی بدمزہ نکلتا آتا ہے اس سرزمین مین لون کی بھی کان ہے اور بکثرت نکالا جا کر اسکی
تجارت ہوتی ہے گورگانو کے ضلع کے جہیلون مین نمک بہت پیدا ہوتا تہا اور اوسکی بکری بھی بہت تہی مگر جب
سانبہر نمک فروخت ہونے لگا ہے بکری اسکی کم ہوگئی اس ضلع مین سے ریگستان مین ایک جہیل آٹھہ میل کی لمبی
اور چار میل کی چوڑی پایاب ہے گو کہ اسکے پانی کا میدان نکاس نہین ہے تو بھی پانی اسکا میدان خراب نہین
ہوتا مرغابیان مچہلیان وغیرہ آبی جانور اسمین بکثرت ہین جنکا شکاری لوگ شکار کرتے ہین یہہ ضلع اول دولت راؤ
سندہیہ کے ماتحت تہا سنہ ۱۸۰۳ء مین انگریزی قبضہ مین آگیا اسکے شمال کے طرف ریاست راجہ جی پور وجود وہ تو
کچہہ حصہ ایکسو میل مربع ساکنات زیب النسا شمرو کی بیگم کی ریاست مین تہا جب وہ مرگئی تو وہ بھی سنہ ۱۸۳۶ء مین
داخل علاقہ انگریزی ہوگیا اور ایک اور حصہ دو میل مربع کا متعلق جاگیر فیروزپور ماتحت شمس الدین خان کے تہا
وہ بھی اسکی پہانسی ملنے کے بعد شامل ممالک محروسہ سرکار ہوا اسمین سے فقط علاقہ لوہارو کا اسکے بہائی امین الدین خان
و ضیاء الدین خان کو عطا ہوا اسی ضلع مین مشہور قصبے خاص گورگانو و فیروزپور و فریدآباد و ریواڑی
و پلول و سنپل ہین اور شہر گورگانو پہلے زیب النسا شمرو کے بیگم کے ماتحت تہا جب وہ مرگئی تو چہاونی فوج انگریزی
کی یہان مقرر ہوئی اب ضلع کا مقام ہے اور شہر پہاڑ کے دامن کے نیچے آباد ہے شہر کی صورت اور عمارتین
اسکے خوشنما اور بازار بارونق ہے ہر ایک قسم کے قوم وہان سکونت کرتے ہین آب وہوا اسکی مختلف ہو موسموں مین
مختلف ہوتی ہے فاصلہ اسکا جنوب مغرب کے سمت کو دہلی سے اٹہارہ میل اور شمال مغرب کلکتہ سے نوسو اٹہانوے
میل کا ہے گورگانو کے ضلع کے متعلق سات تحصیلین ہین جہارسہ ریواڑی فیروزپور پونا ہانا پلول نوح
سوہنہ اور ہر ایک تحصیل مین علیحدہ علیحدہ تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورگانو کے کام دیتا ہے
بہادرگڈہ یہہ ایک قصبہ دہلی کے علاقہ مین دہلی سے اٹہارہ میل بسمت شمال اوس سڑک پر جو دہلی سے ہانسی
کو آتی ہے آباد ہے شاہان چغتائیہ کے وقت ایک شخص بہادر خان جاگیردار نے یہہ قصبہ آباد کیا اور اپنے نام
نام اسکا بہادرگڈہ رکہا عمارت اس قصبہ کی پختہ اور شہر پناہ بھی پختہ بنا ہوا ہے یہہ قصبہ بہادر جنگ خان جہجر کے
رئیس کے رشتہ دار کے جاگیر مین تہا بعد مفسدہ دہلی کے جب وہ معزول ہوا تو انگریزی علاقہ مین آگیا یہان
ایک اچہا وسیع بازار ہے اور تجارت بھی ہر ایک قسم کی ہوتی ہے **فرخ نگر** شمال و مشرقی کونے ملک جہجر
کے یہہ چہوٹا سا شہر آباد ہے عمارت اسکی پختہ و خوشنما ہے ہر ایک قسم کی قوم کے لوگ سکونت رکہتے ہین پہلے اس شہر کو

نواب فوجدار خان بلوچ نے سنہ [illegible] ہجری مین آباد کیا اور قلعہ کی بہی تعمیر کی اور فرخ سیر بادشاہ کے نام پر نام اسکا فرخ نگر رکہا بعد ازان پشت بپشت اوسکی اولاد اسپر قابض رہی جب انگریزی عملداری ہوئی تو نواب مظفر خان جاگیردار اسپر قابض تہا انگریزون نے بدستور اسکو واگذار رکہا مفسدہ دہلی کے بعد احمد علی خان نواب مظفر خان کا بیٹا بعلت مفسدہ پردازی کے پہانسی ملا اور ریاست ضبط ہوئی سطح اس جاگیر کا بائیس میل مربع تہا اور یہ چار ہزار چار سو آدمی کی آبادی تہی اور نواب کے پاس پچیس آدمی مسلح رہنے کی اجازت تہی اب یہ شہر سرکاری عملداری مین ہے ذکر مفصل اس ریاست کا سابق ریاستون کے ذکر مین درج ہو چکا ہے ۞

نجف گڈہ یہ قصبہ ضلع دہلی مین مشہور و معروف مکان ہے اسکو نجف خان نواب نے آباد کر کر اپنے نام پر اسکا نام رکہا آبادی اسکی پختہ عمارت کی ہے اور بازار بہی آباد ہے متصل اسکے جہنوتی نالہ کی جہیل ہے جو برسات کے موسم مین طغیانی مین آکر بہت بڑہ جاتی ہے سرکار نے اسکے اندر سے ایک نہر چہوٹی سی جاری کی ہے چارون طرف قصبہ کے پختہ شہر پناہ ہے فاصلہ اسکا جنوب مغرب دہلی سے بارہ میل کا ہے **فیروزپور** ضلع گورگانوہ مین یہ صدر مقام پرگنہ کا ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب بہادر ضلع گورگانوہ یہان تحصیل کا کام کرتا ہے آبادی اسکی اس سڑک پر ہے جو دہلی سے الور کو جاتی ہے چہتر میل کے فاصلہ پر دہلی سے جنوب کی سمت کو واقع ہے شہر کے گرد شہر پناہ پختہ بنا ہوا ہے اور اسکے دیوار مین برج خوشنما نشستبان و دیوار کے بنے ہوئے ہین قلعہ بہی ایکسا لکہی عمارت کا تعمیر ہوا ہے گرد دیوارین اور برج اسکے مستحکم ہین قلعہ کے اندر نواب کے رہنے کا محل انگریزی وضع کا نہایت عالیشان عمارت کا بنا ہے اس قصبہ مین مسلمان بکثرت اور ہندو کم رہتے ہین آبادی اس شہر کی سنہ ۱۸۶۸ع مین جو شمار ہوئی تو سات ہزار نو سو نواسی پائی گئی اب آبادی کی اسمین بہت ترقی ہے یہ شہر پہلے نواب شمس الدین خان کے جاگیر مین تہا جسکا احوال مفصل ریاستون کے باب مین تحریر ہو چکا ہے بعد ضبطی یہ گورگانوہ کے ضلع مین شامل ہو گیا چونکہ لوہے کی کان اس شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اسواسطے لوہے بنانے اور پکانے کے کارخانے یہان بہت جاری ہین بازار اس شہر کا پر تجارت و آباد ہر ایک قسم کی تجارت ہوتی ہے علاقہ بہی اسکا سیراب زراعت شدہ اور پانی کی کثرت ہے بلندی اس شہر کی سطح سمندر سے آٹھ سو چالیس فیٹ اور فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے براہ آگرہ [illegible] آٹھ سو ستاون میل کا ہے **لوہارو** یہ قصبہ منجملہ جاگیر نواب شمس الدین خان جاگیردار فیروزپور کے تہا جب اسکو پہانسی ہوئی تو یہ علاقہ نواب امین الدین خان و ضیاء الدین خان کو عطا ہوا جسکا حال مفصل سابق تحریر ہو چکا چونکہ یہ مقام جاگیردار رئیس کے رہنے کا ہے اسلئے آبادی اسکی بارونق ہے اور نواب کے رہنے کے مکان عالیشان خوشنما بنے ہوئے ہین شہر کے عمارات اکثر پختہ ہین اچہے اچہے دوکاندار و ساہوکار مالدار یہان رہتے ہین آمدنی جاگیر کی دونو بہائی آپسمین تقسیم کر لیتے ہین **بادشاہ پور** ضلع گورگانوہ مین یہ ایک چہوٹا سا قصبہ اس سڑک پر جو ہانسی سے گورگانوہ

جاتے ہی دہلی سے پچیس میل بسمت جنوب مغرب آباد ہے آبادی اسکی اگرچہ تھوڑی ہے مگر عمارت اسکی پختہ و عجیب خوشنما بنی ہوئی ہے دونو طرف اسکے دو پہاڑی ٹیلے بلند اور بیچ میں انکی آبادی اسکی واقع ہے تجارت یہاں خوب ہوتی ہے اور بازار آباد و رعایا آسودہ ہے **پالی** ضلع گورگانوہ میں یہہ ایک قصبہ بڑا آباد و بارونق ہے مکان علاقہ اسکا آبادی میں تمام ضلع کے آبادی سے مستثنی ہے آبادی اسکی ایک پہاڑ کی شرقی بنیاد میں واقع ہے پختہ مکانات اکثر پتھروں کے یہاں بہت بنے ہیں جو اسکے پاس کے پہاڑ سے نکلتا ہے فاصلہ اسکا دہلی سے جنوب کی سمت کو اٹھارہ میل کا ہے **پونا ہنا** یہہ بڑا قصبہ پرگنہ کا صدر مقام ضلع گورگانوہ میں اوس سڑک پر جو متھرا سے ریواڑی کو آتی ہے آباد ہے فاصلہ اسکا متھرا سے بسمت شمال مغرب پچاس میل کا ہے یہاں ایک تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورگانوہ تحصیل کا کام دیتا ہے عمارت اسکی بارونق ہے اور تجارت بکثرت ہوتی ہے **پلول** ضلع گورگانوہ میں یہہ قصبہ اس سڑک پر جو دہلی سے متھرا کو جاتی ہے دہلی سے اکتالیس میل کے فاصلہ پر جنوب کی سمت کو آباد ہے اس ضلع میں یہہ قصبہ بڑا آباد و مشہور ہے بارہ ہزار آدمی سے زیادہ یہاں رہتے ہیں اور چونکہ یہہ قصبہ حاکم نشین ہے اور تحصیلدار ماتحت ضلع گورگانوہ کے یہاں کام دیتا ہے اسلیے رونق اسکی روز بروز ترقی پر ہے بازار بھی پہلے سے زیادہ آباد ہے تجارت کی بھی ترقی ہے **نگاوہ** ضلع گورگانوہ میں یہہ قصبہ بڑا قصبہ اور آباد و مشہور ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو متھرا سے فیروزپور کو آتی ہے تین میل شمال مشرق فیروزپور کے واقع ہے اور خانپور گھاٹ سے فاصلہ اسکا صرف ایک ہی میل بسمت شرق کے ہے اسکے متعلق زمین میں زراعت کثرت سے ہوتی ہے مگر زراعت کو کنووں کے ذریعہ پانی دیا جاتا ہے یہہ قصبہ زمیندارہ ہے تجارت غلہ کی بکثرت ہوتی ہے **خانپور گھاٹ** ضلع گورگانوہ میں یہہ ایک گذرگاہ ان پہاڑوں کی نشیب میں ہے جو شمال مشرق سے جنوب مغرب کو پھیلے ہیں یہہ گذر کوئی دریا کا گذر نہیں ہے بلکہ ایک پہاڑی درہ ہے پاس اسکے ایک میل کے فاصلہ پر بسمت شرق سو ضلع نگاوہ آباد ہے اور فاصلہ اسکا شمال مغرب کے سمت کو متھرا سے باون میل کا شمار میں آتا ہے **شاہجہان پور** یہہ ایک بڑا قصبہ ضلع گورگانوہ میں ہے عمارات اسکی قدیمی اور پختہ بہت ہے اور آبادی بکثرت فاصلہ اسکا باسٹھ میل کا بسمت جنوب مغرب دہلی کے ہے **سیکری** یہہ قصبہ ضلع گورگانوہ میں اس سڑک پر جو دہلی سے متھرا کو جاتی ہے آباد ہے بوقت عملداری سرکار انگریزی کے دہلی میں یہہ قصبہ اور پرگنہ ہوڈل مع ضم کے ایک سا ان نواب کے جاگیر میں عطا ہوا تھا بعوض اون خدمات کے جو وہ مرہٹوں کی لڑائی میں بجالایا تھا چونکہ جاگیردار نے اسکو دار الریاست بنایا اس سبب رونق اسکی بڑہ گئی اور خوب آباد ہوا اسوقت بھی آبادی اسکی بارونق و تر و تازہ ہے زراعت بکثرت ہوتی ہے زمیندار خوشحال ہیں **بواڑی** ضلع گورگانوہ میں ایک قصبہ اوس سڑک پر جو دہلی سے جی پور کو جاتی ہے دہلی سے بفاصلہ

پچاس میل جنوب بمغرب کی سمت کو آباد ہے آبادی اس شہر کی بہ نسبت ضلع کے سب شہروں میں بہت بڑی شمار کرتے ہیں عمارت اسکی پختہ اور بازار بھی فراخ و پر تجارت ہیں قصبہ کے رہنے والے اکثر شریف ہیں پہلی خانہ شماری میں چھتیس ہزار آٹھ سو چوالیس آدمی اسمیں آبادی تھی اب اس سے بھی ترقی زیادہ ہے یہانپر تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع بہادر گورگانو رہکر کام تحصیل کا دیتا ہے

سردھنہ یہہ شہر اگرچہ متعلق ضلع میرٹھہ ماتحت لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کے ہے پنجاب کے متعلق نہیں ہے لیکن بسبب کہ سابق ذکر اس ریاست کا اس کتاب میں مفصل درج ہو چکا ہے دار الریاست کا حال بھی تحریر ہونا واجباً سے متصور ہو کر لکھا جاتا ہے کہ یہہ قصبہ اس سڑک پر جو کرنال سے میرٹھہ کو جاتی ہے گیارہ میل بسمت شمال و مغرب میرٹھہ کے آباد ہے شہر پناہ اس شہر کا خام بنا ہوا ہے اور قلعہ بھی کچا ہے مگر اب مسمار ہو گیا ہے یہہ قلعہ و شہر پناہ زیب النسا بیگم شمرو نے بنوایا تھا سوا اسکے قلعہ کے ایک محل بھی پختہ عالیشان بیگم کا بنایا ہوا بیگم کا موجود ہے جو کہ شمرو صاحب اور اسکی بیگم انگریزوں میں مذہب رومن کیتھلک والوں کا رکھتی تھی ایک گرجا بھی پرستشگاہ انکا بنا ہوا ہے پہلی مردم شماری میں آبادی اس قصبہ کی بارہ ہزار چار سو اکیاسی شمار ہوئے تھے منجملہ بارہ سو آدمی عیسائی رومن کیتھلک کے مذہب کے تھے خود شمرو صاحب جرمنی نسب کا انگریز تھا اور زیب النسا اسکی بیگم ایک عورت کشمیرن تھی جو عیسائی ہوگئی اور اسکی بوجہ ہی خاوند کے مرنے کے بعد وہ ریاست پر قابض ہوئی سنہ ۱۸۰۳ء میں جب دولت راے سندیہ سے یہہ ملک سرکار انگریزی کے قبضہ میں آیا تو سنہ ۱۸۰۵ء میں جاگیر اسکی بھی بحال ہوئی اور سنہ ۱۸۳۶ء تک وہ قابض رہکر مر گئی اس وقت سے یہہ شہر سردھنہ ضبط ہو کر میرٹھہ کے ضلع کے شامل ہو گیا آبادی سردھنہ کی ایک کھلی ہوئی زرخیز میدان میں واقع ہے اور پانی کی افراط زراعت کی کثرت غلہ کی پیدائش بہت ہی اور ایک بڑا اس شہر کے گرجا کی متصل بنا ہوا ہے جسطرف سڑک جا رہی ہے بلندی اسکی سطح سمندر سے آٹھ سو باسی فیٹ ہے اور فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے آٹھ سو ستانوین میل کا ہے

جھارسہ یہہ قصبہ ضلع گورگانو میں بڑے قصبوں میں مشہور ہے تحصیل خاص گورگانو کے پرگنہ کی اہتمام پر ہے اور تحصیلدار مع مجسٹریٹ درجہ دوم یہان رہتا ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو ریواڑی سے دہلی کو جاتی ہے دہلی سے بیس میل جنوب مغرب کے سمت کوہ ہمالہ کے جنوبی قطاروں کی جنوب کو واقع ہے یہہ شہر بہت آباد اور بازار پر بارونق و علاقہ اسکا سیراب ہے

دادری جہجر کے علاقہ میں یہہ ایک بڑا شہر آباد ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو ہانسی سے [illegible] کو جاتی ہے واقع ہے گہر اور رنگین بازار اسکے پختہ بنے ہوئے ہیں اور علاقہ بھی سیراب بارونق ہے زراعت بہت ہوتی ہے تجارت کا بازار گرم ہے شمال کی طرف اسکے اکثر زمین ریگی اور خراب اور جنوب کی طرف کا سطح عمدہ و کاشت شدہ ہے فاصلہ اسکا ہانسی سے [illegible] جنوب کی طرف چوالیس میل کا ہے پہلے شہر نواب بہادر جنگ کی جاگیر میں تھا اب بعد مفسدہ دہلی ریاست اسکی ضبط ہو کر شامل انگریزی علاقہ کے ہو کر بطور جاگیر جیند کے راجہ کو عطا ہوا

دوجانہ جہجر کے علاقہ ضلع رہتک مین یہہ قصبہ اُس سڑک پر جو کرنال سے ریواڑی کو جاتی ہے شہر کرنال سے جنوب کی سمت کو آباد ہے اور چونکہ یہہ ریاست آگاہ ایک رئیس کی ہے اس سبب سے آبادی اسکی روز بروز ترقی پر ہے رئیس کے رہنے کے مکانات عالیشان بنے ہوئے ہین عمارت شہر کی بھی پختہ و خوشنما ہے بازار بہی اور دستکار مالدار یہین سکونت رکھتے ہین چہہ ہزار آدمی سے زیادہ یہین بستے ہین دوہ یہہ قصبہ بھی جہجر کے علاقہ میں ایک آباد و بارونق مکان ہے آبادی اسکی اُس سڑک پر جو ہانسی سے بہج کو جاتی ہے واقع ہے اس علاقہ مین پانی کی کثرت اور ملک سیراب ہے زراعت بکثرت اور غلہ کی پیدائش بہت ہے جارج گڈہ جہجر کے علاقہ مین یہہ ایک قلعہ جارج طامس صاحب رئیس ہریانہ کا بنا ہوا ہے اُسنے اپنی عملداری میں یہہ قلعہ بنوایا اور رسا ان جنگ و ذخیرہ بکثرت یہان جمع کیا پہر سب دولت اسے سندہیہ کی فوج سے اوسکا مقابلہ ہوا تو وہ مدت تک اس قلعہ مین محصور ہوکر دشمن سے لڑتا رہا جب اُسکی فوج بیدل ہوگئی تو وہ اس قلعہ کو چھوڑکر ہانسی کو چلا گیا اب یہہ قلعہ خراب و ابتر ہوکر مسمار ہوگیا ہے مگر یادگار اُسکا باقی ہے گوہانہ رہتک کے ضلع مین یہہ پرگنہ کا مقام ہے متعلق تحت ضلع رہتک کے یہان کام تحصیل کا کرتا ہے آبادی اسکی دہلی کے نہر کے شاخ پر جو دہلی سے رہتک کو جاتی واقع ہے جنوب کی طرف اسکے ایک جہیل بستی میں ہے جو پچاس میل تک جنوب کی سمت کو پہیلتی ہے علاقہ اس پرگنہ کا نہایت سیراب و شاداب ہے ہر ایک قسم کی پیدا اوار بکثرت ہوتی ہے فاصلہ اسکا دہلی سے بسمت شمال مغرب پچاس میل کا شمار ہوتا ہے اور آبادی اس قصبہ کی اگلی مردم شماری مین چہہ ہزار چہہ سو آدمیونکا شمار ہوئی تہی مگر اب روز بروز ترقی ہے رہتک ہندوستان کے مشہور شہرون مین یہہ بہی ایک مشہور آباد شہر ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو دہلی سے ہانسی کو آتی ہے دہلی سے چالیس میل شمال مغرب کی سمت کو واقع ہے متصل اسکے ایک ندی جو نہر دہلی کی ایک شاخ ہے روان ہے یہہ نہر سنہ ۱۸۲۵ء مین سرکار انگریزی نے کہدوائی اور پانی اسمین فیروزشاہ کی نہر سے جاری کیا پہلی مردم شماری مین آبادی اس شہر کی تیرہ ہزار دو سو چھبیس شمار مین آئی تہی اب بتوجہ حکام روز بروز آبادی ترقی پر ہے شہر کی عمارت پختہ اور بازار بہی بہت سے اور دکانون اور ساہوکارون کے دوکانین بکثرت شہر آباد رعایا و شاد ہے یہہ شہر حاکم نشین ہے او صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع یہان کچہری کرتے ہین اس ضلع کے شمال کو ضلع پانی پت شرق کو ضلع دہلی و بہادرگڈہ جنوب مین جہجر جنوب مغرب مین اور نیز مغرب مین علاقہ ہریانہ و حصار سندہ یہہ ضلع سوا علاقہ جہجر کے پچاس میل لنبان مین شرق سے غرب کو جو اسمیل چوڑان مین ہے سطح اسکا ایکہزار تین سو چالیس میل مربع ہے اور ایک شاخ فیروزشاہ کی یہہ نہر نکلا اور شمال سے جنوب کو بہکر اسکو سیراب کی ہے اور نہر دہلی کے جو گوہانہ کے پرگنہ سے گذرتی ہے اس ضلع کی سرحد تک پہنچی ہے اس ضلع مین بڑے مکانات قصبات رہتک بیری و گوہانہ دوہ و ... ہیں

سنہ ۱۸۵۲ و سنہ ۱۸۵۵ع مین جب مردم شماری ہوئی تو معلوم ہوا کہ ہندو کاشتکار یہان دو لاکھ انیس ہزار چار سو تیئیس
اور غیر کاشتکار ایک لاکھ بارہ ہزار تین سو اسی مسلمان وغیرہ کاشتکار تیئیس ہزار نو سو اونچاس غیر کاشتکار اکیس ہزار
دو سو اکتالیس ہین جنکی کل میزان تین لاکھ تہتر ہزار تیرہ ہوتے ہیں بعد ازان جو ججھر کے اضلاع اس ضلع سے شامل ہوئے
تو مردم شماری سے ضلع کی کل چار لاکھ تہتر ہزار چار سو سولہ قرار پائے اس ضلع مین بڑے بڑے قصبہ بہت ہین
جنکی تفصیل مفصل اگر تحریر ہو تو طول ہوتا ہے مجمل تشریح اسکی یہ ہے کہ جن جن قصبون مین ایکہزار آدمی سے
کم ہین ایسے دہ گاون اس ضلع مین دو سو چار اور تین قصبون مین ایکہزار سے پانچہزار آدمی تک رہتا ہے وہ
ستر اور چھ قصبون مین پانچہزار سے دس ہزار تک آبادی ہے اور دو قصبہ اور کل میزان ایسے قصبات کی دو سو اسی ہے
دہلی کے سمندر سے پہلے یہان ہندوستان کی [illegible] ہو گیا اسکی [illegible] منقضی ہوگئی اندری یہہ قصبہ ہنی
کنارے دہلی کے نہر کی آبادی ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو کرنال سے بوڑیا کو جاتی ہے واقع ہے اور کرنال سے
فاصلہ اسکا بطرف شمال پندرہ میل شمار مین آتا ہے اور شمال مغرب کلکتہ سے سو اسی میل جگودہ ضلع رہتک مین
یہہ ایک مشہور آباد قصبہ اس سڑک پر جو دہلی سے ہانسی کو جاتی ہے بائیس میل دہلی سے سمت شمال مغرب واقع ہے
جاٹ گوڑگانو کے علاقہ ضلع رہتک مین اس سڑک پر جو دہلی سے ریواڑی کو جاتی ہے اڑتالیس میل دہلی
سے سمت جنوب مغرب واقع ہے یہہ قصبہ [illegible] کنارے ساہبی نالے کے ہے جو بعض اوقات جاری اور کبھی خشک رہتا ہے
خصوصا برسات مین تو اسمین یہہ طغیانی ہوتی ہے کہ پانی اسکا نجف گڈہ اور فرخ نگر کے جھیل تک جا پڑتا ہے اور [illegible]
[illegible] دریاے جمنا مین جا کر تمام دہلی شامل ہو جاتا ہے ججھر پہلے علاقہ ججھر کا سرکاری عملداری سے علیحدہ نواب
عبد الرحمان خان کے جاگیر مین تھا جو اب ضبط ہو کر رہتک کے ضلع سے شامل ہو گیا اسکے شمال مین ضلع ہریانہ و
رہتک مشرق مین دہلی و گوڑگانو والور جنوب مین ہے ضلع گوڑگانو والور مغرب مین شکاوتی و پرگنہ لوہارو ہے
کل سطح اسکا بارہ ہزار تیس میل مربع بلندی اسکی سطح سمندر سے آٹھ سو بیس فیٹ سے آٹھ سو چالیس فیٹ تک
ہے بارش کے موسم مین اونچے پہاڑون سے پانی اس علاقہ مین آکر بہت نقصان کرتا ہے پھر وہ پانی بتیس میل
تک مشرق کے ملک مین پھیلتا ہوا دہلی کے شمال کی طرف آکر آٹھ سو فیٹ کی اونچان سے گر کر جمنا مین اترتا ہے
جنوب مغربی حصہ مین اس ملک کے چھوٹے چھوٹے پست ٹیلے پہاڑون کے بستے ہین اس ملک مین شمال سے جنوب کو ایک سڑک
ہانسی سے شروع ہو کر [illegible] آباد [illegible] کو جاتی ہے اور دوسری سڑک شرق سے غرب کو دادری سے ججھر کو جاتی ہے بڑے
بڑے شہر اس علاقہ مین ججھر و نارنول و [illegible] و دادری و [illegible] ہین اسکی سالانہ آمدنی بوقت حکومت ریاست ججھر
کے چھ لاکھ نو سو سالانہ تھے اور نواب اس جگہہ کا جنگی فوج تعداد تین ہزار سپاہی کے رکھتا تھا اور چار سو سوار نوکری
مین سرکار انگریزی کو دیتا تھا خاص ججھر ایک بڑی آبادی کا شہر اس سڑک پر جو ہانسی سے متھرا کو

براہ گوڑ کانو جاتی ہے ہانسی سے سات میل بسمت جنوب مشرق اور دہلی سے مغرب کو بفاصلہ بتیس میل آباد ہے بعضون کا
بیان ہے کہ اول بنا اس شہر کی راجہ جوجن سے ہوئی تہی اور نام اسکا جوجن نگر رکہا تہا مگر بسبب تمادی ایام وہ نام بگڑ کر جہجر مشہور
ہوگیا مگر یہہ معلوم نہین ہوتا کہ وہ راجہ جوجن کب اور کس وقت مین ہوا تہا یہہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ سابق بوقت
انقلاب عملداریون کے یہہ قصبہ اُجڑ گیا تہا پہر جب عملداری مسلمان بادشاہون کی ہوئی تو از سر نو آباد ہوا مگر پہلا
قصبہ اس آبادی کے مقام سے شرق کے طرف دو ڈہائی میل پر آباد تہا اور حال کی آبادی کے مقام پر ایک
جہیل پانی کی تہی جسکا نام جہجر تہا پہلا شہر جسکا نام بہاگولان تہا بوقت حملہ غوریون اور مارے جانے رائے پتہورا کے
اُجڑ کر یہہ نیا شہر اسمقام پر آباد ہوا اور نام اُسکا اسی جہیل کے نام پر رکہا گیا اور بعض آدمی یون کہتے ہین کہ بہاگولان
شہر کے اُجڑنے کے بعد مسمی چہوجار قوم جاٹ نے جو پہلے بہاگولان مین رہتا تہا اس شہر کی آبادی کی بنا رکہی تہی
اور چہوجارپور نام اسکا اُسنے اپنے نام پر رکہا تہا جو کثرت استعمال سے چہوجارپور سے جہجر باقی رہگیا جہیا ہی
کے اخیر مین اس شہر کا نام مبارک آباد عرف جہجر مقرر ہوا اسکا یہہ سبب ہوا کہ سنہ [illegible] ہجری مین بعہد سلطنت
عالمگیر ثانی شاہزادہ عالی گہر بنظر انتظام محالات جاگیر اپنے کے نارنول تک آیا تو جہجر کی حاکم نے بغاوت
اختیار کی اور باشارہ عماد الملک غازی الدین خان وزیر عظیم کے بادشاہزادہ کے مقابلہ کو مستعد ہوا
اوسکی سرکوبی کے واسطے شہزادہ خود جہجر مین آیا اور اُسکی گرفتاری کے بعد کئی مہینے جہجر مین رہا اور متصل تالاب
ہواوا کے ایک قلعہ کے بنانے کی بنا ڈالکر مبارک آباد اُسکا نام رکہا اور پہر بعد تخت نشینی اپنے کے بہی بادشاہی
فرمانون مین یہی نام تحریر ہوتا رہا **اعظم آباد** یہہ شہر بہی بہت پرانا اور قدیم عمارت کا ہے آبادی
اسکی کرنال سے نو میل اُس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے ایک اونچی ٹیلی پر واقع ہے اس سبب سے برسات
کے موسم مین چارون طرف شہر کے پست زمین مین پانی بہر جاتا ہے شہر پناہ اس شہر کا پختہ بنا ہوا ہے جسکی
دیوار مین برج عالیشان بنے ہین شہر کے پاس ایک تالاب ہے جو ہمیشہ پر آب رہتا ہے شمال کے سمت کو اسکی ایک
سرائے پختہ و مضبوط عمارت کی بادشاہان اسلام کے وقت کی بنی ہوئی ہے دیوارون مین اسکے برج بلند
اور گرد اُسکے خندق عمیق کہدی ہوئی ہے اس سرائے کو اگر ایک قلعہ مستحکم لکہا جاوے تو بیجا ہے اس شہر مین
ہر ایک قسم و قوم کے لوگ بستے ہین مگر مسلمانون کی کثرت ہے **کادمہ** جہجر کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ جاگیر
لوہارو کے مغربی سمت کو آباد ہے سابق یہہ قصبہ نواب کے جاگیر مین تہا اب ضلع رہتک کے ماتحت ہے **کانوند**
جہجر کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اُس سڑک پر جو ہانسی سے نیمچ کو جاتی ہے ہانسی سے ستر میل بسمت جنوب واقع ہے
سرکار انگریزی کے عملداری سے پہلے یہہ قصبہ داودن راو مرہٹہ کی قبض و دخل مین تہا اور اُسنے یہان ایک
قلعہ مضبوط بنا کر اس قصبہ کو اپنا دار الریاست مقرر کیا ہوا تہا لارڈ لیک صاحب بہادر نے بڑی بڑی لڑائیان لڑ

مگر کیا و سیر فتح یابی اور اسکی کل ریاست پر قابض ہوگئے یہہ قصبہ نہایت اچھا آباد ہے شہر کے بازار و گھر پختہ بنے ہوئے ہیں عمارت اسکی دلپسند اور مسافرون کے آرام گاہیں بابی بھی اچھی ہیں اگرچہ بکثرت ہے مگر کہاری ہے اسکی باہر کے نشیبی پہاڑی اور ریگی میں ہیں جابجا ہیں اسکے متعلق اراضی ہیں اگرچہ کاشتکاری بہت ہوتی ہے مگر تو بھی بنجر و جنگل بہت پڑی ہے پاس شہر کے تین میل پہلے ایک بڑا ٹیلہ ریگ کا جہاں یون ڈہکا ہوا اجلا نا ہے ہوا اسکے آگے اور ٹیلے ریگ کے نظر پڑتے ہیں اور پاس کثرت کے ساتہہ وہان تک ہیں کہ اگر گہوڑے وہان جاتے ہیں تو گہٹنون تک ریگ میں دہس جاتے ہیں یہان کا قلعہ بہت مضبوط اور پتہر کا رئیس یہان اپنا خزانہ و سکہ زیور وغیرہ بابت کہتا تہا جب کہ ریاست ضبط ہوئی تو کل روپیہ و سکہ زیور و اسباب اسکا یہان محفوظ رہتا تہا سرکار انگریزی کے قبضہ میں آگیا فقط **رہتک** ضلع رہتک میں یہہ پرگنہ صدر کا مقام ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع رہتک یہان کام کرتا ہے آبادی اسکی اوس سڑک پر جو ہانسی سے دہلی کو جاتی ہے ہانسی سے جنوب شرق کے گوشہ کو چوالیس میل کے فاصلہ پر آباد ہے پہلے یہہ قصبہ بڑا آباد تہا تجارت یہان کی دور دور تک ہوتی تہی مگر اب وہ رونق نہیں ہے تو بھی اب بارہ ہزار کے قریب آدمی کی آبادی اسمین باقی ہے اور حکام کے توجہ سے دن بدن آبادی کی ترقی ہوتی جاتی ہے اس قصبہ کے پاس ایک باولی یعنی چاہ زینہ دار پتہر کی عمارت کا بنا ہوا ہے جو اکیس فٹ تک گہرا ہے اور زینہ اسکا بہت ہی عمدہ ہے جو زمین کی سطح سے پانی کی سطح تک پہونچتا ہے **نارنول** جو کہ علاقہ جہجر میں واقع ہے یہہ بھی شہر ہے آبادی اسکی اوس سڑک پر جو ہانسی سے نیمچ کو جاتی ہے چھیاسی میل ہانسی سے جنوب کے سمت کو واقع ہے عمارت اسکی پختہ بازار کشادہ و آباد ہے تجارت بکثرت پانی کی افراط ہے غلہ ہر ایک قسم کا یہان پیدا ہوتا ہے پہلے یہہ شہر دہلی کے سلطنت کی ضعف کے وقت جارج طامس صاحب کی ریاست میں منتقل ہوا پہر اوس سے دولت راؤ سندہیہ کے ماتحت آیا پہر سرکار انگریزی نے اپنا عمل و دخل کر کر جہجر کے نواب کی جاگیر میں عطا فرمایا جو بہت مدت تک اوسکے پاس رہا جب وہ ریاست دہلی کے مفسدہ کے بعد ضبط ہوئی نواب جہجر کے حسن خدمات و وفاداری کے مہاراجہ پٹیالہ کی جاگیر میں عنایت کیا ہے قدیمی مقبرے و بڑے مکانات اس شہر میں بہت ہیں شاہان اسلام کے وقت یہہ شہر بھی ایک معدن علم و ہنر مشہور تہا اگرچہ اب وہ رونق نہیں ہے تو بھی نسبتاً امت کے اور شہرون پر سبقت لیجاتا ہے **پٹودی** جو جہجر کے علاقہ میں شہر بھی بڑی آبادی کا مکان ہے آبادی اسکی اوس سڑک پر جو دہلی سے نارنول کو جاتی ہے دہلی سے جنوب کی طرف چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے بازار یہان کا آباد عمارت پختہ پانی کی افراط ہے گرد و نواح کی زمین اسکی ناہموار و ٹیلی دار ہے یہہ علاقہ پہلے فیض طلب خان نواب نجابت علی خان جاگیردار جہجر کے بہنوئی کو جاگیر میں عطا ہوا تہا اب پوتا اسکا اکبر علی خان کا یہہ قصبہ دار الریاست ہے حال مفصل اس ریاست کا ریاستون کے ذکر میں تحریر ہو چکا

حصار رہتک کے ضلع مین ہے ایک قصبہ اُس سڑک پر جو دہلی سے ہانسی کو جاتی ہے سترہ میل ہانسی سے
شمال مغرب کے آباد ہے عمارت اس قصبہ کی کچھ پختہ اور کچھ خام بھی ہوتی ہے اور غلہ کی تجارت بھی ہوتی ہے چھوٹا بازار
اور چند دوکانیں اسمین ہین **علاقہ ہریانہ** یہہ ایک بڑا علاقہ اور فراخ زمین ماتحت لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب
کے ہے شمال مغرب و شمال مشرق کی طرف اُسکے سرہند کے علاقہ کے شہر اور مشرق مین ضلع رہتک اور دادری جنوب
مین دادری کا علاقہ ولوہارو مغرب مین ریاست بیکانیر بھاولپور ہے کل سطح اسکا تین ہزار تین سو میل مربع ہے اسکے
زمین کے بہت ٹکڑے ایسے معلوم ہوتے ہین کہ گویا اُن پر کبھی دریا چل چکا ہے دریاے گھگر و تانگڑی وغیرہ ندیان کوہ
ہمالہ سے نکلکر اسمین بہتی ہین اسکی بہت سے مقامات سے زرخیز و لائق پیداوار سبب بجانے پانی مناسب
کے ہے پیداوار یہان کی شالی گیہون جو وغیرہ ہر ایک قسم کا غلہ ہے اس علاقہ مین جن جن مقامات پر پانی کی کمی
ہے زمینداروں نے وہان پر پختہ تالاب بنوائے ہوئے ہین برسات کے موسم مین وہان پانی جمع ہو جاتا ہے
اور کمی کی موسم مین اُن تالابون سے وہ پانی خرچ مین لاتے ہین اور اگر برسات نہو تو کنوؤن کے ذریعہ سے زراعت
کو پانی دیتے ہین کنوئین یہان بعض ایک سو اور بعض ایکسو بیس فیٹ تک گہرے ہوتے ہین زمین یہان بہت سے
مقامات سے خشک و سوختہ ہے اگر برسات نہو تو کنوون کے پانی بھی خشک ہو جاتے ہین اس علاقہ کو بسبب اسکے
کہ یہان بڑا جنگل واقع ہے فیروز شاہ تغلق نے شکارگاہ بنایا اور بسبب کم آبی کے وہ جمنا سے نہر کہود کر یہان
لایا جو ہانسی حصار سے گذر کر دریاے گھگر مین ملجاتی ہے جنگل یہان کا بہت سے درندون سے بھرا ہوا ہے شیر چیتے
وغیرہ یہان اکثر پائے جاتے ہین شاہان سلف یہان آکر اکثر اوقات شکار کھیلتے تھے اور صاحبان انگریز بھی بڑے
شوق سے وہان جاکر شکار کھیلتے ہین یہہ ملک پہلے راے پتھورا حاکم دہلی و اجمیر کے حکومت مین تھا سلطان شہاب الدین
غوری نے اُسپر حملہ کیا تو فریقین کی استحکام لڑائی ہوئی اُسوقت کا گنج شہیدان اب تک موجود ہے اور اُسوقت سے
عملداری مسلمان بادشاہون کی اس علاقہ مین ہوئی فیروز شاہ تغلق نے اسکے آبادی کی طرف بہت توجہ کی شہر حصار
آباد کیا اور قلعہ بنا کر فیروزآباد نام رکھا اور ایک قصبہ اور جسکا نام فتح آباد ہے بنام فتح خان بیٹے اپنے کے
بنایا اور گھگر ندی سے ایک نالہ پانی کا لاکر فتح آباد کے علاقہ کو سیراب کیا ستون سنگ تہہ جو کہ اپنی یادگار وہان
بنائی بعد ازان چغتائی سلطنت کے اخیر تک بادشاہان اسلام ہریانہ مین حکومت کرتے رہے آخر جب چغتائی سلطنت
ضعیف ہوگئی تو سکھون نے قوی ہو کر اس علاقہ مین جابجا قتل و غارت شروع کی امر سنگھ پٹیالہ کے رئیس نے ہریانہ پر
آکر اول موضع بھکر علاقہ فتح آباد کو لوٹا پھر فتح آباد کے قلعہ اور سرسہ پر اپنا تسلط کیا اُسوقت رحیم داد خان
ناظم دہلی سے مامور ہو کر ہریانہ مین آیا سکھون نے جمع ہو کر اُس سے لڑائی کی اور اُسنے عین معرکہ مین شہادت
پائی اُسکے مارے جانے کے بعد امر سنگھ کا قبضہ ہانسی و حصار و توشام پر بھی ہوگیا اور سکھ لوگ جابجا دہ بدہ

لوٹتے پھرتے تھے کسیکو اُنکے ساتھ مقابلہ کی طاقت نہ تھی یہہ حال سنکر نواب نجف خان اور راجہ جی سنگھ فوج لیکر دہلی
ہریانہ مین آئی اور بمقام جیسند امر سنگھ پٹیالہ کے رئیس سے اُنہون نے ملاقات کی اور باہم عہد نامہ لکھکر ہانسی و
حصار و رہتک و مہم و توشام پر اپنا پھر تسلط جماکر واپس چلے گئے باقی ملک جو سکھون نے دبا لیا تھا اُنکے پاس ہی رہنے
دیا اُسوقت جی سنگھ ناظم ہریانہ کا شاہ دہلی کی طرف سے مقرر ہوا اوسی عرصہ مین ایک بلاے ناگہانی و آفت
آسمانی جسکا نام چالیسا قحط ہے ۱۷۸۳ء مین پنجاب و ہند مین نازل ہوا اور اڈہائی سیر گیہون فی روپیہ بکنے لگے اسکے
صدمے اور سلطنت کے غدر سے تمام ملک ویران ہوگیا بڑے بڑے قصبے اور شہر برباد و خراب ہوگئے لاکھون جانین
بھوک کے عذاب سے تلف ہوگئین پھر ۱۷۸۵ء مین مرہٹہ کی قوم ہریانہ پر قابض ہوئی اور آپا کہانڈی راو نے یہان
اپنا تسلط جمایا اور طامس صاحب انگریز اسکی طرف سے حاکم یہان کا مقرر ہوا اُسنے سکھون کے ساتھ بڑے بڑے لڑائیان کین
اور آپا کہانڈے راو کے مرنے کے بعد وہ خود مختار رئیس ہوگیا ہانسی و حصار اُسنے دوبارہ آباد کیا جب وہ
دولت راو سندہیہ کی فوج سے مغلوب ہوا تو اُسکی طرف سے میرزا الیاس بیگ حاکم یہانکا ہوا اوسکے عہد مین
انگریزی عملداری ہریانہ مین ہوگئی اور وہی ناظم بدستور مقرر رہا بعد چندے وہ بمقام سرسہ زمینداران قوم
بہٹی سے لڑکر مارا گیا پھر انگریزون نے یہہ علاقہ نواب معین الدین عرف بہنو خان کو یہہ علاقہ انتظام کے واسطے
سپرد کیا پھر احمد بخش خان لوہارو کا نواب ناظم رہا پھر عبد الصمد خان نواب جاگیردار دوجانہ کا منتظم قرار پایا
مگر کسی سے انتظام قرار واقعی اس علاقہ کا ہوا آخر منسٹر کارنر صاحب ایک انگریز حاکم کو حکومت یہان کی سپرد
ہوئی اُسنے بڑی کوشش و جانفشانی سے اس علاقہ کا انتظام کیا اُس روز سے آج تک برابر انگریزی حکام اسپر
حکومت کرتے ہین **شہر حصار** یہہ شہر ہریانہ کے ضلع مین اُس سڑک پر جو دہلی سے ہانسی کو جاتی ہے
دہلی سے غرب کی طرف بفاصلہ ایک سو چار میل اور لاہور سے بجانب گوشہ جنوب شرقی ایک سو ساٹھ میل آباد ہے اور
فی زمانہ تین ہزار پچاس گہرون کی اسمین آبادی ہے اور نو ہزار تین سو اٹھہ کی مردم شماری شمار مین
آئی ہے اور جمنا کی نہر فیروز شاہ بادشاہ کی کہودوائی ہوئی اس شہر کے عین فصیل کے نیچے رواں ہے یہہ نہر
شرق کی طرف سے آنکر جنوب و بہ فصیل کے نیچے ہوتے ہوے غرب کو چلی گئی ہے نہر کے کنارے کنارے
درختون کا دونو طرف ہجوم نہایت خوشنما نظر آتا ہے اسکی آبادی کا حال اسطرح درج کتب تواریخ ہے کہ پہلے
یہان بالکل جنگل تھا اور ایک عابد بہلول نام اس جنگل مین عبادت کیا کرتے تھے ایکمرتبہ شہزادہ فیروز تغلق کا بیٹا
جو بقصد شکار یہان آیا تھا اُسکو شیخ بہلول نے بشارت سلطنت کی دی جب وہ بادشاہ ہوگیا تو وہ بادشاہ
شیخ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُسی مقام پر اُسنے آبادی کی بنیاد ڈالی اول ۷۵۵ھ مین ایک
قلعہ بنوایا اور پھر پختہ شہر تعمیر کرایا اور ایک نہر جمنا سے کاٹکر یہان لایا اوسوقت کی آبادی کے کہنڈرات

نشان اب بھی دور دور تک نظر آتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہہ بڑا شہر تھا اب انہیں کھنڈرات میں سے شہر والے لوگ عمارات کیواسطے اینٹین کھود کر لاتے ہیں گرد اس شہر کے اکثر پرانے مقبرے اور قدیمی عمارات پرانے زمانے کے بنے ہوئے بہت نظر آتے ہیں آبادی قدیمی شہر کی سلطنت چغتائی کے اخیر وقت تک برابر قائم تھی پھر بسبب غارتگری سکھوں اور صدمے قحط کے جو سمت ۱۸۴۰ بکرماجیتی میں وقوع میں آیا تھا یہہ شہر بالکل اجڑ گیا اور چودہ پندرہ برس تک اجڑا ہوا پڑا رہا اور لوگ مکانات کو گرا کر لکڑیان اسکی اٹھا لے گئے سوا اسکے بعد سمت [illegible] میں جارج طامس صاحب نے اسکو از سر نو آباد کیا اور لوگ آ آ کر پہلے قلعہ کے اندر آباد ہوئے جب آبادی کی ترقی ہوئی تو قلعہ کے باہر بھی آبادی ہونی شروع ہوئی اب مہاجن و مالدار لوگ تو قلعہ کے اندر رہتے ہیں و نائی و دوکاندار و تنبولی و قصاب وغیرہ باہر کے حصہ میں سکونت پذیر ہیں اور قلعہ کی فصیل میں جو پختہ بنی ہوئی ہے چار دروازے جاری ہیں اور پانچوان دروازہ بند ہے اور شہر کے باہر سرائیں و کوٹھیاں بہت اچھی اچھی تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہیں یہاں صاحب کمشنر بہادر و صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دونو تشریف رکھتے ہیں حصار کے کمشنری کے متعلق تین ضلع حصار و روہتک و سرسہ اور خاص ضلع حصار کے متعلق پانچ تحصیلیں حصار و بہوانی و ہانسی و برواله و فتح آباد ہیں اور کل ضلع کی خانہ شماری اوناسی ہزار آٹھہ سو چھیالیس مردم شماری تین لاکھہ چوالیس ہزار آٹھہ سو آٹھہ جس میں سے مرد دو لاکھہ اکیسو اونہتر اور عورتیں ایک لاکھہ چوالیس ہزار چھہ سو انتالیس ہیں پہلے جب یہہ ضلع ممالک مغربی شمالی کے متعلق تھا تو اوسوقت یہان کی کمشنری دہلی میں تھی بعد غدر سنہ ۱۸۵۷ء کے یہہ ضلع ماتحت پریذیڈنسی پنجاب ہوا اور محکمہ کمشنری یہان علیحدہ مقرر ہوکر چار ضلع حصار و جھجر و روہتک و سرسہ اسکے متعلق ہوئے بعد چندے جھجر کا ضلع تخفیف میں آگیا اور تین ضلع باقی رہ گئے اور لوہارو و دوجانہ کے رئیس خود مختار ہیں اسی کمشنری کے ماتحت ہوئے سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے وقت یہان بھی مفسدوں سے بڑی خرابی وقوع میں آئی اوسوقت ایک پلٹن بلا نمبر اور ایک حصہ ہندوستانی سوارون کی نمبر ۱۴ یہان موجود تھی اور انہیں میں سے ایک کمپنی خزانہ پر اور ایک رسالہ کمسریٹ میں کام کرتا تھا اور ایک رسالہ نواب بہادر جنگ خان دادری والے کا صاحب کلکٹر کے اردلی میں تھا دلی کا غوغا سنکر صاحب کلکٹر نے سرکاری خزانے کو شہر کے اندر قلعہ میں منگا لیا اور دادری کے رئیس کا رسالہ بھی شہر میں بلا لیا اور کچھہ نئے ملازم بھی نوکر رکھے اور پلٹن کے چپراسیوں کو شہر کے دروازوں پر پاسبان کر دیا چونکہ سپہ سالار صاحب کمان افسر کو اپنے فوج کی وفاداری کا بھروسا تھا اسلئے اونکے تدارک کے واسطے کچھہ بندوبست نہ کیا آخر ۲۹ - ماہ مئی سنہ ۱۸۵۷ء جمعہ کے دن گیارہ بجے پلٹن اور رجمنٹ متعینہ ہانسی مفسد ہو گئی بنگلوں میں انہوں نے آگ لگا دی صاحب کمانڈنگ افسر کو جو اسوقت خبر ملی تو وہ فی الفور بھاگ نکلے اور باقی سب صاحب لوگون کو مفسدوں نے مار ڈالا [illegible] کے وقت الخ

مفسدون مین سے ایک سوار حصار مین آیا اُسکے آتے ہی حصار کی کمپنی ورسالہ بھی بگڑ گیا پہلے اُنہون نے جیٹن کو
تاکر خزانہ اپنے قبضہ مین کرلیا پھر جیلخانہ کے قیدی چھوڑ دیئے پھر صاحب کلکٹر کو قتل کیا داودری کے رسالہ نے بھی
باغی ہوکر کوٹھیون کو آگ لگادی سرکاری دفتر کو جلایا کل عیسائیون کے مسمون وبچون کو ذبح کر ڈالا شہزادہ محمد عظیم
اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سرگروہ باغیون کا تہا اور سرسہ کی کمپنی ورسالہ بھی جو ہانسی کے فوج مین تہا وہ بھی باغی ہوگئے اور
وہانکا خزانہ لوٹ کر فتح آباد آئے اور یہانسے دہلی کو چلے گئے غرض اسطرح کا ہنگامہ خودسری وخودمختاری کا
ضلع سے حصار مین گرم رہا جب یہہ خبر لاہور پہونچی تو لاہور سے فوج راجہ جواہر سنگہ و دیگر ملازمان جدید کی بافسری
کورٹ لنڈ صاحب ڈپٹی کمشنر فیروزپور کی ہریانہ کے ملک کو روانہ کی گئی جب خبر آمد آمد فوج انگریزی کی حصار مین
ہوئی مفسد دب گئے ۱۹- جون کو صاحب موصوف بمقام کھیرو علاقہ سرسہ کے پہونچے اور قوم بچادہ وبھٹیون سے
مقابلہ ہوا جسمین بہت سے مفسد مارے گئے ۲۰- جون کو صاحب سرسہ کے مقام پر آپہنچے وہان سے صاحب موصوف
نے کپتان پیئرس صاحب کو براہ قصبہ بہادرہ مع فوج راجہ بیکانیر کے روانہ حصار کیا اور اُنکے حصار مین پہونچنے سے
امن وامان ہوگیا سواے رنگہڑ لوگون کے اور کوئی مفسد نرہا ۳۱- جولائی کو جمال پور کے رنگہڑون نے ہانسی پر حملہ
کیا مگر بمقابلہ بہاگ نکلے دوسرے مرتبہ رنگہڑون نے حصار پر یورش کی اور بمقابلہ چارسو آدمی اُنکے کہیت
رہے دوسری ستمبر ۵۷ء کو شہزادہ محمد عظیم مفسد نے رنگہڑون کے اجتماع کے ساتھ تحصیل توشام پر حملہ کیا
اور تحصیلدار ونیز بیاسے لعل تہانہ دار وخزان سنگہ قانونگو کو جان سے ماردیا آخر پیئرس صاحب اُنکی
سرکوبی کے واسطے جاپہونچے اور اُنکو شکست دیکے گانو اُنکے جلادیئے اور قصبہ جمال پور کو جلاکر خاکستر کردیا جبکہ
صاحب نے جابجا پرگنہ مین دورہ کرکر مفسدون کو سزا دی اور بندوبست کامل ہوگیا اور مفسدون کو بعد تحقیقات
سزا پہانسی کی ملی اور خیرخواہون کو انعام حاصل ہوئی شہر حصار کے گرد نواح مین قدیمی مقبرے بزرگان اہل اسلام
اور مسجدین بہت تہین بہت سے مقبرے اور مسجدین دشمن سے سکہون نے براہ تعصب گرادی ہتین اور جو باقی ہین
اونمین چند مکانات کا حال تحریر کیا جاتا ہے **فصل حافظ کا مکان** بعہد محمد شاہ بن غیاث الدین
تغلق بادشاہ دہلی ایک الیس شخص حافظ کلام اللہ اس جنگل مین رہکر عبادت کیا کرتے تہے اور اُنہین مین سے ایک حافظ
بہلول نام جنکو اب دانا شیر بہلول کہتے ہین مرد خدا پرست و ولی اللہ تہے کہ جنکی بشارت سے سلطان فیروزشاہ بادشاہ نے
سلطنت پر کامیاب ہوکر شہر حصار آباد کیا اُن حافظون کے مقبرہ حصار سے شمال کے سمت کو ایک کوس کے فاصلہ پر
ہین مگر دانا شیر بہلول کی مزار جانب شرق ہانسی کے راستہ پر واقع ہے یہہ فقیر سالک دست تہے اُنکی قبر پر ایک چہوٹا سا
گنبد بنا ہوا ہے اور متصل اُسکے ایک مسجد خوش قطع بنی ہوئی ہے اصل مین نام اُنکا شیخ عبدالرزاق المشہور شیخ
بہلول تہا اور ارادت اُنکی بخدمت حضرت شاہ فیض گیلانی قادری کے تہی جنکی وفات نوسو بانوین ہجری مین

ٹوہم مین آئی اور شیخ بہلول حصاری ایکہزار گیارہ مین فوت ہوئے اور روضہ حضرت کا بھی آسی باغ مین جانب
مسجد روضہ کے پاس کی ایکہزار اکیس ہجری مین کسی شخص عبد النبی نے تعمیر کی کہ نام بانی و سال تعمیر مسجد کے محراب پر
لکہی ہے **مقبرہ شاہ جنید حصاری** یہہ مکان قلعہ سے باہر جانب ناگوری دروازہ شہر سے شمال
کچہری کے سڑک پر واقع ہے حضرت شاہ کی قبر پر ایک چھوٹا سا گنبد چار ستون کا سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے گنبد کے اندر دو
قبرین ایک خود حضرت جنید کی اور دوسری اونکے بیٹے کی ہے یہہ شاہ جنید حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر چشتی
کے اولاد مین سے ہین فیض چشتیہ سلسلہ کا اونکو موروثی نعمت ہے اوسکے سوائے قادریہ خاندان مین سے انہون نے
پیر سے فواید حاصل کئے تہے اونکی قبر سے بائین طرف اونکے استاد کی مزار ہے جسپر بخط عربی تاریخ بنا روضہ کی
ماہ ربیع الاول ۹۲۷ ہجری لکہی ہے اور شاہ جنید کے روضہ پر یہہ عبارت بخط عربی کندہ ہے بسم اللہ الرحمن
الرحیم الغرہ من شہر ذی القعدہ سنہ احدی و ثلثین و تسع مائۃ بانیہ جنید بن جنید بن محمود ۹۳۱ ہجری اگرچہ
ان مقبرون پر تاریخ بنا نوسو ستائیس و نوسو اکتیس تحریر ہین صاف واضح ہوتا ہے کہ یہہ دونو روضہ ان کی وفات
سے بعد بنے ہین کیونکہ تاریخ وفات شاہ جنید حصاری کی کتب تواریخ سے نوسو ثابت ہوتی ہے اور یہہ روضہ
اکتیس سال بعد وفات اونکی تعمیر ہوا **جامع مسجد** شہر حصار کے اندر یہہ مسجد تحصیل کی کچہری کے متصل
واقع ہے عمارت اسکی سنگین نہایت مستحکم بنی ہوئی ہے اسکے پتہرون مین سنگ فیروزہ بطور گلکاری جابجا نصب
ہوا ہوا ہے جس سے نہایت زیبایش معلوم ہوتی ہے اور کتبہ بخط عربی جو اس مسجد پر لگا ہوا ہے اوسمین بانی
کا نام ہمایون بادشاہ اور ۹۳۳ لکہا ہوا ہے مگر واضح ہو کہ ہمایون شاہ بعد بابر کے نوسو سینتیس مین تخت نشین
دہلی ہوا تہا شاید اسنے یہہ مسجد بایام شاہزادگی تعمیر کرائی ہوگی **فیروز شاہ کی لاٹہہ** حصار کے قلعہ کے
اندر ایک پرانی مسجد فیروز شاہ کے وقت کی بنی ہوئی تہی اوس مسجد کے صحن مین ایک سرخ پتہر کا منار بنا ہوا
جسکا طول پینتالیس فیٹ اور منار کی موٹائی آٹھہ فیٹ ہے یہہ منار بہی اسی قسم کا منار ہے جسکو فیروز شاہ تغلق نے
شہر دہلی و الہ آباد وغیرہ مین اپنی یادگار بنوائے ہین اسپر بہی کتبہ بخط عربی پتہرون مین کندہ تہا مگر جن دنون مین کہ
سکہون نے حصار کو لوٹا تہا اونہون نے تعصب سے بہی اس منار کے گرد گرد لکڑیون کا انبار لگا کر آگ لگا دی اس
نیت سے کہ یہہ منہدم ہو جاوے اس آگ سے اسکا اور کچہہ نقصان نہوا صرف یہہ کہ ایک ایک دو دو انگشت اوپر
سے پتہر جلکر چہلکے اوتر گئے اور کتبہ زائل ہوگیا **مسجد بیرون دہلی دروازہ** یہہ مسجد بہی ہمایون
بادشاہ کی بنوائی ہوئی ہے تو ابہیارہ کے منارے مین ہے جسکا کتبہ بخط عربی ہے اور اوسمین نام نامی ہمایون بادشاہ
اور ۹۳۹ ہجری لکہا ہے **گوجری محل** یہہ مکان قلعہ سے باہر جانب گوشہ غرب شمال واقع ہے کسی زمانہ میں
یہہ مکان بہی بڑا عالیشان تعمیر ہوا ہوگا اوپر اسکے حجرے و بنگلے و بالاخانہ اور نیچے تہہ خانے سنگین و مضبوط بنے ہوئے

اور مشہور ہے کہ فیروز شاہ نے یہہ محل ایک عورت گوجری کے واسطے کہ وہ اُسکی محبوبہ تہی بنوایا تہا اور قلعہ کے شمال کی طرف
سے راستہ زنانہ آمد و رفت کا بالا بالا اس محل تک بنا ہوا تہا اگرچہ اب درمیانی عمارتیں بسبب انقلاب زمانہ کے منہدم ہو گئی ہیں
مگر نشان الصاق و الحاق کے اب تک موجود ہیں **مقبرہ محمد اسماعیل** یہہ مقبرہ بہی ایک عالیشان بنا ہوا
شہر کے باہر غرب کی طرف نہر کی موجود ہے یہہ شخص اس زمانہ میں اچہا فقیر ہو گذرا ہے اور مقبرہ اُسکے بیٹے معز الدین
نے کہ اب بہی وہ زندہ ہے تعمیر کرایا ہے اور سنہ ایکہزار دو سو بہتر میں محمد اسماعیل نے وفات پائی اور اسی مقام پر
مدفون ہوا **انگریزی گرجا گھر** یہہ گرجا عبادت گاہ عیسائیوں کی حصار میں نہایت خوبصورت و مضبوط مکان بنا ہوا
ماہ دسمبر ۱۸۶۱ع میں اسکی بنیاد رکہی گئی اور جنوری ۱۸۶۲ع کو بصرف چار ہزار اکیانوے روپیہ کے عمارت
اسکی باختتام پہونچی اسکے محاذ میں ایک منار سنگ سرخ کا اون انگریزوں کے یادگار کے واسطے بنایا گیا ہے
جو ۱۸۵۷ع کے غدر میں مفسدوں کے ہاتہ سے مقتول ہوئے تہے سابق سرکار انگریزی نے یہاں ایک ذخیرہ سانڈ
گہوڑوںکا واسطے ترقی نسل گہوڑوں کے رکہا ہوا تہا ۱۸۴۲ع میں وہ محکمہ برخاست ہو گیا پہر حسب الحکم سرکار کے
یہاں بیلوںکا ذخیرہ مقرر ہوا چند سال کے بعد وہ بہی برخاست ہو گیا اکبر بادشاہ کے وقت یہاں مع قلعہ تہے ایک سنگی
دوسرا خشتی اور صوبہ حصار کا دہلی سے علیحدہ مقرر تہا اور آمدنی کل صوبہ کی تیرہ لاکہہ چہتر ہزار پانسو روپیہ تہی فوج سوار
و پیادہ بہی صوبہ کے پاس موجود رہتی تہی جسکے علاقہ کو اب قسمت حصار کا علاقہ تصور کر لینا چاہیے مگر اسمیں بہٹیانہ کا
ملک زیادہ تر شامل تہا اب کل جمع ضلع حصار کی پہلی بندوبست مال میں چار لاکہہ دس ہزار دو سو تہی سوائے توتا
آمدنی سوائے پرمٹ چونگی مد اسٹام وغیرہ کے ہے جسکی تفصیل لکہنے میں طوالت ہوتی ہے **شہر ہانسی**
یہہ شہر حصار سے جانب شرق بفاصلہ تیرہ کوس اور دہلی سے بسمت شمال مغرب اسی میل کے فاصلہ پر دہلی کی سڑک
اور نہر فیروز شاہی کے کنارہ پر آباد ہے دو ہزار نو سو گھر اسمیں آباد ہیں اور دس ہزار اکیسو اکہتر آدمی کی مردم شماری
ہے وجہ تسمیہ اس شہر کی باسم ہانسی کسیکو معلوم نہیں بعضوں کا قول کہ راجہ انگپال تنور نے اسکو آباد کیا تہا اور بعض
کہتے ہیں کہ راسے تنور کی یہہ آبادی ہے اور بعض ذکر کرتے ہیں کہ آسا جاٹ بانی کے رہنے والے کے نام پر یہہ آباد
ہو کر آسی نام رکہا گیا تہا اور ایک مشہور تقریر یہہ ہے کہ چوہان راجپوتوں کی سلطنت میں ایک راجہ کی لڑکی آبنا
نام تہی جب وہ بیمار ہوئی تو تبدیل آب و ہوا کے واسطے یہاں بہیجی گئی یہاں آتے ہی وہ اسکے مرض میں افاقہ ہوا اور وہ
ہنسی و اسکی تندرستی کی خبر سنکر دہلی سے راجہ بہی یہاں آیا اور لڑکی کے ہنسنے کو مبارک سمجھکر اوسنے یہہ شہر آباد کر کر ہنسی
نام رکہا جو اب ہانسی مشہور ہے یہہ قلعہ بہی اسی کی بنیاد رکہی ہوئی ہے اور قلعہ کے نیچے جانب شرق اوسی لڑکی
کے نام پر ایک تالاب بہی تعمیر کرایا کہ تالاب کا نام اب تک اسنی تالاب مشہور ہے ہندو راجوں کے عہد تک یہہ
ملک میں بہی شہر حاکم نشین تہا مسلمان بادشاہوں سے پہلے سلطان مسعود محمود غزنوی کے بیٹے نے اسپر حملہ کیا اور

ہندو راجون نے جو اس قلعہ کو نہایت مستحکم تصور کر کے دور دور سے لیکر مال و اموال و خزانہ لا رکھا تھا وہ سب
گنج بے محنت دریغ مسعود نے لے لیا علاوہ اسکے موجب جمع کرنے خزاین کا اسمقام پر یہہ تھا کہ برہمنون نے راجون کو
جوتش کے بموجب یہہ خبر دی تھی کہ مسلمانون کا قبضہ ہانسی کے قلعہ پر کبھی نہین ہوگا انکے قول کو راجون نے سچا مانا
سب مال و خزانہ اپنا یہان جمع کر دیا مگر مسعود نے چھہ دن کے عرصہ مین اسکو فتح کیا اور مسلمانی فوج دیوارون مین
سیڑھین گاڑ کر دیوار پر چڑھ گئے دوسرا حملہ اسپر سلطان شہاب الدین غوری کا ہوا اور رائے پتھورا کے ساتھ
یہان سخت لڑائی ہوئی اوس روز سے یہہ شہر مسلمانی قبضہ مین آگیا سمت ۱۸۰۰ بکرماجیتی کے قحط مین سکھون کی غارتگری
کے بعد یہہ شہر بالکل اجڑ گیا اور چودہ پندرہ برس تک برابر اجڑا رہا پھر مرہٹون کی عملداری مین جارج طامس صاحب نے
دوبارہ اسکو آباد کیا چارون طرف کے پختہ فصیل بنوا کر چھہ دروازے رکھے اور اسکو اپنا دار الریاست مقرر کیا آبادی
اس شہر کی جنوباً شمالاً الطول مین زیادہ ہے اور عرض بہت کم ہے سرکار انگریزی کے عملداری مین رجمنٹ اول کی
چھاونی اسمقام پر مقرر ہوئی اور غدر کے سال تک قائم رہی شہر سے بجانب شرق بفاصلہ ایک کوس جمنا کے نہر
جاری ہے جہان سے نہر کے دو شاخین ہو کر ایک شاخ جنوب اور دوسری شاخ شمال و یہ گھوم کر آتی ہے پھر وہ
تینون شاخین نیچے جا ملتے ہین اور شہر کا نواح اس نہر کے سبب سے بہت پر فضا و خوشنما معلوم ہوتا ہے قلعہ یہان کا ٹیلی
کے بہراو سے نہایت سنگین و مضبوط اور اونچا بنا ہوا تھا سابق مین اسکی مرمت ہمیشہ ہوتی رہتی تھی اور قلعہ کے
اندر بھی اچھے اچھے مکانات بنے ہوئے تھے اب چودہ پندرہ برس سے قلعہ بالکل بے مرمت ہو گیا اور عمارات و
اراضی بھی قلعہ کی نیلام ہو گئین اور جو مکانات نیلام سے بچے وہ مسمار کرائے گئے غرض اب قلعہ مین کوئی عمارت
نہین رہی **حال قطب صاحب** قطب جمال الدین ہانسوی اس شہر ہانسی مین بڑی بزرگ ہو گذرے
حال انکا یہہ ہے کہ جب سلطان شہاب الدین غوری ہندوستان مین آیا تب اسکے ہمراہ شیخ جمال الدین سلطان کے لشکر
کا ہوتا ہی یہان آیا بعد فتح قلعہ ہانسی کے وہ یہان ہی رہ گیا اول اول کار تدریس و تعلیم و فتوی دہی مین مصروف
رہا پھر اس کام چھوڑ کر خواجہ فرید الدین گنج شکر اجودھنی چشتی کے خدمت مین حاضر ہوا اور پیر روشن ضمیر
کے توجہ سے ولایت کے بڑے اعلی مراتب تک پہونچا ۱۲ شعبان ۶۵۹ھ ہجری مین شیخ جمال الدین فوت ہو کر یہان
دفن ہوا اوسکے بعد برہان الدین صاحبزادہ اور اوسکے بعد منور الدین اور اوسکے بعد نور الدین قطب پشت بہ پشت چلے آتے رہے ان
چارون حضرات کو لوگ چار قطب کہتے ہین روضہ انکا بہت پرانا بنا ہوا ہے اور اسکے باہر کے طرف کرنل سکینر
صاحب نے عبد الصمد خان کے ... نے دالان وسیع اور بلند تعمیر کرائی تھی اور پشت مین ایک مسجد بہت اچھی بنائی
ہے مسجد کے صحن مین حوض پر آب و فوارہ جاری بنا ہے ہر سال ۲۲ ماہ شعبان کو یہان میلہ ہوتا ہے اور دور دور سے
جمع ہوتا ہے ان چارون قطبون کی اولاد ہانسی مین پیرزادہ مشہور ہین اور آمدنی اونکی بہت ہے اکثر شخص کہ ...

ہوتا ہے چنانچہ آب دیوان قلندر بخش سجادہ نشین مزار گوہر بار ہین **خانقاہ شیخ نعمت اللہ ولی**
یہہ حضرت بڑے بزرگ و شہید ہین جنکی بزرگی کا تمام علاقہ قائل ہے یہہ بھی ہمراہ سلطان شہاب الدین غوری کے
آئے تھے اور راے پتھورا کے لڑائی مین قلعہ ہانسی مین مارے گئے جنکی قبر قلعہ کے اندر جانب شمال موجود ہے یہہ
حضرت رشتہ مین بھی قطب جمال الدین کے ماموں تھے انکے مزار پر جو ایک کتبہ بخط عربی لکھا ہے اسمین سال بنا
۵۹۴ھ ہجری لکھا ہوا ہے اور ایک مسجد بہت وسیع و بلند جو آگے اُس مزار کے بنی ہوئی ہے اوسکے دروازہ
ہمراہ کتبہ عربی کے ۵۹۵ھ ہجری لکھا ہے اس لڑائی مین اور بہت مسلمان شہید ہوئے تھے اُنکا مکان شہر سے باہر گنج
بنا ہوا ہے جسکو گنج شہیدان کہتے ہین۔ شہر ہانسی پرگنہ کا صدر مقام ہے یہان تحصیلدار ماتحت صاحب بہادر
ضلع حصار کام کرتا ہے خانہ شماری اس کل پرگنہ کی اکیس ہزار دو سو تریسٹھ اور مردم شماری اکیاون ہزار ایک سو
اکتیس مرد اور چھتیس ہزار آٹھ سو دو عورتین کل تعداد اٹھاسی ہزار چار سو تینتیس ہین کل جمع اس پرگنہ کی ایک
لاکھ چھتیس ہزار تین سو چالیس ہے **شہر بھوانی** حصار کے ضلع مین یہہ شہر بڑی منڈی اور پیٹھ کی جگہ
ہے مگر علاقہ سرکار سے پہلے یہہ چھوٹا سا گاؤن تھا اب بہت بڑی آبادی کا شہر ہوگیا ہے اس گاؤں کو اول بھنو
نامی راجپوت نے بنام ستات بھانی آباد کرکے بھانی نام رکھا یہہ شہر علاقہ باگڑ یعنی ریگستان و صحرا مین ہے اور رکا
ایک دروازہ بھی آتا ہے بازار اسکا بہت آباد اور تجارت کا گرم بازار رہتا ہے بڑی ترقی نامی ساہوکارون اور
دوکانداروں کے بہت دوکانین ہین اول مسٹر فریزر صاحب نے اسجگہہ منڈی مقرر کی اور محصول معاف کردیا
جسکے باعث سے دادری کی منڈی خود بخود موقوف ہوکر سب ساہوکار لوگ یہان چلے آئے اُسیدن سے روز بروز
ترقی آبادی کی ہوتی گئی اور لاکھون روپیون کا بیوپار ہونے لگا یہان کے ساہوکارون کے گماشتے دور دور تک
پھیلے ہوئے ہین مگر آبادی یہان کی کچھہ خوش قطع و صنعدار نہین ہے کیونکہ جیسا کہ ابتدا مین لوگ یہان آتے گئے
مکانات بنواکر آباد ہوتے گئے اسوقت چار بڑے بازار اس شہر مین ہین لوہڑ بازار چوپال بازار اور نجلا بازار
نیا بازار اس شہر مین ہندو بکثرت اور مسلمان کم رہتے ہین اور ہر ایک گلی کوچون مین ہندوؤن کے مندر
بنے ہوئے ہین چنانچہ کل شہر مین مندرون کی تعداد قریب اسّی کے پہونچ گئی ہے انمین سے ایک مندر ہنومان جی
کا بہانامی ہے جہان منگل کے دن ہر ہفتہ مین میلہ ہوتا ہے گرد نواح اس شہر کا کچھہ اچھا نہین ہے کیونکہ غربا اور
جنوب کی طرف اسکے اونچے اونچے ریگ کے ٹیلے اور مشرق و شمال کی طرف اگرچہ ہموار زمین ہے مگر کچھہ کوئی باغ نہین
زیادہ تر تجارت اس شہر مین نمک اور مٹھائی کی ہے یعنی سانبھر نمک اس شہر کے معرفت تمام ہندوستان کے مشرقی حصہ مین جاتا ہے اور
شیرینی ہر ایک قسم کی شہر کے معرفت باگڑ کے ملک مین پہونچتی ہے وزن ہر ایک قسم کے مال کا جو ہر سال یہان آتا جاتا ہے قریب انتیس لاکھ
سوا لاکھ ہزار آٹھ سو تیس من کے اور قیمت مال ہر ایک قسم کے جو ہر سال تجارت مین صرف ہوتا ہے ایک کروڑ اونتیس لاکھ چالیس ہزار تین سو کی

اس شہر مین بھی زنانہ نو ہزار گہرون کی آبادی اور تیس ہزار کے قریب مردم شماری ہے مگر تجار لوگون کی شہر پناہ
روز بروز آٹھ دس ہزار آدمی سے کم نہوتی ہوگی اس باعث سے یہ شہر بہت پر رونق معلوم ہوتا ہے یہ شہر پرگنہ
کا صدر مقام ہے تحصیلدار اور اسسٹنٹ صاحب ضلع حصار یہان رہتا ہے کل پرگنہ کے شہر ایکسو اکسٹھ خانہ شماری
اور اکیاسی ہزار سات سو انتیس کی مردم شماری اور ساٹھ ہزار چار سو اٹھتر کی مالگذاری ہے **قصبہ توشام**
یہ قصبہ حصار سے جنوب کیطرف اٹھارہ کوس کے فاصلہ پر آباد ہے اسمین تین سو اونچاس گہرون کی خانہ شماری
اور ایکہزار پانسو انتالیس کی مردم شماری ہے اول یہی ترسم خان افغان فیروزشاہ کے ملازم نے اس قصبہ
کو آباد کیا اور اپنے نام پر آستے اسکا نام ترسام رکہا اب غلط العام توشام مشہور ہے اسکی آبادی سے ملا ہوا
غرب کیطرف ایک پہاڑ پون کوس تک اونچا ہے اور ایک کوس تک اسکا دور ہے اس پہاڑ پر چڑہکر بیس پچیس
کوس تک سب برابر نظر آتی ہے پہاڑ کے وسط مین ایک پانی کا کنڈ یعنی تالاب ہے اور وہان تک پہونچنے
کے واسطے شہر کی سیڑیان بنی ہوئی ہین ہندو لوگ اسکو پنج تیرتہی کہتے ہین اور ماہ کاتک بیساکہ مین وہان بڑا
میلہ ہوتا ہے اور دور سے لوگ نہانے کو آتے ہین اس قصبہ سے شمال کیطرف ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے
جسپر ایک بارہ دری پہاڑ سے سنگین پتہورا کی بنوائی ہوئی موجود ہے **قصبہ اگروہہ** یہ چھوٹا سا
قصبہ حصار سے نو کوس کے فاصلہ پر غرب کی طرف سرسہ کی سڑک پر آباد ہے اسوقت ایکسو انتالیس گہرون کی
آبادی اور سات سو چھتیس آدمیکی مردم شماری ہے مگر کسی زمانہ مین یہ بڑا نامی شہر تہا اور مشہور ہے کہ جب کوئی
اس شہر کے رہنے والون مین سے نادار ہوجاتا تہا تو ایک ایک گہر سے ایک ایک اینٹ جمع کرنیسے ایک لاکہ
روپیہ اوسکے واسطے جمع ہوجاتا تہا مگر بہت مدتون سے یہ شہر ویران پڑا ہے اور یہان کے بنیئے اگروال اور دیگر گروہ
دور تک چلے گئے پرانے کہنڈرات حال کی آبادی سے پاؤ کوس پر ہین دیوان نانومل ملازم راجہ پٹیالہ نے
اون کہنڈرات کے ٹیلے پر ایک قلعہ بنایا تہا جسکے نشان اب تک موجود ہین اور اگروال بنیون کے بہت سے
مکان بہی وہان موجود ہین کہ جہان پر وہ اپنے لڑکون کو لیجا کر رسومات ادا کرتے ہین **فتح آباد**
یہ قصبہ فیروزشاہ کے عہد مین فتحخان اسکے بیٹے کے نام پر آباد ہوا اور ایک قلعہ بہی پختہ بنوایا گیا اور اسی طرح
شہزادگان محمد خان و ظفرخان و رضا خان کے نام سے بہی تین قلعہ اور بنائے گئے تہے کہ جہان پر اب تک گاؤن
محمد پور سوتر و ظفرآباد و رضا آباد آباد ہین مگر وہ تینون قلعہ مسمار ہوگئے پرانے کہنڈرات اونکے موجود
ہین یہ قصبہ حصار سے بائیس کوس غرب کیطرف سرسہ کی سڑک پر آباد ہے آبادی کے چارون طرف اسی
وقت کے پختہ فصیل بنی ہوئی ہے اور دو دروازے آمد و رفت کے ہین یہ شہر کئی مرتبہ ویران ہوچکا
سمت ۱۸۱۱ بکرمی مین نواب امین الدین خان نے قلعہ کو مرمت کرایا اور بازار بنوایا اور پہر سالہی قحط مین یہ شہر

اجڑ گیا پھر ٹامس صاحب کے وقت آباد ہوا پھر سمت ۱۸۱۴ میں جب شیخ بہاء الدین بہیان والہ نے حمدانی خان تحصیلدار کے
ساتھہ مقابلہ کیا تو بہادرون نے جمع ہو کر اسکو لوٹ لیا اسیطرح ۱۸۵۷ء کے غدر مین یہہ پھر لوٹا گیا شمال کی طرف
اس شہر کے ایک برساتی نالہ دریائے گھگر مین سے آتا ہے جسکو فیروز شاہ کہود کر لایا تھا اسکے باعث سے یہان ہوا
اچھی ہوتی ہے تحصیل کے مکان کے متصل جہان سرکاری ڈاک بنگلہ بنا ہوا ہے وہان پر ایک ستون سنگ سرخ کا
فیروز شاہ کا بنوایا ہوا موجود ہے اسپر کچھہ حروف بخط نسخ لکھے ہین مگر اب پڑہے نہین جاتے اوسکے متصل
ایک مزار حضرت شاہ میر کی چھوٹا سا مکان بنا ہوا ہے اس مزار کو فیروز شاہ کے پوتے ابوبکر نے بنوایا تھا یہہ
قصبہ بھی تحصیل کا مقام ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر حصار کے یہان رہتا ہے اسکے کل پرگنہ
کی خانہ شماری بارہ ہزار آٹھہ سو اٹھاون اور مردم شماری چھپن ہزار آٹھہ سو ستہتر ہے اور کل پرگنہ کی مالگذاری بیاسٹھہ ہزار
ایکسو انچاس ہے رتیہ حصار کے ضلع مین فتح آباد سے جانب شمال بارہ کوس کے فاصلہ پر یہہ قصبہ آباد ہے متصل
اسکے دریائے گھگر چلتا ہے اسوقت پانسو اٹھائیس گہر اسمین آباد ہین اور ایکہزار آٹھہ سو دس نفر کی مردم شماری ہے
اسکی آبادی کا حال اسطرح تواریخ حصار مین لکھا ہے کہ کسی زمانہ مین رتن ناتھہ نام ایک جوگی یہان کے جنگل مین تپ
یعنی عبادت کیا کرتا تھا اور اسوقت جاٹان گوت بولہ جو اب ٹوہانہ مین آباد ہین متصل تنول گڈہ کے رہتے تھے اور
اونکے مویشی اس جنگل مین چرا کرتے تھے ایک روز جوگی نے مویشی چرانے والے سے دودہ مانگا اوسنے جواب دیا
کہ یہہ دن موجودگی بچون کے بہہ گاین دودہ نہین دیتی جوگی بولا کہ ہمارے واسطے دیدینگی سنتے جوگی کے کہنے
کے سب نے دودہ دیا تو گاے نے دودہ دیا یہہ دیکہ کر اسنے جا کر گانو والون سے جا کر کہا تو سب اس جوگی کے معتقد
ہو کر چیلے بنے اور یہہ قصبہ انہون نے اسی جوگی کے نام پر آباد کر کے رتیہ نام رکھا سمت ۱۴۲۰ کے قحط مین یہہ قصبہ بھی ویران
ہو گیا اور بیس برس تک اجڑا ہوا پڑا رہا سمت ۱۴۶۳ مین پہر رتن سنگھہ نام جاٹ گوت بولہ نے مہاراجہ پٹیالہ کی اجازت سے
یہہ قصبہ آباد کیا اور ایک قلعہ بھی تعمیر ہوا جو اب تک موجود ہے اور سرکاری تہانہ اوسمین رہتا ہے قصبہ
ٹوہانہ حصار کے ضلع مین یہہ بھی ایک شکستہ عمارت کا مشہور قصبہ ہے اول راجہ انگپال تنور کے عہد مین یہہ
آباد ہوا تھا اسکا اب تک ایک تنگ شہر نام ایک تالاب اسوقت کا بنا ہوا موجود ہے اول قوم تنور اسمین آباد تہے
پھر مسلمانون کے وقت لودی افغانون نے قبضہ پایا بعد ازان ٹوہانی پٹھان قابض ہوئے اسکا وجہ تسمیہ
معلوم نہین ہے مگر بہ قدر واضح ہوتا ہے کہ ٹوہانی افغانون کے قبضہ کے وقت اسکا نام ٹوہانہ مقرر ہوا ہوگا
پہلا نام اسکا شاید کچھہ اور ہو سمت ۱۸۴۰ کے قحط مین یہہ قصبہ بھی اجڑ گیا تھا مدتون تک ویران پڑا رہا آخرکار پولیس صاحب
انگریزی نے اسکو پھر آباد کیا اسکے پرانے کہنڈرات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی زمانہ مین یہہ شہر بڑا مشہور ہوگا کیونکہ
دور دور تک کہنڈرات اسکے نظر آتے ہین پرانے مقبرے و قبرستان و قدیم مکانات شہر کے باہر کثرت سے پائے جاتے ہین

اسکی آبادی کا فصیل کے اندر ہے جسکا نام جوکہنڈی مشہور ہے اوسمین صرف مہاجن و مالدار لوگ آباد ہین اور بازار چوڑ
کے شکل کا بنا ہوا ہے تہانہ سرکاری بہی اسکے اندر ہے فصیل کے باہر زمینداروں و تہانوں کی آبادی ہے کل آبادی قصبہ
اسکی نوسو گہر اور دو ہزار آٹھہ سو اکیانوے کی مردم شماری ہے **قصبہ برو الہ** حصار کے ضلع مین یہہ ایک
قدیمی آبادی کا مکان ہے اول راجہ بل نے اسکو آباد کرکے بلو الہ نام رکہا اب بسبب کثرت استعمال بلو الہ کے بگڑ کر برو الہ
مشہور ہوگیا اسکے قریب ایک اور آبادی تہی جسکا نام دادا اشکوہ تہا کہ جسمین قوم مہاجن و برہمن وغیرہ لوگ آباد تہے
مگر انقلاب عملداریون کے باعث سے کئی دفعہ یہہ ویران ہوگیا اور قوم پٹہان شیخ سالار یہان کے مالک ہوا کرتے تہے
مین بعد سلطان شہاب الدین غوری کے عہد مین سید نعمت اللہ ولی اور میر حسین دونو حقیقی بہائی لشکر کے ساتہہ
آئے نعمت اللہ تو لڑائی مین شہید ہوئے اور ہانسی کے قلعہ مین دفنائے گئے اور میر حسین کے اولاد والے
برو الہ مین آکر بسے رفتہ رفتہ وہی مالک اس گانو کے ہوگئے اس قصبہ کی آبادی ایک اونچی و قدیمی ٹیلہ پر بسیہ
مختصر بنی ہے جسمین پانسو گہر اور دو ہزار تین سو سات آدمی رہتے ہین اور تحصیلدار حاکم پرگنہ اسمین کچہری
کرتا ہے کل پرگنہ مین اسکے گیارہ ہزار دو سو چہتر کے خانہ شماری اور چہالیس ہزار پانسو دو کی مردم شماری ہے
اور چہپن ہزار چار سو اکتیس کی مالگذاری سال بسال ادا ہوتی ہے **شہر سرسہ** یہہ ایک انگریزی ضلع بٹہیانہ
کے سرزمین مین ہے اوس سڑک پر جو ہانسی سے ٹہیر کو جاتی ہے لودہیانہ سے ساٹہہ میل بسمت جنوب مغرب اور لاہور
سے ڈیڑہ سو میل دکہن کی طرف واقع ہے اسمین صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر حاکم ضلع رہتا ہے اور تین تحصیلین ایک
خاص سرسہ اور دوسری تحصیل فاضلکا تیسری تحصیل ڈبوالی اس ضلع کے متعلق ہین چونکہ اس علاقہ مین قدیم
کے رہنے والے بہٹی راجپوت ہین اسلئے یہہ علاقہ بٹہیانہ کہلاتا ہے اور بہٹیون کی نسل جادوبنسی خاندان مین سے
ہے کہ وہ اپنے تئین چندربنسی کہلاتے ہین اول اول کسی زمانہ مین دو شخص متہرا سے اوٹہکر اس ریگستان کے ملک مین
آئے ایک کا نام بہٹی اور دوسرے کا نام سبہا تہا سبہا کی دختری نسل سے تو فرقہ جوہیہ راجپوت ہین جو سرسہ کے چند
دیہات پر بطور ملکیت قابض ہین اور بہٹی کی نسل سے چند پشت کے بعد راجہ رسالو پیدا ہوا اوسکے دو بیٹے تہے ایک
دوسل دوسرا جیسل جیسل نے تو شہر جیسلمیر اپنے نام سے آباد کیا اور قلعہ بنایا جسکی اولاد اب تک جیسلمیر کی ریاست
پر قابض ہے اور دوسل اسی ملک مین رہا دوسل کا بیٹا جونہرا ہوا اوسنے اکثر غیر قومون کی عورات بہی اپنے گہر مین
ڈال لین تہین اوسکے اکیس بیٹے ہوئے جنکی اولاد اب مختلف اقوام سے مشہور ہین مثلاً ایک بیٹا انکا راو لکہی تہا
اوسکے اولاد لکہی وال جاٹ ہین اور ایک بیٹا سدہو ہوا جسکی اولاد سدہو جاٹ ہین اور سدہو کی اولاد مین سے
ایک شخص برار نامی پیدا ہوا جسکی نسل برار جاٹ پٹہنڈہ وغیرہ دیہات پر قابض ہین اور ریاست پٹیالہ و نابہہ و جیند
بہی اوسی برار کی اولاد ہین اور دوسرا کہ جاٹ بہی اسی مین سے نکلے ہین سب سے زیادہ بحث اس جونہرا کی اولاد ہونا ہے

سے تھے جنکے نام سے اونہون نے موضع ابوہر ضلع سرسہ مین بسایا تہا اوسکا ایک بیٹا اچل نام تہا جسکے تین بیٹے ہوئے -
راجپال جین و تہم راجپال کے اولاد مین سے وٹو راجپوت ہین کہ ضلع سرسہ کی اکثر دیہات مین اونکی وراثت ہے جین کی
اولاد مین سے بہٹی راجپوتون کی نسل ہے دہین کی اولاد مین سے چند نسلون کے بعد بہیرسی نام ایک شخص بڑا نامور
پیدا ہوا جسنے اُٹہہ کر بہٹنیر کے قلعہ کو فتح کر لیا اور ریاست گاہ بنایا اس بہیرسی کی دو عورتین تہین لیلاوتی و ریتہاوتی
لیلاوتی کا بیٹا بہیرو تہا اور ریتہاوتی کے تین بیٹے تہے جسو ملکین قلیچی مگر بہیرسی کو لیلاوتی سے زیادہ محبت تہی اور
ریتہاوتی کو معہ اوسکی اولاد کے گہر سے نکال دیا ہوا تہا اور **قلعہ بہٹنیر** جسپر بہیرسی نے قبضہ کر لیا تہا زمانہ
حال مین راجہ بیکانیر کے قبضہ مین ہے اسکا بانی پہلے راجہ بہرت نیر تہا اور اُسنے یہہ شہر و قلعہ ایسے موقع پر بنایا تہا
جہان سے شہر لاہور و ملتان و اجمیر و دہلی کا فاصلہ یکسان ہے بہرت نیر کے بعد یہہ شہر بہت مدت تک ویران رہا
ہجری مین بعہد ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش کے شیر خان افغان نے قلعہ بہٹنیر کو از سر نو آباد کیا
اور احمد نام ایک سید کو وہانکا ناظم مقرر کیا بعد وفات سلطان غیاث الدین بلبن کے جب سلطنت مین ضعف آگیا
بہیرسی بہٹی نے قلعہ بہٹنیر پر یورش کرکے سیدونکو قتل کیا اور خود قابض ہوگیا پہر محمد تغلق شاہ کے بادشاہ ہونے تک
بہیرسی کے بیٹون نے جو ریتہاوتی کے شکم سے تہے اور باپ سے اُنکی عداوت تہی سید احمد کے بیٹون کو آمادہ کرکر اونکی
دہلی مین فریاد کرائی اور فوج شاہی بہیرسی کی سزادہی کے واسطے مامور ہوئی جس فوج نے قلعہ کو جا کر محاصرہ کیا
تو بہیرو بیٹا بہیرسی کا جو لیلاوتی کے شکم سے تہا وہ بہی اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر فوج سے مل گیا اور فوج کے حاکم
کے کہنے سے باپ کو اُسنے قتل کرا دیا اور خود مسلمان بن گیا اور بادشاہ سے وہ اسی قلعہ مین مامور ہوا اور قبضہ
اوسکے عہد تک بدستور قائم رہا بعد وفات اُسکے راو دلچی بیٹا اوسکا جانشین ہوا وہ امیر تیمور کے قید مین آگیا
بعد چندے رہا ہوا اُسکے بعد اُسکا پوتا ہہمو کا بیٹا محمد گدی پر بیٹہا مگر وہ بڑا عیاش و زانی تہا اوسکی نالش
سلطان بہلول لودی تک پہونچی اور دہلی سے سبہی قدوس لودی حاکم بہٹنیر کا مقرر ہوا اور اُسنے قیم خان محمد
کے بیٹے کو بیدخل کرکے انتظام اپنا کر لیا اور بعد ایکسو باسٹہہ برس کے ریاست بہٹیون کی ختم ہوئی پہر اکبر بادشاہ
کے عہد مین یہہ علاقہ بہٹنیر کا معہ قلعہ راجہ رائے سنگہ راٹہور راجہ بیکانیر کی جاگیر مین مل گیا اور اسی وقت سے وہ راجہ
بیکانیر کی ریاست کے متعلق ہے پہر محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین جب نواب شہداد خان قصوریہ ناظم حصار تہا اوسنے
محمد حسن خان پسر حیات خان بہٹی نے لڑکی دیکر کچہہ جاگیر و منصب اپنے نام مقرر کرا لیا بعد ازان جب نواب نجیب الدولہ
ناظم حصار ہوا تو اوسکو محمد امین خان پسر محمد حسن خان نے اپنی لڑکی دی اور نجیب الدولہ نے اسکو وہانکا ناظم مقرر کیا
اور بادشاہ کے یہان سے نوابی کا خطاب بہی دلایا اس سبب عالیشان بنکے اوسکے تابعدار بن گئے پانچ برس کے بعد وہ
سکہون کے ہاتہہ سے بہاگ کر دہلی چلا گیا مگر قمر الدین خان و بہادر خان اوسکے بیٹون نے صرف علاقہ سرسہ و رانیان

فتح آباد اپنا دخل رکہا اور رعایا قوم وٹو وجو بیادہ پہادہ اونکی فوج تہی جب کہین مقابلہ کو جاتے تو ڈہول بجا کر اونکو جمع
کر لیتے اور جو لوٹ کا مال حاصل ہوتا وہ اونکو تقسیم ہو جاتا پہر قمر الدین خان و خان بہادر نے ملک بہٹیانہ کا باہم تقسیم کر لیا علاقہ
فتح آباد کا تو خان بہادر نے لیا اور سرسہ کا علاقہ قمر الدین خان کو دیا گذارہ اونکا غارتگری اور لوٹ پر تہا جب
عملداری انگریزی شروع ہوئی تو خان بہادر نے میرزا الیاس بیگ ناظم انگریزی کے ساتہہ مقابلہ کر کے اونکو
مار ڈالا جب کانر صاحب ناظم یہان آئے تو خان بہادر فتح آباد کو چہوڑ کر بہاگ گیا اور علاقہ اسکا ضبط ہوا اور یہ
ضابطہ خان پسر خوانده قمر الدین کا جو سرسہ مین تہا وہ حاضر ہو گیا اسلئے جاگیر اوسکی واگذار ہوئی پہر انہی کے
ذریعہ سے جو خان بہادر حاضر آیا تو ایکہزار روپیہ ماہواری گذارہ اوسکا مقرر ہوا اوسکی اولاد اب تک بمقام جرا
رہتی ہے ۱۸۱۸ء مین ہمدانی خان تحصیلدار سکے ساتہہ شفیع سجادہ کا بسازش ضابطہ خان کے دنگہ ہو گیا اسواسطے سرسہ
کا علاقہ بہی ضبط سرکار ہو کر ایکہزار دو سو روپیہ پنشن ماہواری ضابطہ خان کی مقرر ہوئی اور اونا مین رہنے کا
حکم نافذ ہوا ۱۸۵۷ء کے غدر مین جب صاحب لوگ فوج کے ہاتہہ سے قتل ہو گئے تو وہی پہادہ زمیندار پہر نواب
بن گئے سرسہ کو اونہون نے جمع ہو کر لوٹ لیا اور حصار کے علاقہ مین بہی جا پہنچا اونہون نے غارتگری شروع کی
بعد رفع ہو جانے مفسدہ کے منجملہ خاندان بہادر خان کے سمیان و زبیر علی و صوبہ خان و امداد علی کو بجرم مفسدہ
سرداری پہانسی ہوئی اور اسیطرح تین آدمی ضابطہ خان کے خاندان سے بمقام سرسہ پہانسی دیئے گئے اور کل
پنشن وغیرہ اونکی ضبط ہوئی ضلع سرسہ کا علاقہ ناہموار و ریگستان آبادی کم ہے اور زمیندار یہان کے اگرچہ محنتی بہت
ہین مگر قحط کے وقت اپنے علاقہ چہوڑ کر بہاگ جاتے ہین اگر ایکسال بہی بارش نہو تو آثار قحط کے نمودار ہو جاتی ہین
اور اگر زیادہ بارش ہو جائے تو ریگ پانی مین بہہ کر زراعت برباد ہو جاتی ہے اور اگر ہوا تیز چلے تو ریگ
اوڑ کر کہیت دب جاتے ہین اور زمینون کی حیثیت بدل جاتی ہے کیونکہ جہان پہلے اونچی ریت کے ٹیلے ہوتے ہین وہان
زمین ہموار نکل آتی ہے اور ہموار زمین کی جگہہ ٹیلے قائم ہو جاتے ہین اس سبب سے زمیندار یہان کے سقیم الحال رہتے ہین

پانی پت یہہ شہر بہت پرانا اور عمارت اسکی قدیمی ہے آبادی اسکی دہلی سے شمال کے طرف بفاصلہ ترپن
میل اور لاہور سے گوشہ جنوب و مشرق سوا دو سو میل اور کلانہ سے بسمت شمال و مغرب نو سو پچیس میل کے واقع
ہے چارون طرف اسکے زمین آباد و زرخیز ہے کنوؤن سے و نہر سے زراعتون کو پانی دیا جاتا ہے اور باغات
و درخت بکثرت ہین شہر کے عمارت عجیب خوشنما بڑے بڑے پختہ مکانات حویلیان عالیشان بازار آباد تجارت
ہین بڑے بڑے ساہوکار مالدار اسمین بستے ہین جنکا لاکہون روپیہ کا بیوپار ملکون مین جاری ہے پختہ مسجدین
اور مقبرون کی یہان بہت کثرت ہے بلکہ ہندوستان کے شمالی حصہ مین اور کوئی ایسا شہر نہ ہوگا خوشنما عمارت کا
سوائے شہر دہلی کے نہین ہے مکانات یہان کے اکثر دو منزلہ سہ منزلہ ہی ہین جنکے دو بازار ...

عجیب خوشنما نظر آتے ہین ۱۸۵۳ء مین جو مردم شماری اس شہر کی ہوئی تو بائیس ہزار چھ سو بارہ آدمی اس شہر کے رہنے والے شمار مین آئے اب بھی اس شہر مین بائیس ہزار آدمی سے زیادہ رہتے ہین فصیل شہر کے پختہ اور شہر کے دونو طرف دو سرائے کلی عمارت کے بنے ہین انمین آمد رفت مسافرون اور تاجرون کی بکثرت ہوتی ہے شہر مین رئیس عزت دار شریف مسلمان و ہنود آپسمین نہایت اتفاق رکھتے ہین سرکار مین بھی انکی عزت و توقیر زیادہ ہے قدیم سے یہہ شہر زمین آدم خیز مشہور ہے بڑے بڑے عالم فاضل و مشایخ اس شہر مین ہوگذرے ہین سب سے زیادہ مشہور یہان حضرت شاہ شرف ابو علی قلندر کا ہے جسکی عمارت نہایت پاکیزہ و مصفا ہے اور گنبد کے آگے آٹھ ستون کسوٹی کے پتھر کے بنے ہوئے نہایت خوشنما نظر آتے ہین شمال کی طرف گنبد کے ایک اور علیحدہ مکان ہے جسمین بہادر خان حضرت کے معشوق کی قبر ہے یہہ حضرت خاندان چشتیہ اہل بہشت مین سے مست و قلندر رہتے ۷۲۴ ہجری مین حضرت نے وفات پائی سواے اس مقبرہ کے روضہ عالیہ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی و جلال الدین چشتی کا پر فیض و مشہور مکان ہے پیتل کے برتن یہان اچھے بنتے ہین اور لوہے کا کام عمدہ ہوتا ہے شاہی سڑک جو ہندوستان سے پنجاب کو آتی ہے اس کے پاس کو گذرتی ہے ایک قلعہ بھی یہان عین سڑک کے اوپر بنا ہوا ہے سابق مین ضلع کی کچہری یہان ہوتی تھی اب ضلع کا محکمہ کرنال مین چلا گیا ہے اور کچہری تحصیل کی یہان ہوتی ہے تحصیلدار ماتحت ضلع کرنال کے یہان کام کرتا ہے پانی پت کے پاس کے میدانون مین شاہان سلف کے بہت لڑائیان آپسمین ہوئی ہین بابر شاہ چغتائی نے جب ہندوستان پر یورش کی اور بارہ ہزار فوج لیکر آیا تو سلطان ابراہیم لودی ایک لاکھ فوج اور ایکہزار ہاتھی اور پانسو ضرب توپ لیکر اسکے مقابلہ کے واسطے دہلی سے نکلا اور پانی پت کے میدان مین فریقین کا آپسمین مقابلہ ہوا اگرچہ ثابت سکے کہ لودی کے دربار کے امرا بابر سے سازش رکھتے تھے سلطان ابراہیم مارا گیا اور چالیس ہزار فوج اسکی قتل ہوئی پھر احمد شاہ درانی اور سداشیو راؤ بھاؤ کی لڑائی بھی اسی مقام پر ہوئی اسوقت احمد شاہ کی لشکر مین چالیس ہزار افغان اور تیرہ ہزار ہندوستانی سوار اور اڑتیس ہزار ہندوستانی پیادہ فوج اور تیس ضرب توپین تھین اور مرہٹون کی فوج کے پندرہ ہزار پیادہ و پچپن ہزار سوار و دو سو ضرب توپ جنگی و بیشمار توپین بڑے قلعہ شکن و عماری سے ذریعہ کی و بیشمار رجزا لیجی تھے مگر تھوڑی سی سخت لڑائی کے بعد مرہٹون نے شکست کھائی اور فوج کا مالک مارا گیا۔

ضلع پانی پت یا کرنال

یہہ ضلع دہلی کی قسمت مین واقع ہے اسکے شمال و مغرب مین علاقہ سرہند شرق مین دریاے جمنا جو با بین اضلاع مظفر نگر و میرٹھ اور اسکے جاری ہے جنوب مین ضلع دہلی طول اسکا جنوب سے شمال کو پینسٹھ میل عرض مین شرق سے غرب کو تیس میل کل سطح اسکا ایکہزار دو سو نواسی میل کی ہے زمین اسکی ہموار و زرخیز نہر فیروز شاہی جو دہلی کی نہر اور نہر اور چھوٹی چھوٹی پہاڑی ندیان

اسکو سیراب کرتی ہین طغیانی کے وقت دور دور تک اسمین پانی پہیل جاتا ہے اور جس جس زمین پر کہ بسبب بلندی
کے نہرون کا پانی نہین پہونچتا وہ زمینین بالکل غیر آباد و ویران پڑے ہین اور ریگستان بہی اکثر مقامات پر
واقع ہے بیقدر کہ اسمین نباتات کا نام ونشان بہی نہین ہے اور شور سے زمینون پر شور اسقدر چمکتا ہے
کہ دور سے وہ پانی کی جہیل دکہائی دیتی ہے آبادی اس ضلع کی جو ۱۸۵۳ء مین شمار کی گئی تو تین لاکہہ تیرہ ہزار
پچاسی آدمی نکلے جسمین سے ہندو کاشتکار ایک لاکہہ سینتہ ہزار سات سو ستاون اور غیر کاشتکار اٹہاسی ہزار دون
مسلمان وغیرہ کاشتکار تینتیس ہزار دو سو اسی غیر کاشتکار پچانوین ہزار نو سو چورانوین تہے بعد ازان دوسری
مردم شماری جسکی رپورٹ ۱۸۶۸ء مین درج کتاب رپورٹ مجموعی کی ہوئی تو اسمین کل مردم شماری ضلع کرنال
کی چار لاکہہ بہتر ہزار چار سو پچاسی تحریر ہوئے پہلی مردم شماری کے بموجب اس ضلع کی اوسط فی میل مربع دو سو کیس
آدمی ہوئے ہین ضلع پانی پت کرنال مین ہندو بہت اور مسلمان کم ہین اور جن جن گانؤن مین ایکہزار آدمی تک
آباد ہین وہ شمار مین تین سو چہپاسٹہہ اور جن مین ایکہزار سے زیادہ اور پانچہزار سے کم ہین وہ ایکسو اونتیس
اور جنمین پانچہزار سے زیادہ دس ہزار سے کم ہین وہ ایک بستی ہے اور جسمین دس ہزار تک آدمی ہین وہ
دو قصبے ہین کل میزان جنکی چار سو اٹہاسی ہے مگر چہوٹے چہوٹے گانؤ اسمین شمار نہین ہوئی سرکار انگریزی سے
پہلے یہہ علاقہ مرہٹون کے قبضہ مین تہا ۱۸۰۳ء مین بندوبست ہوئے معاملات مرہٹہ کے انگریزی قبضہ مین آگیا
کرنال یہہ ایک قدیمی شہر اوس سڑک پر جو دہلی سے لودہیانہ کو آتی ہے دہلی سے اٹہتر میل بسمت شمال اور
نہر فیروز شاہی سے پندرہ میل اور پانی پت سے چودہ کوس لاہور سے بفاصلہ دو سو اکیس میل دہنے کنارہ
دہلی کی نہر کے آباد ہے اسکے گرد پختہ شہر پناہ قدیمی بنا ہوا ہے مگر اب بہت مقامات سے گر گیا ہے شمال کیطرف
اس شہر کے ایک مسجد پختہ عالیشان مینار دار بنی ہوئی ہے سابق یہہ شہر بہت میلا و خراب بنا تہا اب جب سے ضلع
پانی پت کا یہان آگیا ہے اوس روز سے صفائی ہوتی ہے پاس ہی شہر کے شمال کیطرف چہاؤنی انگریزی فوج کی
کی بنی ہوئی ہے جسمین ہمیشہ مختلف فوج رہتی ہے اس ضلع کے متعلق تین تحصیلین پانی پت و تہسولی و گہرونڈہ
ہین اور خاص شہر کی آبادی بیس ہزار ایک سو اٹہتر کے ہے منجملہ انکے نواب احمد علی خان جاگیردار و مجسٹریٹ و
محمد عظمت علی خان نوابزادہ و نواب محمد قطب الدین خان استمرار دار کرنال مسلمانون مین بڑے معزز و مکرم آدمی
ہین حکام سے بہی انکی بڑی عزت کرتے ہین **کنج پورہ** پانی پت کے ضلع مین یہہ ایک قصبہ نہر فیروز شاہی
اور جمنا کے درمیان دہنے کنارے دریا کے جمنا کے آباد ہے اسمین پٹہان لوگ بکثرت بستے ہین یہہ ریاست
پٹہانون کی ہے نواب محمد علی خان جاگیردار و مجسٹریٹ و محمد جمیل خان یہان کے رئیس پچاس ہزار روپیہ
سال کے جاگیر پاتے ہین یہہ جاگیر سرکار انگریزی کی ایک حصہ مین دو حصہ اور دوسرے کے حصہ مین دو

منظر ہین عمارات اس شہر کے پختہ و بازار بارونق ہین تجارت غلہ کی کثرت ہوتی ہے سنہ ۱۷۳۹ع مین فیمابین نادرشاہ ایرانی و محمد شاہ بادشاہ دہلی کے یہان لڑائی ہوکر نادرشاہ فتحیاب ہوا **سمرکھہ** ضلع کرنال مین یہہ ایک قصبہ اُس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے دہلی سے بیس میل بسمت شمال مغرب کے آباد ہے قصبہ کی عمارت پختہ و خام ملی ہوئی ہے اور چھوٹا سا بازار ہے ہر ایک قوم کے لوگ اُسمین بستے ہین **گھرونڈہ** کرنال کے ضلع مین یہہ ایک بڑا آباد قصبہ اور مشہور پرگنہ کا صدر مقام ہے آبادی اسکی اُس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے بارہ میل جنوب مشرق کے طرف کرنال کے واقع ہے یہان ایک تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کرنال کے تحصیل کا کام کرتا ہے بازار اس قصبہ کا بہ تجارت بارونق و زمیندار آسودہ حال ہین زراعت بکثرت ہوتی ہے **کنجپورہ** کرنال کے ضلع مین یہہ ایک قصبہ اُس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے چھتیس میل دہلی سے شمال کیطرف آباد ہے گہرون کی عمارت اسکی اگرچہ پختہ نہین ہے مگر درختون کی کثرت کے سبب سے خوشنما نظر آتا ہے اسکے پاس قدیمی عمارتون مین ایک پختہ سرائے خوبصورت بنی ہوئی موجود ہے دیوار سرائے کی لنبا اور برج اُسکے خوشنما دکہائی دیتے ہین اور سرائے کے پاس ایک تالاب ہے جو صفا پانی سے بہرا رہتا ہے **اسمراتہا** کرنال کے ضلع مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے ریواڑی کو جاتی ہے چوبیس میل کرنال سے جنوب مغرب کو آباد ہے پانی کی یہان کثرت اور زراعت اچھی ہوتی ہے زمیندار آسودہ حال ہین **کچہولی** کرنال کے ضلع مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے اٹہارہ میل جنوب مشرق کرنال کے آباد ہے شاہ گڈہ
پانشاہ کوٹ یہہ ایک قصبہ ضلع کرنال مین اُس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے پانچ میل کرنال سے شمال مغرب کو آباد ہے آبادی اسکی ایک جنگل کے کنارہ پر واقع ہے جو یہان سے کرنال تک برابر پہیلا ہوا چلا جاتا ہے اسمین مسلمان و ہندو جاٹ رہتے ہین اور قصبہ سردار رام سنگہ و کاہن سنگہ کے جاگیر مین سرکار انگریزی سے ملا ہوا ہے آمدنی اسکی پانچہزار روپیہ سالانہ اونکو ملتی ہے قصبہ کی آبادی بارونق و آباد نظر آتی ہے غلہ کی تجارت اسمین ہوتی ہے اور جاگیردار اسکے ایک گاؤن مین سکونت رکھتے ہین فقط

سونپت یہہ قصبہ ایک بڑا آباد و مشہور مکان ہے اگرچہ اب ویسا آباد نہین ہے تو بہی بڑے قصبون اور شہرون مین شمار ہوتا ہے سولہ ہزار آٹھ سو ستر آدمی اب بہی اسمین آباد ہین پرانے مقبرے و مکانات اسمین اکثر نظر آتے ہین شہر کی عمارت بہی پختہ و بازار ہے جو سڑک پانی پت سے دہلی کو جاتی ہے اسکے پاس ہوکر گذرتی ہے فاصلہ اسکا دہلی سے جنوب کے طرف کو ستائیس میل کا ہے **سمالکھا** ضلع کرنال مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے تیتالیس میل شمال مغرب دہلی کے آباد ہے آدمی یہانکے زمینداران باگذار و ساہوکاران بازار

تجاران تجارت شعار سے رونق پر ہے اور ایک سراے آرامگاہ مسافرون کی بنی ہوئی ہے اگرچہ پہلی آبادی سے حال
کی آبادی تنزل پر ہے تو بھی رونق خوب عمارت مرغوب ہے اس قصبہ کے متعلق اراضی کو پانی کنوؤن کے ذریعہ سے
دیا جاتا ہے اور کاشتکاری تردد سے ہوتی ہے **شہر انبالہ** ستلج پار کے شہرون مین یہہ شہر ایک مشہور
و بارونق مکان ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو کرنال سے لدھیانہ کو آتی ہے پچپن میل کرنال سے شمال کی سمت کو
اور تینتیس میل جنوب شرق لدھیانہ کے واقع ہے چارون طرف اسکے پختہ شہر پناہ اور شمال مشرق کے کونہ کے
ایک قلعہ بنا ہوا ہے اور قلعہ کے دیوار کے نیچے ایک پڑاؤ یعنی فرودگاہ فوج کا ہے گرد و نواح کے زمین اسکی
ہموار و زرخیز ہے پانی کثرت زراعت از اسے ہوتی ہے عمارتین شہر کے پختہ اور گلی بازار تنگ اسقدر
کہ ہاتھی گاڑی بھی اُنمین سے بمشکل ہوتا ہے شہر مین کل اکیس ہزار نوسو باسٹھ آدمی ہر ایک قوم کے رہتے ہین
جاٹ کے قوم و اجاج و راگڈھیان و کلال وغیرہ اپنے اپنے علیحدہ علیحدہ اطراف مین رہتے ہین شہر کے
باہر باغ و سیرگاہ کوئی نہین ہے اور شہر کے اندر کا پانی کھاری و شور ہے بلکہ پانی کا ملنا مشکل ہے لوگ میٹھا باہر
پانی لیجا کر پیتے ہین پہلے سکھون کے وقت یہہ شہر چھوٹا سا گانو تھا جب رئیس یہان کا لاولد مرگیا تو انگریزی عملداری
مین لیا حکومت کلارک صاحب پولیٹکل ایجنٹ ... اسکے آبادی کی ترقی ہوئی اور بنیا بنایا بارونق آباد ہوا
فوج کے رہنے کی چھاونی بنا ہوئی بلندی اس شہر کی سمندر کے سطح سے ایکہزار چالیس فیٹ کی ہے اور فاصلہ
اسکا شمال مغرب کی طرف کلکتہ سے ایکہزار ... میل کا ہے شہر کے پاس ایک خانقاہ ملک تاج الدین المشہور شاہ لکھی
زیارتگاہ خلق ہے **ضلع انبالہ** انبالہ کی قسمت کے متعلق پانچ ضلعے انبالہ لدھیانہ تھانیسر شملہ تھے اب
ضلع تھانیسر ٹوٹ کر تین ضلع باقی رہ گئے ہین اور ضلع انبالہ کے متعلق پانچ تحصیلین ہین انبالہ روپڑ کھرڑ
جگادھری نراین گڈھ کل سطح اس ضلع کا ایکہزار آٹھسو بتیس میل مربع ہے اور آبادی پہلی مردم شماری مین
سات لاکھ بیاسی ہزار سترہ تھی مگر اب مردم شماری اخیر سنہ ۱۸۶۸ع کے رپورٹ مجریہ کے رو سے دس لاکھ
چالیس ہزار تین سو سات ہوگئے باعث اسکا صرف یہہ ہے کہ ضلع تھانیسر ٹوٹ کر بہت علاقجات دوسکے اسکے
شامل ہوگئے ہین یہہ علاقہ پہلے ایک سکھ سردار کے ماتحت تھا اسے رنجیت سنگھ والی لاہور نے غلبہ پاکر علاقہ اسکا
لے لیا تھا مگر جب سنہ ۱۸۰۹ع مین یہہ ملک سرکار انگریزی کے حفاظت مین آگیا اور چھاونی فوج لدھیانہ کے مقام پر مقرر ہوکر
رنجیت سنگھ کے ساتھ انگریزون کی حدبندی ہوگئی تو انبالہ کا رئیس پھر اپنے علاقہ پر قابض ہوگیا مگر چند سال کے
بعد لاولد مرگیا اسلیے کل علاقہ اسکا ضبط سرکار ہوکر ضلع انبالہ کا لدھیانہ سے علیحدہ قرار پایا آب و ہوا اس ضلع
کی گرم و خشک ہے گرمیون کے موسم مین گرمی یہان کثرت سے ہوتی ہے اور گرم ہوا ایسی شدت سے چلتی ہے
کہ کرہ مقیاس الموسم بعض موسم مین ایکسو بارہ درجہ پر پہونچتا ہے اور سردیون مین اسی درجہ سے کم نہین ہوتا

دہلی کے مفسدہ کے وقت بارنس صاحب کمشنر اور فورسیتھ صاحب کلکٹر کے حسن انتظام سے اس ضلع میں امن امان
رہا اگرچہ رعایا کے دل متزلزل تھے اور مفسدوں کا ہنگامہ چاروں طرف گرم تھا مگر یہاں کے حکام نے یہاں ایسا
انتظام رکھا اور دہلی کی فوج کو مدد دیتے رہے صرف تھوڑی مدت کچہری عدالت کی بند رہی اور سرگرمی کا یہہ
حال تھا کہ صاحب ضلع تو فوج کے نوکر ملازم رکھنے اور باربرداری کے بندوبست اور روپیہ کے انتظام میں مصروف
تھے اور پلودن صاحب اسسٹنٹ کمشنر دریائے جمن کے حفاظت پر مامور تھے اور وان صاحب ٹھرا اسسٹنٹ کمشنر رات دن
خزانہ کا کام کرتے تھے کپتان گارڈن صاحب وڈبر وغیرہ کے انتظام کو چلے گئے تھے آخر جب ایلیٹ صاحب اسسٹنٹ کمشنر لاہور
سے گئے تو عدالت کے کام نے اجرا پایا صاحب ضلع انبالہ دہلی کی فوج کے واسطے بتیس ہزار من غلہ انبالہ میں
جمع کیا اور ایک ہفتہ میں پانسو گاڑی اور دو ہزار اونٹ اور دو ہزار قلی جمع کرکے اسباب ضروری دہلی کی طرف
روانہ کیا غرض دہلی کے فتح ہونے تک انبالہ کے حکام کو رات کی نیند اور دن کا آرام حرام تھا اور ایسے وقت
میں با امن رہنا ضلع کا انگریزوں کے واسطے نہایت اکسیر اعظم ہوا یہاں کے جاگیرداروں نے بہی تابعداری
وخدمتگذاری میں اور امداد میں نہایت جانفشانی کی فوج کے ملازم رکھنے و اہتمام رسد و باربرداری و حفاظت راہ
وغیرہ میں اونکی طرف سے سخت کوشش و عرق ریزی وقوع میں آئی **کیتہل** یہہ قصبہ کیتہل کے علاقہ میں
اوس سڑک پر جو جیال سے دہورہ کو جاتی ہے آباد ہے یہاں ایک قلعہ بہی نہایت مستحکم تہا جسکے اندر اچھے اچھے مکانات
بلند بنے ہوے تھے مگر اسباب قلعہ مستحکم صاحبان انگریز نے منہدم کرا دیا ہے اور قصبہ بدستور ایک رئیس کے جاگیر میں
آباد ہے قصبہ کا بازار بارونق و آبادی خوشنما ہے ایک عمدہ مکان عبادتگاہ ہندوں کا عالیشان یہاں بنا ہوا
ہے یہاں جاکر ہندو شیوا کی پوجا کرتے ہیں **بوڑیہ** ضلع انبالہ میں یہہ قصبہ بہت قدیمی مکان ہے آبادی اسکی اچھی
ہے پختہ بازار ہے ہر ایک دوکاندار مالدار ہے **سدہوان** انبالہ کے علاقہ میں یہہ ایک قصبہ آباد ہے
لوہی کی ڈول اور کڑاہی یہاں خوب بنتے ہیں اور علاقہ زرخیز و سرسبز و شاداب ہے **جاہر** قسمت انبالہ میں
یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو ہانسی سے لودیانہ کو آتی ہے ہانسی سے شمال کی طرف بفاصلہ اٹہتر میل کے آباد ہے
گرد و نواح اسکے اگرچہ بڑا ریگستان ہے تو بہی کاشتکاری بکثرت ہوتی ہے **چہچرولی** سرہند کے علاقہ میں یہہ ایک
قصبہ پایتخت سکہوں کے ریاست کے ہے جو چہچرولی کے سردار کہلاتے ہیں آبادی اسکی اوس سڑک پر جو سہارنپور
سے سیالکوٹ کو جاتی ہے سہارنپور سے ستائیس میل قسمت شمال و مغرب کو واقع ہے علاقہ اسکا نہایت سرسبز اور سیراب
زمین متعلقہ اسکے ہموار و زرخیز ہے اس قصبہ کے گرد شہر پناہ خام اور عمارت کچی پکی ملی ہوئی ہے بازار اسکا اگرچہ
مختصر و چہوٹا ہے مگر تجارت بکثرت ہوتی ہے کل ریاست کا علاقہ میل مربع اور آبادی نوہزار تین سو ستاسی آدمی
کے ہے **دادوپور** یہہ قصبہ مختصر آبادی کا پانچ میل پر ریاست جمنا کے دہنی کنارہ سے دہلی کے نہر کے متصل آباد

بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نوسو یا اکہتر فیٹ کے اور فاصلہ دہلی سے اٹھاسی میل کا شمال کے طرف ہے
دہتا یہہ قصبہ سرہند کے علاقہ مین اوس سڑک پر جو ہانسی سے لدہیانہ کو آتی ہے ستر میل شمال کیطرف
ہانسی سے آباد ہے زمین متعلقہ ہموار و میدان ہے گرمی اور معتدل ہوتی ہے **دودی** سرہند کے
علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے ہانسی کو جاتی ہے ہانسی سے شمال کے طرف ساٹھ میل کے
فاصلہ پر آباد ہے اراضی متعلق اسکی ہموار و پست و میدان ہے جب برسات کو گہگر ندی طغیانی ہوتی ہے تو پانی
اوسکا اسکی زمین پر پہر کر کل اراضی کو سیراب کر دیتا ہے اور وہ سیرابی غلہ جات کے کاشت کے واسطے نہایت
مفید ہوتی ہے **دوراہہ سرائی** سرہند کے علاقہ مین یہہ گانو اوس سڑک پر جو کرنال سے شہر
کو آتی ہے لودہیانہ سے چودہ میل مشرق کی جانب آباد ہے آبادی گانو کی ایک ٹیلے کے بنیاد مین واقع ہے
اور ٹیلے کے اوپر ایک پختہ سرائے بادشاہی وقت کی پختہ بنی ہوئی موجود ہے یہان پرانے مقبرہ و مکانات
و کہنڈرات قدیمی عمارات کے بہت ہین جنکے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ مین یہہ ایک بڑا آباد
قصبہ ہوگا اب بہی چہوٹا سا یہان بازار اور پانی افراط سے ہے اور زمیندار لوگ آسودہ حال ہین **بسی**
یہہ ایک پختہ اور قدیمی قصبہ پٹیالہ کے ریاست مین متصل بنیاد کوہ ہمالہ کے آباد ہے شہر کے عمارات خوشنما
و بازار آباد ہے اور ایک قلعہ مضبوط قدیمی شاہان اسلام کے وقت کا یہان بنا ہوا ہے جسکے دیوارین اور
برج بلند و مستحکم ہین محافظ قلعہ کے فی الحال ریاست کے طرف کے مامور ہین **بسیان** یہہ قصبہ ستلج پار کے
ملک مین اوس سڑک پر جو فیروزپور سے شملہ کو جاتی ہے آباد ہے اور فیروزپور سے فاصلہ اسکا ستر میل کا شمار
ہوتا ہے **گورکہنا تہہ** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو بجوار رستے بالون کو جاتی ہے
بارہ میل شمال مغرب کیطرف بجوار کوہ ہمالہ کے بنیاد مین آباد ہے بائین طرف اسکے دریا سرسہ بہتا ہے
جو پہاڑ سے نکلکر میدان کو آتا ہے اور شمال مشرقی حد علاقہ بجوار کے اسکے حدود سے ملتے ہین **گونگاپور**
سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے بتیس میل شمال مغرب کرنال
کے آباد ہے علاقہ اسکا نہایت ہموار و زرخیز ہے آبادی کے دونو طرف دو شاخین دریاے مارکنڈا
کے چلتی ہین جنسے علاقہ اسکا سیراب ہوتا ہے زراعت یہان بکثرت ہوتی ہے اور فصل خریف مین وہان
بہت بوئے جاتے ہین **جگادہری** یہہ ایک بڑا قصبہ سرہند کے علاقہ مین فیروزشاہ کے نہر کے کنارے پر
آباد ہے عمارت اسکی پختہ بازار کشادہ و بارونق ہین بڑے بڑے ساہوکار و مالدار یہان دوکانین کرتے
ہین جنکا بیوپار اور تجارت دور دور تک ہوتی ہے قلعہ کے اندر راجہ کے رہنے کے مکانات بڑے بلند
اور عالی شان بنے ہوے ہین ہندوؤن کے عبادت گاہین اور مندر بہی یہان بکثرت ہین شہر مین ہر ایک قسم

کے لوگ رہتے ہین چارون طرف شہر کے پختہ شہر پناہ ہے شہر کے اوپر بھی ایک پختہ پل بنا ہوا ہے جسکے اوپر
آمد و رفت ہوتی ہے اس ریاست کا علاقہ اگرچہ زرخیز و سیراب ہے مگر کاشتکاری کم ہوتی ہے اور جنگلون سے
محیط ہے جنگل مین درختان پلاس و جھنڈ و کریر وغیرہ کوسون تک چلے گئے ہین فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے
نوسو اوناسی میل کا ہے **جلیبر** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک موضع اوس سڑک پر جو پٹیالہ سے کرنال
کو جاتی ہے پینتالیس میل کرنال سے شمال مغرب کو آباد ہے کل علاقہ اسکا ہموار میدان اور زرخیز زمین ہے
زراعت اور پیدایش غلہ کی یہان بکثرت ہوتی ہے مگر جنگل و بنجر زمین بھی بہت ہی سڑک اسکی کلکتہ کے
شاہ سڑک سے مغرب کو ہے اور بسبب کثرت جنگل کے گاڑی وانون کو بیجا نہ و جھگڑا اوس سڑک پر مشکل چلتا ہے فاصلہ
اسکا بسمت شمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار دس میل کا ہے **کہرڑ** انبالہ کے ضلع مین یہہ ایک مشہور بستی پرگنہ کا
صدر مقام ہے آبادی اسکی [illegible] میل شمال کے طرف انبالہ کے واقع ہے یہان ایک تحصیلدار ماتحت صاحب
ڈپٹی کمشنر بہادر انبالہ کے تحصیل کا کام دیتا ہے قصبے کی عمارت پختہ و خام ملی ہوئی اور بازار آباد ہے
غلہ کی تجارت ہوتی ہے **کہوریال** یہہ ایک قصبہ سرہند کے علاقہ مین اوس سڑک پر جو ہانسی سے
لودہیانہ کو آتی ہے چوہتر میل ہانسی سے شمال مغرب کی طرف کو آباد ہے گو کہ کئی حصون مین اس علاقہ کے گرد
جنگل واقع ہے تو بھی زراعت یہان بکثرت ہوتی ہے خصوصاً بارش اگر خاطر خواہ ہو جاوے تو غلہ اسقدر
پیدا ہوتا ہے کہ زمیندار اسکے اٹھانے مین عاجز آجاتے ہین فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار سی چار
میل کا ہے **کہرک** یہہ قصبہ ایک پڑاو کا مقام اور فرودگاہ لشکر سرکاری کے اوس سڑک پر ہے جو
ہانسی سے لودہیانہ کو آتی ہے آبادی اسکی ہانسی سے اٹھارہ میل شمال کے طرف سے واقع ہے کلکتہ سے
فاصلہ بسمت شمال مغرب نوسو چہتر میل کا شمار ہوتا ہے **جگادہری** سرہند کے علاقہ اور ضلع انبالہ مین
ایک بڑا قصبہ اور بارونق شہر اوس سڑک پر جو سہارنپور سے لدہیانہ کو آتی ہے چوبیس میل لودہیانہ سے
شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے سب گھر اسکے پختہ و عمارات خوشنما اور بڑا بازار ہے تجارت بکثرت
ہوتی ہے پرگنہ اسکا بھی تمام و کمال سیراب ہے زمین لائق کاشت ہے اور ایک تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر انبالہ کے یہان رہکر تحصیل کا کام کرتا ہے فاصلہ اسکا بسمت شمال مغرب کلکتہ سے نوسو تراسی میل
کا گنا جاتا ہے بہلیان جگادہری کے مضبوط و خوشنما ہوتے ہین قصبہ کے اندر بڑے بڑے ساہوکار دوکانین
کرتے ہین اور علاقہ مین اسکے دریاے جمنا و شاہ نہر جاری ہے **کری** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ
اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے کرنال کو جاتی ہے [illegible] میل کرنال سے شمال مغرب کو آباد ہے
آبادی اسکی اگرچہ چھوٹی ہے مگر خوشنما و دلچسپ ہے سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک موضع

اوس سڑک پر جو انسی سے لودہیانہ کو آتی ہے پانچ میل جنوب کیطرف لودہیانہ کے آباد ہے آبادی اسکی ایک ہزار
کاشت شدہ زمین مین واقع ہے سڑک اس حصہ کی پختہ ہے مگر بسبب نرمی زمین کے بارش کے موسم مین دلدل ہو جاتی
ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو ایکہزار چون میل کا ہے **روپڑ** ستلج پار کے ملک مین ایک بڑا قصبہ مشہور تحت
ضلع و قسمت انبالہ ایک میل بائین کنارہ سے ستلج تھوڑے سے فاصلہ پر اوس مقام سے جہان دریاے ستلج پہاڑ سے نکلکر
میدان مین بہتا ہے آباد ہے اسکے پاس ایک شاہ گذر ہے جسپر آمد و رفت ہوتی ہے اوس سے اوتر کر لوگ پنجاب مین داخل ہوتے ہین
یہان دریا تین فٹ گہرا اور پانسو گز تک چوڑا ہوتا ہے اور پانی صاف ہے پست قطارین کوہ ہمالہ کے جو اسکے شمال
مغرب کو ہین انکے جنوب کو ایک لمبا میدان ہے جو بہت میلون تک پہیلتا ہوا چلا گیا ہے آبادی قصبہ کی ایک اونچی
جگہ پر ہے اور شہر مین کچہری تحصیل کی ہوتی ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ یہان کام کرتا ہے پہلے
یہہ قصبہ مع اوس علاقہ متعلق کے ایک رئیس کے جاگیر مین تھا مگر بسبب اسکے کہ سکھون کے ہنگامہ مین وہ سکھونکا مددگار
ہوگیا تہا ریاست اسکی ضبط ہوگئی اور نقد پنشن اوسکی مقرر ہوئی ۱۸۳۱ء مین اسمقام پر ملاقات رنجیت سنگہ والی پنجاب
کے لارڈ ولیم بنٹنگ صاحب گورنر جنرل سے ہوکر آپسمین عہدنامجات دوستی کے تحریر ہوئے اور دونو سرکارون
کے فوجون کی حاضریان ہوکر فوج کو انعام کثیر عطا ہوئی اس قصبہ مین سات ہزار ایکسو دس آدمی سکونت پذیر ہے
اور تجارت کا بازار گرم رہتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے ایکہزار ایکسو فٹ کے ہے اور فاصلہ اسکا کلکتہ سے
شمال مغرب کو ایکہزار ایکسو بیس میل کا ہے **سفیدون** یہہ قصبہ دہنے کنارے نہر فیروزشاہ کے آباد ہے
اسمقام سے وہ نہر جو جنوب مغرب کے سمت کو بہتی ہوئی آتی ہے خاص مغرب کے سمت کو ہوجاتی ہے اسوقت اسکے
نواح مین زراعت کم ہوتی ہے مگر اب ان دنون اس علاقہ مین بسبب جاری ہونے نہرون اور سیراب ہونے زمین کے
آبادی زیادہ ہوتی جاتی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے نوسو اٹھہ میل کا ہے **ترودی** سرہند کے
سرزمین مین یہہ ایک قصبہ اس سڑک پر جو کرنال سے تہانیسر کو آتی ہے آٹھہ میل شمال کیطرف کرنال اور پندرہ
میل جنوب کیطرف تہانیسر کے آباد ہے ۱۱۹۳ء مین سلطان شہاب الدین غوری نے جب ہندوستان پر حملہ کیا
تو اسمقام پر فتحیاب ہوسکے اور راجہ پرتہی راج کے سخت لڑائی ہوئی اور ہزارون آدمی فریقین کے طرف سے مارے
گئے آخرکار فوج ہند کی بہاگ نکلی اور راجہ پرتہی راج زندہ گرفتار ہوکر مقتول ہوا **کیتہل** یہہ ایک مشہور
اور عمدہ شہر ستلج پار کے علاقہ مین کل عمارات اس قصبہ کے پختہ اینٹون کی بنی ہوئی بقاعدہ طور سے اوپر سے
گرد نواح اسکے زمین ہموار و زرخیز ہے جسمین زراعت بکثرت ہوتی ہے اور ایک پانی کی جہیل بہی اسکے
پاس ہے جس سے زراعتون کے واسطے پانی لیا جاتا ہے اس قصبہ مین اشیاء سب کی بیچی جاتی ہین اور زیادہ
کثرت ہین اور نیز اون کے دہوتین سے سوا خراب بہتی ہے پہلے یہہ قصبہ ایک راجہ کی ریاست کا دہی ۱۸۴۳ء

مین جبکہ لاولد مرگیا تو کل ریاست سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگئی پانسو سولہ گانوا س ریاست کے متعلق تھے اور آمدنی چار لاکھہ چالیس ہزار روپیہ کی تھی فاصلہ اسکا بشمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار چالیس میل کا شمار ہوتا ہے **لاڈوہ** سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ بائیس میل شمال کے طرف شہر کرنال کے آباد ہے شہر کی آبادی بارونق و پختہ اور بازار کشادہ و پر تجارت ہے ہندو مسلمان جاٹ اسمین رہتے ہین اور مالوے سکہہ بہی سکونت پذیر ہین پہلے یہہ شہر راجہ جیت سنگھ کی ریاست مین تہا مگر ۱۸۴۶ع مین بسبب اسکے کہ سکہون کی لڑائی مین اونکو سکہون کا مددگار ہو کر سرکار انگریزی کے ساتھہ مقابلہ کیا ریاست اوسکی تمام و کمال ضبط سرکار ہو گئی یہہ شہر چندان بڑا شہر نہین ہے لیکن بسبب اسکے کہ یہہ ایک راجہ کی ریاستگاہ تھی رونق بہت ہی اور راجہ کے رہنے کے حویلیان یہان پختہ اور بلند خوشنما بنے ہوئے ہین **لیلو کہیڑی** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے بارہ میل کرنال سے شمال کے طرف کو آباد ہے پاس اسکے دریاے چتنگ جاری ہے جسکے پانی سے علاقہ اسکا سیراب ہو کر زراعت بوئی جاتی ہے اور غلہ بکثرت پیدا ہوتا ہے قصبہ کے گرد سے کچی دیوار ہے اور دیوار مین دو برج بلند بنے ہوئے ہین جنکے اوپر چڑہکر دور دور تک نظر جاتی ہے تالاب اور کنوئین یہان بہت ہین اور سڑک بہی پختہ اور راہی ہے یہہ علاقہ ایک سکہہ سردار کے جاگیر مین ہے اور سالانہ آمدنی اسکی چار ہزار روپیہ جاگیردار کو ملتا ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے بسمت شمال مغرب نو سو ستر میل کا ہے **موہانا** قسمت انبالہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو دہلی فیروزپور کو آتی ہے دہلی سے شمال مغرب کو ایکسو چالیس میل کے فاصلہ پر ہے نزدیک اسکے دریاے گہگر جاری ہے جسکے پانی سے سرزمین اسکی سیراب ہوتی ہے **ملانا** انبالہ کے ضلع مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو سہارنپور سے لودہیانہ کو آتی ہے سہارنپور سے بسمت شمال مغرب اکتالیس میل کے فاصلہ پر آباد ہے اس قصبہ کے گرد شہر پناہ پختہ اور ایک قلعہ بہی پرانی عمارت کا بنا ہوا ہے شہر کی عمارت بہی پختہ اور بازار پر تجارت ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے دہلی و کرنال کے راستے ایکہزار میل کا ہے قصبہ کے شرق کے طرف دریا مارکنڈا بہتا ہے **ملی پور** انبالہ کے قسمت مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو سرہند سے تہانیسر کو جاتی ہے اڑتالیس میل سرہند سے مشرق کے طرف کو آباد ہے اسمقام پر ایک چہوٹا سا قلعہ بنا ہوا ہے سرزمین اسکی ہموار و زرخیز و زراعت شدہ ہے قصبہ کی عمارت پختہ و خام ملی ہوئی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار پچیس میل کا ہے **منی مزرہ عرف المشہور منی ماجرا** انبالہ کی کمشنری مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو انبالہ سے ہو کر روپڑ کو جاتی ہے انبالہ سے پچیس میل شمال کے طرف کو آباد ہے آبادی اسکی کوہ ہمالہ کے جنوبی بنیاد مین واقع ہے علاقہ اسکا نہایت زرخیز و سیراب ہے چہپن ہزار من غلہ پیدا ہوتا ہے نقشہ

پیداوار چاول کی یہان اسقدر ہوتی ہے جسکی تجارت خراسان کے ملک تک پہنچتی ہے اگرچہ سرزمین اسکی ہموار
ہے مگر بسبب بیرانی کے زراعت کے حق مین اکثر ہے چاول یہان اول قسم کے پیدا ہوتے ہین اور ایک نہر
اسکے نیچے جاری ہے اوسکے ریگ سے سونا نکلتا ہے اور دریاے گھگر اسکے تمام علاقہ مین بہتا ہے یہہ قصبہ اچ
گوربخش سنگہ جاگیردار کے جاگیر مین سرکار انگریزی کی طرف سے واگذار ہے جسکا جانشین فرزند اوسکا کنور بہگوان سنگہ
ہے اس قصبہ کے ساتھہ اڈتیس موضع اور متعلق ہین اور کل سطح اس جاگیر کا اسی میل مربع اور آبادی سولہ ہزار
چارسو چھبیس آدمی کی اور آمدنی پینتالیس ہزار روپیہ کی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو ایکہزار پینتالیس
میل کا شمار ہوتا ہے **منسا دیوی** انبالہ کی کمشنری مین یہہ قصبہ جنوبی بنیاد کوہ ہمالہ و علاقہ پنجور دون
مین آباد ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے ایکہزار دوسو تریسٹھ فیٹ کی ہے یہان بڑا مندر دیوی کا بنا ہوا
ہے جسکی پرستش ہندو کرتے ہین اور ہر ایک برس یہان بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے **نارائن گڈہ**
یہہ ایک بڑا قصبہ اور آباد مکان متعلق ضلع انبالہ کے ہے آبادی اسکی اوس سڑک پر جو ڈیرہ سے سہارنپور
کے راستہ سے جاتی ہے واقع ہے متصل اسکے ایک کچا قلعہ بنا ہوا ہے اور قلعہ کے گرد سے خندق کہدی
ہوئی ہے قصبہ مین پختہ مکانات اور پختہ بازار ہے آبادی اسکی بسبب اسکے کہ تحصیل کی کچہری یہان ہوتی ہے
روز بروز ترقی پر ہے پہلی پیمایش کے وقت بہی یہان محکمہ شناختی کا مقرر ہوا تہا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
دوہزار ایکسوچون فیٹ کی ہے نراین گڈہ مین آٹہ بڑی کثرت سے ہوتے ہین اور گیہون چنا چاول
تنباکو کپاس نیل وغیرہ ہر ایک قسم کے جنس پیدا ہوتے ہین **ناہن** سرمور کے علاقہ مین
یہہ شہر بہی ایک مشہور شہر اور ریاستگاہ دہولکا خاندان کے رئیسون کا ہے جسکا ذکر سابق ہو اور انکے
مفصل حال کے ریاستون کے ذکر مین درج ہو چکا ہے اس شہر کے گرد سے فصیل پختہ اور عمارت شہر کی
بہی پختہ اور بڑا بازار ہے جسمین بڑے بڑے بیوپاری ساہوکار دستکار نادار و دکانین کرتے ہین قلعہ بہی
یہان پختہ عمارت کا خوشنما بنا ہے جسکے اندر راجہ کے رہنے کی محل عالیشان قبول صورت تعمیر ہوئی ہین
سردار ہیر سنگہ مہورت سنگہ کے بیٹے نے پہلے پہل اس شہر کی آبادی کی بنیاد رکہی بعدازان اور رئیسون کے
وقت بہت زیادہ تر آباد ہوتا چلا گیا اور یہہ شہر پٹیالہ ایکسو ... سال مین آباد ہوا تہا فاصلہ
اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کی سمت کو ایکہزار ... میل کا ہے **ٹوہی والہ** انبالہ کے ضلع مین یہہ قصبہ
اوس سڑک پر جو کرنال سے پٹیالہ کو جاتی ہے پٹیالہ شمال مغرب کے طرف کو پچاس میل کے فاصلہ پر آباد ہے
عمارت قصبہ کی خراب اور بدصورت ہے مگر زمین اسکے علاقہ کے سرسبز زرخیز و قابل الزراعت ہے
کم اور علاقہ جنگلون سے محیط ہے سڑک بہی اس حصہ کی ...

سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ اُس سڑک پر جو کرنال سے لودیانہ کو آتی ہے کرنال سے شمال مغرب کی سمت کو پیہتر میل کے فاصلہ پر آباد ہے آبادی اسکی ایک اونچے ٹیلہ کے اوپر واقع ہے جسکے اوپر چڑہ کر دور دور تک نظر جاتی ہے زمینین یہان اکثر سیراب ہین اور زراعت بہی اچہی ہوتی ہے اور پیدایش غلہ کی بہی کم ہوتی ہے **پہوڑا** سرہند کے علاقے انبالے کے کمشنری مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ اُس سڑک پر جو تہانیسر سے کیتہل کو آتی ہے تہانیسر سے پندرہ میل مغرب کی سمت کو آباد ہے پاس اسکے ایک پہاڑی ندی بہتی ہے اور ندی کے کنارے پر پختہ زینے بنے ہوئے ہین آبادی اسکی ایک اونچے ٹیلے پر ہے جو حال کی آبادی سے پہلے آباد کا نقشہ ہے عمارت اس قصبہ کی پختہ اور خوش نما ہے اور بازار آباد و بارونق زمین متعلق اسکے سیراب و زرخیز ہے جو ندی کے پانی سے سیراب ہوتی ہے اور جس جگہ ندی کا پانی نہین پہنچتا کنوؤن کے ذریعہ سے زراعت کو پانی دیا جاتا ہے **پہول** دریاے ستلج کے بائین کنارے بفاصلہ اٹہتالیس میل اوس سڑک پر جو دہلی سے فیروزپور آتی ہے یہہ قصبہ آباد ہے یہہ آبادی پہلے پہل مسمی پہول جاٹ زمیندار نے آباد کی تہی جسکی اولاد مین سے مہاراجہ پٹیالہ و جیند و نابہہ وغیرہ اب تک اپنے اپنے ریاستون پر قابض ہین اور یہہ قصبہ بہی مہاراجہ پٹیالہ کی ریاست کے متعلق ہے **پنجور** شمال شرقی حد علاقہ سرہند مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ پٹیالہ کی ریاست کے حد سے ملتا ہوا آباد ہے اسکے تمام پر دریاے گوگر پہاڑ سے نکلکر بہا نہین بہتا ہے اور دو ندیان پہاڑ سے آکر اوسکے شامل ہوتے ہین یہہ قصبہ ایک رئیس کی ریاست گاہ ہے جو پنجور کا رئیس کہلاتا ہے اس علاقہ مین ایک عجیب باغ قدیمی عمارات مین سے ہے جسکے چہہ حصہ برابر ایک دوسرے کے نیچے بنے ہوئے ایک قطار ترتیب وار زمین پر چلے گئے ہین یعنی پہلا حصہ سب سے اونچا اور دوسرا اوس سے نیچا اور تیسرا اوس سے نیچا علی ہذا القیاس اسمین سائتہہ اکثر زمین ہے اور درختان نارنگی و انار و سیب و آم وغیرہ کثرت سے ہین پہلے اسمقام پر ایک قلعہ پختہ بنا ہوا تہا جسکو دولت راے سندہیہ مرہٹہ کے ملازم مسمی لوکن جہا صاحب فرانسیس نے بمصلحت ملکداری گرا دیا تہا اگرچہ فی زمانہ حال آبادی اس قصبہ کی بہت تہوڑی ہے مگر اگلی عمارتون و باولیون وغیرہ کے نشانون سے پایا جاتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ ایک شہر آباد و بارونق ہوگا فاصلہ اسکا کالکہ سے شمال مغرب کو کرنال اور انبالہ کے راستی الکہرا تیرہ میل کا ہے **پٹیالہ** یہہ ایک پایتخت گاہ اور پختہ عمارت کا شہر پایتخت انتظام قسمت انبالہ کے واقع ہے پاس اسکے گوسلا ندی جاری ہے جسکو پٹیالہ کا دریا بہی کہتے ہین اسمقام پر یہہ ندی بہت گہری بہتی ہے بلکہ طغیانی کے وقت پانی اوسکا شہر کے دیوار تک آجاتا ہے یہہ شہر پہلے پہل راجہ آلا سنگہ نے بنوایا اور پٹی آلا نام رکہا جو اب پٹیالہ مشہور ہے قلعہ یہان کا بہی اوسی آلا سنگہ کی تعمیر ہے جسمین اب مہاراجہ پٹیالہ رہتے ہین اس قلعہ مین بڑے بڑے مکانات عالیشان و دیوانخانہ بنے ہوئے ہین شہر کے گرد سے بہی شہر پناہ

پختہ ہے اور بڑے بڑے دلچسپ عمارات ایسے ایسے خوشنما بنے ہوئے ہین کہ انسان دیکھہ کر خوش ہوجاتا ہے بازار یہان کا فراخ و خوش وضع ہے جسمین ہزارون روپیہ کی ہر روز تجارت ہوتی ہے اور بڑے بڑے ساہوکار مالدار دوکانین کرتے ہین شہر مین ہر ایک قسم کے ہندو و مسلمان قوم رہتے ہین خصوصاً سکہون کی بہت کثرت ہے چونکہ ریاست یہانکی ستلج پار کے ریاستون سے بڑی ہے اسواسطے ذکر اوسکا پہلے ریاستون کے ذکر مین تحریر ہوچکا ہے فاصلہ پٹیالہ کا کلکتہ سے شمال مغرب سمت کو ایکہزار تئیس میل کا ہے **راجپورہ** سرہند کے علاقہ مین یہہ گانو اوس سڑک پر جو ہانسی سے لودہیانہ کو آتی ہے ہانسی سے شمال کو چھبیس میل کے فاصلہ پر آباد ہے پاس اسکے ایک ندی گہگر ندی کے ایک شاخ بہتی ہے جسکے کنارے پر یہہ قصبہ آباد ہے سرزمین اسکی ہموار میدان اور کاشت شدہ ہے **شاہ آباد** انبالہ کے قسمت مین یہہ ایک قصبہ بائین کنارے دریاے سرستی کے آباد ہے سردی کے موسم مین یہہ دریا اسمقام پر خشک ہوجاتا ہے اور گرمیون مین سخت تیز رو ہوکر چلتا ہے اسمقام پر پرانی مکانات کے کہنڈرات بہت ہین جنسے پایا جاتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ بڑا آباد شہر ہوگا اب بہی آبادی اسکی پختہ و بارونق ہے سرزمین اسکی سیراب و زراعت بکثرت ہوتی ہے کل قصبہ مین دس ہزار آٹہہ سو باون آدمی رہتے ہین اسکا بازار بہی بہت بڑا اور تجارت بہت ہوتی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار دو میل کا ہے اور سردار دہرم سنگہ و سردار کشن سنگہ شاہ آباد یہہ جاگیردار یہان کے ہین **شاہ پور** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو سہارنپور سے سیالکوٹ کو جاتی ہے سہارنپور سے اکتیس میل شمال مغرب کو آباد ہے مثلثی پیمایش کے وقت یہان بہی ایک محکمہ مقرر ہوا تہا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے ایکہزار دو سو اٹہاسی فیٹ ہے **سدہورا** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو انبالہ سے ناہن کو جاتی ہے واقع ہے دہنے طرف اسکے دریاے مارکنڈا بہتا ہے جو جنوبی بنیاد کوہ ہمالہ مین جاری ہے اسمقام پر دریاے مارکنڈا اور ایک نالہ میدان مین آتا ہے اس قصبہ کے پاس مزار حضرت شاہ قمیص سید گیلانی کا ہے اور ہر سال ربیع الثانی کو وہان بڑا میلا اور ہجوم ہوتا ہے قصبہ کے گرد شہرپناہ پختہ معہ برجون اور دمدمون کے بنا ہوا ہے شہر کے گہرون کی عمارت بہی پکی اور خوشنما ہے بازار مین تجارت کثرت ہوتی ہے اور بڑے بڑے دوکاندار دوکانین کرتے ہین سرزمین اسکی سیراب و زرخیز اور ریشم غلہ کی کثرت ہوتی ہے کچہہ حصہ اسکا ماتحت سرکار انگریزی اور کچہہ حصہ ایک سکہہ سردار کے ماتحت ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار بیالیس میل کا ہے **شہر سرہند** یہہ شہر پٹیالہ کی ریاست مین پٹیالہ کا چھبیس میل شمال کو اور انبالہ سے ستائیس میل اوسطرف کو واقع ہے اگرچہ اب آبادی اسکی بہت تہوڑی ہے مگر شاہان اسلام کے وقت مین یہہ بڑا نامی گرامی شہر تہا اور علاقہ اسکا علحدہ مقرر ہوکر ایک صوبہ ماتحت

سلطنت دہلی کے یہان حکومت کرتا تہا بڑے علما وصلحا وشعرا ومشایخ وامرا اس شہر مین رہتے تہے جنکے تذکرہ
سے کتابین بہری ہوئی ہین پنجاب کے ملک کی حد سرہند کی حد تک شمار ہوتی تہی عالمگیر اورنگ زیب کے وقت
گورو گوبند سنگہ سکہون کے دسوین گورو نے جب بغاوت اختیار کی تو شاہی حکم کے بموجب صوبہ سرہند
اوسکے سزا دہی کے واسطے مامور ہوا اور وہ ایک قلعہ مین محصور ہوا اسی محاصرہ کے وقت گوبند سنگہ کے
دو فرزند اور اسکی والدہ قلعہ سے بہاگ نکلی اور شاہی فوج کے ہاتہہ گرفتار ہوکر سرہند مین حاضر لائے گئے
صوبہ نے اونکو گردن مارا اس سبب سے سکہہ لوگ اس شہر کے سخت دشمن ہوگئے جب مغلیہ سلطنت ضعیف
ہوگئی اور احمد شاہ درانی نے دہلی پر فتحیاب ہوکر سرہند تک سلطنت اپنی قایم کرلی اور سکہون کا نہایت
زور شور ہوا تو سکہون نے کئی مرتبہ اس شہر پر یورش کی اور لوٹا اسواسطے احمد شاہ نے کابل سے آکر اسی
مقام پر سکہون کے ساتہہ سخت لڑائی کی جسمین تیس ہزار سکہہ مارا گیا پہر جب احمد شاہ چلا گیا تو سکہون نے پہر
اجتماع کرکے بسرکردگی آلا سنگہ والی پٹیالہ کے اس شہر کو لوٹ کر اوجاڑ دیا اوس لڑائی مین زین خان صوبہ
سرہند کا مارا گیا اوس وقت سے یہہ شہر پٹیالہ کی ریاست مین آگیا اور اب تک بدستور ہے پرانے کہنڈرات
اس شہر سے دور دور تک نظر آتے ہین اور مقابر و مساجد بہی بکثرت تہی مگر سکہون نے گرا دئی اب بہی روضہ
مقدسہ حضرت امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی کا مع اونکے صاحبزادون کے وہان موجود ہے اور سکہون
کو اس شہر کے ساتہہ یہان تک دشمنی ہے کہ جب کوئی سکہہ اب بہی سرہند کے پاس سے ہوکر گذرتا ہے دو اینٹ
وہان کے کہنڈرات سے اوٹہا کر دریا مین ڈال دیتا ہے گورو گوبند سنگہ کے دونو لڑکون کے ڈیرہ یہان بنے ہوکر
ہین جہان سکہہ جاکر جسمین سپاہی کرتے ہین اور سرکار انگریزی نے سرہند کے کہنڈرات سے بشیار اینٹ حسب الاجازت
رئیس پٹیالہ کے ریل کے بڑا اوسکے تعمیر کے واسطے جو مقام انبالہ وغیرہ بنے ہوئے ہین لیکر صرف کی ہے لیکن وہ
اینٹ ہنوز ختم نہین ہوئی اس شہر کے گرد و نواح مین آمون کے باغات بکثرت ہین اور ایک باغ تعمیر شاہجہانی
نہایت مشہور والا شانی بنا ہوا ہے جسکی عمارت اب بہت خراب و بے مرمت پڑی ہے مگر اسمین اب بہی پرانے
درخت بہت ہین اور اس باغ کے متصل ایک ندی بہتی ہے اور اسپر ایک پل شاہجہان کے وقت کا بنا ہوا ہے ؛

علاقہ سرہند یہہ ایک فراخ علاقہ ہندوستان کے علاقون مین ہے جسمین بادشاہون کے وقت
صوبہ سرہند کا حکومت کرتا تہا اسکے شمال کو حدود پنجاب شرق مین کوہ سرمور و پہاڑی ریاستین و انگریزی اضلاع
سہارنپور و [illegible] و رہتک جنوب مین علاقہ رہتک و ہریانہ غرب مین ریاست بہاولپور ہے طول اسکا دو سو
میل شرق سے غرب کو اور عرض ایکسو ساٹہہ میل جنوب سے شمال کو کل سطح اسکا ستر ہزار میل مربع ہے اکثر
میدان ہموار بہت ہین سوا اسکے شمالی حد اسکی کے کہ وہ دامن کوہ مین باہمین کنارے ستلج سے جمنا کے دہنے

کنارے تک سہ میل طول مین ہے پہاڑ سے ملا ہوا علاقہ اسکا اکثر مقامات سے تین ہزار پانسو یا دو ہزار پانسو
فیٹ بلند ہے اور جو پہاڑی ندیے اسطرف کو جاری ہین وہ دو ہزار تین سو اوڑتالیس یا دو ہزار نوسو
پچیس فیٹ بلندی مین ہین باقی علاقہ سہرہند کا شرق سے غرب کو ڈہلوان ہے اور جنگل اور ریگستان بہی اسمین
بہت مقامات پر واقع ہے خصوصاً بہاولپور کی ریاست اور حد و د ملک بٹہیانہ کے قریب تو سوای ریگستان
کے صاف زمین بہت کم نظر آتی ہے چند برس گذرے ہین کہ سرکار نے اس نیت سے سرہند کی پیمایش کرائی
تہی کہ ایک بڑی نہر جمنا سے کہود کر ستلج مین ڈالی جاوے اور دونو دریاؤن کا راستہ بذریعہ کشتیون کے
جاری ہوجاوے دریاے جمنا اس علاقہ مین قریب سترہ میل کے بہتا ہے اور دریاے ستلج بہی پہاڑون سے
نکلکر بہتا ہے وہ قریب تیس میل کے شمال غربی حد اس علاقہ کے بنا تا ہوا چلا آتا ہے اور جو ملک درمیان
جمنا اور ستلج کے واقع ہے اوسمین اور بارہ ندیان بہتی ہین چند ندیان تو انمین نامی گرامی ہین ایک
سرستی دوسری مارکنڈا تیسری گہگر چوتہی کوسلا یعنی ندی پٹیالہ پانچوین خان پور کی ندی جب ان ندیون
طغیانی ہوتی ہے تو سب ملکر ایک ہو جاتی ہین اور تہانیسر سے انکے کنارے تک تمام ملک پر آب ہو جاتا ہے
اس سیرابی سے جانورون کی پیدائش بکثرت ہوتی ہے اور خریف کے فصل کی سواے ربیع کے فصل کے
لئے تو سیرابی اسکی نہایت ہی فایدہ بخش ہوتی ہے اُن ندیون کے سواے مصنوعی نہرین بہی مثل نہر فیروز
وغیرہ اسمین جاری ہین جنسے زمیندار فصل ربیع کے فصل کے سیرابی کے واسطے پانی کاٹ کر دور دور لیجاتے ہین
اور جہان پانی نہین پہونچتا وہان کنوؤن کے ذریعہ سے زراعت کو پانی دیا جاتا ہے اس علاقہ مین بڑے
بڑے شہر و قصبے آباد ہین اور چہوٹی بڑی ریاستین بہی بکثرت ہین بڑی ریاستین مہاراجہ پٹیالہ و راجہ جیند
و نابہہ کی ہے اور مسلمان رئیسون مین نواب ملیر کوٹلہ کا بڑا رئیس شمار ہوتا ہے **سلطان خان والہ**
سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو فیروزپور سے شملہ کو جاتی ہے گیارہ میل مغرب کی طرف فیروزپور
سے ہے گرد کا ملک اسکا ہموار و زمین عمدہ لایق کاشت ہے اور فصل غلہ کی نہایت عمدہ ہوتی ہے مگر کاشت
زمین کی نہین ہوتی صرف چند مقامات پر تخم بویا جاتا ہے یہہ قصبہ ایک سکہہ سردار کے جاگیر مین ماتحت سرکار
انگریزی کے ہے سڑک اس حصہ کی بہت اچہی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے ایکہزار ستاون میل
کا ہے **[illegible]** انبالہ کی قسمت مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو ہانسی سے لودہیانہ کو آئی ہے
لدہیانہ سے اکیاون میل جنوب کی طرف ایک ہموار میدان و آباد کاشت شدہ زمین مین آباد ہے **[illegible]**
انبالہ کی شہری مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے پٹیالہ کو آئی ہے کرنال سے شمال مغرب اڑتالیس
میل کے فاصلہ پر آباد ہے اسکے متصل ایک ندی جاری ہے جس سے علاقہ اسکا سیراب ہوتا ہے مگر برسات

یہان کم ہوتی ہے اور علاقہ اسکا جنگلون سے محیط ہے

تھانیسر

سرہند کے علاقہ مین یہہ شہر اوس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو جاتی ہے کرنال سے تئیس میل شمال کو اور لاہور سے ایکسو نوے میل جنوب مشرق کے گوشہ مین سرستی ندی کے بائین کنارے پر ایک ہموار میدان اور زرخیز علاقہ مین آباد ہے آبادی شہر کی ایک اونچے ٹیلے کے اوپر جو قدیمی عمارات کے بار بار مسمار و منہدم ہونے سے اونچا ہو گیا چلا گیا ہے واقع ہے یہہ شہر بہت بڑا ہے اور شہر کے اندر غریب لوگون کے جہونپڑیان اور آسودہ لوگون کے پختہ عمارات عالیشان منقش و مصفا بنے ہوئے ہین بازار مین بڑی مالدار دکاندار تجار دکانین کرتے ہین اونمین سے مسلمان کم اور ہندو زیادہ ہین ہندوون کے مندر بکثرت اور دیوتاؤن کے مورتین بیشمار شہر کے چارون طرف شہر پناہ پختہ مگر کہنہ و مسمار شدہ ہے شہر کے گرد سے باغات آمون کے بکثرت اور کل علاقہ سرسبز و شاداب مسلمان بادشاہون سے پہلے پہل سلطان محمود غزنوی ۱۰۱۱ء مین ستلج پار ہو کر یہان آیا اگرچہ راجہ انندپال راجہ لاہور نے اس پرستشگاہ کے بچانے کے لئے اوسکی خدمت مین بہت منت کی اور کہا کہ آئندہ سال بسال آمدنی کل اس علاقہ کی آپ کی خدمت مین بہیجی جایا کریگی اور اس مہم کا بہی کل خرچ پیشکش ہوتا ہے اور بہت سے جواہرات گرانبہا بہی نذر کیجاتی ہے اور اس شہر کے سلامت رہنے مین بندہ بہی مدت العمر احسان مند رہیگا مگر سلطان محمود نے اوسکے معروضات پر کچہ خیال نکیا اور شہر کو گرا کر پامال کیا معبدون کو گرایا شہر کو جلایا شہر والون کو لوٹ کر ٹکڑے کا محتاج کر دیا اور بیشمار سونا چاندی موتی مونگا الماس لعل گوہر وغیرہ اور زر و مال ہندوون کا اور دو لاکھ قیدی ہندو یہان سے لیکر غزنین کو چلا گیا اوس دولت بے انتہا مین ایک لعل گرانبہا چارسو پچاس مثقال وزن مین تہا جسکی قیمت کا تخمینہ کرنے مین صرافان روے زمین عاجز و قاصر تہے [illegible] ہندوون کا جو یہان کے بڑے بتخانہ مین رکہا تہا اور تمام ہند کے راجے دور دور سے اوسکی پرستش کو آتے تہے وہ بہی سلطان محمود یہان سے اوٹہا کر غزنین لے گیا اور توڑ کر مسجد کے دروازہ آگے ڈالدیا اوسوقت محمود کے فوج کی ایک ایک سپاہی کے خیمہ مین سوا سے زر نقد و جواہرات ہندی کنیزک و غلام اور کچہ نظر نہین آتا تہا غزنین جاکر یہہ غلام اس ارزانی سے فروخت ہوئے کہ دو آنہ چار آنہ کی قیمت پر اچہی خوبصورت کنیزک و غلام ہر ایک شخص کو دستیاب ہو سکتا تہا اسکے بعد [illegible] شہر غزنوی سلطنت کے ضعف کے وقت سے راجپوتون نے باتفاق [illegible] گرا ہوا [illegible] دوبارہ اوٹہا کر دوبارہ اسکو آباد کیا مگر کئی مرتبہ پہر بہی سلطان شہاب الدین غوری وغیرہ بادشاہان اسلام نے [illegible] اسکو لوٹا و تاراج کیا غرض ایسے ایسے صدمات مسماری و غارتی و تاراجی [illegible] انتہا [illegible] زمانہ حال مین آبادی اس شہر کی روز بروز ترقی پر ہے اور بارہ ہزار ایکسو [illegible]

رہتے ہین فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے نوسو اٹھاسی میل کا ہے انگریزون کی عملداری سے پہلے یہہ شہر مسمیان بہنگا سنگہ و بہاگ سنگہ رئیسون کی ریاست مین تہا مگر وہ لاولد مرگئے اور کل علاقہ ریاست کا سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگیا اب ورثہ کے وارثون سے بشن سنگہ ولد صاحب سنگہ کنیزک زادہ بہنگا سنگہ کو صرف پانچہزار روپیہ کی جاگیر ملی ہوئی ہے ریاست کے وقت ۹۹ گانو تہانیسر کے شامل تہے اور کل علاقہ دو ہزار تین سو چہتیس میل مربع تہا اور آبادی ریاست کی اونچاس لاکہہ چہ ہزار سات سو اڑتالیس تہی اور چہتر ہزار روپیہ ریاست کی آمدنی رئیس کو ملتی تہی ۱۸۳۲ء مین یہہ ریاست ضبط ہوئی بعد ازان یہہ شہر ضلع کا مقام مقرر ہوا اور چار تحصیلین ایک خاص تہانیسر دوسری تحصیل لاڈوہ تیسری کیتہل چوتہی تحصیل گولا ضلع کے متعلق ہوئین مگر مفسدہ دہلی کے کچہہ مدت بعد یہہ ضلع ٹوٹ کر علاقہ اسکا اور ضلعون سے متعلق ہوگیا مفسدہ کے وقت کپتان مکنیل صاحب اس ضلع کے حاکم تہے اور صرف ایک کمپنی پیادگان پلٹن ہندوستانی نمبر پانچ کی یہان مامور تہی جب وقت نازک گذرا تو اونسے ہتہیار لیئے گئے اور فوج مہاراجہ پٹیالہ کی طلب کرکر ضلع کے انتظام مین مصروف وقت تمام مصروف ہوئے لوتہن صاحب ڈپٹی کمشنر کو شاہ آباد کو مامور کیا لفٹیننٹ پارسن صاحب موقع موقع کے فلان دیہات علاقہ کیتہل و پابٹ رایون اور جمنا کے گہاٹون کی حفاظت کو گئے اور جب بہادرشاہ کی خبر پہنچی کہ دہلی کے مفسدہ تہانیسر کو آتے ہین تو صاحب ضلع نے اہتمام کے کاغذون کو خود تلف کردیا اور خزانہ انبالہ بہیجدیا قلعہ مین بہیجدیا جسکا بہ مضبوط کیا جاگیردارون کو مع اونکی فوج کے شہر مین بلا لیا اور جب خبر پہنچی کہ رنگڑہ کے زمیندار چاہتے ہین کہ تہانیسر کے جیلخانہ پر حملہ کرکے اپنے قیدی چہڑا کر لیجاوین صاحب ضلع نے وہ قیدی انبالہ کے ضلع مین پوشیدہ بہیجدیئے اسوقت رعایا اس ضلع کی ہنگامہ پردازی پر مستعد تہی اسواسطے کہ لدہیانہ و فیروزپور کے مفسدہ رعایا کو سزا پائی ہے سخت ناراض ہو رہے تہے اسلیئے چند دیہات نے زرمعاملہ دینے سے انکار کیا صاحب ضلع نے اسوقت اونکی سزادہی کی طرف متوجہ ہوکر موضع سہند کو جلا دیا جسمین سخت نمکحرامی وقوع مین آئی تہی اور ۲۹ جون کی تاریخ کو بارون آدمی مفسدہ و غارتگر ایکدفعہ پہانسی پر چڑہائے گئے اور باقیماندہ سے سخت جرمانہ لیا اس انتظام سے رعایا مطیع ہوگئی اور معاملہ واجبی ادا کیا اس شہر اور شہر کے گرد و نواح کو ہندو لوگ بہت متبرک اور پاک سمجہتے ہین اور کہتے ہین کہ کورو نام ایک راجہ کیرون کے خاندان کا بزرگ تہا اوسنے اس مقام پر جگ کرکے اڑتالیس کوس مربع زمین یعنی بارہ بارہ کوس شہر کے چارون طرف کی زمین مین اپنے ہاتہ سے قلبہ رانی کرکے صاف کیا اور پہر اس جگہہ بیٹہ کر بہار پر سفر و ہمرکی کئی سال کے بعد مہادیو نے خوش ہوکر اوسکو درشن دیا اور ارشاد کیا کہ تو کیا چاہتا ہے اوسنے جواب دیا کہ مین یہہ چاہتا ہون کہ جو کوئی شخص اس اڑتالیس کوس کی دہرتی کے اندر مرجاوے وہ مکت کو پراپت ہو جاوے

برہما نے فرمایا کہ ہان جو شخص اسجگہہ لڑائی مین مارا جائیگا یا عبادت مین مرجائیگا تو اوسکی مکت ہو جائیگی اُسکو
سے اس مقام کا نام کوروچھتر یا کورکھیتر مقرر ہوا اور کیرو اور پانڈوان کو بہی جب آپس مین لڑنے کا اتفاق
ہوا تو انہون نے بہی اپنے بزرگ کے حکم کے بموجب لڑائی کے واسطے اسی زمین کو پسند کیا اور نہایت
آپس مین سخت معرکہ آرائیان ہوئین جنکی لڑائی اب تک ضرب المثل ہے اب بہی اس اڑتالیس کوس کے حلقہ
کے اندر جا بجا مندر و تیرتہون کے استہان بنے ہوئے ہین بڑا تیرتہ شہر مین ایک تالاب ہے جسمین ایک
شوالہ بنا ہوا ہے اور شب مہادیو کی پرستش ہوتی ہے اور دوسرا سنت تالاب ہے اوسکے کنارون پر بہی
مندر بنے ہوئے ہین اور شہر کے باہر تہوڑے فاصلے پر ایک بڑی جہیل ایک میل لمبان اور آدہا میل چوڑان مین
ہے اور اوسط مین ایک جزیرہ دو سو چپتیس گز چوڑا ہے اوسپر آمد و رفت کیواسطے دو پل بنے ہوئے ہین جنکا
طول دو سو چپتیس گز سے زیادہ نہین ہے جب جہیل طغیانی مین آتی ہے تو پلون کے اوپر تک پانی بہر جاتا ہے
تیسرا پل یہان اورنگ زیب عالمگیر نے بنوایا تہا جو اب مسمار ہو گیا ہے اوس جزیرہ کے اوپر کوئی مندر بنا ہوا
نہین ہے صرف چارون طرف سیڑہیان بنی ہوئی ہین جن پر بیٹھ کر ہندو نہاتے اور پرستش کرتے ہین اسی
جہیل کا نام کوروچھتر کی جہیل ہے مہادیو اور لچھمی نارائن کے مندر بڑے عالیشان بنے ہین پلون کے نیچے محراب
اور اکثر مقامات پر گہاٹ بہی سنگین بنے ہین یہان کے اشنان کا ہندوؤن کی کتابون مین بڑا مہاتم لکہا ہے اور
سورج گرہن کے روز یہان ہزارہا ہندو جمع ہوتے اور غسل کرتے ہین اور کنارون پر اس جہیل کے بیشمار درخت
لگے ہین جنکے دیکہنے سے عجب سما معلوم ہوتی ہے مسلمانی بادشاہت کے وقت بہی یہان بڑے بڑے علما و فضلا
و مشایخ ہو گذرے ہین جنکے مقبرے عالیشان سنگین عمارات کے تعمیر ہوئے ہوئے موجود ہین بڑا نامی مقبرہ
یہان شیخ چہلی کا بلند اور ہشت پہلو بنا ہوا ہے جسکی ایک ایک پہل پر ایک برج اور سنگ مرمر کی بارہ دریان
ہین بیچ مین اسکے بڑا برج یعنی گنبد مقبرہ خوشنما بنا ہے یہہ حضرت بڑے عابد و زاہد تہے تمام عمر مین انہون نے
چالیس چلے کاٹے تہے اسلیئے انکا نام شیخ چہلی مقرر ہو گیا دوسرا مقبرہ شیخ جلال الدین تہانیسری چشتی
کا نامی گرامی روضہ ہے یہہ حضرت بہی خاندان صابریہ چشتیہ کے بڑے بزرگ ہو گذرے ہین **شہر لودہیانہ**
یہہ شہر لاہور سے شمال و مشرق کے گوشہ مین بفاصلہ ایکسو میل دریاے ستلج کے ایک شاخ پر آباد ہے چونکہ
اسکو سنہ ۹۹ ہجری مین سلطان سکندر بن بہلول لودہی نے اپنی بادشاہت کے وقت آباد کیا اور نائب السلطنت
ابراہیم لودہی نے بنوایا اسواسطے اسکا نام لودہیانہ مشہور ہو گیا پہلے یہہ شہر ایک چہوٹا سا قصبہ تہا اور رئیس یہانکا
بہاگ سنگہ اگجیت سنگہ کا بیٹا تہا اوسکے مرنیکے بعد راجہ مہتاب سنگہ قابض ریاست کے ہوئے جب وہ
لاولد مرگئے تو ریاست سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگئی آنسوقت صاحب پولیٹکل ایجنٹ اسکی آبادی کے طرف متوجہ

متوجه هوئے اور نیز بسبب اسکے که چهاونی انگریزی فوج کی شهر سے ملتی هوئی مقرر هوئی دن بدن اسکی آبادی
مین ترقی هوتی چلی گئی شهر کی شمال کی طرف قدیمی ستلج کے ناله پر ایک قلعه انگریزون نے بنایا اور اسمین سلحخانه
رکها یهه قلعه سنه ع مین بنایا گیا تها مگر کچهه مضبوط نهین هے یهه شاخ ستلج کی روپڑ کے مقام پر ستلج کے اندر سے
نکلکر قریب پچاس میل کے مغرب کے سمت کو چلکر بهروالی پوره کے مقام پر پندره میل نیچے قلعه کے دریاے ستلج
مین جا گرتی هے بڑا حصه اس ندی کا وه هے جهان دریاے ستلج جاری تها اور اب دریاے ستلج بفاصله چار
پانچ میل کے اس ناله سے چلتا هے اس شهر کے گرد نه شهر پناه و دیوار نهین هے اور کهلی هوئی بستی مین هندو
رهتی مین بکثرت قوم هنود کم اور مسلمان بکثرت اور مسلمانون مین کشمیری زیاده اور پنجابی کم حویلیان و مکانات و بازار اسکے پخته
اور کشاده خوبصورت خوشنما بازارون مین بڑے بڑے صراف تجار مالدار دوکانین کرتے هین جنکی
کوٹهیان اور لین دین کلکته دهلی و لاهور و امرتسر و پشاور و ملتان و کابل تک جاری هے هندوستان کا
کل مال تجارت کا اول یهان آکر کهلتا هے بعد ازان پنجاب کو روانه هوتا هے سیکڑون کشمیری شالباف یهان
شالبافی کرتے هین جنکی تجارت ساهوکارون کی معرفت دور دور تک هوتی هے مگر اعلی قسم کا پشمینه نهین
هوتا اور قیمت بهی کشمیر کے پشمینه سے بهت کم پاتا هے سواے اسکے اور سینکڑون قسم کے کارخانے یهان
جاری هین اور هر ایک قسم و کسب حرفه کا آدمی یهان مل سکتا هے آبادی اس شهر کی بینتالیس هزار ایکسو
اکیانوے سواے مردم شماری مقام چهاونی کے هے جس مین سرکاری فوج رهتی هے سنه ۱۸۴۶ع مین یهان
ایک ندی ایسی آئی تهی جسکا ذکر آجتک لوگون کی زبانون پر هے اس ندی مین صدها آدمی مرگئے اور چهاونی
کی بارکین گرگئین شاه زمان بادشاه درانی کئی سال تک بعد معزولی سلطنت کابل کے بحالت نابینائی یهان رها اور
گذاره معقول سرکار انگریزی سے پاتا رها اسیطرح شاه شجاع الملک شاه کابل بهی معزول هو کر سنه ۱۸۳۸ع مین
یهان آیا اور رهتا رها اب بهی اولاد اسکی یهان رهتی هے سرکار سے پنشن باقی هے فاصله اسکا کلکته سے
شمال مغرب کی طرف ایکهزار ایکسو دو میل کا هے ضلع لودهیانه یهه ضلع ماتحت کمشنری انباله کے هے
اسکے علاقه کے شمال مین حد دوآبه جالندهر اور دونون حدون کے درمیان دریاے ستلج جاری هے شرق
مین ضلع انباله جنوب مین حد و دملک ریاست پٹیاله وغیره علاقها سے ریاست سکهی غرب مین ضلع فیروزپور
هے پهلے اس علاقه مین سرکاری علاقه کچهه نه تها صرف صاحب پولیٹکل اجنٹ رزیڈنٹ دهلی کے ماتحت
یهان رهتا تها اور یهه کل ملک رئیسون کے تحت مین تها بعد ازان جبکه رئیس لاولد مرتے گئے انکی ریاستون
کا علاقه ضبط هو کر لودهیانه کے شامل هوتا گیا سنه ۱۸۴۵ع مین جب انگریزون نے لاهور کو فتح کیا تو ستلج پار کا
کل ملک جو شامل سلطنت لاهور کے تها ضبط هو کر لودهیانه کے شامل هو گیا سنه ۱۸۴۸ع مین کل ضلع لودهیانه

اس ضلع کا ساتسو چھبیس میل تھا اور آبادی ایک لاکھ اکیس ہزار آدمی کی سوائے عورات اور بچون
کے تھی اب بڑہتے بڑہتے یہہ ضلع یہان تک بڑہ گیا کہ ۱۸۶۶ء کے رپورٹ مجموعی مین آبادی اسکی پانچ لاکھ
چھبیس ہزار چار سو اٹھانوین درج ہوئی اور ۱۸۶۸ء کی مردم شماری مین چار سو انتیس آدمی فی میل
اسکی آبادی اسکے نقشہ مین درج ہوئی دہلی کے مفسدہ کے وقت لودہیانہ کے ضلع کے حاکم مسٹر ریکٹ
صاحب ڈپٹی کمشنر تھے دہلی کی خبرین اور فیروزپور کی سنکر یہان کے بدمعاش لوگون کو ایک جوش پیدا ہوا
اور مفسدے کی ہوا دماغ مین سمائی صاحب ممدوح نے بڑی خبرداری سے خوب انتظام کیا اور نابہہ اور رکوٹلہ کی فوج منگوا کر
شہر و ضلع و دریا کے گہاٹون پر مامور کی خزانہ لودہیانہ کا فلور کے قلعہ مین بہیجدیا قلعہ اور جیلخانہ کی مضبوطی
کے لیئے فوج کی بہرتی شروع کی بیوپاریون کو حکم دیا کہ گندہک و شورہ سوائے سرکار کے اور کسیکو
نہ بیچین سوداگرون کو بہی ٹوپیان بندوقی بیچنے سے ممانعت کی اور ہندوستانی ملازمون کو ضلع مین سے نکالدیا
اور قلعہ کے اندر گورہ فوج مامور کرکے پانی کا انتظام کیا نو ملازم سکہہ اور پنجابیون کی فوج تہانون اور
تحصیلون کی حفاظت کو مامور فرمائے اور تین لاکہہ کرتوس اخر یدکر مورچہ بندی کے تہیلے اور خیمے سلوائے
اور توپخانہ کے گہوڑون کے زین بنوائے اور خود صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و لفٹننٹ یورک صاحب و کپتان
کاک صاحب رات کے وقت تغیر لباس کرکر دس بجے سے دو بجے تک شہر مین پہرتے اور چونکہ صاحب کو شہر
والون کی طرف سے اطمینان کلی نہ تہا اسواسطے اونکی راے مین مناسب معلوم ہوا کہ شہروالون سے
ہتہیار لیئے جاوین اسواسطے پلٹن والون کو ایکبارہ حکم ہوا کہ تم علی الصباح شہر مین پہیل جاؤ اور
جو شخص گہر سے نکلے اسکو نکلنے نہ دو جب یہہ انتظام ہوگیا تو پلٹن والون نے ایک ایک گہر کی تلاشی لیکر جسقدر ہتہیار
کہ شہروالون نے اپنے گہرون مین چہپا رکہے ہوئے تہے نکال لائے اسوقت گیارہ گاڑیان ہتہیارون کی لدی
ہوئے شہر سے نکلین سبب اسکے شہر کے لوگ بہت رنجیدہ ہوئے اور جب جالندہر کے مفسد دہلی کو جاتے ہوئے
لودہیانہ آئے تو شہروالون نے بہی اونسے اتفاق کیا پادریون کے گرجا اور اونکے رہنے کے مکانات جلادیئے
اور گہر اونکی لوٹ لیئے اور مفسدونکو قلعہ پر توپخانہ چڑہانے مین مدد دی اور رسد رسانی بوجہ احسن کیجو
اور مفسدونکو افسران ضلع کے گہر بتلا دیئے کہ وہ اونکو لوٹ لین اسلیئے تمام بلوہ کو صاحب ضلع روک نسکے کیونکہ
مفسدون کی جالندہر سے روانگی کے سماچار صاحب ضلع کو گیارہ گہنٹہ تک خبر نہین پہونچی تہی جب وہ دریا کے پار
ہوئے اور پھلور کے مقام کی تیسری پلٹن ہندوستانی بہی اونکے ساتہہ ملگئے تو یہہ خبر صاحب ضلع کو پہونچی
اسوقت صاحب ضلع بڑی ہوشیاری خبرداری سے مفسدون کے مقابلہ کو گئے اور تمام دن اونکو تعاقب میں
رہے اور رات کو شبخون مارا مگر اسوقت صاحب کے کل مددگار بہاگ گئے نابہہ کی فوج نے بہ خلاف حکم اپنے

اتا کے مفسدون کے مقابلہ سے انکار کیا صرف ایک ٹکڑا فوج کپتان روتہنی صاحب پلٹن نمبر ۳ سکھون کا ساتھ لفٹنٹ فولیم صاحب کی صاحب ضلع کے پاس گیا مگر وہ فوج بہی زخمی ہو گئی اوسوقت لفٹنٹ ولیم صاحب اپنے ہاتھ سے توپ چلاتا رہا وہ بہی جب سکہ زین ختم ہو گیا تو لاچار ہو گیا چونکہ مفسدون کے پاس گولی نہ تہی اور خلقت دفعتہ دہوکہ کہا کر گولی سے بہری ہوئی کارتوس جالندہر مین ہی چہوڑ آئی تہی اور خالی کارتوسون سے مفسد تو لڑ کو جنمین صرف بارود ہی تہا بہری ہوئی جانکر لا دلائے تہے اونہون نے زیادہ تر لودہیانے مین مکر فتنہ کرنا مناسب جانا اور لدہیانہ چہوڑ کر دہلی کو چلے گئے اونکے جانے کے بعد صاحب ضلع شہر کے مفسدون کی تحقیقات مین مصروف ہوئی اور بعد تحقیقات کے جن جن لوگون نے مفسدہ کیا تہا وہ بائیس آدمی پہانسی سے اور اہل شہر پچیس ہزار دو سو چورانوین روپیہ جرمانہ کر کر وصول کیا یہہ انتظام صاحب کا کل علاقہ کے انتظام باسبہا مین مفید ہوا اور پہر کوئی شخص رعایا مین سے مرتکب فساد کا نہوا اور قلعہ کے پاس پاس تین تین سو گز کے فاصلہ تک جسقدر رعایا کے گہر تہے مسمار کرا دیئے اور لودہیانہ کے گوجر لوگ جو زیادہ تر مفسد تہے اون سے ہتیار لے لیے اور جاٹ لوگ جو خیر خواہی مین مصروف رہے اونکو انعام ملا اور ہتیار بہی بدستور اونکے پاس رہنے دیے گوجرون کی کشتیان اور گذربان جو دریا مین چلتی تہین اونسے چہین لی گئین کہ اونہون نے بہی مفسدون کو دریا سے پار کیا تہا اور جو چند ہندوستانی چہاونی وغیرہ مقامات مین رہتے تہے سب نکالدیے گئے اور لمبر ایک ہندوستانی پلٹن جو لدہیانہ مین تہی پہلے اون پر بہی شک مفسدہ کا ہوا مگر اونسے کچہہ جرم وقوع مین نہ آیا خیر خواہ لوگون کو جو مسمیان بسنت سنگہ و سلطان محمد دکابلی پنشن خوار و حسن خان و عبد الرحمان و صالح محمد و شاہ پور و شاہزادہ سکندر وغیرہ تہے بڑے بڑے انعام ہوئے اور عزت وحرمت مین اونکی ترقی ہوئی اور ایک شاہزادہ پنشن خوار بجرم فساد سزا کو پہونچا

علی وال یہہ گانو دریاے ستلج متصل لودہیانہ کے پاس آباد ہے اگرچہ یہہ چہوٹا سا گانو ہے مگر جب شہرت اسکی کا یہہ ہوا کہ یہان ۲۹ جنوری ۱۸۴۶ع فوج سکہی اور انگریزون کی فوج باتحت اسمتھ صاحب کے درمیان بڑی لڑائی ہوئی جسمین انگریز فتیاب ہوئے اور سکہہ بہاگ گئے اوس روز سے یہہ گانو مشہور اور قابل اندراج تاریخ ہو گیا

بہندری یہہ قصبہ دس کوس سڑک پر جو لودہیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے بفاصلہ بیس میل فیروزپور سے آباد ہے اور دریاے ستلج دہنی طرف اس قصبہ کے ڈیڑہ میل بہتا ہے گرد نواح اسکے اگرچہ ویرانہ و جنگل نہین ہے مگر تمام ریگستان ہے اس سبب سے کاشتکاری کم ہوتی ہے اور بہت سا حصہ اسکی زمین کا جو لایق کاشت تہی دریابرد بہی ہو گیا ہے اسمین گہر تمام پختہ ہو سے ہین اور بعض لوگ آسودہ پوش چہوٹے یون مین ہی رہتے ہین صرف ایک مسجد پختہ ہے اور قصبہ مین چہہ سو آد

زمیندار راجپوت آباد ہے بلاسپور ستلج پار کے علاقہ مین یہہ گانو اس سڑک پر جو سہارنپور سے سپاتو کو جاتی ہے
تینتیس میل سہارنپور آباد ہے عمارت اسکی خام اور آمدنی اسکی تیرہ ہزار روپیہ سالانہ ہے پہلے یہہ قصبہ ایک سکھ
سردار کے تحت مین تہا اب سرکار انگریزی کے قبضہ مین ہے چمکور یہہ قصبہ انبالہ کے کمشنری مین اوس
سڑک پر جو روپڑ سے لودہیانہ کو آتی ہے سات میل روپڑ سے گوشہ جنوب مغرب بائین کنارے دریاے
ستلج کے آباد ہے اور جو میدان کہ اس موضع اور دریا کے بیچ مین واقع ہے وہ ہمیشہ سیراب و سرسبز رہتا ہے
اچھی اچھی زراعتین اسمین ہوتی ہین اور قطعہ زرخیز ہے فیروزشاہ یہہ قصبہ دریاے ستلج کے بائین
کنارے بفاصلہ بارہ میل ماتحت کمشنری انبالہ کے آباد ہے فیروزشاہ بادشاہ کے حکم سے جب فیروزپور
آباد ہوا تو یہہ گانو بہی آباد کیا گیا بالفعل آبادی اسکی تہوڑی ہے مگر باعث مشہوری کا یہہ ہے کہ ۲۱ دسمبر
۱۸۴۵ع مین یہان سکہون اور انگریزی فوج ماتحت لارڈ گف صاحب و لارڈ ہارڈنگ صاحب کے اہتمام سے سخت
لڑائی ہوئی اور انگریزون کا سخت نقصان ہوا مگر آخر میدان انگریزون کے ہاتہ آیا اور سکہہ بہاگ گئے
کہوسن لودہیانہ ستلج پار کے علاقہ مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے لودہیانہ
سے مغرب کی طرف بفاصلہ دس میل کے آباد ہے پاس اسکے ایک شاخ دریاے ستلج کی تہوڑی ہے جو ستلج سے
انکلکر چار میل تک برابر ستلج بائین کنارے بہتی ہوئی چلی جاتی ہے یہہ قصبہ ہموار میدان و کاشت شدہ زمین
مین آباد ہے مگر کاشتکاری بہت کم ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے ایکہزار ایکسو گیارہ میل کا ہے
جگراؤن لودہیانہ کے ضلع کے علاقہ مین یہہ ایک بڑا قصبہ پرگنہ کا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع لودہیانہ
کا یہان تحصیل کا کام دیتا ہے اسمین پختہ عمارتین و حویلیان عالیشان بہت ہین بازار بہی کشادہ تجارت بکثرت
ہوتی ہے گرد و نواح قصبہ کی بہی سرسبز اور باغات بکثرت بنے ہوئے ہین پہلے یہہ قصبہ راجہ کپورتہلہ کے ماتحت تہا لیکن فتح
پنجاب کے انگریزون نے بسبب اسکے کہ راجہ کپورتہلہ بہی جنگ مین سکہون کے شامل تہا نصف علاقہ ادہر کی ریاست کا
ضبط کر لیا اسوقت یہہ قصبہ بہی ضبطی مین آکر داخل ممالک انگریزی ہوگیا اسمین بہت سے پٹہان اور زمیندار
وغیرہ اپنے فرزندون کے بڑے امیر کبیر ہین انکی تعمیر کی ہوئی حویلیان و مساجد بہی اس قصبہ کے
زیادہ تر رونق کا باعث ہین عشرہ محرم مین یہان بڑی مرثیہ خوانی و تعزیہ داری ہوتی ہے اور کہانا پکوا
پکوا کر فقرا و غربا کو تقسیم ہوتا ہے کیتہل یہہ قصبہ پار دریاے ستلج کے سرہند کے علاقہ مین پہلے ایک ریاست کا
مقام تہا علاقہ اسکا چالیس میل مربع اور آمدنی چالیس ہزار روپیہ کی تہی ۱۸۴۳ع مین جب بہائی یہان کی رئیسہ مرگئی
تو یہہ علاقہ سرکار مین ضبط ہوا آبادی اسکی آٹہہ میل شمال مغرب سرہند کے واقع ہے کوٹ کپورہ
یہہ ستلج پار کے علاقہ مین یہہ قصبہ چالیس میل بائین کنارے دریاے ستلج کے اوس سڑک پر جو دہلی سے فیروزپور کو جاتی

کے راستے آتی ہے آباد ہی شہر کے شمال کی طرف ایک چھوٹا سا قلعہ بنا ہوا ہے اول یہہ شہر و قلعہ رنجیت سنگھ
والی لاہور کے قبضہ میں تہا اب سرکار انگریزی کے قبضہ میں ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے براہ
دہلی و انبالہ ایکہزار ایکسو تیس میل کا ہے **لشکری خان کی سرائے** لودہیانہ کے ضلع میں
یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے لودہیانہ سے اونیس میل جنوب مشرق کی سمت کو آباد ہے
سرزمین اسکی سرسبز و سیراب و کاشت شدہ پانی بکثرت نہر افراط سے پیدا ہوتا ہے سڑک اس حصہ کی بہت افضل
ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے بسمت شمال مغرب ایکہزار اونہتر میل کا ہے **ماچھیواڑہ** سرہند کے سرزمین میں
یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے روپڑ کو جاتی ہے لودہیانہ سے بائیس میل شرق کو اور چار میل پر
کنارے دریائے ستلج کے آباد ہے پہلے ستلج دریا اسکے متصل بہتا تہا پچاس برس گذرے ہیں کہ دریا نے
راستہ اپنا اسکے شمال کے طرف کو لیکر اسکے پاس سے ہٹ گیا اسمیں شکر تری کی تجارت بہت ہوتی ہے فقط
میانی ستلج پار کے علاقہ میں یہہ قصبہ بائیں کنارے دریا کے آباد ہے یہان ایک مشہور گہاٹ گذرگاہ
دریا ہے جسکو میانی کا گہاٹ کہتے ہیں اور اسکے اوپر سے گذر کر پنجاب میں داخل ہوتے ہیں دریا کا پانی یہان
بہت صاف رہتا ہے اسوقت تک کہ مچھلیان اسمیں آتی ہیں **مالیر کوٹلہ** یہہ دو مشہور بستیان پار دریا سے
ستلج کے علاقہ میں اوس سڑک پر جو پٹیالہ سے فیروزپور کو جاتی ہے پٹیالہ سے پنتالیس میل شمال مغرب کی سمت کو آباد ہیں
عمارات اسکی بلند و عالیشان ہیں بازار کشادہ ہیں جنمیں تجارت کا گرم بازار ہے مسلمان پٹہان کے قبضہ میں یہہ قصبہ ہے جسکا احوال
مفصل سابق ریاستون کے ذکر میں تحریر ہو چکا ہے سطح کل اس ریاست کا ایکسو چالیس میل مربع اور آبادی اس مقام کی قریب اکیس ہزار
کے ہے نواب کے رہنے کی حویلیان یہان بڑی بڑی عالیشان بنی ہوئی ہیں اور اوسکے رشتہ دارون اور حاشیہ نشینون کے مکانات پختہ
و مصفا بنے ہیں فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار ایکسو میل کا شمار ہوتا ہے مالیر کوٹلہ میں رتہہ اور گاڑی عمدہ
بنتی ہیں بندوق یہانکی خوب ہوتی ہے تحفہ مشہور ہے **ملودہ** سرہند کے علاقہ میں یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو فیروزپور سے لودہیانہ کو جاتی ہے ایکسو ایک
میل فیروزپور سے بسمت جنوب مشرق آباد ہے اور سردار بدن سنگھ سردار دست سنگھ ملودہ کا بیٹا یہان کا رئیس و جاگیردار
ہے عمارت قصبہ کی خوشنما و بازار آباد و بارونق ہے **مصطفی آباد** سرہند کے علاقہ میں ایک قصبہ اوس سڑک پر
جو سہارنپور سے لودہیانہ کو آتی ہے سہارنپور سے بتیس میل شمال و جنوب کی طرف آباد ہے اسکے گرد میں شہر پناہ پختہ
بنا ہوا ہے اور ایک قلعہ بہی پختہ تعمیر ہوا ہوا ہے جسکی دیوار میں گول برج و دمدمے بہت بنے ہیں شہر کے گرد دون کی بہی عمارت بہی پختہ
اور پکے بازار ہیں اور قلعہ کے اندر جاگیردار یہان کا رہتا ہے جسکے بزرگ کو یہہ جاگیر سنہ ۱۸۰۳ع
میں سرکار انگریزی سے عطا ہوئی تہی اکتیس موضع اس جاگیر میں ہیں آمدنی بہی اکتیس ہزار روپیہ
کی ہے اور رئیس یہانکا گو کہ آمدنی جاگیر کی کہاتا ہے مگر آزاد نہیں ہے کیونکہ مالک اس شہر کا [illegible]

وکاشت شدہ وسیراب ہے آمیون کے باغات بکثرت ہین پانی اور غلہ بافراط مگر شہر کی یہان کی بہت ناصاف
خاص اوس مقام پر کہ جہان پار کنڈا دریا سے گذرتی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کی طرف سو پچپن میل کا ہے
اور سردار تلوک سنگہ اور سردار گورسرن سنگہ بڑے رئیس و جاگیردار اس ریاست کے ہین فقط ۞

رای کوٹ سرہند مین یہہ قصبہ ایک جاگیردار کی جاگیر مین ماتحت سرکار انگریزی کے آباد ہے
آبادی اسکی بتیس میل بائین کنارے دریاے ستلج کے واقع ہے آٹھہ ہزار سات سو چار آدمی اسمین بستے ہین اور
عمارت قصبہ کی خوشنما اور بازار بارونق ہے اور واسطے امام بخش رای کوٹیہ جاگیردار اسمین سکونت پذیر ہے

راجپورہ سرہند کے علاقہ مین ایک قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے انبالہ کو جاتی ہے تیرہ میل
انبالہ سے شمال مغرب کو ہے اس مقام پر شاہان چغتائی کے وقت کا ایک قلعہ پختہ بنا ہوا ہے اور قصبہ مین بہی کثر
عمارات اور کشادہ بازار ہے اور علاقہ اسکا ہموار و زرخیز ہے **ہم باسدہان** ستلج پار کے
علاقہ مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے لودہیانہ سے تیس میل مغرب کی طرف
لودہیانہ کے آباد ہے گرد نواح اسکی ہموار میدان مین واقع ہے اسکی زمین کا کچہہ حصہ زراعت شدہ بقدر
آدہا میل کے ستلج کے کنارے پر اور باقی بنجر و ریگستان ہے اسکے پاس ایک گہاٹ ہے جو سدہان کا گہاٹ کہلاتا ہے
اور قصبہ ضلع لودہیانہ سے علاقہ رکہتا ہے **سنگہہ پوری** سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ ایک
سکہہ سردار انکی جاگیر مین ہے سنہ ۱۸۴۹ء مین اول یہہ علاقہ امر سنگہ کو سرکار انگریزی سے عطا ہوا جب وہ مرگیا
تو اونکے خاندان مین سے ایک اور کو یہہ جاگیر ملی پہلے نام اس موضع کا فیض اللہ پور تہا جب فیض اللہ پوریہ مثل
کے سکہون کا زور و شور ہوا تو اونہون نے نام اسکا بدل کر سنگہہ پوری رکہا تب سے سنگہہ پوری مشہور ہے

سبراؤن یہہ ایک چہوٹی سی آبادی کا قصبہ بائین کنارے دریاے ستلج کے آباد ہے اس مقام پر
دسوین ماہ دسمبر سنہ ۱۸۴۶ء مین مابین فوج سکہان اور انگریزون کی سخت لڑائی ہوئی اور جانبین بڑی
استقلال سے اسمین لڑے اسوقت سکہون کی فوج اس مقام پر تیس ہزار تہی اور انگریزون کی فوج اونکے
نصف سے بہی کم تہی مگر آخرکار سکہہ ہار گئے اور میدان چہوڑ کر بہاگے اوس لڑائی کے بعد انگریزون نے ستلج سے
عبور کیا اور مقام متصل قصور کیا **صدر خان کا کوٹ** ستلج پار کے علاقہ مین یہہ گانو اوس سڑک پر جو لودہیانہ
سے فیروزپور کو جاتی ہے چوالیس میل جنوب کی طرف لودہیانہ کے آباد ہے اور دریاے ستلج کے بائین کنارے سے
بفاصلہ سات میل کے آبادی اسکی واقع ہے سطح اسکے علاقہ کا ہموار مگر زراعت کم ہوتی ہے اور بعض مقامات ریگستان ہین
ونجہر جہہارا ستلج پار کے علاقہ مین یہہ قصبہ اس سڑک پر جو لودہیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے اونیس میل مغرب کی طرف
لودہیانہ کے ستلج کے بائین کنارے کے اوپر آباد ہے اسکے پرانے کہنڈرات سے معلوم ہوتا ہے کہ کبہی یہ قصبہ

آباد قصبہ تھا عمارات اسکے پختہ اور چھوٹا سا بازار ہے رنجیت سنگھ نے اسکو مع پاس کے ملک کے فتح کرکر کل علاقہ فتح سنگھ والیہ
آلو والیہ کو بخشدیا تھا مگر سکھوں کی لڑائی کے بعد بیاس پار کا علاقہ آلو والیہ نے ریاست کا ضبط کرلیا تو یہہ قصبہ بھی ضبطی میں
آگیا **دلی پور** ستلج پار کے علاقہ میں یہہ موضع بائیں کنارہ دریاے ستلج کے واقع ہے اہتمام پرور یا قابل مجاز رانی
کے ہے کیونکہ جو نالہ امیں ریا کا کہ لودہیانہ سے آتا ہے وہ اسمقام پر آکر دریا سے شامل ہوجاتا ہے **اٹلی پور** پرگنہ
علاقہ میں ہے قصبہ اوس سڑک پر جو سرہند سے تہانیسر کو جاتی ہے سرہند سے اٹھائیس میل شمال مغرب سمت کو
آباد ہے اسمقام پر ایک چھوٹا سا قلعہ ہے سرزمین اسکی ہموار اور زرخیز عمارات اسکی خوشنما ہیں فاصلہ اسکا کلکتہ
سے شمال مغرب کی سمت کو ایکہزار چھتیس میل کا ہے **شہر فیروز پور** لودہیانہ سے مغرب کی
طرف لاہور سے جنوب مشرق کے گوشہ میں بفاصلہ چالیس میل دریاے ستلج یا گہارا کے بائیں کنارے آباد ہے
فیروز شاہ تغلق بادشاہ دہلی نے پہلے پہل اس شہر کی بنا رکھی اور قلعہ بنایا وہ قلعہ صرف سو گز لمبا اور چالیس
گز چوڑا تھا جسکے گرد خندق دس فیٹ چوڑی اور دس فیٹ عمیق تھی اور مشرق کی طرف دروازہ اسکی
اندر دہول کوٹ آدہے دیوار تک اونچا تھا شہر کے گرد بھی شہر پناہ پختہ مع خندق تھا شاہان اسلام کے وقت
بھی اکثر فوج مغلیہ کے ہاتھ سے چند مرتبہ یہہ لوٹا گیا مگر شاہان چغتائی کے وقت اسکی آبادی بھی تھی اوج پر تھی
اور شہر کے باہر بھی دور دور تک آبادی اسکی بڑھتی چلی گئی تھی سکھوں نے چند مرتبہ لوٹ کر برباد و
ویران کردیا اور صرف شہر پناہ کے اندر اندر کچھہ خفیف سی آبادی رہگئی آخر جب رانی لچھمن کنور رئیسہ یہاں کی
مرگئی تو یہہ قصبہ صاحبان انگریز کے قبضہ میں آگیا اوسوقت مسٹر جے ایچ لارنس صاحب بہادر اسسٹنٹ پولیٹکل
ایجنٹ کے اسکی آبادی میں ترقی ہوئی گویا نئے سرے سے شہر آباد ہوا نئے بازار بنائے اور نئی قلعہ بنایا گیا قلعہ کے
برج نہایت مضبوط اور دیواریں مستحکم تعمیر ہوئیں اور اسمیں میگزین رکھا گیا سینکڑوں ساہوکار مالدار تجار
سوداگروں نے شہر میں دکانیں جاری کیں یہاں سوداگروں کا مال اب دور دور تک جاتا ہے دریا
کے ذریعہ سے مال سندہ و بہاولپور تک جاتا ہے سواے دریا کے خشکی کے راستہ بھی سوداگروں کی آمدورفت
ہوتی ہے اور لاہور و امرتسر دہلی پشاور و کابل کو یہاں سے مال ہر ایک قسم کا روانہ ہوتا ہے رانی لچھمن کنور کے
مرنے کے بعد رنجیت سنگھ اس شہر کے قبضہ کا دعویدار ہوا اگرچہ غلط ۱۸۳۸ع میں لارڈ آکلینڈ صاحب گورنر جنرل
یہاں آئے اور رنجیت سنگھ کو لاہور سے ملاقات کیواسطے بلایا اور آپس میں دوستانہ ملاقات ہوئی اور جب
انگریزی نے افغانستان پر مہم کی تو کل فوج کو یہاں جمع کرکر افغانستان کو مامور کیا بعد ازاں ۱۸۴۵ع لغایت ۱۸۴۶ع
اس شہر کے قریب ہنگامہ آرائی فوج سکھوں اور انگریزوں کی ہوئی اور بعد فتح مینار ایک مکان عالیشان یادگار
اون انگریزوں کا یہاں بنایا گیا جو سکھوں کی لڑائی میں کام آئے تھے اور شہر میں ہر ایک قسم کے لوگ کچھہ

ارو نیز راجپوت افغان کشمیری رہتے ہیں اور ہر ایک حرفہ و کسب کا آدمی یہاں دستیاب ہو سکتا ہے

ضلع فیروزپور یہ بھی ان ضلعوں میں ہے جو متعلق کمشنری و قسمت لاہور کے ہے اور چار تحصیلیں رکھتا ہے تحصیل فیروزپور دوسری تحصیل زیرہ تیسری تحصیل مکتسر چوتھی تحصیل موگہ اسکے متعلق ہیں اور حدود اسکے بیچا علاقہ ہیں اچھی طرح بیان نہیں ہو سکتی اسکی سرزمین میں سے بہت سا حصہ فرید کوٹ کے رئیس کو دیدیا گیا ہوا ہے کہ وہ سکھوں کی لڑائی میں سرکار انگریزی کا خیرخواہ و وفادار رہا اس علاقہ میں جنگل و ویرانہ و ریگستان بہت ہیں بلکہ کل زمین میں سے تھوڑا حصہ آباد ہوگا قدیمی کھنڈرات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہ علاقہ بھی آباد ہوگا اسلیے کی زمین بھی جسکو دریا سے پانی ملتا ہے بہت ہی اچھی ہے و ہوا یہاں کی انگریزوں کے واسطے بہت مفید ہے مگر گرد و غبار زیادہ ہے گرمیوں میں یہاں اکثر آسمان گرد سے ڈھکا رہتا ہے **دہلی کے مفسدہ کے وقت** بھی یہاں مفسدہ فوج نے سر اٹھا دیا گیا تھا دہلی کا حال سنکر ١٣ مئی ١٨٥٧ء کو ۴۵ نمبر کی اور ۵۷ نمبر کی پلٹن کا بہت سا حصہ مفسد ہو گیا اور انکے مکانات و تھانوں نے جلا دیئے اور افسروں کے ساتھ بے وفائی سے پیش آئے شہر میں آگ لگا دی اور حرام خوروں کا گرم بازار ہوا اور مفسدوں نے چاہا کہ قلعہ کا میگزین لے لیں اور انہوں نے لوٹ کر صاحب لوگوں کی فوج گورہ کی اپنے ہمراہ لیکر بڑی بہادری سے انپر حملہ کیا اور انکو شکست دی سرکاری میگزین میں بچا ہوا سات ہزار من بارود کے اور بہت توپیں اور ذخیرہ میگزین کے مفسدوں کے ہاتھ سے بچ گئے علی ہذا القیاس ١٠ پلٹن و ١٠ رسالہ ہندوستانی بھی فیروزپور کی مفسد ہو کر دہلی کو روانہ ہوا اگرچہ انمیں سے بہت سے گرفتار ہو کر پھانسی دیئے گئے مگر باقی ماندہ سب دہلی کو چلے گئے انکے جانے کے بعد بہت سے شریر و بدمعاش لوگ بھی ملکر فوج کو ملا کر جاگیرداروں کی فوج سے انتظام عمل میں آیا اور اس کل ضلع کی مردم شماری جس کی تعداد چار لاکھ چھتیس ہزار چھ سو نو ہے ١٨٦٨ء کی رپورٹ جو چھپی ہے سرکار نے جو ہوئے اور ١٨٨١ء کی مردم شماری میں بہت کچھ زیادہ نکلی اس سے معلوم ہوا کہ اس ضلع میں ہر طرح کی دن بدن ترقی ہوتی جاتی ہے **دہرم کوٹ** یہ ایک چھوٹا سا قصبہ فیروزپور کے ضلع میں ستلج کے بائیں کنارے سے سات میل کے فاصلہ پر آباد ہے اور انتالیس میل مغرب کی سمت کو آتا ہے اور یہاں ایک قلعہ بنا ہوا ہے جسکے چاروں طرف دیوار ہے فاصلہ اسکا شمال و مشرق لدھیانہ سے اٹھائیس میل کا ہے **فرید کوٹ** فیروزپور کے ضلع میں یہ قصبہ راجہ وزیر سنگھ کا آباد کیا ہوا ہے خوشنما اور بازار کشادہ و بارونق ہے تجارت یہاں کثرت سے ہوتی ہے اور رئیس کی حویلیاں عالیشان و نفیس بنی ہوئی ہیں **اندر گڑھ** ستلج پار کے علاقہ میں یہ قصبہ اور اس شہر کے ہیں جو فیروزپور سے لدھیانہ کو جاتی ہے

سے تیئیس میل مغرب کی سمت کو آباد ہے یہاں چھوٹا سا بازار اور چند دوکانیں ہیں اور قصبہ میں پانی کوئیں میں
ہو بیس پچیس فیٹ تک گہرے ہیں ملک متعلقہ اسکا بھی سیراب آباد و زرخیز ہے ریگستان یہاں بہت کم ہے کشن گڑھ
ضلع فیروزپور میں بنگا نواں شہر کنارہ جو فیروزپور سے لودہیانہ کو جاتی ہے لودہیانہ سے بفاصلہ پچیس میل
کے آباد ہے آبادی اسکی ستلج کے بائیں کنارے سے ہوا ور زراعت شدہ زمین کے اندر واقع ہے فاصلہ
اسکا کلکتہ سے بسمت شمال و مغرب ایکہزار ایکسو چوبیس میل کا شمار ہوتا ہے مدکی یہ قصبہ ستلج کے پار کے علاقہ
میں دریا سے بفاصلہ چھتیس میل کے آباد ہے اسمقام پر ۱۸ - دسمبر ۱۸۴۵ع کو فوج سکھی اور انگریزی میں سخت
لڑائی ہوئی تھی اگرچہ اس لڑائی میں سکھ جان توڑ توڑ کر لڑے مگر آخرکار انکو شکست ہوئی اور انکا توپخانہ
بیچ کل سامان کے چھوڑ کر بھاگ گئے انگریزوں کا نقصان بھی اسمین بہت ہوا اسکے افسروں تک مارے گئے
اور بہت زخمی ہوئے قصبہ ممدوٹ یہ قصبہ ضلع فیروزپور سے بفاصلہ نو کوس جانب گوشہ جنوب
و جنوب دریا ستلج کے بائیں کنارہ پر سے آباد ہے اور ایک نالہ دریائے ستلج کا قلعہ کی دیوار کے نیچے بہتا ہے
زمانہ گذشتہ میں یہاں بھی اچھی آبادی تھی مگر گردش ایام سے ویران ہو چکی تھی قلعہ بھی یہاں عالیشان بنا ہوا تھا دہی
ہونیں معلوم کہ کب گرا یا گرا نشان اور بنیادیں اوسکی بدستور موجود تھیں موجودہ حال کی آبادی سے اول
بھی یہ جگہ قلعہ ممدوٹ مشہور تھا یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ ممدوٹ اسکا کسواسطے نام ہے سمت ۱۸۵۸ بکرمی
میں جب نواب قطب الدین خان افغان حاکم قصور نے حکومت خودمختاری حاصل کی تو اوسنے اپنے
ریاست کے حدود ملتان کی قلمرو دریائے ستلج سے عبور کر کے یہ جگہ اپنے تصرف میں کرلیا اور اسجگہ
پر اوسنے قلعہ کے نشان اور بنیاد دیکھا قلعہ بنوایا اور اسمین اپنی فوج اور تھانہ قایم کیا اوس روز سے
اس قصبہ کی آبادی کی گرد و پیش آبادہ شاہ … ہوتی ممالک انگریزی میں جب نواب کو بوجہ جنگ و جدل مہاراجہ
رنجیت سنگھ نے قصور سے بیدخل کر دیا تو نواب اسمقام پر آکے سکونت پذیر ہوا جسکا مفصل ذکر ریاستوں کے حصہ میں
تحریر ہوچکا ہے جب نواب نے خود اسی کو مسکن بنا لیا تو آبادی اسکی ترقی میں آئی چنانچہ اوسوقت
سے اب تک برابر آباد ہے مردم شماری اس قصبہ کی دوہزار پانسو دس اور خانہ شماری چھ سو سولہ ہے
چوبار بہر ایک قسم کا ہوتا ہے شہر کی شکل مربع ہے اور چاروں کونوں پر چار برج ہیں اور شرقی و غربی دو
دروازے ہیں عمارت کچھ آستہ اور تہوڑی خام ملی ہوئی ہے دیوار فصیل بھی موجود ہے قلعہ موجودہ اگرچہ
پہلے اچھا بنا یا گیا تھا مگر اب خستہ ہو رہا ہے شمالی دیوار تمام و کمال بسبب طغیانی نالہ دریائے ستلج کے مسمار
ہو گئی ہے اور باقی تینوں دیواریں مرمت طلب ہیں قلعہ کے اندر کے مکانات بھی شکستہ و خستہ ہو رہے ہیں
سوا ایک کوٹھی کے جسمیں مسن بہادر کا سکونت پذیر ہے وہ البتہ لایق رہنے رہا کے ہے فاصلہ اسکا کلکتہ

سے شمال و مغرب کی طرف بفاصلہ ایکہزار ایکسو اسی میل کا ہے **موضع کیڑھی** یہ ایک موضع متعلق ریاست ممدوٹ
کے ضلع فیروزپور سے جنوب کی طرف بفاصلہ آٹھ کوس کے آباد ہے پرانی آبادی اسکی اُجڑ چکی تھی ایکسو اٹھاون برس
کے عرصہ سے سمیان وزیر و دریام زمینداران قوم ڈوگر نے اسکو پھر آباد کیا چونکہ اونکا خاندان ڈوگرا کڑھی
مشہور تھا گانوکا نام بھی کڑھی رکھا گیا زمینداران قوم ارائین بھی اسمین بستے ہین سکنائے دیہہ سب آسودہ حال
ہین عمارت تمام موضع کی خام ہے سوائے ایک پرانی مسجد زمانہ سلف کے کہ وہ پختہ بنی ہوئی ہے ایکہزار ایکسو بیس
اسکی مردم شماری ہے اور دو سو اٹھاون گھر ہین **موضع پنجہ** ریاست ممدوٹ کے متعلق یہہ ایک قصبہ
شہر فیروزپور سے بفاصلہ تین کوس کے آباد ہے عرصہ ڈیڑہ سو برس کا ہوا ہے کہ اس گانوکو پرانے کسی
زمانے کی آبادی کے نشان پر جسمی پنجہ قوم ڈوگر نے آباد کیا رئیس ممدوٹ نے یہانپر ایک قلعہ بھی بنایا اور
رونق بڑہانے کی خاطر سے باغ لگوایا سات سو اٹہاسی اس گانوکی مردم شماری ہے اور ایکسو اٹھارہ مکان
ہین **موضع بھنی والہ** یہہ گانو متعلق ریاست ممدوٹ کے فیروزپور مقام ضلع سے بفاصلہ تین کوس
کے گوشہ جنوب و غرب کی طرف آباد ہے پہلے یہان ایک چھپڑ یعنی چھوٹی سی جھیل ہوتی تھی اور وہ چھپڑ کسی بھنی
عورت کا کھودوایا ہوا تھا اسواسطے بھنی والا چھپڑ کہلاتا تھا عرصہ ایکسو برس کا گذرتا ہے کہ مسمی سید کمنا
قوم راجپوت بھٹی و سمیان شاہ دین و شاہ صدرالدین قوم سید ساکنان حجرہ شاہ مقیم نے ملکر اوس چھپڑ کے پار
یہہ گانو آباد کیا اور رتو پکنہ نام رکھا مگر وہ نام قایم نرہا اور اوسی چھپڑ کے نام سے یہہ موضع بھنی والہ مشہور ہوا سنہ ۱۸۱۱
مین جب پنجاب مین قحط پڑگیا تو مالکان دیہہ ہذا نے اوٹھکر حجرہ کو چلے گئے اور چند سال گانو ویران پڑا رہا پھر
نواب قطب الدین خان قصوریہ نے اس گانوکو آباد کرایا اور زمینداران نواح کو یہان سکونت کرنے کی اجازت
دی اب بھی نواب ممدوح کی اولاد پانچویہ پنشیدی حق تعلقہ داری اس گانو سے وصول کرتے ہین برتن
مٹی کے اس گانومین اچھے بنتے ہین اور زیادہ بہی اچھا بنایا جاتا ہے عمارت اس گانوکی خام ہے مگر پہلے نواب صاحب
کا بنوایا ہوا ایک پختہ قلعہ یہان موجود تھا وہ اب مسمار ہو چکا ہے چھہ سو بتیس اس گانوکی مردم شماری ہے
اور ایکسو ستر گھر ہین **موضع کھوپا** یہہ گانو شہر فیروزپور کے جنوب کی طرف بفاصلہ تین کوس کے
آباد ہے عرصہ ایکسو برس کا گذرا ہوگا کہ سمیان کنبار و محمد وغیرہ راجپوتان نے پہلے آبادی ویران شدہ کے
نشان پر یہہ گانو آباد کیا تھا سمت ۱۸۲۰ بکرمی مین اس گانو کے مالکون کی موضع کھوسا کے مالکون کے ساتھ لڑائی
ہوئی چند آدمی مارے گئے اس گانوکے رہنے والے آخر یہان سے بہاولپور کے علاقہ مین چلے گئے اور اس گانو
مین بھی سہتا قوم شیخ نے باجازت نواب قطب الدینخان کے سکونت کی اور بعد آٹھہ سال کے نواب نے اسکو بجرم
اسباب کے کہ وہ رہزنی کرتا تھا یہان سے نکالدیا اور پھر محمد وغیرہ مالکان سابق کو طلب کرکر اسمین آباد کیا اور دو ہزار

درمیانہ رانہ لیا کہ اب تک اونہین کی اولاد قابض ہے سات سو ستانوین اسمین آدمی بستے ہین اور اکیسو نوے
خانہ شماری ہے زمیندار یہان کے مالدار مشہور ہین **موضع بگی کی** مقام فیروزپور سے بسمت جنوب بفاصلہ
بتیس کوس کے یہہ گانو آباد ہے دریاے ستلج اس آبادی کے نزدیک بہتا ہے دو سو پندرہ سال کا عرصہ
ہوا ہے کہ مسمی لنگا قوم ڈوگر نے موضع بالگیان دوگران علاقہ پاک پٹن سے آکر یہہ گانو پہلے آبادی ویران
شدہ کے نشان پر آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر بگی کے رکھا سمت ۱۸۳۹ بکرمی تک برابر آباد رہا پھر بسبب
قحط سالی کے ویران ہوگیا بعد ازان جب بمقام سرسا دات حجرہ کی حکومت ہوئی تو انکی اجازت سے
دوبارہ اس گانو کو مسمیان منصور و گولو و مالی و نگاہا و قطبا و ڈوگران نے آباد کیا مگر وہ آبادی چھہ سات
برس کے بعد دریا برد ہوگئی سمت ۱۹۰۰ مین پہر اونہین مالکون نے موجودہ حال آبادی کرلی ہے تین سو چھیالیس
آدمی یہان بستے ہین اور اٹہاسی خانہ شماری ہے **موضع امیر** جنوب کی سمت شہر فیروزپور کے بفاصلہ
۲ پچیس کوس کے یہہ گانو آباد ہے پہلے امیر قوم بودلہ نے پہلے پہل آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام بہی امیر رکہا
چند سال رہکر وہ یہان سے چلا گیا پہر سمت ۱۹۰۶ بکرمی مین جمشیر و جیو ارائیون نے اسمین سکونت اختیار کی تب سے
اونہین کے اولاد قابض و متصرف چلی آتی ہے عمارت اسکی خام ہے اور ایک قلعہ خام نواب جمال الدین خان
قصوریہ نے یہان بنوایا اور بانم لگوایا تہا وہ اب مسمار ہوچکا ہے پانسو اڑتالیس اسکی مردم شماری اور
چورانوین خانہ شماری ہے **موضع خیر بگی** یہہ گانو مقام فیروزپور سے بفاصلہ پچیس کوس کے سمت
غرب جنوب آباد ہے جوئیہ وغیرہ زمینداران قوم ڈوگر نے بمرور عرصہ نوے برس کے آباد کیا چونکہ اونکے
بزرگ کا نام خیرا تہا اونکے نام پر اسکا نام بہی خیر بگی رکہا پہر بمرور عرصہ پچیس برس کے زمینداران اس گانو کے
بسبب ظلم و تعدی نواب جلال الدین خان کے یہان سے اوٹہہ کر موضع روڑانوالہ مین جا رہے اونکے
جانے کے بعد نواب نے مسمی امیر چند کشتری کو مالکیت اس گانو کی بخشدی چند سال وہ قابض رہا اور چھہ سات
برس کے بعد نواب نے پہر اصلی مالکان کو بلا کر دوبارہ اسمین آباد کیا جو اب تک قابض ہین تین سو چہتر
اسکی مردم شماری اور چہتر تعداد مکانات کی ہے **موضع لکہو کے براہیم** یہہ گانو فیروزپور سے
بطرف جنوب بفاصلہ اٹھہ کوس کے آباد ہے عرصہ اکیسو برس کا ہوا ہوگا کہ مسمیان صالح و سلیم و حسن
قوم جگرائی نے موضع الفو سے اٹہہ کر یہہ گانو آباد کیا اور آبادی اسکی پہلے اونچی ہوئی آبادی کے مقام پر
قایم کی اور نام اوسکا اپنے بزرگ ابراہیم کے نام پر لکہو کی ابراہیم رکہا مولوی بارک اللہ جو وہان کی
مسجد کا مولوی صاحب فضل و علم ہے اس گانو مین رہتا ہے اسکے رہنے سے رونق اس گانو کی اچہی ہے اسکا بیٹا
حافظ محمد اپنے باپ کا جانشین ہے اسنے پنجابی زبان مین بہت سی کتابین تفسیر وغیرہ تصنیف کی ہین [illegible]

اس گانو کی چار سو چہپن اور مکانات انکے ہین **موضع الفوکی** یہہ گانو تہانہ صلع بارہ کروہ مقام
فیروزپور سے بجانب شرق آباد ہے عرصہ پچاس برس کا ہوا ہے کہ پرانی آبادی ویران شدہ کی جگہہ
مسمیان ابراہیم و علی وغیرہ زمینداران ڈوگر نے یہہ گانو آباد کیا چونکہ انکے پہلے مسکن موضع جہیلا وغیرہ کو
دریا نے شکارگاہ بنا لیا تہا اوسکے عوض مین انکو یہہ اراضی عطا کی اور زمینداروں نے یہہ گانو
بسا کے اپنے بزرگ الفو کے نام پر الفو نام رکہا انکو تیرہ اسکی مردم شماری اور [illegible] خانہ شماری ہے
موضع تلکٹ یہہ قصبہ فیروزپور سے فاصلہ پچیس کوہ جانب گوشہ شرق و جنوب کے
آباد ہے قدیم زمانہ مین یہہ جگہہ ویران و صحرا تہی [illegible] ایک [illegible] آیا [illegible]
سنہ [illegible] مین بنیاد اوسکی عہد عالمگیر بادشاہ جب گورو گوبند سنگہ سکہون کے [illegible] صوبہ
صوبہ دار سرہند سے بہاگ کر اس مقام پر آیا اور فوج بادشاہی اوسکا تعاقب کرتی ہوئی یہان آپہنچی تو آخر
لڑائی ہوئی اور گورو گوبند سنگہ کے ہمراہی سب مارے گئے گورو گوبند سنگہ اوسوقت جنگل مین روپوش ہو
جب سلطنت اسلامیہ ضعیف ہو گئی تو سردار [illegible] سنگہ والی کوٹ کپورہ نے اس مقام کو [illegible] آباد کیا
اور جہان جہان گورو گوبند سنگہ کی نشست و برخاست اور لڑائی ہوئی تہی مندر بنا [illegible] سنگہ
کی عملداری مین زیادہ تر رونق اس مقام کی ہو گئی اور قلعہ بنایا گیا یہان [illegible] تحصیل کی ہوتی ہے
ضلع فیروزپور مین یہہ قصبہ تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار یہان رہتا ہے تمام پرگنہ کے شامل ایک سو [illegible]
گانو ہین اور جمع [illegible] لاکہہ [illegible] ہزار روپیہ [illegible] ہے اور کل پرگنہ کی آمدنی اٹہانوے ہزار [illegible]
تین سو [illegible] ہے اور مردم شماری کل پرگنہ کی [illegible] ہزار نو سو [illegible] ہے اور خاص مردم شماری قصبہ
کی دو ہزار آٹہہ سو چوراسی اور مکانات [illegible] دوکانات پانسو [illegible] ہین [illegible] قصبہ کے [illegible]
بنائے گئے ہین ایک شرقی دوسرا غربی فصیل و شہرپناہ ندارد [illegible] عمارت پکی کی بنی ہوئی ہے [illegible]
موضع بہائی کوٹ یہہ گانو متعلق ضلع فیروزپور کے قصبہ تلکٹ سے فاصلہ ۱۴ کوس کے جانب شرق
آباد ہے پہلے یہہ سرزمین رام سنگہ سکنہ ابلو کے قبضہ مین تہی اوسنے اپنے گورو گوبخش سنگہ کو دیدی اور
اوسنے یہان ایک قلعہ بنایا اور آبادی شروع کی اور اپنے نام پر اسکا نام بہائی کوٹ رکہا اوسکے بعد
اوسکی اولاد نے چند دیہات گرد و نواح کے بہی آباد کر لئے اور ضلع کرنال مین بہی بہت سی ملکیت پیدا
کی اور اوسی ضلع مین قیام رکہا اس گانو مین اونکی سکونت نہوئی اب زمینداری اس گانو کی زمینداران
قوم جاٹ کے متعلق ہے مسمیان کالو و امر سنگہ اعلی نمبردار ہین اس گانو مین چار سو اٹہہ مکانات ہین اور
ایک ہزار چار سو اٹہاسی مردم شماری ہے یہہ بایر خاکہ کا ہوتا ہے صورت آبادی کی [illegible] ہے اور عمارات خام ہین

صرف دو تین مکان سنگین ہیں پولیس کی بھی ایک چوکی ہے **موضع گورو ہر سہائی** یہہ گانو
قصبہ مکتسر سے گوشہ شمال مغرب کی طرف پچیس کوس اور خاص شہر فیروزپور سے گوشہ جنوب مغرب میں چھبیس
کوس پر آباد ہے احمد شاہ بادشاہ دہلی کے وقت گورو جیون مل نے جو بھاری پور علاقہ مجہان سے آکر اس
گانو کو آباد کیا اور اپنے بیٹے ہر سہائی کے نام اسکا نام رکھا آبادی کی اجازت عیسیٰ خان تحصیلدار کی
معرفت بادشاہ سے حاصل کی آبادی اسکی تمام خام او گنبد پختہ عمارت جتی لال شہباز کا مزار جو
گانو میں واقع ہے بہت مشہور ہے یہہ مزار آبادی سے اول کا پختہ بنا ہوا ہے ہندو مسلمان ہر ایک قوم
کے لوگ اسمیں رہتے ہیں چار سو سینتالیس گھر اور دو ہزار پانسو چھ مردم شماری ہے چند ساہوکار و
بیوپاری یہاں کے کوٹھیاں رکھتے ہیں ... یہاں کے کھیس مشہور ہیں جو سرخ و سفید سوت سے بنے
ہیں ریشم کے بھی ان کھیس میں بنے جاتے ہیں جو قیمتی ہوتے ہیں مالک اس گانو کا بالفعل فتح سنگھ نام ہے جو
تین ہزار سات روپیہ کا مالگذار ہے **موضع ...** یہہ گانو شہر فیروزپور سے گوشہ مشرق و دکھن میں
چالیس کوس کے فاصلہ پر آباد ہے زمانہ گذشتہ میں یہہ قصبہ اس گانو کا تحت حکومت راجہ جودہ سنگھ کے
تھا سنہ ... بکرمی میں بہائی ... زمیندار ... فتح سنگھ والی فریدکوٹ نے ملکیت اسکی راجہ سے حاصل کی اور
مکانات خوش پوش بنوائے اور آبادی کی بنا ڈالی چونکہ اس علاقہ کی بار میں چند خوشپوش مکان کم ہیں
اس گانو کا نام بھی ... مقرر ہو گیا بانی کی اولاد سے اب بھی ... سنگھ نام اس ملکیت کا قابض ہے
یہہ گانو ... اور چار سو چھ راسی گھماؤ زمین میں اسکا زمینداری حق بھی ہے باقی زمینداری
اقوام جاٹ کی ہے عمارت گانو کی خام ہے اکیاون گھر اور آٹھ سو اسی مردم شماری ہے چند ساہوکار
تاجر بھی اسمیں قیام پذیر ہیں جو دور دور سے ہر طرح کا مال منگوا کر خاص فیروزپور وغیرہ علاقوں میں فروخت
کرتے ہیں ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ تک اسکی تجارت ہے **موضع دودہ** یہہ گانو قصبہ مکتسر سے
مشرق کی طرف بفاصلہ ساتھ کوس آباد ہے زمانہ سلف میں یہہ مقام زیر حکومت سردار ... سنگھ حاکم کوٹ کپورہ
کے تھا سنہ ... بکرمی میں سمیان امیر دسا جیون ... نامی ... نے بامداد و رفاقت بہائی ... سنگھ کے آکر
یہہ گانو آباد کیا اور اپنے مورث اعلیٰ سمی دودہ کے نام پر اسکا نام رکھا رفتہ رفتہ آبادی اسکی ترقی پا گئی
عمارت اسکی خام ہے ایک ہزار ... سو ... مردم شماری اور ... گھر میں قوم جاٹ سندہو برار
کی یہاں زمیندار ہے **موضع کانوکی** یہہ گانو شہر فیروزپور سے بطرف جنوب بفاصلہ ... کوس کے
آباد ہے ... اول یہہ سرزمین سردار جودہ سنگھ مالک کوٹ کپورہ کے قبضہ میں تھی ... میں
مسمیان ... وغیرہ نے مالک کے حکم سے یہہ گانو آباد کیا چونکہ اوسوقت اس آبادی کے متصل ایک

تالاب مشہور کانونی والہ موجود تھا اسواسطے اسگانو کا نام بہی کانونی مشہور ہوگیا دو سو چھبیس اس گانو کے گہر اور ایکہزار تین سو گیارہ مردم شماری ہے **موضع ملکن** یہہ گانو قصبہ مکتسر سے بفاصلہ بارہ کوس جانب شرق آباد ہے باقی اسکے سمیان ملکن دنا بادہو سیا جاٹ تہے اور ملکن جو سب سے بڑا تہا اسکے نام پر گانو کا نام رکہا گیا زمینداری اب بہی اس گانو مین بانیان کی اولاد کی ہے اور گانو سمیان بہول سنگہ و تلوک سنگہ سوڈہیان کی جاگیر مین تا حین حیات ہے تین سو چہیاسٹہہ اسکے گہر اور ایکہزار پانسو اٹہائیس مردم شماری ہے اور عمارت گانو کی تمام صرف چار مکان پختہ ہین **حجی پاکہی** ستلج کے پار کے علاقہ مین یہہ قصبہ ستلج کے بائین کنارے سے بفاصلہ سات میل اوس سڑک پر جو فیروزپور سے مہدوٹ کو جاتی ہے پانچ میل فیروزپور سے جنوب مغرب کو آباد ہے پہلے یہہ قصبہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے قبضہ مین تہا اب انگریزی سلطنت کے شامل ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کی سمت کو کلکتہ سے براہ دہلی و فریدکوٹ ایکہزار ایکسو گیارہ میل کا ہے فقط

شیرخان والہ ستلج پار کے ملک مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے نو میل شرق کی طرف فیروزپور کے واقع ہے اسمین چہوٹا سا بازار اور چند دکانین ہین اور غلہ کی زراعت ہے زراعتون کو ایسے کنوون سے جو تیس فٹ تک گہرے ہین پانی دیا جاتا ہے گرد کے ملک اسکا نہر اچہی او جنگل سے بہرا ہے

پانچوین تقسیم ستلج پار سے جمنا تک کے کوہستانی ملک اور وہان کے شہرون و قصبون و ریاستون و قلعون و گہاٹیون و درون و دریائون و جہیلون و گانون کے ذکر مین -

کوہ ہمالہ ایک بڑا مجموعہ پہاڑون کا بقاعدہ شہر کے خط کے طریق پر کوہ ہندوکش سے جہان دریاے سندہ بہتا ہے شروع ہوتا ہے اور تمام ہند کے شمالی سمت کو پہیلتا ہوا دریاے برہم پوتر تک چلا جاتا ہے اسمین بڑے بڑے دریا و قلعہ و کانین و ریاستین و شہر و قصبے و گہاٹیان واقع ہین اور چہوٹے ندیون و نالون و چشمون و جہیلون کا کچہہ شمار نہین ہے پہلا بڑا دریا شرقی حصہ ہند مین برہم پوتر اس پہاڑ سے نکلکر بہتا ہی گو پشپا اور دریا اسکے مددگار ہین دوسرا دریا گنگا ہے اسکی مددگار دریاے جمنا و گہاگرہ و گنڈک و کوسی و تیستا پانچ دریا ہین تیسرا دریا سندہ ہندوستان کے غربی سرحد مین جاری ہے اسمین دریاے جہلم و چناب راوی بیاس ستلج جو بہی شہر سندہ دریا پہاڑ سے نکلکر شامل ہوتے ہین بلندی اس پہاڑ کی قطارون کی کم سے کم اٹہارہ ہزار فیٹ یا بیس ہزار ہے مگر یہہ بلندیان درجہ بدرجہ اس پہاڑ کی انجام کی طرف کم ہوتی جاتی ہین اور دنیا کے تمام پہاڑون سے اسکی بلندیان زیادہ تر بلند ہین اور ناہمواری اسمین بہت ہے اس پہاڑ کی

اندر سے جسقدر راستے وشہر کہین نکلتی ہین اونکو درہ بولتے ہین اور یہہ درہ سواے تھوڑے سے ہر دو ن
کے سترہ یا اٹھارہ ہزار فیٹ کی بلندی رکھتے ہین اگر مفصل حال ہر ایک قسم کا لکھا جاے تو طوالت ہوتی ہے
اسواسطے مختصر حال اوس حصہ کا جو دریاے ستلج کے باءین کنارے سے جمنا کے دہنے کنارے تک
واقع ہے اس تقسیم مین درج ہوتا ہے اور ستلج کے دہنے کنارے سے لداخ وتبت وکشمیر وکوہ کابل وکوہ
سلیمان تک علیحدہ حال دوسرے حصہ مین اس کتاب کے تحریر ہوگا انشا اللہ تعالی یہہ ملک پہلے راجپوت راجون
بااختیار کے قبضہ مین تہا کسیکی یہہ زیر حکم ومطیع نہ تہے عمل ودخل سرکار انگریزی کا اس علاقہ مین اسطرح ہوا
کہ جس زمانہ مین راجہ نیپال نے فوج اپنی کی گورکہہ پلٹنین بسپہ سالاری امرسنگہ تہاپہ پہاڑی ملک کی فتح کیواسطے
مامور کرکے تمام پہاڑی علاقہ پر قبضہ کرتے ہوے کانگڑہ تک جا پہونچا اور راجہ سنسار چند مدت تک کانگڑہ
کے قلعہ مین محصور رہکر بیجان تنگ آیا تو اوسنے مہاراجہ رنجیت سنگہ کو لاہور سے اپنی مدد کے واسطے
بلایا جب وہ آیا تو اوسنے کل گورکہہ فوج کو ستلج پار اوتار دیا اوسوقت ستلج پار کے بعض راجون نے
جو گورکہیون کے ہاتہہ سے بجان تنگ اور اپنی اپنی ریاست سے بیدخل ہوچکے تہے صاحبان انگریزی کی
خدمت مین ملتجی امداد کے ہوئے تو سرکار کمپنی کے حکم سے جنرل اوکٹرلونی صاحب معہ فوج دریاموج
اسملک مین آے اور ۱۸۱۴ع مین بوقت شروع ہونے ہنگامہ کے ایک اشتہار کل راجون اور رئیسون کے
نام بدینمضمون جاری فرمایا کہ تم سب راجون رئیسون مین سے جو شخص ہماری مدد کو آوے اور اطاعت
اوٹہاویگا وہ بعد فتح بدستور اپنی ریاست پر قبضہ پاویگا اور آیندہ ہمیشہ کے واسطے سرکار انگریزی
بوقت حملہ کسی دشمن کے اوسکی معین ومددگار رہیگی پس کل رئیسون مین سے بعض توفی الفور بلاتامل
حاضر ہوگئے اور بعض گورکہیون کے خوف کے مارے غیر حاضر رہے اور بعض اسبات مین متامل ومتوقف
رہے اور چاہا کہ کسیطرح فریقین سے بچی رہے اور بعض نے سرکار کی قول پر اعتماد نکیا اور ڈرے کہ شاید
کہ ایک ظالم کے ہاتہہ سے چہوٹ کر دوسرے زبردست کے پنجہ مین گرفتار آوین آخر جب انگریزون کا
لشکر گورکہیون پر فتحیاب ہوا تو سب کے دل سے وہم اور وسواس دور ہوے اور کل رئیسون نے بالاتفاق
اطاعت منظور کی اور امان پائی اوسوقت ایک حصہ گڈہوال کی ریاست کا اوس گڈہوال کے راجہ کو جو بہاگ
گیا ہوا تہا دیکر باقی علاقہ اوسکا مشرقی ضلع کے ساتہ شامل ہوا اور یہہ ملک [illegible] الکہنندا
کے سنتول کے مقام سے معہ ڈیرہ دون کے پرگنہ رائن گڈہ وسبائو وسوا وپرگنہ سندوکہ جہان انگریزی
فوج کی پرماؤنی قرار پائی تہی انگریزون نے اپنے پاس رکہلی اور ریاست نردلی کا کل علاقہ بعوض پرگنہ
مالون کی انگریزون نے راجہ نالہ گڈہ یا ہنڈور کو دیدیا اور ریاست کہباٹ کا علاقہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا بعضی

کچھہ حصہ ملک کا تو باخذ نذرانہ پٹیالہ کے راجہ کو ملا اور باقی کا ملک اوس ریاست کا انگریزون نے اپنی پاس
رکھا کیونکہ حقیقی وارث اوسکا کوئی نہین رہا تھا اور جو ایک شخص منجملہ رشتہ داران راجہ بگہاٹ کے
دعویدار ریاست کا ہوا تو اوسکو ۱۸۴۹ء مین یہہ حکم ملا کہ اسمین تمہارا کچھہ حق نہین ہے اور آیندہ جسکو سرکار کچھہ
علاقہ دیویگی تو نئے سند کے ذریعے دیگی بلکہ کل رئیسون کے واسطے یہہ عام حکم ہوگیا کہ آیندہ سواے
وارثان حقیقی کے کسی رشتہ دار کے حق پر کچھہ لحاظ نہوگا اور جو رئیس لاولد مرجائیگا ریاست اوسکی سرکار مین
ضبط ہوگی اور کیونتہل کی ریاست مین سے بھی کچھہ ملک راجہ پٹیالہ کو نذرانہ لیکر دیا گیا اور باقی معاف
ہو واگذار ہوا اور رامپور گڈہ کا علاقہ کیونتہل کے راجہ کو دیکر کوہ شملہ کا علاقہ اوس سے لے لیا گیا اور
ریاست کوٹہکا کی وفات کے بعد بسبب موجود ہونے کسی دعویدار کے شامل سلطنت انگریزی کے ہوئی
اور ریاست اوتہراک کی جسکو تہراک بھی کہتے ہین دس برس تک واگذار رہی بعد ازان جب رئیس اونکا
لاولد مرگیا تو بسبب عدم موجودگی کسی وارث حقیقی کے سرکار مین ضبط ہوئی اور بعد ضبطی جبل کی ریاست کے
شامل کر دی گئی اب اسوقت جو جو ریاستین موجود ہین اونکے نام یہہ ہین ریاست بہاگل بیجا بیجی بلسن
بسہر یا بوشہر دہامی دہور کوٹی گڈہ دوال منڈہ ورنا گڈہ جبل کیونتہل کارسین کنی نار کوٹہار
کہاور باہلاسپور رمنی ہندور منگل مہلوگ سرمور نامن کل سطح ان ریاستون کا دس ہزار چون میل مربع
اور کل آبادی پانچ لاکہہ اکتیس ہزار بیس آدمی کی ہے شملہ یہہ ایک انگریزی آرامگاہ کوہ
ہمالہ کے نچلے یا جنوبی حصہ مین ستلج اور دریاے گری کے درمیان لاہور سے ڈیڑہ سو میل جنوب مشرق
کی سمت کو اوس سڑک پر جو سباٹو سے کوٹ گڈہ کو جاتی ہے سباٹو سے شمال مشرق کو بارہ میل واقع ہے
یہہ آبادی انبالہ کی کمشنری کے متعلق ہے اور انبالہ سے بیالیس میل کے فاصلہ پر پہاڑ کی چڑہائی شروع ہوتی
ہے اور کالکا سے شملہ تک برابر سڑک بنی ہوئی ہے بارکین و مکانات جو صاحبان انگریز نے یہان اپنے
آرام کے واسطے بنوائی ہوئی ہین وہ ایک پہاڑ کے تنگ قطار کے اندر واقع ہین اور بیقاعدہ اسواسطے
ہین کہ جس مقام پر کسیکو کچھہ ہموار زمین مل گئی وہان ہی اوسنے بارک بنوالی ہین سواے اونکی چند مکانات
شملہ کے پہاڑ کے شمال کی طرف پہاڑ کی بنیاد مین بھی آباد ہین اس پہاڑ کے مشرقی انجام کو کوہ شملہ بولتے ہین
مغرب کی طرف اوسکے بازار چہاونی کا آباد ہے اس پہاڑ کا جو حصہ جکو کے پہاڑ کی سمت کو ہے وہ جنگل سے
بہرا ہوا ہے وہان لکڑی بہت ہی مگر اس چہاونی کے مکانات کے بنانے مین نہایت خرچ ہو چکی ہے اخیر
پہاڑ کے مغرب کی طرف کے انجام کی طرف ایک اور پہاڑ ہے جو جکو کے پہاڑ سے پست ہے بخلاف کوہ شملہ
کے کہ وہ چار سو فیٹ اوس سے اونچا ہے کوہ شملہ کے جنوب کی سمت کو سیاہ وڈ بلوین وگہری کہائی ہے جسکو

کہتے ہین کہ یہہ متصل کا پہاڑ ہے وہ چیڑ کے درختون سے بہرا ہوا ہے اوسکے پرے جنوب مغرب کی طرف کو
سباٹو کے پہاڑ نظر آتے ہین اور زیادہ تر آگے بڑہین تو ہندوستان کے میدان دکہائی دیتے ہین جنکی درمیان
دریائے ستلج لہراتا اور چکر کہاتا ہوا معلوم ہوتا ہے شمال کی طرف شملہ کی سیدہ دور تک قطارین پہاڑون کی
ایک دوسرے کے اوپر برفون سے ڈہکی ہوئی نظر آتی ہین صاف موسم مین یہہ چوٹیان پہاڑون کی
جو اصل مین انہین یہہ ساٹھہ ساٹھہ ستر ستر کوس کے فاصلہ پر ہین ایسی معلوم ہوتی ہین کہ گویا نہہ آٹھہ آٹھہ
میل کے فاصلہ پر ہین اور برف کے سبب تمام میدان اونکے سفید و شفاف چمکتے ہوئے دکہائی دیتے ہین
جب شملہ کے پہاڑ کی اخیر بلندی پر پہونچین تو آب و ہوا وہان کی سخت و ناگوار معلوم ہوتی ہے اور برفانی
پہاڑ بہت بلند جو نیلی آسمان مین دہوپ کے سبب چمکتی ہین اور کالے کالے بعض پہاڑ اور انہین ندیان
بہتی ہوئی عجب سیر دکہلاتے ہین اون پہاڑون مین سے بعض تو خشک اور بعض سرسبز ہین اور سرسبز
پہاڑ ہین درخت سرو و زیتون و چیڑ وغیرہ کثرت سے ہین آلو و مٹر وغیرہ ترکاریان بہی بہت ہوتی ہین
اور طرح طرح کی رنگارنگ قدرتی پہول عجب بہار دکہاتے ہین ہرن جنگلی اور عام ہرن سینکڑون قسم کے جنگلی
بکریان اور اوڑنے والے گلہریان و بندر و لنگور و شیر چیتے ریچھ چرغ لومڑ وغیرہ جانور وہان بہت پائے جاتے
ہین اگرچہ میوہ بہی وہان طرح طرح کے پیدا ہوتے ہین مگر آلو وہان کثرت سے پیدا ہوتا ہے آب و ہوا اس
پہاڑ کی اگرچہ ٹہنڈی ہے مگر طبیعتون کے برخلاف نہین ہے سردی کا موسم یہان سخت ہوتا ہے برف بہی گرتی ہے
دولتمند لوگون نے یہان کوٹہیان بیشمار بنائی ہوئی ہین جو کرایہ پر دیتے ہین اسکے بازار مین ہر ایک طرح کی
چیز میسر ہو سکتی ہے آبادی یہان کی ہموار سطح نہین ہے نیچے اوپر مکانات بنے ہین جس سال کہ نواب گورنر جنرل
بہادر کشور ہند و کمانڈر انچیف صاحب سپہ سالار یہان آجاتے ہین تو بڑی رونق ہو جاتی ہے اور سوداگرون
کو بہی نفع ملتا ہے — پہلے پہل سنہ ۱۸۱۹ء مین لفٹنٹ روس صاحب انگریز نے گرمی مین یہان رہنا اختیار کیا اور
ایک کوٹہی خام عمارت کی چپر چہپر ڈالا گیا تہا جو اوسی برس سنہ ۱۸۲۲ء مین یہان پختہ عمارت کی کوٹہی کپتان کنیڈی صاحب
نے تعمیر کی اوس روز سے برابر آبادی ہوتی چلی جاتی ہے اور ہر سال آبادی مین ترقی ہے
صاحبان انگریز نے انہین چندہ سے کر کے سولہ ہزار روپیہ جمع کیا اور پانچہزار روپیہ سرکار سے لیکر یہان
ایک عالیشان گرجا بنایا ضلع شملہ مین کچھ تو ملک مہاراجہ پٹیالہ والہ اور کچھ کیونتہل کے راجہ سے لیکر بنایا
گیا ہے اور ان علاقون کے عوض مین اونکو اور علاقہ جات سرکار سے عطا ہوئی کل آبادی اس ضلع
کی چہتیس ۳۶ ہزار آٹھہ سو اٹہاون ہے اور بلندی اسکے مقامات کی مختلف ہے مگر خاص کوہ شملہ سات ہزار
آٹھہ سو چہیاسٹہہ فٹ سمندر کی سطح سے اونچا ہے اور فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو ایکہزار

ستانوین میل کا راہ کرنال وسباٹو کے شمار مین آتا ہے اس ضلع مین شملہ وسباٹو وڈگشائی کسولی بہت بڑے مقام ہین کوہ سباٹو وکسولی اور ڈگشائی مین گورہ فوج رہتی ہے کہ آب وہوا وہانکی اونکو آرام وتندرستی بخش ہے خاص کچہری صاحب ضلع کی شملہ مین ہوتی ہے اور چار تحصیلدار بمقام کوٹ کہائی وشملہ وبہروکی وبگہات علیحدہ علیحدہ پرگنون مین تحصیل کا کام کرتے ہین مفسدہ دہلی کے وقت شملہ مین جناب کمانڈر انچیف صاحب بہادر تشریف رکہتے تھے اور پہلی اور دوسری پلٹن فیوزلیر صاحب اور گورکہہ پلٹن جسکو نصیری پلٹن کہتے تھے بمقام جتوگ رہتی تھی اور ایک گارد گورکہیہ پلٹن کا کسولی مین مامور تھا دہلی کے مفسدے سے چند روز پہلے ان پلٹن والون کو خبر ملی کہ سرکار کا یہہ منشا ہے کہ چربی کے کارتوس دیکے انکا دین بدل دین یہہ بات سنکر وہ افسرون کی خدمت مین مستدعی ہوے کہ وہ کارتوس اونکو دکہلائے جاوین مگر یہہ درخواست اونکی نامنظور ہوئی اسلئے وہ بہڑک اوٹہے اور سکہیہ زینہ کے محافظون کو بعزت کرکے انکا اور بڑا شور وغوغا کیا اور کسولی کے مقام سپاہیون نے جو قریب اسّی سپاہی کی تہی بڑی رقم خزانہ کی کسولی سے لیکر خلاف حکم سرکار کے کوچ کرآئی اور جتوگ کے مقام پر آکر اپنی پلٹن کے شامل ہوگئی اوسوقت پاکٹ صاحب اوس پلٹن کے کمان افسر نے اونکو فہمایش کی اور فساد کرنے سے منع کیا علاوہ اسکے کپتان برگ صاحب شرک کے سپرنٹنڈنٹ نے اونکو بہت سمجہایا آخر کار پلٹن کے سپاہی فساد سے باز آئے اور درخواست کی کہ جو دو آدمی آغاز مفسدہ مین ہماری پلٹن سے برخاست ہوے ہین وہ بحال ہوجاوین اور بقایا ہماری تنخواہ کا ملجاوے اور گناہ ہمارا بخشا جاوے چنانچہ یہہ درخواستین اونکی منظور ہوئین مگر وہ گارد کسولی سے خزانہ لیکر آئے تھے اور خزانہ مین بہی اونہون نے دست اندازی کی تہی اونکا قصور معاف نہوا اس پلٹن کے مفسدہ کے وقت شملہ مین سخت گہبراہٹ وتزلزل پیدا ہوا اور کل انگریز شملہ کو چہوڑکر بہاگ گئے اور پہاڑون مین جاکر چہپ گئے اور بعض راجون اور رئیسون کے پاس جاکر پناہ گزین ہوے اور رئیسون نے بڑی خاطر داری و مہمان نوازیان کین اور بہت سے ڈگشائی وسباٹو کے مقام پر پہونچ گئے جب گورکہہ پلٹن مطیع ہوگئی تو سب صاحب اپنی اپنی جگہہ آکر آرام پذیر ہوے وہ خزانہ گورکہہ پلٹن سے لیکر پولیس کے سپاہیون کے سپرد ہوا اور بہت سا حصہ لٹے ہوئے خزانہ کا بہی دستیاب ہوگیا بعض ہندوستانی افسر جو اوس پلٹن مین تھے اور اونہین کی شرارت سے یہہ فساد گورکہیون نے کیا تہا اونمین سے بہتون نے تو خودکشی کی اور بعض سزایاب ہوئے اوسوقت پہاڑی راجے وسردار وجاگیردارون کی سرکار پر خیرخواہی ووفاداری ظاہر ہوئی اور جسقدر خلل ظاہر ہوا وہ ہندوستانیون کے سبب ہوا تہا کوہ کسولی یہہ ایک انگریزی علاقہ اور فوج رہنے کا مقام [illegible] چودہ میل [illegible]

فاصلہ پر واقع ہے اور یہہ ٹیلہ پہاڑ کا پانچ میل دور مین ہے اور بلندی اسکی سات ہزار فیٹ کی ہے اوپر کا حصہ
اسکا ہموار زمین ہے کوئی بلند اور اونچا ٹیلہ نہین ہے میدان سے جب اسپر چڑہتے ہین تو باعث سیدہی
ڈنڈیون اور رفتار دن کے چڑہنے مین مشکل ہوتی ہے اور جو سڑک کہ کوہ سنو پتے چلتی ہے وہ اس پہاڑ کے
ڈہلوان سے گذرتی ہے شمالی طرف اس ٹیلہ کے کم ڈہلوہ ہے اور دہ ڈہلوان اسکا دریاے گنبر کے مقام تک
جاتا ہے کسولی کا مقام اگر سڑک سیدہی ہو تو اسکے اور شملہ کے درمیان بیس میل کا فاصلہ ہے اور بلندی
دونو پہاڑون کی برابر ہے مٹی اس پہاڑ کی ہلکی اور پولی ہے لکڑی چیڑ و زیتون وغیرہ کی اس پہاڑ مین
بہت ہوتی ہے مگر نباتات کی قسمین کم ہین اور بسبب پولی ہونے زمین کے بارش کا پانی اسمین جذب ہو جاتا ہے
اور ہوا خوش و موافق ہو جاتی ہے پانی اس پہاڑ مین کم ہے اور جو قدرتی چشمے جاری ہین سو میدان سے
دور پہاڑ کی ڈہلوان مین ہین اور سطح اوپر کی زمین کا ایسا ہی کہ وہان تالاب بہی بن نہین سکتا اور نہ کنوان
کہد سکتا ہے اسواسطے جہلون اور قاطرون پر پانی لا کر سوا میل نیچے سے اوپر پہنچاتے ہین کاشتکاری بہی
اون گہاٹیون کے جہان پانی مل سکتا ہے اور کہین نہین ہوتی اور کاشتکاری کی زمینین درجہ بدرجہ الگ ایک دوسرے
سے اور دوسرے تیسرے سے نیچے اوپر ہین اور اوسمین پیداوار شالی و گیہون و چنے و ماش و ادرک
و تاراسیرا و ہلدی و آلو و پیاز وغیرہ کی بکثرت ہوتی ہے اور سال بہر مین دو فصل بوئے جاتے ہین اس
پہاڑ کے اوپر چڑہ کر جنوب مغرب کیطرف دیکہین تو دور دور تک نظر پہونچتی ہے اور ہند کے میدان اور
دریاے ستلج کی سیر خوب نظر آتی ہے دوسری طرف اسکے جمنا دریا بہتا ہوا اچہی شان سے نظر آتا ہے اور
دہنی طرف سے ایک مجموعہ مختلف پہاڑون سورج گڈہ و بلاسپور وغیرہ بلند دکہائی دیتا ہے اور کوہ ڈاٹو
و شملہ کی بہی اسمقام سے بڑی بہار و سیر معلوم ہوتی ہے شمال مشرق کیطرف اسکے کوہ بگہاٹ وغیرہ سبز دکہائی دیتے ہین اور مشرق کیطرف
اسکے اگر دیکہین تو برف نظر نہین آتی مگر ایک چہوٹا سا پہاڑ اونچا دکہائی دیتا ہے جسکے اندر اچہے اچہے سرسبز و
سیراب میدان واقع ہین جنوب کی سمت کو جہانتک کہ نظر کام کرے ہند کے میدانون کی سیر ہے غرض
یہہ پہاڑ ہر طرح عشرتگاہ و عیش کا مقام ہے صرف کم آبی کی تکلیف ہے بارکین فوج کے رہنے اور افسرون کی
رہایش کے مقام یہان معقول بنے ہوئے ہین اور ایک گرجا گہر بہی تعمیر ہوا ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب
کی سمت کو کلکتہ سے ایکہزار اونہتر میل کا ہے اس پہاڑ کا علاقہ شملہ کے ضلع کے ماتحت ہی اور ایک اسسٹنٹ صاحب
شملہ کے یہان کام کرتا ہے **سباتو** یہہ ایک قلعہ اور چہاونی اور پرگنہ ماتحت شملہ کے ضلع کے ہے
پہلے اسکا کل علاقہ کیونتل کے راجہ کے ماتحت تہا سرکار انگریزی نے لیکر بعد کرنے لڑائی گورکہون
کے سنہ ۱۸۱۵ع مین اپنے ماتحت لیا اور راجہ کیونتل کو اوسکے عوض مین اور علاقہ دیدیا تہا اس علاقہ کے

مغرب کو کوٹہار ہے اور تمام طرفون پر کوہ بردی اور کل علاقہ ایک قسم کی پہاڑی میدان کے اندر ہے
جو پہاڑ اسکے نواح مین ہین اونکی بلندیان ایکہزار چہ سوسے لیکر آٹھہ ہزار فیٹ تک سمندر کی سطح سے اونچی
ہین جنوب کی سمت کو یہہ علاقہ کہلا ہوا ہے قلعہ اسکا ایکہزار ایکسو فیٹ بلند دسنے کنارے دریاے گنبر کے
ہے جسکی عمارت پختہ و مستحکم بنی ہوئی ہے گردسے کا ملک اسکا خوب آباد ہے بلکہ آبادی اسکی دن بدن بڑہتی
جاتی ہے کیونکہ پہاڑی ریاستون کے لوگ جو اسکے پاس پاس بستے ہین یہان آکر رہتے ہین اور محنت مزدوری کے
اونکو بکثرت ملجاتی ہے علاوہ اسکے بسبب بسنے فوج انگریزی کے ہر ایک چیز یہان میسر ہوسکتی ہے اور ہر ایک
قسم کا آدمی اہل ہنر و پیشہ وحرفہ مل سکتا ہے کشتکاری بھی یہان بڑی محنت و عقل کے ساتھہ ڈہلوین قطارون
کے اوپر ایک دوسرے سے نیچے اوپر ہوتی ہے اور جو ہموار زمین دریا کے کنارہ پر ہے اوسمین دہان
بوئی جاتے ہین چانول یہان کے بڑے فضل و باریک خوشبودار ہوتے ہین سو اسے چانولون کے اور طرح کی
جنسین گندم جو مکی کئی قسم کی ادرک زردچی افیون تماکو تیل مرچ بنگ وغیرہ نباتات اور میوون سے
آڑو اکہروٹ سیب کئی قسم کی ناشپاتیان رس بہری خربوزہ وغیرہ پیدا ہوتے ہین بلند زمین پہاڑ
صاف و بنجر پڑی ہین درخت بکثرت نہین ہوتا سوا اسے شمالی حصہ کی گہاٹیون کے جنمین درخت وغیرہ
کی کثرت ہے مین آب و ہوا یہان کی نہایت معتدل گرمی یہان سخت نہین ہوتی گرمیون مین مقیاس الموسم
پاچہیاسٹھ درجہ پر رہتا ہے بارش کثرت سے ہوتی ہے سردیون مین بہت کم برف پڑتی ہے اسقدر کہ پانی
کے اوپر کسیقدر جماؤ اوسکا ہوجاتا ہے جو پانچ یا چار انچ سے زیادہ موٹی نہین ہوتی اور نہ بہت دیر تک
اوسکو قیام ہوتا ہے پانی یہان چاوینون سے واسطے ہر ایک موسم مین کافی ملتا ہے البتہ خشک سالی ہو تو
پانی اون چشمون سے لایا جاتا ہے جو پونے میل پر جاری ہین پرانا قلعہ یہان کا اب جیلخانہ بنایا گیا ہے جسمین
چہاؤنی اور شملہ کے ضلع کے قیدی رہتے ہین اسکے قلعہ کا فاصلہ کالکا سے شمال مغرب کی طرف ایکہزار [illegible] میل
کا ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چار ہزار پانسو فیٹ ہے ٹہیوگ ضلع شملہ مین یہہ ایک چہوٹی
سی آبادی اور قلعہ اوس سڑک پر جو شملہ سے کوٹگڑہ کو جاتی ہے شملہ سے شرق کیطرف چودہ میل کے
فاصلہ پر واقع ہے گورکہون کے قبضہ سے پہلے یہہ مقام ایک ریاست کا دار الریاست تہا تخت کیونتہل
کی ریاست کے تہا اور آبادی اسکی چار ہزار چار سو چالیس آدمی شمار مین آتی تہی بعد ازان جب گورکہون
نے قبضہ پایا تو اونہون نے اپنی فوج کی چہاونی یہان مقرر کی مین بعد جب انگریزون نے کل پہاڑ کے ملک پر
قبضہ پایا تو یہہ علاقہ خاص انگریزی حصہ مین آیا بلندی اسکی سمندر کی سطح سے آٹھہ ہزار اٹھارہ فیٹ
کی ہے کوٹہکائی یہہ علاقہ ماتحت ضلع شملہ کے دریاے ستلج اور ٹونس کے درمیان ہے پرگنہ اسکا علحدہ

اور تحصیلدار ریاست ہٰذا صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر شملہ کے یہان تحصیل کا کام دیتا ہے اِسکے شمال کو علاقہ ریاست
بوشہر و انگریزی علاقہ سند و کہہ شرق مین بوشہر و ترو کہہ جنوب مین بیٹہ ر غرب مین ملسن و کٹار سین ہے یہہ
علاقہ شمال سے جنوب کو بارہ میل اور شرق سے غرب کو چہہ میل ہے شرقی حصہ مین اِسکے ایک بڑی گھاٹی پہاڑ کی
اونچی ہے اور گھاٹیون پر ابادی ہوئی وانگنا پہونچتی ہے جہان وارتو کا علاقہ شمال پر اور جیر کا علاقہ
جنوب پر واقع ہے مغرب کی طرف اوس قطعہ کے دریاے گری اور اوسکی اور مددگار ندیان جاری
ہین شرق کی طرف اِسکے بہت سی ندیان جو دلسے آکر ستلج مین پڑتی ہین مثل بابر و تمن وغیرہ جاری
ہین اِس پہاڑ سے پتھر سفید و سرخ رنگ کا اکثر نکلتا ہے اور چونکہ اسی پہاڑ کے اندر سے دریاے
گری نکلکر بہتا ہے اور پانی اوسکا پتھرون سے ٹکراتا ہوا بہت شور کرتا ہے اوسکے دیکھنے سے ایک عجیب طرح کی
سیر نظر آتی ہے اور خاص مقام کوٹہ کھائی دریاے گری کے کنارے کی اور پہلے ایک رانا کی ریاست گاہ تھا
جسکو صاحبان انگریز نے گورکھون کے فتح کے بعد یہہ ریاست عطا فرمائی تہی مگر اوس راناکے ظلم اور تعدی
کے سبب رعایا نے سخت ناراض ہو کر سرکار انگریزی کے حضور مین دادخواہی کی اِس سبب سے ۱۸۲۱ء مین یہہ
ریاست ضبط ہو کر سرکاری قبضہ مین آگئی اور اکہزار تین سو روپیہ سالانہ گذارہ رانا کا مقرر ہوا اور
سات سو روپیہ سالانہ ایک اور اوسکے رشتہ دار کے واسطے قرار پایا اور بعد مہاتی ان دونو شخصونکے
تین ہزار پانچ سو پچاس روپیہ سالانہ داخل خزانہ سرکار ہوا یہہ قصبہ بہت خوبصورت و خوشنما عمارت کا
بنا ہوا ہے گرد نواح اِسکے بہی نہایت سرسبز و سیراب ہے بسبب اوسکے دریاے گری کے جو دہنے کنارہ
پر شہر کے بہتا ہے اِس شہر مین بڑی مشہور و بلند دو عمارتین ہین ایک دیوانگاہ اور محل پرانا معزول شدہ کا
اور دوسری ایک حویلی کسی ہزار زمیندار کی اور یہہ دونو عمارتین بڑی اونچی پہاڑ کے ناکہ کے اوپر
بنی ہوئی ہین اور ایک بنگلہ انگریزون کے ٹھہرنے کے واسطے بنا ہوا ہے اور بستی شہر کی اوس مقام پر
کہ جہان دو چھوٹی ندیان ملکر دریاے گری بنتا ہے آباد ہے ایک طرف شہر کے ایک پہاڑ اکیسو پچاسی
فیٹ سے بہت اونچا اور دوسری طرف ایک لمبا پہاڑ زینہ وار ڈہلوان واقع ہے اور لو و بارن پہاڑ
چوبیس چوبیس فیٹ چوڑی اور دیوارین ہین اور اون پر آمد و رفت کیواسطے پل بنا ہوا ہے اگر پل توڑ دیا جاوے
تو دشمن اِس شہر پر قبضہ نہین پا سکتا اور نہ توپخانہ اندر کو لیجا سکتا رئیس کے رہنے کا مکان تین منزل بلند
ہے اور ہر ایک منزل نیچے کے منزل سے زیادہ تر بڑہی ہوئی نظر آتی ہے اور آخر چہت کی اوپر دو چہنیا
چین کی عمارت کی قطع پر بنی ہوئی خوشنما نظر آتے ہین اور اونکے اندر لکڑی کا کام نہایت کاریگری
کے ساتھہ کیا ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے پانچہزار پانسو پندرہ فیٹ بلند ہے بلاسپور

یہہ ایک شہر پہاڑی ریاستون کے اندر ماتحت ریاست کہلور کے وہان کے راجہ کا دارالریاست ہی ابہی بڑ
گذرے ہین کہ یہہ شہر بڑا آباد تہا ایسا کہ اس پہاڑی علاقہ مین کوئی آبادی اسکے ثانی نہ تہی تمام گہر اسکے
ہونے اور پتہرون کے بنے ہوئے تہے اور آباد بازار بارونق وکشادہ تہا تجارت کی کثرت تہی مگر جب
گورکہیون کی یورش پہاڑی ملک پر ہوئی تو انہون نے اُس شہر کو دو مرتبہ لوٹکر ویران کر دیا اور
مکانات گرا دئیے اسقدر کہ تمام شہر مین سے صرف سو گہر آباد رہ گئے پہر جب عملداری انگریزی ہوئی اور
رئیس یہانکا اپنی ریاست پر بحال ہوا تو شہر کے لوگ پہر آکر اسمین آباد ہونے لگے اب روز بروز اسکی
آبادی ترقی پر ہے دریاے ستلج اس شہر کے قریب بہت تیز اور گہرا چلتا ہے پہلے عمارتین محل راجہ کی رہنے کی
جو بڑی عالیشان بنی ہوئی تہی وہ بہی گورکہیون نے گرا دئی تہی وہ اب پہر بنائی گئی ہین بلندی اس
شہر کی سمندر کی سطح سے ایکہزار چارسو پینسٹھ فٹ ہی پہلے راجہ کہلور کا اس شہر مین رہتا تہا اب بایش
اوسکی کہلور کے مقام پر ہے **ریاست کہلور** یہہ ایک چہوٹی سی ریاست کوہ ہمالہ کی نیچلے
قطارون مین واقع ہے جسکے شمال کو دریاے ستلج جو پنجاب کے اوپر کے حصہ اور نیچے کے درمیان بہتا ہے
مشرق کی طرف ریاست بانگل یا بہاگل کے جنوب مین ریاست منڈی و رقرب سرحد علاقہ سرہند ہی اس ریاست کا
کچھ حصہ جو دہنے کنارے دریاے ستلج کے تہا وہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے زبردستی سے اس راجہ کے قبضہ
سے چہین لیا اور جواب موجود ہے ایک تنگ ٹکڑا زمین کا چہہ میل چوڑا اور تیس میل لمبا ہے اور کل علاقہ ایکسو
پچاس میل مربع شمار مین آتا ہے بلندی اسکی مختلف ہے مقام سونی جو اٹہارہ میل کہلور کے اوپر ہے تہہ
دریاے ستلج کی دوہزار دوسو ستر اسی فٹ سمندر کے سطح سے اونچی ہے اور اوس مقام پر دریا
ستلج اپنا بہاو ہی سے پستی کو تقریبًا بیس فٹ فی میل کے آتا ہے وہان سے بایان کنارہ ستلج تہوڑی دور تک اسکا
درجہ برابر ہموار وزرخیز بلاسپور کے مقام تک ہے اور نشیب کی طرف سمت مغرب میدان متعلقہ اس ریاست کا
لکہوال کے مقام تک پہیلتا ہے اور نیچور دون کے حد تک اوسکی حد شامل ہوتی ہے تہوڑے فاصلہ پر
دریاے ایک دو ملوین قطار پہاڑ کی شمال مغرب کی طرف سے چلکر جنوب مشرق کی سمت کو پہیلتی ہوئی چلی گئی
ہے مقابلہ مین اس قطار کے کوہ مالون کی قطار ہے جو گہری اور مشکل گذار ہے بلندی ان قطارون کی اکثر مقامات
سے چار ہزار چارسو اڑتالیس فٹ تک سمندر کی سطح سے شمار مین آتی ہے اور ان دونو قطارون کے
مابین ایک دریا سے گنہر بہتا ہے اور ایک سخت قلعہ جنگی بائیس گز چوڑا اور اسیقدر لمبا مربع شکل کا بنا ہوا ہے
اس بڑی بلندی کے اوپر اگر چڑہ کر ملک کو دیکہین تو عجب سیر دور دور کے ملکون اور پہاڑونکی نظر آتی
ہے سوا اسکے ان گہاٹیون کا زینہ دار میدان اور اسمین دریا کا پانی لہراتا ہوا چلکر کہاتا ہوا خوبصورت د

خوشنما دکھائی دیتا ہے اور وہ زینہ دار ڈھلوان پہاڑ کی بنیاد سے چوٹیون تک برابر جاتی ہے اور بعض بعض
بلند چوٹیون کے اوپر قلعہ و گڈھیان سنجتہ بنی ہوئی ہین اور چیڑ اور دیودار کے درختون کی اسقدر کثرت ہے کہ
تمام پہاڑ سبز نظر آتا ہے اور پہاڑی ندیان و چشمہ اسقدر جاری ہین کہ اونکی سیر سے طبیعت انسان کی سیر نہین
ہوتی ہوا اس فضا پہاڑ کی جو پہاڑ کی بوٹیون کو چھاتی لگاتی ہے نہایت خوشبودار و فرحت انگیز ہوتی ہے اس علاقہ کی
پست زمین کے اندر زراعت ہوتی ہے اور دریا سے اونکو پانی دیا جاتا ہے اور اوپر کی زمین قابل زراعت
نہین ہے اسمین پتھریلی پتھر اور سرخ رنگ کی مٹی اور بعض مقامات پر چکنی مٹی ہوتی ہے پیداوار نیچے کے
حصہ کی ملک مالی اور اوپر کے حصہ کے ملک کی ساتھہ مطابق نہین ہے بارش اس پہاڑ پر خوب ہوتی ہے پیداوار
یہان کی مکئی شالی گیہون جو سرسون تل نخود ماش ادرک تارامیرا بھنگ پوست تماکو لال مرچ اور
میوہ جات صدہا قسم کے آڑو و اکھروٹ سیب انار ناشپاتی وغیرہ پیدا ہوتے ہین دریائے ستلج کے سوا
دریائے گنبر ایک اور دریا مین بہتا ہے جو شمال مغرب کی سمت کوہ مالون سے ہوتا ہوا یہان آتا ہے پہر بدسطے کرکے
راستے پانچ میل کے ستلج مین جا گرتا ہے دریائے گنبر کے سوائے اور چھوٹی چھوٹی ندیان بہت سی مثل
گمبار و سیر و لونہد و جہجر اس علاقہ مین جاری ہین جس سے تمام علاقہ سیراب و شاداب ہوتا ہے اور
نیز ایک بڑی جھیل بھی یہان واقع ہے جسکو کہندالو بولتے ہین کہلور کے راجہ کا پہلے بڑا راج تھا مگر جب مہاراجہ
رنجیت سنگہ نے اسپر یورش کر کے بہت سا علاقہ اسکا دبا لیا تب سے طاقت اسکی بہت کم ہو گئی مگر ستلج کے
بائین طرف اسنے کچھ اپنی ریاست کو بڑہا لیا اور بارہ ریاستین اور جمعی ایک لاکھہ پینتیس ہزار روپیہ
اسکے ماتحت آگئین سنہ ۱۸۱۴ع مین گورکھیون نے غلبہ پاکر راجہ کو مغلوب کیا پہر سرکار انگریزی اور گورکھون
مین اس مقام پر بڑی لڑائی ہوئی اور امر سنگہ سپہ سالار فوج گورکھہ کا مالون کے قلعہ مین محصور ہوا اور
شکست کھائی انگریزون کی فتحیابی کے بعد یہہ ملک بدستور حال راجہ کو عطا ہوا آمدنی اسکی ایک لاکھہ
دس ہزار روپیہ اور آبادی چونسٹھہ ہزار آٹھسو اڑتالیس آدمی کی ہے اور راجہ کے پاس جنگی فوج
چار سو کے قریب رہتی ہے سنہ ۱۸۵۶ع مین راجہ جگت سنگہ کہلور کے راجہ نے سرکار سے اجازت طلب کی کہ وہ
اپنے بیٹے ہیرا چند کو اپنا جانشین کرے چنانچہ اجازت ہوئی اور ہیرا چند اوسکا وارث قرار پایا اس ریاست کے
شہر اور بڑے قصبہ بلاسپور و کہلور و نندپور و نکودال ہین اور خاص کہلور اس ریاست کا دار الریاست
جو جنوب بمغرب کو گہاٹیون کوہ نینا دیوی پر دریائے ستلج سے پانچ میل کے فاصلہ پر آباد ہے گو کہ آبادی
اسکی چھوٹی ہے مگر بسبب اسکے کہ راجہ خود اس مین رہتا ہے رونق اسمین زیادہ ہے لیکن بلاسپور کی
آبادی اس سے بڑی ہے کہلور کا فاصلہ شہر کلکتہ سے ایک ہزار ایک سو تین میل کا شمار ہوتا ہے ۔۔

ماکھو وال کہلور کی ریاست کے اندر دریاے ستلج کے بائین کنارے کے متصل آباد ہے آبادی
اسکی ہموار میدان اور زرخیز زمین مین ہے جو دریاے ستلج اور کوہ نینا دیوی کے درمیان ہے واقع ہے
گہاٹی اس پہاڑ کی بہی ابہی ماکھو وال کے نام سے موسوم ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اپنی زور کے قوت
کہلور کے راجہ سے یہہ علاقہ چہین لیا تہا مگر انگریزون نے پہر واپس دلا یا فاصلہ اسکا کانگڑہ سے شمال مغرب کے
سمت کو ایکہزار ایکسو میل کا ہے **نینا دیوی** کہلور کی ریاست کے ماتحت یہہ ایک اونچی دار
پہاڑ تنگ جزیرہ نما کی شکل کا ستلج کے بائین کنارہ چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے اسکی بلندی آس پاس
کے پہاڑ سے تین ہزار فیٹ اور سمندر کے سطح سے چار ہزار فیٹ ہے اوپر کے چوٹی اس پہاڑ کی ایسی
قطع کی ہے جیسے کہ پنجاب کے سکہون کی پگڑی اور اس مقام کو سکہ لوگ بہت متبرک جانتے ہین اور اوسکا بدل
وجان ادب کرتے ہین کیونکہ گورو گوبند سنگہ اونکے دسوین گورو نے بہت مدت تک یہان قیام رکہا تہا
اسبات کے سواے ایک اور سبب ہندون کی دیوی کا یہان بنا ہوا ہے اور اونکا اعتقاد ہے کہ ستی جی
شب جی کی عورت جو زندہ آگ مین جلکر مر گئی تہی اور اوسکی نعش کو آگ سے نکالکر جا بجا لئے پہرے تہے اوسکی
نین یعنے آنکہین یہان گری تہین جہان اب مندر بنا ہوا ہے یہہ مندر پتہر کی عمارت کا بنا ہے
اور پتہر کے زینون سے چڑہ کر اوسپر جاتے ہین اور بڑے اعتقاد کے ساتہہ پرستش کرتے ہین **رتن گڑہ**
کہلور کی ریاست مین یہہ ایک قلعہ اونچی چوٹی ڈہلوین قطار مالون کے پہاڑ کے خاص کہلور کے مقام سے
ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر بنا ہوا ہے عمارت بڑی مضبوط و مستحکم ہے ایسی طرح کہ دشمن اوسپر کا کم قبضہ نہین
پاسکتا اسمقام پر بڑی سخت لڑائی ہوئی تہی ان فوج گورکہہ اور انگریزی فوج کی ۱۸۱۴ع مین آخر کو گورکہیون
کو شکست اور انگریزون کو فتح نصیب ہوئی یہہ قلعہ اگرچہ چہوٹا سا ہے مگر بسبب اسکے کہ مضبوط اور اونچا واقع
پر بنا ہوا تہا گورکہیون نے یہان آکر پناہ لی تہی فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار اٹہانوے
میل کا ہے کیونتھل یہہ ایک پہاڑی ریاست ستلج اور جمنا کے درمیان واقع ہے شمال کیطرف
اسکے کوہ شملہ و کوٹہی و مدہان و تہیوگ و گوند وغیرہ شرق مین بلسین جنوب مین سرمور و علاقہ راجہ پٹیالہ
مغرب مین بگہاٹ و حصہ علاقہ پٹیالہ ہے یہہ علاقہ پندرہ میل شمال سے جنوب کو لنبا اور اوسیقدر چوڑا
ہے یہہ علاقہ پہاڑون کے اندر واقع ہے اور پہاڑ چارون طرف اسکی محیط ہین جو بڑے بڑے بلندی
رکہتے ہین کوئی حصہ اسکا کا تین ہزار فیٹ سے کم بلند نہین ہے چنانچہ چوٹی ایک پہاڑ کی جسکا نام شالی
ہے سات ہزار آٹہہ سو فیٹ بلند ہے اور دوسری چوٹی کوہ مہاسو کی نو ہزار آٹہہ سو فیٹ بلندی رکہتی
پانی ان گہاٹیون کا جنوب و مشرق کیطرف بہہ کر دریاے گری مین گرتا ہے اس علاقہ مین بڑا شہر دہمی

ہے

جسکا نام جنگا ہی اور اوسی شہر مین بہانکا راجہ رہتا ہے جب سرکار انگریزی نے گورکہیون پر فتح پائی
تو یہہ علاقہ یہان کے راجہ کو الگ کر کے ایک حصہ اسکا بعوض طلی راجہ پٹیالہ کے پاس فروخت کر دیا باقی ماندہ
سطح اس ریاست کا ایکسو انتالیس میل مربع ہے اور اگر تمام علاقہ اسکا جو اسکو بعوض شملہ وغیرہ کے
ملا تہا شمار کیا جاوے تو دو سو ستر میل مربع ہو جاتا ہے آبادی خاص کیونتہل کی چودہ ہزار اور کل علاقہ
ریاست کی بیس ہزار آدمی کے ہے اور اگر شملہ کے معاوضہ کے ملک کو ملا یا جاوے تو تیرہ ہزار پانسو اور
لکہاتے ہین **پنجی جوکی** یہہ قصبہ ریاست کیونتہل کے شرقی حد پر اوس سڑک کے اوپر جو شملہ سے
کوٹگڈہ کو جاتی ہے شملہ کی سڑک سے بفاصلہ گیارہ میل آباد ہے اور سڑک کے کنارے پر ایک لکڑی کا مکان
مسافرون کے ٹہرنے کیواسطے بنا ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹہہ ہزار ایکسو ساٹہہ فیٹ ہے
مہاسو کیونتہل کے علاقہ مین یہہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو ایک قطار کوہ ہمالہ کے نچلے قطار
کے اندر واقع ہے اصل مین نام اسکا مہاشو تہا اب غلط العام مہاسو مشہور ہو گیا کیونکہ مہاشیو کے معنی
بڑے دیوتے کے ہین اور یہان ایک شوالہ پرستشگاہ ہندون کی بنی ہوئی ہے جسکی عمارت پتہر و چونے
سے مستحکم کی ہوئی ہے اور شب جی دیوتا کا وہان پوجن ہوتا ہے یہہ پہاڑ چیڑ و زیتون وغیرہ درختون
سے بہرا ہے اور دور سے صورت اسکی ایسی نظر آتی ہے جیسے کہ ایک عالیشان باغ ہو بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے نو ہزار ایکسو چالیس فیٹ کی ہے **چیسکو** کیونتہل کے علاقہ مین یہہ ایک پہاڑ کے بلند
چوٹی شملہ کے پہاڑ کے مشرق کی طرف کو واقع ہے اسمین چکنی مٹی ہے اور پتہرون سلین اور تختے بہت ہین
اسکے جنوب کو بالکل ننگا پہاڑ ہے اور شمال کیطرف بڑے بڑے درخت بلند اور ویرانہ جنگل ہے اور جب
مثلثی طریق کے ذریعہ سے پیمایش اس پہاڑ کی ہوئی تہی تو اسمقام پر محکمہ مقرر ہوا تہا بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے آٹہہ ہزار ایکسو بیس فیٹ ہے **کرول** کیونتہل کے علاقہ مین یہہ بہی ایک پہاڑ کی چوٹی
کا نام ہے جو بارہ میل مشرق کے طرف سپاٹو کی جنوبی حد کوہ ہمالہ مین واقع ہے اسکی چوٹی پر کلی
کے پتہر بہت ہین اور سنگ مقناطیس بہی اکثر پایا جاتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار
چہہ سو بارہ فیٹ ہے **ماشند** کیونتہل کے علاقہ مین یہہ ایک پہاڑ کی چوٹی کا نام ہے جو کوہ چنکو
سے شامل ہوتا ہے اور ایک طرف سے اسکے ایک ندی دریاے گری کی مددگار نکلتی ہے اور دوسرے
طرف سے خاص دریاے آشنی نکلکر بہتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے ساتہہ ہزار آٹہہ سو فیٹ کی ہے
جوبل یہہ ایک پہاڑی ریاست جنوبی کوہ ہمالہ مین معہ علاقہ اترا کے جو پیچہے سے اسمین شامل
ہوا ہے واقع ہے شمال کیطرف اسکے علاقہ بشہر و دو علاقہ کیونتہل و بشہر مشرق کے طرف علاقہ بشہر و

گڈہ وال اور گڈہ وال وبہر کے درمیان دریائے پابر وٹونس جاری ہین جنوب کی طرف ریاست
سرمور مغرب مین سرہور ریاست بلسن سطح کل اسکا تین سو تیس میل مربع ہے شمالی حصہ اسکا پابر کی
گہاٹیون کے اندر ہے جو اوسی دریا کے نام سے موسوم اور دریا کے دہنی کنارہ پر واقع ہین جنوبی حصہ
اسکا کوہ شالوی و دریائے شالوی کے شامل ہے ان گہاٹیون مین سے پابر کی گہاٹی نہایت سرسبز و خوشنما
ہے اور رانا اس ریاست کا دیورلے کے مقام پر رہتا ہے بلندی جبل کے پہاڑ کی اکثر مقامات سے بہت
بلند ہے بڑی چوٹی اسکی جو جنوب مغرب کے حد پر ہے اوسکا نام چور ہے وہ بارہ ہزار ایکسو اونچاس فیٹ
اونچی ہے اور دوسری چوٹی اورکا جو شمال مین ہے وہ دس ہزار فیٹ بلندی رکہتی ہے اور دریائے
پابر کے تہہر ہینگر کے مقام پر جو شمال مشرقی حد پر اس ریاست کے ہے وہ چار ہزار نو سو تیس فیٹ اونچی ہے
رہنے والے اس پہاڑ کے حسین وجمیل وخوبصورت گورے رنگ کے ہین پوشاک اونکی ڈہیلی سوتی اونکی
پاجامے اور چیت کمربند گلے مین روئی کا کرتہ سر پر ٹوپی عورتین یہان کی سخت بےشرم و مرد بےغیرت
پہلے عورات کی بیع وشرا بربلا ہوتی تہی مگر اب وہ پردہ کرتے ہین ہندؤن کے مذہب کے لوگ بکثرت
مسلمان برائے نام شاذ و نادر ہے بولی یہان کی ہندوستانی پہاڑی ملی ہوئی آبادی اس ریاست کی
قریب پندرہ ہزار آدمی کے اور آمدنی چودہ ہزار ایکسو سولہ روپیہ سالانہ ہے تین سو آدمی رانا کے
پاس سپاہی رہتے ہین رانا یہان کا قوم کا راجپوت ہے ۱۸۱۵ء مین جب اس ملک سے انگریزون نے گورکہہ فوج
نکالدی تو یہہ رانا سرکار انگریزی کے حکم سے اپنے ملک پر بحال ہوا مگر دوبارہ ۱۸۴۳ء مین وہ
ریاست کے کام سے بسبب کسی امر کے بیدخل ہو گیا اور اسکے واسطے نقد روپیہ پنشن کا دینا قرار پایا جسکے
لینے سے اوسنے انکار کیا ۱۸۴۸ء مین وہ مرگیا اور یہہ ریاست پہر اوسکے بیٹے نابالغ کو عطا ہوئی اوسکے
رئیس کے بالغ ہونے تک انتظام ملک کا سرکار سے متعلق رہا جب وہ بالغ ہوا تو ۱۸۵۷ء مین کامل اس
ریاست کا قبضہ اوسکو ملا کہ اب تک وہ اپنی ریاست مین قابض ومتصرف ہے اس ریاست کے
مشہور قصبہ قلعہ جبال اور دیورہ ریاست گاہ رانا کا ہے **جبل** **قصبہ** یہہ ایک قلعہ پختہ و مستحکم بنا ہے
ریاست جبل کے جنوب مشرقی گہاٹی پر بنا ہوا ہے جو کوہ چور سے لیکر کوہ دارلو تک پہیلتی ہے ستلج پار کے
پہاڑیون مین یہہ نامی قلعہ ہے سرکار انگریزی کی عملداری سے پہلے اس قلعہ مین گورکہون کا قبضہ تہا اب
جبل کے رانا کے قبضہ مین ہے **منڈ** **قصبہ** رہیہ کوہستانی علاقہ منجملہ علاقجات ریاست جبل کے ہے اسکے
شمال کے طرف حدود ریاست جبل کے ملتے ہین طول اسکا قریب آٹہہ میل کے جنوب غرب سے شمال شرقی
کو اور پانچ میل چوڑان ہے سکہ یہہ بڑی قطار پہاڑون کی جنوب غرب کی سمت سے شمال شرقی کو پہیلتی ہے

اور حصہ کوہ وارتو کے چوٹی کا جسکے پہاڑ سے شامل ہوتا ہے بلندی اسکی چھ ہزار فیٹ سے
سات ہزار فیٹ تک شمار مین آتی ہے پانی کی ندیان اسمین بہت جاری ہین جو جنوب مغرب کو چلکر
دریاے ٹونس مین جا ملتے ہین باشندے یہان کے سخت دل دلاور ہین کیونکہ گورکھون
کے یورش کے وقت اور سب پہاڑی علاقجات انکے مطیع ہوگئے اور انہون نے اطاعت نہ کی
اور چھ ہزار آدمی سے ملکر بمقام منتل اونسے مقابلہ کیا اور سخت خونریزی ہوئی پھر جب انگریزی
لشکر گورکھون کے نکالنے کو یہان آیا تو دوبارہ اس علاقہ کے لوگون نے گورکھون
کے مارنیکو ہتھیار باندہے اور سرکار کی بڑی مدد کی اور قلعہ چپال کا گورکھون سے لے لیا جب گورکھہ
لوگ یہان سے بیدخل ہوئے تو یہہ علاقہ انگریزی ضبطی مین آگیا اسلئے کہ اصلی وارث بشہر کی ریاست کا کوئی
موجود نہ تہا اور پہلے جبل کی رانا کی صرف ماتحت یہہ ریاست تہی بعد چندے یہہ کل علاقہ کیون تہل کے رانا
کے حوالے ہوا کل سالانہ آمدنی اس علاقہ کی تین ہزار روپیہ اور تین ہزار آدمی کی آبادی ہے جنمین
قریب چار سو آدمی کے مسلح وسپاہی ہونگا **اردکنا** جبل کی ریاست مین ہے ایک پہاڑ کی چوٹی کا نام ہے
جو کوہ چور اور وارتو کے درمیان ہے اسپر بڑے بڑے درخت چیڑ و زیتون وغیرہ کے ہین اور
سڑک جو چھپال سے دہورا کو جاتی ہے وہ اس پہاڑ کے اوپر دو چوٹیون کے درمیان مین سے جنکی
بلندی گیارہ ہزار فیٹ بلندی گذرتی ہے بڑا اونچا مکان اس سڑک کا جو اس پہاڑ کے اوپر ہے
بلندی اوسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار سات سو اونتیس فیٹ شمار مین آئی ہے مثلثی پیمایش کے وقت
اس درہ کا نام شہر کا نلار کہا گیا تہا **ٹراک یا ترول** یہہ ایک پہاڑی علاقہ کوہ ہمالہ
کے نیچلے قطارون مین ہے اسکے شمال مین علاقہ بشہر مشرق مین راینگدہ و بشہر جنوب مین کوہ جبل غرب مین
کندرو و کوٹہکائی کل سطح اسکا قریب ستر میل کے مربع ہے بلند چوٹیان اس پہاڑ کی کوہ وارتو سے
جنوب مغرب کیطرف پہلی ہوئی دریاے ٹونس تک پہونچی ہین اسمین بلند بلند مقامات کثرت سے ہین چنانچہ
چوٹی کوہ تنگرو کی جو شمال مغرب کی حد پر ہے وہ دس ہزار ایکسو دو فیٹ بلند ہے آبادی اس علاقہ
کی دو ہزار پانسو اور آمدنی تین ہزار روپیہ سالانہ ہے جس مین سے رئیس یہان کا دو سو اسی روپیہ
سرکار کو دیتا تہا اور ایکسو پچیس آدمی مسلح اوسکے پاس رہتے تہے ۱۸۱۵ء مین جب سرکار نے
گورکھون کو یہان سے بیدخل کیا تو ریاست یہان کی رئیس کے حوالے کردی مگر پیچھے سے معلوم ہوا
کہ وارث اس ریاست کا وہ نہین ہے اوسکے بہائی کا بیٹا وارث حقیقی ہے پس وہ معزول ہوکر بہائی
کا بیٹا اوسکا گدی نشین کیا گیا لیکن اوس سے کچھہ انتظام نہوا اسلئے وہ بھی برخاست کیا گیا اور ریاست

سرکار مین ضبط ہوئی لیکن چونکہ اسکے سبب سے کہ آمدنی ریاست کی بہت کم تہی وہ علاقہ جبل کے رانا کے حوالے ہو گیا
ریاست سرمور یہ ایک کوہستانی ریاست ماتحت سرکار انگریزی کے ہے اسکے شمال علاقہ ریاست
بلیسن و جبل مشرق مین علاقہ جونسار باور و ڈیرہ دون ہے جسکے اندر دریائے ٹونس و جمنا ہے جنوب و
غرب مین علاقہ سرہند و اضلاع ریاست پٹیالہ و کلسیا ہین اسکا کل سطح ایکہزار چہتیس میل مربع ہے سوائے ایک
چھوٹے سے علاقہ کے جو پانون کے قریب اس ریاست کے جنوب مغربی انجام پر ہے جہان سے ندیان نکلکر
دریائے سرستی و گگر مین جا گرتی ہین تمام علاقہ سرمور کا دریائے جمنا کے سطح کے گرد اگرد پہیلا ہوا ہے یعنی
دریائے گری ہمراہ اسکے دو نالہ دون و دریائے جلال دریا کو گرتا ہے دریائے ٹونس جو مشرقی حد پر ہے
علاقہ کا ہے جسکو نیچے آکر جمنا کہتے ہین وہی دریا شمال مشرقی سرحد سرمور کا ہے اور اسکے دونون طرف سے
اور دو دریا جنکا نام تیس و پاب سے ملتے ہے اسمین آکر شامل ہوتے ہین سطح سرمور کے علاقہ کا اکثر ناہموار
ہے اور بلندی اسکی شمال سے جنوب کو کم ہوتی جاتی ہے اسکی شمالی حدود پر چوٹی چور کے پہاڑ کی بارہ ہزار
ایکسو پچاس اور گیارہ ہزار چہ سو نواسی فیٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے اور دریائے گری و جمنا کے سنگم
کے پاس جنوب کیطرف اسکے جو مقام ہے وہ صرف ایکہزار پانسو فیٹ اونچا ہے اس سنگم کے مقام سے
جنوب کیطرف علاقہ کیاردہ دون مغرب کی طرف کو پہیلا ہے اور جنوبی حصہ کو سرمور کا ملتا ہے
کیاردہ دون کا علاقہ پچیس میل لمبا ان مین مشرق سے غرب کو اور چہ میل چوڑا ان مین ہے کل سطح
اسکا جمنا کے مغرب کیطرف سے لیکر گہاٹ سن کے کوہ تک پہیلا ہے جو کل حد دہ میل شمار مین آتا ہے اور
گہاٹ سن کے مقام پر بلندی اسکی دو ہزار پانسو فیٹ کے ہے اور کل علاقہ سرمور کا شرق و غرب کیطرف
ڈہلوان ہے کیونکہ شرق کی طرف اسکے تو دریائے جمنا اور غرب کیطرف مارکنڈا بہتا ہے مارکنڈا کے علاوہ
اور ندیان بہی اسکے غرب کی طرف اپنا اپنا راستہ لیکر ہوئے دریائے سرستی و گہگر کو جا ملتی ہین کیاردہ دون
سے جنوب کیطرف کوہ سوالک کی قطار ہے جنکی بلندیان قریب اڈہائی ہزار فیٹ کے سمندر کی سطح
سے اونچی ہین اور درہ ماگی ٹنڈ کے راستے سے جو اوسی قطار مین ہے دریائے مارکنڈا بہتا ہے شمال کیطرف
کیاردہ دون کے کوہ ہمالہ ہے اور کوہ سین کے قطار شمال مغرب کو ذہنی کنارے دریائے گری کے واقع ہے
اور یہ دریائے گری ٹھنڈ و ہوائی کے قطار کے جنوب مشرقی انجام سے نکلتا ہے جسکی چوٹی پانچ ہزار ستاسو
فیٹ سمندر کی سطح سے بلند ہے شمال مغرب کو اوس سے کوہ سر سو دیوی ہے جو چہ ہزار دو سو نناوے
فیٹ بلندی رکھتا ہے دریائے گری کے پرے شمالی انجام علاقہ سرمور کے کوہ چور کی چوٹی ہے جو بارہ
ہزار ایکسو پچاس فیٹ بلند ہے اسمین جسقدر چھوٹی قطارین ہین انکی چوٹیان آٹھ ہزار فیٹ تک بلند ہین

کوہ راج گڈہ و چیڑون دیوتی جو کوہ چینہ کے مغرب کی سمت کو ہین سات ہزار ایکسو پندرہ و سات ہزار
اڑتالیس فیٹ سمندر سے اونچے ہین اور چیڑون کے پہاڑ کی بلندی جو جنوب مشرق انکے ہے چھ ہزار آٹھ سو
بیس فیٹ بلند ہے اور جنید پور کے پہاڑ جو دریا کے کنارے ٹونس کے ہے آٹھ ہزار پانسو اکسٹھ
فیٹ اور کانگر جو اسکی جنوب کے سمت کو ہے چھ ہزار چھ سو ساٹھ فیٹ بلندی رکھتا ہے - سرمور کا پہاڑ
وانتی ہے اور جا داتی دولت اسمین بکثرت ہے چنانچہ کالسی کے مقام پر ایک تانبے کی کان ہے مگر
پہلے جاری تھی اب اوس سے تانبا نکالا نہین جاتا اسی طرح ایک سیسہ کی کان ہے وہان سے نکالا جاتا ہے اور
جو آدمی کہ قریب وہان کام کرتے ہین لوہا اس پہاڑ مین افراط سے نکلتا ہے اور کان سے نکالکر بھٹیون سے
پگھلاتے ہین اور آٹہ پائی کا آدہ سیر بیچتے ہین اور پتھر کے تختے بھی اس پہاڑ سے بہت نکالتے ہین جو چھتون
کے اوپر ڈالے جاتے ہین اور جا بجا فروخت ہو کر زر قیمت راجہ کے خزانہ مین جمع ہوتی ہے آب ہوا
اس پہاڑ کی مختلف ہے کوہ چینہ سے لیکر جنوبی علاقہ مین کہ برف پڑتی ہے آب ہوا سرد و خشک ہے اور کیاردہ
کے علاقہ مین جیسے پہاڑی جنگل ہین ایسے نہین ہین آدم کا گذر نہین ہے البتہ لکڑی کاٹنے والے لوگ
بڑی محافظت کے ساتھ اوسمین جاتے ہین کیاردہ دون علاقہ تین طرف سے بند ہے صرف مشرق کیطرف
جاہبر جمنا بہتی ہے کھلا ہوا ہے جمنا کے کنارے کی زمین نہایت سیراب زرخیز اور آب و ہوا وہان کی
بھی اچھی ہے مگر جنگل اسکا شیرون اور چیتون اور ہاتھیون ریچھون وغیرہ درندون سے بھرا ہوا ہے اور کثرت
اونکی صرف اسواسطے ہے کہ وہان کے رہنے والے جانور کا مارنا بڑا گناہ سمجھتے ہین شمالی روئی تماکو
اور کئی طرح کی پیدائش یہان ہوتی ہین گیہون جو اس علاقہ مین پیدا ہوتے بوئی جاتی ہین اور
ایک اور قسم کا اناج سیاہ رنگ کے دانہ کا ہوتا ہے اسکی پیدائش بہت کثرت سے ہے سیل وگا کے اس
پہاڑ کے قریب کشمیر دار ہوتے ہین اور گھرون کی عمارتین دو منزلہ سہ منزلہ پتھرون کی بنی ہوئی ہوتی
ہین اور اون پر ٹین ہے شہتیر دیودار وغیرہ کے ڈالکر پتھر کی سلون سے ڈہانک دیتے ہین اس
پہاڑ مین لوہے ڈہالنے کا کارخانہ کے سوا اور کوئی اشیا کا کارخانہ نہین ہے اور نہ اور کوئی
بڑی ایسی تجارت ہے سڑکین اس علاقہ کی نہایت تنگ و مشکل گذار ہین بعض سڑکین تو صرف ڈیڑہ
فیٹ تک چوڑی ہوتی ہین اور دونو طرف سڑک کے بعض مقام پر عمیق غار ہین اور بعض جگہہ بہت
اونچے پہاڑ ہین جہان سے لدا ہوا جانور بھی گذر نہین سکتا یہانکے رہنے والون کا مذہب ہندون کا ہے
گیہونکی مرض یہان اکثر لوگون کو ہو جاتی ہے یعنی گلا اونکا سوج کر بہت موٹا ہو جاتا ہے قریب ہر ایک آدمی کا
پھیرتا ہوتا ہے اور چالاک و مضبوط و بارکش و محنت پسند ہوتے ہین پوشاک یہانکی لوگون کی ایک پاجامہ

اور لمبا کرتہ گھٹنوں تک اور قرمزی رنگ کی لمبی ٹوپی شانہ تک پھیلی ہوئی ہے اور بعض سردی کیلیے کمبل کا چوغہ بھی رکھتے ہیں امیر لوگ یہاں کے ہندوستانی وضع کے انگے پہنتے ہیں اور سکھوں کے وضع کی چھوٹی دار پگڑیاں باندھتے ہیں عورتیں یہاں کی نازک بدن نہیں ہوتیں اور اگر فاحشہ ہوں تو مرد غیرت نہیں کرتے ایک عورت کا چند خصم ہونا یہاں عام رواج ہے مثلاً اگر ایک گھر میں پانچ بھائی ہوں تو وہ ایک عورت کو آپس میں بلکہ بیاہ لیتے ہیں اور وہ ایک ہی عورت پانچوں مردوں کی عورت کہلاتی ہے چونکہ عورتیں وہاں بہت ہیں اسلئے وہاں لوگ اپنی لڑکیوں کو ہندوستان کے شہروں میں لاکر بکثرت فروخت کر جاتے ہیں آدم زاد کی قیمت وہاں بیلوں اور گھوڑوں کی طرح مقرر ہوتی ہے یعنی جیسی جیسی اسکی خوبصورتی زیادہ ہو اوسیقدر اوسکی قیمت زیادہ ہوتی ہے اگرچہ سرکار انگریزی نے اس رسم کی مسدودی میں بہت کوشش کی ہے مگر تو بھی پوشیدہ پوشیدہ وہی کام ہوتا چلا جاتا ہے اس پہاڑ میں ہندوؤں کی مندر و پرستشگاہیں بہت سے بنے ہوئے ہیں برہمن بافراط ہیں ستی کے ہونے کا یہاں بڑا رواج تھا مگر اب بند ہے راجہ یہاں کا راجپوت کہلاتا ہے اور یہی قوم یہاں بکثرت رہتی ہے جب سرکار انگریزی نے اس علاقہ سے گورکھیوں کی فوج کو نکالا تو ۱۸۱۵ع میں یہہ علاقہ سرمور کے راجہ کے نام پر واگذار فرمایا اور علاقہ کیاردہ دون کا بھی پھر ۱۸۳۳ع میں اسی راجہ کے حوالے کر دیا گو کہ ایک دفعہ [illegible] کے پاس اس راجہ نے سرکار انگریزی کے ساتھ سرکشی کی تھی مگر سرکار نے رحم کیا اور جرمانہ لیکر اوسکو پھر تاج بخشی کی آمدنی اس پہاڑی علاقہ کی پہلے چالیس ہزار روپیہ سالانہ تھا جب کیاردہ دون کا علاقہ اسکے شامل ہو گیا تو ایک لاکھ روپیہ کی آمدنی سالانہ ہو گئی قصبہ ناہن جو علاقہ کیاردہ دون کے مغربی جانب پر آباد ہے اس راجہ کے رہنے کا مقام اور ریاست کا [illegible] ایسی آبادی کا اور کوئی شہر و قصبہ اسکی ریاست میں نہیں ہے کیونکہ خاص کیاردہ دون تو صرف ایک گانو ہے اور قصبہ کالسی جو آگے بڑا آباد تھا اب ویران ہو چکا ہے کل علاقہ اس ریاست کا سات پرگنوں میں منقسم ہے اور آبادی پچھتر ہزار پانسو پچانوے آدمی کی ہے یہہ راجہ سرمور کا پندرہ نسلوں سے راجہ چلا آتا ہے اور بزرگ اسکے پہلے جیسلمیر کے ملک میں حکومت کرتے تھے جب ۱۰۹۶ع میں جیسلمیر فیروز شاہ تغلق کے قبضہ میں آئی تو بزرگ انکے اس پہاڑ کا جاگیردار بنا تب سے برابر یہہ اس جگہہ پشت بہ پشت حکومت چلی آتی ۱۸۰۳ع میں گورکھیوں نے اس ملک پر قبضہ پایا اور راجہ کو بیدخل کر دیا مگر ۱۸۱۵ع میں سرکار انگریزی نے گورکھیوں کو بیدخل کر کے پھر یہہ ریاست راجہ کے سپرد کی اس راجہ کے پاس جنگی فوج کچھ بہت بڑی نہیں رہتی صرف چار سو پیادہ مسلح اور دو ضرب توپ رہتی ہے [illegible] یہہ ایک پہاڑ [illegible] چوٹی دار جنوبی [illegible]

کوہ چور بہت اونچی ہے بلکہ سرمور کے علاقہ مین ایسی خوشنما گہاٹی پہاڑ کی اور کوئی نہین ہے اور جب اسپر
چڑہکر جنوب کے سمت کو دیکہین تو دور دور تک نظر پہونچتی ہے اور فراخ میدان ہندوستان کی خوب
نظر آتے ہین اور شمال کی سمت کو بلند پہاڑ برف سے ڈہکے ہوے اور چمکتے ہوے دکہائی دیتے ہین
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار ایکسو اونچاس فیٹ ہے **کانگڑہ** سرمور کے ریاست کے
علاقہ مین دریاے گری اور دریاے ٹونس کے درمیان ہر ایک دریا سے تین تین میل کے فاصلہ پر
یہہ ایک قلعہ گلی کے پتہرون کا بنا ہوا ہے اس علاقہ کی پیمایش کے وقت یہان پیمایش کا محکمہ مقرر ہوا تہا
بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چہہ ہزار چہہ سو میل کے ہے **جیتک** سرمور کے علاقہ مین ایک قطار پہاڑ
کی ڈہلوین شمال مغربی انجام کوہ کیارہ دون سے نکلتا ہے اسکی چوٹی کے اوپر ایک قلعہ تین سو فیٹ
لمبا اور پچاس فیٹ چوڑا بنا ہے جسکے چارون کونون پر چار برج اور دو بارہ سے بنے ہوے ہین عمارت
اسکی نہایت پختہ و مستحکم ہے ۱۸۱۴ء مین جب انگریزون نے اس پہاڑ مین آکر گورکہون پر یورش کی تو
اوسوقت دو ہزار دو سو آدمی مسلح اس قلعہ مین تہا جب ۲۷ - دسمبر کو انگریزی فوج ایکہزار ساتسو
مین یہان پہونچی تو گورکہون نے نہایت سختی سے اونکا مقابلہ کیا اور پہلے ہی مقابلہ مین انگریزی فوج
مین سے ایکہزار آدمی میدان سے بہاگ نکلا اور باقی سات سو آدمی نے دشمنون کے مقابل بڑی دلاوری
کے ساتہہ قیام رکہا بلکہ گورکہیون کو پسپا کرکے قلعہ کے نیچے جا اوترے اوسوقت جنرل مارٹنڈل صاحب
افسر فوج انگریزی کے نے بہاگی ہوئی فوج کو پہر جمع کیا اس لڑائی مین چار افسر انگریزی اور ۹۰ نفری
چہوٹے افسر و سپاہی قتل ہوے دو سو اکیاسی آدمیون کو زخم شدید پہونچا پہر تیرہ مارچ ۱۸۱۵ء کو دو
توپین جنہین نو نو سیر کی گولی بارود کی پڑتی تہی انگریزون نے بڑی مشکل سے قلعہ کے سامنے قطار پر
چڑہائین ہوالے اونکے اوس قلعہ کے مقابل اور چہہ توپین دو جانب سے مختلف وزن کے تہیلی کے اوسی گہاٹی پر
چڑہاکر نصب کین اور قلعہ پر آتشباری شروع کی مٹی خشت کے شروع ہی مین بباعث گرجانے قلعہ اور ختم ہوجانے
ذخیرہ کے گورکہون نے امان مانگی اور ایکہزار پانسو آدمی مسلح معہ ایکہزار عورت و بچون کے قلعہ کے
اندر سے نکلکر چلے گئے اور قلعہ انگریزون کے ہاتہہ آگیا یہہ جیتک کا مقام چار ہزار آٹہہ سو چون فیٹ سمندر
کے سطح سے اونچا ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے طرف براہ ڈیرہ دون ایکہزار چودہ میل کا
کولرون علاقہ کیارہ دون سرمور کے ریاست کے متعلق یہہ ایک آبادی اور فرودگاہ مسافران
کی اوس سڑک پر جو ڈیرہ سے ناہن کو جاتی ہے چون میل مغرب کیطرف ڈیرہ کے واقع ہے کیارہ دون
کے گردے کے پہاڑ انہین بہت ملے ہوے ہین اور صرف ایک ہی ندی جسکا نام بتا ہے اسمین جاری ہے

سڑک اِس پہاڑ کی بہت ناصاف و ناہموار ہے اور سواے پانی کے اور کوئی چیز یہان کم میسر ہوتی ہے صاحبان انگریز اِس پہاڑ کا نام کلسون لکھتے ہین اِس مقام پر فتیا مین غلام قادر خان روہیلہ و جگت پرکاش راجہ سرمور کی بڑی لڑائی ہوئی تھی جسمین غلام قادر خان نے شکست کہائی فاصلہ اِسکا شمال مغرب کو کلکتہ سے ایکہزار چہیاسی میل کا ہے **کیارده** سرمور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک گانو اوس سڑک پر جو ڈیرہ سے ناہن کو جاتی ہے ناہن سے اکیس میل جنوب مشرق کو واقع ہے اور یہہ ایک چہوٹی سی آبادی پہاڑ کے نشیب مین آباد اور بڑے جنگل سے محیط ہے اسکی چوٹی کے متصل ایک قلعہ گورکہیون کے وقت کا بنا ہوا ہے مگر اب ویران و غیر آباد پڑا ہے یہہ علاقہ سرمور کے راجہ کو سرکار انگریزی نے ۱۸۳۳ع مین عطا فرمایا اور یہہ شرطین ٹہرین کہ راجہ انصاف کے کام مین کسیکی طرفداری نکرے اور لوگون کی خاص ذات کے اسباب کا سوای تجارتی اسباب کے محصول نلے سڑک کا بنوانا اپنے متعلق سمجہے بردہ فروشی نہونی پاے کوئی عورت مردہ کے ساتھ ستی نہو بلندی اِس علاقہ کی سمندر کے سطح سے ایکہزار آٹہہ سو چوالیس فیٹ ہے **ناہن** یہہ شہر سرمور کی ریاست کا دار الریاست ہے راجہ سرمور کا اسی شہر مین سکونت رکہتا ہے آبادی اسکی مغربی انجام کوہ کیارده دون اوس سڑک پر جو سہارنپور سے سپاٹو کو جاتی ہے چون میل جنوب مشرق کے سمت سپاٹو سے واقع ہے یہہ شہران پہاڑون کے شہرون مین بہت صفا و خوبصورت و خوشنما ہے گہر اِس شہر کے پتہر کے اینٹون کے چونہ گچ بنے ہین اور آبادی کا مقام ہموار ایک پہاڑ کی چوٹی کے اوپر ہے بازارون مین بسبب نشیب و فراز زمین کے اکثر مقامات پر شہر کے پہاڑ کاٹ کر بنائے ہوئے ہین اور جو ہموار پہاڑ ہے وہان بہت صاف پتہر کا فرش ہے رہنے کی جگہہ راجہ کی شہر کے اندر ایک عالیشان محل ہے خصوصا زنانہ محل پہاڑ کو کاٹ کر سادہ و خوشنما بنا ہوا ہے اِس شہر مین تین مندر ہندؤن کی پرستشگاہ ہین اور ایک انگریزی مقبرہ جسمین لفٹنٹ تہکری صاحب و دو تین اور افسرون کی قبرین مین موجود ہے یہہ افسر قلعہ جیتک کی لڑائی مین مارے گئے تہے یہہ شہر ۱۸۱۴ع مین سرکار انگریزی نے گورکہون سے لیکر راجہ کو دیا سڑک اِسکے پاس کی سرمور کے راجہ نے بہت اچہی بنوائی ہے اِس شہر کی بلندی پر کہڑے ہوکر دیکہین تو تمام سرہند کے میدان اور دریاؤن کی سیر نظر آتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے تین ہزار دو سو ساٹھ فیٹ ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار [illegible] میل کا ہے **راجگڈہ** سرمور کے ریاست کے متعلق ایک پہاڑ کے کنارے پر یہہ ایک قلعہ مربع شکل کا بنا ہوا ہے ہر ایک کونہ پر اسکی ایک ایک برج چالیس فیٹ لمبا اور بیس فیٹ چوڑا بنا ہوا ہے اِس قلعہ مین تمام تعمیر پتہر کے تختون کی ہے اور عمارت کے اندر لکڑی کے بڑے بڑے شہتیر ڈالے ہوئے ہین اور بڑی مضبوطی اور کاریگری سے عمارت

اسکی بنی ہے گورکھون نے اپنے حملہ کے وقت اسکی دیوار کو سرنگ لگا کر اوڑایا تہا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار ایکسو پندرہ فیٹ لی ہے **ساپٹن** سرمور کے علاقہ مین یہہ ایک قطار پہاڑون کی شمال مغرب کے سمت سے جنوب مشرق کی سمت کو پہیلتی ہے اور پہیلاؤ اسکا دو دریاؤن جلال اور گری کے درمیان واقع ہے دریائے جلال اسکی جنوب مغرب کو اور دریائی گری اسکی شرقی بنیاد مین بہتا ہے یہہ پہاڑ بالکل چوٹی کی کنکر تک لگا ہی اور دریائے گری اس پہاڑ اور دوسرے پہاڑ کے درمیان جو پتہرون کے تختون کا ہی گذرتا ہے بلندی اسکی آٹہہزار فیٹ کی ہے اور بعض مقامات مین چہہ ہزار سے لیکر سات ہزار فیٹ تک بلند ہے اس قطار کا پہیلاؤ پچیس میل تک برابر چلا جاتا ہے **شونٹ وبہواڈی** سرمور کے علاقہ مین یہہ ایک چوٹی پہاڑ کی کوہ سین کے جنوب مشرقی انجام کے متصل ہے اس چوٹی کے اوپر ایک مندر پختہ ہندؤن کی پرستشگاہ کا بنا ہوا ہے جسکے اندر دیوی کی تصویر رکہی ہے اور دور دور سے ہندو آکر اوسکی پرستش کرتے ہین مثلثی پیمایش کے وقت اس مقام پر محکمہ مذکور ہوا تہا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پانچہزار سات سو فیٹ کے ہے **ریاست ہنڈور یا نالاگڈہ** یہہ ایک ریاست کوہ ہمالہ کے جنوب مغربی گہاٹیون مین واقع ہے اسکے شمال کو کہلور شرق میں بہاگل و مہلوگ و جنوب و مغرب مین علاقہ سرہند کل سطح اسکا دو سو پچیس میل مربع ہے اسکے تمام علاقہ مین تمام ڈہلوین قطارین پہاڑون کے ہین جو کہ ستلج کے بائین کنارے سے شروع ہو کر اور جنوب مشرق کے طرف کو چلکر سباتو کے مقام پر کوہ ہمالہ کے اونچے پہاڑ سے جا ملتے ہین اس پہاڑ کی بلند چوٹیون مین سے جنجگڈہ چار ہزار چار سو فیٹ اور رام گڈہ چار ہزار چون فیٹ سمندر کی سطح سے اونچے ہین اور دو دریا ایک گنبہر دوسرا گمبر ورہ یا گنبہروٹ اس ملک مین بہتے ہین جو کہ ستلج کے شمال مغرب سرسہ کے مقام سے چلکر بعد طی کرنے مسافت بتیس میل کے کنولی کے مقام پر ستلج مین شامل ہو جاتے ہین کل علاقہ مین سے گمبر ورہ کی گہاٹی بہت آباد و زراعت شدہ و زرخیز ہے اور بہت سے چشمہ اور چہوٹی چہوٹی ندیان وہان بہتی ہین انکے کنارون پر میوہ دار درخت ناشپاتی وغیرہ کے بوئے ہوئے ہین اور راستہ کے دونو طرف بہت سے گانو آباد ہوتے چلے گئے ہین دریائے سرسہ مین بہی بہت سی چہوٹی چہوٹی دہارین شمال و شمال مشرق کی سمت سے آکر شامل ہوتی ہین جنہین علاوہ ورتہہ و ندیان قابل ذکر کرنے کے ہین انکی سوا سے دریائے نینڈ دکالا گنڈ دو چہوٹے دریا شمال و مغربی طرف کے ڈہلوین قطارون پہاڑون سے نکلکر اس علاقہ کو سیراب کرتے ہوئے ستلج مین آگرتے ہین جسقدر زمین اس علاقہ کے رود سرسہ و ستلج کے نیچے ہے وہ دریا برد ہوتی ہے جب کبہی نکلتی ہے تو اوسمین پیدایش غلہ کی بکثرت ہوتی ہے وہ زمین سمندر کی سطح سے ایکہزار فیٹ بلند ہے آب و ہوا و پیدایش اس ملک کی بہت اچہی ہے پیداوار یہان کی مکی جانول گندم جو روئی تو

افیون ادرک تارا میرا سن تماکو تل سرسون وغیرہ غلہ و نباتات ہین اور میوجات مین سے انار
آڑو بیر سیب اکھروٹ زرد آلو خانی شاہ آلو رس بہری اشتاوری خربوزہ وغیرہ کی پیداوار
بہت ہوتی ہے رُب انار کا یہان خوب بنتا ہے اور انار کا چہلکا دوا و رنگ کے واسطے فروخت کو بہیجا
جاتا ہے اور اتل ناس انجیر ناک صنوبر چلغوزہ و گلاب وغیرہ پہول بہت ہوتے ہین اور ملک سیاسنفر
ہے کہ خطہ اوسکا یورپ کے خطہ سے مشابہت تامہ رکہتا ہے بڑی بڑی آبادیان اسمین یہہ ہین نالاگڈہ
رام گڈہ پلاسی نالاگڈہ خاص راجہ کے رہنے کا مقام ہے پہلے راجہ پلاسی کے مقام پر رہتا تہا اس ریاست
مین ایکسو چہتیس گانو اور تخمیناً بیس ہزار آدمی کی آبادی ہے اور آمدنی ایک لاکہہ روپیہ کی ہے موضع
تہاکو رہی ذیر ولی اس راجہ کو ماہ نومبر ۱۸۱۵ء مین مالون کے قلعہ کے عوض مین عطا ہوا اور وہ قلعہ معہ
چہہ گانو کے انگریزی فوج کے واسطے لیا گیا **چنبہ گڈہ** ہنڈور کی ریاست کے متعلق بائین
کنارے دریاے ستلج ایک بلند ٹیلہ پر یہہ ایک قلعہ رام گڈہ سے جنوب مغرب کی سمت کو بنا ہوا ہے عمارت
اسکی پختہ و مضبوط ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چار ہزار چار سو فیٹ شمار مین آتی ہے **جحوری**
ہنڈور کی ریاست کی متعلق یہہ ایک قلعہ اوپر بلند ڈہلاو مین تارا پہاڑ کے بائین کنارے دریاے ستلج
کے بنا ہوا ہے یہہ قلعہ گورکہون کی لڑائی کے آغاز کے وقت قلعہ مالون کے محاصرہ کے واسطے بنایا گیا
جب گورکہون کو سرکار انگریزی نے پہاڑ سے نکال دیا تو یہہ قلعہ بہی انگریزی قبضہ مین آگیا **قلعہ مالون**
ہنڈور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک مشہور قلعہ کوہ مالون کی چوٹی پہ ہے اوپر ستلج کے بائین کنارے کے
واقع ہے یہہ پہاڑ کی قطار جنوب مشرق کی طرف سے چلکر کوہ ہمالہ کے نیچے حصہ کے ساتہہ شامل ہوجاتا
ہے قلعہ کے مقام پر یہہ پہاڑ کا بیس گز سے لیکر بتیس گز تک چوڑا ہے شمال مشرق کے طرف کو ڈہلوان
اس پہاڑ کا دو ہزار فیٹ دریا کے گہرا ایک ہی اور دوسری ڈہلوان جنوب مغرب کے طرف کی اسقدر
دریا سے گہر تک جاتی ہے یہہ قلعہ بڑا مضبوط و پختہ بنا ہوا ہے قلعہ کے اندر کہلا ہوا صحن اور حجرے سپاہیون
کے رہنے کے اور میگزین کے رکہنے کا مکان بنا ہوا ہے قلعہ کے اندر کا حصہ سو گز لمبا اور بیس گز چوڑا
ہے قلعہ کے گرد سخت مضبوط دیوار اور خندق کہنی ہے ماہ اپریل ۱۸۱۵ء عیسوی مین جب امرسنگہ سالار
گورکہون کی فوج کا تمام پہاڑ سے نکالا گیا تو وہ اس قلعہ مین آکر محصور ہوا انگریز جنرل اوکٹرلونی صاحب بہادر
ایک بڑا قافلہ تکمین توپخانہ لیکر یہان آئے اور قلعہ سے پندرہ گز کے فاصلہ پر توپین چوڑکر ۱۵ - مئی ۱۸۱۵ء
کو آتش فشانی شروع کی آخرکار فریقین کے یہہ بات قرار پائی کہ دریاے کالی سے مغرب کی طرف
جسقدر پہاڑی ملک ہے گورکہے بالکل چہوڑکر چلے جاوین چنانچہ گورکہے قلعہ خالی کرکر چلے گئے اور قلعہ سرکار

انگریزی کے قبضہ مین آیا فاصلہ اس قلعہ کا کلکتہ سے شمال مغرب کی سمت کو ایکہزار ستانوے میل کا اور بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے چار ہزار چار سو اڑتالیس فیٹ ہے **نالاگڈہ** یہہ ایک قصبہ و قلعہ ہنڈور کی ریاست
کے متعلق جنوب مغربی گہاٹیون نیچلے قطار کوہ ہمالہ مین واقع ہے اسمقام پر ہنڈور کا راجہ رہتا ہے راجہ کے
رہنے کی حویلیان قلعہ مین نہایت مقبول صورت و عالیشان بنی ہین عمارت قلعہ کی بہی سخت مضبوط و مستحکم ہے
جب گورکہیون کی لڑائی انگریزون سے شروع ہوئی تو اس قلعہ مین بہی گورکہیہ فوج رہتی تہی مگر جنرل
اوکٹرلونی صاحب بڑی بہادری سے آگ برسا کر اونکو قلعہ سے نکالا اور راجہ کو اوسکی گدی پر بحال کیا فقط
پنجال پانٹر گنگلہ ہنڈور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک قصبہ دریاے گنبر کے کنارے رام گڈہ و مالون
کی گہاٹیون کے درمیان آباد ہے **پلاسی** ہنڈور کی ریاست مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ اوس سڑک پر
جو روپڑ سے بلاس پور کو جاتی ہے دس میل روپڑ سے بسمت شمال شرق دہنے کنارے ایک دریا کے
جو کوہ پنجور دون سے نکلکر ستلج مین جاگرتا ہے آباد ہے راجہ ہنڈور کا پہلے یہان رہتا تہا اب نالاگڈہ کے
مقام پر سکونت پذیر ہے گورکہیون کی مہم کے وقت ۱۸۱۴ع مین انگریزی فوج باتحت جنرل اکٹرلونی
کے پہلے آکر یہان فروکش ہوئی تہی اور ارادہ محاصرہ قلعہ مالون کا تہا فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب
کی سمت کو ایکہزار اسی میل کا ہے **ساہی** ہنڈور کی ریاست مین یہہ ایک گانو اور مسافرخانہ اوس
سڑک پر جو سپاٹو سے بلاسپور کو جاتی ہے ۸ میل سپاٹو سے شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے فقط ــ
سورج گڈہ ہنڈور کے علاقہ مین کوہ مالون کے قطار پر مالون کے قلعہ سے ساڑہے چار میل یہہ
ایک بلند چوٹی پہاڑ کی ہے جب گورکہیون نے اس پہاڑ پر یورش کرکے قبضہ پایا تو اونہون نے اسمقام پر
ایک قلعہ بنایا مگر جب کرنیل طامس صاحب نے آکر یہان سے گورکہیون کو نکالا تو اونہون نے وہ قلعہ گرادیا
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چار ہزار نو سو تیس فیٹ ہے **تارا گڈہ** ہنڈور کی ریاست مین یہہ ایک
پہاڑی دریاے ستلج کے پار واقع ہے اوسپر ایک قلعہ سخت مضبوط و مستحکم بنا ہوا ہے جسکو تاراگڈہ کا قلعہ بولتے
ہین راستہ اسکا بہت دشوار گذار ہے کہ رتوپ و عنبارہ کا نہین ہوسکتا انگریزون کی عملداری سے پہلے اسپر
گورکہیہ فوج راجہ نیپال کی قابض ہوئی جب انگریزون نے اس پہاڑ مین آکر مالون کے قلعہ پر لڑائی شروع
کی تو لفٹنٹ لاٹی صاحب بہادر اس قلعہ کے محاصرہ کیواسطے مامور ہوئے اونہون نے بڑی سخت محنت کے ساتھ
یہان تک توپین چڑہا کر آتشباری شروع کی اور چند روز مین قلعہ لے لیا فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے
ایکہزار نوے میل کا ہے **ریاست کیتہار** پہاڑ کے علاقہ مین یہہ ایک چہوٹی سی ریاست کا علاقہ
ہے جسکے شمال مغرب کو بہاگل اور تین طرفون پر علاقہ پٹیالہ ہے طول اسکا پانچ میل اور عرض تین میل اور

کل سطح پندرہ میل آبادی اسکی دو ہزار پانسو آدمی کے اور سالانہ آمدنی تین ہزار پانسو چھپن روپیہ ہے — جسمین سے ایک سو اسی روپیہ سرکار انگریزی کے خزانہ مین داخل ہوتا ہے رانا کے پاس دو سو آدمی نوکر ہین مگر انکو نقد تنخواہ نہین دیتا بلکہ علاقہ ریاست کی ہر ایک ملازم کو زمین دیرکہی ہے جسمین وہ کاشت کر کر گذارہ کرتے ہین اور عند الضرورت رانا کی نوکری مین بہی حاضر ہوجاتے ہین ۱۸۱۵ء مین نیپال کے گورکہون کو نکال کر یہہ ریاست سرکار نے رانا کو عطا کی **سیری** پہاڑی علاقہ مین یہہ ایک درہ کوہی کا نام ہے پہلے یہہ کنہیار کی ریاست کے ماتحت تہا پہر سرکار سے مہاراجہ پٹیالہ کو عطا ہوا یہہ درہ اوس پہاڑ مین ہے جو فیما بین کوہ سپاٹو و شملہ کے واقع ہے اور سپاٹو کی چہاونی [illegible] سے بارہ میل ہے یہان ایک چہوٹا سا گاؤن بہی اچہی عمارت کا بنا ہوا ہے انگریزی سلطنت مین مسافرون کے آرام کے واسطے آباد ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے نو ہزار چار سو اکیس فیٹ شمار ہوئی ہے **ریاست بیجا** یہہ ایک چہوٹی سی ریاست کا علاقہ ستلج پار کے علاقہ مین ہے اسکے شمال کیطرف کوٹہار اور مشرق کیطرف [illegible] اور جنوب مین علاقہ پٹیالہ مغرب مین علاقہ ملوگ ہے اس ریاست کا کل علاقہ ہی پانچ میل تک برابر ہیں بنجر و غیر آباد ہے باقی علاقہ آباد و زرخیز ہے اسمین تین پرگنہ ہین اور فی پرگنہ تین تین ہزار آدمی کے آباد ہے اس ریاست کے علاقہ کی آمدنی کل چار ہزار روپیہ سالانہ ہے جسمین سے اکسو اسی روپیہ سرکار کے خزانہ مین داخل ہوتا ہے سرکار انگریزی سے پہلے اس علاقہ مین بہی گورکہہ قابض ہوگئے تہے سرکار نے اونکو یہان سے نکال کر ریاست یہان کی قدیمی رئیس کے حوالے کردی اور رئیس کے پاس دو سو سپاہیون کے رکہنی کی اجازت دی **ریاست کہارسین** یہہ ایک پہاڑی ریاست درمیان ستلج اور جمنا کے ہے جسکے شمال مین کلو ہے اور اس ریاست کے علاقے اور کلو کے درمیان مین دریاے ستلج جاری ہے شرق کیطرف اسکے ریاست کوٹ گڑہ اور انگریزی ضلع سندوکہ و کوٹ کہائی ہے جنوب مین [illegible] غرب مین علاقہ گوند و ضلاع متعلقہ کیتہل مین سطح اس ریاست کا [illegible] میل ہے اسکا میدان بائین کنارہ ستلج کے اور سطح اسکا بہت بلند ہے اور میدان کا زمین کا سمندر کی سطح سے پانچہزار دو سو اوناسی فیٹ ہے چہاونی کوٹ گڑہ کی جو شرق کا حد ہے چہ ہزار چہ سو چوبیس فیٹ اونچی ہے اور دار کا پہاڑ جو اوسی علاقہ مین ہے دس ہزار چہ سو چہپن فیٹ ہے شمال کیطرف اسکے ایک چہوٹی سی ندی آکر اور اس گہاٹی کا پانی لیکر دریاے ستلج مین گرتی ہے اور جنوب کیطرف سے اور دو چہوٹی ندیان آکر دریاے گری مین شامل ہوتے ہین پیداواری اس پہاڑ کی گیہون جو مکی کئی قسم کی [illegible] وغیرہ ہے پوست یہان عمدہ و بکثرت ہوتا ہے اور افیون اعلی قسم کی سینکڑون مین نکالی جاتی ہے اور دور دور تک اسکی

تجارت ہوتی ہے تل کی یہان زراعت بہت ہوتی ہے اور اوسی کا تیل جلانے مین آتا ہے شالی یہان کئی ایک قسم کی ہوتی ہے سفید وسیاہ چنے بہی بوئے جاتے ہین سیب یہان اعلی قسم کا شیرین لذت دار خوشبو ہوتا ہے سولے اوسکے ناشپاتی انار زرشک انگور اکہروٹ طرح طرح کے شاہتوت بکثرت پیدا ہوتے ہین بانسو کی درختون کے جنگل بہرے ہوئے ہین راجہ یہان کا جو پہلے بشہر کے راجہ کا مطیع تہا اوسکو گورکہیون نے ریاست سے بیدخل کر دیا تہا مگر سنہ ۱۸۱۵ع مین انگریزون نے گورکہیون کو نکالکر راجہ کہر سنگہ کو دوبارہ مسند نشین کیا وہ سنہ ۱۸۳۹ع مین لاولد مر گیا اور کل ریاست سرکار مین ضبط ہوگئی بعد چندے بجلدوی خدمات راجہ متوفی کے سرکار نے راجہ پریتم سنگہ کو جو کہر سنگہ کے رشتہ دار کو کل علاقہ پہر دیدیا سالیانہ آمدنی اس ریاست کی دس ہزار روپیہ ہے جسمین سے ایکہزار چارسو چالیس روپیہ خزانہ انگریزی مین داخل ہوتا ہے خاص کمارسین ایک چہوٹا سا قصبہ راجہ کے رہنے کا مقام ہے جو بائین کنارے پر دریائے ستلج کے آباد ہے گورکہیون کے حملہ کے وقت یہہ قصبہ بالکل اوجڑ گیا تہا اور راجہ کے رہنے کے محل بہی اونہون نے مسمار کر دئے تہے اور کل آبادی مین کل بارہ گہر ذلیل وکمین آدمیون کے یہان آباد رہ گئے تہے جب گورکہہ نکالے گئے اور راجہ کو پہر ریاست سپرد ہوئی تو چند سال مین یہہ دوبارہ آباد ہوا اب عمارات اسکی پختہ پہاڑ والون کی عمارات کے طرح بنی ہوئی ہین راجہ کے سکونت کے مکان بہی بڑے عالیشان تعمیر ہوئے ہین شہر آباد و رعیت دلشاد ہے تجارت بکثرت ہوتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پانچہزار دوسو اسی فٹ اور فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو براہ سپاٹو ایکہزار دس میل کا ہے

ہاٹدوقی کمارسین کی ریاست کے متعلق یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو شملہ سے کوٹ گڈہ کو جاتی ہے کوٹ گڈہ سے دس میل جنوب کے سمت کو آباد ہے اگرچہ یہہ قصبہ چہوٹی سی آبادی کا ہے مگر زیادہ تر مشہوری اسکی اس سبب سے ہے کہ یہان دو بہاری مندر پرستشگاہ ہنود کے لکڑی اور پتہر کی عمارت کے منقش وعالیشان بنے ہوئے ہین اور دور دور سے ہنود اونکی پرستش کو آتے ہین اس قصبہ مین بہی برہمن لوگ بہت رہتے ہین جو اون مندرون کے پوجاری ہین اور آمدنی چڑہاوہ کی کہاتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار چارسو اٹہائیس فٹ ہے

ناک کنڈا کمارسین کی پہاڑی ریاست مین یہہ ایک درہ اون پہاڑی قطارون مین ہے جو کوہ دارتو کے مغرب کے طرف سے نکلتی ہین چڑہائی اس درہ کی جنوب کیطرف سے ڈہلوان ہے اور پہاڑ سرسبز وخوشنما درختان دیودار وچیل وغیرہ درختون بکثرت ہین اور چشمہ پانی کے مصفا جاری ہین جنکا پانی بلور کی طرح چمکتا ہوا نظر آتا ہے اور کئی ایک مقامات مین قدرتی پہول اور سبزی ایسی ہے کہ اسکے دیکہنے سے بہشت یاد آتی ہے اس درہ کی چوٹی پر ایک مسافرخانہ بنا ہوا ہے جسمین مسافر لوگ آرام کرتے ہین بلندی اسکی سمندر کی سطح سے

نوہزار سولہ فیٹ ہے **ریاست کوٹ گڈھ یا بارہ ٹھکرائی** یہہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ریاست ستلج پار کے ریاستون مین سے ہے اِسکے شمال کو دریاے ستلج شرق مین علاقہ بسہر جنوب مین کوٹکہائی مغرب مین کمارسین ہے یہہ علاقہ سات میل لمبا پانچ میل چوڑا کل تئیس میل مربع ہے اس ریاست کا نام پہلے بارہ ٹھکرائی تہا اسلئے کہ بارہ ریاستین جو بائین کنارے دریاے ستلج و ٹونس کے تہین وہ اِسکے ماتحت تہین اور یہان کا راجہ بسہر کے راجہ کی اطاعت مین تہا مگر جب سرکار انگریزی نے گورکہیون پر فتح پائی تو نومبر کی چھٹی تاریخ ۱۸۱۵ع کی لکہی ہوئی سند کی روسے یہہ ریاست یہان کے راجہ کو مل گئی لیکن زیر حکم سرکار انگریزی کے رہا اور علاقہ سنادکہہ جو اس ریاست کے شرقی وہ ایک ندی کے کنارے پر وہان انگریزی فوج کے رہنے کے واسطے چہاونی قرار پائی شمال مغرب کے سمت کو سطح اس علاقہ کا چار ہزار فیٹ اور تمام علاقہ سے نشیب مین بائین کنارے دریاے ستلج کے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے وہان بڑی زراعتین ہوتی ہین اور تمام پہاڑ سرسبز دکہائی دیتا ہے اس علاقہ مین دو باغ ہین ایک بمقام کوٹ گڈھ نامی اور دوسرا ایک دوسرے مقام مین جو چار ہزار فیٹ چارون طرف کے پہاڑون سے نشیب مین ہے اور اون باغون مین کیلے و انار و سیب وغیرہ میوہ دار درخت اور انگریزی قسم کے نباتات و پہول بوٹے بہت ہین آب و ہوا یہانکی خوش و موافق طبیعتون کے ہے جاڑون مین اول کوہر پڑتی ہے پہر برف برستی ہے مگر تسپر بہی سردی مہلک و سخت نہین ہوتی گرمیون مین موسم دلپسند و موافق ہوتا ہے سخت گرمی نہین ہوتی صاحبان انگریزی اس ملک کو بہت پسند کرتے ہین خاص کر جس مقام پر کہ چہاونی مقرر ہوئی تہی اور لوگ گرمی کے موسم مین اون و پشم کا لباس پہنتے ہین فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو کرنال و سباٹو کے راستے ایکہزار ایکسو بیس میل کا ہے اور بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چہ ہزار چہ سو چونتیس فیٹ ہے **کوٹھارکی ریاست** یہہ ایک پہاڑی ریاست ستلج پار کی ریاستون مین ہے اس کے شرق کے طرف کوہ سباٹو و باقی کے طرفون مین ریاست مہلوگ اور بیجا کا علاقہ ہے علاقہ اسکا پانچ میل لمبا اور تین میل چوڑا ہے آبادی چار ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ سات ہزار روپیہ ہے جسمین سے ایکہزار اسّی روپیہ سرکار انگریزی کے خزانہ مین داخل ہوتا ہے سرکار نے گورکہیون کو جب ۱۸۱۵ع مین اس پہاڑ سے نکالا تو یہہ ریاست یہان کی قدیم راجہ کو عطا کر دی تہی **ریاست کوٹہی** یہہ پہاڑ کے ریاستون مین ایک چہوٹی سی ریاست ہے اِسکے شمال کو ریاست علاقہ بہگی شرق کو مدہان جنوب مین شملہ و کیونتہل مغرب مین علاقہ مہاراجہ پٹیالہ ہے کل سطح اسکا پچیس میل مربع اسمین چند قطارین پہاڑون کی بہت بلند اور نولاگا و ایک دریا اسکے شمال کو بہتا ہے جو اس تمام گہاٹی کا پانی لیکر ستلج مین جا گرتا ہے آبادی یکی

تین ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ چار ہزار روپیہ ہے پہلے یہہ ریاست راجہ کیونتہل کے ماتحت تہی اب سرکار انگریزی کے ماتحت ہے **ریاست گونڈ** یہہ بہی پہاڑی ریاستون مین سے ہے یہہ بہی ایک چہوٹی سی ریاست ہے اسکے شمال کے طرف علاقہ ریاست کٹو اور شرق مین کمارسین جنوب کو بلسن و مدہان غرب مین کی دہیوگ ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو بارہ میل اور شرق سے غرب کو چہہ میل عرض ہے اسکے راجہ کو ٹہاکر یا رانا کہتے ہین سنہ ۱۸۱۵ع مین ٹہاکر یہان کا مرگیا اگرچہ اور بہی رشتہ دار دعویدار تہے مگر سرکار سے سند نشینی بہائی راجہ متوفی کے بیٹے کو ملی **متیانہ** یہہ ایک چہوٹا سا قلعہ گونڈ کی ریاست کے متعلق اور سڑک پر جو شملہ سے کوٹگڈہ کو جاتی ہے شملہ سے اونتیس میل شمال مشرق کے سمت کو بنا ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھہ ہزار فٹ کی ہے **ریاست جہلوگ** یہہ ایک چہوٹی سی ریاست ستلج پار کے پہاڑ مین ہے شمال مین اسکے سنڈوڑ مشرق مین علاقہ پٹیالہ و ریاست کوٹہار جنوب مین ریاست بیجا غرب مین بہجور دون و سنڈور شمال و جنوب کو طول اسکا بارہ میل شرق سے غرب کو عرض اسکا سات میل اور سالانہ آمدنی دس ہزار روپیہ ہے جسمین سے ایکہزار چار سو چالیس روپیہ سرکار کے خزانہ مین داخل ہوتا ہے سنہ ۱۸۵۵ع مین آبادی اس علاقہ کی تیرہ ہزار آدمی کے شمار مین آئی تہی اور سنہ ۱۸۱۵ع مین یہہ ریاست گورکہون سے چہین کر سرکار انگریزی نے رئیس حال کو دیدی تہی فقط **ریاست منگل** یہہ ایک چہوٹی سی پہاڑی ریاست ستلج پار کے علاقہ مین ہے اسکے شمال کو علاقہ سکیت ہے جسکے اندر دریاے ستلج بہا جاتا ہے مشرق و جنوب مین علاقہ بہاگل مغرب مین کہلور طول اسکا شمال سے جنوب کو اور چوڑان شرق سے غرب کو چار میل آمدنی سالیانہ ایکہزار اور ایکہزار آدمی کی آبادی ہے **ریاست راوین** یہہ ایک پہاڑی ریاست ستلج پار کے ریاستون مین ہے جنوب و شمال و شرق کو اسکی ریاست بسہر غرب مین علاقہ تروگی و بسہر ہے شمال سے جنوب کو بارہ میل اسکا طول اور پانچ میل عرض ہے **رنلش** راوین کی ریاست مین یہہ ایک قصبہ کوہ ہمالہ کے پہاڑ و ندین عمیق ہموار میدان مین دریاے پابر کے بائین کنارے پر آباد ہے یہہ مقام شملہ کی پیمایش کے وقت ایک باب حکومت و اسٹیشن مقرر ہوا تہا بلندی اسکی سمندر کی سطح سے سات ہزار آٹھہ سو ستانوین فٹ ہے **ریاست بگہاٹ** یہہ ایک ریاست ستلج پار کی ریاستون مین ہے اسکے شمال کو علاقہ پٹیالہ و بیرولی و شرق کو ریاست کیونتہل جنوب شرق و جنوب کو بہی علاقہ پٹیالہ غرب کو بیجا و کوٹہار و سپاٹو ہے طول اسکا جنوب شرق سے شمال غرب کو نو میل اور عرض چہہ میل کل [illegible] تیس میل مربع ہے جب سنہ ۱۸۱۵ع مین گورکہون کو نکالکر سرکار انگریزی نے [illegible] پایا تو انگریزون نے [illegible] کل

دس پرگنون اس ریاست سے چھ پرگنہ راجہ پٹیالہ کے پاس ایک لاکھ ستئیس ہزار روپیہ پر فروخت کر ڈالی
اور باقی کے چار پرگنہ وہان کے رانا کو عطا فرمائی چونکہ اس راجہ نے گورکھیون کی مہم کے وقت سرکار
کی کچھہ امداد اور استمداد ظاہر نہین کیا تھا اسواسطے اسقدر علاقہ اُسکا سرکار مین ضبط ہوکر فروخت
کیا گیا اُسوقت آبادی اس علاقہ کی بحساب فی میل مربع ایکسو دو نفری اور کل تین ہزار چار سو
میل تھا سنہ ۱۸۴۹ع مین راجہ اس ریاست کا لاوارث مرگیا اسلئی کل علاقہ سرکار کی ضبطی مین آگیا گو کہ مہاراجہ
پٹیالہ نے قیمت اس علاقہ کی ایک لاکھہ پچاس ہزار روپیہ دینا بھی منظور کیا مگر اوسکو ملا اور آبادی کے
واسطے بابجا تقسیم ہوا اور کچھہ حصہ انگریزی چھاونی کے نیچے آگیا جسکی آمدنی دو ہزار آٹھہ سو پچاس روپیہ
تھی اوسکے واسطے یہہ تجویز ہوئی کہ اسمین سے ایکہزار دوسو اسی روپیہ رانا مرحوم کے وارثان کو بطور
پنشن کے ملے اور باقی سرکار کے خزانہ مین داخل ہوا اوسوقت رانا کے وارثون نے اس ریاست کے ملنے کیواسطے
ولایت مین دعوی پیش کیا وہانسے لارڈ النبرا صاحب گورنر جنرل بہادر سے کیفیت طلب ہوئی اور بعد
طلب ہونے کیفیت کے یہہ تجویز مسٹر کلارک صاحب اجنٹ رزیڈنٹ کے جو اوسوقت لاہور کے دربار مین
سفیر بنکر آئے ہوئے تھے راجہ متوفی کا چھوٹا بھائی وارث ریاست کا قرار پایا ہنوز اسکی منظوری نہین
ہونی پائی تھی کہ وہ لڑکا بھی مرگیا اوسکے مرنے کے بعد اور دو برادرزادے راجہ متوفی کی ریاست
کے دعویدار ہوئے اونکی نسبت ولایت سے یہہ حکم نفاذ پایا کہ اس ریاست کے باب مین گورنمنٹ ہند
کو اختیار ہے اگر وہ کسیکو دینا چاہے تو نئے شرائط قایم کرکر از سر نو دیدیوے اور یہہ بھی عطایا سرکار
انگریزی کی شمار ہو مگر گورنمنٹ کی رائے مین مسترد ہونا اس ریاست کا راجہ ملے وارثون کو مناسب
متصور ہوا اور بدستور یہہ علاقہ ضبط سرکار رہا۔ **ریاست بہاگل** یہہ ایک چھوٹی سی ریاست
پہاڑی ریاستون مین ہے اسکے شمال کو علاقہ سکیت ہے مشرق کیطرف علاقہ بہگلی و دامی و پٹیالہ جنوب کو
کنار مغرب کو منڈی و روکہلور و نالہ گڑھ ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو اٹھارہ میل اور دس میل عرض ہے
کل سطح اس علاقہ کا ایکسو میل شمار مین آتا ہے مغربی علاقہ اسکا بہت اونچا ہے جسمین بہادر گڑہ کی چوٹی
چھ ہزار دو سو تینتیس فٹ اور بار اوبوتی سات ہزار تین فٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے اس پہاڑ
کا پانی سعہ اور چھوٹی چھوٹی بہت ندیون کے دریائے گنبھر مین گرتا ہے اور ایک ندی اشہری ہے جسکا نام
شلثی ہمایش کے وقت سیر کیا گیا ہے وہ شمال مغرب کیطرف کو بہہ کر دریائے ستلج مین جاگرتی ہے
بہاگل کے علاقہ مین بارہ پرگنہ اور آبادی چالیس ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ پنجاہ ہزار روپیہ
ہے جسمین سے تین ہزار چھ سو روپیہ سرکار انگریزی کے خزانہ مین داخل ہوتا ہے جب سنہ ۱۸۱۵ع مین

سرکار نے فوج گورکہیہ کو یہان سے نکالا تو یہانکے راجہ کو دوبارہ اس ریاست کی راج پر بحال کیا اور
تین ہزار آدمی کی فوج کے رکہنے کی اجازت دی **قلعہ ارگی** یہہ ایک قلعہ بہاگل کی ریاست کے
متعلق مشرقی حد کے بلند اور ڈہلوین قطارون پر واقع ہے اس قلعہ مین پہلے گورکہیہ فوج رہتی تہی
سنہ ۱۸۱۵ء مین سرکار نے اونکو نکالکر یہہ قلعہ بہاگل کے راجہ کے حوالہ کیا **قلعہ ہری پور** ریاست پٹیالہ کے
علاقہ مین یہہ ایک موضع ہے ایک قلعہ کے اوس سڑک پر جو شملہ سے سباٹو کو جاتی ہے سباٹو سے پانچ میل کے
فاصلہ پر واقع ہے آبادی اسکی دریاے گنبر کے ایک شاخ پر زیر حکومت وملکیت مہاراجہ پٹیالہ کے
ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے تین ہزار اکیونچالیس فیٹ ہے **مورنی** شملہ پہاڑ کے پہاڑی علاقہ
مین یہہ ایک چوٹی پہاڑ کی ناہن کے شمال مغرب کے سمت سے چلکر جنوب مشرقی انجام کو ٹیپور دون تک
پہونچتی ہے اسکے اوپر ایک قلعہ بنا ہوا ہے جو مورنی کا قلعہ کہلاتا ہے اور چہوٹی سی آبادی کا ایک
موضع بہی اسی نام کا آباد ہے پہلے یہہ مقام وعلاقہ ایک مسلمان رئیس کے ماتحت تہا سکہون نے اوسپر
غالب آکر اپنے تحت مین کرلیا بلندی وپستی اس چوٹی کی اوسط درجہ کی ہے اور شملہ کی پیمائش کے وقت
یہان پر ایک اسٹیشن مقرر ہوا تہا اور خاص قلعہ کے مقام کی بلندی سمندر کے سطح سے دو ہزار چار سو
تیس فیٹ ہے **قلعہ راج گڈہ** مہاراجہ پٹیالہ کی ریاست کے متعلق یہہ ایک قلعہ دریاے
گری کے دہنے کنارے سے دو میل کے فاصلہ پر بنا ہوا ہے شکل مربع اور عمارت پتہرون اور چونہ کی ہے
طول اسکا چہیاسٹھ فیٹ اور عرض چہپن فیٹ بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار ایکسو چہیتر
فیٹ ہے **سمر دیوتا** یہہ ایک پہاڑ کی چوٹی کوہ سباٹو کے نزدیک ماتحت حکومت پرگنہ سباٹو کے
واقع ہے چونکہ اس مقام پر ایک پختہ مندر شیو جی مہادیو کا بنا ہوا ہے اس سبب اس مقام کو سمر دیوتا
کہتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پانچ ہزار چار سو فیٹ ہے **ریاست بشہر** کوہستانی
یہہ ایک بڑی ریاست ہے اسکے شمال کو انگریزی ضلع سپتی مشرق کو علاقہ چینی تاتار جنوب کو ریاست
گڑہوال غرب وجنوب غرب کو مختلف اضلاع پاس کی پہاڑی ریاستون کے ہین یہہ علاقہ ستاون
میل لمبا شمال مشرق سے جنوب غرب اور چہپن میل چوڑا جنوب مشرق سے شمال غرب کو کل سطح اسکا تین ہزار
میل مربع ہے اور اونچے پہاڑون اور بلند چوٹیون کے اندر واقع ہے اسقدر کہ اسکے ساتہہ کا کوئی
اور علاقہ بلند تر روے زمین پر نہین ہے کوہ نزٹ اس علاقہ مین جو بائین کنارے دریاے ستلج
کے ہے وہ تین ہزار ساسی فیٹ اونچا ہے اور کوہ رائین جو بائین کنارے دریاے پار کے ہے
وہ بارہ ہزار نوسو فیٹ بلند ہے اور دریاے آس کے پاس کے پہاڑ اور مقامات پست ہین اور بعض آئندہ

ایسے بھی ہین جو سات ہزار سے لیکر بارہ ہزار فیٹ تک سمندر کی سطح سے اونچے ہین دریاے ستلج پہاڑ
مین شرق سے غرب کو بہتا ہے اور اوسکے اثر اسکی سبب گویا دو حصوں مین یہہ ملک منقسم ہوگیا شمال کیطرف
کا جو حصہ ہے اوسکو کناور اور جنوبی حصہ کو بسہر بولتے ہین کناور کے ملک مین بہت کانین کچی تانبے کی
دریافت ہوئی ہین لوہا اوس پہاڑ سے کثرت کے ساتھہ نکلتا ہے اسطرح پر کہ کچہہ تو لوہے کے پتھر ہوتے ہین
اور کہین سے کچا لوہا نکلتا ہے اور کچا لوہا مقام نادا اور شل کے جو جنوبی و مغربی جانب اس علاقہ کے آباد
ہین نکالا جاتا ہے اور کارخانے اوسکے جاری ہین یہہ لوہا کلی کی طرح چمکتا ہے کیونکہ اوسمین ریگ
بہت ہوتی ہے کانین یہان جو کہودی جاتی ہین اونکی شکل بطور زینہ دار کان کے ہوتی ہے اور
آدہی آدہی میل تک پہاڑ کے اندر چلے جاتی ہین پہلے اوس کچے لوہے کو چٹر کے کوانون سے تاکے
اوزکوٹ کو درست کرتے ہین اسطرح سے جلاتے ہین وہ اصل مین دو تہائی جلکر ایک تہائی بچتا
ان سب کانون مین سے شل کی کان کا لوہا بہت اچھا ہوتا ہے اور عمدہ عمدہ ہتھیار اوس سے بنائے
جاتے ہین کچا لوہا جب کان سے نکالا جاتا ہے تو سو ٹکرے مین سے تیس یا چالیس یا پچاس ٹکرے
اچھے نکلتے ہین باقی ناکارہ پھینک دینے کے لائق ہوتا ہے آب و ہوا اس ملک کی مختلف قسم کی ہے اور
حسب بلندی ملک کی نشیب و فراز و خشکی و تری مین فرق ہے اوسقدر آب و ہوا مین تفاوت ہے رامپور کے
مقام کی زمین تین ہزار دوسو ساٹھہ فیٹ سمندر کے سطح سے اونچی ہے اور اس علاقہ کے جنوبی جانب سے
لیکر اون پہاڑون تک کہ جہان بسبب کثرت برف کے آجتک بنی آدم کا گذر نہین ہوا طرح طرح کے
موسمین اور آب و ہوا بدلتی ہین نہایت موافق و دلپذیر آب و ہوا مقام جو آباد پہاڑ کی
گہرائی کی ہے جو قریب چار ہزار آٹھہ فیٹ کے بلند و نہایت سرسبز و سیراب و زرخیز علاقہ ہے پیداوار
اس علاقہ کی ستلج کے کنارے رامپور کے مقامات سے لیکر علاقہ سرحد تک جابجا مختلف ہے رامپور کے
مقام پر بانسون کے جنگل اور میوہ دار ہر ایک قسم کے درخت بکثرت ہین اور برفانی پہاڑون پر گہاس تک
ہی پیدا نہین ہوتا ستلج کے کنارے بلندی اسکی سطح کے چار ہزار سے لیکر پانچ ہزار فیٹ تک ہی اور جسقدر اوپر
چڑہتے جاتی ہین ہندوستانی قسم کی درخت غائب ہوتے چلے جاتے ہین اور یورپ کے درخت و نباتات و پہول بکثرت
نظر آتے ہین و چیڑ و دیودار و زیتون وغیرہ پہاڑی درختون کی یہہ کثرت ہے کہ تمام پہاڑ سرسبز باغ
کی طرح دکہائی دیتے ہین اس پہاڑ مین چاے کی پیدائش اور تجارت بہت ہوتی ہے چاے کی زراعت
دریاے ستلج و دریاے لبی کے کنارے جو بنجور کے پہاڑ کے اندر ہے بکثرت ہوتی ہے دو قسم کی چاے
کالی و سبز یہان ہوتی ہے جو چین کی چاے سے مشابہت تمام رکہتی ہے قریب ایک ہزار من سالانہ کی چاے اس علاقہ

ہے سوداگر لوگ شہر لے دار السلطنت لداخ کو لیجاتے ہین اور وہان اسلاک کی چاے کے سواے
چین کی چاے کی کچھ قدر نہین ہے اور یہان غریب غربا و دولتمند غنی سب چاے کا استعمال کرتے ہین
کناور کے علاقہ مین انگور کی یہہ کثرت ہے کہ لاکھون من تک اوسکی پیدائش کی تعداد ہے تازہ انگور
جس قدر کہانے سے بچ رہتا ہے اوسکے ڈہیرون کے ڈہیر خشک کر رکھتے ہین اوسکی سوداگری
ہوتی ہے اور شراب کھچوائی جاتی ہین برسات اور جاڑے کے موسم مین وہی خشک انگور انکی
غذا ہوتا ہے جاڑے مین کشمش خشک ایک روپیہ کا پندرہ یا بیس سیر بکتا ہے اور بڑا انگور تیس یا پینتیس سیر
فروخت ہوتا ہے اس علاقہ مین اٹھارہ قسم کی انگور نہایت عمدہ اور رسدار پیداوار ہوتے ہین۔
عادات اور خصلتین بھی مختلف ہین اور جیسے کہ ملک نشیب سے فراز کو جاتا ہے عادات بھی بدلتی ہوئی
چلی جاتی ہین کناور کے ملک کے باشندے وضعدار بہادر و محنت کش و دیانتدار جہان نواز ہین
اور جب گورکہون کی فوج نے اونپر حملہ کیا تو انہون نے اطاعت نہ کی اور بڑی بہادری سے اونکا
مقابلہ کر کر اونکو شکست دی اور بسہر کا راجہ جو بسہر سے بہاگ کر اونکے پاس جا کر پناہ گزین ہوا اوسکو
اونہون نے پناہ دی دریاؤن کے پل توڑ دیے راستہ اور دری روک لئے غرضکہ گورکہونکو
اپنے علاقہ مین داخل ہونے نہ دیا آخر اسبات پر فیصلہ ہوا کہ سپہ سالار گورکہہ نے سات ہزار پانسو
روپیہ سالانہ ان سے لینا کر کے انکے مقابلہ سے باز آیا اس علاقہ کی عورات زیور پہننے کی بہت شائق
ہین اگرچہ خوبصورتی و خوش خلقی اس پہاڑ مین بہت ہے مگر غیرت برائے نام ہے نہین ایک عورت
کے پانچ چہہ خاوند ہونا یہان عام رواج ہے اور جو شخص ایک گہر مین پانچ چہہ مرد ہوتے ہین وہ
ایک ہی عورت کو قیمتاً خرید کر شادی کر لیتے ہین اور وہ سب کی ایک عورت کہلاتی ہے اور سب
مرد نوبت نوبت اوس سے حاجت روائی کرتے ہین امرا کے یہان ایک عورت ایک مرد کی پاس
بھی ہوتی ہے مگر شاذ و نادر عورات کے بیع و شرا ایسے برملا گہوڑون اور بیلون کیطرح ہوتی تہی اور
قیمت عورت کی خوبصورتی پر پڑا کی جاتی تہی جو کوئی بڑہتا تہا سو پاتا تہا اب برملا یہہ بات نہین ہوتی
کیونکہ سرکار انگریزی کی سخت ممانعت ہے مگر در پردہ وہی حال ہے بہت سے خاوند والی عورت سے جو اولاد
ہوتی ہے اوسکا باپ وہی کہلاتا ہے جسکی نسبت عورت کہہ دیوے کہ یہہ فلانے خاوند کے تخم مین سے ہے
علاوہ اسکے جس باپ کے ساتھہ بیٹے کے خال و خط سے مطابق ہون وہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہہ فلانے کا بیٹا ہے
اس علاقہ کے جنوبی حصہ مین راجپوت اور برہمن ہندو مذہب کے رہتے ہین اور بکری بہیڑ سور و مچہلی کا
گوشت کہاتے اور شراب تاکو چاٹتے نمکین پیتے ہین سرکار کی عملداری سے پہلے عبادت گاہون پر جا کر

دیوی دیوتا کے روبرو یہہ انسان کی قربانیان کرتے تھے خاوندکے ساتھہ عورات بہت ستی ہوتی
تھین اسقدر کہ ایک مرتبہ بہالکا راجہ جو مرگیا تو تیئس آدمی جنمین سے بارہ عورتین اور بیس مرد راجہ
وزرا اور امرا تھے راجہ کے ساتھہ آگ مین جلکر مرگئے مگر جبسے یہہ ملک سرکار کے زیر اطاعت آیا ہے یہہ
واہیات رسمین بالکل موقوف ہوگئین مین جنوبی حصہ کے لوگ گنیش اور کالی دیوی کی پوجا کرتے ہین
اور بہت وکہیلاتے ہین اور شمالی حصہ کے ملک علاقہ کنا ور مین ہندو مذہب کے آدمی شاذونادر ہین سب کے
سب بدھ لامہ مذہب کے لوگ ہین اور بولی انکی شمالی ملک کی تبتی ہے اور دوسری کے ملک مین
ہندوستانی وپہاڑی ملی ہوئی بولی بولی جاتی ہے اوس شہر کے راجہ مہندر سنگہ کو بعد لڑکانے فوج گورکہیون
کے پہر تاج بخشی کی پہلا راجہ ۱۸۵۰ع مین مرگیا تو بسبب اسکے کہ لڑکا اوسکا خورد سال تہا سرکار خود اوسکی
سرپرست ہوئی اور اوسی ریاست کے امرا و وزرا کی خیرخواہی انتظام ملک کا کیا اس ریاست کی فوج
کوئی باقاعدہ نہین ہے سپاہیون کے پاس ایک طرح کے ہتھیار نہین ہوتے کسی کے پاس بندوق اور کسی
اور کسی کے پاس تلوار کسی کے پاس نیزہ کسی کے پاس تبر کا کسی کے پاس تیر کسی کے پاس شمشیر کسی کا
کسی کا چہوٹا کسی کے ہاتہہ مین لکڑی کسی کے ہاتہہ مین سوٹا سرکار راجہ گورکہیون کی لڑائی کے وقت
جب سرکار انگریزی کی مدد کو آیا تو اوسکے پاس تین ہزار فوج تہی جسمین سے ایکہزار سپاہی کے پاس
توڑہ دار بندوقین تہین اور باقی کے پاس طرح طرح کے ہتھیار تھے خراج علاقہ بسہر کا جو گورکہیون کو
دیا جاتا تہا اسی ہزار روپیہ تہا اب بڑی بہاری آمدنی ہے کل آمدنی مین سے پندرہ ہزار روپیہ سرکار
انگریزی لیتی تہی کل آمدنی اس راجہ کو سالانہ بابت محاصل کارخانجات پارچہ بافی وکمبل بافی و آمدنی
کان ہائے آہن وغیرہ و آمدنی زراعت و خراج ملک پندرہ لاکہہ روپیہ ملتا ہے اور آبادی اس علاقہ
کی قریب دو لاکہہ آدمی کے ہے پہلی ریاست کوٹ گڈہ وکمارسین اس راجہ کے ماتحت تہین مگر جب انگریزی
حکم ہوا تب وہ ریاستین علیحدہ ہوگئین اور قلعہ رام گڈہ وسلو وان ودوارتو دیاگی وگوران گول
اوسکے پاس ہے علاقہ کنا ور بسہر کی ریاست کے متعلق یہہ ایک پہاڑی علاقہ ہے اسکی شمالی کوہ
پیتی کا پہاڑ شرقی کو چینی تاتار جنوب کو اضلاع جو آرہ وسو اضلاع متعلقہ بسہر مغرب مین علاقہ ریاست
کلو ہے یہہ علاقہ جنوب مغرب سے شمال شرق کو ستر میل لمبا اور چالیس میل چوڑا کل سطح دو ہزار ایکسو میل
مربع ہے یہہ ملک بہت بلند وناہموار ہے اور مختلف صورت کی نہایت قطارین اور بلند پہاڑ اسمین واقع
ہین [illegible] ستلج [illegible] شمال شرق سے جنوب مغرب کو بہتا ہے اور چینی تاتار کے حد سے ستر میل کے فاصلہ پر
[illegible] اس علاقہ کے حد [illegible] اندر نکلتا ہے مگر ستلج کے کنارہ [illegible] پہلا گاؤن [illegible] آبادی [illegible]

نہین ہوتی بسبب اسکے کہ کنارے ستلج کے بہت ڈہلوین اور بلند ہین اس علاقہ کے اندر چہہ دریا کہ جو
طرف سے دریاے ستلج مین آکر شامل ہوتے ہین یہہ ہین اول دریاے لی جسکو دریاے سپتی بہی کہتے ہین
دوسرا دریاے دارنگ تیسرا اسپو چوتہا دریاے گزہنگ پانچوان دریاے تگلن چہٹا دریاے شالر
اور بائین کنارے کیطرف سے دریاے ہوچو و تقلیز وندنگ ولسا چار دریا ستلج مین آکر گرتے ہین
بلندی اس ملک کی ستلج کے سطح سے دس ہزار فیٹ کی ہے آب و ہوا اس ملک کی گرم موسم مین تمام نچلی
حصے ستلج کے گہاٹیون کے گرم و بعض موقعون پر بہت سخت گرم اس باعث سے ہے کہ آفتاب کی کرنین
سامنے کے اونچے پہاڑون پر پڑتی ہین اور ہوا انکی گرم ہونے سے گرم ہو جاتی ہے خصوصاً مقام
چینی جو آٹھہ ہزار فیٹ سے بہی زیادہ بلند ہے گرمی زیادہ ہوتی ہے انگور اس علاقہ کی بہت افضل
ہوتی ہین اور اونکا رس نکالکر جو بنایا جاوے تو انگوری شراب کیطرح مستی دیتا ہے جنوبی یا نچلے حصے
کوہ کناور مین برسات بہت ہوتی ہے باقی کے حصون مین برسات کم ہے اور زراعتون کو پانی ندیون سے
دیا جاتا ہے شمالی حصہ مین برف کثرت سے برستی ہے بلکہ اسقدر کہ گانو کے گانو برف کے نیچے دب جاتے
ہین شکل و صورت یہان کے لوگون کی کوہ قاف کے آدمیون سے مشابہت رکہتی ہے رنگ انکا سیاہ
اور پوشش بہی انکی ناصاف ہے مگر بلند قد و طاقتور و بہادر و حلیم طبع و مہمان نواز ہوتی ہین
گورکہون کی یورش کے وقت اونہون نے اونکا مقابلہ کر کر اپنے علاقہ مین آنے نہ دیا اور اپنے [illegible]
ایک عورت کے چند خاوند کا ہونا یہان رواج عام ہے اور شمالی حصہ مین اسلئے جہان کہ جہان
کسی حاکم کا دخل نہین ہے بدمعاشی و زنا بہت رائج ہے مرد اس پہاڑ کے غیرت عورات کی نہین رکہتے
کناور کے جنوبی حصہ کے لوگون کا مذہب ہندو برہمنی ہے اور شمالی طرف کی لوگونکا مذہب لامہ یعنی بدہ و شاکر ملک
... ہے ایک مقام پر ہمیشہ لوگ کم رہتے ہین اور ایک مندر بڑا مشہور
عالیشان ہے یہہ کالی دیوی کا یہان بنا ہوا ہے جہان پہلے آدمیون کی قربانی ہوا کرتی تہی یہہ لوگ کالی کی
بہت ادب کرتے ہین اور ذاتون کا امتیاز بہی البتہ ہوتا ہے اور سواے ہندو و لامہ مذہب کے اور کسی
مذہب کا آدمی یہان پایا نہین جاتا اور مقام ہنگرم جو اس ملک کے شمالی حد پر ہے وہان خاص لامہ مذہب
رائج ہے اس ملک مین پانچ زبانین بولی جاتی ہین شمالی ملک مین تبتی و کناوری جنوب مین ہندوستانی
و پہاڑی ملی ہوئی وغیرہ اس کل علاقہ مین نو ہزار آٹھہ سو پچاس آدمی کے قریب آبادی بحساب فی میل
مربع پانچ آدمی کے ہے اور قصبہ سنگم و کانم اسمین بڑے شہر مشہور ہین ہوکیو در ۵ شہر کے
ریاست کے متعلق یہہ ایک پہاڑی درہ شمال مشرقی حد کوہ کناور مین واقع ہے یہہ پہاڑ ملک چینی کا

اور اس ملک مین گویا حد فاصل شمار ہوتا ہے زمین اس پہاڑ کی سرخ اور طرفین اسکے ڈھلوین ہین اور
پہاڑ مین سے کلی کا پتھر و جونہ بافراط نکلتا ہے بعض بعض مقامات سے اور دو قسم کے پتھر بہی نکلتے ہین
اس مقام پر چین والون کی سلطنت کی سرحد پر ایک برج بطور قلعہ بنا ہوا ہے اوسمین کچھہ فوج بہی اونکی
رہتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے پندرہ ہزار سات سو چہین فیٹ ہے جنگلی بشہر کی ریاست کو متعلق
یہہ ایک قصبہ دریاے ستلج کے دہنے کنارے ایک بلند پہاڑ کے اندر آباد ہے نہایت خوشنما ہے پہاڑ کے بہت
صاف اور بباعث تیزی برف کے پہٹے ہوے ہین سردی کی موسم مین یہان بڑے بڑے ٹکڑے برف
کے پہاڑ کے اوپر سے گرتے ہین سطح اس پہاڑ کا ریگی اور پتھریلا ہے دریا کے کنارے زمین اس قصبہ کی
زرخیز آباد ہے اوسمین طرح طرح کے غلہ پیدا ہوتے ہین اور قسم قسم کے میوہ دار درختون کے باغ خوشنما
سطح سمندر سے بلندی اسکی آٹھہ ہزار نو سو پانچ فیٹ ہے کانم بشہر کی ریاست اور علاقہ کناور کے متعلق
یہہ ایک قصبہ بلند پہاڑ کی ڈہلوین گہاٹی ایک دریا کے کنارے ہو کر دریاے ستلج کا ہے ایک
میل کے فاصلہ پر آباد ہے اسکی آبادی کا مقام ڈہلوان و پتھریلا اور اراضی اسکے متعلق کی ہموار
زرخیز ہے اسکی آبادی کے تمام گہر نشیب کی طرف سے بلندی کو آباد ہوتے چلے گئے ہین اور ایسا دکہائی دیتا
معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک گہر دوسرے کے اوپر بنا ہوا ہے قصبہ کے اندر بہی آڑو و سیب انگور و اخروٹ
وغیرہ درخت میوہ دار بہت ہین اور باہر کی زمین مین بہی زراعت ہر ایک قسم کی غلہ کی بڑہی اعلی
ہوتی ہے اور بسبب اسکے کہ ندی اوس زمین کے اندر سے گذرتی ہے زمین یہانکی ہمیشہ نمناک رہتی ہے
خشک سالی کا یہان کے زمیندارون کو کچھہ خوف نہین ہوتا اس شہر کے رہنے والون کا مذہب بدہ لامہ ہے
اور ایک بڑا عالیشان و قدیمی مندر لامہ مذہب والون کا پرستشگاہ بنا ہوا ہے مندر کے اندر ایک
کتبخانہ بڑا بہاری رکہا ہے اور اسمین کتابین ہر ایک انت اور دہرم کی موجود ہین ایک لغت کی کتاب
بہت بڑی ہے جسکی دو سو چہبیس جلدین ہین اوس کتاب مین جس جس لغت کا بیان کیا گیا ہے ساتھہ اوسکے لغات
و خاصیت و مقام پیدائش وغیرہ امور ضروری بیان ہوئے ہین اور ایک دوسری کتاب تصوف
کے علم کی زبان تبتی سو جلد مین لکہی ہوئی ہے جس تمام کتاب مین سوا سے علم تصوف و رموز باطنی
و عالم ارواح کے اور کچھہ نہین ہے فقرا اور تارک الدنیا و طالبان مولی کے واسطے پڑہنا اوسکا
اکسیر اعظم ہے پہلی لغت کی کتاب سنسکرت کی زبان کا ترجمہ ہے اور ترتیب اوسکی بطور حروف تہجی
کے ہے اور یہہ بڑی دونو کتابین لکڑی کے ٹیپ یعنی حروف سے چہپی ہوئی ہین باقی اور کتابین
چہوٹی بڑی کا کچھہ شمار نہین ہے یہہ شہر کانم گویا علاقہ کناور مین معدن علم و دہرم ہے اور یہان کے لامہ

سب پہاڑ کے لاموں سے افضل و اوستاد ہین لامہ دیوتا بدہ مذہب والون مین پیر یا پیشوا یا گورو کو کہتے ہین
اگرچہ اس پہاڑ مین لامے بکثرت ہین لیکن اصلی لامہ وہ ہوتا ہے جسکو لداخ کے ملک کا لامہ پسند کرکے سند
لکہہ دیوے پوشاک کا نام کے بڑے لامہ کی رومن کیتہلک کے پادریون کی سی ہوتی ہے خصوصاً چوغہ
تو اونہین جیسے لال رنگ کا پہنتا ہے جب یہہ لوگ لامہ کے پاس عبادت کو بیٹھتے ہین تو لامہ خود گھنٹہ ہاتھہ مین پکڑ
کر بجانا شروع کرتا ہے اور حاضرین کے ہاتھون مین سے کسی کے ہاتھہ مین ڈھولکی اور کسیکے سارنگی اور
کسیکو جلاجل وغیرہ ہوتے ہین اور آہستہ آہستہ سُر تار کے ساتھہ بجاتے ہین اور زبان سے بہی کچھہ بولتے
جاتے ہین تھوڑی دیر کے بعد لامہ خود اوٹھہ کر اور آگے بڑھہ کر ناچنے لگ جاتا ہے اور سب حاضرین بہی
اوس رقص مین اوسکے ساتھہ اتفاق کرتے ہین کچھہ دیر تک ناچ کر بس کر دیتے ہین یہہ لوگ سر پر لمبان
ٹوپیان اور گلے مین لمبی چولی یعنی کرتی پہنتے ہین اور پرستش کے وقت محفل کے اندر ایک پیالہ پانی کا اور
ایک میٹھی روٹی رکھی ہوئی ہوتی ہے بعد ادائے رسمیات پرستش کے لامہ اوٹھہ کر اوس پانی کو پیالے کو خود
پی لیتا ہے اور اوس روٹی کو آگ مین جو اوسوقت روشن ہوتی ہے ڈال دیتا ہے اور سب کو رخصت کر دیتا ہے اوسوقت سب کو
یقین ہو جاتا ہے کہ ہماری عبادت خدا کے جناب مین قبول ہوئی اور ہر ایک کام مین ہماری مشکلکشائی
غلہین آئی کا نام کا جاگیردار و مالک بسہر کے راجہ کا ہم جدی ہے اوسی کی یہان حکومت ہے اور وہ اسکی آمدنی
مین سے کچھہ تو راجہ کو دیتا ہے اور باقی خود کہاتا ہے تجارت اس شہر مین بہت ہوتی ہے اور سوداگری
مال کے محصول لینے کے واسطے یہان ایک مکان علیحدہ بنا ہوا ہے اور شہر کی آبادی روز بروز ترقی پر
ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار دو سو چہیانوین فیٹ ہے **درہ کیپو** بسہر کے ریاست اور
کناور کے علاقہ مین یہہ ایک درہ اوس پہاڑ پر ہے جسکے اندر سے دریاے ستلج نکلتا ہے یہہ درہ کوہ ہوچو
اور ستلج کی گہاٹی کے درمیان آکر دونو کو آپسمین سے جدا کرتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے تیرہ ہزار
چار سو چہبین فیٹ ہے **درہ کیو ہرنگ** بسہر کی ریاست اور کناور کے علاقہ مین یہہ ایک درہ
شمال مشرقی پہاڑون علاقہ کناور مین ہے اسکے اور چینی تاتار کے علاقہ مین کچھہ بہت فاصلہ نہین ہے
مگر بسبب برف اور سختی موسم کے لوگ یہان رہہ نہین سکتے گرمی کے موسم اور برسات کے ابتدا مین یہہ درہ
البتہ برف سے صاف ہو جاتا ہے اور آمد و رفت ہونے لگتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے اٹہارہ ہزار
تین سو تیرہ فیٹ ہے **درہ کیو کوچی** بسہر کی ریاست مین یہہ ایک درہ اور فرودگاہ مسافرون
کے شمال مشرقی بلند گہاٹی کوہ چرنگ مین ہے یہہ درہ بسپا کی گہاٹی کو نرنگ کے گہاٹی سے علیحدہ کرتا ہے
اس مقام پر نباتات و درخت و گل و پہول قسم قسم کے ہین اور مسافرخانہ دہنے کنارے دریاے لنگلوٹی

پڑتا ہوتا ہے جو ایک تیز رو و پایاب ندی یہان گذر کر اور چند میل نیچے جاکر دریاے تونگ مین مل جاتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار چارسو ستاون فیٹ ہے **کہاب یا چہاب** بسہر کی ریاست مین یہہ ایک قصبہ کناور کے علاقہ مین ستلج کے بائین کنارے پر پہاڑون کے بلند چوٹیون مین آباد ہے سرسبزی و شادابی و شگفتگی پہولون کی یہان اسقدر ہے کہ اوسکو دیکہنے سے بہشت کی سرزمین یاد آتی ہے باغی و جنگلی انگور وہان بہت ہوتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار تین سو دس فیٹ ہے **کہاپل** بسہر کی ریاست مین یہہ ایک قصبہ بلند گہاٹی پار کی دریا پر ایک میل پار کے دہنے کنارے اوس سڑک پر جو بپاٹو سے بریندا درہ کو جاتی ہے بیس میل بریندا کے جنوب مغرب بطرف آباد ہے اسکے گرد کا ملک بہت صاف و سرسبز و سایہ دار و کاشت شدہ ہے ہزارون میوہ دار درخت اور سایہ دار وہان موجود ہین اور بیشمار ندیان اور پانی کے چشمے پہاڑون سے نکلکر اس علاقہ مین بہتے اور سیراب کرتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار چارسو فیٹ ہے **کہلیا درہ** بسہر کے علاقہ مین یہہ ایک درہ پہاڑی قطارون کوہ ہمالہ کناور کے جنوبی حد پر واقع ہے آٹھ مہینہ تک بسبب برف کے یہہ درہ بند رہتا ہے صرف مئی و جون و جولائی مین کہلتا ہے اگست کے مہینے مین پہر برف کا برسنا شروع ہوجاتا ہے اور برف اس کثرت کے ساتھ برستی ہے کہ پہاڑ کے اوپر اور پہاڑ پر برف کے جم جاتے ہین ناگہان برف کے برسنے کے سبب اکثر اوقات جانون کا نقصان بہی ہوجاتا ہے بعد جولائی کے اس درہ کے راستے سے آمد و رفت مسافرون کی کم ہوتی ہے اگست اور مارچ کے مہینے مین برف اس پہاڑ کی بہت نرم ہوتی ہے اگر آدمی اوسپر سخت جاکر پاؤن رکہتا ہے تو سر تک اوس مین گہس کر مر جاتا ہے بلندی اس درہ کی سمندر کے سطح سے سترہ ہزار فیٹ ہے اور ایک چوٹی پہاڑ کی اس درہ سے جنوب مغرب کے طرف دو میل کے فاصلہ پر ہے اوسکی بلندی اونیس ہزار چارسو اکیاسی فیٹ سمندر کے سطح سے ہے **ہنگرم یا ہنگ رنگ** یہہ ایک علاقہ بسہر کے ریاست کا کناور کے پہاڑ کے اونچے بلند چوٹیون پر ہے اسکے جنوب و مغرب کو بلند قطارین اسی نام کے پہاڑ کے ہین جنمین صرف کلی کے پتہر اور مٹی ملی ہوئی ہے شمال و مشرق کے طرف اسکے لداخ اور چینی تاتار کے حدود واقع ہین اور اسی نام کا ایک پہاڑی درہ بہی اس پہاڑ کے اندر ہے جو اس پہاڑ کے جنوب مغربی حد پر ہے اور جو سڑک کہ اس درہ کے جنوب مغرب کیطرف ہے وہ ایک پہاڑ کے غار کے اندر سے ہوتی ہوئی نکلتی ہے اوس سڑک کے دونو طرف نیچے فراخ میدان نظر آتے ہین یعنی جنوب کیطرف تو کناور کا علاقہ نظر آتا ہے اور شمال کے طرف چینی تاتار کے میدان دکہلائی دیتے ہین جنوب کیطرف اسکے پاس سواے چہوٹے قسم کے جنگلی جہاڑیون کے اور کوئی

درخت نہین ہے اور شمال کیطرف سینکڑون گز تک اونچے برف جمی ہوئی نظر آتی ہے اور جب ہنگ رنگ
کے درہ کی بلند چوٹی پر چڑھکر دیکھین تو سوا سے کالے اور خشک پہاڑون کے اور کچھہ نظر نہین آتا
صرف کہین کہین بید کے کم قامت لکڑی دکہائی دیتی ہے اور چوٹیان پہاڑون کی ایسی اونچے نظر آتی
ہین کہ دیکھنے سے دہشت معلوم ہوتی ہے جنوب کی سمت کو اس درہ کے کچھہ دور ضلع کناور ہے وہ
سرسبز علاقہ اور کاشت شدہ ہے اور زراعتین ڈہلوین میدانون پر ایک ایک دوسرے سے اونچے
اونچے سرسبز بہت خوشنما معلوم ہوتے ہین درخت چنیر کے بھی وہان بہت ہین گرمی کے موسم مین اگرچہ
اس درہ کے پہاڑ پر برف نہین ہوتے مگر سردی ایسی ہوتی ہے کہ وہان جاکر اگر آدمی کچھہ دیر ٹھہرے
تو بدن سن ہوجاتا ہے اور ہاتھہ پاؤن حرکت نہین کرتے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چودہ ہزار آٹھہ سو
فیٹ ہے کنلمیا درہ یہہ درہ بسہر کی ریاست کناور کے علاقہ مین ان پہاڑون کے قطارون پر
واقع ہے جو شمال سے جنوب کو جاتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سولہ ہزار سات سو فیٹ ہے
اور یہہ درہ ان پہاڑون چینی تاتار کی سلطنت اور انگریزی سلطنت کے اندر حد فاصل شمار ہوتا ہے
کوٹی بسہر کے علاقہ مین ہے ایک قصبہ بائین کنارے دریا ستلج کے بارہ میل کے فاصلہ پر
آباد ہے تین طرف اسکے بڑے بڑے اونچے پہاڑ ہین اور ایک طرف بسہر سے ستلج دریا بہتا ہے راستہ
اسکا کوٹلا ہو کے ہے یہان دریا کے اوپر لکڑی کا پل بندہا ہوا ہے جو سطح سمندر سے پانچہزار نو سو فیٹ
اونچا ہے کوارا پاپوچالی بسہر کی ریاست مین یہہ گانو اوس سڑک پر جو کوہ سواری سے گنیش درہ
کو جاتی ہے پندرہ میل جنوب کی طرف گنیش درہ کے آباد ہے پاس اسکے دریا پبر بہتا ہے وہ دریا
گہرا اور تیز رفتار ہے اور لکڑی کا پل اوس دریا پر بنا انیس فیٹ لمبا بندہا ہوا ہے اور اسمین کل
چالیس گھر آباد ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھہ ہزار سات سو نوے فیٹ ہے کنو یہہ قصبہ بسہر
کے ریاست مین کناور کے متصل بائین کنارے دریا ستلج کے آباد ہے گرمی کے موسم مین یہان دریا
بڑی تیزی سے چلتا ہے ایسا کہ جو چیز دریا مین ہو بہا کر لیجاتا ہے اور سبب اسکے کہ دریا مین پتھر بہت ہین
چلنے کے وقت اسکا پانی بہت شور کرتا ہے دریا کے اوپر لکڑی کا پل پندرہ فیٹ لمبا بنا ہوا ہے بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار سات سو ستائیس فیٹ ہے قلعہ کشین بسہر کی ریاست مین
یہہ ایک قلعہ دہنے کنارے ایک دریا کے جو بدو گار دریا پار کا ہے بنا ہوا ہے اور قلعہ کے پاس ایک
قصبہ مشتمل عمارت کا بارونق بنا ہے بازار اسکا آباد وکشادہ بر تجارت گردی کا ملک سرسبز وشاداب
قصبہ کے متصل ایک لوہے کی کان ہے جس سے نہایت عمدہ لوہا نکلتا ہے اور قصبہ کے لوہے کے بنانے

کی کارخانے ہین یہان کثرت سے لوہا پکایا جاتا ہے سوداگری اوسکی زور و زنگ ہوتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے ہزار آٹھ سو چھتیس فیٹ ہے **قلعہ کشن** بسہر کی ریاست مین یہہ گانوءِ ایک چھوٹے سے قلعہ کے متعلق علاقہ کناور کے آباد ہے آبادی اسکی ایک پہاڑ کے اوپر دہنے کنارے دریاے ستلج کے واقع ہے گرد کا علاقہ اسکا انگوری باغون سے محیط ہے اور انگور کثرت سے پیدا ہوتا ہے **قلعہ لبرنگ** بسہر کی ریاست کے متعلق ایک قصبہ دہنے کنارہ دریاے زنگ کے جو آملا ہے دریاے دگار ستلج کا ہے آبادی یہان ایک قلعہ مربع شکل کا پختہ بنا ہوا ہے جسکی دیوارین چالیس فیٹ بلند ہین اسمین ہمیشہ بسہر کے راجہ کی فوج رہتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار دو سو چھیانوین فیٹ ہے **لیو** بسہر کی ریاست اور کناور کے علاقہ مین یہہ قصبہ ایک چھوٹی سی پہاڑی اور دہنے کنارے اوس مقام سے جہان دریاے لیک پٹ یا ہری سے شامل ہوتا ہے آبادی دریاے لیک ایک تیز رو دہارا مغرب کے سمت سے آکر اس مقام پر دریاے لے سے شامل ہوتا ہے مشرق کے طرف اسکے ایک قلعہ ساٹھ فیٹ اونچی ایک ٹیلی کے اوپر بنا ہوا ہے مگر اب مسمار ہوگیا ہے آبادی اس گانوکی تاتاری خاندان کے آدمیون کی ہے جو لامہ مذہب کہتی ہین سطح اس دریا کا اس مقام پر نو ہزار فیٹ اور گانوکی آبادی کا مقام نو ہزار تین سو ساٹھ فیٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے اس علاقہ مین دریاے سندھ و دریاے ستلج اپنے چشمون سے پہاڑون کے اندر راستہ لیتے ہوئے آتی ہین اور بڑی تیزروی اور گہرایی سے چلتی ہین اور دو سو ستر فیٹ تک اونکا چوڑان ہے **لپی** بسہر کے ریاست علاقہ کناور مین یہہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریاے سپتی کے آباد ہے اور قریب چار میل کے اس گانوکے نیچے یہہ دریا دریاے ستلج مین جا گرتا ہے بلندی اس گانوکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار سات سو فیٹ ہے **لونیا درہ** بسہر کی ریاست کے متعلق یہہ ایک درہ اوس پہاڑ مین جو بسہر کے جنوبی و شمالی علاقہ کے درمیان بطور حد فاصل کے حایل ہے واقع ہے اس درہ کے پاس پاس اور بھی تین درے کوہی ہین جو ایک ہی میل کے اندر جاری ہین بلندی انکی سولہ ہزار سے لیکر ا ہزار فیٹ تک ہے اوپر پہاڑ پر برف بہت پڑتی ہے اور سواے ماہ مئی و جون و جولائی و اگست کے آدمی ان درون کے راستے سے گذر نہین سکتا **میرو** بسہر کی ریاست ور کناور کے علاقہ مین یہہ ایک گانو دہنے کنارے دریاے ستلج کے اوس مقام پر کہ جہان دریاے جولا ستلج کے ساتھ شامل ہوتا ہے آبادی اس مقام پر انگور کی بہت کثرت ہے بلکہ اسمقام کو اس پہاڑ مین آخری مقام انگور کی پیدا ہونیکا کہنا چاہئے کہ اس سے آگے پھر انگور پیدا نہین ہوتا **سوہنی قلعہ** بسہر کی ریاست کوہ کناور مین یہہ ایک قلعہ دریاے رلدنگ کے کنارے ٹیلو مین گہاٹی پرگنہ قمرو پر بنا ہوا ہے اس مقام پر ایک بڑی ہندوؤن کی پرستشگاہ اور مہادیو کا مندر بنا ہوا ہے جسکو بدری ناتھ کہتے ہین مہادیو کے سر پر آٹھ یا دس سیر سونے کا چھتر ہے اور مندر

بڑا عالیشان ٹھاکر کی عمارت کا تعمیر ہوا ہے دور دور سے ہندو لوگ اس مندر کے پرستش کو آتے ہین اور پرستش اسکی موجب نجات کا سمجھتے ہین **مرنگ** بسہر کی ریاست علاقہ کناور مین ایک قصبہ ستلج کے بائین کنارے اوس مقام پر کہ جہان دریاے تدنگ ستلج کے ساتھ ملتا ہے آباد ہے آبادی اسکی ایک ہموار سطح مین ہے اور تین طرف اسکے بلند پہاڑ ہین اور مغرب کیطرف سے جدھر دریا چلتا ہے کھلا ہوا ہے یہان ایک پختہ قلعہ سنگین خوشنما عمارت کا بنا ہوا ہے اوسمین فوج راجہ کی رہتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے آٹھہ ہزار پانسو فیٹ کے ہے **قلعہ ست گڈھ** یہہ ایک قلعہ بسہر کے علاقہ سے متعلق اوس پہاڑ کے اوپر بنا ہوا ہے جسکی ابتدا امرال کنڈی کے شمال کیطرف سے چلتی ہے سطح اسکا اوچ سے نشیب کیطرف ساڑھے تین میل ڈہلوان شتہ کے مقام ستلج کے بائین کنارے تک ہے بلندی اس قلعہ کی سمندر کے سطح سے چھہ ہزار فیٹ ہے سرکار کی فتحیابی سے پہلے اس علاقہ مین گورکہہ فوج رہتی تھی جنکے اوپر سرکار نے یورش کرکے اونکو قلعہ سے نکالا تھا **ٹکو** بسہر کے ریاست ضلع کناور مین یہہ ایک گانو سب سے بڑا گانو کوہ خیلر کے مغربی سمت اور دریاے باسپتی کے بائین کنارے پر آباد ہے آبادی اسکی کچی پکی ملی ہوئی ہے اور گھرون کے چھتین چوڑی لکڑیون سے ڈہانکی ہوئی ہین اس علاقہ مین اس سے زیادہ آبادی کا اور کوئی گانو نہین ہے بارہ ہزار فیٹ سمندر کے سطح سے یہہ اونچا ہے پیداوار یہان بکثرت ہوتی ہے گیہون بہت بوئی جاتی ہے پہاڑ کے اوپر لامہ کے رہنے کی جگہہ بڑی عالیشان بنی ہوئی ہے اس پہاڑ کا سطح سنگ جراح کے پتھرون سے بھرا ہوا ہے سواے ہر ایک قسم کے غلہ کے شلغم یہان بہت ہوتی ہین آب و ہوا یہان کی بہت خشک ہے دیگر بسبب اس ملک کے فصل یہان بڑی بہاری ہوتی ہے اس گانو کے نیچے ایک چھوٹی سی جھیل ہے جو ہمیشہ پر آب رہتی ہے اوسکے چارون طرف کنارون پر پہاڑی درختون چیڑ ونیتون وغیرہ کی اسقدر کثرت ہے کہ اونہی کی لکڑی جلانے مین صرف ہوتی ہے اور وہی عمارتون کے کام مین لاتے ہین **درہ نالگون** بسہر کی ریاست کناور کے جنوبی حصہ کے پہاڑ مین یہہ ایک درہ سب درون سے چھوٹا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چودہ ہزار آٹھہ سو اکیانوے فیٹ یا سات سو فیٹ کوہ برفانی سے بلند ہے یہان ایک ندی بہی جسکا نام نالگون ندی ہے اسکے شمال مشرق کے طرف بہتی ہے اور دس میل کا رستہ طے کرکے دریاے بسپا مین جا گرتی ہے **کشکیا** بسہر کی ریاست علاقہ کناور مین بائین کنارے دریاے ستلج کے یہہ ایک گانو اوس مقام سے ایک میل جہان دریاے سپتی اور ایک اور بڑا دریا جو اسکے سامنے بہتا ہے اسمین شامل ہوتے ہین آبادی تھوڑے فاصلہ پر اسکے بڑا بہاری جنگل چلگوزی درختون سے پر نظر آتا ہے اور اسکے متصل ایک ندی جاری ہے جسکی کناری پر دوسری آبادی موجود ہے اس گانو کی علاقہ مین

گندم جو شلغم کثرت سے ہوتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار دو سو پچہتر فیٹ ہے قلعہ
فوالن گڈہ یا فوالن کوٹ بسہر کی ریاست مین ہیہ ایک قلعہ اوس پہاڑ کے قطار کے اوپر
جو جنوب مشرق کوہ مرال کنڈا سے پہیلتی ہے بنا ہوا ہے گرد نواح اسکے بہت بہاری جنگل ہے یہہ قلعہ اسپر
ریاست مین بہت پختہ اور جنگی مشہور ہے سرکار کی عملداری سے پہلے اس قلعہ مین گورکہہ فوج رہتی تہی سرکاری
فوج نے وہان جاکر ایک طرف مورچہ لگایا اور فتح کیا اٹہ ہزار گورکہے اندر سے نکلے بلندی اسکی سمندر کے
سطح سے نو ہزار ایکسو پانچ فیٹ ہے مرال کا کنڈا ابہو کے ریاست کے علاقہ مین ہیہ ایک بلند
قطار پہاڑون کی مختلف بلندی کے ہے یہہ پہاڑ پہلے جنوب مشرق کے سمت کو چلکر اور بسہر کے جنوبی شمالی
علاقہ کے درمیان پہیل کر کوہ ار کی سرحد ریاست پہاگل تک جا پہونچتا ہے اور ستلج دریا اسکی بنیاد کے اندر
بہتا ہوا چلا جاتا ہے یہہ اوس کے سمت کو آتا ہے اور ایک طرف اسکے دریاے گری ٹونس و جمنا جاری ہین
درہ شیر تنگ ابہو کے ریاست کے متعلق ہیہ ایک درہ اوس پہاڑ مین جو جنوبی حدہ علاقہ کنا ور کے
واقع ہے جسکی شکل ایک بطور دروازہ کے نظر آتی ہے اور دوسرے پہاڑون کے درمیان اسکا راستہ
جاتا ہے اور گانو کے قریب ... سمت مشرق درہ گناس ہے اور پانچ میل یا دو تیرا اوسی طرف کو
درہ ... ان بلندون درون مین سے شیر تنگ کے درہ کی بلندی سمندر کی سطح سے سولہ ہزار تینتیس فیٹ ہے
تنگ بسہر کی ریاست ضلع کنا ور مین ہیہ ایک گانو بائین کنارے دریاے ستلج کے آباد ہے یہہ دریا
کوہ ہمالیہ سے نکلکر اور تین دن کا سفر طے کر کے ادہر کو آتا ہے آبادی اس گانو کی شمالی بنیاد کوہ تنگ
رنگ پر واقع ہے اور متصل اسکے درہ شنگ رنگ کا ہے جسکا راستہ بہت ڈہلوان اور درختون سے پر ہے
زمین متعلق اس آبادی کی زرخیز بسیار اباد آب و ہوا موافق بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار ایکسو
... فیٹ ہے اوریچا بسہر کی ریاست علاقہ کنا ور مین ہیہ ایک گانو اور مسافر خانہ دہنی کنارے دریا
ستلج کے آباد ہے یہہ اسکی ... کل لاہور ... ہے اور چراگاہ مین ... علاقہ تنہا
ناہموار و ناصاف ہے پہاڑونکی غار دار ... کے سامنے بہت لگاتی ہین سرسبزی اور درخت یہان کم ہین
سواے چہوٹے قد کے دیودار درختون کے اور درخت اس پہاڑ مین نہین ہوتا اگر کنا ور کے علاقہ کے اوسط
تک جاتی ... اسی پہاڑ کے درختون کو اخیر کے درخت کہنا چاہئے کیونکہ اس سے اوپر بسبب سردی و ہلاکت برف
کے کسی پہاڑ کے اوپر درخت پیدا نہین ہوتا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار دو سو چہیانوے فیٹ
ہے درہ ... بسہر کی ریاست ضلع کنا ور مین ہیہ ایک درہ پہاڑ کے لمبی قطار مین ہے جوکہ ستلج
بائین کنارے سے ... ضلع ناہموار متعلقہ تاتار اور سرحد ملک انگریزی تک پہونچتی ہے اس درہ کے شمال کو

تھوڑے سے فاصلہ پر ایک بڑا پہاڑ پارگیول ہے جو دہنے کنارے دریاے ستلج سے اوٹھتا ہے بلندی اس پہاڑ کی اپنے نشیب یعنی دریاے ستلج کے دہنی کنارے سے تیرہ ہزار پانسو فیٹ اور کل بلندی سمندر کی سطح سے بائیس ہزار چارسو اٹھائیس فیٹ ہے اور بلندی اس رہ پنگسا کی سمندر کے سطح سے تیرہ ہزار پانسو فیٹ شمار مین آتی ہے **پوارسی** بسہر کی ریاست ضلع کنا ور مین یہہ ایک گانو بائین کنارے دریاے ستلج کے واقع ہے اس مقام پر دریاے ستلج اکیس سو فیٹ چوڑا اور گہرا اور ملایم دہیرا آہستہ ہوکر بہتا ہے یہہ گانو دو سو فیٹ دریا سے اونچا بنا ہے جسمین اکثر گہر دو منزلے لکڑی کے بنے ہوئے ہین زمین متعلقہ ہموار اور زرخیز ہے انگور وغیرہ میوہ جات اوسمین ہوتے ہین سابق یہان دریا کے اوپر لکڑی کا پل بنا ہوا تھا اب وہ گر گیا ہے اور اب مسافر لوگ بذریعہ جہولے کے پار ہوتے ہین اور جہولے کی ترکیب یہہ ہے کہ دریا کے دونو طرف دو آدمی کھڑے ہوکر رسی بالون کی بڑی مضبوط ہاتھون مین پکڑے رہتے ہین اور رسی کے درمیان مین ایک ٹیڑھی لکڑی بندہی ہوئی ہوتی ہے اوس لکڑی پر آدمی کو بٹھلاکر دریا کے دوسری طرف کا آدمی رسی کو کھینچتا جاتا ہے اور اوس طرف کا آدمی آہستگی سے رسی چھوڑتا جاتا ہے اور آدمی رسی پر بیٹھا ہوا رسی سے لٹکتا ہوا چلا جاتا ہے چونکہ اوس جگہہ دریا کے دونو کنارے بہت اونچے ہین پار اوترنے والا آدمی پانی تک پہونچنا نہین پاتا بلندی اس قصبہ کی سمندر کے سطح سے چھہ ہزار آٹھہ سو فیٹ کی ہے **پنگی** بسہر کی ریاست ضلع کنا ور مین یہہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریاے ستلج اور جنوب مشرقی بنا ہے وہین ایک پہاڑ کے قطار کے جو کوہ کوسنگ اور کوہ ملگن کے درمیان ہے آباد ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار اٹھسو نانوین فیٹ ہے **پرخیل** بسہر کی ریاست علاقہ کنا ور مین یہہ ایک پہاڑ کی چوٹی دریاے سپتی اور ستلج کے درمیان چھہ یا سات میل اوس مقام سے جہان کہ یہہ دونو دریا آپسمین ملتے ہین واقع ہے بڑی چوٹی اس پہاڑ کی بائیس ہزار چارسو اٹھاسی فیٹ سمندر کے سطح سے اونچی ہے اسکے اوپر سترہ ہزار فیٹ کی بلندی تک نباتات نظر آتے ہین آگے سبزہ نہین ہے اور چوٹی کے اوپر کے سطح کے اوپر سواے سنگ جراح کے بڑے بڑے ٹکڑون کے اور کچھہ نظر نہین آتا دوسری چوٹی اس پہاڑ کی جو بفاصلہ دو میل بڑی چوٹی سے ہے بلندی اسکی اونیس ہزار چارسو گیارہ فیٹ سمندر کے سطح سے ہے وہان اگرچہ برف نہین برستی مگر سردی سخت ہے **قلعہ راہین گڑھ** یہہ ایک قلعہ نہایت مستحکم دریای پابر کے بائین کنارے چالیس گز لنبا اور پچیس گز چوڑا بیس فیٹ اونچی دیوار کا بنا ہوا ہے اندر اسکے فوج کے رہنے کے مکانات اور میگزین کے ذخیرہ کے تہہ خانہ بنے ہوے ہین بڑے بڑے برج توپون کے چڑہانے کے لئے تعمیر ہوئی ہوئی ہین مگر پانی کا انتظام قلعہ کے اندر کچھہ نہین ہے سواے اسکے کہ دریا سے پابر قلعہ سے چار چہہ سو فیٹ کے نشیب مین بہتا ہے گورکھیہ فوج جب انگریزی فوج کے حملہ کے وقت اسمین محصور ہوئی تو اوسکو

پانی اسمین پہلے سے ہی جمع کر لیا ہوا تھا آخر سرکاری فوج سے تنگ آ کر قلعہ چھوڑ گئے قلعہ کے نیچے دریا پر جہاں گز
لینا لکڑی کا پل بندھا ہوا ہے دریا یہان بہت گہرا بہتا ہے گرد نواح اسکا بہت زرخیز و سیراب ہے ہر قسم شالی کنگنی
وغیرہ پیدا ہوتی ہین یہان بکثرت ہوتی ہین قلعہ کے پاس ایک قصبہ ہے وہان برہمن لوگ رہتے ہین اور
دو مندر عالیشان اونکے پرستشگاہ بنے ہوئے ہین ہندوستانی بولی یہان بولی جاتی ہے آدمیون کی
شکل شباہت بھی ہندوستانیون سے ملتی ہے پہلے یہ قلعہ اور قصبہ بسہر کی ریاست سے علاقہ رکھتا تھا مگر
۱۸۱۵ء مین بعد فتحیابی اس پہاڑ کے سرکار نے اسے علاقہ مہد اور رتوڑے سے علاقہ پانچ میل طول اور
تین میل عرض کے اپنے پاس رکھ لیا بعد چندے کیونتھل کے راجہ کو شملہ کے ملک کے عوض مین دیدیا فاصلہ
اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کی سمت کو ایک ہزار اکہتر میل اور بلندی قلعہ کی سمندر کے سطح سے پانچ ہزار چار سو
اٹھ فیٹ اور دریا سے اوپر سے چار ہزار نو سو تین فیٹ ہے **رکچھم** بسہر کی ریاست کے متعلق ہے ایک
موضع کوہ بسپا کے گھاٹی پر دہنے کنارے دریا کے بسپا کے اوس مقام پر کہ جہان دریا بسپا کے ساتھ گو
ندی آ کر ملتی ہے ایک گھاٹی کے شگاف کے اندر آباد ہے علاقہ متعلقہ اسکا خوشنما و زرخیز ہے پاس اسکے ایک
اور پہاڑی خشک ریتلی بھی موجود ہے جسکی چوٹیان سیاہ و کہاری دیتی ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
دس ہزار چار سو چھپن فیٹ ہے **کوہ رلدنگ** بسہر کے ریاست اور علاقہ کنادر کے متعلق ہے ایک بلند
پہاڑ بسپا گھاٹی اور ستلج کے درمیان واقع ہوا اور یہ پہاڑ ایک مجموعہ نوکدار چوٹیون کا ہے جن پر ہمیشہ برف پڑی
رہتی ہے بڑی چوٹی اس پہاڑ کی اکیس ہزار ایک سو تین فیٹ ہے **رامپور** بسہر کے ریاست مین یہ بڑا
قصبہ دار الریاست بسہر کے راجہ کا بائین کنارے دریا ستلج اور مغربی کنارے ایک سیدھے پہاڑ کے آباد ہے
چارون طرف قصبہ کے بلند پہاڑ سربفلک کھڑے ہین ایسے کہ تازہ ہوا بھی قصبہ تک بمشکل پہونچتی ہے گرمی کے
موسم مین بسبب اسکے کہ چارون طرف کے پہاڑ ایسے سخت گرم ہوتے ہین گرمی ہو جاتی ہے مگر سردی کا موسم
یہان نہایت خوش و دلپسند ہوتا ہے میدان اسکی آبادی کا ناہموار گلیان بازار تنگ اور گھر دو منزلہ
سہ منزلہ پتھرون کی عمارت کے منقش و مصفا ہین راجہ کی رہنے کی محل قصبہ کے شمال مشرقی کونے کے اوپر
بڑے عالیشان و بلند عمدہ عمارت کی بعض مقام سے سہ منزلہ اور بعض مقام سے چہار منزلہ ہین بلندی انکی چھت تک پہنچتی ہے بڑے بڑے
لمبے پتھرون کے پڑے ہین دیوانخانہ یعنی کچہری گھر راجہ کا بڑا کشادہ اور فراخ و منقش بنا ہوا ہے جسکو گورکہون
نے اپنی دخلیابی کے وقت بہت خراب کر دیا تھا اب راجہ نے دوبارہ آراستہ کیا ہے دیوانخانہ کے پاس اور
ایک مکان امیرون وزیرون و رئیسون کے بیٹھنے کے واسطے بنا ہوا ہے جسمین چونہ کی جگہ مٹی لگی ہوئی ہے
گورکھون کے حملہ سے اول آبادی اس قصبہ کی بہت تھی اور تین سو چار گھر آباد تھے اور ایک بڑا کشادہ بازار تھا

تہا تجارت بکثرت ہوتی تھی اب دوبارہ یہہ آباد ہوا ہے اور تجارت کا رخانہ ہندوستانی و پہاڑی و چینی بیوپاری
دور دور سے تجارت کیواسطے آتے ہے راجہ بشہر کا سردی کے موسم مین یہان آکر رہتا ہے گرمی کے موسم مین
سراہن کے مقام پر چلا جاتا ہے بلندی رامپور کی سمندر کے سطح سے تین ہزار تین سو فٹ ہے یہہ شہر شملہ سے ۸۰ کوس
اوتر کے طرف واقع ہے ہر سال یہان تین میلے ہوتے ہین اول ماہ جنوری دوم ماہ جون سیوم ماہ اکتوبر ان
میلون مین اون پشم ریشم انگور سوہاگہ زیرہ کشمش گونٹ گہوڑے بہت فروخت ہوتے ہین **رسملکی** بسہر کے
ریاست ضلع کناور مین ستلج کے بائین کنارے اوس سے تہوڑے فاصلہ پر کہ جہان دریاے تدنگ ستلج سے
ملتا ہے یہہ ایک قصبہ آباد ہے یہان بدہ لامہ مذہب کے لوگ رہتے ہین اور پرستشگاہین اونکے بنی ہوئے
ہین بلندی اسکی سمندر کی سطح سے آٹہہ ہزار چہیالیس فٹ ہے **درہ وتنگ** بسہر کے ریاست
علاقہ کناور مین یہہ ایک درہ اوس پہاڑ مین جو کوہ رس کلنگ و سپوہ کے درمیان واقع ہے جاتا ہی
اس پہاڑ سے پتہرون کے تختے بہت نکلتے ہین سردی کے موسم مین بسبب برف کے یہہ درہ بند ہو جاتا ہے
اسواسطے لوگ یہہ راستہ چہوڑ کر چکردار دوسرے راستے سے ہوکر اوپر کے پہاڑون کو جاتے ہین بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے دو ہزار چار سو پچاس فٹ ہی **سراہن یا سیران** یہہ بڑا قصبہ بسہر کی
ریاست کے متعلق ستلج کے بائین کنارے بفاصلہ تین میل آباد ہے تین طرف اسکے دائرہ کے طرح پہاڑون
نے گہیرا ہوا ہے صرف سامہنے کے طرف سے جدہر کو دریا بہتا ہے کہلا ہوا ہے بڑے اونچے پہاڑ کلو کے
دکہائی دیتے ہین جو جنگل اور برف سے پر ہین اس قصبہ کے گرد کے پہاڑون کی چوٹیان شرق سے
غرب کو پہیلتے ہین گرمی کے موسم بسہر کا راجہ یہان آرام کرتا ہے اور سردی کے موسم مین یہان برف
برستی ہے جو جون مہینے کے ابتدا مین پہگل کر پہاڑ صاف ہو جاتا ہے گرد کے علاقہ اس قصبہ کا نہایت
زرخیز و سیراب سرسبز ہے قدرتی گل او پہول اور درخت بیشمار ہوتے ہین عمارت اس قصبہ کی پختہ
و خوشنما و بارونق و بازار کشادہ و پر تجارت ہے جنوبی الون کے طرز پر اسمین مکانات دو منزلہ بنے ہوئے ہین
مکانات کے اوپر بالاخانہ و بارہ دریان منقش لکڑی سے بنی ہوئی خوشنما نظر آتے ہین کالی دیوی کا مندر
ہندوون کی پرستشگاہ یہان بڑا عالیشان مکان ہے جس جگہہ انگریزی سلطنت سے پہلی آدمیون کی قربانیان ہوتی
تہین راجہ کے رہنے کا محل ایک مقام پر بڑا بلند و فراخ و شاندار عمدہ بنا ہوا ہے یہہ قصبہ اس شمالی پہاڑ کے اوپر گویا
ہندوون کے مذہب کی ایک نشان شمار کیجاتی ہے کیونکہ اس پہاڑ پر سوای لامہ مذہب کے لوگون کے ہندو مذہب کے لوگ شاذ و نادر
ہونگی بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار دو سو چہیالیس فٹ ہے **ستال** درہ بسہر کے ریاست کے متعلق ہے
درہ اس سڑک پر جو کوہ حوار اسی کناور کو جاتی ہے جنوبی قطار کوہ ہمالیہ مین جو شمال جنوب سے غرب شمال کو پہیلتی ہے

واقع ہے یہہ درہ نہایت خوفناک صرف برف کی سبب سے نہین ہے بلکہ اس کے اوپر ایک مہلک سخت وتند
وسرد تیز ہوا ایسی چلتی ہے جو ذی جان وہان جاتا ہے بدن اوسکا سردی سے سن ہو کر فوراً مرجاتا ہے
اوسکی چوٹی کے اوپر سنگ جراحت کے پتھر بہت ہین مگر اس پہاڑ کے اوپر بہت ہے اسقدر کہ برف کے
ڈہیرون کے اوپر سیاہ چادر کے طرح پڑا ہوا ہوتا ہے جب گرمی دہوپ کی لگتی ہے تو اوڑنے لگتا ہے
بلندی اس درہ کی سمندر کے سطح سے پندرہ ہزار پانسو چھپن فیٹ ہے **شپکی** بسہر کے ریاست علاقہ
کناور مین یہہ ایک قصبہ رس کلنک پہاڑ کے گہاٹیون مین وارنگ درہ کے پائین کنارے آباد ہے
متصل اسکے ایک تانبے کی کان ہے مگر کئی سال سے کہودی نہین جاتی اسمین لامہ مذہب کے لوگ رہتے ہین بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار آٹھ سو فیٹ ہے **شیل** بسہر کے ریاست کے متعلق یہہ گاؤن جنوب مشرقی
بنیاد کوہ وارتو کے اندر آباد ہے علاقہ اوسکا بہت زرخیز و آباد اور پاس اسکے پہاڑ بہی ایسکے سبز وخوشنما
ہین پاس اسکے نہایت عمدہ لوہے کی کان ہے اور لوہا و تانبے نکالکر اس گاؤن کے کارخانہ مین پگہلتے ہین
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار فیٹ کے ہے **درہ شپا** بسہر کے ریاست کے متعلق یہہ
ایک درہ ہے جنوبی قطار کوہ ہمالہ مین جو اس ریاست کے حصہ جنوبی وشمالی مین حد فاصل ہی واقع ہے اسکے
جنوب مغرب کو کوہ چور اور شرق کو بند جنوب مشرق کو کوہ جمنوتری جس سے جمنا دریا نکلتا ہے دکہائی دیتا
ہے اونچی سبز چوٹیان برف سے ڈہکی ہوئی اور بلور کیطرح چمکتی ہوئی نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہین بلندی
اس درہ کی سمندر کے سطح سے تیرہ ہزار سات سو بیس فیٹ ہے اور دوسرا درہ گناس کا جو رلانگ کے
پہاڑ مین ہے وہ اکیس ہزار فیٹ کی بلندی رکہتا ہے **شنگی** بسہر کے ریاست کے حد شمال شرقی کے اوپر
جو ملتی تاتار کے ملک کے ساتھ ملتی ہے یہہ قصبہ آباد ہے اہل یورپ جو اس پہاڑ کے سیر کو آتے ہین اس سے
آگے نہین جاتے اور جب یہان سے آگے جاوین تو داب لنگ کے مقام سے دو سڑکین ہو جاتی ہین
ان مین سے ایک تو پتکاس گہاٹ کے درے سے جسکی بلندی سمندر سے تیرہ ہزار پانسو اٹہارہ فیٹ ہے
ہو کر جاتی ہے اور دوسرے تہوڑے سے فاصلے اوس درہ سے جنوب کو گنگہا کے درہ سے ہو کر گذرتی
ہے اوسکی بلندی سولہ ہزار فیٹ ہے گوکہ درہ گنگہا پتنگ کے درہ سے زیادہ تر اونچا ہے مگر اسکا رستہ
آسان تر ہے یہہ قصبہ پائین کنارے ستلج کے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور دریاے ستلج اپنی چشمہ
سے یہان تک مسافت لمبی کر کے دو طرفہ ندیون اور چشمون کو ساتھ ملاتا ہوا دریا پہنچاتا ہے ورنہ اسی
اوپر اس دریا کا قد و قامت کچھہ بڑا نہین ہے یہہ قطار پہاڑون کی جسکے اندر سے وہ دونو درے گذرتی
ہین شمال سے جنوب کو قریب تین میل کے فاصلے پر اس قصبے سے ہین یہہ پہاڑ درمیان سلطنت چینی تاتار

اور انگریزی علاقہ کے بیچ حد فاصل نہین ہی بلکہ قدرتی حدود علاقہ کناور و ریاست بسہر یہی پہاڑ ہی اس پہاڑ کے رہنے
والون کی شکل وشباہت بولی وطرز و وضع اون پہاڑ کے رہنے والون کے ساتھہ بالکل نہین ملتی اور نہ آب وہوا اخلاق ہی کہ
پہاڑون کی شکل صورت و رنگت بھی علیحدہ ہی سنگ جراح و سنگ سرخ و سرخ مٹی اسمین بہت ہی ڈہلوان بھی اس پہاڑ مین
زیادہ ہی ٹیلے بہت ہموار ہی کم ہے ملک خوفناک اور ویران ہی اور پہاڑ ایسا خشک ہی کہ ایک تنکا گہاس کا یا کوئی درخت
چہوٹا بڑا اٹہائیس میل تک برابر نظر نہین آتا البتہ کانٹے وجہاڑیان بے برگ سیاہ رنگ سوختہ خشک پہاڑ کے
سطح پر ہین اگرچہ اونکے پاس لکڑی ہاتہہ مین لیکر ملین تو فوراً خاک ہو جاتے ہین بعض پہاڑیون کا رنگ خاکی
ہے جب ہوا وہان چلتی ہے تو ایک بڑا طوفان نمودار ہو جاتا ہے اور ایسی ہوا اکثر اوقات وہان چلتی رہتی
ہے اور خشکی اوس ہوا مین ایسی ہے کہ جس چیز مین اوسکا اثر ہو جاتا ہے فوراً خشک ہو جاتی ہے یہہ گانو جسکو
شنکی کہتے ہین صرف چند گہر ہین جو ایک خشک و برہنہ پہاڑ کے ڈہلو مین مقام پر آباد ہین متصل گانو کے بہت سے
محنتین کر کر گانو والون نے کچہہ زمین زراعت کیواسطے بنائی ہوئی ہے اوسمین گیہون جو شلغم کی پیداوار
ہوتی ہے گہر یہان کے پتہرون کے اور چوڑے چہتین ہین گانو کے اندر چند درخت گوش بری کے ہین جو ہر ایک
گہر کے دروازہ کے آگے لگائے ہوئے ہین ان لوگون کے پاس گلہ پشمی بکرون کے بہت ہوتے ہین اور پشم
یہان کی تبت اور لداخ کے پشم سے بہی افضل ہوتی ہے جسکو وہ اوتار کر فروخت کرتے ہین کتے اس پہاڑ کے
تندآور و وفادار ہوتے ہین بکریون کے گلے اور گہرون کی حفاظت اونہین کتون کے متعلق ہوتی ہے اس پہاڑ
سے پرے ملک چینی تاتار کا ہے جنکے خال و خط وضع وقطع چین کے لوگون سے تمام مشابہت رکہتے ہین آنکہین
اونکی چہوٹی چہوٹی ہوتی ہین اور سردی اور گرمی مین سر سے ننگے رہتے ہین زن ومرد بالون کے گوندہے ہوئے
رکہتے ہین اونکی پوشاک ایک لمبا کرتہ پاؤن تک اور پاجامے کہلے اونکے اور جوتے پاؤن مین سرخ کپڑے کے
ہوتے ہین جنکے نیچے کیطرف چمڑا لگا ہوا ہوتا ہے زن ومرد گلے مین ہار قیمتی پتہرون اور پتہرون کے بناکر پہنتے ہین
پیتل اور چاندی کے دستون کے چکو چہریان ایک شخص اپنے پاس رکہتا ہے تماکو بہت پیتے ہین بلکہ ہر ایک شخص ہر وقت
چہوٹے چہوٹے حقے لوہے کے اپنے پاس رکہتا ہے دولتمند لوگ چاندی کے حقے پیتے ہین اور کناور اور تاتار
کے لوگ صرف حقہ پینے کے واسطے ہر وقت چقماق اپنے پاس رکہتے ہین جب حقہ پینے کی حاجت ہوتی ہے آگ نکال
لیتے ہین تاتار کے ملک مین عورت اور مرد کی ایک پوشاک ہے مگر عورتین لوہے چاندی پیتل تانبے کے زیور بہت
لدے ہوئے ہوتے ہین اونمین سے اکثر زیور رتین کی بہی ہوتی ہین انگلیون کے پاؤن مین اور ناک مین کا بہی یہان بہت
رواج ہے جسکی بلندی سمندر کے سطح سے دس ہزار پانسو ستانوین فٹ ہی پیسنگا درہ یہہ ایک درہ کوہ
کناور کے جنوبی پہاڑ کے قطار مین ہے اور تین درون کے جو اسکے پاس ہین ایک میل سے زیادہ لمبا ان کا ہے

سردی کے موسم مین بسبب کثرت برف راستہ اسکا بند ہوجاتا ہے اور گرمیون مین چار مہینہ تک کھلا رہتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سولہ ہزار سے لیکر سترہ ہزار فیٹ تک ہے سوانگ بسہر کی ریاست علاقہ کناور مین بائین کنارہ دریاے بسپا کے یہہ ایک قصبہ آباد ہے گرد نواح کی زمین اسکی بہت آباد و زرخیز و سرسبز ہے درختان سیب ناشپاتی خوبانی وغیرہ میوہ دار درخت یہان کثرت سے ہوتے ہین چیڑ و دیودار کے درخت بڑے بلند و موٹے اسقدر ہین کہ شمار نہین ہوسکتا جیرڈ صاحب ایک انگریز سیاح نے وہان جاکر جو ایک چیڑ کے درخت کی پیمایش کی تو بیس فیٹ موٹا پایا بلکہ یہہ ادنی درجہ کے موٹے درخت ہین چوبیس فیٹ تک موٹے ہوتے ہین پیداوار اشیاے قسم غلہ کی بھی یہان بہت اور آب و ہوا موافق ہے سردی کے موسم مین پانچ مہینے تک زمین برف کے نیچے دبی رہتی ہے گرمی کے موسم مین موسم اس پہاڑ کا بہت اچھا و مطبوع ہوتا ہے برسات بھی متوسط درجہ کی ہوتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار ایکسو فیٹ ہے **سنگلا** بسہر کے ریاست مین یہہ ایک درہ کوہ ہمالہ کی بلندی پر ہے جسکے ذریعہ سے ضلع کناور و گڈہ وال کے طرف آمد و رفت ہوتی ہے اس راہ کے سڑک بہت خراب ہے اور چہہ مہینے سال کے اندر یہہ درہ جاری رہتا ہے پہر برف کے سبب سے بند ہوجاتا ہے مسافر لوگ بسبب تنگی راستہ کے بوجہ اپنا بکرون پر لاد کر لیجاتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سولہ ہزار فیٹ کے ہے **سندرو درہ** کناور کے علاقہ مین یہہ ایک درہ کوہ ہمالہ کے قطارون مین جو شمال سے غرب کو پہیلتے ہین جنوبی حصہ مین کناور کے واقع ہے راستہ اس درہ کا بہت مشکل گذار و تنگ پہاڑ کے دو قطارون کے اندر ہے بسبب کثرت برف کے سال بہر مین صرف دو مہینہ کھلا رہتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سولہ ہزار فیٹ ہے **سنگلا** کناور کے علاقہ مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ دہنی کنارے دریا بسپا کے آباد ہے طرز اسکی عمارت کی اچھی ہے اور ڈہلوہن گہاٹی کے اوپر بنا ہوا ہے گہر اسکے ایک دوسرے کے اوپر نظر آتے ہین بڑی چوٹی کوہ رلدنگ کی اسکے اوپر چہتری کیطرح سایہ کرتی ہے اگرچہ اس گانو مین پچاس گہر سے زیادہ آباد نہین ہین مگر تجارت و کاروبار بکثرت ہے اور لوگ بہی آسودہ حال ہین اور تجار لوگ گڑہوال و جوآرا وغیرہ سے آکر یہان سے غلہ خرید کر لیجاتے ہین اور بعض اوقات جو یہان غلہ کی کمی ہو تو وہان سے غلہ لاکر اوسکے بدلے یہان سے نمک خرید کر لیجاتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار چہہ سو فیٹ ہے **سنگم** کناور کے علاقہ مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ بائین کنارے دریاے دارہنگ اوس مقام پر کہ جہان دریاے لونگپو شمال مشرق کے سمت سے آکر دارہنگ مین ملتا ہے آباد ہے یہہ دونو ندیین اس قصبہ کی زمین کو سیراب کرتی ہین اور اس سبب سے ایک سطح زمین کا جو تین میل تک ملتا ہے سیب اکہروٹ و ناشپاتی و انگور کے درختون سے پر ہے تین طرف اسکے پہاڑ ہین اور ایک طرف سے ڈہلوان وستلج کے دریا

تک کہلا ہوا ہے خمانی کے درخت یہان بڑے افراط سے میوہ دیتے ہین جو یہان کے رہنے والے گرمیون مین
خشک کر رکہتے ہین اور سردی کے موسم مین کہاتے ہین اور اوسی کے مغز کا تیل نکالکر جلاتے ہین بلندی
اسکی سمندر کی سطح سے نو ہزار تین سو پچاس فیٹ ہے **قلعہ تہر یا تکہل** بسہر کے علاقہ مین یہہ چہوٹا سا
قلعہ اوس پہاڑ کے قطار پر جو کوہ دارتو کے چوٹی اور کوہ چر کے چوٹی کے درمیان ہے بنا ہوا ہے اس مقام پر
انگریزی فوج کوٹ گڈہ کے چہاونی سے آکر رہا کرتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار سات سو
بتیس فیٹ ہے **شنٹو** بسہر کی ریاست مین یہہ ایک پہاڑ کی چوٹی کوہ دارتو اور چر کے درمیان ہے
اسکے مغرب کیطرف سے دریاے گری نکلتا ہے اور اسکے شمال شرق کیطرف سے دریاے پابر کے مددگار
گذرتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار ایکسو دو فیٹ ہے **درہ شنگ نگ** بسہر کے
ریاست مین یہہ ایک درہ اوپر بلند قطار اوس پہاڑ کے ہے جو کوہ بسپا و تیلغ کے درمیان ہے بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے تیرہ ہزار سات سو انتالیس فیٹ ہے **کوہ دارتو** بسہر کے ریاست کے متعلق یہہ ایک بلند
چوٹی کوہ ہمالہ کے نچلے قطار دن کوہ ہمالہ مین ہے اوسکے اوپر بڑا گہرا جنگل ہر ایک قسم کے جنگلی درختون کا ہے
اور چونکہ گورکہہ لوگ اپنے دخل کے وقت یہان قلعہ و گاؤن بنا کر رہنے لگے تہے اونکے مکانات کے کہنڈرات
اب بہی موجود ہین کوہ ہمالہ کے مثلثی پیمایش کے وقت اس پہاڑ پر بڑا بہاری محکمہ مقرر ہوا تہا اور مسٹر ہوکس صاحب
و ہربرٹ صاحب وسمین حاکم تہے **مان رنگ درہ** یہہ ایک پہاڑی درہ دامنگ شو پہاڑ کے
اوپر ملک لداخ اور کناور کے درمیان واقع ہے راستہ اسکا سخت خوفناک اور جنگلون سے بہرا ہوا ہے اور تنگی اور
مشکل گذاری اس حد تک کی ہے کہ بنی آدم کا وہان گذر بہت ہی کم ہوتا ہے کناور کے جنوب شرق کے سمت سے
اسکے چڑہنے کا راستہ ہے اور دریاے دارنگ بہی اسی درہ کے اندر سے گذرتا ہوا آتا ہے بلکہ چشمہ اوسکا بہی
پہاڑ کے اندر ہی ہے اس دریا کے چشمہ کے اوپر ہمیشہ برف پڑی رہتی ہے سال بہر مین چار مہینے تک یہہ درہ برف
سے صاف ملتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے اٹہارہ ہزار چہہ سو بارہ فیٹ ہے اور بلندی دارنگ کے چشمہ کی
پندرہ ہزار فیٹ ہے **لوسر** شمال شرقی کوہ ہمالہ مین یہہ گانو اوس مقام پر کہ جہان دریای لوسر و پینو آپس مین
شامل ہوتے ہین آباد ہے بلندی اسکی تیرہ ہزار چار سو فیٹ کی ہے اسجگہہ جہانکہ دریا بہتا ہے ایک سیدہا پہاڑ
دیوار کے شکل کا ہے ایسا کہ برف بہی اوسپر ٹہہر نہین سکتی سواے چوٹی کے کہ وہان ہی برف جم کر زمین کے
سطح کے ساتھ مسطح ہوجاتی ہے آب و ہوا یہان کی خشک ہے اور پہاڑ کے گہاٹیون کے بنا مین زمین
بہت سیرابی زرخیز ہے جسکو ندیون کے ذریعہ سے پانی ملتا ہے گانو کی آبادی عین ہموار میدان کے اندر واقع
ہے گانو کے لوگ شیہی بکرے دنبے یہان بہت ہین اور پشم بہت کثرت سے نکلتی ہے باشندے یہان کے تبتی و تاتاری

وشنگولیا لنل کے سیاہ رنگ کے ہوتے ہین **ٹکنو** پہر کی ریاست کے متعلق یہہ ایک گہاٹی جنوبی قطار
علاقہ کناور مین ہے سطح اسکا چیڑ کے درختون سے پر ہے اور پانچ گانو اسکے اندر آباد ہین بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے آٹھہ ہزار آٹھہ سو فیٹ ہے **درہ پرنگ** یہہ ایک درہ مغربی قطار ہمالہ کے پہاڑ مین جوکہ
سپتی کے مقام سے سلطنت جمون اور علاقہ رپشو تک پہیلتی ہوئی چلی جاتی ہی واقع ہے **کوہ جمنوتری** یہہ تین
چوٹیان پہاڑون کی پہیلی ہوئی جمنا کے چشمہ کے مقام پر ہین جنکی کل مجموعہ کو کوہ بندر پونچہ کہتے ہین ان چوٹیون
مین سے دو چوٹیان بہت بلند اور برف سے ڈہکی ہوئے ہین اور باقی کے پہاڑون کے قطار ہین انہین چوٹیون
سے نکلتے ہین سطح ان چوٹیون کا جنوب مشرق کے طرف بہت کم ڈہلوان ہے اور بڑے موٹے اور معمولا
برف اون پر پڑی رہتی ہے اسقدر کہ وہ ٹیلے کبہی برف پگہل کر ننگے نہین ہوتے سواے چند ٹیلون کے
کہ نہایت کم ڈہلوین ہین کبہی کبہی برف انکی اوپر سے ڈہلک کر نیچے آپڑتی ہے ان چوٹیون پر سواے برف کے
اور کچہہ نظر نہین آتا اور اوپر کے حصہ کی برف پہگلکر نیچے کے چوٹیون پر آتی ہے اور وہان سے پانی نکلکر [illegible]
ہوجاتا ہے سیکڑون برسون کی برف وہان جمع ہوکر پہاڑون کے اوپر پہاڑ بن گئے ہوئی ہین البتہ اوپر کے
حصہ کی برف گرمیون مین کچہہ ڈہل کر پانی بنجاتی ہے انگریزی مورخون کے بیان کے موجب کوہ بندر پونچہ کے
چار چوٹیان ہین اور انکی اندر ایک بڑی جہیل پانی کی ہے جو برف کے پانی کے اجتماع سے ہمیشہ پر آب رہتی ہے
ہندون کا اعتقاد ہے کہ جب ہنومان نے اپنے دم کو آگ لگا کر لنکا کو جلایا تہا تو وہ آگ دستے پہر یہان اسی
جہیل مین آکر بجہائی تہی بہت بلند انمین تین چوٹیان ہین پہلی چوٹی اکیس ہزار دوسری بیس ہزار نو سو
سولہ تیسری بیس ہزار ایکسو بائیس ہزار فیٹ بلند ہی گرم چشمی پانی کے یہان بہت نکلتی ہین اور وہ گرم پانی
چشمون سے نکلکر اور برف کے اندر سے ہوکر دریاے جمنا کا آغاز ہوتا ہے اور گرم پانی کے سبب سے برف
ڈہل ڈہل کر پانی برف کا اوسکے ساتہہ ملتا جاتا ہے چشمہ ابلتے ہوئے پانی کے یہان بیشمار ہین اور انکو
پانی سے کسیطرح کی بو گندہک وغیرہ کی نہین آتی اور گرم چشمون کے نکلنے کا مقام سمندر کے سطح سے دس ہزار آٹھہ سو
انچاس فیٹ بلند ہے **کوہ لاہول** شمال مشرقی ہمالہ مین یہہ ایک انگریزی علاقہ ہے جسکے شمال مشرق کو علاقہ متعلقہ
لداخ مشرق مین سپتی جنوب مغرب کو علاقہ کلو مغرب مین چنبہ وکشتواڑ ہے یہہ ملک اٹہتر میل لمبا اور چونتیس میل چوڑا
اور کل سطح اسکا ایکہزار آٹہہ سو بہتر میل مربع ہے یہہ ضلع پہاڑون سے محیط ہے درہ رتن کا جو اسکی جنوب پر ہے
ہے بلندی اسکی تیرہ ہزار تین سو فیٹ اور برا لچہہ درہ جو شمال کو شمال غرب کو ہے وہ سولہ ہزار پانسو
فیٹ اونچا ہے اور بعض چوٹیان جو اسکے پاس ہین پانچ ہزار فیٹ تک اوس سے بلند اور برف سے ہمیشہ ڈہکی رہتی ہین
لاہول مین بیشمار دریا چلتے ہین جسکا شمول چناب یا اسکے ساتہہ ہوجاتا ہے اونمین سے دو دریا بہت بڑی چندرا اور بہاگا

ہین جنکے شمول سے دریاے چناب بنتا ہے بلندی اس پہاڑ کی اور پہاڑون سے بہت بڑی ہے کیونکہ کشتواڑ
جو سو میل اس پہاڑ سے نیچے ہے اور چناب وہان بہت تیز رو ہو کر چلتا ہے پانچہزار فیٹ سے زیادہ سمندر کے سطح
سے اونچا ہے اس پہاڑ مین کوئی بڑی آبادی نہین ہے صرف دو گانو تہوڑے گہرون کی آبادی کے ہین
انمین سے ایک کا نام گونشہ اور دوسرے کا نام پانڈی ہے جو مقام شمول چندرا اور بہاگا کے ہین مگر با وجود
بلند ہونے اس پہاڑ کے فصل غلہ کی بہت اچہی یہان ہوتی ہے **دریاے جوال** یہہ ایک چہوٹا
پہاڑی ندی جنوب مغربی حد کوہ سرمور سے نکلکر بہت صفائی اور تیز روی کے ساتہہ چلتی ہے پہر یہہ پہاڑون
اور گہاٹیون کے اندر جنوب مشرق کے سمت کو بیس میل کا راستہ طے کر کر دریاے گری مین دہنی کنارے
کے طرف سے شامل ہو جاتی ہے **کہنڈ الو جہیل** علاقہ کوہ منڈی مین یہہ ایک جہیل سمندر کے سطح سے
دو ہزار آٹہہ سو فیٹ اونچے اون پہاڑ مین جو جنوب مغرب کے سمت کو بائین کنارے دریاے ستلج کے پہاڑ
ہین واقع ہے یہہ جہیل ڈیڑہ میل لمبی کم آبی کے موسم مین اور آدہا میل برسات کے موسم مین ہوتی ہے باشندے
پہاڑ کے اس جہیل کو بہت عمیق اور گہری سمجہتے ہین اور فی الحقیقت اس سے زیادہ عمیق کوئی جہیل پہاڑ مین نہین ہے
کیونکہ ایک سو اٹہتر فیٹ کی رسی سے زیادہ اسکے تہہ کو پہونچی ہے صاحبان انگریز کہتے ہین کہ یہہ جہیل
السواٹر کی جہیل سے جو انگلستان مین ہے مشابہت رکہتی ہے مگر اوسقدر بڑی و شفاف نہین ہے صرف اسکے
چکر اور دور مین اوسکے ساتہہ اسکی مشابہت ہے چارون طرف اسکی پہاڑ ہین اور کنارے اسکی بہت سرسبز
درختون اور نباتات سے پر ہین مچہلیان اسمین افراط سے ہین مرغابیان وغیرہ کا کچہہ شمار نہین اور اسی نام
ایک گانو ہے ایک میل کے فاصلہ پر آباد ہے گانو کے پاس ایک اونچا پہاڑ ہے اوسپر کوٹہی صاحب اجنٹ کی
رہنے کی بنی ہوئی ہے اور قلعہ بالون جو اسی علاقہ مین ہے کوٹہی اوس سے بہت بلندی پر ہے اوس کوٹہی پر کہڑے
ہو کر اگر جنوب کے سمت کو دیکہین تو دور تک ہندوستان کے میدان اور دریاے ستلج اوسمین لہراتا ہوا نظر
آتا ہے **دریاے پابر** یہہ ایک دریا بسہر کے ریاست کی علاقہ مین بہتا ہے چشمہ اسکا متصل کوہ
سرمندا کی ایک جہیل ہے جسکو چرائی بولتے ہین ایک میل کے قریب اوسکا دور ہے اوسکے اوپر کے پہاڑون پر
اسقدر کثرت سے برف برستی ہے کہ اسّی اور دو سو فٹ تک اونچے انبار لگ جاتے ہین اور بہار کے
موسم مین وہ ڈہیر برف کے ہو کر لاکہون منون کا ایک ایک ٹکڑا پہاڑون سے گر کر پانی مین جہیل کے آپڑتا ہے
اور پانی ہو جاتا ہے اور بہت سی قسم کا پانی بن کر اوسمین جب آتی ہے تو اوسمین طغیانی ہوتی ہے اوس جہیل سے
یہہ پابر دریا نکلکر جنوب کے سمت کو سیدہی پہاڑون مین بہتا ہوا جب گیارہ میل کا راستہ طے کر لیتا ہے تو وہان
دریاے سیون اسکے ساتہہ آکر شامل ہو جاتا ہے اوس مقام تک یہہ دریا بلندی سے پستی کو بڑا تیزی سے

فی میل آچکا ہوتا ہے اس سبب سے تیزروی اسمین زیادہ ہے پہر وہان سے گیارہ میل اسی طور پر چلکر بمقام جرگانو پہونچ جاتا ہے تو دریاے اندریتی شمال مغرب کی سمت سے بہتا ہوا اسمین آپڑتا ہے باقی پہلا حصہ اسکا اور نشیب مین فی دسو چون فیٹ فی میل ہے اور جس جس پہاڑ کے اندر یہہ راستہ لئے ہوے آتا ہے وہ پہاڑ بہت خوبصورت و سرسبز و خوشنما ہے آب وہوا وہان کی بہی سرد و خوش ہے یہان سے پہر دریا جنوب و مغرب کے طرف چلکر دس میل کی مسافت طی کرکر ورونک جاتا ہے وہان سے پہر جنوب کے سمت کو پچیس میل چلکر دریاے ٹونس مین کل راستہ اٹہاون میل کا اپنے چشمہ سے طے کرکر شامل ہوجاتا ہے یہہ دریا بڑا تیز رو اور بہت صفا و شفاف ہے **پلور** کوہ سرمور مین یہہ ایک ندی جنوبی گہاٹی چور کے پہاڑ سے نکلتی ہے پہر وہان سے جنوب مغرب کے سمت کو چلکر بعد طے کرنے راستے تیس میل کے دریاے گری کے شامل ہوجاتی ہے **سرسا** یہہ ایک چہوٹا سا دریا جنوبی گہاٹیون کوہ سباٹو سے نکلتا ہے وہان سے شمال مغرب کے سمت کو راستہ لیکر کوہ پنجور دون مین آتا ہے اور بہت سی ندیان اور چشمون کے پانی ساتہہ کوہ ہنڈور سے ملاتا ہوا متصل کوہ کنو کے بعد طے کرنے کل راستے اسی میل کے ستلج کے شامل ہوجاتا ہے **بیاس** یہہ ایک دریا پنجاب کے علاقے جنوبی گہاٹیون سوگی درہ سے پندرہ ہزار فیٹ کے بلند مقام کے اندر سے نکلتا ہے پانی اسکا نہایت شفاف و سرد ہوتا ہے چشمہ سے نکلنے کے مقام پر نام اسکا اوبشوشو ہے اوپر کے حصے کے راستہ مین یہہ تنگ دہیری سے بہتا ہے اور برفون کے انبارون اور پہاڑی گہاٹیون کے اندر سے چلکر کہاتا ہوا آتا ہے اس دریا کے تہہ مین سنگ جراح بہت ہے بلکہ اسکے پانی کے زور سے اسقدر سنگ جراح جمکر آتا ہے کہ بعض مقامات پر شگاف دریا کے بند ہوجاتے ہین اسکے چشمہ سے بعد طے ہوجانے ڈہلوین راستہ پانچ میل کے ایک اور دریا شمال مشرق کے سمت سے آکر شامل ہوجاتا ہے پہر شمول کے مقام سے گیارہ میل چلکر یہہ دریا پار دریا پتن اگرتا ہے یہہ مقام شمول کا آٹہہ ہزار تین سو فیٹ کے بلندی پر ہے **سپیتی** شمال مشرقی کوہ ہمالہ مین یہہ ایک پہاڑی علاقہ ستر میل لمبا شمال سے جنوب کو اور چالیس میل چوڑا ہے اس گہاٹی کے اندر دریاے سپیتی بہتا ہے کم سے کم بلندی اس گہاٹی کی جہان پر مقام آبادی ہے بارہ ہزار نوسو چہیاسی فیٹ ہے سال ۱۸۴۶ع مین پنجاب سرکار نے تین سال کے واسطے پہر راجہ کو دیدیا تہا بعد اختتام اس میعاد کے پہر سرکاری ہوگیا اب بہی سرکاری انتظام ہے **دریاے ٹنگ** ریاست کہہر کوہ کنا ور جنوب مشرقی حد گڈہ وال کے طرف سے یہہ دریا نکلتا ہے وہان سے شمال مغرب کو راستہ لیکر اور شمال مغربی بہاو ڈہری بہاکر رودنگ کے پاس پہونچ کر دریاے ستلج مین شامل ہوجاتا ہے جس گہاٹی کے اندر وہ بہتا ہے وہ برہنہ و بلند و غار دار پہاڑ ہے راستہ اسکا بہت خوفناک اور ویران ہے جسقدر سڑکین اسکے اوپر سے گذرتی ہین وہان

پہاڑوں سے اُترنے کیواسطے زینے بنے ہوئے ہیں جو بعض پتھر کے سیڑہی اور بعض لکڑی کی ہے اسکی گذر پر دنیمہ
سے گذر ہے یہاں نہایت خوفناک گذر ہے اوسپر یہہ جگہہ لکڑی چنکر کا زینہ بنا ہے دونوں طرف دریا کے ٹہ اا وسپاہ
ہے اور کوئی مقام ایسا نہیں ہے کہ جہاں آدمی ٹہہر سکے یہہ پیاسات میل تک جنگل ہے یہہ ندی اوج سے نشیب تک
بحساب اوسط تین سو فیٹ فی میل جاتی ہے اور بعض مقامات پر اس سے مضاعف اس باعث سے یہہ
ندی بہت تیز اور کف انگیز ہے اور چلتے وقت اسکی شور بہت ہوتا ہے **اوپشنگ** بسہر کی ریاست
علاقہ کنا ور میں یہہ ندی مغربی گہاٹی ایک بلند پہاڑ سے جو شمال سے جنوب کو پہیلتی ہے نکلتی ہے وہ تنی
پانچ میل کا راستہ شمال کی طرف کو طے کر کر دریاے ستلج کے بائیں کنارے کیطرف سے اسمیں شامل ہو جاتی
ہے یہہ ندی بہت عمیق پہاڑوں کے مجموعی اور ناہموار رستوں اور جنگلوں کے اندر سے بہتی ہوئی آتی ہے بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار نوسو نو اسی فیٹ ہے **پولا** بسہر کی ریاست علاقہ کنا ور میں یہہ ایک
بڑی ندی مشرقی ڈہلوان کوہ وایک شوے جو لداخ کے ملک کے حد سے نکلتی ہے وہان سے یہہ پندرہ میل
جنوب کے سمت کو رستہ طے کر کر دریاے ستلج میں شامل ہو جاتی ہے **پواٹانگ** ریاست بسہر ضلع کنا
میں یہہ ایک ندی کوہ کنا ور سے نکلکر بعد طے کرنے مسافت آٹھ میل بسمت جنوب مشرق دریا کے
میں اوسکے دہنے کنارے کیطرف سے شامل ہو جاتی ہے **اشن** یہہ چہوٹا سا دریا کوہ شملہ کے شرقی بہت
جنوبی بنیاد کوہ مہاسو سے نکلتا ہے پہلی مخرج کے مقام سے جنوب مغرب کو اور پہر جنوب مشرق کیطرف پچیس
میل کا راستہ طے کر کر دریاے گری میں جا گرتا ہے **وانگر** بسہر کی ریاست علاقہ کنا ور میں یہہ بڑا
نالہ پانی کا دانگ ہو کی مشرقی سے ذور استون کے ذریعہ سے آتا ہے اور پہر آسمیں شامل ہو کر وانگر
نام پاتا ہے وہانسے پہر ستلج دریا کے پاس پہونچکر اوس سے ملجاتا ہے **پیو** ریسبہر کی ریاست ضلع کنا ور
یہہ ایک ندیا جنوب مشرقی گہاٹی درہ لبی سے نکلتا ہے وہانسے جنوب مشرق کے سمت کو بیس میل موضع ہالنگ تک بہا چلکر دریاے ملنگ
کے ساتھہ شامل ہو جاتا ہے شمول کے مقام سے نام اسکا تبدیل کر کر تیتی رکہا جاتا ہے جو ایک بڑا سخت و تیز رو مددگار دریاے ستلج کا ہے
بعد کل راستہ پچیس میل کا طے کر کر دریاے ستلج کے شامل ہو جاتا ہے **شالوی** جبل کی ریاست میں یہہ ایک چہوٹا سا دریا ہوتا ہے
جسکا چشمہ اوس گہاٹی سے جو کوہ چور سے وارتوتک پہلتی ہے نکلتا ہے وہانسے یہہ جنوب مشرق کیطرف راستہ بلند
گہاٹیوں اور ویرانہ جنگلوں میں سے گذرتا ہوا اور بیشمار چہوٹی ندیاں اور چشموں کے پانی اپنے ساتھہ ملاتا
ہوا اور چلاتا اور شور کرتا بعد طے کرنے راستہ پچیس میل کے دریاے ٹونس میں جا گرتا ہے اور سکے
راستہ کے اندر جہاں کہ اسکا نام کوٹی نالہ ہے پانی اسکا بہت صاف اور پر آب چلتا ہے **ایشی** بسہر کی ریاست
کے متعلق کوہ برنیدا سے یہہ ایک بڑا بہاؤ پانی کا گرمی کے موسم میں بسبب پگہلنے برف کے جاری ہوتا ہے

پہر موضع نیرتی کے پاس کہ اسی نام سے ایک گانو آباد ہے پہونچکر پانی اسکا بلندی سے پستی کو بڑے زور و شور کے
ساتھ گرتا ہے پہر تہوڑی ہی دور اور چلکر برف کے نیچے آکر دب جاتا ہے موضع نیرتی کے پاس ایک مسافرخانہ
بہی مسافروں کے آرام کیواسطے بنا ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار چہہ سو بیانوے فٹ ہے
کاشنگ پار کو نہک بسہر کی ریاست علاقہ کناور میں یہہ ایک بڑی تیز رو ندی ہے
ہے ایسکے اوپر دو سڑک ہندوستان تبت سنگم کو جاتی ہے گذرتی ہے یہہ ندی اپنی کناروں تک برآب
ہوکر چلتی ہے اور نہایت تیزی و شور کرتی ہوئی بہتی ہے اسکے پانی کی کف بہت ہے گذرگاہ کے مقام پر دریا
ستلج پر لکڑی کا پل بنا ہوا ہے پل کے مقام سے جنوب مغرب کی سمت کو چلکر یہہ ندی دریاے ستلج میں شامل
ہوجاتی ہے **قوریاسہ لنو** کبہر کے ریاست بشہر کا ادہین ایک دریا کسو درہ کے پہاڑ سرحد
پہاڑ چینی تاتار سے نکلتا ہے اور وہاں سے تین دن کی مسافت جنوب کی سمت کو طے کرکر کوہ سنگ
کے نیچے جہاں کہ ایک گانو اسی نام کی آبادی کا آباد ہے پہونچتا ہے وہاں سے دونو طرف کے نالوں
اور چشموں کے پانی اور برف کے پہاڑ سے اپنے ملاتا اور بڑی سرآتی اور زور و شور سے چلتا ہوا دریا
ستلج کے بائیں کنارے سے اوس میں شامل ہوجاتا ہے **ریاست بلسن** یہہ ایک چہوٹی سی ریاست
دریاے ستلج اور ٹونس کے درمیان ہے علاقہ میں ماتحت سپرنٹنڈنٹی شملہ ہل اسٹیٹ دریا ستلج ... واقع
ستلج کے واقع ہے اسکے شمال کو ریاست کمارسین و کوٹکہائی مشرق کو علاقہ ... جنوب مغرب کو
سرمور مغرب میں کیونتھل ہے طول اسکا جنوب مشرق سے شمال مغرب کو بارہ میل اور آٹھ میل عرض کل
سطح چونسٹھ میل مربع ہے کل آبادی اسکی پانچہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ چہہ ہزار روپیہ ہے جس میں
ایکہزار اسی روپیہ سرکار کو دیا جاتا ہے اس ریاست کی رانا کے پاس پانسو آدمی مسلح رہتی ہیں اور کچہہ
حصہ علاقہ پہردلی کا جو پہلے اس ریاست سے متعلق تہا مگر جب سرکار انگریزی نے گورکہوں کو اس پہاڑ
سے نکالا وہ علاقہ فوج جنگی کے سپاہ دینے کی عوض میں اپنی پاس رکہہ لیا اور بڑا حصہ پہردلی کا راجہ کیونتھل کو دیا اور اسکی وارثوں کو ہمیشہ کیواسطے
بموجب سند بیسویں نومبر ۱۸۱۵ع کی معرفت ... عطا ہوا تہا **کلکتی** بلسن کی ریاست کی متعلق یہہ ایک قلعہ چہوٹا سا
سنگ عمارت اور مربع شکل کا بنا ہوا ہے طول اسکا پچاس فٹ اور عرض ... ہے اندر گورکہہ فوج ملازم انگریزی رہتی تہی
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار اٹہہ سو فٹ ہے **چور** یہہ ایک بلند چوٹی پہاڑ کی بلسن ریاست
کے متعلق اس مقام پر کہ جہاں کوہ جہر کے قطار کوہ دار سے ملتی ہے واقع ہے کوہ دار کی بلندی اس مقام پر
دس ہزار چہہ سو اٹہتر فٹ ہے اور اس چوٹی کی بلندی اوس سے زیادہ ہے **شالی** بہوکی کے
علاقہ میں یہہ ایک بلند چوٹی پہاڑ کی ستلج کے بائیں کنارے سے بفاصلہ چار میل واقع ہے اسکی اوپر ایک

لکڑی کا مندر کالی دیوی کا بنا ہوا ہے جہاں سرکار انگریزی کی عملداری سے پہلے آدمی قربانی کیے جاتے تھے مگر
اب یہ بدرسم بالکل موقوف ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے نو ہزار چھ سو تیئیس فٹ ہے **ریاست منگل**
یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ریاست ہے اسکے شمال کیطرف علاقہ بھجی شرق اور جنوب کو علاقہ متعلقہ پٹیالہ غرب
میں باگل ہے طول اسکا چھ میل اور اسی قدر عرض کل سطح چھپیس میل ہے اور علاقہ اسکا ایک بانٹ پٹیالہ کے مجموعہ
کے درمیان واقع ہے اور بعض چوٹیاں علاقہ کے اندر بھی موجود ہیں اسکے شمال کیطرف سے جو پانی آتا ہے
وہ ستلج میں گرتا ہے اور جنوب غرب کا پانی دریاے گمبر میں داخل ہوتا ہے عام بلندی اس علاقہ کی چار ہزار
فٹ سے زیادہ ہے مگر مقام سوجی جو ستلج کے بائین کنارے پر ہے وہ ریاست اور علاقہ کا پست اور دو ہزار دو سو
اسی فٹ سمندر کے سطح سے اونچا ہے یہ ریاست بارہ ٹھکرائی میں سے ایک ریاست ہے جو درمیان دریا
ستلج اور دریاے ٹونس کے واقع ہیں گورکھوں کے حملے سے پہلے یہ ریاستیں خود مختار تھیں مگر گورکھوں نے انکی
ریاست کو بیدخل کر دیا مگر سرکار انگریزی نے گورکھوں پر غلبہ پاکے یہاں کے رانا کو اسکی ریاست پر بحال
کیا اس علاقہ میں سات آبادیاں اور تین ہزار مردم شماری اور تین ہزار پانسو روپیہ آمدنی سالانہ ہے
جسمیں سے پانسو روپیہ سرکار کے خزانہ میں داخل ہوتا ہے **ریاست [illegible]** یہ ایک چھوٹی سی ریاست
کوہ ہمالیہ کی ریاستوں میں سے ہے اسکے شمال کو علاقہ سکیت اور [illegible] علاقہ کے درمیان دریاے ستلج
بہتا ہے شرق میں ریاست کوند جنوب کو علاقہ کوٹھی و دھامی اور علاقہ پٹیالہ کا غرب کیطرف باگل ہے علاقہ اسکا
طول میں شرق سے غرب کو بیس میل اور عرض میں جنوب سے شمال کو سات میل کل سطح ستر میل مربع ہے یہ کیا
علاقہ ازمین کا ستلج کے بائین کنارے پر بسا ہے یہ ریاست بھی بارہ ٹھکرائی کی ریاستوں میں سے ہے جو گورکھوں
کے حملے سے پہلے دریاے ٹونس اور ستلج کے درمیان خود مختار تھیں اسکا علاقہ یہاں کے رانا کو سرکار انگریزی
نے عطا کیا ہوا ہے اسمیں دس پرگنہ اور پچیس ہزار آدمی کی آبادی اور تیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی ہے جس میں سے
ایکہزار چار سو چالیس روپیہ سرکار میں نذرانہ ملتا ہے اور یہاں کے رانا کے پاس ایکہزار آدمی مسلح رہتا ہے۔
ریاست دہورکاٹی یہ نہایت چھوٹی ریاست ٹونس اور ستلج کے درمیان کے ریاستوں میں سے ہے
جسکے شرق کو علاقہ بسہر اور تین طرفوں پر انگریزی ضلع کوٹکائی کا ہے کل سطح اسکا ساڑھے پانچ میل ہے
اور بہت بڑے بڑے پہاڑ کے چوٹیاں اسمیں واقع ہیں اور سب میں چوٹی کوہ ٹونگر کی دس ہزار ایکسو دو فٹ
بلند ہے جہاں سے بہت ندیاں نکلکر اور غرب کی طرف بہکر دریاے گری میں گرتی ہیں اور شمال کیطرف
کے دریاے پابر کے شامل ہوتی ہیں اس ریاست میں ایک ہی پرگنہ ہے اور آبادی دو سو آدمی کی اور آمدنی
چار سو روپیہ سالانہ ہے **دریاے ٹونس** اس دریا کو سیاہی بھی کہتے ہیں کوہ جمنوتری کے شمالی

طرف اور دریاے جمنا کے چشمہ سے فاصلہ چند میل جنوب کی سمت کو یہہ دریا نکلتا ہے چشمہ اس دریا کا پہلے
بسبب سنگلاخ ہونے راستہ اوس پہاڑ کے کسی نے نہین دیکھا تھا مگر اکتوبر ۱۸۱۹ء مین ایک انگریز ہربرٹ
صاحب نامی نے وہان پہنچکر اوسکا معاینہ کیا کہ وہ چشمہ اکتیس فیٹ چوڑا اور کہنی تک گہرا اور برف کے
انبار کے اندر بارہ ہزار سات سو چوراسی فیٹ سمندر کے سطح سے اونچا ہے وہان سے نکلکر یہہ دریا جنوب
کی طرف کو بہتا ہے جب اوسی طرف کو تیس میل کے قریب آتا ہے تو دریاے روپین اسکے دہنے طرف سے
جو بلندی پانچہزار تین سو فیٹ کے آکر شامل ہوتا ہے پھر اون دریاے ٹونس کا چشمہ سے لیکر وہان کے
شمول تک حسابا وسطا ڈھائی سو فٹ فی میل شمار ہوتا ہے چونکہ بہت دور راستہ مین چلنا اسکا بلندی سے پستی کو
بہت ہی اسو واسطے اسکی رفتار مین تیزی بہت ہے چشمہ سے لیکر اس مقام تک نام اسکا سپین پکارا جاتا ہے شمول
کے مقام سے نام اسکا ٹونس مقرر ہو جاتا ہے اگرچہ دریاے سپین بہی بڑا تیز رو و پر آب دریا ہے مگر وہین بہی
وہان پچاس فیٹ گہرا اور پچاس فیٹ چوڑا بڑا تیز رو چلتا ہے اور چلنے کیوقت بڑا غل و شور کرتا ہے اور پہر یہہ دونو
ملی ہوئی دہارین ایکسو فیٹ چوڑی جنوب بغرب کے طرف کو جب دو تین میل کا راستہ طے کرتے ہین تو دریاے پابر دکہن
طرف سے اسکے آکر ٹونس مین شامل ہو جاتا ہے پابر بہی شمول کے مقام پر بڑا آبی و تیز رو ہی و گہرا مین ہیچ دریاے ٹونس
سے کچہہ کم نہین ہے وہان سے یہہ دریا گڈہ وال سے آگے بڑہکر جنوب کی سمت کو رستہ لیتا ہے اور انگریزی [illegible]
جونسر و پہاڑی ریاستین جبل و سرمور مین گذرتا ہوا دریاے پابر کے شمول سے تیرہ میل کا راستہ طے کرکر دریاے
شالوی کے پاس پہنچتا ہے اس مقام پر دریاے شالوی اسمین آکر شامل ہو جاتا ہے شالوی دریا بہی ایک بڑا دریا ہے
جو دہنے کنارے کیطرف سے آکر اسمین گرتا ہے شالوی کے شمول کے مقام سے پہر یہہ دریا چالیس میل کا راستہ پہاڑون
اور چوٹیون اور گہاٹیون کے اندر سے بڑے زور و شور سے طے کرتا ہوا بلندی سولہ ہزار چہیاسی فیٹ کے دریاے جمنا مین
شامل ہو جاتا ہے ٹونس کا کل راستہ قریب سو میل کے ہے اور فراز سے نشیب کو آنا اسکا حسابا وسطا فی میل ایکسو دس
فیٹ شمار مین آتا ہے اور دو ہزار آٹھہ سو ساٹھ فیٹ سرفی ثانیہ اسکی رفتار ہے **دریاے گری** یہہ دریا
پہاڑی علاقے کوتہکاہی سے بہ بلندی چار ہزار چار سو فیٹ کے نکلتا ہے مخرج اسکا ایک پہاڑ شہر الف دائری کی شکل
کا ہے جو داڈو کے چوٹی سے ملکر چیر کے چوٹی سے شامل ہوتا ہے وہان سے یہہ مشرق کے طرف کو اور بہت جنوب
سفر پچپن میل کے راستہ کو طے کرکر بہت سی ندیان اور چشمون کے پانی اپنے ساتھہ ملاتا ہوا دریاے آشن مین
شامل ہو جاتا ہے پہر یہہ دونو دہارین ملی ہوئی پچاس میل کا راستہ جنوب مشرق کے سمت کو طے کرکر
دریاے جمن مین داخل ہو جاتے ہین شمول کے مقام پر یہہ دریا ایکسو کمر فیٹ فی ثانیہ طے کرتا ہوا پایا جاتا ہے

دوسرا حصہ دریاے ستلج کے مغربی کنارے سے لیکر دریاے سندہ تک قدیمی پنجاب کے ملک کے حال مین اسمین آٹھہ تقسیمین ہین

پہلی تقسیم

پنجاب کے حدود و دوآبے و ہوا و تعداد رقبہ وغیرہ ضروری احوال مین

یہہ ایک فراخ احاطہ شمال مغرب کے طرف ہندوستان کے ہے اور نام اسکا پنجاب فارسی دو لفظون سے مرکب یعنی پانچ دریا ستلج بیاس راوی چناب وجہلم کے ہے مگر سید خان انگریز فرماتے ہین کہ اس ملک مین دو دریا سے سندہ ملا کر چہہ دریا جاری ہین اور دریاے بیاس اور سکار ہستہ اس ملک مین بہت کم ہے چونکہ دریائے جا کر باقی پانچ دریاؤن ستلج راوی چناب جہلم سندہ کے جاری ہونے کے سبب سے نام اس ملک کا پنجاب رکہا گیا ہے مگر یہہ تقریر انکی دلپذیر نہین ہے کیونکہ دریاے بیاس جو ہری کے مقام پر دریاے ستلج سے ملگیا ہے اس شمول کو صرف اسّی برس گذرے ہین پہلے یہہ دریا بہی اور دریاؤن کیطرح تمام پنجاب مین بہتا تہا اور برابر رہتا اسکا اب بہی دور تک نظر آتا ہے اور پنجاب اس ملک کا نام شاہنشاہ اکبر کے وقت سے قرار پایا ہے صوبہ لاہور پنجاب کے پانچون دریا ستلج بیاس راوی چناب جہلم ہین اور دریاے سندہ اسمین شمار نہین ہوا القصہ حدود اسکے یہہ تہے مشرق وجنوب مشرق کو دریاے ستلج وکسر ہند غرب وشمال غرب کو دریاے سندہ شمال کو کوہ کشمیر وکوہ جموں شمال مشرق کو کوہ کانگڑہ جنوب کو دریاے ستلج یا گہارا جنوب غرب کو ملتان اور سندہ اور آئین ملک کے اندر شاہان چغتائیہ کے وقت نام ہنا صوبہ لاہور علیحدہ حاکم مقرر تہا مگر اب یہہ خطہ سکہون کی عملداری سے وسیع ہو گیا اور جس جس مقام یعنی پشاور و ڈیرہ اسمعیل خان و غازی خان و ملتان تک عملداری رنجیت سنگہ کی پہونچی پنجاب کا ملک مقرر ہو گیا اور حدود پنجاب کے انکی تبدیل ہو کر شرق مین سرہند شمال مین کوہستان کشمیر جنوب مین افغانستان و سرحد ملک ٹہٹہ یا جنوب غرب مین علاقہ بہاولپور غرب مین کوہ سلیمان شمال غرب مین کوہ خیبر وغیرہ سے حدود مقرر ہو گئے بلکہ کوہستانی ملک کشمیر و تبت ولداخ وجموں وکانگڑہ ومنڈی وسکیت وکلو کے علاقہ بہی پنجاب کے تابع اور اوسکے متعلق کہلائے اور میدانی اور کوہستانی علاقہ مین صرف اتنا ہی فرق رہگیا کہ وہ پنجاب کا میدانی اور وہ کوہی علاقہ کہلاتا تہا اب انگریزی کی عملداری مین مفسدہ کے بعد اور بہی حدود پنجاب کے بڑہ گئی اور قسمت دہلی وحصار وانبالہ کا علاقہ جیسی کہ پہلے حصہ مین ذکر کیا ہے اسکے متعلق ہو کر محکمہ گورنمنٹی پنجاب کا علیحدہ قرار پایا وضع شکل وصورتحال کی پنجاب کے سرزمین کے نصف دایرہ کیطرح معلوم ہوتی ہے جسکا ایک گوشہ اسمقام پر ہے

جہان دریای پنجند دریاے سندھ کے ساتھ شامل ہوتا ہے اور دوسرا گوشہ اوسکے مقابل شمالی کوہ ہمالہ
کی بنیاد کے پاس ہے طول اسکا شرق سے غرب کو پانسو پچاس میل اور عرض چارسو میل یا اوسکی سطح تہتر ہزار پانسو
میل اور قدیمی پنجاب کا ملک ستلج سے سندھ تک طولاً ایکسو اسی کوس اور عرضاً بھیرے سے جو کنڈی تک چہیاسی کوس مقرر
ہین اور کل ملک میدانی پنجاب کا پانچ دوابون مین منقسم ہے جنکا ذکر علحدہ تحریر ہوگا بلکہ بعض مورخ یہہ بھی کہتے ہین
کہ بسبب واقع ہونے پانچ دوآبون کے اول نام اسکا پنج دواب کہا گیا تہا مگر کثرت استعمال سے دو کا لفظ محذوف ہوکر
پنجاب کہا گیا ڈہلوان سطح اس ملک کا شمال شرق سے جنوب غرب کو دریاؤن کے رفتار سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر
دریا اوسکے اوسی طرف کو بہتے ہین پنجاب کا میدان بہی ہندوستان کے غربی حصہ سے پست ہے کیونکہ سطح ستلج کا
جمنا سے اور بیاسا کا ستلج سے اور راوی کا بیاسا سے اور چناب کا راوی سے اور جہلم کا چناب سے اور سندھ کا جہلم
سے درجہ بدرجہ پست ہے چہہ دریاے مذکورہ بالا کے سوا اور بہی بہت ندیان و نالے و چشمے پہاڑ سے نکلکر میدان
کو آتے ہین اور ملک کو سیراب کرتے ہوے دریاؤن مین شامل ہو جاتے ہین جنکا ذکر اونکے موقعون پر آئیگا کانین
بہی اس ملک کے متعلق پہاڑ مین بہت ہین پہاڑی کے علاقہ مین لوہے کی کان اور نمک کا پہاڑ ہے اسیطرح کوہ سلیمان
کے نیچے کالاباغ کے مقام پر تمام پہاڑ نمک کا ہے بہت مقامات سے وہان نمک نکالا جاتا ہے گندہک کی کان بہی
وہان موجود ہے سونا بہی اکثر اوقات دریای چناب و نالہ بہرو و سوان خصوصاً دریاے سندھ کے ریگ مین سے نکلتا ہے
سرمے کی کان بہی پنجال کے پہاڑ مین موجود ہے گندہک بہی بافراط نمک کے پہاڑ سے نکلتی ہے شورہ بہی وہان
افراط سے بنتا ہے بلکہ شورہ تو پنجاب کے میدان کی شور زمینون سے بنایا جاتا ہے چند مقامات مین سرکار انگریزی
نے اب کوئلے کی کانین بہی کوہستان کے اندر دریافت کرلی ہین اور ریل وغیرہ بخاری کلونمین چلایا جایا کریگا
چنانچہ کانین کوئلے کے مقامات جو سیانی و میانی فی الحال تو دریافت ہوچکی ہین اور آیندہ بہی [illegible] لوگ انگریز وغیرہ
اس کام کیواسطے مامور رہتے ہین کہ وہ پہاڑ مین [illegible] دریافت کیا کرین قدرتی نہرون اور دریاؤن و چشمون
کے سواے سرکار نے لاکہون روپیہ خرچ کرکر دواب باری وغیرہ مین نئی نہرین کہود کر ملک کو سیراب کیا ہے
پنجاب کا سلسلہ پہاڑ سے لیکر کوٹ مٹہن تک برابر ڈہلوان ہے چنانچہ جہلم کی بلندی ایکہزار چہہ سو فیٹ اور لاہور دو ہزار
کے دو سو فیٹ سمندر کی سطح سے [illegible] جنوبی [illegible] شمال سے جنوب کو پہلے
ہوگیا کوسون مین چلے گئے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ دریا اون کے پہلے رستے ہین اور دریاے چناب کا ہمیشہ سے
اپنا ایک جگہہ سے دوسری جگہہ [illegible] ستلج جو پہلے لودہیانہ کے پاس بہتا تہا اب تخمیناً
سے سات میل پر شمال کی طرف بہتا ہے اور بیاسا دریا نے بالکل [illegible] اپنا چہوڑ دیا ہے اور ہری کے پاس
وہ دریاے ستلج سے ملگیا ہے اور راوی جو پہلے لاہور کے [illegible] اورنگزیب بادشاہ نے اوسکی [illegible]

سے لاہور کو بچانے کیواسطے تعمیر کیا تھا کہ جس مین بند ہوا یا تھا اب وہان نہین بہتی بلکہ یہی تین میل کے فاصلے پر چلتی ہے
علی ہذا القیاس اور دریاؤن کے رستے بھی اسیطرح تبدیل ہوگئے ہین آب و ہوا پنجاب کے ملک کی اگرچہ ہر ایک ضلع مین
مختلف ہے مگر اکثر گرم خشک ہے سوا اون اضلاع کے جو پہاڑ کے نیچے آباد ہین وہانکی آب و ہوا خشک نہین ہے
کوہستانی ملک کی آب و ہوا اکثر مقامات پر سرد و تر ہے اور پہاڑ سے دور جسقدر مسافت نشیب کی میدانون کیطرف
راستے جاوین اسیقدر ہوا گرم خشک ہوتی چلی جاتی ہے شمالی ملکون مین پنجاب کے بارش بہت ہوتی ہے اور جنوبی
ملکون مین بہت کم برستا ہے وسط کے ملکون مین بارش بھی اوسط درجہ کی ہوتی ہے پنجاب کی زمین نہایت
عمدہ و زرخیز اور آباد ہے بصورت اوسکی ایسی ہے جیسی کہ کسی زمین پر ایک مرتبہ دریا چل چکا ہو اسکی بابت
صاحب خلاصۃ التواریخ لکھتا ہے کہ قدیم زمانہ مین ایک دفعہ اسقدر دریاؤن کی طغیانی پنجاب مین ہوئی کہ سندھ
سے ستلج تک تمام عالم آب ہوگیا تھا اور کل بستیان اور شہر غرقاب ہوگئی تھی پنجاب کی زمین مین شور و کلر
بھی اکثر مقامات پر پایا جاتا ہے مگر ریگی زمین دریا کے کنارون اور شور زمین اونچی ٹیلون پر ہے جہان
پانی کم پہونچتا ہے پنجاب کے زراعتون کو پانی اکثر نہرون اور دریاؤن اور بارش سے ملتا ہے کنوئین بھی
بکثرت جاری ہین جن پر چرخ چوبی چڑھا کر پانی نکالتے ہین پنجاب کے میدانون کی سردی معتدل اور اوسط
درجہ کی ہے پہاڑ مین سردی بہت ہے اور اکثر مقامات مین برف برستی ہے مگر گرمی پنجاب کی سخت ہوتی
ہے خصوصاً ملتان کے ضلع مین تو تمام ملک سے گرمی مضاعف ہوتی ہے گرمیون مین گرم لو چلتی ہے اور اندھی
سرخ و سیاہ رنگ کی اکثر آتی ہے اور صفا موسم گرمی مین جب ابر آسمان پر ہو تو گرد باد جابجا گھومتی ہوئی
زمین سے آسمان کو جاتی ہوئی بہت نظر آتے ہین گرمی کی بارش بڑے زور شور سے ہوتی ہے اور سردیون
کی بارش قطرہ قطرہ اور آہستگی سے ہوا کرتی ہے اس ملک مین جنگل و بار و ویرانہ بہت ہین جو کوسون تک چلے
جاتے ہین اگر ناواقف آدمی انمین بھول جاوے تو زندہ باہر نہ نکلے اونمین درخت جھاڑ کریر جھاڑیان بیری کی
جھاڑیکی اس کثرت کے ساتھ ہین کہ انسان کے چلنے کو زمین نہین ملتی خصوصاً ضلع منٹگمری اور جھنگ مین تو ایسے
جنگل و ویرانہ بہت ہین اونکے سوائے عام میدانون مین پنجاب کے درختان پیپل و بڑ و دھریک و کیکر و نیم و شیشم و توت
و بیر وغیرہ بہت ہین اور باغات مین میوہ دار درخت ہر ایک قسم کی کثرت کے ساتھ ہین مثلاً انار لیمون کیلا
ترنج سنترہ انگور سیب بیجالی وغیرہ بیشمار درخت قسم قسم کے باغات مین لگائے جاتے ہین نباتات بھی یہان قسم
قسم کے ہوتے ہین سکھون کی عملداری مین قدیمی درخت اوسیطرح پائمال کیے گئے اور نئے درختون کے لگانے کیطرف توجہ
نہوئی مگر اب جب سے سرکاری عملداری ہوئی ہے حکام اضلاع کی توجہ سے لاکھون درخت سڑکون کے کنارون
شیشم و بڑ و شاہتوت وغیرہ اقسام کے لگائے گئے ہین ہزارون باغیچے دیہات مین ہوگئے سیکڑون اونمین اچھے ہوگئے

غرضکہ تمام پنجاب عالم باغ ہوگیا شمالی کوہستان کے درختان کی پیداوار شمار سے باہر ہے مگر درختان دیودار و
چیڑ و کیل وغیرہ اس کثرت کے ساتھ ہین کہ کروڑون روپیہ کی اونکی لکڑی کی تجارت ہوتی ہے اور میوون کی
اسقدر پیدایش ہے کہ سینکڑون کوسون تک تر و تازہ و خشک میوہ تجار لوگ لیجاتے ہین غرضکہ اگر
فردوس بر روی زمین است * ہمین است و ہمین است و ہمین است * شمالی پہاڑ ونمین سے بعض پہاڑ
خشک بی آب ہین اور بعض سرسبز و پرآب و زرخیز اور بعض برفانی اس علاقہ کے پہاڑون اور جنگلون
مین سوائی ہاتھی کے اور ہر ایک قسم کی دد و دام پائے جاتے ہین دریاؤن مین مچھلی بھی بکثرت ہوتی ہے
پیداوار پنجاب کی ہر ایک قسم کا اناج و روئی و نیشکر و تماکو و پوست و شلغم و پیاز و خربوزہ و تربوز
وغیرہ ہے اور دامن کوہ کے علاقہ مین نیل بھی بکثرت ہوتا ہے کشمیر مین زعفران نشاور مین [illegible]
پیدا ہوتا ہے جسکے ثانی روی زمین پر کہین جانور نہین ملتا کارخانجات بھی ہر ایک قسم کے پنجاب کے
شہرون مین جاری ہین جنمین سے بڑا کارخانہ شالبافی کا ہے پنجاب کے رہنے والے آدمی بھی سب طرح کے قومون ہندو
اور مسلمانون کے ہین ہندون کے قومین کہتری اروڑے برہمن جنیور جھام سکھہ وغیرہ ستلج سے لیکر جہان تک
بکثرت اور مسلمان کم مین شاید دو حصے ہندو اور ایک حصہ سید مغل پٹھان قریشی جاٹ ارائین وغیرہ لیکن
بگر جہان سے بڑے سرحد تک ہندون کی قومین کم اور مسلمان بکثرت بلکہ نشاور و ڈیرہ جات ہزارہ مین تو
ہندو کہین شاذ و نادر ہوتا ہے اگر ہوگا تو برائے نام اور سب اہل الاسلام ہوگا ہان ان ملکے شہرون کے ہندو اکثر
مالدار سوداگر ساہوکار سود خور خصوصاً شہر امرتسر کے ہندو بڑے متمول ہین اور مسلمان بیشتر اونکے قرضدار
زیر دست کل پنجاب کی مردم شماری کا ذکر پہلے حصہ مین تحریر ہوچکا ہے اب دوبارہ لکھنا تحصیل حاصل ہے
اسواسطے قلم انداز ہوا اسلامی بادشاہون کے وقت عربی و فارسی علم کی بہت ترقی تھی جو ہندون و مسلمانون
کو پڑہائی جاتی تھی ہندو اپنے پنڈتون سے شاستری و سنسکرت بھی پڑھتے تھے سکھون کے وقت ایک تازہ
نو ایجاد علم گورمکھی رائج ہوا جو ہندو کم اور سکھہ بکثرت پڑھتے تھے اب سرکار انگریزی کی عملداری مین بڑی ترقی
علم انگریزی کی بدرجہ اول اور فارسی کی بدرجہ ثانی اور عربی کی بدرجہ ثالث اور شاستری و سنسکرت کی
پانچوین چھٹے درجہ پر ہے گورمکھی شاذ و نادر کوئی سکھہ پڑھتا ہوگا مردون کی تعلیم کے سوای عورتون کی تعلیم بھی
تمام پنجاب بلکہ کل ہندوستان مین پہیل گئی ہے مگر جسقدر سرکار کی توجہ اسکے بابت مین ہے رعایا کو توجہ کم ہے
لوگ نہین چاہتے کہ اونکی عورات انگریزون کیطرح خوانندہ ہوکر جدہر چاہین اپنے آپ ہی خط کتابت کرلین
سرکار کی توجہ پختہ سڑکین بنوانے کیطرف بہت ہے اور ایک بڑی سڑک شاہی ہندوستان سے پنجاب کو آئی ہے اور
امرتسر و لاہور و وزیرآباد جہلم اٹک ہوتی ہوئی نشاور و کابل کو چلی گئی ہے اور دو سڑکین خاص لاہور سے

ملتان و فیروزپور کی طرف گئی ہین بڑی سڑکون کے دونو طرف تار بجلی لگائی گئی ہے دو طرفہ درخت نصب
ہوئے ہین سوا ے بڑی سڑکون کے چھوٹی سڑکین بھی بے انتہا بنوائی گئی اور ہر ایک شہر سے دوسرے شہر تک
پہونچائی گئی ہین بڑے بڑے شہر پنجاب مین جالندھر ہوشیارپور امرتسر لاہور ملتان پشاور وزیرآباد وقصور
پنڈدادنخان ڈیرہ غازیخان ڈیرہ اسمعیلخان لیہ جہلم جلالپور شجاع آباد وغیرہ ہین پہاڑون مین شہری نگر جو
کانگڑہ جوالادیوی نورپور ریاست منڈی مشہور ہین سب سے پہلے بڑی لڑائی سکندر اعظم کے حملے کے وقت راجہ
پورس کے ساتھ پنجاب مین ہوئی بعد ازان سلطان سبکتگین محمود غزنوی کے سکھون کے آخر سلطنت تک ہزارون
لڑائیان خونریزیان وغارتگریان ہوتی رہین جنکا کچھہ مجمل حال حکام کی تقسیم مین تحریر ہوگا سنہ ۱۸۴۹ع مین
سرکار انگریزی کا عمل و دخل پنجاب مین ہوکر سکھون کی ریاست ضبطی مین آئی اور کل فتنے وجھگڑے
ولڑائیان طے ہوکر امن وامان ہوگیا آٹھہ سال کے بعد جب فوج ہندوستانی ملازم سرکار انگریزی کی مفسد وشریر
ہوئی تو دوبارہ تزلزل پیدا ہوا مگر عنقریب فہم ورفع ہوگیا اونکا شمہ احوال بھی حکام کی تقسیم مین شائقین کی
خدمت مین عرض کیا جائیگا اب اس سال تک کہ سنہ ایکہزار آٹھہ سو اور نہتر عیسوی اور ایکہزار دوسو ستاسی ہجری
ہے ہر ایک طرح ملک آباد و رعایا دلشاد ہے صرف بیکاری وبیروزگاری و افلاس وتنگدستی سفید پوشون
وعزت والون کے واسطے باقی ہے چھوٹی قومین لوہار بڑھئی معمار قلعی گر امیر ہوگئے اور فقیر اہل قلم ولگر حسب چاہ
گہر وہنین خون جگر کہارہے ہین عدالت کے وقت شاہ وگدا ایک ہے کسیکی رعایت وحمایت نہین ہوتی مگر شریر
فریب باز جعلساز شوخ ہوگئے ہین چار بدمعاش ملکر ایک مدعی اور تین گواہ بنجاتے ہین اور جسکو چاہین مقدمہ
دائر کرکے لوٹ لیتے ہین اور جسکی نسبت چاہین جھوٹا الزام لگاکر ماخوذ کرادیتے ہین حکام انگریزی باوجودیکہ
اصل حال سے واقف بھی ہوون تو بھی شہادت گذرانیدہ کے برخلاف فیصلہ کر نہین سکتے اور قانون کی پابندی
کے سبب سے لاچار ہوجاتے ہین زمیندار خوشنود ملک سیراب نہرین جابجا جاری ہین معاملہ کی تخفیف ہوئی ہے کم زمین
پڑتی ہے بیوپاری خصوصاً غلہ فروش ہر طرح آزاد ہین چاہین گران بیچین یا ارزان کردین سرکاری ملازمونکو
مہینے گذرے پوری تنخواہ ملجاتی ہے وکیلون شقہ بیانہ ونویسون کو ہزار ہا روپیہ کی آمد ہے غرضکہ بہت
لوگ بیکٹکے اچھی طرح سے خوش گذران کرتی ہین سوا ای سفید پوشون اور اشرافون کے کوئی شخص تنگدست نہین
ہے اونکی سوا سے ملازمت اربھی بیکار بحال زار بیٹھے ہین کیونکہ سابق وہ دینی علم پڑھا کرتے اور قرآن سکھلاتے
تھے اب دینی علم کوئی نہین پڑھتا اور نہ کسیکو قرآن کیطرف رغبت ہے سوا سے انگریزی کے اور علوم کی قدر
نہین ہے اسواسطے وہ لوگ بھی بحض بیکار ہوگئے ہین اور ہزارہا در ہزارہا بیکاری مین گرفتار ہورہے ہین اگر یہہ لوگ
ایسی عہدہ عملداری مین نہوتا تو سبحان اللہ پھر توکیا ہی بات تھی مگر سچ ہے ؎ ہر لالہ اداغی و ہر گل را خارے

است بو نقص ذات اوس خالق بیچون وبیچگون کی ہے تو بھی حق رانباید نہفت انگریزی عملداری ایسی عملداری
ہے کہ زمانہ سلف کے بادشاہ در راجے باوجودیکہ بڑے بڑے عادل رحیم وکریم وسخی ہوگذرے ہین مگر ایسے دانا و
ذی ہوش وحلیم الطبع وبردبار نہ تھے علاوہ تر لطف یہ ہے کہ انگریزی حاکمون کو کسیکے دین ومذہب کے رسوم مین
دخل نہین ہے اور نہ چاہتے ہین کہ کسیکے اوپر زبردستی کرکر اپنے مذہب مین ملالین ایسی بے تعصب عملداری کا
ملنا مشکل ہے ہم لوگون ہند کے رہنے والون کو چاہیئے کہ اونکی ذات جامع الکمالات کو غنیمت سمجھین اور باحکم الحاکمین کا شکر بجالاوین

دوسری تقسیم ازروی قسمت وضلع ورقبہ قسمت وار وحکمہ جات مدارس وپولیس وریل گاڑی وتاربجلی وغیرہ کے بیان مین

گورنمنٹ انگریزی کے حکم سے کل خطہ پنجاب کا سواے علاقجات قسمت دہلی وحصار وانبالہ کے سات قسمت اور
بتیس ضلع مین منقسم ہے اور اگرچہ کل رقبہ زمین کا جوان قسمون کے ماتحت ہے بسبب اسکے کہ اکثر اوقات کسی علاقے
ادہر ادوسرے بدلتے رہتے ہین بدلتا رہتا ہے اور تعداد اوسکی بخوبی قایم نہین رہتی مگر فی زمانا جسقدر کہ ان
قسمتون کے زیر حکم رقبہ ہے جغرافیہ پنجاب انگریزی سے ترجمہ کرکر اس مختصر مین قسمت وار درج ہوگا پہلی قسمت
پنجاب کی قسمتون مین سے قسمت دوابست ہی اسکا علاقہ دریاے ستلج کے غربی کنارے سے بیاس کے شرقی کنارے
تک پھیلتا ہے اور صاحب کمشنر حاکم اس قسمت کی جالندہر مین رہتے ہین اور تین ضلع جالندہر وہوشیارپور وکانگڑہ
اس کے علاقہ رکہتے ہین اور آٹھ ہزار نو سو چھتیس میل اسکا کل رقبہ زمین ہے دوسرا قسمت امرتسر اسمین بھی
خاص امرتسر وگورداسپورہ وسیالکوٹ تین ضلع ہین اور پانچہزار انچاس میل رقبہ زمین ہے تیسری قسمت لاہور
اسکے متعلق بھی خاص لاہور وفیروزپور وگوجرانوالہ تین ضلع اور آٹھ ہزار نو سو نو اسی میل رقبہ زمین ہے
چوتھی قسمت ملتان کہ اسمین سے خاص ملتان ومنٹگمری وجھنگ ومظفرگڈہ چار ضلع علاقہ رکہتے ہین اور انیس ہزار
تین سو پچاس میل اسکا علاقہ ہے پانچوین قسمت ڈیرہ جات وسرحدی اسکے ماتحت ڈیرہ اسمعیلخان وغازیخان وبنون
تین ضلع اور علاقہ اسکا گیارہ ہزار میل مربع ہے چھٹی قسمت جہلم اسکے ماتحت ضلع جہلم وراولپنڈی وشاہپور وگجرات
چار ضلع اور علاقہ اسکا اٹھارہ ہزار چھیاسٹھ میل مربع ہے ساتوین قسمت پشاور اسمین خاص پشاور وہزارہ و
کوہاٹ تین ضلع اور علاقہ اسکا سات ہزار پانسو اٹھاون میل مربع ہوا اور کل میل ان ساتون قسمتون کے اکہتر
ہزار نو سو سینتالیس ہوے اور اس ایک ایک قسمت مین صاحب کمشنر اور ایک ایک ضلع مین صاحب ڈپٹی کمشنر حاکم
ولایت نا فوجداری ودیوانی وکلکٹری مین بااختیار قانونی مامور ہین اور ڈپٹی کمشنرون کے ماتحت حاکمان
درجہ اول اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر دوم وکمشنر اسسٹنٹ کمشنر درجہ اول ودوم وسوم انگریز یا ہندوستانی یا پنجابی وغیرہ مقرر

اور جسقدر جس جس ضلع مین پرگنہ مقرر ہین وہان ایک ایک تحصیلدار ہندوستانی یا پنجابی معاملہ کی تحقیقات کیواسطے مامور ہے اور کل پنجاب کا دارالحکومت و دارالسلطنت شہر لاہور ہے جناب لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر ممالک پنجاب اور حکام اعلی چیف کورٹ پنجاب فنانشل کمشنر بہادر سب کا قیام لاہور مین ہے اور آجکل شہر لاہور پشاور سے لیکر دہلی تک کل شہرون اور قصبون پر حکومت کرتا ہے اور اعلی حکام کے تشریف رکھنے سے اوسکو وہ فخر حاصل ہے کہ کبھی نہین ہوا تھا

مدارس پنجاب تعلیم کا سررشتہ پنجاب مین شہر شہر قصبے قصبے گانو گانو جاری ہے اور جا بجا معلم رعایا کی تعلیم کیواسطے مامور ہین اور وہ فیض جاری ہے کہ خاص و عام فقیر و امیر اشراف اجلاف اس سے بہرہ ور ہوئے اور ہوتے جاتے ہین اور ہونگے لاکھون روپیہ کا خرچ سالانہ اس کار خیر کیواسطے منظور ہو چکا ہے ہزارون روپیہ ماہواری کی کتابین خرید ہو کر طلبا کو انعام مین تقسیم ہوتا ہین اور بھی طرح طرح خرچ زنانہ مدارس یعنی استری سکشا سبہا و کالج سرکاری واقع لاہور و نارمل سکول یعنی تعلیم استادی کے جہان معلم دیہاتی و قصباتی آکر تعلیم و تکمیل پاتے ہین و مدارس محبس جہان قیدیون کو تعلیم دیجاتی ہے بحساب [illegible] سنہ ۱۸۶۹ع کی رپورٹ مجموعی مین تعداد مدارس کی دو ہزار آٹھ سو چھیالیس لکہی ہے اب اس سے بھی زیادہ ترقی ہے اور سنہ ۱۸۶۶ع و سنہ ۱۸۶۷ع دو سال مین نو لاکھ اونچاس ہزار اٹھاون روپیہ کل مدارات اور خزانہ سرکار سے پانچ لاکھ باسٹھ ہزار چھ سو چھیالیس روپیہ صرف مین آیا اور خزانہ اضلاع سے چھیالیس ہزار چھ سو روپیہ سالانہ مدارس کے مکانات کے بنوانے اور انکو درست کرانے پر خرچ ہوا اور چوراسی ہزار نو سو چون کتاب قیمتی باییس ہزار چھ سو اٹھاون روپیہ بذریعہ دفتر محکمہ ڈایرکٹری پنجاب فروخت ہوئین اور تین ہزار نو سو تہتر کتاب بہ تصنیفات قیمتی ایکہزار نو سو تہتر روپیہ تقسیم ہوئی اور نو ہزار تین سو پچانوین کتابین قیمتی تین ہزار چھ سو چونسٹھ روپیہ انعام مین طلبا کو عطا ہوئین اور باوجود اسقدر خرچ کے طلبا سے کل سترہ ہزار چار سو تہتر روپیہ فیس کی رقم وصول ہوئی۔ اور واسطے انصرام و اہتمام اس کار خیر کے ایک افسر اعلی ڈایرکٹر بہادر لاہور مین تشریف رکھتے ہین جنکی تحریر ہر ایک کام مین بلاواسطہ یا بذریعہ کسی اور افسر کے گورنمنٹ سے ہوتی ہے اور محکمہ ڈایرکٹری اور دفتر بھی لاہور مین رہتا ہے کل ممالک متعلقہ پنجاب مین انکے ماتحت چار حلقے مقرر ہین اور ان حلقون کے اندر ایک ایک صاحب انسپکٹر انگریز اور ایک ایک ڈپٹی انسپکٹر مقرر ہین یعنی چار ان حلقون مین چار ان انسپکٹر اور چار ان ڈپٹی انسپکٹر ہین انسپکٹر بھی اپنے اپنے حلقے کے بااختیار حاکم ہین اور منظوری ڈایرکٹر صاحب کے کل کام انجام دیتے ہین اور ڈپٹی انسپکٹر کل مدارس کی خبرگیری و گردآوری کرتا ہے اور طلبا کا امتحان لینا بھی اوسی کے متعلق ہے پہلا حلقہ لاہور کا اسکے متعلق ضلع لاہور و فیروزپور و امرتسر و منٹگمری ملتان و جالندہر و گورداسپور و ہوشیارپور و کانگڑہ نو ضلع ہین دوسرا حلقہ انبالہ کا اسمین ضلع انبالہ دہلی و [illegible]

وشملہ و حصار و رہتک و کرنال و دہلی و گورگانو و سرسہ نو ضلع ہین تیسرا حلقہ راولپنڈی اسکے متعلق ضلع راولپنڈی
و گوجرانوالہ و سیالکوٹ و گجرات و جہلم و شاہپور سات ضلع ہین چوتھا حلقہ سرحدی اسکے متعلق ضلع پشاور
و کوہاٹ و ہزارہ و بنون و مظفرگڈہ و ڈیرہ اسمعیل خان و ڈیرہ غازیخان سات ضلع ہین اور ہر ایک حلقہ
مین طلبا کو جو وظیفہ دینے کے لایق ہین سرکار سے وظیفہ ملتا ہے سواے ان مدارس کے جنکا ذکر تحریر ہو چکا ہے
بڑا اعلی فیض سرکار کا یہہ جاری ہے کہ مدرسہ میڈیکل کالج یعنی مدرسہ ڈاکٹری مین سرکار طلبا کو تنخواہ و وظایف
دیکر تعلیم دیتی ہے اور بعد تعلیم پانے کے وہ بیمار بیمارون کی خبرگیری کے واسطے مامور ہوتے ہین اور خیراتی
ہسپتالون مین جہان بیمارون کو سرکار کی طرف سے دوا و غذا ملتی ہے اور گہر سے زیادہ انکی تیمارداری و غمخواری
کیجاتی ہے وہ وہ لوگ جاکر خبرگیری کرتے ہین اور جسقدر طالب علم اس مدرسہ مین تعلیم پاتا ہے کوئی سرکار کے
فیض عام سے محروم نہین رہتا سب عالم و فاضل و معزز ہو جاتے ہین

محکمہ پولیس پنجاب

یہہ محکمہ بھی ایک بڑا محکمہ پنجاب مین ہے جسکے ساتھہ رفاہ انام و حفاظت خاص و عام وابستہ ہے جسکے فواید احاطہ
تحریر و تقریر سے افزون ہین [illegible] ہر ایک ضلع مین ایک ایک انگریز ولایتی عہدہ ڈپٹی انسپکٹر اور اسکے ماتحت
ایک ایک ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ مامور ہے اور افسر اعلی ان کل حلقون کا ایک صاحب انسپکٹر جنرل پولیس مقرر ہے
جو بلا کسی اور افسر کے ذریعے کے براہ راست گورنمنٹ کی خدمت مین کام رکہتے کے واسطے وہ جا ہے تحریر کرتا ہے
پہلا حلقہ انبالہ اس حلقہ مین انبالہ لودیانہ شملہ کرنال دہلی گورگانو حصار سرسہ رہتک نو ضلع ہین دوسرا
حلقہ لاہور اسمین لاہور گوجرانوالہ فیروزپور امرتسر گورداسپور سیالکوٹ جالندہر ہوشیارپور کانگڑہ نو
اضلاع ہین تیسرا حلقہ راولپنڈی اسمین راولپنڈی جہلم شاہپور گجرات چار ضلع چوتہا حلقہ ملتان اسمین
ملتان جہنگ منٹگمری مظفرگڈہ چار ضلع متعلق ہین اور ان اضلاع کے سواے جو ضلع پشاور و کوہاٹ و ہزارہ و بنون
و ڈیرہ اسمعیل خان و ڈیرہ غازیخان دریاے سندہ کے پار ہین وہ ان چار حلقون سے باہر ہین وہانکے
اہل پولیس صاحبان اضلاع کے ماتحت کام کرتے ہین کوئی علیحدہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس اونپر مقرر نہین ہے
عملہ پولیس سرکاری کا ایک لاکہہ [illegible] روپیہ سالانہ خرچ [illegible] انسپکٹر جنرل ایک ڈپٹی انسپکٹر چار پرسنل اسسٹنٹ
انسپکٹر جنرل ایک ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ ۲۴ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ [illegible] انسپکٹر [illegible] ڈپٹی انسپکٹر
چار سو [illegible] سوار و پیادہ ایک ہزار نو سو [illegible] کنسٹبل سوار ایک ہزار چار سو ساٹھہ کنسٹبل پیادہ گیارہ ہزار پانسو
اٹھاون ہین کل نفری پیادہ [illegible] ہزار پانسو [illegible] تنخواہ پاتے ہین اور پولیس شہری کا خرچ جسکو تنخواہ میونسپل کمیٹی
[illegible] وغیرہ سے ملتی ہے تین لاکہہ [illegible] ہزار پانسو چہیاسٹہ ہے اسمین سو انسپکٹر ڈپٹی انسپکٹر
[illegible] کنسٹبل سوار تین کنسٹبل پیادہ چار ہزار چار سو [illegible] تنخواہ پاتی ہین اور اس تعداد مین [illegible]

اکثر اوقات عند الضرورت کمی بیشی بھی ہوتی رہتی ہے جیلخانجات یعنی محبس پہلے کل پنجاب میں چھتیس تھے اب تینتیس ہو گئے ہیں انمیں سے ایک جیلخانہ قیدیان اہل فرنگستان کے واسطے ضلع جالندھر میں بنایا گیا ہے بڑا جیلخانہ لاہور سنٹرل جیل ہے جیلخانہ میں قیدی باشندہ ہر ایک طرح کا کام کرتے ہیں اور کوئی ایسا کارخانہ یا حرفہ یا پیشہ نہیں ہے جو جیلخانہ میں نہیں ہوتا بڑی بڑی اعلیٰ قسم کے شالین اور کپڑا اور دریاں شطرنجیاں بنے جاتے ہیں کاغذ بھی کثرت سے بنتا ہے

محکمہ ریلوی و سڑک آہنی

پنجاب کے ملک میں ریلوی یعنی آہنی سڑک کے اجرا سے ایک فیض عام جاری ہوا ہے کیا معنی کہ ریل گاڑی کے چلنے سے پہلے بھی چند سال تک کارخانہ تعمیر پڑاؤ و تیاری سڑک خاص لاہور و ملتان میں نہایت سرگرمی کے ساتھ جاری رہی اور سڑک کے بنانے اور تیاری کے کام میں لاکھوں معمار و مزدور و زر اور کارخانہ داروں لکڑی و اینٹ و چونہ پتھر نے خاطر خواہ فائدہ اٹھائے جب ریل جاری ہو گئی تو مسافروں و مہاجنوں و بیوپاریان کو وہ آرام حاصل ہوا کہ تحریر میں نہیں سکتا جو مسافر و بیوپاری رستہ کی سختی اٹھاتے تھے اور دیکھا کر دس دن کے عرصہ میں ملتان تک لاہور سے جاتا تھا اب ایک ہی روز کے سفر میں معہ مال و اسباب وغیرہ نہایت آسانی کے ساتھ پہونچ جاتا ہے اور کرایہ بھی چندان نہیں دینا پڑتا علاوہ اسکے ریل میں سو رہنے یا اوٹھنے کا بھی مسافر کو اختیار ہے اور وہ اسطور [illegible] انسان کی بھی حس ہے اور ہر ریل ٹھہرے مسافر اوتر سکتا ہے سب کارخانہ ریل کا ۱۸۵۹ء میں پہلے لاہور میں جاری ہوا اور جان لارنس صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک پنجاب نے بذات خود پہلا اوسکے موقع پر آکر چاندی کے بیلچہ سے [illegible] کچھ مٹی کھودی اور اس روز سے کل کارخانجات تعمیر پڑاؤ و تیاری سڑک کی جاری ہو گئی جب لاکھوں روپیہ خرچ ہو کر سڑک تیار ہوئی اور پڑاؤ بن چکے تو پہلے پہل دسویں ماہ اپریل ۱۸۶۲ء کو لاہور و امرتسر کے درمیانی راستہ ستیس میل میں ریل گاڑی چلی پھر پانچویں مئی ۱۸۶۴ء ملتان سے شیرشاہ تک تیرہ میل اور ۲۴ اپریل ۱۸۶۵ء کو لاہور سے ملتان تک دو سو اٹھ میل اور پہلی نومبر ۱۸۶۷ء کو امرتسر سے بیاس تک چھبیس میل اور یکم جنوری ۱۸۶۹ء کو سرہند و انبالہ کے درمیانی راستہ میں ریل گاڑی کا اجرا ہو گیا بعد چندی کل ہندوستان کی ریل کے ساتھ پنجاب ریلوی بھی شامل ہو کر چلی اور دور دراز سفر دہلی و آگرہ و لکھنؤ و کلکتہ و بمبئی کا دنوں میں طے ہونے لگا جو مہینوں میں طے ہوتا تھا بلکہ لاہور سے پشاور تک آہنی سڑک کے بنانے کیواسطے کام جاری ہو گیا یہہ کام بھی چند سال میں بہت جلد انجام پاکر مسافروں کو اسطور وہ سہولت ہوئی کہ اب جہلم تک ریلوی جاری ہو چکی ہے آمد و رفت ہوتی ہے فی الحقیقت آہنی سڑک کا بنانا اور اوسپر ایسے وزن دار آہنی گاڑی کا بھاپ کے ذریعہ سے چلانا ایک کمال صنعت اور نہایت خبرداری کا کام ہے — اس عمدہ صنعت کی ابتدا اسطرح درج کتب تواریخ ہی کہ پہلی بھاپ کے ذریعہ سے کام لینے کا ایجاد مسٹر لو صاحب انگریز سے ہوا اور بعد ازاں مسٹر [illegible] صاحب نے بھی اسکام کو ترقی یا [illegible]

پہونچایا پھر جب جارج سٹیون صاحب کو اس کام مین کمال شوق ہوا تو اونہون نے کمال صنعت اور محنت کے ساتھہ آہنی سڑک بنائی اور گاڑی اوسپر چلائی مختصر حال اسکا یہہ ہے کہ ۱۸۲۱ع مین جب شہر مانچسٹر و لیورپول کے درمیان نہر کہود کر کشتیون کے ذریعے سے تجارت شروع ہوئی تو شہر کی کشتیان سوداگرون کے مال لادنے کے واسطے کافی نہین ہوتی تہین اسلئے آہنی سڑک کے بنانے کی تجویز ہوئی اور اس امر کے اہتمام کیواسطے مسٹر جارج سٹیون صاحب انجنیر مقرر ہوئے اونہون نے اس کار خیر مین سخت جانفشانی کی اور ایک اشتہار جاری کیا کہ جو کوئی دو عمدہ گاڑیان بنائیگا بشرطیکہ پسند آئین پانسو روپیہ قیمت اور پانسو روپیہ انعام پائیگا چنانچہ دو شخصون نے اپنی اپنی طور کی گاڑیان بنائین اور چھٹی تاریخ جون ۱۸۲۹ع کو امتحان گاڑیون کا اجتماع عام مین ہوکر وہ دونون گاڑیان ناقص نکلین اور سٹیون صاحب نے جو اپنی تجویز کے تیسری گاڑی بنائی تہی وہ امتحان کے وقت پوری نکلی اور ایک گہنٹہ مین ایکسو بارہ من بوجہہ اونتیس میل تک کہینچ کر لیگئی اور دوسرے شہر مانچسٹر اور لیورپول مین جنمین چودہ کوس کا فاصلہ ہے ریل جاری ہوگئی پھر ۱۸۳۸ع مین شہر لندن سے برسٹل تک اور شہر لندن سے برمنگہم تک ریل کا اجرا پایا الغرض جب انگلستان مین جا بجا ریل گاڑی جاری ہوگئی تو ہندوستان کی تجارت کی ترقی اور مسافرون کی آسایش کی طرف سرکار کا خیال ہوا اور یہہ فیض سب الحمد سرکار کے تمام ہند مین جاری ہوا اور ہوتا جاتا ہے — فقط —

تار برقی پنجاب

تار کی اجرائی کا حال مسٹر ڈیوڈ اکر صاحب کی کتاب سے جو اونہون نے ۱۸۵۰ع مین تصنیف کیا کی ہے اسطرح منکشف ہوا کہ چند سال گذرے ہین کہ اس عجیب و غریب صنعت کا ذکر صرف حکما کے زبانون پر ہی جاری تھا پھر کچھہ عرصہ کے بعد چند حکما نے اس فن تار کے اس کام مین دست اندازی کی تو باوجود بہت سی محنت کے کچھہ نتیجہ اسکا ظہور مین نہ آیا اور سب کو یقین ہوگیا کہ یہہ سرانجام نہین پائیگا مگر بعض عالی حوصلون نے پھر بہی اسکا پیچہا نہ چہوڑا اور کوشش کرتے رہے تو کچھ اس کام کی اصلیت کو پہونچ گئے اور منجملہ اونکے ایک تو مسٹر ویٹ سٹون صاحب انگریز تھے جنہون نے بخوبی دریافت کر لیا کہ ان چیزون اور آلون کے ذریعہ سے ایکمقام کی علامات دوسرے مقام تک پہونچائی جاسکتی ہین اس صاحب کے ساتھہ ایک اور صاحب عظیم الہمت و آزمودہ کار و محنتی مسٹر کوک صاحب تھے جنہون نے اپنی ہوشیاری اور کارگذاری سے اس کام کو جاری کیا اونکی محنت کا یہہ حال تھا کہ ہمیشہ وہ ریل گاڑی کے ذریعہ سے ایکمقام سے دوسرے مقام تک سفر مین ہی رہتا اور اس کام کی تکمیل کے واسطے چند سال تک ریل گاڑی کو ہی گویا اوسنے اپنا گہر بنا رکہا اونکی اسقدر محنت و جانفشانیون کا یہہ نتیجہ حاصل ہوا کہ اوسنے اسکو جاری کر کے ابنای جنس کو ایسا مرہون منت و احسان مند بنایا اور سرکار سے بڑا بہاری انعام پایا اور سروست جا بجا یہہ کام جاری ہوگیا ہندوستان مین پہلے جب کلکتہ سے میرٹھہ تک تار بجلی قایم ہوگئی تو اول ڈاکٹر او شانسی صاحب نے ایک خبر جاری ہونے کی خبر میرٹھہ سے نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت مین کلکتہ کو ا گہنٹہ کے اندر پہونچائی اور اسقدر

عرصہ مین وہان سے جواب آگیا گویا آٹھ سو تیس میل پر تار برقی کے ذریعہ سے سوا گھنٹہ مین خبر پہونچ گئی یہہ تار اب تمام
شہرون کے اندر جو ہند کی سرزمین مین بڑے بڑے شہر ہین پہونچائی گئی ہے اور پنجاب مین بھی لاہور و
امرتسر ملتان پشاور وغیرہ شہرون کے درمیان اجرا اسکا بخوبی ہو چکا ہے — عمل اس کام کا اصل مین صنعت
کہربائی ہے اور اسکے اجزاے کیواسطے بہت سے آلے بنے ہوئے ہین دو آلے اونمین نہایت ضروری ہین ایک کا نام
بیٹری ہے جس سے کہربائی یعنی بجلی پیدا کی جاتی ہے دوسری سوئی مقناطیسی جسکے گردش کے حروف قرار دیکر
پیام بھیجنے والے کا مطلب دریافت ہوجاتا ہے پہلا آلہ بیٹری یہہ آلہ ہے اور جست کی کئی تختون سے بنایا گیا ہے
یہہ تختیان ایک دوسرے کے بعد ایک قسم کے ترش پانی مین جسکو گندہک کا تیزاب کہتے ہین اسطرح لٹکتی ہین کہ پہلے سرے پر جست کی تختی
ہے دوسرے سرے پر تانبے کی [illegible] ان آلہ کا قطب نما کہلاتے ہین تانبے کے سرے کو قطب نما زجاجی اور جست کے سرے کو قطب نما
راتینجی کہتے ہین ان دو قطبون مین سے دو قسم کے علیحدہ علیحدہ کہربائیان پیدا ہوتی ہین جنکا نام قطبون کے نام کے مطابق
زجاجی و کہربائی راتینجی ہے یہہ دونو کہربائیان آپس مین ملنے کا بڑا شوق رکہتی ہین چنانچہ اگر ہم دونو قطبون کو بوسیلہ
کسی تار کے جو کہ کہربائی کا موصل ہے یعنی جسمین وہ کہربائی گذر سکتی ہے ملا دین تو یہہ دونو کہربائیان مل جاوینگی اور
اونکی ملنے کے وقت عجیب عجیب خاصیات پیدا ہونگے دوسرا آلہ سوئی مقناطیسی اسکا یہہ حال ہے کہ ایک چھوٹی سوئی فولاد
کی ہے جسپر چقماق پتہر گڑا ہوا ہے اوسکے بیچون بیچ ایک چہلا سا سوراخ ہے اگر اوس سوراخ مین کوئی سلاخ لوہے کے
نوکدار پر رکھ کر کھڑی کردین تو یہہ سوئی چارونطرف بے روک گہومیگی اور چونکہ اوسمین چقماق پتہر گڑا ہوا ہے اسلئے
اوسمین بھی اوسکی خاصیت پائی جاویگی یعنی ایک سرا اوسکا ہمیشہ زمین کے قطب شمالی کیطرف پہرا رہیگا اور دوسرا
سرا قطب جنوبی کے سمت کو اگرچہ ہم اس سوئی کو کسی طرف پہیر دین مگر وہ گہوم گہام کر اوسی طور آٹھہر جائیگی اب اگر
ایک پتلا سا تار تانبے کا کئی گز لمبا لیا جاتا ہے اور اوسپر ریشمی تاگا اسطرح لپیٹتے ہین کہ سواے دو سرون کے
کوئی حصہ اوسکا دکہلائی نہ دے وہ تار ریشمی کے موافق لپٹا جاتا ہے جیسے کوئی ڈورے کو اپنی چارون انگلیون پر
لپیٹے اور پہر اونگلیان اوسکے اندر سے نکال لے تو اوس ڈورے کے بیچ مین ایک لمبا خالی مکان رہ جائیگا اوس خالی
مکان کے بیچون بیچ سوئی رکہی گئی ہے یہہ سوئی اوترا اور دکہن پہیری ہوئی رہیگی اوس حالت مین اگر لچہی کے تار کے دو
سرونکو بیٹری کے دونو قطبون سے ملا دیوین تو دونو کہربائیان اوس تار مین گہوم گہوم کر آپس مین ملینگی کیونکہ یہہ تار بھی
موصل ہے اور جسقدر ایک بیٹری کے درمیان ریشم جو غیر موصل ہے لگا ہوا ہے پس اسصورت مین یہہ سوئی اوترا اور دکہن کیطرف پہری
ہوئی نہ رہیگی بلکہ دہنی یا بائین کو گہوم جائیگی اور وجہ اسکی دہنی یا بائین گہومنے کی یہہ ہے کہ اگر زجاجی بیٹری کا
اس لچہی کے اوپر کے سرے سے ملایا جاوے اور نیچے کا سرا قطب راتینجی سے تو سوئی کا شمالی حصہ بائین طرف کو
دہنی کو گہوم جائیگا اور اگر قطب زجاجی نیچے کے سرے سے ملایا جاوے اور قطب راتینجی اوپر کے سرے سے تو شمالی حصہ

سوئی کا دہنی سے بائین کو گہوم جائیگا پس اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ایک سوئی کلکتہ مین ہو اور اوسکی لٹھی کا
سرا لوہے کی سڑک کے تار کے سرے سے باندہ دیا جاوے اور مقام میرٹھ کے تار کا سرا بیٹری کے ایک قطب تک
سے ملا دیا جاوے تو سریان کہربائی کا ہونے لگیگا بشرطیکہ دوسرا قطب بھی میرٹھ کے بیٹری کا دوسرے تار کے وسیلہ
کلکتہ کی سوئی کی دوسرے سرے سے ملا دیا جاوے یہہ دریافت ہوا ہے کہ دوسرے تار کے لگانے کی کچھہ حاجت
نہین ہے صرف اتنا ضرور ہے کہ میرٹھ کے بیٹری کے دوسرے سرے سے ایک تار جسکے سرے پر بڑی پتری دہات کی
لگی ہو میرٹھ کی زمین مین نیچا گاڑ دیا جاوے اور اوسی طرح کلکتہ کی سوئی کی لٹھی کے دوسرے سرے سے ایک تار
کلکتہ کی زمین مین گاڑ دیا جاوے تو اوس صورت مین زمین کے اندر ہوکر کہربائی جاری ہوگی کیونکہ تمام زمین کی بھی
موصل کہربائی ہے اب تو یہہ جاننا ضرور ہے کہ چونکہ کہربائی دو قسم کی ہوتی ہے مثبت اور منفی جب تک کہ دو راہین اوسکو
نہ ملینگے تب تک وہ آپس مین نہ مل سکینگے اور اگر ایک تار بیٹری کا جو ایک ہی قطب سے ملا ہوا ہو جب تک وہ دوسرے قطب
کے ساتھہ دوسری تار کے وسیلے سے نہ ملایا جاوے اوسمین کہربائی نہ پائی جائیگی پس جس وقت کہ میرٹھ کے بیٹری کا
ایک قطب لوہے کی تار سے ملا ہوا ہے اور دوسرا زمین مین ہے تو کہربائیان دونو قسم کی ایک تار مین ہوکر اور
دوسری زمین کی راہ سے کلکتہ کو دوڑینگے اور ایک لحظہ سے بھی کم عرصہ مین کلکتہ پہونچ جائینگی کیونکہ یہہ معلوم ہوچکا ہے
کہ کہربائی جو کہ دوسری صورت بجلی کی ہے بڑی تیزی سے چلتی ہے پس اب تار کی کہربائی سوئی کی لٹھی کے ایک
سرے مین ہوکر داخل ہوگی اور زمین کی کہربائی دوسرے سرے مین ہوکر اور لٹھی مین گردش کرکر سوئی کو بائین طرف
ہٹا دیویگی بشرطیکہ میرٹھ کی بیٹری کا قطب جاجی لوہے کی تار سے ملا ہوا اور زاتنجی زمین سے اور کلکتہ کی سوئی
کی لٹھی کا اوپر کا سرا اوسی تار کے دوسرے سرے سے لگا ہوا ہو اور اگر میرٹھ کی بیٹری کا قطب زاتنجی لوہے کی تار سے
ملا ہوا ہو اور زاجی زمین سے تو دہنی طرف کو سوئی ہٹ جائیگی پس اسطرح ہم میرٹھ مین بیٹھکر کلکتہ کے سوئی کو دہنی
سے بائین کو اور بائین سے دہنی کو ہٹا سکتے ہین اگر لوہے کی تار کو بیٹری کے ایک قطب یا دوسرے سے ملا دین اور
انہین سوئی کی حرکتون سے حرف کا سمجھنا اور اون سے لفظون کا بنانا تجویز ہوسکتا ہے اسطرح کہ جب سوئی کے
اوپر کا حصہ دہنی طرف مایل ہوتا ہے تو اوس سے انگریزی خط حرف اے یعنی الف سمجھا جائیگا جب سوئی دو دفعہ
دہنی طرف مایل ہوتی ہے تو حرف بی یعنی بے سمجھا جائیگا علی ہذا القیاس تو یہہ حرکتین ہم میرٹھ مین بیٹھکر اسطرح پیدا
کرسکتے ہین کہ اگر ایک تار جو بجلی کے سڑک کے تار سے ملا ہوا ہے بائین ہاتھہ مین لین اور وہ تار جو زمین کے ساتھہ
ملا ہوا ہے دہنی ہاتھہ مین لین تو ہم آسانی سے کبھی بائین ہاتھہ کے تار سے بیٹری کے قطب جاجی کو چہو سکتے ہین اور
دہنی ہاتھہ سے قطب زاتنجی کو چہوئینگے پس جریان کہربائی کا ہوکر کلکتہ کی سوئی کو فورًا بائین طرف کو ہٹائیگا اور کبھی
ہم بائین ہاتھہ کے تار سے قطب زاتنجی سے چہو سکینگے اور دہنے ہاتھہ کے تار سے زاجی کو بموجب اون حروف کی جنکا

پہنچانا منظور ہے لیکن تارونکے بتعدد مین گڑنے اور اسطرح عمل کرنے سے کئی قباحتین وقوع مین آجاتی ہین اسلیئے
اون قباحتون کے رفع کرنے کے واسطے ایک آلہ بنایا گیا ہے جسکو مبدل السریان کہتے ہین اوسکے ذریعے سے ہم
بہت جلد اور آسانی سے سریان کہربائی کا کبھی لچھی کے اوپر اور کبھی لچھی کے نیچے سے کر دے سکتے ہین اور جسطرح کہ
ہم وسنتگہو بانیگا وسی طرف کلکتہ کی سوئی بھی مائل ہو جاویگی پس جب میرٹھ کا خبر رسان ایک لفظ کئی حرفون سے
بنا کر کلکتہ بھیجیگا تو وہ شہر کے تار کو جھٹ جدا کرکے اپنی سوئی مین لگا دیتا ہے اور کلکتہ کا خبر رسان اپنی
سوئی کو جدا کرکے اوس تار کے شہر کے مبدل السریان سے لگا دیتا ہے اور میرٹھ کے سوئی کو ایک دفعہ بائین
اور ایک دفعہ دہنی حرکت دیتا ہے اس سے یہہ مراد ہوتی ہے کہ مین اس لفظ کو سمجھ گیا اور اگر وہ نہ سمجھا ہو تو حرکت اوسکے
بخلاف کر دیتا ہے جسپر میرٹھ سے وہی لفظ پھر سمجھایا جاتا ہے - اسیطرح ایک گھڑی بھی ہے جسمین ایک لوہا
کہربائی کے سریان سے مقناطیس بنجاتا ہے اور گھڑی مین ایک گھنٹہ کو بجانے لگتا ہے یہان تک کہ مہتمم خبر
اگر غافل ہو تو آگاہ ہو جاوے یہہ آلہ اکثر رات کے وقت کام آتا ہے - سوائے اسکے جسقدر شہر کہ میرٹھ اور کلکتہ
کے درمیان واقع ہین اور وہان تار گھر مقرر ہین وہان کے مہتمم بھی اپنے اپنے سوئیان اور آلہ تیار رکھتے ہین
اور شہر کا تار ہر ایک مقام پر سوئی کے لچھون کے ساتھ ملا ہوا رہتا ہے پس جب ایک مقام کی سوئی متحرک
ہوتی ہے تو سب شہرون کی سوئیان اوسی طرح ہلنے لگ جاتی ہین اور جو خبر ایک شہر کے واسطے ہوتی ہے وہ سب
مخبرون کے مقامات پر پہنچنی شروع ہو جاتی ہے اسکا یہہ انتظام ہے کہ خبر بھیجنے سے پہلے اونہین سوئیون کی حرکت سے
ہر ایک کو آگاہ کر دیا جاتا ہے کہ یہہ خبر تمہارے شہر کے واسطے نہین ہے تب وہ لچھی کے سرے کو تار شہر کے
سلسلے سے ہٹا لیتے ہین اور جہان خبر بھیجنی منظور ہوتی ہے وہان ہی پہونچتی ہے - اکثر اوقات اس تار کو دریا کے
پار لیجانا منظور ہوتا ہے تو جس دریا کا بہنا کم ہو تو تار اوسکی اوپر سے گذر جاتی ہے بڑے دریا کے پانی کے اندر
تار کو دبا کر دوسرے طرف کے زمین کے اندر سے نکال دیا جاتا ہے اسمین شرط یہہ ہے کہ وہ حصہ تار کا جو پانی مین ڈوبا
ہوا ہو کسی ایسے چیز غیر موصل سے گھرا ہوا ہو کہ وہ نہ تو ترقی اور نہ ٹوٹے اور نہ کہربائی کو نکلنے دے نہین تو پانی
موصل ہے اوسمین کہربائی نکل کر ضایع ہو جاویگی اس کام کے واسطے ایک قسم کا گوند بڑا مفید ہے جسکو گٹا پرچہ کہتے ہین
وہ تار پر لپٹایا جاتا ہے اور زیادہ تر حفاظت کے لئے اوس گوند کے اوپر سیسہ کا پترہ لپٹا دیا جاتا ہے اسطرح کہ وہ اندر
کے تار کو چہونا نہ پاوے فقط یہہ استعمال کہربائی کا اور بہت سی کامون کے لئے مفید ہے اور بڑے شعبدے اس سے
پیدا ہوتے ہین زجاجی کہربائی جو شیشے کے رگڑنے سے ظاہر ہوتی ہے اسلیئے اوسکا نام زجاجی رکہا گیا دوسرے
راتنجی کہربائی رال و لاکھ وغیرہ کے رگڑنے سے نکلتی تھی اسلیئے راتنجی مشہور ہوئی یہہ دونو کہربائیان رگڑنے کے
سوای اور بھی بہت طرح سے پیدا ہو سکتی ہین اور اصول اس علم کے یہی ہین بلکہ سب جسمون کے اندر یہہ دونو کہربائیان

ملے ہوئے ہین پر غیر محسوس رہتے ہین آپس مین رگڑنے اور تیزاب وغیرہ ڈالنے سے محسوس ہوتی ہین
جن جسمون مین بآسانی ہوکر گذر سکتی ہین وہ موصل کہلاتے ہین مثلاً ہر ایک قسم کی دہات دہاتی وٹی و
جسم حیوانی وغیرہ نم دار چیزین اور جن جسمون کے اندر بجلی نہین جاسکتی وہ غیر موصل کہلاتے ہین مانند
رال و لاکہہ و شیشہ وغیرہ — اگر کسی جگہہ کسی بلہ پر بجلی گرے تو بجلی کے کہربائی تار کے ذریعہ سے
مخزون کے مقام پر پہونچ کر سب اسباب کو برباد کر سکتی ہے پس اسکے روکنے کے واسطے ہر ایک مخزن کے مقام
کے باہر لوہے کے اونچے سلاخین جنکو موصل البرق کہتے ہین لگے ہوئے ہین پہر اگر کسی جگہہ کسی بلہ کے اوپر بجلی
گرے تو کہربائی اوسکے مخزون کے مقام کے اندر نہ پہونچ پائیگی اور موصل البرق کے راستے زمین کے اندر
چلی جائیگی اگرچہ یہہ موصل البرق شرک کے تار کو چہوئی ہوتی نہین ہے لیکن تار سے بہت ہی تہوڑی فاصلہ پر
ہے اور بیٹری کے کہربائی کو کہ بہت لطیف ہے یہہ طاقت نہین ہے کہ اپنی راہ کو چہوڑ کر اوس فاصلے کو پہاند
کر موصل البرق مین جاسکے اور اسکے ذریعہ سے زمین مین داخل ہو مگر بجلی کے کہربائی کو کہ بڑی طاقت ور ہے
یہہ قوت حاصل ہے کہ وہ اسقدر فاصلے سے کود کر موصل البرق مین اور اوسکے ذریعہ سے زمین مین چلی
جاوے اور کہربائی کی یہہ عادت ہے کہ اگر اوسکو دو راہین ملجائین تو وہ وسیع تر راستی اور بڑی موصلون
کو پسند کرکے اوسمین چلی جاتی ہے اسطرح بجلی کی کہربائی بہی جب تار پر کہ بہت تنگ راہ ہے موصل البرق
کے پاس آتی ہے تو تار کو چہوڑ کر موصل البرق کو کہ کئی درجے تار سے موٹا ہے پسند کرکے اوسمین چلی
جاتی ہے اور اوسکے ذریعہ سے زمین مین گہس کر نیست و نابود ہوجاتی ہے فقط —٭—

تیسری تقسیم

دریاؤن کے ضروری حالات اور اون کے چشمون و رفتار و مسافت و طول و عرض کے بیان مین اور مجمل حال اون نالون و ندیون کا جو اون سے نکلتے یا داخل ہوتی ہین

فی زمانتا جس ملک کا نام پنجاب ہے اوسمین پانچ دریا ستلج بیاس راوی چناب جہلم بہتے ہین اور مشمول
ان دریاؤن کا اپنی موقع پر دریاے سندہ کے ساتہہ ہوتا ہے جو آخری چہٹا دریا اس ملک کا ہے چونکہ
ضرور تر ہے کہ ہر ایک دریا کا علیحدہ علیحدہ مفصل حال تحریر ہوا سو اسلئے تحریر ہوتا ہے —٭—

دریاے ستلج پہلا شرقی دریا پنجاب کے دریاؤن مین سے ہے جسکا اخراج کوہ برفانی سرحد ملک
چینی تاتار اور جہیل مان سرودر سے ہے اور اوس جہیل کا سطح پینتالیس کوس ہے اور بیان کیا ہے اور راون

ہردوہی اوسکو کہتے ہین اگرچہ اصلی چشمہ اوس دریا کا اوس جہیل سے اوپر ہے مگر چونکہ اپنی چشمہ سے چلکر یہہ بہت سی ندیون اور چشمون اور جہیلون کے پانی جو شرقی کوہ ہمالیہ مین ہین ساتہ ملاتا ہوا مان سرو ور کی جہیل مین داخل ہوتا ہے اور پہرا وس جہیل کے شمال مغربی کنارے سے نکلتا ہے اسواسطے یہی کہا جاتا ہے کہ دریاے ستلج کا چشمہ مان سرو ور کی جہیل ہے جہیل سے تیس فیٹ چوڑا نکلکر اور شمال مغرب کے سمت کو ایکسو اٹہائیس میل کا راستہ بہت خوفناک و بلند و ناہموار و ویران پہاڑون کو طے کرتا ہوا کوہ چناب کے مقام پر پہونچتا ہے اوس جگہہ دریاے سپتی شمال مغرب کے سمت سے آکر اسکے شامل ہوتا ہے اس شمول کے مقام سے تہوڑا سا اوپر یہہ دریا چہتر فیٹ چوڑا ہے اور تہہ دریا کی ہموار اور سمندر کے سطح سے آٹہہ ہزار چند سو فیٹ اونچی اور دریا بہت گہرا ہے اور اٹہی میل اس مقام سے اوپر دریا بے نہایت چوڑا ہی اور لوہے کی زنجیرون کے ذریعہ سے اوسکے اوپر سے پار ہوتے ہین شمول کے مقام پر پہناو دریا کا ایکسو بیس گز اور گہرائی کم سے کم ڈیڑہ سو فیٹ ہی اور تیز روی سات یا آٹہہ میل فی گہنٹہ ہے بلکہ تیزی کی یہہ حالت ہے کہ اگر دریا کے اندر دو فیٹ تک پانی ہی ہو تو بہی آدمی پیادہ اوس سے پار نہین ہو سکتا موضع لنگ جو اسی راستہ مین دریا کے واقع ہے بلندی دریا کی تہہ کے اوس مقام پر دس ہزار سات سو بانوے فیٹ ہی پاکر اوس پہاڑ کے اس دریا کو مختلف مقامات پر مختلف نامون لنگزہ ہنگ وکہیا دبک سنگ مو ساہنو دریو لکتی وسمیدرنگ سے پکارتے ہین پہاڑ کے علاقے مین اسکا نام شتدر مشہور ہے بلکہ ہندون کے قدیم تواریخ مین بہی اسکا نام شتدر لکہا ہے وہانسے آگے اسکا نام شتدرو اور سوتدرو بہی پکارا جاتا ہے پہر نیچے آکر عام نام اسکا ستلج مقرر ہو جاتا ہے اور یہی سے نام اسکا یعنی ستلج چشمہ کے مقام پر مشہور ہے درمیانی مسافت مین جا بجا نام اسکے متغیر ہوتے جاتے ہین اوپر کے حصہ مین اگرچہ یہہ دریا بہت تیز چلتا ہے اور چلنے کے وقت غل کرتا ہوا اور ڈہیرون جہاگ اپنی ساتہہ لیتا ہوا آتا ہے مگر اوچ سے نیچے کو آتا اسکا بہاو وسطاً فی میل ڈیڑہ سو فیٹ سے زیادہ نہین چونکہ آب ہوا اس دریا کے پہاڑی رستہ کے برفانی ہے اسواسطے دو چہینی تک یہہ دریا دو سو میل کے راستہ تک جما ہوا رہتا ہے اور پہاڑ مین جن جن مقامات مین یہہ پایاب نہین ہے وہانسے چہولون کے ذریعے یا لکڑی کے پلون سے مسافر اسے اوترتے ہین اور بعض لوگ گہانس کے پولے باندہکر اور ان پر سوار ہوکر دریا پار جاتے ہین مگر وہ پولے اکثر اوقات بہیگکر غرق ہو جاتے ہین تو اپنے سوار کو بہی غرقاب کر دیتی ہین بعض مقامات پر آہنی بڑی بڑی موٹی زنجیرون کے ذریعہ سے دریا کے اوپر سے آمدورفت ہوتی ہے دریاے ستلج و سپتی کے شمول کا مقام بڑا خوفناک ہے اور پانی کا وہان بڑا گرداب پڑتا ہے اوسجگہہ دریاے سپتی جو بلند پہاڑون کے اندر سے نہایت تیزی و سنسناہٹ کی ساتہ

نکلتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا یہہ زمین کے اندر سے نکلا ہے سپیتی کا پانی وہان صاف وعمیق و تیز رہی اور ستلج کا پانی میلا خاک آمیختہ ہے اور شور کرتا ہوا چلتا ہے پہناو سپیتی کا تین سو فیٹ اور ستلج کا ستر فیٹ ہے پھر سپیتی کے ملنے سے بعد یہہ بڑا دریا نہایت تیز وعمیق اسقدر ہوتا ہے کہ اوسجگہہ تہہ دریا کی معلوم نہین ہوتی کہ کہان ہے اور چند رسی تہہ پر باندہ کر لٹکاتے جائین نیچے کو چلی جاتی ہے شمول کے بعد عام راستہ اس دریا کا جنوب مغرب کے گوشہ کو ہے وہان سے چلکر بنتو کے مقام پر بلندی اسکی آٹھہ ہزار دو سو بیس فیٹ اور چوڑان اکسو چھہ فیٹ ہی اور وانگتو کے مقام پر بلندی اسکی تہہ کی پانچہزار دو سو فیٹ اور چوڑان بانوین فیٹ ہے اور رامپور کے مقام پر بلندی تین ہزار تین سو ساٹھہ اور چوڑان دو سو گیارہ فیٹ ہے اور یہہ پیمائشین ایسے اون مقامات پر ہوئی ہین جہان یہہ بہت تنگ چلتا ہے اور لوگون کی آمد ورفت کیواسطے راستے و گذر مقرر ہین اور پل لکڑیون کے بنے ہوے ہین سوای ان کے اور مقامات پر پہناو دریا کا ڈیڑہ سو گز تک چوڑا ہے رامپور سے لیکر بلاسپور تک اکثر راستہ اسکا مغرب و جنوب مغرب کے سمت کو ہے بلاسپور کے پاس چوڑان اسکا سو گز ہے اور سخت تیزرو ہو کر جب تھوڑا فاصلہ شمال مغرب کو طی کرتا ہے تو یکایک رخ اسکا شمال مغرب کے سمت سے جنوب مغرب کو ہوجاتا ہے اور پھر دو شاخون کے ذریعہ سے دو ریتلی پہاڑون اور کوہ چھوٹان مین سے ہوتا ہوا پنجاب کے میدانمین روپڑ کے پاس داخل ہوجاتا ہی یہان اگر وہ دونون شاخین ایک ہوجاتے ہین اسمقام پر طغیانی کے وقت یہہ دریا تیس فیٹ گہرا اور پانسو گز چوڑا ہوتا ہے اور بذریعہ کشتیون دریا سے اوترتے ہین وہان سے پھر ادہی سمت کو چلتا ہوا فلور کے قلعہ کے نیچے پہونچتا ہے جہان سردی کے موسم مین اڑہائی سو گز چوڑا اور سات فیٹ گہرا اوسط درجہ کا تیزرو اور طغیانی کے وقت سات سو گز چوڑا اٹھارہ فیٹ گہرا ہوتا ہے اسمقام سے آگے چلکر جب ہری کے مقام پر پہونچتا ہے تو دریای بیاس آکر اسکے شامل ہوجاتا ہے جو پرآبی مین اس سے بڑہ کے ہی تمام راستہ اس دریا کا مان سرودر کے جہیل سے لیکر دریاے بیاس کے شمول تک پانسو پچاس میل شمار مین آتا ہے بیاس کے شمول کے بعد نام اسکا ستلج سے بدلکر گہارا نام سے موسوم ہوجاتا ہے پھر اس شمول سے تین سو میل چلکر شمول اسکا چناب کے ساتھہ ہوجاتا ہی اور پنجند نام پاکر دریاے سندہ کے ساتھہ جاملتا ہے قدیم زمانہ مین یہہ دریا ہدرا اور ستدرو اور سپودرس و ہیاسس کے نامون سے موسوم تہا اور اسمین بہت سے پہاڑی ندیان و نالے پہاڑ مین شامل ہوتی جاتے ہین جنکا ذکر پہلے حصہ کے پانچوین تقسیم مین تحریر ہوچکا ہے فلور کے پاس اسپر سے شاہ سڑک جو ہندوستان سے پنجاب کو آتی ہی گذرتی ہے اور شاہ گذر مقرر ہی اور سرکار کے حکم سے اسمقام پر کشتیون کا پل بندہا رہتا ہی اور ایک مستحکم شکستہ آہنی پل ریل گاڑی کے آمد ورفت کے لیئے بنا ہوا ہے اور آمد ورفت انجن کی جاری ہے

دریای بیاس

پنجاب کے دریاؤن مین یہہ دوسرا دریا ہے جو درہ روہتانگ کے جنوبی سمت کوہ لاہول کے پاس سے جو ہمالا کے شمال مشرقی حد پر واقع ہے نکلتا ہی بلندی اسکی چشمہ کی تیرہ ہزار دوسو فیٹ سمندر کے سطح سے شمار ہوتی ہے وہان سے یہہ دریا بہت سی چشمون اور پہاڑی ندیون کے پانی اپنے ساتھہ ملاتا ہوا کلو مین اور کلو سے جنوب کے سمت کو بہتا ہوا بعد طے کرنے چکر دار راستے اسی میل منڈی کے متصل آ پہونچتا ہے وہان پر بھی اور چشمون اور ندیون کے پانی اسکے ساتھہ ملکر بہتا اسکا ڈیڑہ سو گز سے دوسو گز تک اور عمق بارہ فیٹ سے چودہ فیٹ تک ہوجاتا ہی پہر منڈی سے مغرب کے سمت کو سکیت کے راستے لوہے کی کان کے پاس سے چلکر بعد طے کرنی مسافت پچاس میل کے نادون کے نیچے آتا ہے جس جگہہ سردی کے موسم مین بھی چوڑان اسکا ایکسو پچاس گز سے کم نہین ہوتا وہان پر درن کے شہریان دریا کے کنارے بہت اچھے بنے ہوئی ہین اور اوسی مقام پر ایک ندی کنیار نام پہاڑ سے نکلکر اسکے شامل ہوجاتی ہے پہر نادون سے پچاسی میل کے قریب شمال مغرب کیطرف بہتا ہوا اکانوان دویرہ وال کے پاس پنجاب کے میدان مین آجاتا ہے پہر وہان سے جنوب کے سمت کو اسی میل چلکر متصل موضع اندریسہ دہری کے دریای ستلج کے ساتھہ شامل ہوجاتا ہے جاڑے کے موسم مین رفتار اسکی فی گھنٹہ ساڑہے تین میل ہے مگر گرمیون مین اس سے المضاعف چلتا ہے جوالا مکھی کے علاقہ مین اس دریا کے کنارے پر ایک بڑا عالیشان مندر مہادیو کا اور ایک بارہ دری راجہ سنسار چند کی بنوائی ہوئی ہے اسمقام پر اس دریا کے اندر بڑا گرداب پڑتا ہے اور اگر کبھی کشتی اوسکے اندر آجاتی تو چرخی کے طرح چکر کہاکر ڈوب جاتی طول اسکا چشمہ سے لیکر ستلج کے شمول تک دوسو نوے میل اور بعض تین سو میل کہتے ہین اور شمول کے بعد دونو دریا گھارا نام پاکر چلتی ہین پہر وہ دریا دیپالپور کے پاس پہونچکر دو شاخون مین تقسیم ہوجاتا ہے ادہین سے ایک شاخ غرب کو بہتی ہے اور دوسری شاخ جنوب کے سمت کوٹ قبولہ و کہائی کے پاس ہوتی ہوئے جاتی ہے اور ایکسو کوس کا رستہ طی کرکر پہر دونو شاخین آپسمین ملجاتے ہین پہر دہانے فیتوہ کے علاقہ مین یہہ دریا بہتا ہوا بہاولپور کے حدود مین دریای زیرین یعنی راوی و چناب و جہلم کے ساتھہ ملجاتا ہے اور پنجند نام پاتا ہے پہلے یہہ دریا بہت سی مسافت پنجاب کے میدان مین طے کرکر ستلج کے ساتھہ ملتا تہا اب اسی برس گذرتے ہین کہ شمول اسکا ستلج سے بمقام ہری کے ہوگیا ہے اور پرانا رستہ اسکا خشک پڑا ہوا دور تک نظر آتا ہے چنانچہ قصبہ چونیان ادہی پر اسی پرانے راستے کے کنارے پر آباد ہے اول یونانی لوگون نے اس دریا کا نام ہائی فیسس کہا ہوا تہا جو سبب گذرنے زمانہ دراز کے بگڑتے بگڑتے بیاس رہ گیا مگر ہندو لوگ وجہ تسمیہ اسکا اسطرح بیان کرتے ہین کہ کوہ برفانی ہمالی مین ایک جہیل بیاس کنڈ نام ہے اوس سے یہہ دریا نکلکر آتا ہے اور اس جہیل سے کچھہ تہوڑی فاصلہ پر ایک مندر بیاس رشی کا بنا ہوا ہے جب یہہ دریا مندر کے پاس آتا ہے وہان اور ندیون کا پانی اپنے ساتھہ ملاکر اور بیاس نام پاکر آگے کو چلتا ہے غرض یہہ

اس دریا کو بیاس جی سے جو انکے بزرگون مین بید کے علم کا بانی ہوا ہے منسوب کرتی ہین بخلاف مورخان انگریزی
کے کہ اونھون نے اس دریا کے حال مین کہین بیاس گنگا کا ذکر بھی نہین کیا اس دریا کا غربی یعنی دہنا کنارا
بہت بلند اور دوسرا کنارہ زمین کے ہموار ہی اور طوفان اسمین ہمیشہ شام کے وقت آتا ہی کیونکہ اسمین ہمیشہ
طغیانی برف کی پانی سے ہوا کرتی ہے سو دن بھر برف گل گل کر شام کے وقت پانی آتا ہے بڑا گذر اس
دریا کا وزیر بھلر و ویرو وال کا ہے اور شاہ سٹرک بھی وزیر کے گذر سے گزرتی ہے اور وہان ہی کشتیون کا
پل بندھا رہتا ہے کشتیان اس دریا کے بہت ناکارہ ہین جنکے کنارہ بہت پست ہین اور بہت جلد غرق ہوجاتے
ہین پنجاب بھی جو ریل گاڑی دہلی کو جاتی ہے اس دریا کے اوپر سے گذرتی ہے اور ایک سخت آہنی بڑا مضبوط
پل اوسپر بنا ہوا ہے جسکے اوپر سے ریل گاڑی کا گذر ہوتا ہے **بیئین نہر** اس نام کے دو نہرین
دوابہ بست جالندہر مین بہت بڑے نہرین ہین ایک ان مین سے جو نہر کہ ستلج کے طرف جاری ہے سفید اور
دوسری نہر جو بیاس کیطرف ہی اوسکو کالی بینیں بولتے ہین اور یہہ دونو نہرین کوہ شمالی کی بنیاد سے
نکلکر تمام علاقہ کو سیراب کرتے ہوئے بیاس مین داخل ہوجاتے ہین برسات کے موسم مین انمین بڑی طغیانی
ہوتی ہے اور بڑی تیزی کے ساتھ چلتی ہین اسقدر کہ سوای معین گذرون کے اور کہین سے لوگ اوتر نہین
سکتے اور ہر ایک گذر پر کشتیان چلتی ہین ان دو نہرون کے سوا ستلج اور بیاس کے اندر کے میدانی
ملک مین کئی قدیمی نہرین جنمین مصنوعی و قدرتی بہتے ہین جنمین سے اکثر برسات کے موسم مین جاری ہوتی ہین
اور بعضی تھوڑے سے پانی کے ساتھ ٹانڈہ و اوڑمر و بھی پور وغیرہ کے پاس بہتی ہین اور ایک نہر حاجی پور
کے پاس دریاے بیاس سے نکلکر ملک کو سیراب کرتی ہے اور چکیان بھی اوسکے کنارے پر بہت چلتی ہین
حاجی پور کے شرق کے طرف ہی ایک قدیمی نالہ جاری ہے جو بیاس مین جاکر ملجاتا ہے اور ایک ندی ہوشیارپور
کے پاس برسات مین بہتی ہے **دریای راوی** یہہ دریا تیسرا دریا پنجاب کے دریاؤن مین سے ہی اصلی چشمہ اسکا کلو کی پہاڑ کے
پاس ہے جسکو کوہ بنگال بھی کہتے ہین جو کوہ روتانگ سے تھوڑی سی فاصلہ پر واقع ہے چشمہ اپنے سے سمت مغرب جبکہ دریا
چالیس میل کا فاصلہ طے کر لیتا ہی تو دریای تی اور بدیل دو دریا اور پہاڑون کے اندر سے ہوتی ہوئی اسمین شامل ہوجاتی ہین انمین سے بدیل دریائی
بڑا دریا ہے جو کوہ بھدرال و من مہیش کی جہیل سے جسکا نام بہادیو کے جہیل ہے نکلتا ہے وہ جہیل اگر عرض مین
ایکسو سولہ فٹ تک ہی مگر طول مین بہت ہی اور ہندو لوگ اوس جہیل کو بہت متبرک سمجھتے ہین اور غسل کیواسطے
دور دور سے آتے ہین دانسی جلکہ چنبہ کے نیچے اور چشمہ سے اکیسو میل اس دریا پر ایک بڑا پل سہا مین فٹ
چوڑا رسیون سے بندھا ہوا ہے اوس سے گذر کرنی کو ہی راستی علیحدہ علیحدہ ہین وقتن وقتا فوقتا کشمیر کیطرف
جاتے ہین اور چنبہ کے راجہ کے طرف سے یہان محصول سوداگرون سے لیا جاتا ہے وہان سے چلکر بمقام سولی

یہہ دریا اکسو بیس گز چوڑا چلتا ہے اور اوسی مقام سے یہہ رخ اپنا جنوب بمغرب کی سمت کو کر لیتا ہی اور اوسی
سمت کو شاہ پور و نور پور کے نیچے ہوتا ہوا اسجان پور کے قریب پہاڑون سے نکلکر میدان مین آ جاتا ہے بلکہ پھر
وشہان کوٹ و کلانور و شالہ و ڈیرہ نانک در سہرو سے گذر کر لاہور کے متصل شاہدرہ جہانگیر کے مقبرہ کے نیچے پہونچ
جاتا ہے اور اوسی مقام کے مغرب کی طرف ایک میل کے فاصلہ پر شاہ گذر ہے اور کشتیون کا پل سرکار کی طرف سے
بندہا رہتا ہے جسکا اہتمام سرکار کی طرف سے رای بہادر کنہیا لال اگزکٹو انجنیر لاہور ڈویژن کے سپرد ہے عمق
اس دریا کا گہرہ بہت نہین اکثر مقامات پر بارہ فٹ سے لیکر چودہ فٹ تک برسات کے موسم مین گہرا ہوتا ہے
سردی کے موسم مین پانچ یا چہہ فٹ سے زیادہ گہراو اسمین نہین ہوتی لاہور سے تین میل نیچے جا کر یہہ دریا
مغرب جنوب کی سمت کو چلتا ہے اور تیس میل تک یہ راستہ طے کر کر تین شاخون مین منقسم ہو جاتا ہے برسات
وہ تینون شاخین جاری ہوتی ہین اور بہت طغیانی کے وقت تینون ملکر ایک ہو جاتے ہین سردی کے موسم مین
بڑی شاخ پر آب اور دو شاخین خشک ہوتی ہین برسات مین پانی اسکا پہیل جاتا ہے کیونکہ اسکی
کنارے ہموار و زمین کے برابر ہین اور اسی سبب سے یہہ عمیق کم ہے اور پہیلاو بہت رکہتا ہے راستہ اسکا بہت
پیچدار ہے اور خم بہت پڑتے ہین اور جو لوگ کشتی کے ذریعہ سے سیر سفر کرتے ہین راستہ اونکا بہت کم طے
ہوتا ہے اور اسی سبب سے اسمین جہاز رانی نہین ہوتی کہ اگر دن بہر جہاز چلے تو رات تک نہایت درجہ
بارہ کوس راستہ طے ہوتا ہے بقدر کل راستہ مین جو لاہور سے شمول چناب تک ہے سیدہا راستہ اسکا جنوبی
موضع جلینہ ہو لیکر رام چوترہ تک ہی کہ اوسقدر راستہ مین یہہ نہایت سیدہا چلا جاتا ہی کہین سے کنارے نہین توڑتا
اور دونو کنارون پر اسکے بڑی بڑی درخت پرانے سایہ دار کہڑے ہین اور کہین کہین درخت کو بہی اسکی ابراسے
صدمہ نہین ہوسکتا سند ہ کہتے ہین کہ جب راجہ سمند ر وکہمن پنجاب مین آئی تو وہ موضع جلینہ کے قریب کشتی پر اوتار کر
نہانے لگی اور رام چوترہ تک برابر دریا مین تیرتے ہوئے چلے گئی چونکہ کوئی شخص کشتیون کا محافظ پاس تہا
دریا اونکی حکم سے سیدہا ہو گیا ایسا کہ نگاہ اونکی برابر کشتیون پر پڑتی رہی پہر بمقام رام چوترہ وہ دریا سے
نکلکر بیٹہے جہان اب پرستگاہ بنی ہے اوس روز سے یہہ دریا اوسقدر راستہ تک سیدہا چلتا ہے اور قیامت تک
اسیطرح رہیگا اسقدر راستہ تک اس دریا کو شکر واہ کہتے ہین اور مشہور ہے کہ شکر نام ایک راجہ نے یہان ایک
کہود کر اوسکا نام شکر واہ رکہا تہا اور کنارے اوس نہر کے بہت پختہ ہو کر درخت لگوا دئے تہے بعد
گذرنے کچہہ زمانہ کے اوسی نہر مین یہہ دریا آگیا مگر نام اوس نہر کا آج تک مشہور چلا جاتا ہی بلکہ یہہ سبب
کہ بسبب پختہ ہونیکے دریا اون کنارون کو توڑ نہین سکتا اور اوسقدر راستہ سیدہا چلتا ہے رام چوترہ سے
آگے سرای سدہو و قصبہ فاضل شاہ کے پاس جا کر یہہ دریا چناب جہلم و ملی ہوئے ندیون ملجاتا ہے

اور تینون ملکر ترسون نام پاتے ہین پانی اسکا بنسبت چناب سرخ و مکدر ہے اور آٹھ مہینے سال بھر مین کئی
بہت مقامات سے پایاب ہوجاتا ہی لاہور سے چناب کے شمول تک اگر سیدھا راستہ اسکا شمار کیا جاوے تو دوسو میل
کا ہے اور اگر پیچ وخم اسکے شمار مین آوین تو تین سو اسی میل گنا جاتا ہے غرض ایکسو اسی میل تو صرف خم و پیچ ہے
چناب کے پاس جاکر بھی تین دریاؤن کے ذریعہ سے اسمین شامل ہوتا ہے جنمین ایک دریا نہ بڑا اور دو چھوٹی ہین مورخان
انگریزی اسکا نام ہائیڈراؤٹیز کہتے ہین اور سنسکرت کے زبان مین نام اسکا ایراوتی اور غلط العام راوی مشہور ہے
اس دریا پر متصل شاہدرہ لاہور سے جانب شمال دو میل ایک آہنی پل ریل گاڑی کا بنا ہے اور بالفعل جہلم تک
آمد و رفت جاری ہے **شاہ نہر انگریزی** چونکہ پنجاب کے ملک تھے وہ دوابہ باری مین مانجھہ کا ملک بہت
اونچا تھا اور زراعتین صرف بارش کی امید پر بوئی جاتی تہین اور خشک سالی کی حالت مین زمیندار اس سرزمین
مین اپنی بوئی ہوئی تخم کو بھی تلف کر بیٹھتے تھے سو اسلئے سرکار انگریزی نے یہ ارادہ کیا تو ازیں بعد جانا کہ ایک نہر
کہود کر اس کل علاقہ کو سیراب کیا جاوے ایسا کہ زمینداروں کو بالکل پانی کی طرف سے بے پروائی ہوجاوے
اسواسطے اول منظوری اس نہر کے کہودنے کی ١٨٤٩ع مین گورنمنٹ ہند سے ہوکر ١٨٥٠ع مین کام شروع ہوا اور
بارہ سال تک تمام وکمال کام بصرف باون لاکھ چھتر ہزار نوسو ستر روپیہ کے ختم ہوکر پانی چھوڑا گیا مادھوپور کے
مقام دریاے راوی کے بائین کنارے سے یہہ نہر شروع ہوتی ہے اور صرف ایک شاخ برابر دینانگر تک
بڑی چوڑی چلی آتی ہے وہان موضع تیبڑی کے پاس ایک اور شاخ اس سے علیحدہ ہوکر کالا بالا تک جاتی ہے
پھر آگے اوسکے بھی دو شاخین ہوجاتی ہین ایک شاخ تو موضع بال گڈہ و سبراوان و دہرم کوٹ و شاہ سود واڑا
و سیان پنڈ و سوکل وغیرہ ہوتی ہوئے دریاے بیاس کے پرانے راستہ مین جا گرتی ہے اور دوسری موضع گھکر فی الہ
و جیمی و بنگلہ آئین و چنڈیالہ و ناگریان و پنڈوری و ترن تارن و شہباز پور و دیپال پور و کلسیان و محمود پور
ہوتے ہوئے اسی بیاس کے پرانے راستہ مین جا گرتی ہے یہہ بیان تو ایک شاخ کے دو شاخون کا تحریر ہوچکا اب
باقی بڑی اصلی نہر کا یہہ حال ہے کہ وہ موضع تبری علاقہ دینانگر سے چلکر موضع تہبانی وال و مصطفی آباد کے پاس
ہوتی ہوئی ریٹر ڈال تک پہونچتی ہے وہان آکر اوسکے دو شاخین ہوجاتی ہین جنمین سے ایک تو موضع شدی
قادیان و راج پور وغیرہ کی زمین کو سیراب کرتی ہوئی دریاے راوی مین ملجاتی ہے اور دوسری شاخ موضع
کلیان پور و دینا و قلعہ لال سنگھ و خان فتا و چنڈی وغیرہ پاس پاس بہتی ہوئی تلونڈی تک پہونچ جاتی ہے یہان
آکر پھر موضع رلیا کے متصل اوسکی دو شاخین بن جاتے ہین اونمین سے ایک شاخ تو موضع ککو وال و قلعہ کہنا سنگھ
و داؤد و لپورہ و نادہون کے دو تہی کی و کنجری کا نگل و دہونی و واگی و جلو و سہجپال و چہاونی سیانمیر و نہجہ والا
دینا و بیگ و شاہ پور ہوتی ہوئی راوی مین جا ملتی ہے مگر اب سرکار کا یہہ ارادہ ہے کہ اس شاخ کو قصبہ ناگنہ

پہونچایا جاوے اسلئے جونک سے آگے دام بیل لگ گئی ہین دوسری شاخ دریا کے پاس سے آکر سلطان ونڈ و بھنگالی
منڈہ کلان و منڈہ خورد و دھیروین کے وینگلیاڑی و کوٹ سونبھا و دودی و جامن والہ ہی سے دراکی ونڈ و باولی
دیجار تک جاتی ہوئی ملتان کے علاقہ مین جاکر دریاے راوی مین پڑجاتی ہے اس شاخ کے اندر سے موضع
جامن کے قریب ایک اور شاخ نکلتی ہے جو موضع جرالی و منڈی خورد و کے پاس ہوتی ہوئی موضع نہلی کے متصل جامن
کے پرانے راستہ مین گرتی ہے اس نہر پر بہی پل و عمارات جابجا بنائے گئے ہین اور محصول کی آمدنی کے
حصول کیواسطے بڑے بڑے محکمہ قائم ہوئے ہین اور غلہ اور حاکم و محصل بالازمہ رکھے گئے ہین ہزارہا دن
رجباہہ وسوئی و چہوٹی نہرین اس سے نکالکر زمیندار کروڑون بیگہ پر پانی لے گئے ہین اور جس زمین مین کبھی پیداوار
نہین ہوئی تہی اب صدہا من غلہ پیدا ہوتا ہے ایسا کہ جرا ہوا ہے تمام ملک ماجہ کا نام ہوگیا اور زمیندار آدمی
اوس جسکے پاس تہوڑی سی زمین بنجر تہی مالدار بن گیا ہے برسات کے اور کنوین چلانے اور مویشی رکہنے
کی اُنکو کچہہ حاجت نہین ہے تخم بونے اور غلہ کاٹنے اور پانی لینے سے کام ہے یہہ نہر بہت بڑی ہے کل طول اسکا
کل شاخون کے چارسو اسی میل ہے **نہر کرن** یہہ نہر ایک قدیمی نہر ہے جو ہیرام پور کے جنگل سے
نکلکر کلانور کے نیچے ہوتی ہوئی سوڑیان کو آتی ہے اور اس سے مغرب کے سمت تہوڑے ہی فاصلہ پر راوی
مین داخل ہوجاتی ہے یہہ نہر چالیس کوس کے اندر ملک کو سیراب کرتی ہے کہتے ہین کہ کرن اسکا نام اسلئے
ہے کہ راجہ کرن نے اسکو کہودوایا تہا اور بعض اسکو سلطان فیروز شاہ تغلق سے منسوب کرتے ہین یہہ نہر
سے کلانور تک بہت سے چشمون کا پانی جمع ہوکر اسمین پڑتا ہے **نہر ہسلی** یہہ نہر شاہجہان بادشاہ
کے عہد مین مادہوپور سے کہود کر لاہور تک آئی اور شہر کے باغ شالامار کو اس سے سیراب کیا آغاز اسکا بہی
مادہوپور سے پانچ کوس قصبہ شاہپور کے پاس سے ہوا اور دریاے راوی سے نکالی گئی ہے وہانسے سیدہی بہہ کر
سجان پور اور سجان پور سے دینانگر و بٹالہ کو اور بٹالہ سے مجیٹھہ کو آتی ہے مجیٹھہ کے پاس اسکے دو شاخین ہوگئی
ایک شاخ تو امرتسر کو چلی جاتی ہے اور دوسری شاخ لاہور کو آتی ہے شاہجہانی حکم سے نواب علیمردان خان
امیرالامراء اصفہانی اسکو کہود کر لایا اور ایک ہی شاخ سے لاہور تک لے آیا دوسری شاخ اسکی
رنجیت سنگہ کہودوا کر امرتسر لے گیا اور وہان تالاب امرتسر کو جو اسی نام کا ہے پرآب کیا طول اس نہر کا مع شاخ
لیکر لاہور تک سچاسی کوس ہے علاوہ اسکے ایک اور نہر راوی سے نکالا گیا ہے کے نیچے ہوتی ہوئی قصور کو
جاتی ہے اور قصور سے راوی کے سمت کو پہرکر راوی مین گرتی ہے یہہ نہر بہی سلطنت سکہ سے اب بہی
اسمین پانی جاری نہین ہوا **دریاے چناب** یہہ دریا بہی پنجاب کے دریاؤن مین سے بڑا دریا ہے اسکا پانی بہا
مزاج و سیر آب و تیز رو و عمیق مشہور ہے قدیم زمانہ مین یونانیون نے اسکا نام اسیسینی تحریر کیا ہو اکسائینز

اہل ہند نے اسکو چندر بھاگا مشہور کیا اب تیسرا نام اسکا چناب ہے جو چین اور آب دو الفاظ سے مرکب ہے یعنی دریائے
چین یا وجہ یہ نام صرف اسواسطے مقرر ہوا کہ نکاس اسکا کوہ سرحد چینی تاتار سے ہے پنجابی زبان مین اب چناب کا
لفظ بھی بگڑکر نام اسکا چہناؤ مقرر ہوگیا ہے ستلج و بیاس و راوی و جہلم چارون دریاؤن سے یہہ دریا بلحاظ
پر آبی و عمق و پہناو و طول و تیزروی مین فی الحقیقت زیادہ ہے چشمہ اسکا کوہ لاہول کے مقام پر جو لداخ
سے جنوب اور تبت کے وسط مین ہے بہت بلند واقع ہے وہان ایک درہ کوہ زنگسکر کے درون سے جسکی
بلندی تیرہ ہزار فیٹ نیچے کی سطح سے ہے واقع ہے اوس درہ کے نیچے کیطرف ایک بڑی جہیل ہے جسکو
چندر بہاگ بولتے ہین اوس سے نکلکر یہہ دریا چندر نام سے موسوم ہوتا ہے اور پہاڑون کے اندر ہی جب
چالیس میل کا راستہ طے کر لیتا ہے تو بمقام ٹانڈے ایک اور دریا سورج بہاگا نام پر آبی و تیزروی مین اسکی برابر
شمال کیطرف کو بہتا ہوا اس سے آکر شامل ہوجاتا ہے اخراج سورج بہاگا کا بہی اوسی جہیل چندر بہاگا سے ہے جس سے
چندر نکلتا ہے اور یہہ دونو دریا چالیس چالیس میل کا راستہ اپنی ایک مخرج سے مختلف راستون مین طے کر کے
بمقام ٹانڈے کے پاس باہم ملجاتے ہین تا نقشہ یہہ دونو ملے ہوئے دریا چندر بہاگا نام پاکر شرسٹھہ گز کے پہناو
اور تند تیزروی کے ساتہہ اکیون میل کا راستہ طے کر کے کشتواڑ کے ملک مین پہونچ جاتے ہین اسمقام
ایک بڑی ندی جسکو سندا اور مورو دو دون ہی کہتے ہین شمال کے طرف سے کوہ اطرافات سے آکر اسمین شامل ہوتی ہے
اوسکے ملنے سے یہہ دریا بڑا دریا ہوجاتا ہے وہانسے پھر جنوب مغرب کیطرف بہتا ہوا نوے میل کا راستہ
ملک پنجاب کے میدان کے قریب آجاتا ہے اسمقام پر ایک اور ندی کو بہی شمول ایک اور ندی کے کہ وہ دونو
ندیان نوشہرہ و منگلا دیوی سے گذرکر کانگڑہ کے قلعہ کے متصل باہم ملتی ہین موضع حمیدپور کے نزدیک پہاڑ
سے نکلکر اس سے ملجاتی ہے پہاڑ سے نکلکر یہہ دریا بہت سا پہیل کر اٹھارہ شاخون مین تقسیم ہوجاتا ہے اور وہ
کل شاخین پھر قصبہ بہلول پور کے پاس آکر ایک ہوجاتے ہین وہان سے یہہ قصبہ سوہدرہ و وزیرآباد و رسول نگر
و ڈنڈی بہٹیان و چنیوٹ کے پاس سے گذرتا ہوا متصل موضع علیانہ کے کہ جہنگ سیال سے دو کوس پر ہے دریا
جہلم کے ساتھہ شامل ہوجاتا ہے اکہنور سے بیس میل نیچے وزیرآباد تک راستہ اسکا جنوب مغرب کے سمت بہت عمیق و
پر آبی و پر گردابی کے ساتہہ ہے اور سردی کے موسم مین آدہا میل اور برسات مین اڈہائی میل تک چوڑا ہوجاتا ہے
اس دریا مین جہاز رانی اچہی ہوتی ہے اور اکہنور کے مقام سے سوداگر لوگ بڑے بڑے لکڑیان دیودار
اور چیڑ وغیرہ کے جو پہاڑ سے خرید کر پنجاب کو لا لاتے ہین اس دریا مین چہوڑ دیتے ہین اور وہ کشتیون کیطرح
پانی پر تیرتے ہوئے آتے ہین جہلم کے شمول تک کل طول و درازی اس دریا کی چشمہ کے مقام سے چہ سو
پانچ میل ہے اور تیزروی اسکی پوری چڑہائی کی حالت فی گھنٹہ پانچ میل اور سردی کے موسم مین فی گھنٹہ اڈہائی میل

شمار ہوتی ہے دریای جہلم کے شمول کے بعد پچاس میل جنوب مغرب کو چلکر دریای راوی اسمین آپڑتا ہے اور
گرمیون مین ایک میل کے قریب چوڑا چلتا ہے اور عمق اسکی مختلف ہوتی ہے مگر چار گز سے کم نہین ہوتی راوی
کے شمول کے بعد بعد طے کرنے راستے اکتیس میل کے جنوب مغرب کے سمت کو دریای گہارا یعنی ستلج و بیاس ملے ہوے
دریا اسکے شامل ہوتے ہین شمول کے مقام پر گہارا کا پانی زرد اور چناب کا پانی سرخ علیحدہ علیحدہ بہتا ہوا
کوسون تک نظر آتا ہے کل طول اور راستہ اسکا چشمہ سے لیکر گہارا کے شمول کے مقام تک سات سو پچپن میل ہے
اس سے آگے اسکو چناب کوئی نہین کہتا دریای پنج ند پکارتے ہین **دریاے توی** یہہ دریا چناب کے
چھوٹے دریاؤن اور دریاے چناب کے مددگارون مین سے ہے اول یہہ کوہ پیر پنجال کے جنوبی گہاٹی سے
نکلکر شمال مغرب کے سمت کو گہاٹی کے نیچے نیچے درمیان درہ پیر پنجال و رتن پنجال کے بہتا ہے جب دس میل
پچاس میل طے کر کر قصبہ پونچھ کے پاس پہونچتا ہے تو ایک اور ندی پہاڑ سے نکلکر اسمین آپڑتی ہے اس
ندی کے شمول کے بعد رخ اسکا جنوب مغرب کو ہوکر بڑی تیزی اور سختی و زور و شور کے ساتھ چلتا ہے اسقدر کہ
اگر سوار یا پیادہ بلا کسی ذریعہ کے اوسے پار اوترے تو فی الفور بہہ جاوے یہہ حالت اکثر طغیانی کے وقت
ہوتی ہے اور پونچھ سے گذر کر بعض اسکو ندی اور بعض تہانگ کہتے ہین پھر جنوب مغرب کے سمت کو چالیس میل
چلکر موضع کوٹلی نہنگ کے متصل دریاے راجوڑ اسمین آکر شامل ہوجاتا ہے اوس شمول سے پھر تیس میل اوسی سمت
کو چلکر یہہ دریا دریاے چناب مین جا گرتا ہے **نالہ ڈیک** اس ندی کا منبع کوہستان علاقہ جموون سے
ہے اور پہاڑ کے حد تک اسکا نام دیوکا ندی پکارتے ہین اور پرمنڈل کہ ایک خاص عبادتگاہ ہنود کا
مہاراجہ جموون کے علاقہ مین واقع ہے اسی ندی کے کنارے پر ہے وہان یہہ ندی ایک تیرتھ سمجھی جاتی ہے
اور دور دور سے ہنود غسل کے واسطے وہان جاتے ہین اور والی جموون نے بڑی بڑی مندر و عمارات
عالیشان اسکے کنارے پر بنائے ہوے ہین پہاڑ سے نکلکر سیالکوٹ کے علاقہ مین اسکا نام ڈیک مشہور ہے
اس سے آگے بڑھ کر لاہور کے ضلع مین اسکو باگہہ بچہ پکارتے ہین برسات کے موسم مین جب اسمین طغیانی ہوتی
ہے تو ایسی زور و شور سے چلتی ہے کہ گذر آدمی یا چارپایہ کا اسکے اندر سے نہین ہوسکتا کیونکہ اسکے تہہ کے
اندر ریگ روان دار ہے اوسپر پانو ٹھہر نہین سکتا سبب پانی کے وہ ریگ پانو کے نیچے سے سرک جاتی ہے
اور اوپر سے پانی کا زور دہکا دیتا ہے اس سبب سے آدمی ہو یا جانور فی الفور گرکر غرق ہو جاتا ہے بعض
مقامات پر اسکے تہہ مین سخت دلدل ہوتی ہے وہان بھی گذر گہوڑے و بیل و اونٹ کا محال ہے برسات
کے بعد اکثر مقامات سے یہہ ندی خشک ہوجاتی ہے اور بعض جگہہ پانی رہتا ہے اور یہہ ندی علاقہ تحصیل
ظفروال و پسرور سے گذر کر تحصیل رعیہ مین آتی ہے اور وہان سے شرقپور کے علاقہ مین گذر کر بلکہ کو سیراب

کرتے ہوئے متصل موضع چھانبرہ علاقہ سیدوالہ دریاے راوی مین جاگرتی ہے لاہور و گوجرانوالہ کے درمیانی راستہ مین اس ندی کے اوپر ایک پرانا پل شاہ دولہ کا بنوایا ہوا موجود ہے **نالہ آیک** یہہ ندی دیہات تحصیل سیالکوٹ و ڈسکہ مین سے گذرتی ہوئی تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ کو چلی گئی ہے مخرج اسکا بھی کوہستان جمون ہے سال بھر مین دو دفعہ برسات سے پہلے بعض مقامات سے یہہ خشک ہو جاتی ہے بہت جگہہ پانی اسکا جاری رہتا ہے اس قدر نیچے تک سال مین برابر یہہ جاری رہتی ہے مگر خاص سیالکوٹ کے نیچے اسواسطے زمستان کے موسم مین یہہ کم آب ہو جاتی ہے کہ کاغذی لوگ واسطے دہونے اور بنانے کاغذ کے بند باندھ کر پانی اسکا ایک جگہہ روک لیتے ہین کیونکہ سواے اس ندی کے پانی کے اور کوئی پانی سیالکوٹ کے اندر کاغذ بنانے مین صرف نہین ہوتا اور اسکے پانی سے کاغذ بہت عمدہ و صاف اور روشن بنتا ہے مگر جب وہ اس بند کو توڑ دیتے ہین تو پھر برابر جاری ہو جاتی ہے برسات کے دنون مین بڑی زور شور سے اسمین سیلاب آتا ہے اسقدر کہ ندی کے اونچے اونچے کنارون سے بھی جو قدر بیس بیس پچیس پچیس فٹ بلند ہین پانی نکلکر پھیل جاتا ہے مگر وہ سیلاب جلد تر اتر بھی جاتا ہے فایدہ اسکی طغیانی کا دیہات سیالکوٹ و ڈسکہ کو بہت پہونچتا ہے طغیانی کے وقت سیالکوٹ کے مقام پر اس ندی کے کنارے بڑا بھاری میلا ہوتا ہے اور ہندو نہانے کے واسطے جمع ہوکر سرنا ہون پر تیرتے ہین اور اپنی [illegible] کہلاتے ہین اور ایک پل حضرت شاہ دولہ کا بنوایا ہوا اس ندی پر بھی موجود ہے **نالہ گونڈل المعروف دہن** یہہ بھی ایک پہاڑی نالہ ہے جو کوہ جمون سے نکلکر سیالکوٹ کے علاقہ مین بہتا ہوا متصل موضع بھاڈیور کے دریاے چناب سے مل گیا ہے اسمین اکثر مقامات پر زمین سے بھی پانی نکلتا ہے جسکو وہان کے لوگ سم کا پانی کہتے ہین اسکے کنارے پر چکیان بھی بہت چلتی ہین **نالہ رنگ نور المشہور بلواہ** یہہ نالہ چنگانہ پنڈ علاقہ سیالکوٹ سے جاری ہوا اور پھر اوسی علاقہ کے اندر موضع کلووال کے متصل دریاے چناب سے ملجاتا ہے اسمین بھی قدرتی پانی سیم کا زمین سے نکلتا ہے اور زمینداروں کو بہت فایدہ پہونچتا ہے **علاوہ** ان نالون کے کول علی مردان خان و نالہ کلیو و نالہ سنبر کوٹ و گدگور و نالہ کاہ و نالہ بہادران و نالہ سونا نوالی و نالہ بھینانوالی و نالہ جستری و لنڈا وغیرہ ضلع سیالکوٹ مین جاری ہین اور چھنبا یعنی جھیلین بھی چھوٹے بڑے پینتالیس شمار مین آتی ہین **نالہ توہی** یہہ نالہ بھی کوہ متعلقہ ریاست جمون سے نکلتا ہے بلکہ شہر جمون اسی کے اونچے کنارے پر آباد ہے اور شہر کے رہنے والے اسی ندی کا پانی پیتے ہین یہہ ندی بتیس میل جنوب بغرب کے سمت کو بہتی ہوئی دریاے چناب مین اکر شامل ہو جاتی درمیانی راستہ مین اسکے زمینداروں کو اس سے بہت فایدہ پہونچتا ہے برسات کے موسم مین اسمین بڑی طغیانی ہوتی ہے اور بڑی تیزی سے آبی کے ساتھہ چلتی ہے **نالہ کہوت ندی ایک** اقسم ضلع

سیالکوٹ سے یہہ نالہ نکلتا ہے اور اوسی ضلع مین موضع بوبکان والہ کے پاس اسکا منبع ہے وہان اسکا نام نالہ بوبکانوالہ مشہور ہے وہانسے ضلع گوجرانوالہ مین ہوکر کچھہ ٹوٹ جاتا ہے اور پانی اوسکا پہیل کر کئی مقام پر چہنب یعنی چہوٹے جہیلین بن جاتا ہے پہر اسمین آباد کے قریب بصورت نالہ بنکر چلتا ہے اور علاقہ شرقپور ضلع لاہور مین متصل موضع سیدا دیو ر نالہ ڈیک مین ملجاتا ہے پانی اسکا زمینداروں کے لئے بہت فایدہ بخش ہے بعض اوقات طغیانی نقصان بہی پہونچاتی ہے **نالہ پلکہو** یہہ نالہ ضلع سیالکوٹ سے بطور سومہ زمین سے نکلکر جاری ہوتا اور اوس علاقہ سے چلکر ضلع گوجرانوالہ کے علاقہ مین آتا ہے اور خاص وزیرآباد کے حد مین متصل مثمن برج دریاے چناب کے ایک نالہ کے ساتھہ شامل ہوکر چناب مین جاپڑتا ہے پانی اسکا نہایت صاف ہے کہ دور دور سے دہوبی لوگ سواے اسکے اور کسی پانی سے کپڑا نہین دہوتے بلکہ وزیرآباد کے دہوبی جو پارچہ شوئی مین اوستاد مشہور ہین نالہ پلکہو کے پانی نے اونکو اوستاد بنا رکہا ہے پانی اسکا زراعت کو فایدہ بخش نہین ہے پن چکیان چلتی ہین **نالہ نندن واہ** یہہ نالہ علاقہ سیالکوٹ موضع گنگ پلکن کے پاس نالہ ایک سے نکلکر علاقہ ضلع گوجرانوالہ مین آتا ہے اور متصل موضع چک ستنا نالہ پلکہو کے شامل ہوکر کچھہ حصہ تو دریاے چناب مین چلا جاتا ہے اور کچھہ پانی وہانسے آگے چلکر کہلکہ ہی نام رکہتا ہے جب متصل موضع سوہدرہ پل پہونچتا ہے تو نندن واہ نام اسکا مشہور ہوجاتا ہے وہانسے آگے چلکر اور نالاب ہیرن مینار تک جاکر پانی اسکا ارکی سرزمین مین جذب ہوجاتا ہے اسکے پانی سے زمینداروں کو بہت فایدہ پہونچتا ہے زراعت موسمی کی اسکے حد سے سینکڑون گہماؤ ہوتی ہے اور متصل موضع اراپانوالہ وجہندا ور دکوٹ شاہ محمد بصورت جہیل اسکا پانی ٹہہر جاتا ہے اور اسمین مچہلی کا شکار بہت حاصل ہوتا ہے **نالہ ڈگ** تحصیل حافظآباد ضلع گوجرانوالہ موضع والکی سے اس نالہ کا آغاز برسات مین ہوتا ہے وہانسے چلکر موضع چک بہٹی کے متصل دریاے چناب کے شامل ہوجاتا اسکے پانی سے بذریعہ جہٹہ و جہلار زراعتون کو آبپاشی ہوتی ہے **نالہ سکہ نین** یہہ نالہ موضع پہرپیان متعلقہ تحصیل وزیرآباد کے پاس دریاے چناب سے نکلتا ہے و موضع کوٹ سلیم و باغ و باہری و کوٹ میان جان و علاوالدین و کوٹ جان محمد و کاکشال کے پاس سے گذرتا ہوا متصل موضع جاگو کے پہر دریاے چناب کے ساتھہ ملجاتا ہے موضع کوٹ سلیم و باہری کے حد مین اسکے اندر سوما نکلتا ہے یعنی چشمہ کے طرح زمین سے پانی نکلتا ہے ۔۔

نالہ لنگاین والہ یہہ نالہ مسمات راجکوران المشہور لنگاین زوجہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے موضع تنگل و ناسنگہ تحصیل گوجرانوالہ کے پاس نالہ ڈیک سے نکلواکر براہ شیخوپورہ موضع بہکہی تک پہونچایا تہا مدت تک یہہ جاری تہا اور زمینداروں کو بڑے بڑے فایدے اس سے ہوئے اب تخمیناً سال کے عرصہ سے یہہ بند ہے اگر صفائی ہو تو پہر پانی اسمین جاری ہوجاوے **دریاے جہلم** کشمیر کے پرانی تاریخون مین نام اسکا بدستا اور فارسی کتابون مین بہت لکہا ہے اور یونانی لوگون نے اسکا نام ہداس پس رکہا تہا پنجابی مین

اسکو دریاے جہلم پکارتے ہین مگر یہہ نام اسکا قدیمی نہین ہے بلکہ تھوڑی عرصے سے نام اسکا جہلم صرف اسیواسطے
مشہور ہوگیا ہے کہ پہاڑ سے نکلکر قصبہ جہلم کے نیچے بہتا ہے مخرج اسکا کوہ کشمیر ہے اور کشمیر کے کل پہاڑی چشمون
اور ندیون اور نالون و دریاؤن کا پانی اسی کے ذریعے سے پنجاب کے میدانمین بہتا ہوا آتا ہے پہلے یہہ دریا
چشمہ ویرناگ یا کنسا ناگ کے جہیل کوہ پیرپنچال سے نکلکر بارہ مولے کے درہ کے راستے پنجاب کے میدانمین آتا
ہے اور دیگر اسکا دریاے لدر ہے اور یہہ دریا پہلے شمال مشرق کے پہاڑون کوہ کشمیر سے نکلکر شیش ناگ
کے جہیل مین آتا ہے پھر اوسکا پانی لیکر جنوب مغرب کی سمت کو پچاس میل کا راستہ طے کرتا ہے تو دریاے
ویرناگ سے جو جنوب مشرق کی سمت کو بہتا ہوا آتا ہے اسمین ملجاتا ہے پھر وہانسے دس میل کی مسافت شمال
مغرب کی طرف چلکر ایک اور بڑی ندی جو کہ سندرین و دیشاو و ہری پور وغیرہ چھوٹے چھوٹے ندیون سے ملکر
پر آب ہو کر اور چالیس میل کا راستہ طے کر کر آتی ہے اسمین شامل ہو جاتی ہے پس وہ دریاے لدر اتنی چشمون
اور ندیون کا پانی لیکر دریاے جہلم سے آکر شامل ہو جاتا ہے ان ندیون مین سے ویشاو ندی دریاے
لدر کے دیگر بہت بڑی ہے چشمہ اوسکا اور دریاے جہلم کا ایک ہی شمار کیا جاتا ہے دریاے ویشاو کونسا ناگ
کے مقام سے اندر ہی اندر زمین کے چلتا ہے اور کنسا ناگ ایک چھوٹی سی جہیل بہت گہری کوہ پیرپنچال کے
چوٹی کے پاس ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار فٹ شمار ہوتی ہے وہان سے دریاے جہلم
اپنے دیگر ندیون کا پانی لیتا ہوا اور بہت زور شور کے ساتھہ چلتا ہوا شہر سری نگر کے اندر داخل ہو جاتا ہے
وہانسے نکلکر ایک بڑی جہیل کے اندر جسکا نام ولر ہے داخل ہوتا ہے اور ولر کے داخل ہونے سے پہلے ایک
اور ندی سند نام شمالی پہاڑون سے نکلکر اسمین آپڑتی ہے پھر ولر جہیل کے دوسرے طرف سے نکلکر بارہ مولہ
کی طرف بہتا ہے اور مقام مظفرآباد جو ایک شہر مشہور کوہ کشمیر کے پاس بستا ہے پہونچکر اسمین دریاے نین سکھہ حدود
تبت سے بڑی تیزی و سردی کے ساتھہ نکلکر آپڑتا ہے پھر سجادہ و دکہلی دریاے کشن گنگا مشمول ایک اور ندی کے جو کوہ گوری
سے نکلکر اوسمین داخل ہوتی ہے اسکے شامل ہوتا ہے یہہ دریاے کشن گنگا بہی اپنی تیزروی و پرآبی و گہرائی
و چوڑان مین اوس مقام پر جہلم سے کچہہ کم نہین ہے بارہ مولہ کے مقام پر جہلم کے اوپر سات محراب کا قدیمی پل بنا ہوا
ہے جسکے اوپر سے آمد و رفت ہوتی ہے بعد شمول کشن گنگا کے جہلم سمت جنوب پکڑ کر چبہ علاقہ کے اندر بہتا ہوا
سوچنہ اور سند کے متقابل بہتے کر لینی مسافت اکیس میل کے جہلم کے مقام سے پہونچتا ہے اوسی نزدیکی مین ایک
اور ندی جسکا نام پونچ ہے کوٹلی کے سمت سے آکر اسمین شامل ہوتی ہے اوس مقام سے بہاو اسکا سست ہو جاتا
ہے اور قابل جہاز رانی کے ہوجاتا ہے وہانسے چلکر پھر یہہ دریا قصبہ جہلم کے نیچے آتا ہے جہان شاہ گذر ہے اور
سوا تین مہینے برسات کے وہان کشتیون کا پل بندھا رہتا ہے وہان اکثر اوقات سواے برسات کے بھی یہہ دریا پایاب

گز چوڑا اور بارہ سے لیکر سولہ فیٹ تک گہرا ہوتا ہے اور برسات مین پہناؤ اسکا چھ سے لیکر آٹھ سو گز
تک کم نہین ہوتا ہوا ہے آگے چلکر رخ اس دریا کا جنوب کے سمت سیدھا ہے لیکن جنوب مغرب کے گوشہ کو ہو جاتا ہے
اور جلال پور کے پاس پہونچکر تیزی اسمین اسقدر زیادہ ہو جاتی ہے کہ جہلم کے پاس فی گھنٹہ ایک میل اور
جلال پور کے پاس فی گھنٹہ تین میل راستہ چلتا ہے اور پہناؤ دریا کا جلال پور کے پاس برسات کے موسم مین
سوا میل تک ہوتا ہے اور چودہ عمق اور فی گھنٹہ چار میل رفتار ہوتی ہے دریا پار ہونے کا [illegible] جہلم و [illegible] دولن
وغیرہ مقامات پر بکثرت ہوتے ہین جلال پور سے [illegible] کے سمت چلکر [illegible] خوشاب تک آتا ہوا
جھنگ سیال و چوترہ کے نزدیک [illegible] کے مقام سے دریا سے [illegible]
ملجاتا ہے اور [illegible] زیادہ اور بارہ فیٹ
تک عمق ہوتا ہے اور خاص دریا سے جہلم شمول سے پہلے پانسو گز تک چوڑا ہے اور اسی دریا کے کنارہ پر
قصبہ جہلم و جلال پور کے درمیان سکندر اعظم و راجہ پورس کی لڑائی ہوئی تھی جسمین سکندر فتحیاب ہوا تھا۔
دریا سندھ یہہ دریا پنجاب کا پنجاب کے اخیر دریاؤن سے شمالی و غربی سمت پنجاب
کے جاری ہے انگریزی تواریخون مین اسکا نام انڈس لکھا ہے اور قدیمی نام اسکے اباسین یا اباسندہ تھا
ہے پنجاب کے رہنے والے اسکو اٹک کے نام سے پکارتے ہین مخرج اسکا [illegible] پہاڑون سے نکلکر [illegible]
کے نیچے بہتا ہوا پنجاب کے میدان مین آتا ہے براعظم ایشیا کے ملک کے اندر یہہ ایسا دریا بہتا ہے جسکی رفتار
دمواجی کا حد و حساب نہین ہے بڑے بڑے دریا اور ندیان اور بہت سے پہاڑی اسمین شامل ہوتے ہین اور
دریاے ستلج و بیاس و راوی و چناب و جہلم کا ادخال بھی اسی دریا کے اندر ہے سیاحان فرنگ اصلی حال اسکا
اسطرح تحریر کرتے ہین کہ چشمہ اس دریا کا شمالی ملک کوہ کیلاس کے اندر ایک پہاڑ [illegible] نام [illegible]
پہاڑ کو اہل ہنود اپنے اعتقاد کے بموجب شیو جی کے رہنے کا مقام اور وطن بیان کرتے ہین بلندی اس پہاڑ
کی سمندر کی سطح سے بائیس ہزار فیٹ شمار کی گئی ہے چشمہ اسکا [illegible] نکلکر [illegible] نام پاکر [illegible] میل
شمال مغرب کے سمت کو بہتا ہوا جب کوہ ہنگل مین آتا ہے تو رخ اسکا بدل کر جنوب مغرب کے سمت کو ہو جاتا ہے
وہان سے تہوڑا راستہ چلکر دریاے اٹک جو کوہ گدہ لوپ سے [illegible] زور و شور کے ساتھہ آکر اسمین ملجاتا ہے
کوہ گدہ لوپ بھی مغربی بنیاد کوہ کیلاس مین واقع ہے جس سے دو دریا نکلکر پہاڑون کے اندر اپنا
راستہ طی کرتا ہوا یہان آپہونچتا ہے شمول کے بعد سنگ باب دوسی سمت کو چلتا ہوا [illegible] کے درہ کو
آتا ہے پھر ستاسی میل گہرے پہاڑون کے اندر چلکر کوہ [illegible] مین آتا ہے یہہ مقام شاہ چین کے ملک
کے دو سو پانچ میل کے فاصلہ پر ہے اور پندرہ ہزار فیٹ بلندی رکھتا ہے ان کی زمین ریتلا میدان ہے

جنمین بیشمار جہیلین پانی کے موجود ہین اوس مقام پر سوائے برسات کے یہہ دریا ساٹھہ گز چوڑا ہے اور گہرائی کا
حد وحساب نہین ہے سردی کے موسم مین وہان بسبب کثرت برف کے اکثر مقامات مین دریا کا پانی بھی جم
جاتا ہے وہان سے پھر تین میل جنوب مغرب کیطرف جاکر راستہ دریا کا شمال مغرب کی سمت کو بدل جاتا ہی
اور بمقام ادکشی جو تین سو تیس میل چشمہ کے مقام سے ہے پہونچکر سو پچاس گز چوڑا ہو جاتا ہے اور اوسی چوڑان
کی حالت مین تیس میل اور طے کر کر شہرلی کے نیچے جو دارالریاست لداخ کے ملک کا ہے پہونچ جاتا ہے اس موقع پر
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار فیٹ کی اور مسافت چشمہ کے مقام سے تین سو ساٹھہ میل ہے اور
بائیس فیٹ کی بلندی سے پستی کو گرتا ہے پھر شہرلی سے شمال کو اٹھارہ میل جاکر بمقام نیمون پہونچتا ہے
وہان دریاے زنسکار کوہ زنسکار سے نکلکر جنوب مغرب کے گوشہ سے شمال مشرق کی طرف بہتا ہوا اوس دریا
مین آگرتا ہے دریاے زنسکار بہت تیز رو اور گدلا ہے اور اسکا پانی مصفا و شفاف اسلئے دور تک
بعد شمول کے دونو دریاؤن کا پانی علیحدہ علیحدہ بہتا ہوا دکہائی دیتا ہے پھر وہان سے بیس میل اور چشمہ کے
مقام سے چار سو آٹھہ میل جاکر کلت زی کے مقام پر پہونچ جاتا ہے وہان اس دریا پر لکڑی کا پل بندہا ہوا ہے
پل کے نیچے پچیس گز دریا چوڑا ہے وہان سے جاکر جب پچیس میل کا راستہ طے کرتا ہے تو دریاے دراس
کوہ شمالی و مشرقی کشمیر سے نکلکر اور شمال مشرق کی سمت کو نوے میل جاکر شمالی و مغربی نہرون اور چشمون و
ندیون کے پانی اپنے ساتھہ ملاتا ہوا بڑی زور شور سے اسمین آپڑتا ہے اس شمول کے بعد یہہ دریا شمال کے
سمت کو چلتا ہے اور سنتالیس میل جاکر قلعہ کارس کے نیچے آتا ہے اس مقام پر دریاے شیوک شمال کے سمت سے
بہت سے ندی نالون اور چشمون کے پانی لیتا ہوا اسمین آپڑتا ہے شمول کے مقام سے پرے دریاے شیوک
ایکسو پچاس گز اور یہہ دریا اسی گز چوڑا ہے مگر یہہ نہایت عمیق دریا ہے اور وہ چوڑا و کم آب ہے اس شمول
کے بعد نام اسکا سنگہہ باب سے بدل کر اباسین یا اباسندہ یا سندہ مقرر ہوتا ہے اس مقام سے پچیس میل اور
جاکر دریاے سنگر کوہ اسکردو کے شمال کی طرف سے نکلکر اسمین داخل ہوتا ہے پھر نوے میل شمال مغرب
کو بہہ کر ناگل یون شاکردن کے علاقہ مین آتا ہے وہان سے تین میل طے کر کر ایک بڑی ندی کوہ کاگت سے
نکلکر اسمین پڑتی ہے وہان سے پچیس میل جاکر بمقام کوہ اٹکو پہونچتا ہے وہان پر بہت سا حصہ اس دریا کے
پانی کا ایک پہاڑ کے غار مین گہستا چلا جاتا ہے وہان سے پچاس میل تک راستہ اسکا جنوب مغرب کو ہے
پھر جنوبی سمت کو رخ بدل کر بعد طے کرنے ایکسو دو میل کے دربند کے مقام پر آتا ہے جو شمالی سرحد
صاحبان انگریز کی حکومت کا مقام ہے اور دریا برسات مین وہان سو گز چوڑا پایا جاتا ہے اس مقام تک
کل راستہ سندہ کا چشمہ سے لیکر آٹھہ سو بارہ میل شمار ہوتا ہے وہان سے آگے ساٹھہ میل اور جاکر وضع میروالا کے

متصل پنجاب کے میدان مین آجاتا ہے چونکہ وہان پھیلاؤ اسکا بہت ہوا اسلیئے پانچ چار مقام سے وہان پایاب بھی دریا
ہوجاتا ہے وہان سے چلکر اور قلعہ اٹک کے نیچے آکر اٹک نام پاتا ہے یہان بھی بعض بعض وقت سردی کے
موسم مین پایاب ہوجاتا ہے مگر تیزی اسقدر رہے کہ کوئی جیرا وہین ٹھہر نہین سکتی رنجیت سنگہ والی لاہور اکثر
اسمقام سے پایاب اوترا مگر اسکا لشکر جب دریا مین پہل کر اوترنے لگا تو وہ پایابی کے مقام سے ٹل کر بڑے
پانی مین جا پڑی اور بارہ سو آدمی غرق ہو گئے اسیطرح شاہ شجاع الملک نے سنہ ۱۸۱۰ء مین اس دریا سے پایاب
عبور کیا مگر اسوقت کہ دریا اپنی اوج اور چڑہاؤ پر تھا اور گرمی کا موسم تھا یہہ عبور اسکا گویا کرامات درباد شاہ
کی اقبال مندی مین گنا جاتا ہے بسبب تیزی پانی کے وہان اکثر کشتیان غرق ہوجاتی ہین اور چونکہ ایک بڑا پتہر جلالہ
نام دریا کے کنارے پر ہے اوسسے اکثر اوقات کشتی ٹکر کہا کر ٹوٹ جاتی ہے اور اوس پتہر کو جلالہ اسواسطے
کہتے ہین کہ جب اکبر بادشاہ کے وقت جلالہ مفسد نے اس علاقہ مین فساد شروع کیا تو اکبر ادہر آکر اس
دریا سے گذرا اوسوقت کشتی خزانہ کی بہری ہوئی اسی پتہر کے ساتہہ ٹکر کہا کر غرق ہوگئی جب خزانچی نے
یہہ رپورٹ بادشاہ کی خدمت مین کی تو فرمایا کہ ہمارے واسطے یہہ پتہر بھی جلالہ غارتگر بن گیا ہے اوسی دن
سے اوس پتہر کا نام جلالہ مشہور ہوگیا اٹک کے نیچے تہوڑے سے فاصلہ پر دریاے کابل جسکو اہل کابل جوے شیر
کہتے ہین شمال کے گہاٹیون کو اسفید اور جنوب کے گہاٹیون کو ہندوکش و خیبر اسکے اندر سے بڑے بڑے
ندیون اور چشمون اور نالون کے پانی اپنے ساتہہ ملاتا ہوا بڑی زور و شور اور اوج کے ساتہہ اس دریا مین
شامل ہوجاتا ہے دریاے کابل بھی اوسمقام پر سندہ کے طرح پر آب و تیز رو و گہرا و چوڑا ہے بلکہ ایک وصف
اوسمین سندہ سے بھی زیادہ ہے کہ سندہ کے شمول سے اول دریاے کابل چالیس میل تک قابل جہاز رانی
کے ہے بخلاف دریاے سندہ کے کہ باعث تیز روی اور نیز باعث ایسکے کہ اوسکے اندر بڑی بڑی چٹانین ہین
قابل جہاز رانی کے نہین ہے ان دونو دریاؤن کے پتہر کے ریگ مین اکثر مقامات مین سونا نکلتا ہے بلکہ دریا
سندہ کے اوپر کے راستے مین بھی لداخ اور اسکے شاخون کے ریگ مین سے سونا نکالتے ہین چنانچہ دریاے گلہ ٹوپی
سیوگ و اسکردو کے شمول کے مقامات پر ریگ دہوکر سونا نکالا جاتا ہے اور نیز حدود کاشغر و کشمیر و کافرستان و
پکہلی و دہنتور کے پاس بھی دہقان لوگ اسکی ریت کو دہوکر سونے کی ریگ نکالتے ہین چشمہ سے لیکر دریاے
کابل کے شمول تک آٹہہ سو پچاس میل سندہ کا راستہ گنا جاتا ہے دریاے کابل کے شمول کے بعد دریاے سندہ
قابل جہاز رانی کے ہوجاتا ہے اور بہت سے چہوٹے جہاز ملک سندہ وغیرہ سے تاجر لوگ وہان تک لیجاتے ہین
اور اسی دریا کے ذریعے سے لاکہون روپیہ کے مال کی سوداگری پشاور و کابل و خراسان و ایران
وغیرہ ملکون مین ہوتی ہے اٹک کے نیچے سواے تین مہینے برسات کے نو مہینے تک کشتیون کا پل بندہا رہتا ہے

اور اوسی شاہ گذر سے بڑی سڑک گذرتی ہے دریا اٹک کے مقام پر نو سو چالیس فیٹ چوڑا ہے اور سات
مین ساٹھہ فیٹ گہرا ہو جاتا ہے اور یہہ مشہور مقام اٹک کا ایکہزار فیٹ سمندر کے سطح سے اونچا ہے اور سترہ
ہزار فیٹ اس دریا کے چشمہ سے پست شمار ہوتا ہے اور راستہ دریا کا آٹھہ سو بہتر میل ہے اس مقام کی بستی کو
اگر آٹھہ سو بہتر میل تک او مسافت پر پہیلا دین تو واضح ہوتا ہے کہ یہہ دریا بیس فیٹ کے قریب فی میل بلندی
سے نشیب کو آیا پھر اٹک کے مقام سے سمندر تک بستی اسکے میلون پر پہیلا دین تو فی میل ایک فیٹ گرتا جاتا
گویا جسقدر اٹک سے سمندر تک اسکے راستے کے میل ہین نشیب بہی اوسیقدر فیٹ ہی پھر اٹک کے مقام سے
یہہ دریا سمت جنوب اور کچھہ مائل بجنوب مغرب بہتا ہوا انکمین پہاڑون کے قطار کے اندر گھس جاتا ہی جو کہ
مشرقی استحکام کوہ سفید و کوہ ہمالہ کے بنیاد مین واقع ہے اٹک سے دس میل طے کر کے یہہ دریا پہاڑ مین
داخل ہوتا ہے وہان سے سو میل چلکر کالا باغ کے پہاڑ مین آتا ہے اور بلند بلند چوٹیان پہاڑون کے
سنگلاخ ون کر بلند اسکے کنارون پر دکہائی دیتے ہین چونکہ اس مقام پر آکر پانی دریا کا صاف جست کے
رنگت کا ہے اسواسطے یہان اسکو نیلاب کہتے ہین اور ایک بستی بھی وہان نیلاب کے نام سے موسوم ہے
اس راستہ مین مقام گہورا ترب جو اٹک سے بیس میل کے فاصلے پر ہے دریا دوسو فیٹ تک چوڑا اور ایکسو اسی فیٹ
تک عمیق ہوتا ہے اور تیزی دریا ایسی ہوتی ہے کہ دس میل کا راستہ ایک گھنٹہ مین طے کر لیتا ہے پھر دریا
کالا باغ تک پہناو اس دریا کا ایکسو فیٹ سے چارسو فیٹ تک مختلف مختلف مقامات مین ہے اور بلندی اسکے
کنارون کی پہاڑون کے اندر ستر فیٹ سے لیکر سات سو فیٹ تک ہے طغیانی کی حالت مین اس حصہ کے اندر
دریا کی چڑہائی قریب پچاس فیٹ کے ہو جاتی ہے جب یہہ دریا کالا باغ کے نیچے کے میدانون مین آتا ہی تو
پانی اسکا میدان کے اندر پہیل جاتا ہے بلکہ کالا باغ سے کچھہ اوپر بھی بعض مقامات مین چارسو اسی گز تک پہیلاو
اسکا نظر آتا ہے کالا باغ سے نیچے کے میدانون مین شرقی کنارہ اسکا پست ہی اور غربی کنارے پر ایک بلند
پہاڑ ہے جو دور سے قلعہ کے شکل اور دریا اوسکے نیچے خندق کیطرح نظر آتا ہے کالا باغ سے کوٹ مٹھن تک
یہہ دریا جنوب و جنوب مغرب کے سمت کو قریب تین سو پچاس میل کے بہتا ہے اور اسقدر راستے مین دونو کنارے
اسکے پست ہین اسواسطے برسات مین پانی اسکا تمام ملک ریگستان و ڈیرہ اسمعیل خان و ڈیرہ دین پناہ و
ڈیرہ غازیخان وغیرہ علاقون مین پہیل جاتا ہے اور جہان تک نظر کام کرتی ہے سوای پانی کے اور کچھہ
نظر نہین آتا اس دریا کی طغیانی بعد گذرنے برفون کے موسم بہار ہوتی ہے بلکہ چڑہاو و گہٹاو اسکا نہایت باقاعدہ
دریافت ہو چکا یعنی کہ اوایل مارچ مہینے کے اخیر مین چڑہاو اسکا شروع ہوتا ہے اور جولائی و اگست مہینے مین
طغیانی اسکی اوج پر ہوتی ہے ستمبر کے اخیر اسکے گہٹاو کا آغاز ہونے لگتا ہے جنوری و فروری مہینہ

برفین بالکل منجمد ہوتے ہین بہت ہی پست ہوتا ہے طغیانی اسکی کالا باغ سے لیکر کوٹ مٹھن تک بمقدار آٹھہ فیٹ
کے ہوا کرتی ہے اور اسقدر رستہ مین اور بھی بہت سے ندیان کوہ سلیمان کے مختلف مقامات سے نکلکر سیہر
آتی ہین چنانچہ دریاے گرم نبون کے ملک کو سیراب کرتا ہوا اسمین داخل ہوتا ہے اور ایک اور دریا بڑا
عمیق و چوڑا جسکا پانی نہایت صاف ہے مغرب کی طرف سے آکر اسمین شامل ہوتا ہے علی ہذا القیاس دریاے پرو
و دریاے سوان بھی بائین کنارے یعنی مشرق کے سمت سے آکر اسمین گرتے ہین اور بہت ندیان ایسی بھی
ہین جنکا پانی طغیانی کے وقت اس دریا تک پہونچتا ہے نہین سردی مین وہ ریگستان کے اندر ہی گم ہوجاتی ہین
کالا باغ و کوٹ مٹھن کے درمیانی راستہ مین بسبب بہت چوڑی ہونے دریا کے بارش کے پانی کے طغیانی بہت
کم ہوتی ہے مگر کالا باغ سے اوپر جہان جہان اسکا راستہ تنگ ہے وہان البتہ بارش کے پانی کے داخل
ہونے کے سبب سے آٹھہ یا نو فیٹ تک پانی دریا کا اپنی اصلی حالت سے اونچا ہوجاتا ہے کوٹ مٹھن و بھکر کے
درمیان طغیانی کے وقت پانی اسکا مغربی کنارہ سے اوچھل کر ملکون مین پھیل جاتا ہے اور تیس میل تک برابر
پانی ہی پانی نظر آتا ہے اوسوقت کوٹ مٹھن کے نیچے تین میل چوڑا اور اٹھاسی فیٹ گہرا دریا ہوتا ہے
دو یا تین میل نیچے کوٹ مٹھن کے قاضی کے مقبرہ کے پاس دریاے پنج ند یعنے دریاے ستلج و بیاس و راوی
و چناب و جہلم پانچون ملے ہوئے دریا شرقی کنارے کے طرف سے اسمین آکر شامل ہوتا ہے اوس جگہہ ایکطرف
دریا کے گڑہی اختیار خان ماتحت ریاست بہاولپور اور دوسرے طرف قصبہ راجن پور آباد ہے یہہ شمول
کا مقام سمندر کے دہانہ تک چار سو نوے میل کا راستہ ہے دریاے پنج ند اس شمول سے اول اگرچہ سندہ سے
زیادہ چوڑا ہے مگر سندہ مین گہراو تیزی رفتار اور پانی زیادہ ہے بعد شمول کے دریا کم سے کم دو ہزار گز
چوڑا یا سوا میل پہناؤ مین ہوجاتا ہے اوسکے کنارے ایسے بہت پست ہین اور پانی میلا و گدلا خاک آمیختہ ہے
کوٹ مٹھن کے پاس بسبب پستی کنارون کے پانی سندہ کا پھیل کر سکار پور تک پہونچ جاتا ہے روڑی شہر کے
نیچے جاکر یہہ دریا کوہ سنگ چقماق کے اندر داخل ہوجاتا ہے اور یہہ وہ پہاڑ ہے جو مقام کچ گندھاوہ
سے شروع ہوکر سرزمین مشرقی علاقہ جیسلمیر تک پہونچتا ہے اور پہلے علامات سے پایا جاتا ہے کہ اس سے پہلے
یہہ دریا مشرق کے طرف رخ کرکر کوہ چقماق کے شمالی بنیاد کے نیچے بہتا تھا اور اوس تمام ہموار ملک کو
سیراب کرتا تھا مگر اب جب سے اوسطرف سے رخ دریا کا ہٹ گیا ہے تمام ملک ویران ہوکر جنگل بن گیا ہے
اس چقماقی پہاڑ کے اندر صرف یہہ دریاے سندہ ہی جاری نہین ہے بلکہ چند میل مشرق کیطرف چلکر روڑی
کے اوپر کچھہ کم فاصلے پر ایک اور ندی اس پہاڑ کے اندر جاری ہے جو اپنی سیرابی موسم مین دو چھوٹی ندیون سے
زیادہ ہے اور وہ ندی پہاڑ کے اندر جنوب مشرق کیطرف بہتی ہوئی جنگلون اور ریگستانون مین پھیل کر ختم

ہو جاتی ہے اور بارش کے موسم مین جهیندی بهی طغیانی مین آکر اور سمندر کے طرف مایل ہوکر کوڑہی کے مقام
تک پہونچ جاتی ہے شہر روڑہی کے پاس چار جزیرے چھوٹے چھوٹے مین بڑا اُنمین بہکر ہے اور قلعه بہکر عین دریا کے
اندر بنا ہوا ہے قلعه کے پاس پہونچکر دریا دو شاخون مین تقسیم ہو جاتا ہے اور دونو شاخین قلعه کو احاطه
کیے ہوے چلتے ہین قلعه سے آگے چلکر پھر وہ دونو شاخین ایک ہو جاتے ہین بہکر کے قلعه سے پچاس میل
آگے چلکر مغربی ناله جو ایک بڑی شاخ سنده کی ہے اس سے علیحده ہوکر اور انکیو مین میل چلکر اوس موقع
پر که چار میل سہوان کے جنوب مشرق کو ہے پھر اسی دریا مین ملجاتی ہے اور سہوان کے متصل جو ایک بڑی
جهیل مانچر نام سے مشہور ہے طغیانی کے وقت اسی ناله سے اسمین پانی پہونچتا ہے مانچر کی جهیل تین میل سے
لیکر پچاس میل تک [illegible] دور ہے بلکه طغیانی کے وقت پچاس میل سے بهی زیاده دور اوسکا ہو جاتا ہے اور
جس قدر حصه زمین کا دریاے سنده اور مانچر جهیل کے درمیان ہے اوسکو اڑدل کہتے ہین سہوان کے مقام
سے آگے چلکر اس مقام تک شاخ دریا فولیلی کی سنده سے جدا ہوتی ہے اسی میل کا فاصله ہے وہان دریا سنده
اپنے کنارون سے بہت پست چلتا ہے سوله سے لیکر بیس فیٹ تک پانی کے سطح سے کنارے بلند ہین اور اکثر
کے حصه مین طغیانی کا پانی بہت کم پہیلتا ہے اور زمیندارون کی زمینین دریا کے پانی سے سیراب نہین ہوتین
زراعتون کو پانی کنوون کے ذریعے سے دیا جاتا ہے - شاخ فولیلی کی ایک بڑی شاخ سنده کے مشرقی کناره سے باره
میل شہر حیدرآباد سے سمت شمال نکلکر کوه گونجا کے متصل جنوب مشرق کے سمت کو بہتی ہے اور اسی پہاڑ کے
اوپر شہر حیدرآباد آباد ہے وہان پر وه شاخ مغرب کے سمت کو رخ کر کر بعد طے کرنے مسافت پندره میل کے
پهر سے دریا سے مقام [illegible] نکل جاتی ہے اس شاخ کا نام فولیلی اوس مقام پر ہے جہان که دریا سے علیحده
ہوتی ہے آگے کچھ تهوڑا اسا راسته جنوب مشرق کو چلکر اسکو گونی کے نام سے پکارتے ہین طغیانی کے وقت بہت
سا پانی دریاے فران کا بهی فولیلی کے شاخ مین آپڑتا ہے اور وه پانی دهانه کوری تک پہونچکر سمندر مین
جا گرتا ہے دهانه کوری کے مقام کو خلیج سمندر بهی کہتے ہین کیونکه اوسکا پانی سمندر کیطرح بالکل کهارا ہے جب
کبهی بہت سی طغیانی سنده مین ہوتی ہے تو شاخ فولیلی اور سنده آپسمین ملکر ایک ہو جاتے ہین [illegible] میل سمندر
سے ورے دریاے سنده سات میل چوڑا اور بیس فیٹ گہرا [illegible] دهانه کے اندر رہتا ہے سنده کے
شاخون سے بڑی شاخ ایک شاخ ہے جسکو پنیری کہتے ہین اور وه مقام [illegible] سے دریا سے نکلکر اور چالیس
میل کا راسته طے کرکر حیدرآباد کے نیچے جاتی ہے طغیانی کے وقت اسمین جہاز بهی چلائے جاتے ہین پهر یه
شاخ سیر کے دهانه کے راستے سمندر مین جا گرتی ہے دهانه کے متصل یه شاخ دو میل چوڑی اور [illegible]
لیکر باره فیٹ تک گہری ہے سیر کا دهانه کوری کے دهانه کے متصل مغرب کے طرف واقع ہے - شہر ٹهٹه

سے فاصلہ چھہ میل کے ایک دریشاخ گلیری نام کی مغربی یا دہنے کنارے سندہ سے نکلتی ہے اگر پانی اسکا بجاے
اور ریگستان مین جذب ہوتا تو شہر ٹھٹھہ کو یہہ ہمیشہ جزیرہ بنائے رکھتی مگر اب بھی طغیانی کے وقت یہہ شہر کو احاطہ
کرلیتی ہے شہر ٹھٹھہ سے پانچ میل اور سمندر سے ساٹھہ میل ور دو شاخین سندہ سے نکلتی ہین اونمین سے ایک
کا نام بگھاڑ ہے جو مغرب کے طرف بہتی ہے اور دوسرے کا نام ستا ہے جو دریاے سندہ کا پرانا راستہ لیکر جنوب
کے سمت کو بڑی تیزی کے ساتھہ روان ہوتی ہے۔ سول اور ہوتینی اور دو شاخین سندہ سے نکلکر ستا
کے مشرق کے طرف کو چلتی ہین اگرچہ اب وہ خشک ہین مگر دہانہ اونکی قائم ہین اون دونون مین سے
سول کا دہانہ بہت چوڑا ہے کہا سیر کے دہانہ کے مغرب کے طرف جاری ہے اوسکو ہوتینی کا دہانہ بھی
کہتے ہین اوسکے بعد چند میل مغرب کے طرف دہانہ کوکی واڑی ہے مگر اب باعث کثرت ریت کے بند ہوگیا
اجرا کے وقت ایکہزار ایکسو گز چوڑا تھا دہانہ ستا کا پانی طغیانی کے وقت دہانہ گیدی واڑی مین بھی جاکر
گرتا ہے جو ایک اور دہانہ مغربی سمت کو ہے یہہ دہانہ ١٨٤٥ع سے طغیانی کے وقت تبدیل ہوگیا تھا اس
شاخ مین بوقت طغیانی پانی بقدر آٹھہ فٹ کے ہوجاتا ہے شمال مغرب کے کنارے کے پاس [illegible] دہانہ حجامری
ہے اوسکے پاس ایک اور دہانہ جویا کا ہے جو بانگرہ مین جاکر گرتا ہے اور چوڑا اسقدر ہے کہ طغیانی کے وقت
اسمین جہاز رانی ہوتی ہے حجامری وجویا دونو دہانے بموجب سہ برس بایاب ہوتے ہین سوائے اونکی شاخ دہانہ
گورائی دو شاخین سندہ سے ملکر ایک اور دہانہ علیحدہ بناتا ہے اوسکے پرے دہانہ کدی اور اوسکے بعد
دہانہ پیتی کرکے مشہور ہے یہہ پیتی دہانہ بہت چوڑا اور گہرا [illegible] کہ یہہ دہانون سے شمار ہوتا ہے اور اوسکی ذریعہ سے کراچی
کے طرف آمدرفت ہوتی ہے اور دخانی جہاز چلتی ہین کوڑی دہانہ کے جنوب مشرقی گوشہ [illegible] لیکر کوڑی کے شمال مشرقی
گوشہ تک ایکسو تیس میل کا فاصلہ درمیان ہے اس فاصلے مین بہت سی اور بھی چھوٹی ندیان وشاخین دہانے
جاری ہین جنکا شمار کرنا فضول ہے سردی کے موسم مین تو سندہ کا پانی سمندر مین ایک یا دو شاخ کے ذریعہ سے
گرتا ہے طغیانی مین سب دہانے اور شاخین جاری ہوجاتے ہین دہانہ ستا جسکو سیکھا و دینا بھی بولتے ہین
اوسکے سردی کے موسم مین بھی جاری رہتا ہے سمندر کے شمول کے وقت یہہ دریا بڑا زور شور کرتا ہے ستا کے دہانے کے [illegible] مین ریگ بہت
ہے اسی سبب اکثر اوقات جہاز ریگ مین پھنس جاتا ہے بموجب دہانے سندہ کے جنکے ذریعہ سے پانی اسکا سمندر مین جاتا ہے سوائے چھوٹے
چھوٹے دہانون کے کل تیرہ شمار ہوتے ہین پہلا کوڑی دوسرا سیر تیسرا سول چوتھا کہا پانچوان کوکی واڑی
چھٹا گدی واڑی ساتوان حجامری آٹھوان جویا نوان دیا دسوان پتیانی گیارہوان کندی بارہوان
پیتی تیرہوان [illegible] ان دریاؤن کے اندر جب سمندر کے جوش اور ادھلنے سے پانی آتا ہے تو شہر ٹھٹھہ تک
جو سمندر سے ستر میل ہے پہونچ جاتا ہے اور سندہ کے کل دہانون اور شاخون سے کوسون تک [illegible]

سیراب ہوتی ہین اور جہان جہان تک طغیانی کا پانی نہین پہونچتا وہان کے زمیندار بڑے شاخون سے اور خلیج کہود کر اپنے اپنے قصبون اور آبادیون کی طرف لیجاتے ہین سمندر سے بیس میل ورے طغیانی کے وقت سندہ کا پانی اسقدر پہیلتا ہے کہ چارون طرف زمین پانی سے ڈہکی ہوئی نظر آتی ہے مگر پانی میلا اور خاک آمیختہ ہوتا ہے بلکہ دانایان فرنگ نے جو پانی سے مٹی کو الگ کر کر اندازہ کیا تو دو حصے پانی اور ایک حصہ مٹی نکلی اور طغیانی کے سات مہینے مین اسقدر مٹی اسکے پانی مین ملکر آتی ہے کہ اگر وہ تمام جمع ہو تو ایک نیا جزیرہ بیالیس میل لمبا اور ستائیس میل چوڑا اور چالیس فیٹ گہرا بن جاوے بلکہ یہہ کل خاک سمندر کے کنارے پر جمع ہو کر نئی زمین بنتی چلی جاتی ہے اوس مین کے اندر بہت سی گلی سڑی لکڑیان و درخت وغیرہ چیزین جو دور دور سے اس دریا کے اندر بہہ کر آتی ہین پائی جاتی ہین اس دریا کے طغیانی کے پانی مین اگر خاک ملی ہوئی نہ ہو تو پانی اسکا نہایت ہی شیرین و ذائقہ دار و ہاضم ہوتا ہے۔ اس دریا مین بڑی بڑی مچھلیان و مگرمچھ و نہنگ بے شمار قطار در قطار ہین جب مچھلیان کنارون پر آتی ہین تو دور سے ایک آباد ملک نظر آتا ہے اون مچھلیون مین ہزارون قسم ہین جنکے سینکڑون نام ہین اونمین سے پولہ مچھلی عمدہ و بہ ذائقہ ہوتی ہے ماہی گیر لاکھون مین پکڑ کر اور خشک کر کر بیچتے ہین بڑی اعلی سوداگری سندہ کے ملک مین اوسی مچھلی کے گوشت کی ہے جسکا سوداگر دور تک لیجاتے ہین کشتیان و ملاح اس دریا پر بیشمار ہین بلکہ ملاح اونہین کشتیون کو اپنا گہر تصور کر کر ہمیشہ اونہی مین رہتے ہین ہر ایک آدمی اسملک کا تیرنا جانتا ہے اور سرنا مین چڑہنے کی بہت تیزی کے ساتھہ چلاتے ہین کشتیون مین صرف مال لادا جاتا ہے ورنہ عبور کرنے والے لوگ کشتیون کے محتاج نہین پایاب خود تیر کر یا سرناؤن کے ذریعے سے اوتر جاتے ہین پولے گہاس و لکڑی کے بہی بہت لوگ بناکر دریا پر آمد رفت کرتے ہین کشتیون کے اقسام مین سے ایک قسم کی کشتی دوندا ہوتی ہے جو پندرہ سو من تک بوجہہ اوٹہا سکتی ہے امیرون کی سیر کے کشتیان بہت بہت عمدہ و خوشنما بنی ہوئی ہوتی ہین۔ ڈگا نام ایک قسم کی کشتی اس دریا پر مقام کالا باغ چلتی ہے جو دریا کی تیزروی مین بہت کام دیتی ہے کبہی غرق نہین ہوتی بڑے پانی مین بہت چلتی ہے اور کم پانی مین کام نہین دیتی سرکار انگریزی کے عملداری سے اس دریا پر جہاز رانی ہوتی ہے بلکہ اب جہلم تک جہاز چلتا ہے اور جہازون کے ذریعے سے لاکہون روپیون کا مال تجارت کابل و قندہار و ترکستان کو جاتا ہے اور ادہر کا مال ہند و سندہ کو آتا ہے اور بعض تجارت کی ترقی کے واسطے سرکار نے بمقام کراچی و سکہر وغیرہ بڑے بڑے میلے مقرر کئے ہین لمبان قابل جہازرانی اس دریا کا سمندر سے لیکر اٹک تک نو سو بیالیس میل ہے اور اوپر کا حصہ چشمہ سے لیکر اٹک تک آٹہہ سو ساٹہہ میل کا ہے اس حساب سے ایکہزار آٹہہ سو دو میل کل طول اس دریا کا چشمہ سے سمندر تک گنا جاتا ہے بعض مورخ کل مسافت و

راستہ سندہ کا ایکہزار آٹھہ سو چودہ میل شمار کرتے ہین اور ان دونو شمارون مین کل بارہ میل کا فرق ہے نشیب اس دریا کے چشمہ سے لیکر اٹک کے قلعہ تک فی میل چوبیس فٹ اور اٹک سے لیکر کالاباغ تک بفاصلہ ایکسو دس ۱۱۰ میل فی میل بیس انچہ پھر کالاباغ سے کوٹ مٹھن تک بفاصلہ تین سو پچاس میل فی میل آٹھہ انچہ پھر وہان سے سمندر کے دہانہ تک فی میل چھہ انچہ ہے اور یہہ دریا بڑا بھاری دریا سندہ کے دریاؤن سے ہے بلکہ ہند کی سرزمین مین سواے تین دریاؤن کے اور کوئی بڑا دریا نہین اول دریاے برہم پتر دوسرا گنگا تیسرا سندہ اور سواے اونکے اسقدر دریا ہین وہ سمندر تک نہین پہونچتے انہین کے اندر داخل ہو جاتے ہین ۔ ہندوؤن کے مذہب مین پہلے اس دریا سے اوترنے کی سخت ممانعت تھی مگر اب وہ ممانعت جاتی رہی ہے وہ کہتے ہین کہ یہہ دریا بھی ایک دریا منجملہ پانچ گنگا کے ہے اسطرح پر کہ جب سری گنگا جی سمیر پربت سے نیچے اوترین تو پانچ دہارا یعنی پانچ شاخین ہو گئین اور وہ پانچون ٹکڑے پانچ جگہہ پانچ گنگا بنکر جاری ہوئی پہلی گنگا دریاے بہاگیرتی دوسری وہ ندی جو الکنندا اور ہی کے نیچے چلتی ہوئی سری بدری ناتھہ تک پہونچتی ہے اور الگ نندا اوسکا نام ہے تیسری دہارا گوداوری چوتھی دہارا کیدار کے مقام پر مندا کنی پانچوین سندہ ندی یعنی یہہ پانچ دریا گنگا کی شاخین ہندوؤن کے مذہب مین گنی جاتی ہین اور یہی خاص گنگا ندی ہے سو یہہ بات قرین قیاس نہین ہے کیونکہ یہہ پانچون دریا گنگا سے نہین نکلتے بلکہ مخرج انکے الگ الگ ہین اور گنگا سے دور دور فاصلے پر بہتے ہین ۔ چونکہ اس دریا کی طغیانی کے وقت بسبب تیزی و تندی پر آبی اس دریا کے اکثر اوقات کشتیان غرق ہو جاتی ہین اور مسافرون و تجارون کے جان و مال کا اندیشہ ہوتا تھا اسلئے سرکار انگریزی نے بنظر فایدہ عام یہہ تجویز کی کہ اٹک کے پاس اس دریا کے نیچے پہاڑ کو کہود کر راستہ آمد و رفت کا بطور سرنگ نکالا جاوے اسقدر کہ عام و خاص سوار و پیادہ گاڑی چھکڑا اوس سے بآسانی پار ہو سکے یہہ کام کہودائی کا ایک مدت تک جاری رہا تہوڑا سا کام باقی تھا کہ بسبب ٹپکنے پانی وغیرہ چند امور مونع کے ماہ نومبر ۱۸۶۳ع مین یہہ کام ملتوی ہو گیا اوسوقت منجملہ ایکہزار پانسو پانچ فیٹ کے دو سو پچاسی فیٹ کہودائی باقی رہ گئی تھی جو پچہتر برس ۱۸۶۶ع مین پہر کہودنا اوسکا شروع ہوا تاکہ جو بطور امتحان کے بنانا منظور ہے وہ پورا ہو جاوے پہلی سفر کے طرف جو کنوئین تھے اونمین سے پانی نکالا گیا بعد ازان کہودائی شروع ہوئی مگر وہ کام بہم نہ پہونچا اور بند ہو گیا اب پل کے اوتارنے کے لئے تجویزین ہو رہی ہین ۔ اس دریا کی ذخاری و مواجی و پر آبی کے سبب مختلف اوقات مین بڑی بڑی صدمات غرق ہو جانے کشتیون وغیرہ کے لوگون پر عاید ہوتے رہے ہین بلکہ سمت ۱۸۹۹ بکرما جیتی عہد سلطنت مہاراجہ شیر سنگہ مین ایک ایسی آفت اس دریا کے سبب لوگون پر نازل ہوئی کہ اب تک وہ صدمہ لوگون کے دلون سے فراموش

نہین ہوا مجمل حال اوسکا یہہ ہے کہ شمال سمت مذکور مین پہلا پہستہ اس دریا کا نہ معلوم کس سبب سے بند ہوکر پانی سکا آنا بالکل بند ہوگیا اور کئی مہینے تک دریا کا اجرا بند رہا ایک مدت کے بعد ایکا ایک ایک روز دوپہر دن رہے کے وقت ایک سیاہ بادل سا آسمان تک برابر آتا ہوا دریا کے کنارے کے لوگون کو نظر آیا لوگون نے جانا کہ شاید مینہ آتا ہے جب وہ نزدیک پہونچا تو اوسکے زور شور سے زمین مین زلزلہ سا نمودار ہوا معلوم ہوا کہ یہہ بند شدہ کا پانی آتا ہے ہرچند لوگ بھاگے اور اونچے اونچے مکانون و درختون پر چڑھ گئے مگر وہ کب بچا سکتے دیتا تھا پانچ پانچ کوس تک دونو کنارون کے آدمیون کو اوسنے آناً فاناً بوریا کی طرح لپیٹ کر اپنے مین لے لیا ہزارون انسان لاکھون از انسان مواشی غریق لجہ فنا ہوگئین اور صدہا گاؤن بڑے بڑے باغون و مکانون و قلعون کا غرقاب ہوکر نشان تک باقی نرہا اوسوقت پانی دریا کا قلعہ اٹک کے اونچی دیوار تک چڑھ گیا تھا فوج سرکار لاہور کی جو قلعہ کے اندر تہی اوسمین ایک شخص نہ بچا القصہ جب دو روز پانی کے اوترنے کے بعد وہ لوگ جو اونچے درختون اور مکانون پر چڑھ گئے ہوئے تھے بچ گئے باقی کے سب تلف ہوگئے

چوتھی تقسیم

پنجاب کے پانچون دوابون اور اونکی عرض و طول وغیرہ ضروری حالات کے ذکر مین

پنجاب کا ملک چہہ دریاؤن کے جاری ہونے کے سبب پانچ حصون مین منقسم ہوگیا ہے جنکو دوابہ کہتے ہین اور ہر ایک دوابہ کا الگ الگ نام ہے جنکا ذکر ذیل مین درج ہوگا یہہ پانچون دوابہ نہایت سیراب سرسبز ہین اور بڑے بڑے شہر اور قصبے و بہت آباد ہین آب ہوا اسملک کی معتدل ہے رہنے والے ہر ایک دوابہ کے غریب وضع خوش لباس خوشگو ہین سوائے سکھان مانجھہ کے جنکا ذکر آگے بیان ہوگا فقط ۔۔

پہلا دوابہ بست جالندھر یہہ دوابہ چارون دوابون سے چھوٹا ہے مگر آبادی و کثرت زراعت مین سب پر فوق رکھتا ہے تمام زمین اسکی آباد اور کثرت پانی کی اسقدر ہے کہ زمیندار لوگ خشک سالی مین بھی بارش کی حاجت کم ہوتی ہے غلہ ہر ایک جنس کا عام اور نیشکر نہایت بکثرت پیدا ہوتا ہے نیشکر کی پیدائش کا حد و حساب نہین ہے گڑ اس دوابہ کا عمدہ و سفید ہوتا ہے جو بطور تحفہ و تجارت دور دور تک جاتا ہے نہرین قدیمی جتنی اسمین جاری ہین جو سب بارش کے موسم مین چلتی ہین اور دو نہرین جنمین سیاہ و سفید ہمیشہ جاری رہتی ہین یہہ دوابہ طول مین اٹھہتر کوس عرض مین پچاس کوس ہے صورت اسکی مثلث مختلف الاوضاع شمار کی گئی ہے اور بہ نسبت ستلج کے دریائے بیاس نزدیک تر اسکو حائل ہے پہاڑ کے اندر اس دوابہ مین راجہ منڈی و چنبہ و سبیہ وغیرہ حاکمان با اختیار حکومت کرتے ہین کل سطح اسکا تین سو چوہتر میل

بربع ہے اور چونکہ سرزمین اسکی دریائے ستلج وبیاس کے درمیان ہے اسلئے اسکو دوابہ بست بولتے ہین یعنے ب بیاس کے اور ست ستلج کا ملا کر بست نام رکہہ دیا اور یہہ نام بعہد شاہنشاہ اکبر قرار پایا تہا راجہ تودر مل یا ٹوڈر مل کے عہد مین نام اس دوابہ کا راکہشن ویش تہا زمین بارانی ونہری وچاہی اسمین ملی ہوئی ہے

دوابہ باری یہہ دوابہ پنجاب کے دوابون سے دوسرا دوآبہ ہے جسکا سطح دریاے بیاس وگہارا دراوی کے درمیان ہے حرف ب اوّل بیاس کا اور ری راوی کی لیکر اسکا نام باری رکہا گیا چارون دوابون سے یہہ بڑا ہے شکل کشتی کی سی ہے یعنی دونو طرف سے تنگ اور بیچمین فراخ زمین اسکی دوابہ بست سے بہت بلند طول اسکا تین سو ستر میل اور عرض وسط مین پنتالیس میل ہے زراعتین نہری بارانی وچاہی اسمین بہت ہوتے ہین پہلے سرزمین مانجہکی جو اسکے شرقی وجنوبی حصہ مین واقع ہے بعض کم آب تہی خشکسالی مین گہاس تک پیدا نہین ہوتا تہا اب بسبب نہر انگریزی کی جاری ہونے سے تمام علاقہ سیراب ہوگیا ہے لاکہون من غلہ پیدا ہوتا ہے آبادی بڑے بڑے شہرون لاہور و امرتسر و قصور وملتان وغیرہ کی اسمین بہتات ہے آب وہوا اسکی معتدل ہے جنگل ویرانہ وریگستان بہی جنوبی حصہ کے اندر واقع ہین

دوابہ رچناب یہہ تیسرا دوابہ پنجاب کے پانچون دوآبون سے دریاے راوی اور چناب درمیان واقع ہے ر راوی کی چناب کے نام کے ساتہہ ملا کر نام اسکا رچناب رکہا گیا طول اسکا دوسو اسّی کوس اور عرض اگرچہ مختلف ہی مگر وسط مین شاہدرے سے لیکر وزیرآباد تک چالیس کوس ہے اسمین بڑا بہاری جنگل ہے جسکو ساندل بار کہتے ہین نالہ ڈیک بہی اسمین گذرتا ہوا جاتا ہے زراعتین اسمین بارانی ونہری وچاہی ہوتے ہین اکثر مقامات پر ریگستان بہی واقع ہے بڑے بڑے قصبے بہی مثل وزیرآباد وشاہدرہ وشرقپور وشیخوپورہ وغیرہ اسمین بہت ہین

دوابہ چج یہہ چوتہا دوابہ پنجاب کے دوابون مین دریاے چناب وجہلم کے درمیان ہے چ چناب کی اور ج جہلم کا ملا کر نام اسکا چج رکہہ دیا گیا طول اسکا ایکسو پچہتر میل اور عرض وسط مین تینتیس میل ہے زمینین اسمین اکثر بارانی ہین اور رہنے والے مسلمان سنی مذہب ہین دریاے نالے ندیان اکثر چلتے ہین ریگستان بہی دریاؤن کے کنارے پر بہت نظر آتا ہے۔

دوابہ سندہ ساگر یہہ پانچوان دوابہ پنجاب کے دوابون مین سے دریاے جہلم اور سندہ کے درمیان واقع ہے اصلی نام اسکا دوابہ سن ہے یعنی س بہت سے جو اصلی نام دریاے جہلم کا ہے اور ن سندہ سے لیکر سن نام رکہا گیا اب بسبب اسکے کہ اکبر بادشاہ نے دریاے سندہ کو ساگر کہا ہی اسکو سندہ ساگر کہتے ہین طول اسکا شہر جہلم سے اوس حد تک جہان یہہ دونو دریا آپسمین ملتے ہین دوسو بہتر کوس اور عرض مختلف ہے بڑا عرض شہر جہلم سے قلعہ اٹک تک نوی کوس ہے اور پنڈدادن پاس جاکر چہبیس کا ہے

تک ساٹھہ کوس اور خان گڈہ سے ڈیرہ غازیخان تک تیس کوس شمار مین آتا ہے اسکی زمین کچھہ کوہستانی
و کچھہ جنگل و ویرانہ اور کچھہ ریگستان ہے جسکو تھل بولتے ہین تھلون کی زمین مین آبادی کم اور پانی بھی کمیاب ہے
بڑی بستیان کم اور چھوٹے چھوٹے گانو بہت آباد ہین مسلمان سنی مذہب بیشمار بڑے بڑے قلعہ جنگی مثل قلعہ
روہتاس وغیرہ اسی مین واقع ہین —

پانچوین تقسیم

پنجاب کے میدان کے قصبون اور شہرون اور بڑی بڑی بستیون کے حالات مین معہ احوال بعضی تعمیرات قدیم و جدید و باغات و قلعجات جو اون شہرون سے متعلق ہین

ستلج دریا سے جب اوتر کر پنجاب کے حد مین داخل ہوون تو پہلا بڑا شہر **جالندہر** ہے یہہ شہر بہت
پرانا ہے اسکا ابتدا سے حال بخوبی دریافت نہین ہوتا کہ آیا اسکو پہلی پہل کسنے آباد کیا مگر اسقدر دریافت
ہوتا ہے کہ اگلے زمانے مین نام اسکا جگندہر تھا پہر ویران ہوگیا سنہ [illegible] بکرماجیتی مین جالندہر نام جوگی نے
اسکو پہر آباد کیا مگر سکندری حملے کے وقت پہر ویران ہوا اور صدہا سال اوجڑ رہا سال سات سو اکیانوین
ہجری مین بعہد ابوبکر شاہ بن ظفرخان بن فیروزشاہ باربک بن ناصرالدین ایک امیر اوسکا جو شاہی سے باغی
ہوکر اول چندے کانگڑہ کے قلعہ مین پہر ناصر پہاڑون سے نکالا گیا اوسنے سکونت اختیار کی اور پرانے
قلعہ کو مرمت کرایا لوگون کو بلا بلا کر اسمین بسایا اسوقت کی آبادی ہے بعد شاہی فوجدار یہان رہنے لگا
سنہ ۸۲۱ ہجری مین یہہ دوابہ ملک طغا کو جاگیر مین ملا اوسنے بھی اوسکی آبادی مین کوشش کی جب بہلول
لودی سلطنت کے حصول سے اول ناظم پنجاب کا بنا تو اوسکی توجہ بہی اسکی آبادی کی طرف بہت رہی اور اپنی
قوم کی بستیان اسنے آباد کرا کر اونکو اسکا مالک بنا دیا اور بڑی بڑی سختہ عمارتین بنوائین ہمایون شاہ بادشاہ
کے عہد مین قصبہ بجواڑہ حاکم نشین بنا اور اس شہر کی طرف توجہ نہوئی مگر شیرشاہ و اسلام شاہ کے وقت
پہر آبادی اسکی بڑہ گئی اور جالندہر کے پٹھان امیرالامرا اور صاحب جاگیر و علم ونقارہ ہوئے جابجا نئے کوٹ و
قلعہ تعمیر ہوئے اور تمام پنجاب مین ریشم کا شمار لگاہ بھی شہر قرار پایا ہے اب تک بدستور آباد چلا آتا ہے
چغتائی سلطنت کے ضعف آخر کے وقت جب سکھون کی غارت شروع ہوئی تو اونہون نے دو مرتبہ اسکو لوٹا
تیسری مرتبہ جب جیت سنگہ نے اسکا محاصرہ کیا اور بدہ سنگہ اگلے قابض نے اسکا قبضہ چہوڑ دیا تو سکھی فوج نے

خود سر ہو کر بلا حکم رنجیت سنگہ کے شہر کو لوٹ لیا مگر جلد تر امن ہو گیا چار طرف شہر کے پختہ شہر پناہ ہے مگر اب بہت مقامات سے گر کر کچی دیوار رہی ہے اور اصلی شہر کے گرد دگرد پٹھانوں کی بستیاں اور کوٹ وقصبے آباد ہیں گرد نواح شہر کا سرسبز و خوشنما باغات بکثرت جنمیں طرح طرح کے میوے پیدا ہوتے ہیں اور آم کی پیدائش اسقدر کثرت سے سُنا گیا ہے کہ ہزاروں درخت آمون کے بہار کے موسم میں پر بار ہوئے ہوئے نظر آتے ہیں انگور یہاں کا تمام پنجاب کے ملک سے اچھا ہوتا ہے پرانی عمارتیں مسجدوں اور مقبروں کی شہر کے باہر بے شمار ہیں شہر کے اندر ایک مقبرہ امام ناصر الدین کا بڑا نامور مقام ہے اور سید علم الدین چشتی کا مزار بہی مشہور و معروف ہے شہر پناہ سے باہر ودین شٹاف صاحب حاکم ضلع نے ایک نیا بازار پختہ باقطع بنوایا تھا کہ اب تک آباد ہے کوئی ندی اس شہر کے قریب نہیں چلتی چار کوس شہر سے ایک چھوٹی سی ندی جاری ہے جسکو سفید بیتی بولتے ہیں ملکیت اسمیں کہتریوں اور قانونگوؤن کی ہے اونمیں سے بعض ہندو اور بعض مسلمان ہیں باشندے یہاں کے کہتری ہندو اور بڑے مسلمان پٹہان وغیرہ ہیں اور کل شہر کی قریب چالیس ہزار کی مردم شماری ہے دوابہ بست کے عین وسط میں یہہ شہر آباد ہے دریاے بیاس یہاں سے بیس کوس اور ستلج پچیس کوس پر بہتا ہے یہان کمشنر و ڈپٹی کمشنر دونو اجلاس کرتے ہیں کمشنری کے ماتحت تین ضلع جالندہر ہوشیار پور کانگڑہ اور ضلع کے متعلق چار تحصیلیں جالندہر فلور نکودر نوان شہر ہین کل ضلع کی مردم شماری جو سابق ہوئی تھی تو معلوم ہوا تھا کہ اسکے کل ضلع میں سات لاکھ ایک ہزار تین سو چھیاسی آدمی رہتے ہیں اور جنوری ۱۸۶۸ء میں جو مردم شماری ہوئی تو آبادی اسکی کل پنجاب کے ضلعوں بحساب اوسط فی میل زیادہ نکلی اور پانسو اٹھانوین آدمی فی میل شمار میں آئی **فلور** یہہ ایک قصبہ جالندہر دوآبہ کی سرزمین میں لدہیانہ سے شمال و شمال مغرب کی سمت کو سات میل کے فاصلہ پر دریاے ستلج کے دہنے کنارے کے اوپر آباد ہے اسکے پاس ستلج کا شاہ گذر ہے جہان پل کشتیوں کا بندہا رہتا ہے اور شاہ سڑک جو ہندوستان سے پنجاب کو آتی ہے اوسکے اوپر سے گذرتی ہے یہہ شہر بہت پرانا اور پختہ بنا ہوا ہے بادشاہوں کے وقت اسکی آبادی بہت بارونق تہی مگر سکہوں کے وقت پے در پے غارت ہونے کے سبب سے اوجڑ گیا جب کہ انگریز اور رنجیت سنگہ کے ملک کی آپسمیں حد و بندی ہو کر انگریزی فوج لدہیانہ کی چہاونی میں رہنے لگی تو رنجیت سنگہ نے بھی اپنی فوج ۱۸۰۹ء میں یہان ماموری کی اور قدیمی سرای بادشاہان جو بہت مستحکم و مضبوط یہان بنی ہوئی تھی اوسکو قلعہ مقرر کر کے چارون طرف اوسکے خندق کہود دالی اور ذخیرہ بہی کیا توپیں و سامان جنگ کا اوسمیں مہیا کیا او سرنو سے دوسرا نام فلور کا قلعہ بنا اور بسبب اسکے رہنے فوج کے شہر دوبارہ آباد ہو گیا اب بہی اس قلعہ میں انگریزی فوج رہتی ہے قلعہ کے ایک طرف کی دیوار

دریا کے اندر رہے جب طغیانی ہوتی ہے تو چارون طرف قلعہ کے پانی پھیر جاتا ہے اس شہر مین بڑا بازار ہے تجارت ہر ایک طرح کی ہوتی ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر جالندھر کے یہان کچہری کرتا ہے فقط —

نوان شہر — قصبہ جالندھر دوآبہ کے اندر یہہ ایک قصبہ دریاے ستلج سے مغرب کے سمت [illegible] فاصلہ پندرہ میل اور لاہور سے سمت جنوب مشرق اکیس میل آباد ہے آبادی اس قصبہ کی چندان پرانی نہین ہے شہنشاہ اکبر کے وقت بسبب اسکے کہ یہہ سرزمین نہایت سرسبز و خوشنما و سیراب تھی بادشاہی فوج کی چھاونی یہان مقرر ہوئی تھی اور یہہ جو لوگ کہ فوج سے علاقہ رکھتے تھے انہون نے یہان آکر بود و باش مقرر کی چند سال مین یہہ ایک قصبہ آباد ہو گیا لیکن کوئی نام اسکا مقرر نہ ہوا صرف بسبب نئی آبادی کے لوگ اسکو نوان شہر کہتے تھے آخر رفتہ رفتہ یہی نام قرار پا گیا سلطنت چغتائیہ کے قیام تک اسکی آبادی دن بدن ترقی پر تھی اور بڑے بڑے پختہ عالیشان مکانات تعمیر ہوئے تھے جب سکہ شاہی کا زمانہ آیا تو انہون نے بہت مرتبہ دل کھول کھول کر اسکو لوٹا آخر جب رنجیت سنگہ کے وقت امن ہوکر دیوان محکم چند ناظم دوآبہ کا بنا تو اوسنے یہان رہنا شروع کیا اونکے توجہ سے دوبارا اسمین رونق ہوئی اوسکے بنوائے ہوئے باغ و حویلیان و تالاب اب بھی یہان موجود اور پرانی عمارات کے کھنڈرات بھی بہت نظر آتے ہین اس شہر مین ایک سیدہا بازار ایک سرے سے دوسرے سرے تک پختہ بنا ہوا ہے اور عمارتین بھی پختہ و بارونق اچھے اچھے بالاخانے ساہوکار یہان دکانین کرتے ہین تجارت بکثرت ہوتی ہے مسلمان کھتری برہمن ہر طرح کی قوم سکونت رکھتی ہے گرد نواح شہر کا آباد و زرخیز باغات بکثرت روئی و غلہ و نیشکر بہت پیدا ہوتا ہے آم کے درخت بکثرت ہین تحصیل کی کچہری ماتحت صاحب ضلع جالندھر کے یہان ہوتی ہے قصبہ راہون یہان سے تین کوس اور جالندھر سے بیس کوس ہے ضلع جالندھر مین تحصیل نکودر و راہون نوشہرہ نہایت زرخیز ہین زراعت اونمین بکثرت ہوتی ہے زمین چاہی و بارانی دو قسم کی ہے اور خاص ضلع مین جالندھر خاص و پھلور و کرتارپور و راہون و کپورتھلہ و نورمحل نامی شہر ہین جنکے حالات علیحدہ علیحدہ تحریر ہونگے ضلع مین ہندو و مسلمان سب طرح کے قومین رہتی ہین بڑی پیدائش عمدہ اس ضلع مین نیشکر کی ہے جسکے ہزارون من گڑ و شکر کہاند بنتی ہے ابریشمی و [illegible] کا کپڑا اچھی قیمتی بنایا جاتا ہے خصوصاً پارچہ گلبدن [illegible] داراہی عمدہ قسم کی ریشمی بنتی ہین اگرچہ لاہور و امرتسر کے ساتھ برابر نہین ہوتا ضلع کے رہنے والے بدرجہ اوسط آسودہ حال ہین اور سکھ کسان بھی [illegible] مہمان نواز [illegible] سادہ مزاج ہین تجارت شکر تری کی بہت ہوتی ہے مرد و عورتین [illegible] ہوتی ہین [illegible] اسلام کے لوگون کی تعریف ہی

نکودر — جالندھر دوآبہ کے بڑے قصبون سے [illegible] ضلع کے [illegible] کنارے سے گیارہ میل شمال کو اور لاہور سے ستر میل جنوب مشرق کو آباد ہے اسمین [illegible]

اور پختہ و خام عمارات کے بنے ہوئے مکان ہین تجارت بہت ہوتی ہے زمین متعلقہ اسکی بڑی زرخیز و سیراب و
سرسبز ہے دو فصلین اعلی ہوتی ہین مسلمان راجپوتون کی یہہ ملکیت ہی پرگنہ اسکا علیحدہ ہے تحصیلدار یہان تحتی صاحب ضلع
جالندہر کے یہان تحصیل مال کا کام دیتا ہے اسکے پاس ایک اور قصبہ بہت پور کرکے مشہور ہی اوسکی آبادی بھی
خوشنما و سرسبز ہے پٹہان زمیندار وہان کے مالک ہین **کپورتھل** جالندہر دواب کی سرزمین مین یہہ ایک قصبہ
اٹھ میل بائین کنارے دریای بیاس اور پچھتر میل جنوب مشرق شہر لاہور کے آباد ہے سابق یہہ شہر چھوٹا سا گانو
پرگنہ شیخوپور کے ماتحت تھا بعد آنے نادر شاہ ایرانی کے جب پے در پے حملے احمد شاہ درانی کے پنجاب پر ہوئے
اور چغتائی سلطنت بالکل کمزور ہوگئی تو رانے ابراہیم راجپوت آدینہ بیگ خان کی حمایت و حکم سے اس نواح پر
قابض ہوگیا اور اسمین اوسنے سکونت کی اور رفتہ رفتہ اوسکی ریاست بہت بڑہ گئی اور فوج رکھکر وہ حاکم بااختیار
بنا رہا جب آدینہ بیگ خان مرگیا تو آدینہ بیگ کے محکمہ کے اچھی اچھے اہلکار و امرا اسکے پاس آکر نوکر ہوئے اس سبب سے
آبادی اسکی بڑہ گئی بعد ازان جب سکہون نے زور پکڑا اور جسا سنگہ اہلو والیہ نے اس دوابہ مین ملک گیری کا
ارادہ کیا تو رائی ابراہیم سے اوسنے بڑے سعی کر کے یہہ قصبہ لے لیا اور یہان ہی بود و باش اختیار کی اور اسی
کو اوسنے دار الحکومت و دار الریاست مقرر کیا اور بدل و جان اسکی آبادی کی طرف متوجہ رہا پھر فتح سنگہ اہلو والیہ
نے بڑی عمارتین جلو خانے حویلیان باغات کوٹھیان یہان تعمیر کین علی ہذا القیاس سردار نہال سنگہ بھی اوسکی آبادی
مین مصروف رہا اور اسی مقام کو دار الحکومت قائم رکھا اس سبب روز بروز رونق اسکی بڑہتی گئی اور ایک شہر
بن گیا پھر راجہ رندہیر سنگہ نے یہان عمارتین عمدہ بنوائین اور شہر کے بازار بنوائے گرائی راجہ کے اہلکارون کی بھی
عالیشان حویلیان تعمیر ہوئین اب کہڑک سنگہ اوسکا بیٹا اس پر قابض ہے اور بسبب موجودگی فوج رئیس کے رونق زیادہ
ہے رہنے والی بڑی بڑے ساہوکار مالدار تجار ہندو مسلمان وغیرہ ہین دور دور سے سوداگر تجارت کا مال لیکر یہان آتی ہین — دریای
بیاس یہان سے سات کوس ستلج سولہ کوس امرتسر اٹھائیس کوس ہوشیارپور پچیس کوس ہے **ذکر ریاست کپورتھل**
یہہ ریاست پنجاب کی ریاستون مین سے بڑی ریاست ہے اصلی حال اسکا اسطرح ثابت ہوتا ہے کہ بزرگ اس رئیس کا
اول ایک شخص بھاگو نام موضع آلو ضلع لاہور مین رہتا تھا اور گذارہ معاش شراب فروشی سے کسبی کرتا تھا اتفاقاً گانو مین
اوسکو فایدہ نہوا تو خاص لاہور مین محلہ گنج آکر اوسنے دوکان جاری کی مگر یہان بھی اوسکو کچھ صورت فایدہ کی نظر نہ آئی
اسواسطے اوسنے وہ پیشہ چھوڑ دیا اور پاہل لیکر سکہہ بنا بہاگ سنگہ نام رکھایا اور فیض اللہ پوریون کی سکہون کی مثل کے
ساتھہ ملکر غارت و تاراج مین مصروف رہا چونکہ کپور سنگہ فیض اللہ پوریہ اوسکی خدمات سے بہت راضی و مہربان تھا اوسکو
بہاگ سنگہ کی بہانجے جسا سنگہ کو اپنی پاس رہنی کا حکم دیا اور اپنی ریاست کی کارخانہ مین اوسکو کل اختیار عنایت کیا اور سارے
مثل کے سکہون پر اوسکو سردار و افسر بنایا جب آدینہ بیگ خان ہو لہ بست کا ناظم مرگیا تو جسا سنگہ نے اپنی علیحدہ مثل قایم کی اور سرہند کے ملک کو

جاکر شہر فتح آباد پر قبضہ کیا پھر راے ابراہیم رئیس کپورتھلہ کے ساتھہ جنگ کرکر کل ملک اور املاک اوسکا
دبا لیا اور علیحدہ اپنی ریاست قایم کرلی جب جسا سنگہ مرگیا تو بھاگ سنگہ گدی نشین ہوا بھاگ سنگہ کے بعد فتح سنگہ نے
ریاست حاصل کی اس رئیس نے رنجیت سنگہ کے حکم سے پنجاب کا ملک دور دور تک فتح کیا اور رنجیت سنگہ اسکی
خدمات سے بہت راضی و خوشنود تھا فتح سنگہ کے پیچھے سردار نہال سنگہ گدی پر بیٹھا اسکے وقت ۱۸۴۵ع میں سرکار انگریزی
اور سکھون مین دریاے ستلج پر لڑائیان ہوئین چونکہ سردار نہال سنگہ جانبدار سکھون کا تھا اسلئے سرکار نے
حسب اشتہار ۱۴ دسمبر ۱۸۴۵ع کل علاقہ اس ریاست کا جو ستلج پار کے علاقہ مین تھا جسکی پانچ لاکھہ
روپیہ کا ضبط فرمایا اور باقی ملک جو دوابہ بست مین پانچ لاکھہ روپیہ کا تھا وہ بشرط نذرانہ ایک لاکھہ تیس ہزار
روپیہ بعوض نوکری از سرنو معہ خطاب راجگی سردار نہال سنگہ کے نام واگذار ہوا راجہ نہال سنگہ کے تین بیٹے
تہے زوجہ اول سے رندہیر سنگہ اور زوجہ ثانی سے کنور بکرما سنگہ و سوچیت سنگہ اونکی نسبت راجہ نہال سنگہ نے
یہہ وصیت نامہ اپنے حین حیات لکہہ کر گورنمنٹ مین منظور کرایا کہ میرے بعد بڑا بیٹا رندہیر سنگہ گدی نشین
ہو اور تینون بھائیون کا بصورت صفائی یکجائی معاملہ رہے ورنہ ایک ایک لاکھہ روپیہ کی جاگیر چہوٹے دونو
بھائیون کو کل ریاست مین سے علیحدہ کردی جاوے جب راجہ نہال سنگہ مرگیا تو چہہ مہینے کے بعد سوچیت سنگہ
نے اپنی جاگیر الگ کرالی مگر پہر صلح ہوکر یکجائی معاملہ ہوگیا دہلی کے غدر کے وقت اس رئیس نے بڑی بڑی
خدمتین سرکار کی کین اسلئے بعوض راجہ صاحب کو ایک سال کا پورا نذرانہ معاف ہوا اور دس ہزار روپیہ کا
خلعت ملا بکرما سنگہ نے بھی پانچہزار روپیہ کا خلعت و بہادری کا خطاب پایا دوسری مرتبہ جب ۱۸۵۸ع مین راجہ صاحب
لکہنو گیا تو راجہ صاحب کو پہر خلعت دس ہزار روپیہ کا اور زمینداری بہی ایک لاکہہ روپیہ کی نصف جمع پر بصیغہ
استمرار مرحمت ہوئی بکرما سنگہ نے بہی پانچہزار روپیہ کا خلعت پایا اور ایک تعلقہ کی زمینداری متعلقہ پرگنہ
اکونہ چالیس ہزار روپیہ کی مالگذاری کا ملا اپریل ۱۸۶۹ع مین بکرما سنگہ کی بہی راجہ صاحب سے بگڑ گئی اور دونو
بھائیون سوچیت سنگہ و بکرما سنگہ نے اپنی اپنی جاگیر کی علیحدگی کی گورنمنٹ مین درخواست دی اور گورنر جنرل
کے حضور سے حسب وصیت نامہ راجہ نہال سنگہ کے اونکی جاگیر کی علیحدگی کا حکم صادر فرمایا اوسکا اپیل راجہ صاحب
نے ولایت مین حضور ملکہ معظمہ دائر کیا وہان سے حکم گورنر جنرل کا منسوخ ہوا اور گذارہ دونو کا مقرر ہوکر علیحدگی
جاگیر کی موقوف رہی **پہگواڑہ** جالندہر دوابہ مین یہہ ایک قصبہ دریاے ستلج کے دہنی کنارے اصلاع
پندرہ میل اور چودہ میل جالندہر سے سمت شرق آباد ہے یہہ قصبہ بہت بارونق تجارت کا منڈوہ جاٹون
کی وراثت مین ہے جو چغتائی سلطنت کے تنزل کے وقت صاحب جاہ و حشمت ہوگئے تہے جب فتح سنگہ اہلووالیہ نے
اس شہر کو فتح کیا تو اوسوقت یہہ قصبہ نہایت آباد تھا کیونکہ اس قصبہ کے ساہوکارون نے احمد شاہ ابدالی کے

امرا کو سے راہ و رسم پیدا کر کے قصبہ کو غارت سے بچا لیا تھا اور بادشاہ نے قطعی حکم دیدیا تھا کہ یہہ بستی
درانی فوج کے غارت سے محفوظ رہے اسواسطے دور دور کے لوگ اس کی امید پر یہان آرہے اور آبادی
بڑہ گئی تبسے یہ ابتک زیر حکومت راج اہلو والیہ کے ہے اور تحصیلدار راجہ کا یہان رہتا ہے بازار اسکا آباد
ور تجارت بہی بڑے بڑے ساہوکار مالدار دوکانین کرتے ہین سرزمین اسکی آباد و زرخیز و سیراب بہی باہر
شہر کے پختہ باغات موجب رونق و زینت اس قصبہ کے ہین **ہادی آباد** پہگواڑہ کے پاس یہہ قصبہ
بہی ایک رونقدار مکان ہے اسکی عمارت پختہ و عمدہ بازار ہے پٹہان زمینداروں کی وراثت یہان
بہت ہے **سرای نور محل** جالندہر دوآب کے علاقہ مین یہہ قصبہ آباد کیا ہوا نور جہان بیگم شاہ
جہانگیر کی بیگم کا ہے اور ایک پختہ سرائے پتہر کی عمارت کی اوسنے یہان بنوائی اگرچہ اب سرای کی
عمارت گر گئی ہے مگر بقیہ اوسکا جو دیکہا جاتا ہے تو یقین ہوتا ہے کہ نقش و نگار مین ایسی کوئی اور عمارت
ہند کی سرزمین مین کم بنی ہوگی سنگ تراشان چابکدست نے ایسی صنعت کے ساتھ پتہرون کے اندر نقش
اور بیل بوٹے کہودے ہین کہ دیکہنے والا بصورت تصویر حیران رہجاتا ہے سرای کے دروازے پر اسکی
تعمیر کے تاریخ کا یہہ مصرعہ تحریر ہے آباد شد ز نور جہان بیگم این سرائے سکہون کے قبضہ سے
پہلے محمود خان اجپوت یہان قابض تہا جب سکہہ دخیل ہوئے تو اونہون نے سرائے کا قلعہ بنا لیا پر جب
رنجیت سنگہ نے قبضہ پایا تو اوسنے ہزارون پتہرون کی سلین سرائے سے اوکہڑوا کر امرتسر مین منگوالین اور
رام باغ و امرتسر کے تالاب کی عمارت مین لگالین بلکہ رام باغ کے بڑے دروازے کے اوپر جو پتہر کی گنبدیان
ہین وہ اسی سرائے کی عمارت سے اوترواے گئے تہے عمارت اس قصبہ کی کچہہ پختہ اور کچہہ خام ہے لیکن
مطبوع مقام ہے بازار کشادہ بارونق ہر تجارت کے اچہے اچہے مالدار دوکاندار دوکانین کرتے ہین سردار
بیرناتہ سنگہ نور محل جاگیردار یہان رہتا ہے مقبرہ حضرت شاہ باوک حقانی سید گیلانی کا اس قصبہ کے اندر
زیارتگاہ ہے جسکی معتقد سب خلق اللہ ہے **آدم پور** دوابہ جالندہر ضلع جالندہر کے متعلق یہہ ایک مشہور
قصبہ اور آباد مقام ہے آدم پور اسلئے اسکا نام ہوا کہ پہلے یہہ قصبہ آدم خان نے آباد کیا اور اج اسکا بہت
سرسبز و شاداب ہے آس پاس کے درخت بکثرت ہین غلہ کی پیدائش بہت ہوتی ہے شہر مین اچہا بازار ہے تجارت
کی بہار ہے ہر ایک زمیندار با فراغت و مالدار ہے **شاہ کوٹ** یہہ قصبہ دوابہ جالندہر مین ایک نامی
مکان اور پر فضا آبادی ہے علاقہ اسکا بہت سیراب ہے مگر گہرون کی عمارت بہت خراب ہے بازار مین اکثر دوکاندار
ہین اور تجارت غلہ کی ہوتی ہے **بلسیان** یہہ آبادی ضلع جالندہر تحصیل نکودر کے متعلق ہے
آبادی اسکی پرانی ہے علاقہ اسکا بہت سرسبز و شادابی مین ثانی ہے عمارت اسکی پختہ اور خام ہے تجارت

نام ہے ساہوکار بہت مالدار دوکاندار ہین **اوڑ** ضلع جالندہر دوابہ جالندہر کے علاقہ مین یہہ ایک
قصبہ کا نام ہے عمارت اسکی خام ہے چھوٹا سا بازار ہے کوئی کوئی دوکاندار ہے غلہ کا بیوپار ہے **لوہٹالہ**
علاقہ ضلع جالندہر تحصیل فلور مین یہہ ایک مشہور بستی ہے وجہ تسمیہ اسکا معلوم نہین کہ لوہٹالہ اسکا نام کیون
رکھا گیا **قصبہ لوہیان** یہہ بھی ایک بڑی بستی جالندہر کی ضلع کے متعلق ہے عمارت اسکی پختہ
اور عمدہ بازار ہے **قصبہ سلطانپور** دولتخان لودہی ناظم پنجاب نے یہہ قصبہ بحکم شاہ ابراہیم
لودہی سنہ ۹۱۵ ہجری مین علاقہ سرسبز و شاداب پسند کرکے آباد کیا اور اپنے شکار کہیلنے کیواسطے شکارگاہ بنایا اور
جب آب و ہوا اس زمین کی اوسکے مطبوع طبع ہوئی تو یہان رہنے لگا اور دور سے لوگون کو بلا بلاکر یہان آباد کیا
اوسکے بعد بھی کثرت شکار کے سبب یہہ قصبہ حاکم پسند رہا اور آبادی اسکی بڑہتی چلی گئی اورنگ زیب عالمگیر
بادشاہ بھی شاہزادگی کے عالم مین مدت تک یہان رہا آخر جب چغتائی سلطنت مین ضعف آگیا تو فتحسنگہ اہلووالیہ
نے اسپر قبضہ پاکر کپورتہلہ کے ریاست کے شامل کرلیا یہہ قصبہ سکہون کے غارتگری کے وقت بہت دفعہ لوٹا
گیا اور بہت سا اجڑ گیا قدیمی مکانات اور پرانی کہنڈرات اسمین بہت ہین اور ایک کاروانسرای شاہی
عمارت پختہ یہان موجود ہی اور شمال کیطرف شہر کے رود بئین بہتی ہے دریای بیاس اس قصبہ سے شمال کو بفاصلہ
پنجکروہ اور ستلج سے جانب جنوب بیس کوس کے فاصلہ پر بہتا ہے **شہر بجواڑہ** یہہ شہر اگلے زمانہ مین بڑا شہر تہا
بلکہ دوابست مین پرگنہ اسکا علیحدہ تہا اس شہر کے حاکم کی تمام دوابہ پر حکومت ہوتی تہی سکہون کے تاراج سے
[illegible] اجڑ گیا اور کچہہ لوگ یہان سے اوٹہکر کپورتہلہ مین آباد ہوگئے اب تہوڑی سی آبادی باقی ہے باقی مکانات
سب مسمار ہوے ہوے موجود ہین **تلونڈی رای سلطان** یہہ قصبہ پہلے چھوٹا گانو تہا جب اسپر
گانو کے رہنے والون سے چودہری قادربخش فتحسنگہ اہلووالیہ کا دیوان بنا اوسنے اسکی آبادی کو بڑہایا حویلیان
مسجدین پختہ تعمیر کین شہر پناہ پختہ قصبہ کے چارون طرف بنوا کر اور قصبون کے لوگون بلوا بلوا کر آباد کیا اوس وقت
سے آبادی اسکی بڑہ گئی اور ایک اچہا قصبہ بن گیا **ہوشیارپور** دوابہ بست جالندہر مین یہہ ایک شہر
اوس سڑک پر جو لاہور سے نادون کو جاتی ہے لاہور سے پچانوین میل شرق کے طرف آباد ہے چغتائی سلطنت کے
وقت اول ہوشیار خان خواجہ نے اسکو آباد کیا اوسوقت یہہ چھوٹا سا گانو تہا پہر سکہی حکومت کے وقت جب یہ بار
لاہور سے اس دوابہ کی حکومت شیخ غلام محی الدین وامام الدین کے سپرد ہوئی تو اونہون نے اس خطہ کو سرسبز
و شاداب دیکہکر یہان سکونت اختیار کی اور اسی مقام کو دارالحکومت بنایا اور آبادی مین بہت کوشش کی
حاکم کے توجہ دیکہکر بجواڑہ وغیرہ سے اکثر کاریگر وہان سے اوٹہکر یہان آرہے بڑی بڑی عمارتین و حویلیات
و باغات یہان تعمیر ہوئے دن بدن رونق بڑہتی گئی سرکار انگریزی کے وقت یہہ ضلع کا مکان مقرر ہوا اور

پانچ تحصیلیں ایک ہوشیارپور دوسرے گڈھ شنکر تیسری اونہ چوتھی دسوہہ پانچوین ہریانہ اسکے متعلق ہوئین علاقہ
اس ضلع کی کچھ کوہی اور باقی میدانی ہے میدانی علاقہ مین پہاڑی ندی نالے بہت جاری ہین اور زمین بارانی
اور زرخیز نہری بہت ہے باغات بکثرت ہین چنانچہ ماہلپور سے گڈھ دیوالہ تک کہ پچیس کوس کا فاصلہ ہے پہاڑ
کے نیچے نیچے برابر باغات لگے ہوئے ہین اور آم اس کثرت سے پیدا ہوتے ہین کہ تمام پنجاب مین اسی ضلع کا
آم خرچ ہوتا ہے اس شہر کے نیچے ایک پہاڑی نالہ ہے جو برسات مین طغیانی مین آکر شہر کے مکانات تک
پہنچ جاتا ہے یہہ شہر ایک منڈی کا مکان اور سوداگری کی جگہہ ہے پہاڑ سے ہزارون روپیہ کا مال پہاڑ
آکر فروخت ہوتا ہے اور پھر نوہری سوداگرون کی معرفت اور ملکون مین مال چلتا ہے سنہ گذشتہ صاحب
ڈپٹی کمشنر نے یہان اپنے قلعہ کی جگہہ بنا گنج بنوایا اور شہر کے بازارون کو آراستہ کیا اس شہر مین ایک حصہ
کھتری اور مختلف قومین اور ایک حصہ مسلمان اور زمیندار دوجہ قوم ہین پہلی مردم شماری مین کل آبادی
اس ضلع کی آٹھ لاکھ چھتیس ہزار آٹھ سو سترہ شمار ہوئے اور اب کی مردم شماری مین کل آبادی حساب
اوسط فی میل مربع چار سو پچاس گنی گئی اس شہر سے جالندھر بیس کوس لودہیانہ چھبیس کوس جوالا جی بتیس کوس …
اور کپڑا سفید اسکے کارخانون مین اچھا بنتا ہے **اونا** جالندھر دوابہ کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ ستلج کے
داہنے کنارے سے آٹھ میل اور جالندھر سے بسمت شرق وشمال چالیس میل آباد ہے گرد نواح اسکا
نہایت آباد و زرخیز ہے اور پیدایش ہر ایک قسم کی غلے روئی و شکر وغیرہ کی ہوتی ہے بیدی اولاد
بابا نانک کی یہان رہتی ہے اسواسطے سکہہ لوگ اس شہر کو متبرک جانتے ہین اب بھی بابا سجان سنگہ کہ …
پوتے صاحب سنگہ کے وسوجان سنگہ بکرمان سنگہ بیدی کا طبقہ اس شہر مین جاگیردار و پنشن خوار ہین پختہ مکانات
اس شہر مین بہت بازار کشادہ ہے تحصیلدار مال ماتحت صاحب ضلع ہوشیارپور کے یہان کام دیتا ہے
… اس ضلع مین خانپور … مشہور … ہریانہ گڈھ دیوالہ بستی کلان ماہلپور …
… پور … حاجی پور کے پاس … حضرت نور جمال ولی کی زیارتگاہ …
ہے اس ضلع کے علاقہ مین دو پہاڑون کے اندر ایک ندی سوان نام جاری ہے اوس ندی کے … وادی
جسقدر یہان دو پہاڑون مین ہے اوسمین شالی بہت پیدا ہوتی ہے اوس سرزمین کو جسوان دون کہتے ہین
علاقہ نہایت سرسبز و زرخیز ہے **ناکودر** جالندھر دوابہ کے علاقہ مین یہہ ایک مشہور قصبہ ہے پختہ خام دونو
قسم کی عمارت کے گھر و بازار بنے ہوئے ہین پہلے زمانہ مین حکومت دوراشت یہان افغانون کی تھی جنکو
سلطنت چغتائی کے ضعف کے وقت بڑا اقتدار حاصل ہوگیا تھا آخر یونس خان پٹھان سے جو … نے
نے جبراً یہہ قصبہ چھین لیا اور یونس خان کو اوسکے زیست تک قید مین رکھا زمین متعلقہ اس قصبہ کی …

وسیراب و زرخیز ہے اور ایک رود بھی شرق کے سمت کو جاری ہے جس سے زمین قصبہ کی سیراب ہوتی ہے
دریاے بیاس یہان سے سات کوس اور ستلج چونتیس کوس کے فاصلہ پر ہے **یحیی پور** یہہ قصبہ محمد شاہ بادشاہ
کے وقت خان بہادر صوبہ لاہور نے اپنے بیٹے یحیی خان کے نام پر آباد کیا تھا سرزمین اسکی اور ٹانڈہ کی
آپس میں ملتی ہے **اوڑمڑ** جالندہر دوآب کے قصبون مین یہہ بھی ایک مشہور و آباد قصبہ ہے عمارات اسکے
اکثر پختہ ہین اور گرد نواح کی زمین مین نہرین جاری ہین غلہ کی پیداوار بکثرت ہے باہر اس قصبہ کے ایک پختہ گنبد
کے اندر ایک پتہر رکہا ہے جسپر نقش قدم جناب علی المرتضی علیہ السلام موجود ہے اور لوگ زیارت کیواسطے
باعتقاد دلی حاضر ہوتے ہین **دسوہہ** یہہ قصبہ جالندہر دوآب کے علاقہ مین بڑا قصبہ و آباد مکان ہے
پرگنہ اسکا علیحدہ ہے اور تحصیلدار حاکم پرگنہ یہان رہتا ہے عمارت قصبہ کی پختہ و خام مخلوط ہے اور آبادی
کی افراط ہے پانڈون کی سلطنت کے وقت یہہ قصبہ بڑا شہر و حاکم نشین تہا پہر کئی مرتبہ ویران اور کئی دفعہ
آباد ہوا قصبہ کے اندر کنوون کا پانی نمکین اور باہر کا پانی میٹہا و خوشگوار ہے اسمین قدیمی دو ذات کے لوگ
ہین جو پہلے ہندو تہے اور اب مسلمان ہین دو طرف قصبہ کے کہاڑیان جاری ہین اور ایک طرف ایک
بڑی جہیل بہ آتی ہے اور ایک طرف ریگستان پرانے عمارتین و باغات بہت سے ہوے ہین زراعتین بڑی
اعلی ہوتی ہین غلہ ہر ایک قسم کا پیدا ہوتا ہے خصوصاً دہان اور چانول یہان کے باریک خوشبو تمام
دوآبہ کی سرزمین سے عمدہ ہین جہیل کے پانی مین نیلوفر و سنگہاڑہ وغیرہ نباتات آبی پیدا ہوتے ہین ثعلب
بہی اسکے کنارون کہا ہوا ملتا ہے اس قصبہ کے لوگ اونٹ پالتے ہین اور ہر ایک قوم کے آدمی کے پاس
چاہے زمیندار ہو یا بقال ایک دو اونٹ ضرور ہوتے ہین اور بعضوں کا تو صرف اونٹون کی کمائی پر
گذارہ ہے **مکیریان** جالندہر دوآب کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ دریاے بیاس کے بائین کنارے سے
بفاصلہ آٹہہ میل اور لاہور سے شرق و شمال شرق کی طرف بیانوین میل آباد ہے عمارات اسکی تمام
کمال پختہ و بازار کشادہ و بارونق ہے پہلے زمانہ مین اصلی مالک اسکے علوی قریشی تہے جنکے نسب امام محمد
بن حنفیہ کے ذریعہ سے مرتضی علی علیہ السلام کو جا ملتی تہی ان قریشیون کے بزرگ اول سلطان محمود غزنوی
کے ساتہ ہندوستان مین آئے اور کسی اتفاق سے اس گانو مین ٹہیرا اسوقت یہہ گانو بہت چہوٹا تہا پہر
جب عملداری آدینہ بیگ خان کی جالندہر دوآبہ مین ہوئی تو یہان کے قریشیون نے اوسکی نوکری اختیار
کی اور بہت رتبہ پایا کہ صاحب فوج و علم و نقارہ ہو گئے اسوقت اس قصبہ کی آبادی نے بہی ترقی پکڑی بڑی عالیشان
عمارتین تعمیر ہوئین مدت تک یہہ قریشی آدینہ بیگ خان کے مرنے کے بعد بہی اس قصبہ اور اسکے
گرد نواح کے علاقہ پر حاکم با اختیار رہے جب سکہون نے زور پکڑا تو بسبب عداوت مذہبی اور ہوئی کاوش کی

کے سب سکھ اونکے دشمن ہوگئے اور اوسکے بیٹوں نے سکھوں سے بڑے بڑے محاربے کیے اور علاقہ اپنا مدت تک
اپنے قبضہ مین رکھا آخر جے سنگہ کہنیہ جو گہنیون کے مثل کا سردار تھا بڑی فوج لیکر اون پر آپڑا اور کل علاقہ
قریشیون سے چھین کر اوسنے اپنی ریاست مین ملا لیا جب وہ مرگیا تو اوسکے بیٹے گوربخش سنگہ کی عورت مسمات
سداکنور رنجیت سنگہ والی لاہور کی ساس اوس ریاست کی مالک ہوئی اوسنے بھی اپنے خسر کے بعد اسی قصبہ مین
بود و باش شروع کی اور مدت تک حکمرانی کرتی رہی آخر ۱۲۳۶ ہجری مین رنجیت سنگہ اوسکے داماد نے
کل علاقہ اوسکا چھین کر اوسکو قید کر لیا جے سنگہ کہنیہ کے حکومت سے پہلے آدہ کوس شہر سے باہر چہوٹا سا
قلعہ زمینداران قوم اوان کا بنوایا ہوا تھا اوسکو گرا کر جے سنگہ نے بڑا قلعہ بنوایا اور نام اوسکا اٹل گڈہ
رکھا اور رہنے کی بڑی عالیشان حویلی اسمین بنوائی اب بھی سردار بوڑ سنگہ و سردار سندہ سنگہ و
ندہان سنگہ اسمین جاگیردار و پنشن خوار ہین **ٹوڈہ** جالندہر دوآب مین یہہ ایک پختہ عمارت کا نامی
قصبہ ہے اسکا بازار بارونق و پر تجارت ہے و زمیندار آسودہ حال ہین ہندو مسلمان ہر ایک طرح کی قوم
آباد ہے اسکے نزدیک ایک نہر جاری ہے جو دریاے بیاس سے کاٹ کر لائی گئی ہے اوس نہر سے
اورنگانو کے زمیندار بھی پانی لیجاتے ہین چکیان بھی اوسپر بہت چلتی ہین گرمی کے موسم مین اسکی سرزمین
سیرابی اور سبزہ و درختون و دامن کوہ کی سبب بہشت کی طرح سرسبز نظر آتی ہے اور پیدایش غلہ کی
اس کثرت کے ساتھہ ہوتی ہے کہ تاجر لوگ غلہ بہا لکا خرید کر اور ملکو مین لیجاتے ہین **حاجی پور** یہہ قصبہ
بھی ٹوڈہ کے پاس تھوڑی فاصلہ پر آباد ہے اسکے شرق کیطرف ایک قدیمی نالہ جاری ہے جو دریاے
بیاس سے جاکر ملجاتا ہے عمارت اس قصبہ کی اکثر خام اور کچہہ پختہ ہے سرزمین آباد و زرخیز و سیراب ہے آٹہہ سو
گہر اور ڈیڈہ سو دوکان اسمین ہونگے **ڈہلوان** جالندہر دوآب مین یہہ ایک قصبہ دریای ستلج
کے دہنے کنارے لودہیانہ سے اکیس میل مغرب کے سمت کو آباد ہے اسکے پاس ایک بڑا گذر ہے جس سے
اوترکر پنجاب کے حد مین داخل ہوتے ہین **کرتارپور** جالندہر دوآب مین یہہ ایک مشہور قصبہ ہے اول اسکی
بابا نانک سکھون کے پہلے گورو نے اسکی آبادی کی بنا رکہی اور کرتارپور کے نام سے موسوم کیا مگر اوسکے وقت
مین کچہہ آباد نہوا بعدہ ہرگوبند سنگہ چہٹے گورو نے اسکی آبادی کیطرف بہت توجہ کی بڑے بڑے عمارتین
پختہ و مکلف بنوائین دہرمسالے تعمیر کئے سکھہ اس شہر کو بڑا متبرک جانتے اور زیارت کرنا اسکے مکانات
کا ثواب سمجھتے ہین اب بھی گورو جواہر سنگہ کرتارپوریہ یہان ایک معزز آدمی رہتا ہے جسکا سکھہ بہت ادب
کرتے ہین دریاے بیاس یہان سے بارہ کوس اور ستلج پچیس کوس ہے **علاول پور** جالندہر دوآب
مین یہہ مشہور بستی پٹہانون کی ہے پہلے پہل ایک شخص دلاور خان پٹہان نے اس بستی کو اپنے بیٹے علاول خان

کے نام پر آباد کیا اور ایک قلعہ بھی بہت پختہ عمدہ عمارت کا یہان تعمیر کیا مدت تک حکومت یہان کی انہین پٹھانون کے متعلق رہی آخر جب علی خان پٹھان سے رنجیت سنگھ نے یہہ علاقہ چھین لیا اور کچھہ اوسکی گذارہ کے واسطے بھی دیا **بجواڑہ** جالندھر دوآب مین یہہ قصبہ ہوشیارپور سے دو کوس پر بجانب شرق آباد ہے بسبب قدامت کے اصلی نام اسکے بانی کا معلوم نہین ہوتا مگر اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی سلطنت سے اول کسی راجہ نے اسکو آباد کیا تھا پہاڑی علاقہ اسکے بہت نزدیک ایک کوس کے فاصلہ پر ہے چارون طرف اسکے پہاڑی ندیان و نالے بہت جاری ہین اور باغات اور آنب کے درخت بکثرت پیداواری غلہ کا کچھہ حد و حساب نہین ہے پہلے یہہ قصبہ بہت آباد تھا مگر جب شیخ امام الدین ناظم کی رغبت ہوشیارپور کے آبادی کے طرف ہوئی تو یہان سے لوگ اوٹھکر وہان جا رہے اور آبادی کم ہو گئی اب بھی پختہ مکانات اور قدیمی عمارتین یہان بہت ہین اجیت چند کٹوچ والی کانگڑہ نے یہان ایک قلعہ بنوا کر فوج اپنی مامور کی تھی وہ اب انگریزون کے حکم سے گرا یا گیا اکبر بادشاہ کے وقت یہہ قصبہ حاکم نشین اور متعلق اسکے بڑا محال تھا **راہون** جالندھر دوآب کے قصبون مین یہہ بہت پرانا قصبہ ہے عمارتین اسکی بہت پختہ اور پرانے کھنڈرات بھی موجود ہین راجپوت زمیندارون کا اصلی زمیندارا ہے اونکی سوائے ہندو مسلمان سید مغل قریشی بھی بہت بستے ہین بازار اس قصبہ کا بہت لمبا بازار ہے جسمین ہر ایک چیز کی سوداگری ہوتی ہے پیدایش غلہ اور رنگارنگی وغیرہ کی بہت ہوتی ہے گڑ یہان کا لذت و شیرینی مین مشہور ہے باہر شہر کے آنب کے باغون اور درختون کا حد و حساب نہین ہے دریائے ستلج یہان سے تین کوس پر جنوب کی سمت کو واقع ہے **بلون** جالندھر دوآب مین یہہ ایک قصبہ پرانی عمارت کا ہے وقت اسکی اول مسلمان راجپوتون کے متعلق تھی جب چغتائی سلطنت ضعیف ہوئی اور زمیندارون نے جا بجا خود مختاریان و خود حاکمیان اختیار کر لین تو یہان کا راجپوت بھی جسکا نام عنایت خان تھا چارون طرف کے دیہات کو زیر حکم کر کے صاحب فوج و حکومت مین بیٹھا اور تمام عمر بخیر انتظام بالی حکومت کرتا رہا اوسکے مرنے کے بعد نواز خان بیٹا اسکا حاکم ہوا اور ادینہ بیگ خان کے وقت مین اوسنے اپنی حکومت بڑہائی اور ستلج کے چند گذرات اوسنے اپنے تصرف مین کر لیئے وہ مر گیا تو پوتا اوسکا محمود خان جانشین ہوا وہ سکھون کے ساتھ بہت لڑتا رہا اور سکھون نے بہت سے دیہات اوس سے لے لیئے اوسکے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا شہباز خان رنجیت سنگھ کے وقت بالکل اس علاقہ سے بیدخل ہوا اس قصبہ مین بڑا بازار ہے اور غلہ کی تجارت ہوتی ہے علاقہ اسکا زرخیز و سیراب ہے **گڑہ شنکر** ضلع ہوشیارپور کے متعلق یہہ ایک قصبہ بلند گھاٹی کے اوپر آباد ہے عمارتین اسکی خام و پختہ مختلط بازار کشادہ زمیندار آسودہ حال پیداواری غلہ کی بہت ہے سفید نگین جو ایک بڑی نہر

دوابہ بست میں جاری ہی اوسکا چشمہ اس قصبہ سے دو کوس پر ہی جو کوہ ہمالہ کے جنوبی بنیاد سے نکلتا ہے
شمال کیطرف نالہ بیکی وہ رود بہتی ہے اور نہر پختہ پل بادشاہی عہد کا اوس پر بنا ہوا ہے مگر اب دروازے پل کے
بند ہو گئے اور بیکین ندی نے وہ راستہ چھوڑ کر پل کے دوسری طرف سے راستہ کر لیا ہوا ہے یہ شہر پرگنہ کا مقام
ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع ہوشیارپور یہاں تحصیل کا کام دیتا ہے **دہرو وال** یہ قصبہ
دوابہ باری کے طرف میں دریای بیاس کے کنارے پر آباد ہے بادشاہان سلف کے وقت اکثر گذر دریا کا
اسی مقام پر تھا اور اسی راستہ سے شاہی آمد و رفت ہوتی تھی نادر شاہ ایرانی نے بھی بوقت حملہ ہندوستان
کے اسی راستے سے گذر کیا تھا مگر دریا اب وہاں سے بہت چوڑا ہو گیا ہے اور پل کشتیوں کا بندہ نہیں ہو سکتا ہوا
اسواسطے گذر دریای بیاس کے گنڈہ پر منتقل ہو گیا ہے اور یہاں سے لوگ بذریعہ کشتیوں کے اترتے ہیں برسات کے
موسم میں یہاں دریا بڑی شور کے ساتھ چوڑا ہو کر چلتا ہے اور چوڑان دریا کی سات سو چالیس گز سے کم
نہیں ہوتی **بھیرو کی** یہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریا کے گہارا اسکے تین میل کے فاصلہ پر اس مقام
جہاں دریاے بیاس و ستلج آپسمین ملکر چلتے ہیں آباد ہے آبادی اسکی ایک اونچے ٹیلے پر واقع ہے جب دریا
میں طغیانی ہوتی ہے تو پانی اوسکا گانو سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر آجاتا ہے گو کہ یہ گانو تھوڑی آبادی کا ہے
مگر تجارت بہت ہوتی ہے اور جسقدر مال تجارت کا پنجاب سے ہندوستان کو جاتا ہے اسی گذر سے گذرتا ہی
اس تمام علاقہ میں یہ گانو غلہ کی منڈی ہے اور غلہ بافراط سوداگر ہند وجمع کرسکتے ہیں اسکے پاس دریا کے
اوپر سے بڑی سڑک گذرتی ہے اور گذر بھی بھیروکی کا گذر کہلاتا ہے اس سے آگے ستلج و بیاس ملے ہوئے دریا
کا گہارا نام ہے وہاں کے لوگ گہارا کے دو معنی بیان کرتے ہیں ایک تو گہارا یعنی چوڑا اور گہرا دوسرے
میلا سو یہہ دو معنی وہاں اوس دریا پر راست آتے ہیں کہ چوڑا اور گہرا اور میلا تینوں وصف اسمین پائے
جاتے ہیں اسی قرب جوار میں ایک درگاہ نواندسہ نام ہے جسکے پاس دونو دریاؤں کا آپسمین شمول
ہوا ہے اس مقام پر سکندر اعظم نے اپنے یادگار کے واسطے ایک منار بنوایا تھا مگر اب مسمار ہو چکا ہے
شہر امرتسر باری دوآب کے سرزمین میں یہ شہر بڑا آباد و تجارتگاہ مشہور ہے آبادی اسکی راوی
اور بیاس کے درمیانی میدان کے اوسط میں واقع ہے صاحب کمشنر و ڈپٹی کمشنر دونو حاکم یہاں
کچہری کرتے ہیں کمشنری کے متعلق تین ضلع خاص امرتسر و گورداسپور و سیالکوٹ اور ضلع کے متعلق چار
تحصیلیں امرتسر و ترن تارن و اجنالہ و ... ہیں پہلی مردم شماری میں کل آبادی ضلع کی نو لاکھ پچاسی
ہزار چار سو چوراسی شمار ہوئی اب کی مردم شماری میں اسکی مردم شماری پہلے درجہ سے بڑی ترقی پر
ہے اور بحساب فی میل مربع کل ضلع کے پانسو ستر آدمی گنے گئے اگرچہ پہلے اس ضلع میں جا بجا آبادی [illegible] باقی

زمین تھی مگر اب جب سے شاہ نہر انگریزی جاری ہوئی ہے گانو کے گانو ایسکے نہری زمین ہو گئے ہین اور غلہ کی
پیدائش کا حد و حساب نہین رہا۔ خاص شہر امرتسر بڑی آبادی کا شہر ہے اسکی آبادی کا حال اسطرح پر
درج تواریخ ہے کہ جب امرداس تیسرے گورو کا داماد رامداس جو چوتھا جانشین بابا نانک کے گدی پر گدی نشین
ہوا تو اوسنے موضع گوبند وال اپنے سسرال سے اوٹھ کر اس مقام پر اپنا نشیمن بنایا چونکہ وہ شخص بے تعصب دل
و خدا پرست تھا اکبر بادشاہ نے اوسکی تعریف سنکر پانسو بیگہہ زمین بطور انعام اس مقام پر رامداس کو عطا کی
انھین نے تالاب بنایا اور آبادی کی جسکا نام گورو کا چک مشہور ہوا اور خاص تالاب کا نام امرتسر رکھا
اوسوقت اعتقادمند لوگون کے صرف چند گھر اسمین آباد تھے رامداس کے مرنے کے بعد ارجن اوسکے جانشین
نے مکان اور دو تالاب سنتوکسر و رامسر بنوائے اور امرتسر کی پختہ سیڑھیان تعمیر کین اوسکی بعد گورو ہرگوبند
نے کول سر و ببیک سر اور دو تالاب کھدوائے اور امرتسر کے بیچ کی مرمت کی گورو ارجن و گورو ہرگوبند
کے وقت شہر کی آبادی بھی بڑھتی گئی پھر جب بنائی سلطنت مغلیہ ٹوٹی اور سکھون کی طاقت بڑھ گئی تو اس شہر مین زیادہ
رونق ہوئی اور بہت سی حویلیان پختہ تعمیر ہو گئین۔ احمد شاہ ابدالی کے حملون کے وقت سکھ اجتماع اپنا اسمقام
پر کرا اور گورو رامداس کا گرداہ بر شاہ دستان کر جنگ و غارتگری پر چڑھا کرتے تھے ایکدفعہ لاہور مین احمد شاہ
کو خبر پہونچی کہ بیساکھی کے میلے کی تقریب سے سکھون کا اجتماع امرتسر مین ہوگا یہ خبر سنکر بادشاہ نے معہ فوج ایکسا
روز پہلے بیساکھی سے امرتسر کو کوچ بلغار کیا ایک گھنٹہ بادشاہ کے پہونچنے سے پہلے سکھون کو خبر ہو گئی
اور سب بھاگ گئے بادشاہ نے امرتسر پہونچکر جب سکھون کا نام و نشان نہ دیکھا تو شہر کے ویرانی اور مکانات
کے مسمار کرنے کا حکم نافذ کیا اور وہ تھوڑے عرصہ مین کل مکانات گر کر خاک کے برابر ہو گئے تالاب کے سیڑھیان
اور مندر کے مکانات جو پختہ بنے ہوئے تھی بارود رکھکر اوڑائے گئے اور تالاب کو مٹی ڈالکر زمین کے برابر
کرا دیا احمد شاہ کے مرنے کے بعد جب کوئی مسلمان بادشاہ نہ رہا اور سکھ پنجاب کے سرزمین مین جابجا قابض و
حاکم ہو گئے تو دوبارہ تالاب کھدوائی گئے مندر بنوایا گیا اور از سر نو شہر کی آبادی ہوئی رامداس نگر نام
رکھا گیا بھنگی مثل کے سکھون کی بھیان حکومت قرار پائی مدت تک وہ اس شہر کے حاکم رہے آخر رنجیت سنگھ نے
قوت پاکر اسپر یورش کر کے شہر لے لیا اور بہت اسکی آبادی و ترقی مین مصروف ہوا چارون طرف پختہ شہر پناہ
بنوایا پکی خندق کھدوائی قلعہ گوبند گڈھ لوہ گڈھ کے دروازہ کے باہر بڑا عالیشان تعمیر کیا اور اپنے دربار
کے سردارون و امیرون کو حکم دیا کہ وہ سب شہر مین اپنے اپنے علیحدہ علیحدہ کٹڑے آباد کر کے حویلیان
بنوائین بازار و گلیان پختہ فرش بنے اور ایک عمدہ باغ رام باغ کے دروازہ کے باہر بنوا کر نام اوسکا رام باغ
رکھا رنجیت سنگھ کے مقام سے ایک شاخ شاہ نہر ہنسالی نہر کے اندر سے کھدوا کر امرتسر کی طرف لائی گئی جس سے رام باغ

سیراب اور تمام تالاب پر آب ہوئی خاص تالاب اور مندر کی عمارت ایسی عمدہ مطلا و سنگین ہی کہ اس زمانہ مین
ایسی کوئی عمارت سنگین و مضبوط ہندوؤن کے مندرون کے پنجاب مین نہین ہے تالاب کے وسط مین بڑا عالیشان
مطلا مندر ہے اور چارون طرف تالاب کے سیڑہیون کے اوپر وسیع میدان سنگ مرمر وابری کا فرش بنا ہوا ہے
مندر مین جانے کے واسطے ایک پختہ پل تالاب کے اندر ہے اور سیڑہی سنگ مرمر کے سلین برابر نصب ہین اور
پل کے دونو طرف چہوٹے چہوٹے سنگ مرمر کے مینار خوبصورت گنبدی دار ہین اور مینارون کے درمیان کٹہری
سنگ مرمر کے جالیون کے لگائے گئے ہین خاص مندر کے عمارت مربع نیچے سے سنگ مرمر کی ہی جسمین عقیق و
سبزہ وغیرہ قیمتی پتہرون کے بیل بوٹی بنے ہین اور اوپر کی عمارت گنبددار مطلا ہے مندر کے اندر کا
مکان بہی مطلا و منقش بنا ہوا ہے اور نیچے سنگ مرمر کا فرش ہے وہان گرنتہ رکہا ہے جو ہر وقت پڑہا جاتا ہے
اور قوال رباب نواز سکہ گاتے رہتے ہین زائرین کا صبح و شام اسقدر ہجوم رہتا ہے کہ پل کے اوپر چلنے
پہرنے کی جگہہ نہین ملتی جب رنجیت سنگہ اس مکان کو بنوانے لگا تو بسبب دستیاب نہ ہونے پتہر کے یہ تجویز کی کہ جسقدر
مزارات و مقبرے سنگین مسلمان مشائخ و امراء کے لاہور مین ہین ان سب کے پتہر اوکہڑوا کر اس عمارت پر
خرچ کئے جاوین اور سب سے اول شاہ جہانگیر کے مقبرہ کے پتہر اوکہڑنے شروع ہوئے اور اوپر کی چہت کے چارون
طرف کے کٹہرے جالی دار جسقدر معہ ستونون سنگ مرمر کے تہے اوکہڑوا کر امرتسر بہیجے گئے اور اونکی جگہہ خشتی عمارت کا کٹہرا
بنوایا گیا نیچے کے میدان اور باغ کے سڑکون کے سلین سنگ ابری و سنگ سیاہ و سرخ اور مقبرے کے چبوترے کے
دیوار کے پتہر سب اوکہڑوا کر بہیجے گئے بعد ازان مقبرہ آصف جاہ وزیر شاہجہانی کے جو مقبرہ جہانگیری کے
شمال کی طرف بادشاہی سرائے کے دیوار بدیوار بنا ہوا ہے نوبت آئی اور اوس بلند و عالیشان مقبرہ
کا سنگ مرمر سب نیو تک اوکہڑوا لیا گیا اور مقبرہ کے اندر کا فرش جو مرمر وابری و سنگ موسی کا تہا قلم
اوکہڑ گیا صرف قبر کی تعویذ کا پتہر باقی رہگیا کہ اوسپر نود و نہ نام کندہ ہوئے ہوئے تہے اور اس لائق نہ تہی
کہ وہ امرتسر کے عمارت کے صرف مین آوین علی ہذا القیاس مقبرہ علی مردان خان و حضرت خان خانان و
زیب النسا بیگم وغیرہ مین سے جہان جہان رنجیت سنگہ کو پتہر کے سل نظر آئے فی الفور اوکہڑوا لئے سوا ے
مقبرہ حضرت میان میر بالا پیر لاہوریکے اور کوئی مقبرہ رنجیت سنگہ کے ہاتہ سے نہ بچا اوسکی بچ جانے کا یہہ اتفاق
حسنہ ہوا کہ ایک روز خود رنجیت سنگہ پتہرون کے اوکہڑوانے کے واسطے لاہور کے مقبرون کو دیکہتا پہرتا تہا
جب میان میر صاحب کے مقبرہ کے پاس پہونچا تو اول حضرت ملا شاہ کے مقبرہ کے چار دیواری کے اندر جہان پر
اب موضع میان میر آباد ہے گیا اور اوس رنگین و سنگین مکان کو جسکی تیاری مین لاکہا روپیہ دارا شکوہ شاہجہان
بادشاہ کے بیٹے نے صرف کرکے عمارت اوسکی سنگ مرمر و سنگ سرخ و ابری و عقیق و لاجورد و سنگ موسی

دیکھی اور سامان وغیرہ سے شہر آراستہ ہوا تھا دیکھ کر حکم دیا کہ اسکے کل پتھر اوکھاڑ کر امرتسر بھجوا دیے جاویں اور
دو ہزار آدمی لگا کر [illegible] اوزار [illegible] وغیرہ کے وہان لاہور کی پھر وہان سے شاہزادی سلطان بیگم کے مقبرہ کے
طرف آیا اور وہان مقبرہ کے [illegible] سنگ مرمر کا تھا پتھر اوکھاڑ لینے کے واسطے حکم نافذ کیا بعد ازان خاص
روضہ عالیہ حضرت کے پاس آکر کھڑا ہوا اور حکم دیا کہ اس چار دیواری و فرش و مزار و گنبد کے پتھر بھی اوکھاڑ لو
پتھر اوکھاڑنے کی [illegible] ہی تھی کہ رنجیت سنگہ گھوڑے پر سوار تھا گھوڑے سے وہ [illegible] گیا تھا کہ
گھوڑے نے [illegible] لیا اور رنجیت سنگہ زین سے [illegible] زمین پر آگرا پھر سوار ہوکر گھوڑا چلایا مگر جب وہان سے
[illegible] کے پاس [illegible] وقوع میں آیا [illegible] ایک ہی وقت میں رنجیت سنگہ
گھوڑے سے گرا تو مسلمان امرا [illegible] حاضر تھے عرض کی کہ [illegible] کے غضب
کے [illegible] آپ حکم دیتے ہیں [illegible] کہ حضرت کے مقبرہ
کے پتھر اوکھاڑے جاویں یہ بات سنکر رنجیت سنگہ کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا اور اسی وقت حکم موقوف کیا
[illegible] عالیشان مکان بچ گیا مگر اسکے عوض میں مقبرہ نورجہان بیگم کا
تمام و کمال اوکھڑوا لیا گیا [illegible] رنجیت سنگہ نے لاہور [illegible]
[illegible] ایک اس مکان کو آباد کیا اور دربار صاحب نام رکھا دربار کے اندر [illegible] گرنتھ پڑھا
جاتا ہے سکھوں اور ہندوؤں کا ہجوم رہتا ہے زن و مرد خاص و عام صبح شام یہان آتے ہیں [illegible]
[illegible] عالیشان [illegible] ہوتے ہیں [illegible]
[illegible] اور ایک [illegible] خاص [illegible]
اور اسکو [illegible] گنبد عالیشان [illegible] وہان بھی گرنتھ رکھا ہے اور ہمیشہ [illegible]
پڑھا جاتا ہے [illegible] دروازہ کے آگے میدان میں دو بلند
[illegible] کھڑے ہیں [illegible]
[illegible] سال [illegible] میلہ ہوتا ہے ایک [illegible]
بیساکھی کا میلا کہتے ہیں [illegible] آکر جمع ہوتے ہیں اور لاہور و دور دور کے
شہروں [illegible] دوسرا میلا دیوالی کے روز کا ہے اس رات کو [illegible]
[illegible] امرتسر کے [illegible] واسطے
[illegible] عورات یہان ہی آکر نہاتی ہیں [illegible]
[illegible] جہان گرنتھ [illegible]

شام کے حاضر ہونے والے غسل نہیں کرتے صرف گرنتھ کو نذر دیکر واپس ہو جاتے ہیں - اس عالیشان
شہر میں پشمینہ و ریشم اور کپڑا اور غلہ و ادویات و روئی و پٹھہ و تیل و شکر و قند وغیرہ ہر ایک قسم کے جنس کی بہت
کے ساتھ تجارت ہوتی ہے پنجاب کی کل سرزمین میں گویا یہی شہر دار التجارت ہے ساہوکار ہندو و مسلمان بہت
بڑے بڑے مالدار ہیں جنکی کوٹھیاں کلکتہ و بمبئی و بنارس و دہلی و آگرہ و لکھنؤ و پشاور و کابل و کشمیر و خراسان
و ترکستان میں ہیں اور مال بھیجا کرتے ہیں دور دور تک جاتا ہے اور باہر کا مال لیکر بڑے بڑے تجار و بیوپاری
یہاں آتے ہیں قدیمی مکان مقبرہ یا قلعہ وغیرہ یہاں کوئی نہیں ہے رنجیت سنگھ کے وقت کا رام باغ و قلعہ
گوبند گڈھ بنا ہوا ہے یہ قلعہ رنجیت سنگھ نے ۱۸۰۹ء میں بنوایا اور خزانہ اسمیں رکھا اور اس قلعہ کے
اندر بڑے بڑے مکان مضبوط و عالیشان بنے ہوئے ہیں اب جب سے انگریزی تحت میں آیا ہے اور بھی عمارت
فوج کے رہنے کے اسمیں بنائی گئی ہیں اور ذخیرہ و میگزین بھی اسمیں موجود رہتا ہے رام باغ کی عمارت
بھی رنجیت سنگھ نے بڑی عالیشان بنوائی تھی اور سرا نورجہان بیگم سے پتھر اوکھڑوا کر اسمیں لگوایا تھا
مگر اب کچھ رونق نہیں رہی اور ضلع کی کچہریاں اسمیں ہوتی ہیں انگریزی عملداری میں اس شہر نے
بڑی رونق پائی بازار کا پختہ فرش بنا ہر طرف نالیاں بنوائی گئیں آبادی کی ترقی ہوئی مسافروں کے لئے
سرائیں تعمیر ہوئیں باہر شہر کے بارکیں و کوٹھیاں انگریزوں کے رہنے کی اور ریل کے کارخانے کے مکانات
اور بڑی سڑکیں پختہ نکالی گئیں اس شہر کے اندر کی عمارتوں میں ایک عمارت کوتوالی کی نہایت عمدہ
و مستحکم عمارت ہے اور ایک عالیشان مسجد میاں محمد جان صاحب رئیس امرتسر کی جسکے ثانی کوئی اور مسجد تمام شہر میں
نہیں ہے یہ مسجد بلند گنبد دار پختہ رنگین کار ہے اور کلس طلائی گنبدوں کی اوپر لگی ہوئی ہیں شہر کے اندر
و باہر پختہ تالاب و شوالے و دہرم سالے و ٹھاکر دوارے بہت ہیں پہلے مسجدیں بہت کم تھیں مگر اب انگریزی
عملداری میں مسلمانوں نے بھی مسجدیں بہت بنالی ہیں کھتری برہمن سکھ اور بڑے کشمیری مسلمان اس شہر میں
رہتے ہیں مسلمان کشمیری یہاں شالبافی کا کام کرتے ہیں پنجابی مسلمان کشمیریوں سے نصف بھی نہیں ہیں اس شہر
کے دور کی پیمائش کی گئی تو پانچہزار ایکسو کرم ہوتی اور رقبا کے ایک میں تین سو ساٹھ کرم کا ایک گوشہ
اور تین ہاتھ کا ایک کرم اور دو بالشت کا ایک ہاتھ ہوتا ہے شہر لاہور اس شہر سے مغرب کی طرف پینتیس
چوبیس کوس ہے اور دریاے بیاس مشرق کی طرف بیس کوس اور دریاے راوی شمال کی سمت گیارہ کوس
ہے بڑے بڑے گاؤں ضلع امرتسر میں قصبہ دہیان کلان و بوندہ الہ و سلطان ونڈ و دیو تالہ و منی وال و
مہتا و کوٹ جنڈیالہ گوبندوال و فتح آباد و بیرو وال و جلال آباد و رنگڈھ اٹاری و شنہ ناروال و چکی
کالہ و جلائی جنڈیالہ کا سیان اولیا لہ الہ راندا اس جماری جسنر وال ہیں فقط اور مسجدوں میں بڑی مسجد میاں

محمد جان کی بنوائی ہوئی مشہور ہے یہہ شخص ایک امیر کبیر تاجر اس شہر کا ہے عہدہ آنریری مجسٹریٹی کا بھی اوسکو
ملا ہوا ہے سوا اوسکے خان محمد شاہ ایک اعلی درجہ کا رئیس مسلمان اس شہر مین جامع فیض ہے عہدہ آنریری
مجسٹریٹی کا اوسکو بھی حاصل ہے **ترن تارن** باری دوآب کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ بیاس کے
دہنی کنارے سے پچیس میل اور شہر لاہور سے بسمت جنوب مشرق پینتیس ۳۵ میل آباد ہے سکھہ کی قوم اس
قصبہ کو بہت متبرک سمجھتی ہیں اور دور دور سے غسل کے واسطے یہان آتے ہین ایک بڑا تالاب پانچوین
گورو ارجن کے وقت کا یہان بنا ہوا ہے اور ترن تارن خاص وسی تالاب کا نام ہے جسکے نام سے اب
قصبہ بھی موسوم ہوگیا ہے سکھون کا اعتقاد ہے کہ امرتسر اور ترن تارن کے تالاب مین غسل کرنے سے نجات
ہوجاتی ہے ہر ماوس روز یہان بڑا میلہ ہوتا ہے یہہ قصبہ بڑا قصبہ ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع امرتسر یہان
مال کا کام دیتا ہے بہت بڑا بازار اور عمارات خوشنما و دکاندار مالدار و عزت دار بہت رہتے ہین یہان کے
والے قصبہ کے بکثرت سکھہ و ہندو و کھتری اڑوڑے مسلمان کم ہین ترن تارن کے تالاب کو رنجیت سنگہ نے
دوبارہ تعمیر کیا اور ایک مندر بنوایا ایک بلند مینار یہان نونہال سنگہ پسر رنجیت سنگہ کے پوتے نے بنوایا تھا۔
کوٹلہ باری دوآب کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ بیاس کے کنارے ایکسو چوبیس میل بسمت شرق و شمال
شرق لاہور سے آباد ہے **گوبندوال** باری دوآبہ کے علاقہ مین یہہ گانو بیاس سے ورے سات
کوس کے فاصلے پر آباد ہے اسمین امر داس المشہور انگد دوسرا گورو سکھون کا جو نانک کے بعد جانشین ہوا تھا
رہتا تھا اوسکا ڈیرہ گانو کے باہر بنا ہوا ہے جسکی عمارت پہلی خام تھی پھر رنجیت سنگہ نے پختہ و پرتکلف بنوائی
سکھہ دور دور سے یہان آکر زیارت کرتے ہین **سرائے نورنگ آباد** دوابہ باری
ماجھہ کی سرزمین مین یہہ قصبہ آباد ہے اس مقام پر پہلے شاہجہان بادشاہ کے حکم سے ایک پختہ سرائے
بنانی شروع ہوکر عمارت اوسکی اورنگزیب عالمگیر کے وقت ختم ہوئی اوس وقت سے اورنگزیب کی
سرائے کہلاتی رہی اب اوسکے اندر ایک قصبہ آباد ہے سرائے کے باہر ایک قدیمی پختہ تالاب ہے ترن تارن کا
تالاب بھی اس مقام سے ڈھائی کوس کے فاصلے پر واقع ہے **اجنالہ** امرتسر کے ضلع مین یہہ بڑا قصبہ و مشہور
مقام ہے تحصیلدار ماتحتی صاحب ضلع امرتسر یہان کام دیتا ہے اسکے گرد و نواح مین نہر کرن جاری ہے
اور دریائے راوی بھی بہت نزدیک ہے آبادی اسکی پختہ و خام مختلط ہندو و مسلمان سکھہ اسمین آباد ہین
سوڑیان دوابہ باری ضلع امرتسر مین یہہ ایک مشہور قصبہ تحصیل اجنالہ کے پاس ہے مسلمان پٹھان
قریشی راجپوت اسمین بہت رہتے ہین اسکے نواح مین نہر کرن دریائے راوی سے نکلتی ہے علاقہ سرسبز و
شاداب ہے سرائے کنارے دریائے راوی کہلے ہی اسکے ورے پانچ میل ایک اور موضع منجھ نام آباد ہے

جسکے اندر زمیندار راجپوت مسلمان گوت منج رہتے ہین اگرچہ عمارت اوسکی خام ہے مگر مطبوع مقام ہے
پیدایش غلہ کی بہت ہوتی ہے مسجدین وغیرہ مکانات پختہ بھی اوسمین ہین ﴿کلکہ﴾ دوابہ باری ضلع امرتسر مین یہہ بڑا
قصبہ ہے عمارت اسکی پختہ وخام ملی ہوئی ہے راوی کے کنارے کے اوپر اوسکی متعلق زمین مین پیدایش
غلہ کی بہت ہوتی ہے **اٹاری** دوابہ باری ضلع امرتسر کے متعلق یہہ ایک مشہور قصبہ آباد ہے آبادی
اسکی لاہور وامرتسر کے عین وسط مین واقع ہے اسکے پاس آہنی سڑک جاری ہے اور ریل گاڑی لاہور و
امرتسر سے آکر یہان ٹھہرا کرتی ہے ریل کا اڈا یہان بنا ہوا ہے سردار شام سنگہ اٹاری والہ جو ایک
معزز سردار امراے لاہور مین سے تھا یہان رہتا تھا وہ سکھون کی لڑائی مین جو انگریزون کے ساتھ ستلج
کے کنارے پر ہوئی تھی مارا گیا اب اوسکے لواحق اس گانو مین رہتے ہین سرداران اٹاری والون کی بڑی بڑی
پختہ حویلیان یہان بنی ہوئی ہین بازار بھی کشادہ و پر تجارت ہے مکانات پختہ وخام ملے ہوئے ہین
راجاسانسی امرتسر سے شمال کی طرف بفاصلہ چہ میل یہہ قصبہ آباد ہے سرداران سندہانوالیہ
جو ہم جدی رنجیت سنگہ کے تھے اسی گانو مین رہتی تھی جب سردار جیت سنگہ و لہنا سنگہ نے مہاراجہ شیر سنگہ کو قتل کیا
اور خود بھی اوسکی پاداش مین قتل ہوئے تو راجہ ہیرا سنگہ وزیر سلطنت نے غصہ مین آکر اس قصبہ کو اوجاڑ دیا
کل حویلیان سرداران سندہانوالیہ کی مسمار کردین جسے یہہ قصبہ ویران رہا پھر راجہ ہیرا سنگہ کے قتل کے
بعد سردار شمشیر سنگہ و گورسنگہ وغیرہ نے پھر حویلیان اپنی بنوائین اور قصبہ کو آباد کیا اب بخوبی آباد ہوگیا ہے
اور سردار شمشیر سنگہ جاگیردار و مجسٹریٹ اسکے اندر سکونت رکہتا تھا اب دو برس گذرے ہین کہ وہ مرگیا
مجیٹھہ ضلع امرتسر کے متعلق یہہ بھی ایک مشہور و پختہ عمارت کا قصبہ ہے سردار لہنا سنگہ مجیٹھہ جو ایک
بڑا سردار لاہور کے دربار کا تھا وہ اسی گانو کا رہنے والا تھا اب اوسکا فرزند سردار دیال سنگہ جاگیردار
امرتسر مین ہے پرانی نہر شاہجہانی جو بادہو پور سے لاہور کو آئی ہے اس کے پاس جاری تھی جس سے
رنجیت سنگہ ایک شاخ کہود کر امرتسر کو لے گیا تھا **جنڈیالہ گورو کا** یہہ قصبہ امرتسر سے دس میل
کے فاصلے پر برسر راہ واقع ہے اصل مین نام اسکا جنڈوالہ تھا اور جنڈو نام ایک جاٹ کا تھا جسنے اسکو
آباد کیا تھا اس قصبہ مین ایک مندر گورو ہندال کا پختہ بنا ہوا ہے جسنے بابا نانک سے فیض پایا اور گورو کہلایا
ہے اوسکی اولاد سے گورو جاقلدا س بڑا نامی گرامی اور جاگیردار بادشاہون کے وقت سے ہوگذرا ہے
اسواسطے اس قصبہ کا نام بھی گورو کا جنڈیالہ مشہور ہوگیا **گورداسپور ضلع گورداسپور**
یہہ ضلع بہت آبادی آبادی اسکی بکثرت اور دیہات نزدیک نزدیک بستے ہین کوئی ویرانہ جنگل اسمین
نہین اگر کوئی زمین پڑتی دیکہنے مین آوے جسکی کاشت ہوگی تو وہ شور زمین ہوگی یا کسی گانو کے شاملات بضرورت

چارہ مویشی کے عمدہ کاشت سے بہی رکہی ہوئی ہوگی آب و ہوا نہایت عمدہ و معتدل اس ضلع کے رہنے والے
ہندو جاٹ اور کہتری اور مسلمان ہین یعنی دونو قومین ہندو مسلمان آدہو آدہ اسمین ہین زمیندار پہلے
مفلس تہے اب انگریزی عملداری مین آسودہ حال ہین سب لوگ نرم مزاج ملایم طبع خندہ پیشانی مہمان نواز ہین
پہلے سکہان مثل رامگڈیہ و کنہیا کا تصرف اس علاقہ پر تہا چنانچہ سری ہرگوبند پورہ مین جسا سنگہ رامگڈیہ اور روڈالہ
وغیرہ پر بیہ ارجن سنگہ کہنیا اور بہیر رانی سدا کنور زوجہ گوربخش سنگہ مین سردار جی سنگہ کہنیا حاکم تہی فتحگڈہ کے
علاقہ مین جیمل سنگہ خسر مہاراجہ کہڑک سنگہ اور ننگل مین سردار ارجن سنگہ وغیرہ قابض تہے مہاراجہ رنجیت سنگہ
نے سب کو مغلوب کیا اب بہی اون خاندانون کے آدمی سرکار سے گذارہ پاتے ہین خاص گورداسپورہ
پہلے چہوٹا سا گانو تہا اسسبب سے کہ وہ علاقہ کے وسط مین واقع تہا سرکار نے اوسکو مقام ضلع قرار دیا اور
سرشتہ اور کوٹہیان اور کچہری کے مقامات ڈاک بنگلہ و چہاونی کے عمارات بننے سے آبادی اسکی بڑہ گئی
قدیم آبادی کے اندر ایک پختہ پرانی بنی ہوئی دیوار ہے اوسمین ایک کرشمہ قدرت الٰہی کا ایسا ہے کہ
وہ دیوار بہت لمبی چوڑی چونہ گچ پختہ کی تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہے پانچ دروازے محرابی اسمین ہین
ہر ایک دروازہ مین ایک ایک ستون پختہ کا بہت خوبصورت واقع ہے اوس دیوار کے اوپر اگر چڑہکر
کوئی ہلاوے تو دیوار بنیاد تک ہلتی ہے بلکہ جہولنے کیطرح جہولتی ہے مگر گرتی نہین سیکڑون آدمی اوس دیوار
کے دیکہنے کو جاتے ہین اور اوپر چڑہکر ہلاتے ہین مشہور یہہ ہے کہ ایک مہنت فقیر نے یہہ دیوار بنوائی تہی
اور معمارون کو تاکید کی تہی کہ نہایت پختہ دیوار بنانا چاہیے پر دیوار بن چکی معمارون نے مہنت کے روبرو جاکر
اوسکی مضبوطی کی تعریف کی اوس مہنت نے دیوار پر چڑہکر کہا کہ یہہ دیوار تو ہلتی ہے لوگ ہنسے اور کہا کہ دیوار
کبہی ہلا کرتی ہے چنانچہ مہنت نے ہلائی تو جڑ تک ہلنے لگی اوس روز سے آجتک برابر ہلتی ہے اوس مہنت
کی اولاد سے بابا رمی ناتہ مہنت اب تک زندہ ہے وہ بڑا رئیس ہے نصف علاقہ گورداسپور خاص کا اسکی
جاگیر مین ہے لاکہون آدمی اوس خاندان کے سیوک یعنی مرید ہین چار تحصیلین ضلع گورداسپور کے متعلق ہین
ایک خاص گورداسپور جسکے متعلق سات سو چہہ موضع اور تین لاکہہ ستانوین ہزار آٹہہ سو تیس روپیہ معہ جاگیر
جمع سالیانہ ہے دینانگر اور کلانور دو ان بڑے قصبے اسکے متعلق ہین دوسری تحصیل بٹالہ کی ہے اسکے متعلق
چار سو ستانوین موضع اور تین لاکہہ اکہتر ہزار تین سو اٹہانوین معہ جاگیرات جمع ہے سری ہرگوبند پورہ
اور ڈیرہ بابا نانک بڑے قصبے اسکے ساتہہ علاقہ رکہتے ہین تیسری تحصیل شکرگڈہ کی اسکی گانو سات سو
انچاس اور تین لاکہہ تین ہزار نو سو باسٹہہ جمع سالانہ معہ جاگیرات ہے چوتہی تحصیل پٹہان کوٹ ہے اسکے
تین سو چہپن موضع اور ایک لاکہہ ننانوے ہزار تین سو پچانوین جمع معہ جاگیر ہے غرض کل ضلع کے متعلق دو

ہزار

تین سو پانچ موضع اور بارہ لاکھ پچپن ہزار پانسو ستاسی جمع ہے بڑا کارخانہ لکڑی کا اس ضلع کے متعلق بمقام
مادھوپور رہتا ہے اور اوسی مقام سے کل نہرین جو تمام کاٹ کر لائے ہین جنسے تمام علاقہ دوابہ باری کا اور ملک
اپنے سیراب ہوتا ہے جانب شرق اس ضلع کے دریاے بیاس و سرحد کشمیری جالندہر ہے نہر کرن اور
سنگہ نالا اور نہر تلی جسکو بسنتلی بھی کہتے ہین اور نہر بشکین سے بھی پانی دیا جاتا ہے اور چاہات سے بھی پانی
لیا جاتا ہے چاہات کا پانی بدرجہ اوسط تین ہاتھ پر نکلتا ہے پہلی مردم شماری اس ضلع کی سات لاکھ
چالیس ہزار ایکسو ستاسی تھی اب ترقی ہے اور ضلع کے کل میلون پر آبادی پہیلا کر حساب فی میل چار سو چہہ
آدمی شمار ہوئے بٹالہ باری دوآب کے قصبون مین یہہ قصبہ ایک مشہور قصبہ ہے عمارات اسکے پختہ
و بارونق ہے پختہ و مضبوط مکانات پہلے زمانہ کے اسمین بہت ہین بازار اسکے کشادہ و آباد و تجارت بھی
بڑی ہوتی ہے ساہوکار مالدار یہان دوکانین کرتے ہین دور دور سے تاجر لوگ یہان مال فروخت کیواسطے
لاتے ہین پہلے یہان ضلع مقرر تھا اب تحصیلدار یہان رہتا ہے اور تحصیل کی کچہری ہوتی ہے لودی بادشاہون
کے وقت بہلی رام دیو بہٹی راجپوت نے یہہ شہر آباد کیا اور جن دنون مین کہ مسمی تاتارخان سلطان بہلول
لودی کیطرف سے پنجاب کا ناظم تھا اون دنون یہہ رام دیو شیخ عبدالجلیل قریشی سہروردی لاہوری کی
خدمت مین حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور مرید بنا چونکہ تاتارخان ناظم پنجاب بھی شیخ صاحب کا مرید تھا شیخ صاحب
نے رام دیو کو مرد لائق و ہوشیار تصور کر کر تاتارخان کی خدمت مین بہیجا اور سفارش کی کہ کسی معقول خدمت
پر اسکو مامور کیا جاوے چنانچہ وہ تاتارخان کے پاس نوکر ہوا اور ان مدارج تک پہونچا کہ تاتارخان نے کل پنجاب
کے پرگنات کا اجارہ نو لاکہہ ٹکہ پر اوسکو دیدیا اور بڑا اختیاری فایدہ اوسنے اوٹھایا اوسنے آٹھہ سو چہتر سنہ ہجری مین
اس شہر کی بنا رکہی اور آباد کیا اور یہان ہی فوت ہوا قبر اوسکی باہر شہر کے شرق کیطرف موجود ہے اس
شہر کی آبادی سے اول بھی کبھی کسی زمانہ مین یہان آبادی ہو چکی تھی کہ اسکی آبادی کے وقت جب اسمعیل
دیوان خان نے حکومت کے کنوان کہودا گیا تو زمین مین سے ایک دوکان رنگریزی کی دبی ہوئی نکلی جسمین سے
چند خم گلی نیل کے تھے پہلی یہہ شہر کچھہ بڑی رونق نہ رکھتا تھا لیکن شہنشاہ اکبر کے وقت جب شمشیر خان
راجپوت حاکم اسکا ہوا تو اوسنے اسکی آبادی مین بہت کوشش کی شہر کے شرق شمال کے گوشہ کیطرف
ایک نامی تالاب بنوایا اوسکے اندر تالاب کہودوایا تالاب کے اندر پختہ مسجد تعمیر کی نہر کے پانی سے تالاب پر آکر کے
کشتیان چہوڑتی تہین جنپر یہہ نماز پڑہنے والے سوار ہو کر مسجد مین جاتے اور عبادت کرتے مقبرہ شمشیر خان کا
بھی تالاب کے جنوبی کنارہ پر موجود ہے جب شیر سنگہ بیٹا رنجیت سنگہ کا بٹالہ کا جاگیردار بنا تو اوسنے بھی اس شہر
مین اچہی آبادی کی اوسنے تالاب کے اندر جہان مسجد بنی تھی بارہ دری بنوا کر سیر گاہ مقرر کی اور ایک نامی و بارونق

ہوا کرانا رکھی نام رکھا شمشیر خان کے وقت بسبب قدردانی اوس حاکم کے بڑے بڑے عالم و فاضل و مشایخ و سادات
و اہل حرفہ و پیشہ کثرت سے جمع ہوئے اور شہر کی آبادی اس قدر بڑھ گئی کہ کل دور شہر کا اندازہ اڈہائی میل کے ہو گیا تھا
اچھی عمارتیں عالیشان پختہ و مضبوط تعمیر ہوئیں شہر کے باہر بڑے بڑے باغ تیار ہوئے تھے اور رنگ زیب عالمگیر کے
عہد میں شیخ محمد فاضل شاہ قادری اس قصبہ میں تشریف لائے مسجد و مدرسہ و حویلیاں بنوا کر تعلیم ظاہری
و تلقین باطنی جاری کی اب مقبرہ حضرت کا زیارتگاہ خاص و عام ہے اور عرس ہر سال ہوتا ہے اونکی تاریخ وفات [illegible] اونکی
اولاد سے پیر حسن شاہ ایک فاضل اجل لاہور میں فوت ہوا اور پیر جیون شاہ سجادہ نشین اس خاندان کے تھے
وہ بھی اب فوت ہو گئے چغتائی سلطنت کے تنزل کے وقت بہت مرتبہ سکھوں نے حملے کئے اور غارت کیا آخر
جے سنگھ کنہیا کے قبضہ میں آیا اوسکے بعد رنجیت سنگھ اور رنجیت سنگھ کے بعد صاحبان انگریز حاکم ہوئے انگریزی سلطنت
کے وقت چند سے یہ شہر راجہ تیجا سنگھ کی جاگیر میں عطا ہوا اور اوسکی حکومت رہی مگر اوسکے مرنے کے بعد ضبط ہو کر
گورداسپور کے ضلع کے شامل ہوا اور قوم کھتری ایک بڑا آبادی دوسری پوری شہر بٹالہ میں نامی ہیں
پارچہ سوسی کھیس بھاری کا سفید اور فیشی کپڑا اور دریاں تک بنا جاتا ہے ریشمی کپڑا اچھی قسم کا بنتا ہے شہر کے تین
کوس پر موضع مسانیان میں حضرت شاہ بدر گیلانی کا مزار ہے اور سالانہ میلا بڑا بھاری ہوتا ہے شہر کے اندر
بڑی بڑی مسجدیں اور معابد ہنود کے پختہ بنے ہوئے ہیں قلعہ بھی وسط میں پختہ تعمیر ہوا ہے بابا نانک
کی شادی اس شہر میں ہوئی تھی جہاں اب مندر بنا ہوا ہے اور جھنڈا گڑا رہتا ہے کلانور ضلع گورداسپور
میں یہ شہر دریاے راوی سے پانچ کوس آباد ہے اور شہر سے شمال کو ایک نہر جاری ہے جسکو کرن
کہتے ہیں بھرام پور سے کلانور تک جسقدر فاصلہ ہے اوس میں بہت مقامات سے چشمے نکلتے ہیں اور پانی چشموں کا جمع کر
یہ نہر روان ہوتی ہے اکبر بادشاہ نے تیرہ برس کی عمر میں کلانور کے مقام پر تخت شاہی کا اجلاس کیا تھا
اور اس مقام کو مبارک جانکر ایک شاہی باغ تیار ہوا اور بڑی بڑی پختہ و سنگین عمارتیں حمام وغیرہ باغ کے
اندر تعمیر فرمائیں جو سکھوں نے شہتیروں کی طمع سے گرا دیں مگر نشان اونکے اب تک موجود ہیں چغتائی سلطنت کے
اخیر تک یہ شہر بڑا وسیع آباد رہا آبادی اسکی دن بدن ترقی پر تھی آخر جب یہاں تا رنگ کا دور شروع
میں ہوا تو اسکو بھی اونہوں نے لوٹ لیا اور اونکے خوف سے لوگ جا بجا بھاگ گئے تھوڑی سی آبادی باقی
رہ گئی اور اس باقیماندہ آبادی پر انگریز سردار قابض ہو بیٹھا اور جب جے سنگھ کنہیا نے یورش کی تو
باقیماندہ شہر بھی غارت ہوا مکانات جلائے گئے پھر تو آبادی کا نام و نشان بھی اسمیں نہ رہا چند سال کے
ویرانی کے بعد جیمل سنگھ حقیقت سنگھ کے بیٹے نے اسکی آبادی کی طرف توجہ کی اور تیس برس تک دوبارہ
آبادی کی بعدہ [illegible] رہا اوسکے [illegible] اور بہت [illegible] پھر اسمیں آباد ہو گئے تھے

جیل سنگہ کے مرنے کے بعد رنجیت سنگہ بہیر قابض ہوا اب انگریزی قبضہ میں ہے رنجیت سنگہ کے وقت سے اب
دو چندان یہہ آباد ہوگیا ہے تجارت کثرت سے ہوتی ہے شہر کی عمارت کل پختہ ہے بازارمین دوکانات
ساہوکار دوکانین کرتے ہین گرد نواح اس شہر کا اسقدر سرسبز و سیراب ہے کہ خشک سالی مین بھی پانی کی حاجت
نہین ہے غلہ کی پیداوار کا کچہہ حد و حساب نہین ہے روئی تمباکو بلکہ بکثرت ہوتی جاتی ہے میوہ ہر ایک قسم کا بنات
طرح طرح کے پیدا ہوتے ہین باہر شہر کے جنوب کیطرف مزار شیخ محمد افضل کالا نوری کا بنا ہوا ہے جو پنجاب بہ
تیج کامل ولی ہو گذرے ہین شجرہ انکا قادریہ خاندان مین بذریعہ شیخ ابو محمد قادری کے شیخ محمد طاہر لاہوری
کو ملتا ہے اور شیخ محمد واصل جنکا روضہ بنا ہوا ہے انہین کے جانشین و خلیفہ تھے اور انہین کے حکم سے
بٹالہ مین مدرسہ بنایا گیا تھا جسمین اب تک درویش پڑہتے ہین اور لنگر جاری ہے دینا نگر پہاڑ کے
نیچے کے علاقے مین جو باری دوآب ہے علاقہ بٹالہ ہے ایک عجیب خوش وضع سرسبز پُرفضا سیراب
پختہ مکان ہے چغتائی سلطنت کے اخیر وقت یہہ شہر آدینہ بیگ خان ناظم دوآبہ بست جالندہر نے آباد کیا
اور اپنے نام پر نام اسکا آدینہ نگر رکہا بانی کے عہد مین جیسا آبادی اسکی بڑہی اوج پر پہنچی دور دور سے
علما فضلا مشایخ ہنود اہل پیشہ و حرفہ صاحب کمال یہہ مین آباد ہوئے اور بانی نے انکو بکمال التجا یہان لاکر
رکہا اوسوقت گویا یہہ شہر مجمع علما و فضلا و مرجع اہل ہنر و پیشہ تھا علاوہ اسکے ایک وجہ جلد تر آباد
ہوجانے اس شہر کی یہہ ہوئی کہ پنجاب کے اور تمام ملک مین سکہہ غارت کرتے تہے سوا علاقے آدینہ بیگ خان
کے اوس سے انکو کمال خوف تھا اسلئے پنجاب کے دور دور ملکون سے لوگ اوٹہہ کر یہان آ رہے آدینہ بیگ
خان نے یہان ایک باغ بنوایا اور شاہجہانی شہر جو آباد ہوا تو جیسے لاہور کو گئی ہے باغ کے درمیان رکہی اور
بڑی بڑی عمارات عالیشان اوسمین بنوائین اور بہی شہر کے گرد اسقدر باغ اور چشمے جاری ہین کہ گویا وہ
تمام خطہ ہی قدرتی باغ ہے آمون اور سنگترون وغیرہ درختون کا کچہہ حد و حساب نہین آب پاشی نہرون کا مسجا
ہمہ ہا ہے شہر کے شمال کیطرف ایک بہاری نالہ ہے جو ہمیشہ بہ آسانی بہتا ہے اور اوس نالہ کے اوپر سے نکل کر
مادہوپور کے نہر کا پانی اوسکے اوپر لگا دیا گیا ہے جب آدینہ بیگ خان مرگیا تو سکہون نے دل کہول کہول اسکو لوٹا
اور ایسی بات نہین وہ آباد شہر کو دو تین لوٹ مین ویران کر دیا چند سال یہہ ویران پڑا رہا پہر جیند اسنگہ کنہیہ نے
اسکو آباد کرانا شروع کیا اور چند سال تہوڑے عرصہ مین اچھی آبادی ہوگئی بیس برس تک وہ اسپر قابض و متصرف رہا
جبکہ وہ مرگیا تو گلاب سنگہ اوسکے بیٹے نے حکومت پائی مگر چند سال کے بعد رنجیت سنگہ نے اوسکو بیدخل کر دیا
اور کل علاقہ دینانگر کا رنجیت سنگہ کے قبضہ مین آگیا رنجیت سنگہ نے یہہ مکان بانزدلی و سیراب و سرسبز
دیکہہ کر اسکی آبادی کیطرف بدل توجہ کی اور اچھی اچھی عمارتین بنوائین ایک باغ سرکار جو بنوایا کل امراکو
دیئے

بھی حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے مکانات یہان بنوائین اس حکم کی تعمیل ہوکر آبادی بہت بڑہ گئی اور خود رنجیت سنگہ
سال بھر مین دو دو تین تین مہینے یہان رہکر گرمی کا موسم بسر کرتا اور شکار کھیلتا اب بھی اس شہر مین بڑی رونق
ہے بڑے بڑے سوداگر پہاڑ سے مال لیکر آتے ہین بازار اسکا چورستہ قطع پر بنا ہوا نہایت خوشنما ہے موقع وہان
ہے میوے ہر ایک طرح کے بکثرت پیدا ہوتے ہین خصوصاً آمون کی قدر سے زیادہ افراط ہے جابجا نہرون
اور چشمون کے پانی لہراتے ہین آبادی اسکی بیاس اور دریاے راوی کی عین وسط مین ہے اس سے چہ کوس پر
دریاے بیاس اور پانچ کوس پر راوی چلتی ہے **کہنوان** ضلع گورداسپور مین آدینہ نگر سے اڑہائی
کوس کے فاصلہ پر یہہ شہر آباد ہے عمارات اسکی پختہ و بازار رونقدار ہین قدیم سے ملک کے یہان کہتری بستے
آتے ہین اب مسلمان بھی بکثرت رہتے ہین اسکے پاس ایک پانی کی جہیل ہے جسکا عرض و طول تین کوس شمار مین
آتا ہے وہ جہیل ہمیشہ پر آب رہتی ہے کنول کے پھول اسمین اس کثرت سے پیدا ہوتے ہین کہ دور سے جہیل کا سطح
ایک گلزار پھولی ہوئی نظر آتی ہے مچھلی و مرغابی کا شکار عام ہے رنجیت سنگہ و شیر سنگہ مہینون یہان آکر شکار
کھیلا کرتے تھے نہر کرن جو کلانور کے نیچے بہتی ہوئی اجنالہ کو جاتی ہے وہ اسی جہیل سے نکلتی ہے گرد نواح اسکے
آم کے درخت بیشمار ہین بہار کے موسم مین یہان کے لوگ گویا جنت العدن کے مقیم ہوتے ہین آب و ہوا یہانکی
خوش اور خطہ دلکش ہے **پٹھان کوٹ** گورداسپورہ کے ضلع مین یہہ شہر تحصیل کا مقام ہے
تحصیلدار ماتحت صاحب بہادر ضلع گورداسپورہ کے کام کرتا ہے پہلے پہل آبادی اس شہر کی لودیون کے
سلطنت کے وقت تاتارخان لودی پنجاب کے حاکم نے کی اور پٹھان کوٹ نام رکہا شاہجہان بادشاہ کے وقت
ایک قلعہ نہایت مضبوط پختہ شہر کی شرق کی طرف بنوایا گیا اور شاہی فوج قلعہ مین مامور ہوئی اور حکم ہوا کہ کل
پہاڑی راجے جنکا علاقہ پنجاب کی جنوبی حد سے ملتا ہے وہ سب پٹھان کوٹ کے قلعدار کے ماتحت رہین اور قلعدار
سال بسال نذرانہ راجون سے وصول کرکے داخل خزانہ شاہی کیا کرے غرض کہ یہہ سرحدی قلعہ کوہ شمالی
کے تمام راجون پر حکومت کرتا تھا انتہائی سلطنت کے آخر تک یہہ انتظام قائم رہا آخر جب غارتگری سکہون کی شروع
ہوئی تو یہہ قلعہ و شہر کہنیہ مثل کے سکہون کے قبضہ مین آگیا اور اسی مثل سے تاراسنگہ نام ایک سکہ یہان کا
حاکم بن بیٹہا قلعہ کے اندر اپنی رہنے کے گہر اور بڑے بڑے مکان بنوائے سنہ ۱۱۸۸ ہجری مین جیمل سنگہ و گہنڈا سنگہ بہنگی
مثل کے سرداران نے اس قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا اور رامگڑہیہ سکہون کے اتفاق سے ادہر کو روانہ ہوئے جب دینانگر
تک پہونچے تو ایک سردار ان دونون سے مرگیا دوسرے نے اس مہم کو نامبارک سمجہکر فوج واپس کرلی اور
تاراسنگہ بدستور پٹھان کوٹ کی حکومت پر روشن رہا جب رنجیت سنگہ کا وقت آیا تو تاراسنگہ کے دو بیٹے باپ کے
مخالف ہوکر رنجیت سنگہ کے پاس چلے گئے اور درخواست کی کہ رنجیت سنگہ انکا حامی ہوکر پٹھان کوٹ پر انکا قبضہ

کرادیا سردار رنجیت سنگہ کہ ایسے ایسے موقع کا منتظر رہتا تھا فوراً لاہور سے چڑھ آیا اور بسبب اکثر اپنی ساس کی
فوج مدد لیکر پٹھان کوٹ آپہونچا اور خفیف سی لڑائی کر کر قلعہ لے لیا اور کل علاقے پر اپنا قبضہ جما کر واپس
چلا گیا اور تارا سنگہ کے دونوں لڑکون کو بھی جو اپنے باپ کے بدخواہ ہوے تھے ایک خرچ پہرہ دیا اب بعد
شہر انگریزی حکومت مین ہے اور سرکار نے وہ قلعہ مسمار کر کر اینٹین اوسکی بارہ دری دواب کی بڑی نہر کے
پلون وغیرہ عمارات مین صرف کی اور زمین قلعہ کی نیلام کر کر روپیہ داخل سرکار ہو گیا **شاہپور**
یہہ قصبہ پہاڑ کے نیچے کرپوون کے اندر راوی کے کنارے کے اوپر آباد ہے اور اسی کے نزدیک راوی
پہاڑ سے نکلکر میدان مین بہتی ہے عمارت اس قصبہ کی پختہ نہین کچھہ لوگ تو پہر و مکان پختہ مین اور کچھہ
کچے مکانون مین آباد ہین فی الحال اس قصبہ کا بارانی ہے شمال کی طرف قصبہ کے ایک مضبوط قدیمی قلعہ اگلے
راجون کا بنایا ہوا موجود تھا بسبب اسکے فی الحال بارانی کے زمیندار یہان کے چندان آسودہ حال نہین ہین
یہہ قصبہ شاہجہان بادشاہ کے وقت آباد ہوا باعث اسکی آبادی کا یہہ تھا کہ یہہ ملک قدیمی عہد سے
نورپور کے راج کے تابع چلا آتا تھا شاہجہان بادشاہ کے وقت پہاڑ سنگہ برادر زادہ راجہ راجروپ والی
نورپور کا اوس سے رنجیدہ ہو کر مقام دہلی بادشاہ کے خدمت مین پہونچا اور بادشاہ کے کہنے سے مسلمان
ہو کر مرید خان خطاب پایا بادشاہ نے از روی انصاف نورپور کے کل راج مین سے نصف ملک اوسکو دیا
اوسنے یہان پہونچکر یہہ قصبہ آباد کیا اور بادشاہ کے نام سے نام اسکا شاہپور رکہا اور اپنا دار الریاست
بنایا مرید خان کے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا بخت خان مسند نشین ہوا اوسکے پیچھے وحید خان پہر سعید خان
اپنے اپنے وقت مالک ریاست کے ہوتے رہے سعید خان کے وقت چغتائی سلطنت ضعیف ہو گئی پرتھی سنگہ نورپور
کے راجہ نے قدیمی عداوت کو پہر تازہ کیا اور پہاڑی راجون کی مدد لیکر سعید خان پر یورش کی اور ملک چہین لیا
اوسپر رنجیت سنگہ نے غالب آکے یہہ کل علاقہ اپنے قبضہ مین کر لیا **سجانپور** یہہ پرگنہ گورداسپور کے ضلع اور
باری دواب کے علاقہ مین یہہ ایک مشہور آباد قصبہ ہے پہلی یہہ چہوٹا سا گانون تہا اور گرد اوسکے ویرانہ
تہا جب امر سنگہ بگہی نے چغتائی سلطنت کے ضعف کے وقت اپنا تصرف یہان بڑہایا تو اوسنے اسی جگہ کو پسند اختیار
کی اور ایک قلعہ چار برج اور پختہ ڈیوڑہی کا بنوا کر قلعہ کے اندر اپنے رہنے کے پختہ حویلیان بنوائین تعمیر
قلعہ کے تعمیر ہونے سے یہہ گانو جائے امن ہو گیا ارد گرد نواح کے گانون کے لوگ جو یہان غارت گری سے
بہت تنگ آئے ہوے تہے یہان آکر رہنے لگے جب آبادی بڑہ گئی تو پکا شہر پناہ بنوایا گیا اور تین دروازے
رکہے گئے مدت تک امر سنگہ کی حکومت اسپر رہی اور ایک باغ بھی اوسنے یہان بنوایا اوسکے بعد رنجیت سنگہ
نے یہان قبضہ پایا تو ایک باغ اوسکے وقت مین بھی بنا اور شاہجہانی نہر جو اس قصبہ سے آدہ کوس

پر سے پختہ پل باندھا گیا علاقہ اس قصبہ کا بہت سیراب سرسبز و شاداب پہاڑ کے نیچے ہے غلہ افراط سے
پیدا ہوتا ہے خصوصاً چانول نہایت باریک خوشبو ہوتے ہیں ہلدی کی پیدایش کا یہاں حد و حساب نہیں ہے گنا
بھی اکثر بہت میٹھا و لذیذ مشہور ہے محال یہاں کا نہری و بارانی ہے کشمیری لوگ یہاں بہت رہتے ہیں اونکی
پٹیان بہت عمدہ بنائی جاتی ہیں دریائے راوی یہاں سے اڈھائی کوس اور بیاس گیارہ کوس پرے ہے اور بسبب سبزی
و شادابی کے گرمی کے موسم میں یہہ علاقہ بہشت کا نمونہ ہوتا ہے **کانووان** ضلع گورداسپور و باری
دوابہ کے علاقہ میں یہہ قصبہ چھنب کنارے ناڑی کے آباد ہے شاہان دہلی کے وقت میں بسبب بیلے کے اکثر
بادشاہ اکثر اوقات یہاں آکر شکار کھیلا کرتے تھے یہہ قصبہ زیادہ تر آباد ہو گیا اور اپنے اپنے ٹھہرنے کے
مکانات امیروں نے یہاں پختہ و عالیشان بنوائے اس شہر سے بیاس تک چھنب طول چودہ اور چھ کوس
لمبی میں بھرا ہوا آب چنبہ اور پست ہی بہت کانو اوسمین آباد ہیں اور بعض مقامات پر بسبب اشجار و جھنبہ بسیار
گذر پیادہ و سوار کا بھی وہاں مشکل ہوتا ہے آہو و گوزن وغیرہ جنگلی درندوں کا شمار نہیں ہے شیران
مردم خوار و پلنگان آہو شکار جو کہ خلق آزار وہاں اتنے رہتے ہیں کہ کہیں نہیں رہتی اور ایک جھیل
بڑی عرض و طول کی یہاں موجود تھی جسکو کانووان کا چھنب بولتے تھے اوسمین مچھلی مرغابی کا شکار بھی انتہا سے سیر و
شکار کے شوق مند وہاں کشتی میں بیٹھ کر شکار کھیلتے تھے کنول کے پھول سنگھاڑہ وغیرہ آبی نباتات اور پھول
پیدا ہوتے تھے سنگھاڑہ خشک و تر کی یہاں تجارت ہوتی تھی جھیل کے اندر شہنشاہ اکبر نے حویلیان و نشیمن دلپسند کا بنوائی تھیں
جنکے نشان موجود ہیں شیر سنگہ رنجیت سنگہ کے بیٹے نے بھی اپنی عملداری کے وقت اس جھیل کے اندر ایک
بارہ دری تعمیر کی اور مدت تک یہاں شکار کھیلا کیا غرضکہ پنجاب کے ملک میں ایسی شکارگاہ اور کوئی
جگہہ نہین تھی کہ جہاں دشتی و آبی دونو قسم کا شکار ملتا ہو مگر اب سرکار انگریزی نے اتنی بڑی جھیل کا
پانی نکلوا کر زمین خالی کر دی اور تمام آباد و قابل زراعت کرا دی اب اوس جگہہ لاکھوں من غلہ پیدا ہوتا ہے
اور کئی گانو آباد ہو گئے ہیں **سری گوبند پور** باری دوآبہ ضلع گورداسپور تحصیل
بٹالہ کے علاقہ میں یہہ ایک قصبہ دہنی کنارے دریائے بیاس اور لاہور سے شمال مشرق کو بفاصلہ [illegible]
میں کے آباد ہے آبادی اسکی دریائے بیاس کے اونچے کنارے کے اوپر واقع ہے بانی اسکا گورو ارجن سکھوں کا
ملا جالندہر ہے یہہ بستی ہر گوبند چھوٹے بیٹے اپنے کے نام آباد کی اول یہہ گانو بہت چھوٹا تھا
بعد ازان جسقدر ترقی سکھوں کی ہوتی گئی اسیقدر یہہ گانو آباد ہوتا چلا گیا پہلے تمام شہر میں مغلوں کے محلہ
میں ایک ہی مسجد بنی ہوئی تھی سکھہ مسلمانوں کو دوسری مسجد بنانے نہیں دیتے تھے اب جب سے سرکار
انگریزی کی عملداری ہوئی ہے مسجدیں بہت بن گئی ہیں اور بسبب وسیع ہونے زمین قصبہ کے گنو دن کا

پانی بہت دور اور عمیق ہے مثال اس قصبہ کا اکثر بارانی ہے قصبہ مین مکانات پختہ بہت بنی ہوئی ہین بازار بھی کشادہ ویر تجارت ہی بڑے ساہوکار مالدار دوکانین کرتے ہین **فتح آباد** بابی دوآب کے علاقہ مین یہہ قصبہ شاہنشاہ جہانگیر کے عہد مین ونیز بلند کنارے دریاے بیاس پر آباد ہوا اور نام اسکا شاہ آباد رکھا گیا پھر آدینہ بیگ خان کے حکومت کے وقت بسبب اسکے کہ وہ اور اوسکا لشکر آدینہ نگر کے آباد ہونے سے پہلے یہان رہتا تھا آبادی اسکی بہت بڑہ گئی اور نوبت آبادی کی چار ہزار گھر اور ایکہزار دوکان تک پہونچ گئی مگر آدینہ بیگ کے مرنے کے بعد سکہان سنگہان اسکے طرف بہت متوجہ ہوئے کئی مرتبہ غارت کیا مکانات اسکے علاوہ بڑے بڑے عمارات کو منہدم کرکے شہتیر انکا لکر لیئے غرض سکہون نے اسکی ویرانی و بے چراغی مین ایک دقیقہ باقی نہ چہوڑا چند سال تک یہہ اجڑا ہوا پڑا رہا کچھہ مدت کے بعد اسکی آبادی پھر شروع ہوئی اور بھاگے ہوئے لوگون نے پھر آکر اپنے اپنے مکانات بنائے اور کچی پکی عمارتین مختلط تعمیر کین بعد ازان جب فتحسنگہ اہلو والیہ نے اسکو فتح کیا تو شاہ آباد نام بدل کے فتح آباد نام رکھہ دیا اور فتحسنگہ کے اہلکار جو اکثر مسلمان تھے اونہون نے چند مسجدین و حویلیان پختہ تعمیر کین **ڈیرہ بابا نانک** یہہ قصبہ دریاے راوی کے کنارے پر لاہور سے چالیس کوس بگوشہ شمال مشرق آباد ہے سکہون کی عملداری مین اس قصبہ مین بڑی آبادی ہوئی پختہ مکانات بنے بازار کشادہ بنایا گیا تجارت کی ترقی ہوئی اور ایک سبب زیادہ تر آباد ہونے اس قصبہ کا یہہ ہوا کہ بیدی نانک کی اولاد یہان بکثرت رہتی تھی اور تمام پنجاب کے سکہہ ہزارہا روپیہ نذر کے اونکو دیتے اور نانک کے مندر پر چڑہاتے تھے رنجیت سنگہ کے وقت پانسو گانو اوس مندر کے مصارف کے واسطے واگذار ہوئے اور بیشمار روپیہ نقد خزانہ سے بھی نذرانہ بھیجا جاتا کئی مرتبہ خود بھی رنجیت سنگہ وہان گیا اور ہزارہا روپیہ و جواہرات و اشرفی نذر کیے رنجیت سنگہ کی عملداری مین کئی مرتبہ بیدیون کی آپسمین جنگ و جدل و کشت و خون وقوع مین آیا مگر رنجیت سنگہ نے بپاس ادب اونکے معاملات مین دخل نہ دیا بلکہ وہ اسقدر مطلق العنان تھے کہ جو چاہتے سو کرتے کوئی اونکا پرسان حال نہوتا مندر نانک کا جسکو نانک کا ڈیرہ کہتے ہین رنجیت سنگہ نے بڑا عالیشان بنوایا گنبد طلائی کرایا ہندو کہتری مسلمان اس قصبہ مین بہت رہتے ہین مگر بیدی بکثرت ہین جنمین سے اب بھی بعض جاگیردار و پنشن دار ہین **شکر گڈہ** ضلع گورداسپور مین یہہ ایک قصبہ اور شکرگڈہ کا صدر مقام ہے تحصیلدار اسسٹنٹ صاحب ضلع گورداسپور کے یہان کام کرتا ہے عمارت اسکی خام ہے مگر تحصیل کا جو مقام ہے وہ اور تھانہ کا مکان پختہ بنا ہوا ہے پہلے یہہ غیر مشہور قصبہ تھا مگر اب بسبب مقرر ہونے تحصیل کے مشہور ہو گیا ہے شکرگڈہ اصل مین نام ایک قلعہ کا

ہے جس مین اب کچہری تحصیل کی ہوتی ہے یہہ قلعہ پہلے سردار حقیقت سنگھ نے بنوایا تھا جو آغاز سلطنت سکھی
مین اس علاقہ مین قابض ہوا تھا پھر سرداران سندھانوالیہ نے جنکی جاگیر مین یہہ علاقہ تھا اس قلعہ کے گرد کی
گانو کا نام اصل مین کوٹلی ہے نیشکر اس علاقہ مین بکثرت پیدا ہوتا ہے قوم گوجر اس پرگنہ مین بکثرت رہتی ہے
اور موضع دین پور مین قبر نوگزہ پیر کی ہے وہان سال بسال بہت بڑا میلہ ہوتا ہے **شہر لاہور**
یہہ شہر دار الحکومت و دار السلطنت ملک پنجاب کا دریاے راوی کے بائین کنارے پر بفاصلہ دو میل آباد
ہے عمارت اسکی بہت پرانی ہے پہلے تواریخون مین اسکا نام کہین لہاور اور کہین لہانور اور کہین لوپور
اور کہین لاہور تحریر ہے امیر خسرو دہلوی اس شہر کو کتاب قران السعدین مین لاہور کے نام سے یاد کرتے ہین اور
شعر جو اوس کتاب کا یہہ ہے شعر از حد سامانہ تا لاہور ۔ ہیچ عمارت نہ مگر در کثور ۔ اس سے معلوم
ہوا کہ آٹھوین صدی سنہ ہجری کے ابتدا مین جب امیر خسرو دہلوی زندہ تھے تو اس شہر کا نام لاہور
ہی تھا اصلی نام اس شہر کے بانی کا بسبب گذر جانے مدت دراز کے بخوبی معلوم نہین ہوتا کہ آیا یہہ اصل
کس راجہ نے اسکی بنیاد رکہی عموماً یہہ مشہور ہے کہ راجہ رامچندر کے بیٹے لوہ نے اسکو آباد کیا اور لوپور نام رکہا
پھر لوپور سے لاہور بغلط العام مشہور ہوگیا بلکہ صاحب خلاصۃ التواریخ بھی اسی قول کی تصدیق کرتا ہے
مگر سواے خلاصۃ التواریخ کے اور کسی تاریخ پرانی مین لاہور کا کہین ذکر بھی نہین ہے بلکہ صاحب رسالہ
تحفۃ الواصلین جسکو مسمی احمد بخاری نے سال ۱۲۳۲ھ مین شاہان تیموریہ کے وقت لاہور کے علما و
مشایخ کے حال مین تصنیف کیا ہے خلاصۃ التواریخ کے مضمون کے برخلاف تحریر کرتا ہے اور لکہتا ہے کہ اس شہر کو
اول راجہ بکرماجیت نے جو پانڈون کی اولاد سے بڑا راجہ تھا بنایا اور نام اسکا بکرماجیت پوری رکہا اور وہ قوم
آبادی اسکی بمقام جہان اب یہہ شہر ہے کچہہ مدت کے بعد یہہ شہر ویران ہوگیا مدت بعد راجہ [illegible] کے
حکم سے اسکی آبادی کی بنا رکہی گئی ہنوز آباد نہین ہونے پایا تھا کہ راجہ بکرماجیت مر گیا اور سمند پال کی تخت نشینی
ہوا اوسکے وقت مین آبادی اسکی باتمام پہونچی اور سمند نگری نام مشہور ہوا بعد ازان جب راجہ دہر سنگھ دہلی
کے تخت پر بیٹھا تو اوسنے یہہ شہر لوہا چند اپنے برادرزادے کی جاگیر مین بعوض کل ملک متعلقہ پنجاب کے عطا کیا
اوسنے اس شہر کو دار الحکومت بنایا اور آبادی مین بہت کوشش کی اور سمند نگری سے نام بدل کر لوہاور
رکہا بعد مدت کے بسبب کثرت استعمال کے لوہاور کے لفظ سے واو دونون حذف ہو کر لاہور رہگیا یہہ
دار السلطنت بقرب عہد سلطان سبکتگین و سلطان محمود غزنوی کے راجہ اس شہر کا جی پال تھا جسکے
بعد انند پال اوسکا بیٹا راجہ بنا اور پھر یہی رنجیت سنگھ کے عہد تک برابر تسلط اہل اسلام کا رہا اس
شہر پر بہت کچھ تباہی اور غارت ہوا کہ حال مفصل اون صدمونکا تمام کی تواریخ مین علیحدہ تحریر ہوگا اگر چاہو

جہانگیری و شاہجہانی و عالمگیری عہد میں اسکی آبادی نے بڑی ترقی پائی حصار کے باہر بھی دور دور تک آباد ہوگیا
چلا گیا تھا یہی موضع مزنگ جو اب لاہور سے ایک کوس پر ہے وہ عین ایک محلہ باہر کی آبادی میں تھا
جنوب مشرق کی سمت کو اسکی آبادی میاں میر کے روضہ کے در سے تک تھی اور موضع گنج جو لاہور سے تین
میل پر ہے وہ بھی گنج پورہ محلہ کہلاتا تھا بہت سے محلے مثل گذر رنگا خان و دولی دوازی و لکھی محلہ و سید مٹھ
خوجہ محلہ وغیرہ شہر کے باہر آباد ہوگئی تھی اور آبادی کی [illegible] فروخت ہوتی تھی
انھیں بادشاہوں کے عہد میں قلعہ لاہور و ثمن برج و شالامار و مسجد وزیر خان و بادشاہی مسجد وغیرہ اور
ہزاروں عمارتیں عالیشان لاکھہا روپیہ کے صرف سے تیار ہوئیں بلکہ شاہجہانی عملداری میں ایک مکان عالیشان
آصف خان وزیر کا اس شہر میں بائیس لاکھہ روپیہ کے تیاری کا بنا جسکا نام و نشان سکھوں نے مٹا دیا ایک جگہ تک
دارا شکوہ شہزادہ نے قریب اپنی حویلی کے دہلی دروازہ کے باہر ایک بنوایا تھا جسکے ساتھ کا [illegible] اور دوسرا
مندر کے سر زمین میں نہ تھا وہ بھی سکھوں کی دست درازی سے گرا دیا گیا جسکی بنیاد کی اینٹیں لگا لگا کر [illegible]
ٹھیکیدار نے سرائے بنوائی عالمگیر کے عہد میں دریا سے راوی شہر کے قریب آگیا قریب تھا کہ شہر غرقاب ہو جاوے
بادشاہ نے بہت سا روپیہ صرف کرکے ایک پختہ بند تین کوس تک بنوایا اور [illegible] پانی کے غرقیابی سے محفوظ کیا
جسکے نشان اب تک موجود ہیں [illegible] سلطنت مغلیہ کے ضعف کے وقت سکھوں نے بیتاب ہوکر دل کھول کھول کے
اس شہر کو لوٹا اور جلایا گھر مسمار کردئے لکڑیاں وغیرہ لے گئے اس [illegible] حصار سے باہر جو حصہ آباد تھا کل
اجڑ گیا بلکہ حصار کے اندر بھی جو تھا حصہ آباد رہ گیا باقی سب لوگ سکھوں کے ظلم کے مارے بھاگ کر چلے گئے
شہر کی یہ حالت تھی کہ وہ آفت آئی کہ [illegible] لگی [illegible] گھر [illegible] سے [illegible]
[illegible] کا حال پریشان [illegible] شہر میں [illegible] علیحدہ علیحدہ
آبادی میں حکمران تھے وہ رعایا سے کبھی زیادہ [illegible] آخر [illegible] الٰہی ہوئی تو اول تیرہ برس تک
رات دن [illegible] قحط [illegible] شہر [illegible] آبادی کی ظہور میں آئی اور
بڑی کوشش سے حصار کے اندر کا شہر آباد کیا شہر پناہ کی مرمت کی [illegible] دروازے دوسرے دروازے
ہوا سکے امرا و وزرا نے بھی مثل جمعدار خوشحال سنگھ و دھیان سنگھ و فقیر عزیز الدین و نور الدین و راجہ دینا ناتھ
وغیرہ نے شہر کے اندر بڑے بڑے عمارات عالیشان بلند و وسیع بنوائیں [illegible] اکثر بادشاہی عمارات
مثل مسجد بادشاہی و مقبرہ جہانگیر کے [illegible] رنجیت سنگھ [illegible] اکھڑوا کر
ویران کر دیا تھا مگر نئے مکانات حویلیاں باغ وغیرہ [illegible] الغرض سکھوں کی اخیر سلطنت
تک لاہور کی آبادی دن بدن ترقی پر تھی [illegible] بازار [illegible] اور [illegible] ہوگئے تھے

جب انگریزی زمانہ آیا تو انہوں نے آتے ہی شہر کی صفائی کا حکم دیا بازار انارکلی کا منقطع و خوشنما تعمیر کرایا
ہزاروں کوٹھیاں بارگین نئی تعمیر ہوئیں پرانے کھنڈرات لاہور کے برابر کرائے بڑی بڑی مٹاکر ناہموار
زمینوں کو ہموار کیا پرانے بادشاہی مکانات کی مرمت کرائی میاں میر کے میدان میں جہاں آبادی کا نام
نہ تھا چھاونی فوج کی مقرر کی اور اسقدر آبادی ہوئی کہ دوسرا لاہور وہاں آباد ہو گیا شہر کے خندق
بھروا کر خندق کی جگہہ چاروں طرف باغ لگوا دیئے ایک چھوٹی سی نہر لاہور کے زیر دیوار کھدوا کر
فیض عام جاری کیا زنانے مردانے گھاٹ نہانے دہونے کے نہر کے اندر پختہ بنوائے شہر پناہ لاہور کا
جو بڑا بلند و بیہودہ تھا گروا کر پست بنوایا شہر کے بازاروں کے سڑکوں کے از سر نو فرش کروا کر دو طرفہ نالیاں
رکھوائیں دوکانوں کے آگے چوبی چھپر خوشنما بنے ریل کا بڑا اڈا ایسا پختہ و خوشنما و خوبصورت بنا کہ ایسی اور کوئی عمارت
انگریزی عہد میں کہیں نہیں تھی غرضکہ حکام انگریز نے اسکی صفائی اور زیب و زینت کے بڑہانے میں کوئی دقیقہ
باقی نہیں چھوڑا اور فیض علم کا اسقدر جاری فرمایا ہے کہ گلی گلی کوچہ کوچہ مدرسے سرکاری اور شہر والوں
کے جاری ہیں بڑے مدرسے سرکاری کالج و تعلیم المعلمین ہیں اور اوسکے شاخین شہر کے اندر تحصیل و ضلع ہو
ہیں دوسرا بڑا مدرسہ مشن کہلاتا ہے جو پادری کا ہے اوسکے شاخین بھی بہت ہیں یونیورسٹی و انجمن پنجاب
کمیٹیاں ہو کر رسالے و صرف ترقی علم اور رفاہ عام کی تدبیرین سوچی جاتی ہیں ڈائرکٹر صاحب جو سررشتہ
افسر مدارس پنجاب کے ہیں وہ بھی لاہور میں رہتے ہیں اس سبب سے اور بھی علم کی ترقی میں ترقی ہوتی چلی جاتی
اشراف اخلاف ہندو مسلمان انکی چار چوبا ہے سو علم تر ہے کسکو مناقت نہیں ہے علاوہ اسکے ایک بڑا
موجب ترقی علم کا یہ ہے کہ خاص لاہور میں اکثر چھاپے خانے جاری ہیں جن میں ہر ایک علم کی کتابیں چھپتی ہیں
اور جو کتاب چھپی ہے وہ ہیون کو ہاتھ آتی یا ار پیسوں کو ملجاتی ہے - عمارت اس شہر کی پختہ و گنجان ہے مکانات
دو منزلہ سہ منزلہ چار منزلہ پنج منزلہ بکثرت ایک ایک منزلہ بہت کم ہیں کوچے بازار تنگ ہیں کارخانے پشمینہ بافی
وردی و ریشم کی بہت جاری ہیں گلبدن ریشمی جہاں بڑا اعلی بنا جاتا ہے اور صدہا کارخانے جاری ہیں
جنکی تفصیل کے لکھنے سے طوالت ہوتی ہے ہر ایک قوم ہندو کھتری اروڑے مسلمان سید قریشی مغل پٹھان
شیخ خوجے کشمیری بکثرت یہاں رہتے ہیں آب و ہوا لاہور کی اچھی ہے گرمی و سردی بدرجہ اوسط ہے شہر کے
لوگ سادہ دل خوش مزاج خوش رو خوشگو مدارات ہیں مگر اب جھوٹھ اور فریب اور بدعادت بہت شہر کی
اور دو رنگی بہت پھیل گئی ہے - یہ شہر دار السلطنت کل پنجاب کا ہے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر و صاحبان
چیف کورٹ و فنانشل کمشنر بہادر و ڈائرکٹر صاحب و لفٹنٹ گورنر بہادر و دیگر حکام اعلی جنکی حکومت کل پنجاب پر ہے یہاں قیام
رکھتے ہیں ضلع و کمشنری کی کچہری بھی یہاں ہوتی ہے کمشنری کے متعلق لاہور گوجرانوالہ فیروزپور تین ضلع اور

ضلع کے متعلق چار پرگنے لاہور چونیان قصور شرقپور ہے اسسٹنٹ و اکسٹرا اسسٹنٹ کے کچہریان باستحقاق صاحب
ڈپٹی کمشنر بہادر کے الگ ہوتے ہین ایک کچہری آنریری مجسٹریٹون کی جنمین نواب نوازش علی خان و نواب
عبد المجید خان و فقیر قمر الدین و شیخ شہاب خان و رائے مول سنگھ و دیوان بھگوانداس و پنڈت جوالا ناتھ و لس لعالم
ہین لاہور کے اندر ہوتی ہے اور ایک آنریری مجسٹریٹ دیوان سجناتھ ضلع مین کچہری کرتے ہین یہ ہمو امرا ان
رئیسون سے کے اور رؤسا لاہور کے مثل راجہ ہربنس سنگھ و نواب غلام محبوب سبحانی وغیرہ اگرچہ عدالت کے کام
امور مقدمون مین مگر ہر ایک کام کے صلاح و مشورت و کمیٹی مین وہ بلائے جاتے ہین شہر کی صفائی کا کام بھی میونسپل
کمیٹی کے معرفت ہوتا ہے اور کل اخراجات خاص لاہور کے چونگی کی مد سے ہوتے ہین اوسی کمیٹی کے تجویز سے
ہوتے ہین کل ضلع کی مردم شماری پچھلے شمار کے موجب چھ لاکھ چھیالیس ہزار تین سو تین ہے مگر اب زیادہ تر
ترقی ہے ضلع کی کچہری کا مکان شہر عالیشان بن رہا ہے — فقیر غلام سرور جامع اوراق بھی خاص
لاہور کا رہنے والا ہے بزرگ بندہ کے ملتان سے لاہور مین آئے تھے اور اپنے رہنے کا محلہ علیحدہ آباد کر لیا
تھا جو اب تک مفتیون کی کوٹھی کہلاتا ہے چالیسے قحط کے تفرقے مین بندہ کے بزرگ بھی لاہور سے جا بجا
نکل گئے اور تو امن کے وقت واپس آگئے صرف احمد بخش قریشی برادر ہم جدی بندہ کا موضع منج ضلع امرتسر
رہتا ہے اور احمد بخش چچہ کمترین کا بھی اون ہی مین تھا احمد بخش کا باپ جا فوت ہوا ہے اور بندہ کا دادا مفتی رحیم اللہ تھے یہ
حقیقی بھائی تھے باپ کے مرنے کے بعد بتوسل سسرال کے احمد بخش نے لاہور سے نکل کر وہان بود و باش اختیار
کی اور بندہ کا دادا مفتی مولا بخش موضع منج مین جا کر رہے اونکے بعد مفتی نبی بخش و امیر بخش و عمر بخش و حسن علی چار
بھائی وہان رہتے رہے اب وہین سے محمد بخش امیر بخش کا بیٹا رہتا ہے لاہور مین بندہ او محمد چراغ دین چلا آیا اور
برادر زادگان پسران محمد عمر مرحوم و مظفر دین و فصیح الدین پسران و غلام محی الدین پسر مفتی غلام رسول مرحوم رہتا ہے
اپنا ... و شیخ بہاء الدین ... یا ملتانی کا احوال ہین تحریر کریگا — شہر لاہور کے مسلمان رئیسون مین سے نواب
نوازش علی خان فرزند نواب علی رضا خان قزلباش بڑے رئیس و جاگیر دار و فیاض صاحب خیر و برکت ہین
اگرچہ شیعہ مذہب ہین مگر تعصب کا نام بھی نہین ایام محرم مین انکے دولتخانہ مین سے برابر فیض سنی و شیعہ
کو ہوتا ہے بہت سا روپیہ اس رئیس کا کار خیر و دینی و دنیاوی مین صرف ہوتا ہے خلق بھی نہایت نیک ہے
اونکے بھائی نواب ناصر علی خان و نثار علی خان بھی کمال خلیق و حلیم اور خیرخواہ خلائق ہین — دوسرے رئیس
نواب غلام محبوب سبحانی ہین جنکے باپ نواب شیخ امام الدین اور دادا شیخ غلام محی الدین مہاراجہ کے عہد مین کشمیر کے
ناظم تھے یہ رئیس سخن سنج و سخن فہم بھی ہے فارسی شعر بہت اچھا شستہ لکھتا ہے خلق ... کیسا ہین
البتہ آمدنی کم اور خرچ ریاست کا زیادہ ہے اور طبیعت فیاض ہے اس خاندان کے معزز رئیسون حین ...

شیخ ستار سیٹھ خان آنریری مجسٹریٹ لاہور و شیخ فیروز الدین بھی صاحب عزت و صاحب جائداد موجود ہیں
شیخ فقیر قمر الدین فرزند خلیفہ نور الدین ہے انکے پدر بزرگوار نور الدین مہاراجہ کے دربار میں مشیر با تدبیر
و مقرب بارگاہ تھے اونکے چچا فقیر عزیز الدین و امام الدین بھی شہرہ آفاق امیر کبیر و معالج و طبیب صاحب مہاراجہ
کے تھے مہاراجہ کے عہد میں علم کی روشنی گویا اسی خاندان میں تھی درس ہمیشہ جاری رہتا تھا سخاوت
بھی عام تھی سینکڑوں درویشوں کو سبق و طعام دیتے تھے ان کے بزرگ خاندان نوشاہیہ قادریہ کے
فقیر تھے اسواسطے فقیر کہلاتے تھے باوجود اس عالیجاہی کے لباس بھی گیروا اکثر اوقات ہوتا تھا فقیر
عزیز الدین کے صاحبزادے فقیر سراج الدین بھی بڑے نامی امیر تھے اور انکے بھائی جمال الدین بھی شہرہ آفاق
ہیں فقیر نور الدین کے فرزند فقیر شمس الدین گویا اسم با مسمی نہایت دیندار بامروت صاحب خلق و محبت
اونکے فرزند زین العابدین و برہان الدین و شہاب الدین موجود ہیں دوسرے فرزند نور الدین کے فقیر ظہور الدین
و حفیظ الدین موجود ہیں اور تیسرے فقیر قمر الدین نہایت حلیم و کم گو و منصف مزاج حاکم ہیں اور عہدہ آنریری
مجسٹریٹی پر ممتاز ہیں — ہو بھی خاندان نوابان ملتان اولاد و اقارب نواب مظفر خان والی ملتان میں
انہیں سے نواب جانگلیب خان و احمد علیخان و نواب عبد المجید خان نامور و رئیس ہیں — نواب عبد المجید خان
کو اپنے خاندان تصور کرنا چاہئے کہ وہ سرکاری خدمت آنریری مجسٹریٹی پر بھی مامور رہیں اور معالج اسکے
ہزاروں بیمار اونکی دست شفا سے صحت پاتے ہیں — ہندوؤں میں سے بڑا خاندان راجہ ہربنس سنگھ کا
شمار ہوتا ہے اور راجہ صاحب [illegible] ہزار روپیہ سالانہ کے جاگیردار ہیں یہ جانشین
راجہ تیجا سنگھ کے ہیں جو مہاراجہ کے وقت سپہ سالار تھے اور جمعدار خوشحال سنگھ بانی اس خاندان کا
مہاراجہ کے دربار میں امیر الامرا تھا اوسکا بیٹا سردار بھگوان سنگھ بھی چون ہزار روپیہ سالانہ کا
[illegible] فیاض سخی دل کہلا سردار [illegible] ہے اوس سردار کی داد و دہش کا حال
اگر لکھا جائے تو طوالت ہو [illegible] دوسرا خاندان پنڈت کشمیری اس خاندان میں سے پہلے دیوان گنگا رام
دہلی سے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی خدمت میں آکر دیوانی کی خدمت پر ممتاز ہوئے اور انکا بیٹا دیوان اجودھیا پرشاد فوج کا دیوان تھا انکا فرزند دیوان
[illegible] انگریزی عملداری میں [illegible] اکسٹرا اسسٹنٹ و آنریری اسسٹنٹ رہا اب اسکا فرزند خورد سال
[illegible] موجود ہے [illegible] اس خاندان کا راجہ دینا ناتھ تھا جنکی سخاوت
[illegible] شہرہ [illegible] مہاراجہ کے سرکار میں محکمہ دیوانی کا افسر کل
انکا صاحبزادہ دیوان [illegible] اکبری مرد فاضل و شاعر و امیر تھا انکا دیوان اشعار موجود ہے اور انکا
[illegible] راجہ دینا ناتھ کا کنور [illegible] ناتھ بھی مرد خوش طبع و شاعر [illegible]

وباذل آدمی ہے اور مزاج کا نہایت خلیق — لاہور کے نیکنام اہلکارون مین سے فی زمانا سردار جیند سنگھ کوتوال اس لائق ہین کہ اونکا ذکر خیر کتاب مین درج ہو یہ شخص صحبت و خلق کے وقت نہایت نرم اور کام سیاست مین نہایت گرم ہے طرفہ یہ کہ اوسکے نیک عادتون سے حاکم و رعایا دونو خوش ہین ملازم پولیس ہو کر نیکنام رہنا اوسی مرد کا کام ہے باوجودیکہ کار سرکار کے انجام کے وقت وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتا چورون و بدمعاشون کو برابر سزائین ہوتی ہین تسپر بھی شہر والون مین سے کیا امیر کیا غریب کیا نیک کیا بد اس شخص کے مداح و ثناخوان ہین — رلے بہادر کنہیا لال ایگزیکٹو انجنیر لاہور ڈویژن بھی سرکاری عہدہ دارون اور روساے نامی گرامی مین سے ایک چشمہ فیض و دریاے مروت مشہور ہین اونکے اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ کی تشریح احاطہ تحریر و تقریر سے افزون ہے ہزارون آدمی اونکے خوان مروت و احسان سے بہرہ پاتے ہین مولف کتاب غلام سرور بھی چھ سال کے عرصے سے اونہین کے ملازمون اور نمکخوارون کے سلک مین منسلک ہے طبیعت راے صاحب کی نہایت موزون ہے اور فارسی نظم لکھنے کا کمال شوق ہے چنانچہ کتاب گلزار ہندی و یادگار ہندی و جنگنامہ و ظفرنامہ رنجیت سنگھ المعروف رنجیت نامہ اونکے مصنفہ و منظومہ کتابین بار بار چھپ کر مشہور ہو چکی ہین اردو مین بھی اخلاق ہندی و مناجات ہندی دو کتابین مقبول و منظور خاص و عام ہین ہندی اونکا تخلص ہے اب ایک جلد بد تصنیف اونکی تاریخ پنجاب مشہور ہونے والی ہے جو زیر طبع ہے — لاہور کے علما و فضلا مین سے حافظ ولی اللہ کو ایک پہلوان دین تصور کیا جائے تو بجا ہے کہ علم مناظرہ مین بڑے بڑے پادری عیسائی اونکے روبرو لاجواب ہو چکے ہین شیعہ کے مسائل کا بھی وہ ایسا جواب دیتے ہین کہ کوئی بول نہین سکتا آجکل لاہور مین اسی بزرگ کا فتوی احکام دین مین مانا جاتا ہے باوجود نابینائی کے خدا نے اس شخص کو باطنی روشنی سے اسقدر عنایت کی ہے کہ ہر ایک علم کے مسائل اسکو زبان یاد ہین اگرچہ مولوی خلیفہ حمید الدین و غلام محمد وغیرہ اور فضلا لاہور کے خاندانی مولوی و فاضل موجود ہین مگر حافظ ولی اللہ کے حافظہ کو کوئی نہین پہونچتا اور جو اس زمانہ کے نو تعلیم یافتہ مولوی و فاضل یونیورسٹی کے سند یافتہ پیدا ہوئے ہین وہ فروعی علم ریاضی و منطق و تحریر اقلیدس و نظم و نثر کے فاضل ہین دینی علوم مین اونکو بہرہ نہین ہے اگرچہ وہ اپنا نام مولوی وغیرہ مستعد رکھا ہو اونمین ہے خلق و ادب فیض رسانی نام کو نہین اونکو اظہار نام مین صرف تضیع اوقات ہے اسواسطے متروک ہین لاہور کے شعراے شیرین کلام مین سے پرانا شاعر و ناظم آور رفیع الزمان المتخلص بہ پسر ہے سکھون کے وقت وہ اوستاد مشہور تھا فی الحقیقت اوسوقت سخن گوئی مین وہ ثانی خسرو کا سا گنا جاتا تھا مگر جب سے انگریزی عملداری ہوئی اوسنے شعر لکھنا ترک کر دیا ہے عمر بھی ضعیفی کی آگئی ہے

علاوہ اسکے نکلت داری کے کام نے اوسکا منہ خالی کر دیا۔ دوسرے الٰہی بخش رفیق اگرچہ خاص لاہور کے
رہنے والا نہیں مگر آجکل وہ لاہور کے شعرا میں سے تصور کیا جاتا ہے شعر اردو لایق تعریف کہتا ہے مفتی امام بخش
بٹالوی ایک مشہور شاعر ہے اسکا دیوان فارسی بھی چھپ چکا ہے مولوی محمد حسین آزاد بھی نہایت اچھا اردو
فارسی شعر لکھتا ہے مضامین اکثر آزادانہ ہوتے ہیں سید شاہ سرور گیلانی شایق تخلص بھی نہایت شستہ شعر
لکہتے تھے افسوس کہ اب وہ فوت ہو گئے ہیں اونکے شاگردوں میں سے میاں ذبیح اچھے شاعر ہیں اردو
غزل انکی نہایت اچھی ہوتی ہے مصرا داس قابل تخلص فرزند مصر بیلی رام خزانچی مہاراجہ رنجیت سنگھ
کے بھی اعلی درجہ کے شاعر ہیں مثنوی فارسی لایق تعریف لکہتے ہیں چند کتابیں منظوم فارسی ان کی لکھی ہوئی
مشہور شایع ہیں جیسا تصانیف لاہور میں اسکے بہادر کنہیا لال ہندی تخلص ہیں جنکا ذکر پہلی جلد کو ہو چکا ہے۔ خاص لاہور کے خوشنویس
مولوی فضل الدین فرزند میاں محمد بخش صحاف کے نہایت مشہور و معروف آدمی ہیں فی الحقیقت نستعلیق فارسی خوشخط انکی عمدہ ہے
علاوہ اسکے کار نقاشی وغیرہ میں بھی استاد ہیں آدمی جامع الفنون با مروت خوش مزاج و خوش خلق و نرم دل و حلیم ہیں دوسرے مشہور
خوشنویس میرزا امام ویردی کابلی ہیں تیسرے میاں سید محمد یہ شخص بھی نہایت اچھا لکھتا ہے غرض
ان تینوں خوشنویسوں کو لاہور میں خوشنویسی کا مادہ کہنا چاہیئے اور تمام خوشنویس انہی کے شاگردوں میں
شمار ہوتے ہیں میاں فضل الدین کے اوستاد میر بخش مرحوم خوشنویس سکھی عہد میں ایک لاثانی خوشنویس
تھے جنکے شاگردوں میں سے فضل الدین بیشک صاحب نام ہوئے مولف کتاب بھی میاں میر بخش کا شاگرد
تھا اس شہر میں قدیم خاندان قاضیان لاہور کا نہایت نامآور تھا سب سے اول محمد شاہ بادشاہ کے عہد
میں بزرگ اس خاندان کا شیخ عبد الباقی اپنے کمال علم و اتقا کے سبب قاضی قرار پایا مدت العمر اوسنے اس
عہدہ کا حق بکمال دیانت و امانت ادا کیا اوسکے بعد اوسکا بیٹا قاضی نظام الدین باپ کا جانشین ہوا مہاراجہ
رنجیت سنگھ نے جب لاہور کی حکومت حاصل کی تو یہ عہدہ بدستور قاضی نظام الدین کے سپرد کیا اوسکے تین بیٹے
تھے ایک سمیع الدین دوسرے معین الدین تیسرے امام الدین سمیع الدین عہدہ قضا پر ممتاز ہوا اور امام الدین
کو عہدہ افتا ملا اور معین الدین اونکے مددگاروں میں شمار کیا گیا سمیع الدین کے وفات کے بعد اوسکا بیٹا غیاث الدین
قاضی قرار پایا اب اوسکا فرزند قاضی شمس الدین لاہور کا قاضی ہے سکھی عہد میں شہر کا کام مثل [illegible]
و طلاق و نکاح و فتوی مسایل شرعیہ انکے متعلق تھا اب یہ کام بالکل انکے ہاتھ سے نکل گئے ہیں اور سرکار
انگریزی سے کسیطرح کی پرورش اس خاندان کی نہیں ہوتی کسیقدر نکاح و طلاق کا تعلق باقی رہ گیا ہے غیاث الدین
کا فرزند حفیظ الدین اور اوسکے بیٹے غلام محی الدین و ظہور الدین اب موجود ہیں امام الدین کے دو فرزند علاء الدین
کا تاج الدین و نقیب الدین لا ولد فوت ہو گئے۔ پنجابی و ہندی شعرا اگرچہ پہلے زمانہ میں وارث شاہ وغیرہ

بہت سی گذر چکے ہین جنکے اشعار زبان زد خاص و عام ہین مگر آجکل کے زمانہ مین سید فضل شاہ المتخلص بہ فضل سب سے گوی سبقت لے گیا ہے اسکے کلام مین تجنیس تکرار بہت ہے چند کتابین پنجابی زبان کے مثل سوہنی مہینوال و ہیر رانجہا و سسی پنون و یوسف زلیخا و لیلی مجنون وغیرہ اُسے پنجابی چہپ کر مشتہر ہو چکے ہین اس شاعر پنجابی کی طبیعت مشکل پسند بہت ہی سلیس اور عام فہم اشعار کم لکہتا ہے بسبب تجنیس اور کثرت تکرار کے شایق اوسکے پڑہنے مین ناچار ہو جاتا ہے نہایت شاقہ محنت اپنی اوپر گوارا کر کے وہ تجنیسی اشعار لکہتا ہے جسکا فائدہ لوگ کم اوٹہاتے ہین — شہر لاہور کے تیرہ دروازے ہین ایک دہلی دروازہ دوسری اکبری تیسری موچی چوتہے شاہ عالمی پانچوین لاہوری چہٹے موری ساتوین بہاٹی آٹہوین ٹکسالی نوین روشنائی دسوین مستی گیارہوین کشمیری بارہوین خضری تیرہوین ذکی اور دیوار اکبری فصیل کی جو بڑی بلند اور برج دار تہے انگریزون نے گرا کر انٹین فروخت کر لین اور چہوٹی سی دیوار جدید بنائی ہے فی الحقیقت شہر کی شان و شوکت جو فصیل کے پرانی دیوار سے تہی اب نہین رہی اس شہر کے اندر و باہر بادشاہی وقت کے عمارتین مسجدین و مقبرے اور علما و صلحا و مشایخ کے مزارین و سرائین بہت ہین اگرچہ سکہون کے وقت صدہا مقبرے اور مسجدین خشت فروشون نے گرا کر انٹین فروخت لی ہین تو بہی بہت باقی ہین اور نئے عمارتین سکہی اور انگریزی عہد کے بہی بیشمار ہین جنمین سے تہوڑے سے نامی مکانون کا حوال لکہا جاتا ہے **سرائے محمد سلطان** یعنی سرائے انگریزی عہد مین محمد سلطان ٹہیکہ دار نے بنوائی شاہجہان کے وقت یہان دارا شکوہ کا حوض بنا ہوا تہا عمارت اسکی عالیشان و پختہ بنی ہوئی ہے سرا کے شمال کیطرف ایک نیا بازار آباد ہوا ہے جسکو لنڈہ بازار کہتے ہین شرق کے طرف سرا کے ایک عمدہ باغیچہ بنا ہے دور دور سے مسافر آکر اسمین ٹہرتے ہین اور زیادہ تر باعث رونق کا یہہ ہوا کہ تعمیر کے بعد کئی سال تک بانی نے اسکا کرایہ نہ لیا اور سرائے مین لوگ مفت رہتے ہین **دیوان رتن چند کی سرای** یعنی سرائے دیوان رتنچند نے شاہ عالمی دروازے کے باہر انگریزی عملداری مین تعمیر کی یہہ سرائے بہی بڑی سرائے پختہ عمارت کی ہے شمالی دروازے کے آگے ایک چہوٹا سا تالاب ہے جو شہر کے پانی سے پر آب ہوتا ہے تالاب کے پاس ایک ٹہاکر دوارہ بلند و عالیشان بنا ہے دیوان رتنچند رنجیت سنگہ کے وقت حضور نویس تہا اور اب چند سال سے مر گیا ہے **قلعہ لاہور** اس قلعہ کی بنیاد شاہنشاہ اکبر کے وقت رکہی گئی جہانگیری عہد مین بہی اسمین اچہی اچہی عمارتین بنین شاہجہان بادشاہ نے اسکو خوب آراستہ کیا دیوان عام و تخت گاہ و دو خوابگاہ مین لاکہا روپیہ کی تیاری بعمارت سنگ مرمر دوسری تعمیر ہوئے ہین ہشتمن برج بڑا عالیشان مکان تعمیر ہوا اس قلعہ کے چارون طرف بڑی اونچی تہی

دیوار ہے اندر قلعہ کے بھی بڑے بڑے پختہ مکانات بنے ہوئے تھے جو اب انگریزی عملداری میں گرائی گئی اور گوروں کے رہنے کے لئے بارکین تعمیر ہوئیں سنگ مرمر کی ایک چھوٹی سی مسجد شاہجہانی عمارت کی اسمیں نہایت مطلوب مکان ہے جسکو موتی مسجد کہتے ہیں رنجیت سنگھ نے اسکا نام بدل کر موتی مندر رکھ دیا اور حکم دیا کہ لاہور کا خزانہ اسمیں رکھا کرے اب بھی انگریزی خزانہ اسمیں رہتا ہے قلعہ میں سکھ زمین بہت کھلا ہوا ہے گورہ فوج بامورچال رہتی ہے بڑے دروازہ اس قلعہ کے تین ہیں جو بالفعل دو ہیں ایک کہلاتا ہے غربی کے دروازے کے آگے جسقدر میدان کہ قلعہ کے دیوار اور مسجد بادشاہی کے درمیان ہے وہاں رنجیت سنگھ نے باغ بنوایا اور حضوری باغ نام رکھا اور ایک سنگ مرمر کی نہایت خوبصورت بارہ دری تعمیر کرائی وہ سمین بیگم کے روضہ سے پتھر اوتار کر لگایا گیا اور قبر کے تعویذ تک پتھر نہ چھوڑا وہ روضہ ٹوٹا پھوٹا موضع نوان کوٹ میں موجود ہے اور جسقدر پتھروں کی کمی ہوئی وہ اور مقبروں سے اوتار گیا۔

شالامار باغ یہ باغ شاہجہان بادشاہ غیاثی نے ۱۰۴۷ ہجری میں بنوایا اور عمارت و قطع وضع اسکی ایسی رکھی کہ تمام ہندوستان میں ایسا باغ کوئی دوسرا نہیں ہے پہلے یہ باغ پانچ قطعوں میں منقسم تھا مگر اب نہیں ہے دو باغ تو سکھوں کی بدعملی میں اوجڑ گئی عمارات انکا وسکے منہدم ہو گئیں اور تین باغ حیات بخش و فیض بخش و فرح بخش موجود ہیں اس باغ میں بڑے عمارات سنگین و مضبوط خوشنما عجیب پختہ و بارہ دریاں و آبشار و حوض و فوارے ایسی خوبصورت پتھر کے بنے ہیں کہ دیکھنے سے نظر سیر نہیں ہوتی پہلا باغ بہت اونچا ہے دوسرا پہلے سے ایک منزل پست ہے سیڑھیاں اوترکر اسمیں جاتے ہیں اسمیں بڑا وسیع حوض و بیشمار فوارے ہیں بلکہ اس باغ کی تقسیم بھی تین قطعہ میں ہوئی ہے شرقی و غربی قطعہ پست اور وسط کا قطعہ جہاں حوض و فوارے و آبشار ہے بلند ہے تیسرا باغ دوسرے سے بھی پست ہے چاروں طرف باغ کے بڑی پختہ اونچی دیوار ہے باغوں کے خاتمہ کے مقام پر پختہ برج بنے ہیں جنکے اوپر سنگ سرخ ہشت پہلو گنبد دار بارہ دریاں ہیں ایک حمام سرخ پتھر کا اور نقارخانہ کا مکان بھی ایسا ہے عالیشان سنگین بنا ہوا ہے کل فوارے اس باغ کے چارسو پچاس ہیں اور شاہ نہر کے پانی سے یہ باغ سیراب ہوتا ہے ہزاروں قسم کے درخت میوہ دار آم جامن انار وغیرہ اور طرح طرح کے پھول رنگ رنگ کے گلزار ہے کہ بہار کے موسم میں یہ باغ شالامار جنتی گلزار بن جاتا ہے اس باغ کے بارہ دریوں میں سے دو بڑی بارہ دریاں اور ایک چھوٹی بارہ دری سنگ مرمر کی سر تا پا بنی ہوئی تھیں ایک بڑی اونچی بارہ دری جو آبشار او رپختہ کے سر پر ہے اور دو فوارہ دار حوض کے شرقی و غربی بہت اگر رنجیت سنگھ اوسکا پتھر اوکھڑوا کر امرتسر لے گیا اور پتھر اوکھڑوا کر سفیدی کرا دی ایک حوض سنگ پشت کا تھا وہ رنجیت سنگھ سے پہلے گوجر سنگھ نے جو لاہور کے

ہیں حاکموں میں سے ایک حاکم تھا اوکھڑوا کر پتھر اوسکا کوڑیوں کے مول چکاگون کے پاس فروخت کرڈالا
انشا رکے جادر کے سامنے ایک شاہجہانی تخت سنگ مرمر کا حوض کے کنارے کے اوپر بنا ہوا ہے وہ بھی رنجیت سنگھ
نے چاہا کہ اوکھڑوا کر امرتسر لیجاے اور مندر کے اندر نصب کر کے اوسپر گرنتھ رکھا کرے مگر وہ اوکھڑ نسکا بلکہ
اوکھاڑنے کے وقت بڑے تختہ میں شکن آگیا اسواسطے وہ بدستور یہاں ہی قائم کر دیا گیا باغ کی تیاری کی تاریخ
کسی شاعر نے مادہ تاریخ اس باغ کا نمونہ خلد بریں لکھا اور بادشاہ سے انعام پایا اب یہ باغ انگریزی
سرکار کے تصرف میں ہے اور انگریزوں نے جنوبی بارہ دری کی دیوار توڑ کر نیا دروازہ نکالا ہے قدیمی دروازہ
اسکے شرقی وغربی دو تھے اور ایک غرب کیطرف چھوٹی کھڑکی تھی اب ایک دروازہ جنوبی بڑھ گیا ہے
نئے دروازہ کے پاس رنجیت سنگھ نے بھی دیوار توڑ کر ایک دروازہ نکلوایا تھا وہ اب بند ہو گیا ہے
ہر سوموار روز چراغوں کا میلہ بہار کے موسم میں یہاں بڑی دہوم دھام سے ہوتا ہے امرتسر و لاہور و
قصور وغیرہ شہروں سے لوگ بکثرت یہاں آتے اور سیر کرتے ہیں **مقبرہ شاہ جہانگیر بادشاہ**
غازی اس مقبرہ کی عمارت ایسی مضبوط و خوبصورت و سنگین بنی ہوئی ہے کہ اسکے ساتھ کا اور
کوئی مکان تمام ہندوستان میں سوائے روضہ تاج محل کے ہوگا پتھر مرمر سفید و سنگ سرخ و ابری و سیاہ وغیرہ
سینکڑوں قسم کا اسمیں صرف میں آیا ہے چار مینار بڑے بلند عالیشان سنگ مرمر کے اسکے چاروں کونوں پر
بنے ہوئے ہیں مقبرہ کی چھت پر کئی طرح کے بہت پتھر کا فرش ہوا ہے چھت کے چاروں طرف سنگ مرمر
کے جالیاں طرح طرح اور قسم قسم کے کٹی ہوئی لگی تھیں اور اونہیں برابر سنگ مرمر کے ستون مقطع و خوشنما
بنے ہوئے تھے وہ سب مہاراجہ رنجیت سنگھ اوکھڑوا کر امرتسر لے گیا اور تالاب کے پل اور مندر کے باہر چاروں
طرف نصب کرادی اونکے سوائے اور سینکڑوں قسم کا پتھر اس مقبرہ سے اوترواکر امرتسر بھجوا دیا گیا اندر
کے اندر مرقد مطہر کے پاس جب انسان جاتا ہے تو بلا ریب خلد بریں یاد آتا ہے عجب بارونق و پرفضا
مکان ہے جسکو دیکھکر آدمی کی جسم میں تازہ جان آجاتی ہے اور بے اختیار بول اوٹھتا ہے ع اگر
فردوس بروئے زمین است ۔ ہمین است وہمین است وہمین است ۔ مقبرہ کے چاروں طرف بڑے بڑے
فراخ حجرے اور اونکے آگے قالبوتی صحن پتھر کے بنے ہوئے ہیں جنکے وسط میں مزار پر انوار کا مکان ہے وہاں چاروں
طرف نیچے اوپر سوائے مجلا و مصفا سفید مرمر کے اور کچھ نظر نہیں آتا شرق و غرب و جنوب و شمال کے طرف چار
بڑے جالیاں مرمر کے لگی ہوئے ہیں اور وسط میں اونچا مرمر کا چبوترہ ہے اوسپر تعویذ قبر کا نہایت
خوبصورت و خوشنما بنا ہے قبر کے اوپر سنگ سیاہ میں کندہ کی ہوئی ننانوے نام باریتعالی جل شانہ کے
مع بسم اللہ شریف و آیات قرآنی لکھے ہیں اور پائنتی کے طرف اسم شریف حضرت کا مع سنہ ۱۰۳۷ ہجری

چبوترے اور قبر پر اسی طرح کے گلکاریاں عقیق و لاجورد و سنگ سلیمانی و نیل گنٹھہ کے بنی ہوئی ہیں اور چبوترے کے نیچے فرش سنگ مرمر و سنگ مرمر و سنگ موسیٰ کا گلکاری کے طور پر بنا ہے مزار کے برابر چھت کے اوپر بھی پہلے تعویذ بنا ہوا تھا اب انگریزوں نے ڈالکر آئینہ لگے ہوئے ہیں باہر مقبرہ کے ایک خوشنما مقطع باغ بہت وسیع اور چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہے مگر اب وہ ایک سمت کی دیوار جس طرف راوی بہتی ہے دریا کے صدمہ سے مسمار ہو گئی ہے بلکہ عنقریب یہہ بھی خوف تھا کہ دریا خاص مقبرہ تک بھی پہنچ جاوے اور نقصان پہنچاوے اس خیال سے سرکار انگریزی نے بہت سا روپیہ خرچ کر کر بند بندھوایا اور دریا کے صدمہ سے مقبرہ کو بچایا سرکار کی طرف سے ہمیشہ اس مکان کی درستی ہوتی رہتی ہے مگر جسقدر نقصان پتھروں کا سرکار کی عملداری سے پہلے ہو چکا ہے اوس سے مفقود رہے ہے **سرای شاہجہانی** یہہ سراے لاثانی دیوار بدیوار مقبرہ شاہ جہانگیر کے شاہجہان بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوئی بلکہ اسکے اور مقبرہ کے درمیان سنگ سرخ کا دروازہ بنا ہوا ہے سوا اس دروازے کے دو عالیشان پتھر کے جنوبی و شمالی دروازے اور ہیں چاروں طرف مضبوط چار دیواری اور حجرے مسافروں کے رہنے کے بنے ہوئے ہیں اور ایک مسجد غربی دیوار کے ساتھ ملی ہوئی سرخ پتھر کی چھوٹی سی بنی ہوئی ہے جسکو دیکھ کر نظر کو طراوت اور روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے **مقبرہ آصف جاہ وزیر شاہجہانی** یہہ مقبرہ شاہجہان بادشاہ کے حکم سے دیوار بدیوار سراے کے بنوایا گیا چاروں طرف اسکے بڑے بلند و پختہ دیوار ہے جسکے اندر وسیع میدان باغ کا ہے باغ کے وسط میں ایک سنگین چبوترہ ہے چبوترے کے اوپر بڑا بلند و فراخ گنبد عالیشان مرصع بنا دیکھ سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا مگر تمام و کمال پتھر اسکا رنجیت سنگھ کے حکم سے اوکھاڑ کر امرتسر بھجوایا گیا صرف قبر کے تعویذ کا پتھر باقی ہے جس پر آیات قرآنی و چند بیت و نود و نظم نام کندہ ہیں باقی اندر کے فرش اور دروازے کے دہلیزون اور باہر کے چبوترے کے فرش میں سے بھی کچھ باقی نہیں چھوڑا **مقبرہ نورجہان بیگم** یہہ مقبرہ آصف جاہ کے روضہ کے باہر تھوڑے سے ہی فاصلے پر ایک خوبصورت قطع کا بنا ہوا ہے تعویذ قبر کا تخته خالی کے اندر تھا اور اوپر کے عمارت تمام پتھر کی تھی مگر اسکا پتھر بھی تمام و کمال رنجیت سنگھ کے حکم سے اوتروایا گیا تعویذ قبر کا بھی منہدم ہو گیا اب اسمقام پر جہاں نورجہان بیگم شاہنشاہ جہانگیر کی منکوحہ کی قبر سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھی وہاں سے زمیندار اپنے بیل باندھتے ہیں اور گوبر کے ڈھیر لگے رہتے ہیں سبحان اللہ ع گردش گردون گردان گرد کا بر اگر دکرد ۔۔۔

لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر کی کوٹھی اگرچہ انگریزوں کی عملداری کے ابتدا سے اوس اعلیٰ اعلیٰ عمارت کے کوٹھیاں لاہور کے باہر بنے ہیں مگر یہہ کوٹھی سب کوٹھیوں سے اعلیٰ اور عجائبات زمانہ کی ہے اسکے احاطہ کے اندر بڑا بھاری باغ ہے طرح طرح کے درخت قسم قسم کے میوے رنگا رنگ کے پھول

موجودہ مین پہلے یہان ایک سیاگیلانی نورالدین نورالعالم کا خوش قطع عالیشان روضہ بنا ہوا تھا اور پہلوان لاہور کے اسکے میدان مین آکر کشتی کیا کرتے تھے اسلیئے کشتی والا گنبد مشہور ہوگیا سکھون کے وقت مین جمعدار خوشحال سنگھ نے اسجاپر کوپند کر کے کوٹھی بنوائی اور مدت تک رام سنگھ اُسکے بھائی کا یہان ڈیرہ رہا انگریزی عملداری کے وقت پہلے میجر میکگریگر صاحب پرنسپل اسسٹنٹ رزیڈنٹ نے یہان قیام کیا پھر لاہور کی کمشنری صاحب یہان متوطن رہے اسیطرح کئی سال تک صاحبان انگریز کا یہان قیام رہا مگر اصلی مالک اسکے راجہ تیجسنگھ تھے آخر انگریزون نے راجہ تیجسنگھ سے یہہ کوٹھی لے لی اور اسکے بدلے حویلی دیوان ساون مل کی جو سیالکوٹ مین ہے راجہ تیجسنگھ کو دیدی اوس روز سے آجتک برابر اسکے رونق و آبادی بڑہتی چلی جاتی ہے اور نواب لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر ممالک پنجاب وغیرہ اسمین رہتے ہین اِس کوٹھی کے جنوب کیطرف اور دو مکان عالیشان سرکاری لارنس حال و منٹگمری حال بنے ہین جنکی عمارت لایق دید ہے وہ دونو مکان اُن دو نو افسرون کی گویا یادگار ہین جو پنجاب کے خطہ مین بڑے اعلی افسر اور حاکم با اختیار تھے جان لارنس صاحب بہادر پہلے چیف کمشنر پنجاب تھے پھر لفٹنٹ گورنر ہوئے پھر گورنر جنرل بہادر کشور ہند قرار پائے اُنکی یادگار مین لارنس حال بنایا گیا روپیہ اُسکے صرف رؤسا پنجاب و راجگان و مہاراجگان پنجاب نے اپنے اخلاص باطن سے دیا اسیطرح منٹگمری حال کے نام سے یادگار قایم ہوئی ہے وہ صاحب پہلے لاہور کے کمشنری کے کمشنر قرار پایے پھر حاکم بورڈ ہوئے پھر لفٹنٹ گورنر پنجاب بنے جب وہ ولایت تشریف لے گئے تو یہہ مکان چندہ کے روپیہ سے تعمیر ہوا اور اُن تمام رؤسا وعظام کے نام جنہون نے چندہ دیا تھا فارسی و انگریزی حروف کیمی خط مین سنگ مرمر پر کندہ ہوکر مکان کے اندر پتھر نصب کرائی گئی یہہ دونو مکان بڑے عالیشان لایق تعریف تعمیر ہوئے ہین

مکان صدر کچہری صاحب ضلع لاہور

یہہ عجیب غریب عالیشان بنہایت وسیع خشتی عمارت چونہ کار اسیا عمدہ سرکار انگریزی نے تعمیر کرایا ہے کہ جسکی خوبی قطع و وضع کو دیکھنے سے انسان خوش ہوجاتا ہے شمالی طرف کا مکان دو منزلہ ہی محراب دار ہے نیچے کے منزل کے کمرون مین صاحب ضلع وغیرہ حکام کچہریان کرتے ہین اور اوپر کے منزل پر دفتر دیوانی و فوجداری نکلا ہی کا رہتا ہے مشرقی لمبی کے طرف کشتی خانہ خزانہ و حاکم خزانہ وغیرہ ہے غربی طرف کے کمرون مین صاحبان ڈپٹی کمشنر و اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر وغیرہ کچہریان کرتے ہین جو آمدورفت سے ضرور رہتی ہین صحن مین سبزہ درختان سایہ دار ہین جنکے سایہ مین مستغیث آرام پاتے ہین جنوبی طرف کھلا ہوا ہے چاردیواری در و دروازہ سے بہت تنقیح اور مکانات مالگذاری و حوالات و پولیس وغیرہ بھی صحن کے اندر ہین یہہ مکان عہد سلطنت مین سکھون کے تعمیر ہوا پایا اور راے بہادر کنہیا لال ایگزیکٹو انجینیر لاہور کا جو ان سکے افسری و نگرانی مین

تجویز و تدبیر کا ایسا نیک نتیجہ نکلا کہ مکان لاثانی بنکر تیار ہو گیا اور ایک لاکھ روپیہ سرکار کا اسکی تعمیر پر صرف ہوا **مکان میو ہسپتال** لاہور کے نو تعمیر سرکاری مکانات میں سے یہہ مکان بھی اس لائق ہے کہ ذکر اسکا درج کتاب تاریخ ہو یہہ مکان سرکاری ہسپتال ہے عمارت دو منزلہ بڑی عالیشان پختہ چونہ کی بنی ہے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ اسکے خرچ کی منظوری ملی تھی رائے بہادر کنہیا لال صاحب نے اسکو بھی بکمال صنعت و عرق ریزی بنوایا اور اسکے ستون سنگ سیاہ کے ہیں اور ایک بلند مینار خوش قطع ہے جو دور سے نظر آتا ہے سرکاری ڈاکٹر یہاں رعایا کا علاج کرتے ہیں اور بیماروں کا علاج سرکار سے ہوتا ہے مکان کے صحن میں باغیچہ خوش قطع بنا ہوا ہے اور دو منزلہ محراب دار عمارت دور سے خوشنما معلوم ہوتی ہے یہہ عمارت شرقاً غرباً مستطیل ہے اور دونو طرف دو منزلہ محراب ہیں ہسپتال کے اور متعلقہ مکانات بھی خوش قطع تعمیر ہوئے ہیں میو ہسپتال اسکا اسواسطے نام ہے کہ لارڈ گورنر جنرل ہند میو صاحب بہادر کے نام پر اسکا نام رکھا گیا ہے۔

مکان نیو کالج یہہ عالیشان مکان تین لاکھ روپیہ کی لاگت کا سرکار کے حکم سے تعمیر ہوا ہے اسکے بھی مہتمم کار رائے بہادر کنہیا لال اگزیکٹو انجینیر لاہور ڈویژن ہے یہہ مکان ابھی بن رہا ہے عمارت اسکی نہایت عمدہ و پختہ دو منزلہ بنی ہوا اور اسکے محراب سنگ سیاہ کے بنے ہوئے ہیں اور پتھر جنوٹ کے کہاں سے منگوایا گیا ہے یہہ شاہانہ مکان طلبا علم کے پڑھنے کے لئے بنا ہے مکان بہت بڑا اور فراخ ہے سرکاری عمارات جسقدر پنجاب میں تعمیر ہوئے ہیں سب سے اعلی و مضبوط اس مکان کی عمارت ہے غرض یہہ مکان دیکھنے کے لائق ہے قلم کے زبان سے اسکی تعریف کا بیان ہونا امر محال ہے چنانچہ ۱۸۷۶ء کے آغاز میں جب جناب پرنس آف ویلز ولیعہد ہندوستان و انگلینڈ لاہور تشریف لائے تو اور کوئی مکان انکے دربار کے لائق مشہور نہوا اور ابھی ناتمام مکان کو کہ وسعت اور خوبی میں ثانی نہیں رکھتا تھا دربار کے لئے درست کیا گیا اور رائے صاحب بہادر انجینیر نے چند روز میں اسکو درست کر کے ایک تختہ بنا دیا اور حکام عالیمقام نے رائے صاحب کی کارگذاری سے نہایت خوش ہو کر مورد تحسین و آفرین فرمایا **سینٹ ہال** یہہ مکان سرکار نے مدرسہ یونیورسٹی کے لئے تعمیر کرایا ہے تیس ہزار روپیہ اسکی تیاری پر صرف ہوا ہے مکان نہایت عمدہ و خوش قطع بنا ہے رائے بہادر کنہیا لال صاحب اگزیکٹو انجینیر نے اس مکان کے تعمیر میں ہی اپنے کمال کا اظہار ایسا کیا ہے کہ دیکھتے ہی انسان انکی حسن تدبیر پر آفرین کہتا ہے **ریل کا اڈا** یہہ مکان سرکاری نہیں بلکہ ریل کمپنی کا بنوایا ہوا ہے نہایت بڑا عالیشان مکان تعمیر ہوا ہے اس عمارت کے خوبیاں دیکھنے کے لائق ہیں یہہ ایک مکان نہیں ہے بلکہ بہت سے مکان الگ الگ ہر ایک کارخانہ کے لئے بنائے گئے ہیں اور ریل کی ہر ایک مکان کی جدا جدا بنائی گئی ہے اور اسمیں گاڑیاں قسم قسم کے موجود رہتی ہیں بڑا مکان جسکو قلعہ بولتے ہیں ایک

ایک عجیب وغریب مکان ہے جسکی تعمیر پر کمپنی کے لاکھون روپیہ خرچ ہوئے ہین اور انجن ہندوستان وملتان کا اسی قلعہ کے اندر سے روان ہوتا ہے - مہاراجہ رنجیت سنگہ نے باوجود اوس حکومت وعالیجاہی کے کوئی عمدہ مکان لاہور مین نہوا کر اپنا یادگار نہین چھوڑا البتہ پرانی عمارتون کو گرا کر خاک مین ملا دیا چنانچہ صرف ایک بارہ دری سنگ مرمر کی مہاراجہ کے حکم سے بمقام حضوری باغ درمیان غربی دروازہ قلعہ لاہور اور مسجد شاہی کے تعمیر کرائی تھی جو اتبک موجود ہے یہہ عمارت جب تعمیر ہونے لگی پتھر کے لینے کے لئے بہت سے مقبرے عہد شاہان چغتائی گرائے گئے اور اونکا پتھر اس بارہ دری پر خرچ ہوا پادشاہی مسجد کی عمارت کا بھی نہایت نقصان مہاراجہ کے وقت مین ہوا چارون مینارون کی چارون برجیان جو سنگ مرمر کی تھین اوتاری گئین ہزارون من پتھر کی سکھون نے اوتارلین کوئی پرسان حال نہوا دیوارین گرگئین فرش اوڑگیا مگر اب سرکار نے وہ عالیشان مسجد مسلمانون کو دیدی اور ہزارون روپیہ چندہ ہوکر اب وہ مکان نمونۂ بہار بن گیا ہے اور باقیماندہ مرمت ہورہی ہے **سمادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ** یہ مکان بھی لاہور کے مکانات مین سے لائق ذکر ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وفات کے بعد اس مکان کی عمارت شروع ہوئی اور مہاراجہ شیر سنگہ ودلیپ سنگہ کے وقت بنتا رہا سرکار انگریزی کے وقت اسکی عمارت اختتام پہونچی بڑے گنبد کے نیچے پہلے معمارون نے آٹھ ستون قائم کئے تھے مگر وہ ستون وہ بھاری بار گنبد کا اوٹھا نہ سکے اور آٹھون ستون شق ہوگئے قریب تھا کہ مکان منہدم ہوتا یہہ حال جب صاحبان انگریز نے دیکھا رائے بہادر کنہیا لال ایگزیکٹو انجینیر کو ارشاد کیا کہ اوس مکان کے استحکام کی تجویز کرین چنانچہ رائے صاحب نے آٹھ ستون اور اوس گنبد کے نیچے ایزاد کردیئے اور شق شدہ ستونون پر آہنی حلقے چڑہا دیئے اس تجویز سے وہ عالیشان مکان مستحکم ومضبوط ہوگیا اور اوسکے مسمار ہونے کا اندیشہ رفع ہوگیا شہر لاہور کے جنوب کی طرف بفاصلہ ڈیڑہ میل کے یہہ ایک ساختہ عمارت کا قصبہ ہے پہلے یہ لاہور کے باہر کی آبادی مین سے لنگر خان بلوچ کی گنڈ مین ایک محلہ تھا اصلی حال اسکے آبادی کا یہہ ہے کہ جب ہمایون بادشاہ کی وقت لاہور کا صوبہ شہزادہ کامران اوسکے بھائی کے جاگیر مین ملا تو اوسکے وقت شہر لاہور کے حصار کے باہر آبادی شروع ہوئی اوسوقت لنگر خان حسب الطلب ہمایون شاہ کے لنگاہی سلطنت کی خراب ہونے کے بعد ملتان سے لاہور آیا اور ایک گذر آباد کرکے گذر لنگر خان نام رکھا اوسوقت اوسکے ساتھ ایک بزرگ قوم کے مغل جنکا نام پیر عزیز الدین گوت مزنگ تھا اونھون نے بھی اوس گذر کے اندر یہہ محلہ آباد کرکے سکونت اختیار کی رفتہ رفتہ یہ محلہ خوب آباد ہوگیا چغتائی سلطنت کی ضعف کی وقت جب سکھون نے لاہور کی باہر کی آبادی ویران کردی تو لنگر خان کی اولاد بھی یہان ہی آرہی اور مغلون اور بلوچون نے ملکر اپنے محلہ کی حفاظت کی

اسکی پہلی آبادی قایم رہ گئی بعد ازان ارائین قوم ادہر ادہر سے اوٹھکر اس مین آئی اور آبادی بڑہتی گئی اب چند آبادیان علیحدہ علیحدہ کوٹون کے طور پر آباد ہین ایک کوٹ عبد اللہ شاہ بلوچ نے جو قادریہ خاندان کا ایک مقبول بندہ تھا پہلے پہل آباد کیا جسکی آبادی رنجیت سنگہ سے پہلے گوجر سنگہ کے وقت مین ہوئی پہر قلعہ قادر و قلعہ محمر او باہر غیرہ بستیان مختلف وقتون مین آباد ہوتے رہین خاص مزنگ مین لنگر خان کی اولاد رہتی ہے اور عبد اللہ شاہ کے کوٹ پر بھی اونہین کا قبضہ ہے فی زمانہ ملکیت بلوچون اور ارائیون اور مغلون کے یہان ہے مگر اب بافعل مفلس و تنگدست ہو گئے ہین بلوچون مین سردار خان بڑا عالی ہمت آدمی تھا اوسکے مرنے کے بعد کارخانہ ابتر ہو گیا ارائین کی قوم آجکل مالک بنے ہوئے ہین اور بڑی ملکیت بھی اونہین کی ہے

اچھرہ لاہور سے جنوب کی طرف بفاصلہ تین میل کے آباد ہے مکانات و بازار اسکے پختہ ہین اچھے اچھے دولتمند ساہوکار اسمین رہتے ہین زمیندار بھی آسودہ حال اور علاقہ زرخیز ہے زراعتون کو پانی کنوون کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے غلہ کا بیوپار ہوتا ہے پہلے یہہ قصبہ ایک شخص اچھر اکمبوہ نے آباد کیا اب راجپوت و کمبوہ دو قومین یہان کے زمیندار ہین نو سو ستتر گھر کی آبادی اور تین ہزار اکسو چھپن مردم شماری ہے **کانہ** یہہ قصبہ لاہور سے بسمت جنوب بارہ کوس کے فاصلے پر آباد ہے آبادی اسکی دو مقام پر واقع ہے شرق کے سمت کی آبادی نیا کانہ اور غرب کے طرف پرانا کانہ کہلاتا ہے پہلے یہہ قصبہ کانہ زمیندار گوت سندہو نے آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام رکہا اوسوقت آبادی اسکی بہت تھوڑی تھی آخر جب چغتائی سلطنت کی ضعف کے وقت جی سنگہ و سوبہا سنگہ وغیرہ جب کہنیہ مثل کے سردار پنجاب کو لوٹکر سردار بنے اور بہت سا ملک اونکے تصرف مین آگیا تو اونکے رہنے کے سبب سے آبادی اور رونق اسکی بڑہ گئی کیونکہ اور غارتگر سکہہ اونکا لحاظ کر کر اس قصبہ کے لوٹنے کو نہین آتے تھے اور لوگ اسکو امن سمجھکر اور آبادیون سے اوٹھکر یہان آرہے اور آبادی ایسی ترقی پر پہونچی کہ ایک قصبہ سے دو قصبہ بن گیا اب بھی زمیندار سکہہ قوم سندہو یہان کے مالک ہین تعمیر اسکی خام ہے بیوپار غلہ کا ہوتا ہے دو نو بستیو مین دو ہزار چوبیس آدمی اور چہہ سو بیس گھر ہین **نیاز بیگ** یہہ قصبہ لاہور سے چہہ کوس راوی کے کنارے کے اوپر آباد ہے اکسو ساٹھہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ اول ایک شخص مسمی نیاز بیگ مغل اس علاقہ کے جاگیردار نے اس قصبہ کی بنیاد رکہی اور اپنے نام سے موسوم کیا ہنوز اچھی طرح سے آباد ہونے نہین پایا تھا کہ وہ مر گیا بعد ازان سوہندے خان وغیرہ راجپوتان قوم کہوکہر و بہٹی نے اسکی آبادی کی جنکی اولاد اب تک مالک چلے آتے ہین عمارت اس قصبہ کی کچی پکی ملی ہوئی ہے کہتری ہندو و مسلمان ہر ایک قسم کے لوگ یہان رہتے ہین بیوپار غلہ کا ہوتا ہے

بازار آباد ہے رنجیت سنگھ سے پہلے سوبہا سنگھ بہائی کا حاکم تھا پھر رنجیت سنگھ ہوا اب انگریزی علاقہ مین شامل
تحصیل و ضلع لاہور کے ہے ایکہزار چھ سو گھر اور دو ہزار آٹھ سو چھ آدمی اسمین آباد ہین **خنڈالہ** یہہ قصبہ
بہت پرانا ہے جو شاہی بادشاہون کے تواریخ مین اکثر اسکا ذکر درج ہے پہلے پہل ایک زمیندار کھنڈا نام نے
اسکی آبادی کی بنیاد رکھی پھر بروز عرصہ ایکسو چالیس سال کے آسا سنگھ و رای سنگھ سندہو نے اسکی آبادی کو بہت
زیادہ کیا اور رونق بڑہائی اب کہتری اروڑے زمیندار و سکہہ جو کہ مسلمان یہان رہتے ہین غلہ کا بیوپار ہوتا
زمینداری سندہو قوم کی سکہون کی ہے لاہور سے چودہ کوس جنوب کی طرف یہہ قصبہ آباد ہے جسمین ایکہزار دو سو
تیرہ کی خانہ شماری اور نو ہزار دو سو نوے آدمی کی مردم شماری ہے **بہبن** یہہ قصبہ شاہجہانی نہر کے
کنارے پر جسکو نہر سنسلی کہتے ہین لاہور سے نو کوس شرق کیطرف آباد ہے پانسو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ ایک زمیندار
بہبن نام قوم دہول نے اسکو آباد کیا اور اپنے نام پر نام رکہا اب زمیندار دہول یہان بہت رہتے ہین عمارت
اسکی پختہ اور اچھی اچھی حویلیان بنی ہوئے ہین شاہ زمان بادشاہ جب کابل سے لاہور آیا تو یہان کے لوگ
سب گانو چہوڑ کر بہاگ گئے اور قصبہ ویران ہوگیا مگر اوسکے چلے جانے کے بعد پہر آباد ہوگیا رنجیت سنگھ
نے جب لاہور پر قبضہ کیا تو اور اور مثل کے سکہون کو رشک و حسد پیدا ہوا اور یہ ٹہیرا کہ رنجیت سنگھ کو
لاہور سے بیدخل کیا جاوے اور سب نے بہبن کے مقام پر اجتماع کیا اور لڑائی کی یاوری اقبال سے رنجیت سنگھ
فتحیاب ہوا رنجیت سنگھ کے فوج مین یہان کے سکہہ بڑے بڑے عہدون پر نوکر تھے اونہون نے اپنی حویلیان
پختہ و عالیشان بنوائین اور قصبہ کی رونق بڑہ گئی اس قصبہ مین آٹھ سو پچپن گھر اور دو ہزار دو سو اوسٹھ
آدمی آباد ہین **منہالہ** لاہور سے بارہ کوس شرق کے طرف دہلی کے پرانے شاہ راہ پر جو جہانگیر بادشاہ
کے حکم سے بنایا گیا تھا یہہ قصبہ آباد ہے چار سو برس گذرے ہین کہ اس قصبہ کو مسمی تہہ و سندہو زمیندار نے
آباد کیا تھا چونکہ قصبہ کے بانی نے پہلے پہل یہان آکر اپنے رہنے کیواسطے منہا یعنے لکڑیون پر چہونپڑا بنایا تھا
اسواسطے نام اسکا تہہ و کا منہالہ مقرر ہوگیا اب صرف منہالہ ہی مشہور ہے آبادی اسکی دو جگہہ علحدہ علحدہ
ہے کچے پکے عمارتین بنی ہوئی ہین سندہو زمیندار سکہہ بہت رہتے ہین شاہ جہانگیر کے وقت کی ایک پختہ سرا
یہان بنی ہوئی تہی جسکی اینٹین سکہہ گرا کر لے گئے اب بہی نشان اوسکے موجود ہین امیر سنگہ نام ایک شخص کا
بنوایا ہوا یہان پختہ تالاب ہے جسمین برسات کا پانی جمع رہتا ہے **قصور** مشہور قصور باری دوآبہ
ضلع لاہور کے علاقہ مین یہہ ایک شہر دریاے گہارا کے دہنے کنارے سے نو میل اور لاہور سے چونتیس میل جنوب
شرق و جنوب کو آباد ہے یہہ شہر بہت پرانا ہے بسبب گذرنے زمانہ دراز کے دریافت نہین ہوتا کہ آیا پہلے پہل
اسکی آبادی کی بنیاد کسنے رکہی اور قصور اسکا نام کسواسطے رکہا گیا اور ہندو کہتے ہین کہ یہہ شہر راجہ کش

رام چندر کے بیٹے نے آباد کیا اور نام اسکا کس پور رکھا اب غلط العام کسور مشہور ہے کس اور لو دو حقیقی
بھائی رام چندر کے بیٹے تھے لو نے تو لاہور آباد کیا اور لو پور نام رکھا اور کس نے کسور کی آبادی کی بنیاد رکھی
مگر یہ بات سوائے خلاصۃ التواریخ کی جسکا مصنف بھی ہندو ہی اور کسی تاریخ سے ثابت نہین ہوتی شاید ایسا ہی
وقوع مین آیا ہو یہ بات البتہ ثابت ہو چکی ہی کہ پہلے آبادی اسکی بہت بڑی تھی مگر مغلون کی فوج کے حملون
اور اونکی تاخت و تاراج سے یہ شہر بالکل اجڑ گیا آخر جب امیر تیمور پنجاب مین آیا تو اوسنے یہہ سرزمین معہ
غیر آباد شہر کے اپنے خیر خواہ افغانون کو بخش دی اور آباد کیا پھر خضر خانیہ سلطنت مین جب ملک بہلول لودی
افغان دیپالپور و لاہور کا حاکم بنا اور شیخا کھوکھر کے اغوا سے اوسنے دہلی کی سلطنت لینے کا ارادہ کیا
تو اوسنے اور بہت سے پٹھان اپنے ہم قوم یہان آباد کئے اور بڑے بڑے روزینہ و جاگیرین اونکو
دین کہ وہ مہم کے وقت پر کام آوین بلکہ زمینداری اور ملکیت قصور کی بھی اونہین کو عطا کر دی چونکہ یہہ
لوگ شاہی ملازم اور دولتمند تھے تھوڑے سے عرصہ مین یہہ شہر بڑی رونق کے ساتھ آباد ہو گیا پھر اکبر شاہ
کے وقت مین ترقی ان افغانون کی بہت ہوئی شاہجہانی عہد مین قطب الدین خان ولد نذر محمد خان نوابی کے
خطاب سے سرفراز ہوا اور عالمگیر کے وقت مین شاداد خان کو ریاست ملی محمد شاہ کے عہد مین حسین خان یہان کا
رئیس و حاکم قرار پایا آخر حسین خان کی عداوت عبد الصمد خان ناظم لاہور سے ہو گئی اور آپسمین بمقام چونیان
لڑائی ہو کر حسین خان مارا گیا اور قصور کی فوج مغلوب ہوئی مگر ریاست قائم رہی بعد ازان بھنگی مثل کے سکھون
نے اور مثلون کی مدد لیکر بسبب عداوت مسلمان کرنے ایک برہمن بچہ کے قصور پر حملہ کیا افغانی فوج بسبب اپنی
قلت کے مغلوب ہوئی اور شہر غارت ہو گیا اوسوقت اس شہر سے اسقدر دولت چاندی سونا و جواہرات سکھون
نے لوٹا کہ سب امیر ہو گئے گور بخش سنگھ جسا سنگھ رامگڑھیہ کو اونکے حصہ کا زیور طلائی و نقرئی اسقدر ملا کہ اونہون نے
وہ زیور جمع کر کر ایک مضبوط چارپائی کے اوپر رکھا فی الفور اونکے بار سے چارون چولین چارپائی کی ٹوٹ گئین
مگر اتفاق ایسا ہوا کہ جب وہ یہہ مال لیکر امرتسر گئے تو اون دونو نے ملکر یہ چاہا کہ مثل کے کل سکھون کو اسکا
حصہ نہ دین خود ہی ہضم کر لین اس ارادہ پر اونہون نے وہ مال رات کے وقت پوشیدہ جنگل مین گاڑ دیا
اس نیت سے کہ چند روز کے بعد نکال لینگے چونکہ دو روز کی بڑی بارش ہو گئی اور جنگل مین پانی بھر گیا
اسواسطے وہ نکال نسکے اور پانی کے خشک ہونے کے بعد وہ موقع جہان اونہون نے مال گاڑا تھا بھول
گیا اور وہ مال اوسی طرح زمین کے اندر ہی دفن رہا قصور کے فتح کے بعد سکھون نے بہت سا نذرانہ
لیکر غلام محی الدین خان پٹھان کو اپنی طرف سے قصور کا حاکم مقرر کیا اور قرار ہوا کہ غلام محی الدین خان قصور مین
گاؤکشی نکرے مسجدون مین بانگ بلند آواز سے نہ دیوے کسی ہندو کو مسلمان نکیا جاوے جب سکھ چلے گئے تو اسلامی رسمین

پھر سب قصور میں جاری ہو گئیں اس سبب سے قصور کی ہندوؤں نے ناراض ہو کر اطلاع اسکی امرتسر میں
بھنگیوں کو کی اور اونہوں نے جمع ہو کر دو بار یورش قصور پر کی اوسوقت افغانی فوج ایک قلعہ میں محصور ہو کر
سکھوں سے لڑتی رہی چند روز کی بعد سکھوں نے وہ قلعہ لیکر قتل عام کیا اسلیئے اوس قلعہ کا نام اب تک
قتل گڈھی مشہور ہی اوسوقت قصور پٹھانوں کے قبضہ سے نکل گیا اور شہر میں چند سے سکھوں کی حکومت رہی
پھر چند نوں میں کہ شاہ زمان بادشاہ کابل سے لاہور میں آیا اور جا بجا فوج اوس نے سکھوں کے قتل و
گرفتاری کے واسطے ماسور کی تو سکھہ قصور کا قبضہ چھوڑکر بھاگ گئے جب شہر خالی رہگیا تو نظام الدین خان
افغان نے فی الفور قصور پر اپنا قبضہ کر لیا اور علاقہ میں اپنی عمال و فوج ماسور کردی شاہ زمان کی واپسی جانے
کے بعد پھر بھی کئی حملے سکھہ بڑے بڑے اجتماع کرکر قصور پر کرتے رہے مگر نظام الدین بڑے انتظام کے ساتھہ اون سے
لڑتا رہا جب خوب حکومت نظام الدین کی اس علاقہ پر جم گئی تو بھائی بندوں کو حسد و بغض پیدا ہوا اور انہیں ظالم
آدمی کو اونہوں نے موقع پاکر شہید کر دیا اوسکے بعد اوسکا بھائی قطب الدین خان ریاست پر بیٹھا چھہ برس تک
اوس نے کمال دلاوری اور بہادری کے ساتھہ ریاست کی چھ حملے پے در پے رنجیت سنگھہ نے اوسکے وقت
میں قصور پر کیئے مگر قطب الدین اوسکو جواب ترکی بہ ترکی دیتا رہا آخر رنجیت سنگھہ نے اوسکے نوکروں
اور اہل دربار کے ساتھہ سازش کرلی اور اونکی نمک حرامی سے رنجیت سنگھہ نے قصور پر قبضہ پایا اور علاقہ ممدوٹ کا
معہ قلعہ قطب الدین خان کی گذارے کے واسطے واگذار رہا جو اب تک اوسکے لواحقوں کے قبضہ میں رہا ہے
اب یہ شہر انگریزی حکومت میں ماتحت صاحب ضلع لاہور کے ہے ایک تحصیلدار حاکم تحصیل مال اور ایک اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر حاکم با اختیار یہاں رہتا ہے شہر کی سب عمارت پختہ ہے مکانات پختہ و عمدہ منزلہ سہ منزلہ خوشنما یہاں بنے ہوئے
ہیں بازار دلچسپ و کشادہ ہیں بڑی مالدار ساہوکار ہندو و خوجے مسلمان یہاں تجارت کا کام کرتے ہیں ہر ایک
چیز کی سوداگری یہاں بکثرت ہوتی ہے رہنے والے یہاں مسلمان افغان خوبصورت ہیں ہندو و کم ہیں آدمی یہاں
کے سفید پوش عزت طلب تحصیل دنیا ہوش باعزت ہیں عورات کو پردہ میں رکھنے کا یہاں بہت رواج ہے کل شہر کی
آبادی بارہ قلعوں میں تقسیم ہوئی ہے اول پرانا قلعہ بہت قدیمی قلعہ ہے اسکے بانی کا حال معلوم
نہیں کہ آیا کس نے کس عہد میں بنوایا دوسرا غلام محی الدین خان کا کوٹ اسکو غلام محی الدین خان افغان نے
بنوایا تیسرا قلعہ مراد خان کا اسکو مراد خان کا کوٹ کہتے ہیں اسکی بنیاد مراد خان نے رکھی تھی مگر حد و بست اسکے
قصور کی حد بست سے علیحدہ ہے چوتھی قتل گڈھی اس قلعہ میں سکھوں نے قتل عام کی تھی جسکا ذکر پیچھے ہو چکا
ہے پھر عبد الغنی خان نے یہاں ایک اگٹ بنوایا پانچویں کوٹ اعظم خان چھٹے کوٹ بدر الدین خان ساتویں کوٹ
عثمان خان آٹھویں کوٹ رکن الدین خان نویں کوٹ فتح الدین خان بہیہ قلعہ نظام الدین خان نے

اپنے بیٹے فتح الدین خان کے نام پر آباد کیا تھا دسوین بنا قلعہ یعنے قلعہ حلیم خان و عظیم خان پٹھانون نے بنا کر بیٹا کو
نام رکھدیا گیارہوین پیرانوالہ کوٹ یعنے کوٹ پیر عبد الرحمن خان نے بنوایا تھا بارہوین حسین خان کا کوٹ
یعنے حسین خان پٹھان کی تعمیر ہے الغرض ہر ایک قلعہ اس شہر کا اوسکے بانی کے نام منسوب ہے اب منجملہ بارہ کوٹون کے
حسین خان و غلام محی الدین خان و عثمان خان تین کوٹون کی آبادی اسمین شامل ہوگئی ہے اسی طرح عظیم خان
و فتح دین خان کے دو قلعون کے آبادیان مل گئی ہین باقی سب کوٹون کی آبادیان الگ الگ ہین قصور مین
پرانے و نئے مقبرے بہت ہین اونمین سے بھلے شاہ قادری کے مقبرہ کا نام بہت مشہور ہے تحفہ یہان کا جوتا اور
میٹھی خوشبودار ہے جو ملکون مین جاتا ہے گلی برتن بھی پختہ و قطع دار و مضبوط بنتے ہین اس شہر مین پانچہزار
سات سو اونتیس گھر اور ستارہ ہزار دو سو نو آدمی آباد ہین پرگنہ قصور کا متعلق ضلع لاہور کے ہے دریای ستلج
و بیاس دو دریا ملے ہوی اسکے علاقہ کے جنوبی سرحد پر بہتے ہین اور منجملہ دیہات تحصیل ہذا کے دو حصہ تو ملک
مانجھہ یعنے سرزمین بلند اور ایک حصہ ہٹھار یعنے پست زمین آباد ہین اور پرگنہ کے لوگ اکثر مسلمان ارائین و دیگر
محنت کش زمیندار ہین ہٹھار کے چاہات کا پانی عموماً شیرین ہے پیدائش ہر ایک قسم کے غلہ کی ہوتی ہے مانجھہ
کے سرزمین مین اکثر ہنود و جاٹ قوم گل و سندھو و سدہو و سکھہ و اروڑہ و کھتری مانجھہ کے زمین کا پانی گہرا
ہے اور زمین اکثر بارانی ہے جو اب نہری ہوگئی ہے پہلے مانجھہ کے لوگ تنگ حال تھے جس سال بارش نہین
ہوتی تھی لوگ فاقہ کشی کرتے تھے مگر اب جا بجا نہرین جاری ہوگئی ہین اس سبب آسودہ حال ہین پہلے
شہر قصور کی آبادی حال کی آبادی سے جانب جنوب واقع تھی آبادی اوسکی بہت مختصر تھی اور قوم کہتری
کوٹ پور ہی اسمین آباد تھی اور منجملہ رؤسا خطہ بکامنیر کے راجہ راے سنگہ نام اس شہر و علاقہ پر اپنا تسلط رکھتا
جب شاہ بہلول لودی کا وقت آیا تو بسبب ہم قومی کے کابل وغیرہ مقامات سے افغان بکثرت پنجاب مین آکر سکونت
پذیر ہوے چونکہ اوسوقت سے ایام ایک نامی قزاق اس علاقہ مین آکر زمینداروں کو لوٹ لیجاتا تھا راجہ اوسکے
ہاتھہ سے بہت تنگ تھا اوسنے چند افغان اوس قزاق کے سرکوبی کے لیئے نوکر رکھے افغانون نے قزاق کی سرکوبی
بخوبی کی جسسے راجہ بہت خوش ہوا اور افغانون کو اپنے یہان جگہ دی پھر تو یہہ قصبہ گویا افغانون کا گھر
بن گیا رفتہ رفتہ اس قوم کی ترقی ہوتی گئی جب راجہ مر گیا تو قصور کے زمیندار اور رئیس بھی افغان بن گئے
اور بند محمد خان ایک صاحب عزت افغان کو شاہ دہلی کے دربار سے نوابی کا خطاب حاصل ہوا اس نواب
کو دیندار خان کا لقب بھی ملا اور یہہ علاقہ اوسکی جاگیر قرار پایا اسکے بعد افغانان قصور مین سے جو شخص
صاحب ہمت و دولت ہوا اور بادشاہی دربار مین اوسنے خدمات نمایان کین تو اوسکو نوابی کا خطاب
ملتا رہا اور بارہ کس نواب اپنے اپنے وقت پر ہوے مثل نواب نعمت خان و نواب مولی داد خان و پیر محمد خان

وحسین خان و منصور خان و بہادر خان وغیرہ اور پرگنہ قصور دیونیان و پرگنہ ممدوٹ و کھائی وغیرہ انکی
جاگیر مین تھا ان کے وقت شہر قصور کی آبادی بہت بڑہ گئی تھی کہ کل آبادی طولاً چہہ میل اور عرضاً دو میل تھی
اور ہر ایک نواب نے علیحدہ علیحدہ آبادیان اپنی قایم کر لین آخر وہ آبادی سکہون کے بار بار حملون اور
رنجیت سنگہ کے یورشون سے برباد ہو گئی فی زمانا شہر مین دو حصے مسلمان اور ایک حصہ ہندو ہین منجملہ مسلمانون کے
قوم خویشگی کی بڑی کثرت تھی اور وہ ہر طرح کا بیوپار کرتے ہین زین اور جوتا اس شہر کا بنا ہوا تحفہ مشہور ہے
قوم خویشگی پہلے ہندو اروڑے تھے انکو حضرت شمس الدین تبریزی ملتانی نے مسلمان کیا منجملہ سبزی ترکاری
کے میتہی قصور کی مشہور ہے جو نہایت خوشبودار ہوتی ہے دور دور تک بطور تحفہ بہیجی جاتی ہے بزرگان
دین کے مقبرے بھی یہان بہت ہین چنانچہ مقبرہ شیخ صدر دیوان انصاری و شیخ عبد الخالق و میان بادشاہ
و بہلے شاہ و شیخ لال چشتی وغیرہ مشہور مقبرے ہین بڑا بزرگ خاندان شیخ غلام محی الدین صاحب مجددی نقشبندی
کا ہے جنکی خاندان کے چراغ حضرت صاحبزادہ عبد الرسول چند ماہ گذرے ہین کہ فوت ہوئے ہین
یہہ بزرگ ظاہری و باطنی علم مین کمال رکہتے تھے ہندو فقیر و نمین بادا ہتہن مشہور فقیر ہو چکا ہے
جسکی سمادہ پر ہر روز بیساکہی بڑا میلہ ہوتا ہے اور اوس میلہ پر مرد و عورتین آپسمین مغلظات بکتی ہین عورت
کے وارث باوجودیکہ ساتھہ ہوتے ہین کچہہ غیرت نہین کرتے اور اگر عورت بھی نامحرم مرد کے کلام کا سخت
جواب دیوے تو وارث عورت کے بہت خوش ہوتے ہین **پٹی** دو آبہ باری ضلع لاہور پرگنہ قصور کے
علاقہ مین یہہ قصبہ گیارہ میل دہنے کنارے دریاے گہارا کے اور پینتالیس میل لاہور سے جنوب مشرق کے
سمت کو آباد ہے مکانات اسکے پرانے اور پختہ عمارت ہین اسکی آبادی کا حال اسطرح ثابت ہوتا ہے کہ ۹۲۹ھ
مین مسمی ہیبت خان جاگیردار نے موجب فرمانے سلطان ابراہیم لودی کے موضع عبد الملک سے آکر اسمقام پر یہہ
قصبہ آباد کیا اسکی آبادی سے اول یہان ایک موضع اسلام پور نام آباد تھا بعد آبادی کے نام اسکا ہیبت پور
پٹی رکہا گیا اور یہہ نام دو نامون سے مشترک ہے یعنی ہیبت کا لفظ تو ہیبت خان کے نام سے مراد ہے اور پٹی
ایک عورت کا نام تھا جو موضع آصل مین رہتی تھی اور ہیبت خان کی معشوقہ و مطلوبہ تھی ہیبت خان نے اوسکا نام
بھی اس نام مین شامل کر کر نام اسکا ہیبت پور پٹی رکہا آبادی اسکی بعمارت پختہ ایک میل کے دورہ مین ہے
مغل سید راجپوت قاضی کہتری اڑوڑے بہاٹڑے وغیرہ اسمین رہتے ہین بیوپار غلہ کا بہت ہوتا ہے لوہار کی
لوہے کا کام اچہا بناتے ہین پختہ قلعہ خوشحال سنگہ پوریہ کا بنوایا ہوا یہان موجود ہے ایکہزار نو سو تنتیس گہر
اور چہہ ہزار تین سو اٹہتیس آدمی اسمین آباد ہین بادشاہون کے وقت مین یہہ قصبہ حاکم نشین اور پرگنہ کا صدر
مقام تھا قصبہ کے اندر کے کنوؤن کا پانی شور اور باہر کا پانی میٹہا ہے **نوشہرہ** یہہ قصبہ پٹی سے

چھ کوس کے فاصلہ پر آباد ہے اور زمینداران قوم تہو یہان رہتے اور زمینداری کرتے ہین علاقہ اسکا زرخیز ہے اور
زمین بارانی و چاہی **سور سنگھ** یہ قصبہ قصور سے اونیس کوس کے فاصلہ پر آباد ہے راجہ سور سنگھ نے بعرصہ چارسو
برس کے اسکو آباد کر کے اپنے نام سے موسوم کیا زمینداران قوم دہون وہان آباد ہین پیداوار غلہ کا بہت ہوتا ہے
چونکہ سکھون کی سلطنت مین اس گاؤن کے لوگ رنجیت سنگھ کی سرکار مین اچھے اچھے عہدہ دار تھے اس سبب سے
اچھی اچھی حویلیان اور پختہ عمارتین یہان تعمیر ہوگئین ایکہزار بیس گھر اور چار ہزار چھ سو چونسٹھ آدمی یہان آباد
ہین **چہچہو** یہ قصور سے بفاصلہ سات کوس مشرق کی طرف یہہ ایک قصبہ آباد ہے چار سو برس کا
عرصہ گذرا ہے کہ اس قصبہ کو سندھو زمینداروں نے آباد کیا پہلے وہ موضع پرگنہ چونیان
رہتی تھی آبادی کی رو سے اسپر کبھی کوئی تنزل نہین آیا عمارت اسکی خام ہے اور زمیندار سندھو و کہتری واروڑے
اسمین رہتے ہین کھتری یہان کے ساہوکارہ اور غلہ کا بیوپار کرتے ہین اور قحط کی امید پر ہزارون روپیون کا
غلہ خرید کر رکھتے ہین آٹھ سو اٹھائیس گھر اور تین ہزار تین سو اکیاسی اسمین آدمی آباد ہین **الگون** یہ قصبہ
بہت پرانا ہے اگلے زمانہ مین کسی شخص راجہ الگن نام نے اسکو آباد کیا ایک مرتبہ کسی حادثے کی سبب
سے یہ اجڑ گیا اور مدت تک اجڑا پڑا رہا دوبارا پھر ہندو شاہ نے اسکی آبادی کی اور پہلے ہی نام سے
موسوم رکھا اکسو بیس برس ہوئے ہین کہ دوست سنگھ نام ایک سکھ سردار نے یہان آکر کچا قلعہ بنوایا اور
اپنا مسکن مقرر کیا چونکہ اسوقت غارت گر سکھ تمام پنجاب کو لوٹ رہے تھے اسواسطے لوگ قلعہ کو امن
سمجھ کر دور دور سے یہان آرہے اور قلعہ آباد ہوگیا پھر جب نظام الدین قصوریہ نے اس علاقہ پر اپنا تسلط
جمایا تو اوسکے خوف سے اور بھی گرد نواح کے لوگ یہان آرہے اور موضع الگون کی جگہہ دسوندا سنگھ کا
قلعہ آباد ہوا بعد ازان جب رنجیت سنگھ کی عملداری قائم ہوکر ملک مین امن ہوگیا تو زمینداروں نے
پہر قلعہ سے نکلکر الگون کو آباد کر لیا جو اب تک آباد ہے راجپوت یہان بہت رہتے ہین اور غلہ کا بیوپار ہوتا ہے
اسوقت تک تین سو اکتیس ۳۳۱ گھر اور ایکہزار چھ سو پچاس آدمی اسمین آباد ہین **ولٹوہہ** یہ قصبہ مانجھہ
کی زمین مین اچھا آباد مکان ہے چغتائی سلطنت کے وقت مسمی لوگا جاٹ سندھو نے دوابست سے آکر اسکو آباد کیا
وجہ تسمیہ معلوم نہین ہے کہ آیا ولٹوہہ نام اسکا کیون رکھا گیا سندھو زمیندار یہان اب بھی بہت رہتے ہین
تین سو چھبیس گھر اور ایکہزار نو سو آدمی اسمین آباد ہین **کھیم کرن** باری دواب ضلع لاہور کے علاقہ
مین قصور سے بفاصلہ بارہ کوس کے آباد ہے آبادی اسکی تین کوٹون مین علیحدہ علیحدہ منقسم ہے تینون کوٹون کی
چہار دیواریان پختہ بنی ہوئی ہین اکبر بادشاہ کے زمانہ مین دلپت راے و کھیم کرن تلونڈی چند کے بیٹون نے
قصور سے آکر یہہ قصبہ آباد کیا چونکہ دلپت راے بادشاہی دفتر مین بمقام اکبرآباد اور کھیم کرن گانون مین رہتا تھا

اسواسطے قصبہ اونکے نام سے موسوم ہوگیا اونکے وقت مین دو کوٹ آباد تھے تیسرا کوٹ اونکی وفات کے بعد ہنگت راے اونکی بھانجے نے آباد کیا اس جگہہ کی ملکیت کمبو ہاکٹ چلے آتے ہین اونکا یہان بڑا ہو یار ہے بہورہ بافی کے کارخانے بہت جاری ہین یہان کے بنے ہوے بہورے سوداگر جا بجا لیجاتے ہین اونکی تجارت سے فائدہ اوٹھاتے ہین خانہ شماری اسکی ایکہزار چارسو تین اور پانچہزار آٹھہ سو سینتالیس مردم شماری ہے

مانجھہ باری دو آب کے علاقہ مین یہہ ایک فراخ خطہ کا نام ہے زمین دو آبہ بہ نسبت سے اونچی ہے اور مانجھہ پنجاب کی زبان مین بھی اونچی زمین کو کہتے ہین شرقی حد اسکی موضع ویرووال و دریاے بیاس کا کنارہ ہے اور حد غربی شہر لاہور جنوبی حد شہر قصور و چونیان وغیرہ شمالی حد شہر امرتسر ہے سینکڑون گانو اور قصبے اسمین آباد ہین مانجھے کی شرقی و جنوبی طرف کے لوگ سخت دل و بیرحم و چور و غارتگر مشہور ہین اور قوم مشرک سکہون کی بھی اسی خطہ سے پیدا ہوئی ہے اونکے حالات لکہنے کی کچھہ حاجت نہین ہے عیان راچہ بیان کہ کس کس طرح کی چوریان و غارتگریان و خونریزیان اونکی ذات سے اس قوم مین آتی رہی ہین اور اب بھی ہمیشہ موقع کے منتظر رہتے ہین سیالوں زمین مانجھہ کی بارانی و چاہی تھی اشاعت نہر انگریزی جاری ہوکر تمام مانجھہ نہری ہوگیا ہے لاکھون من غلہ و رز و گندم و کپاس و شالی وغیرہ یہان پیدا ہوتا ہے

چونیان یہہ قصبہ لاہور سے جنوب کیطرف چالیس کوس دریاے بیاس کے پرانے اونچے کنارے کے اوپر آباد ہے اس قصبہ کے آبادی کا حال اسطرح سے بیان ہوا کہ ۸۵۰ ہجری مین سید شاہ کمال ہمراہیان بخاری اوچ کے مقام سے اس ویرانہ مین آئے اور دریاے بیاس کے کنارے پر کہ اسوقت دریا یہان بہتا تھا خس پوش جھونپڑہ بناکر سکونت اختیار کی چونکہ ولی باکمال تھے چارون طرف سے اعتقادمند لوگ حاضر ہونے لگے اور ایک بوڑہیا چونی نام نے راسخ الاعتقاد ہوکر حضرت کی خدمت مین رہنا اختیار کیا کتنے مدت کے بعد سب مریدون نے ملکر یہان آبادی کی تجویز کی اور ایک چھوٹا سا گانو بناکر حضرت کی اجازت سے نام اوسکا چونی اوسی عورت کے نام پر رکہا جب قصور کے پٹھانون کی حکومت اس خطہ کی اوپر پھیلی تو اس کثرت کی ساتھہ یہان آبادی ہوئی کہ بڑی بڑی سات بستیان یہان آباد ہوئین اول پرانی چونی دوسری چھوٹی چونی تیسری محرم خان کا کوٹ چوتھے پہلوان کی کوٹلی جسمین زمیندار بہل کی قوم کے رہتے تھے پانچوین قلعہ ٹوڈرمل چھٹے راجہ کا کوٹ ساتوین چونیان موجودہ حال اور ٹوڈرمل جو بانی قلعہ کا تھا وہ قصور مین قصوری پٹھانون کے دفتر مین دیوان تھا جب یہہ ساتون قصبے بخوبی آباد ہوچکے تو کہنے دو ان پر آئی اسواسطے اونمین سے چھہ بستیان عالیشان اجڑ گئین اول یہہ کہ جب محمد شاہ بادشاہ کے وقت مین عبدالصمد خان لاہور کا ناظم مقرر ہوا تو اوسکے وقت مین حسین خان رئیس قصور اور اوسکی عداوت ہوگئی اور دونو طرف سے فوج کشی ہوکر چونیان کے پاس جہان عیدگاہ بنی ہے سخت لڑائی ہوئی اور حسین خان

مارا گیا اوسوقت بہت سی رعایا بخوف غارت و تاراج فوج لاہور کے یہان سے اوٹھکر چلی گئی دوسرے جب سلطنت
چغتائی کمزور ہوگئی اور سکھون نے جابجا قبضہ کرلیا تو اس قصبہ کو بھی سرداران مثل بھنگی وغیرہ نے بہت مرتبہ لوٹا
اور باقیماندہ مہر اسنگہ نکئی نے تاراج کیے نتیجہ یہ ہے جو لوگ ان سے بچ رہے وہ چالیسی قحط نے برباد کیے غرضکہ ایسے
صدمات سے چھ بستیان اُجڑ گئین کہ جنکے کہنڈرات اب تک موجود ہین اون کہنڈرون سے بیشمار اینٹین نکل کے شہر او
پرخرچ ہوئین عمارت شہر کی پختہ شہر پناہ پختہ بازار بارونق خوشنما بنا ہوا ہے بڑے بڑے ساہوکار اور بیوپاری
یہان رہتے ہین مگر مسلمان کم اور ہنود زیادہ ہین شہر کے باہر جنوب مغرب کے گوشہ مین مزار شاہ کمال برہانیان
سنجاری زیارتگاہ خلق ہے اونکی اولاد بھی سید سنجاری اس قصبہ مین موجود ہے پہلے آبادیون مین قوم کمبوہ
یہان کاشتکار اور افغان مالک تھے دوسری آبادی مین جو ویرانی کے بعد ہوئی اوسمین اب کمبوہ مالک ہین
اونکی ملکیت اچھی ہے چونکہ یہہ قصبہ اونچے ٹیلے اور پرانے راستہ دریا بیاس کے آباد ہے اسلیے کنوئین یہان کے بڑے
عمیق ہین مگر پانی ہاضم اور صحت بخش ہے پختہ حویلیان اور چھوٹے کل مکانات اسمین دو ہزار اور سات ہزار نوسو
پچپن آدمی کی مردم شماری ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع لاہور یہان کچہری کرتا ہے اور پولیس کا تھانہ بھی ہے چونکہ

کھڈیان دوآبہ باری ضلع لاہور پرگنہ چونیان کے متعلق چونیان سے چودہ کوس کے فاصلہ پر
یہہ قصبہ آباد ہے پہلی مالک اسکے ڈوگر زمیندار تھے اور دیوان کے کھڈیان نام تھا مگر وہ پہلے آبادی فوج
مغلیہ کے حملون سے اجڑ گئی جب تیمور کے آنے کے بعد قصوری پٹھانون کا یہان تسلط ہوا تو مسمی لطیف خان افغان
قصور کے رہنے والے نے پھر اسکو آباد کیا اور اوسی پہلے نام سے موسوم رکہا اوسکی اجازت سے جاٹ و کمبوہ و کہتری
وغیرہ بہت سے لوگ یہان آکر آباد ہوئے اور مزارعان کے طور پر کاشتکاری کرتے رہے جب قصوری پٹھانون کا تسلط
اوٹھ گیا تو رنجیت سنگہ کے وقت مین وہی کاشتکار مالک بن بیٹھے یہہ قصبہ اب خوب آباد ہے کچھ کچی پکی ملکر
قصبہ کی عمارت بازار بارونق ہے کہتری کمبوہ غلہ کا بیوپار بہت کرتے ہین کل ایکہزار اٹھائیس گھر اور تین ہزار
ایکسو ستائیس آدمی اسمین بستے ہین **موکل** چونیان سے چودہ کوس پر یہہ قصبہ آباد ہے عرصہ پچاس سال کا
گذرا ہے کہ پہلے خزان سنگہ گیان سنگہ قوم جاٹ سندہو نے موضع سلطان کی پرگنہ لاہور سے آکر اسکو آباد کیا چونکہ
وہ دونو بانی موکلون کے خاندان سے تھے اسواسطے اونہون نے اس گانو کا نام بھی موکل رکہا اور خود بھی
یہان ہی رہنے لگے تہوڑی مدت کے بعد جوند سنگہ موکل نے جو رنجیت سنگہ کے دربار مین معزز آدمی تھا اور اپنے
بھتیجون خزان سنگہ و گیان سنگہ قصبہ کے بانیون سے عداوت رکہتا تھا اپنی جاگیر علاقہ کنگن پور سے آکر اس
قصبہ پر یورش کی اور تہوڑی سی لڑائی کے بعد یہہ قصبہ اوسکے تصرف مین آگیا اور قصبہ کے بانی نکالے گئے
اونہی اپنی قبضہ کے بعد اور گانو بھی چھوٹے چھوٹے یہان آباد کیے جب جوند سنگہ مر گیا تو اوسکا پوتا سرجن سنگہ

اوسکا وارث بنا مگر انگریزون کے وقت جب چتر سنگھ و شیر سنگھ اٹاری والون نے گجرات کیطرف فساد برپا کیا تو سرجن سنگھ
بھی مفسدون کے ساتھ ملگیا اسلیئے اوسکی جاگیر ضبط ہوگئی مگر وہ اوسی جگہہ رہتا رہا اب سرجن سنگھ مرگیا اوسکے بیٹے
یہان رہتے ہین عمارت اسکی کچی پکی ملی ہوئی ہے قوم سندہو جاٹ یہان رہتی ہین غلہ کا بیوپار ہوتا ہے چار سو
تیئیس گھر اور ایکہزار چہ سو چوہتر آدمی رہتے ہین **کنگن پور** دوابہ باری ضلع لاہور پرگنہ چونیان
کے متعلق یہہ قصبہ چونیان سے جنوب کو بفاصلہ ۱۲ میل آباد ہے اول آبادی اسکی ایک عورت مسمات کنگنا نے
قریب عرصہ ایکہزار دو سو برس کے کی تھی وہ آبادی محمد قاسم کے قبضہ کے وقت اوجڑ گئی اور کئی سو برس تک
یہہ قصبہ ویران پڑا رہا پھر دو سو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ علی اکبر مغل نے قصبہ پٹی سے آکر حال کے قصبہ کو
پرانے قصبہ کے بلند ٹیلے کے اوپر آباد کیا اور پرانے ہی نام سے موسوم رکہا اوس روز سے مغل کی قوم یہانکی
مالک بنی وکہتری و اروڑی و راجپوت بھی باہم مختلف یہان آکر آباد ہوئے اور ملکیت پیدا کی آبادی اسکی
بلند ٹیلے کے اوپر ہے اور کچے پکے دونو طرح کے مکانات بنے ہوئے ہین بازار بارونق ہے تجارت غلہ کی
ہوتی ہے قصوری پٹھانون کی عملداری جب یہان ہوئی تو اونہون نے ایک قلعہ یہان بنایا جسمین اب
پولیس کی چوکی رہتی ہے تین سو چھتیس گھر اور ایکہزار تین سو نوے آدمی اسمین رہتے ہین جودہ سنگہ نکئی نے
بھی اپنی جاگیرداری کے وقت یہان قلعہ بنوایا تھا جو سرکار کے حکم سے مسمار ہوگیا ہے ڈیوڑھی اوسکی موجود
ہے **بھروال** یہہ قصبہ چونیان سے دس کوس بطرف شمال آباد ہے قدیمی آبادی اسکی مدت سے
اوجڑ چکی ہے کہنڈرات اوسکے موجود ہین آبادی موجودہ حال سرداران سکہہ نکئی نے آباد کی اصلی مالک یہانکے
سندہو جاٹ اور قصبہ کے مالک اروڑے و برہمن و بلوچ ہین یہہ قصبہ نیا آباد قصبہ ہے عمارت اسکی پختہ و خام
ملی ہوئی ہے نکئی مثل کے سردارون کے وقت یہہ قصبہ دارالریاست تہا اسواسطے اور سکہون کی غارت سے
یہہ محفوظ رہا اور دن بدن آباد ہوتا چلا گیا اب بھی سردار کاہن سنگہ نکئی یہان کا جاگیردار ہے اور با اختیار
مستقل ملتی فوجداری و دیوانی کا کام کرتا ہے بیٹا اوسکا امیر سنگہ ذیلداری کا کام دیتا ہے بازار اسکا بارونق
ہے سیاہوکارہ و بیوپار سب قسم کا ہوتا ہے رن سنگہ نکئی نے یہان ایک قلعہ بنایا تھا اوسمین اب کاہن سنگہ رہتا ہے بیکہ صاحب ضلع موجود
قلعہ کے ساتھ لگی ہین پانسو نوے گھر اور ایکہزار آٹھسو اکتیس آدمی اسمین رہتے ہین **میانی کی و بہائی پہیرو**
اس قصبہ کی دو آبادیان ہین ایک میانی کی جسکو سیہی میان قوم موڑ نے قریب عرصہ ڈہائی سو برس کے آباد کیا اور اب تک
اولاد اوسکی قابض ہے دوسری اوسکی متصل بڑی آبادی بہائی پہیرو کی ہے جو فاضل گورو نانک کا چیلہ تھا اوسنے یہان
آکر اپنا نشیمن بنایا اور قصبہ کی بنیاد ڈالی عمارت اسکی کچی پکی ملی ہوئی ہے یہان قوم اروڑہ بہت رہتی ہے یہہ قصبہ لاہور سے
بیس کوس جنوب کیطرف ملتان کی سڑک کے اوپر قائم ہے چار سو پینتالیس گھر اور ایکہزار آٹھسو اڑتالیس آدمی اسمین آباد ہین

قصبہ کے اندر بنا ہوا ہے تھانہ پولیس کا اسکے مشرق کیطرف سڑک کے اوپر بنا ہوا ہے **منٹگمری** ملتان کی قسمت مین یہہ ایک ضلع کا ہے ملتان
کی سڑک کی اوپر واقع ہے پہلے نام اسکا ساہیوال تھا اب ساہیوال سے نام بدل کر بطور یادگار منٹگمری صاحب سابق لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کے
منٹگمری رکہا گیا پہلے آبادی اسکی بہت تھوڑی تھی اب بنگلون پختہ مکانات تعمیر ہوگئے اور کوٹھیان بن گئی ہین
ریل کا بڑا اونچا عالیشان یہان بنایا گیا ہے اور آہنی سڑک اسکے پاس جاری ہے ریل گاڑی جو لاہور سے ملتان
کو اور ملتان سے لاہور کو آتی ہے یہان آکر ٹھہرتی ہے نیا بازار اور نئی عمارتین بارکین بحساب اور آبادی بارونق
ہوگئی ہے ہر ایک قوم کے لوگ یہان آکر آباد ہوئے ہین اور ہوتے چلے جاتے ہین یہہ مقام لاہور سے اکیسو میل
ملتان کی سڑک راوی کے کنارے پر واقع ہے اسمین جنگل بار کوسون تک ہے اور لاکہون درخت جنڈ کریر پیلون
کیکر جہاڑی جہچہرا موجود ہین صاحب ضلع یہان معہ اپنی اسسٹنٹون کے کچہری کرتے ہین پانچ تحصیلین ایک تحصیل حضور
یعنی خاص منٹگمری دوسری تحصیل حجرہ تیسری تحصیل پاکپٹن چوتھی تحصیل ہڑپا پانچوین تحصیل سیدوالہ جسکا ذکر
ریاست و اسکے مواضعات کے ذکر مین آویگا کل مردم شماری اس ضلع کی تین لاکہہ آٹھہ ہزار دو سو اور پہلے
یہہ ضلع مقام گوگیرہ تھا جو لاہور سے اسی میل سمت جنوب مغرب دریای راوی کے بائین کنارے پر آباد ہے ۔
ضلع منٹگمری کی شرق کیطرف دریای ستلج بہتا ہے غرب کیطرف حدود ضلع جہنگ کی شمال کیطرف ضلع لاہور اور
ضلع گوجرانوالہ کی حد ہے جنوب کو ضلع ملتان ملحق ہے سطح زمین ہموار میدانی ہے کوئی پہاڑ یا ریگستان نہین ہے آب و
ہوا معتدل ہے مگر دو تین جنگل اسمین بہت گہرے واقع ہین ایک ساندل بار کا کچہ حصہ ہے جسکا ستر کوس
طول اور چالیس کوس عرض ہے اوس جنگل مین ایک نہر بہی دریاے راوی سے نکال کر سرکار نے دی گئی ہے دوسرا
لکہی بار کے حصے جنکا دس دس کوس طول اور پانچ پانچ کوس عرض ہوگا اور دریاے راوی کہین ضلع کی سرحد پہ
اور کہین ضلع کے اندر جاری ہے نالہ ڈیک بہی چند میل تک اس ضلع کی زمین کو سیراب کرتا ہے حد شرقی پر دریاے
ستلج و بیاس شامل ہو کر بہتے ہین دریاے راوی پر مقام چیچہ وطنی کشتیون کا پل بندہا رہتا ہے اور بار لکہی و ساندل
مین جنڈ و کریر وغیرہ جنگلی درخت ایسی کثرت و گنجایش کے ساتہہ ہین کہ اگر انسان اوسمین راستہ بہول جاوے تو زندہ
نہ نکلے پرگنہ سیدوالہ کی زمین اس ضلع مین بہت زرخیز و خوشنما و ہموار ہے ہر ایک جنگل مین زمیندارون کا مال چرتا
اور زر ترنی سرکار مین ادا ہوتی ہے قوم کہرل مسلمان دولونہ بکثرت آباد ہین ارہڑی و کہتری بہت کم قوم
کہرل و ڈوگر پہلے عموما چوری کرتے تھے مگر اب عموما زمیندار ہین جنگہوئی و فساد مین اپنا ثانی نہین رکہتے اسضلع مین
تجارت روغن زرد و غلہ گندم کی بہت ہوتی ہے باغات و میوہ دار درختون کا کہین نام و نشان نہین آم کا
درخت اس علاقہ مین ہوتا ہی نہین البتہ میوون سے میوہ پیلون جو جنگلی میوہ ہوتا ہے زمیندار بڑے شوق سے
کہاتے ہین بلکہ ماہ مئی مین تو تمام زمیندارون کی خوراک یہی پہل ہوتا ہے گدہے کی سواری اس مقام مین بہت

رایج ہے عورت مرد ہندو مسلمان اونٹ پر سوار رہتے ہیں اور علاقہ کوہی میں جو اس ضلع کے متعلق ہے یہہ بھی ایک
عام رسم ہے کہ جب تک عورت کی شادی نہو جاوے بحالت دوشیزگی وہ بعد پاخانہ پھرنے کے استنجا نہیں کرتی اور جبتک
عورت چھپن برس کی نہو جاوے اوسکی شادی نہیں کرتے اور شادی شدہ عورتوں میں بھی ایک عجیب دستور ہے کہ جب وہ پاخانہ پھرنے
جاتی ہے مسواک ساتھ لیجاتی ہے جب تک پاخانہ پھرتی رہتی ہے دانت صاف کرتی رہتی ہے جب فارغ ہوتی ہے مسواک کو پھینک دیتی ہے اور
عورت و مرد ڈھیلا تہہ بند باندھتے ہیں پاجامہ برائے نام نہیں ہوتا

پاک پٹن

دوآبہ باری ضلع منٹگمری کے متعلق دریاے گھارا کے دہنے کنارے سے بفاصلہ چودہ میل یہہ مشہور قصبہ آباد ہے آبادی اسکی
بہت پرانی ہے اور اصلی بانی اسکا راجہ اجودہن تھا جسنے یہہ قصبہ آباد کرکے اپنے نام سے موسوم کیا سکندر
اعظم کے حملے کے وقت اسکی آبادی بڑی اوج پر تھی بلکہ اوسنے پنجاب فتح کرکے اپنی یادگار کیواسطے یہاں چند
مینار سنگین بنوائے تھے مگر اب تک اونکا نشان بھی باقی نہیں رہا۔ چھٹی صدی ہجری کے ابتدا میں جب خواجہ
فریدالدین گنج شکر چشتی شہر ہانسی سے اوٹھکر یہاں آئے تو اونکی ہدایت سے یہاں کے رہنے والے مسلمان ہوگئے
اور نام اسکا اجودہن سے بدل کر پاک پٹن مشہور ہوگیا مقبرہ حضرت کا یہاں موجود ہے اور شاہان اسلام کے
وقت سے یہہ قصبہ اور اسکے گرد نواح کے دیہات روضہ کے سجادہ نشین کی جاگیر میں چلی آتی تھی اور سجادہ نشین
باختیار خود یہاں حکومت کرتا تھا جب اسلامیہ سلطنت ضعیف ہوگئی اور سکھوں نے جا بجا زور پکڑ کر غارتگری شروع کی
تو ہیرا سنگہ نکئی نے بہیڑ دال سے آکر اس قصبہ پر حملہ کیا اوسوقت شیخ سبحان سجادہ نشین تھے اونھوں نے جانثار سواروں
کے ساتھ اوسکا مقابلہ کیا قصبہ میں ایک سخت لڑائی ہوکر ہیرا سنگہ مارا گیا شیخ سبحان مظفر و منصور رہے پھر بھی کئی
مرتبہ سکھ حملہ کرکر یہاں آتے رہے مگر جواب ترکی بترکی پاتے رہے آخر جب رنجیت سنگہ تمام پنجاب پر متسلط ہوگیا
تو اوسنے براہ تملق و چاپلوسی و فریب اپنا عقیدت جتلا کر سجادہ نشین کو اپنے پاس بلاکر نظربند رکھا اور تمام اونکے
متعلقہ علاقہ پر اپنا انتظام کرلیا اوسوقت سے کل علاقہ متعلقہ مزار کا سکھی حکومت میں آگیا اب زیر حکومت انگریزی
ہے یہہ سوین و نو یا پنجوین محرم کو یہاں بڑا میلہ ہوتا ہے اور بہشتی دروازہ جو حضرت کے روضہ کے دروازہ پر
سے ایک دروازہ ہے اوسی روز کہلتا ہے یہہ قصبہ گدی کا صدر مقام ہے تحصیلدار پاکپتنی ضلع منٹگمری کے یہاں
مال کا کام دیتا ہے آبادی قصبہ کی ایک بلند ٹیلے کے اوپر اور احاطہ مزار کا بیچ میں ہے عمارت قصبہ کی بہت
خوشنما پختہ و خام بنی ہوئی اور بازار پر تجارت و آبادی ہے اچھے ساہوکار و مالدار یہاں ساہوکارہ و تجارت
کرتے ہیں جمع پرگنہ کی تخمیناً پچاس ہزار روپیہ ہے اور گانو متعلقہ تحصیل کے تین سو دس ہیں پرانا راستہ دریاے
بیاس کا جو خشک پڑا ہوا ہے اس پرگنہ میں واقع ہے اوسمین دھان چنا و کرپہ و کپاس بہت ہوتی ہے خاص
پاکپتن میں پارچہ قسم لونگی وغیرہ بھی اچھا بناجاتا ہے اور خراط کا کام چوبی خراطی لوگ نہایت تحفہ بناتے

کرتے ہین کہلونے لکڑی کے اور چھوٹے چھوٹے کے جنپر پیتل کا کام کیا ہوا ہوتا ہے پاک پتن کا تحفہ دور دور تک جاتا ہی چلمین سرپوش دار نہایت عمدہ بنتے ہین **دیپال پور** دوابہ باری ضلع منٹگمری کے متعلق یہہ قصبہ دریا گہارا کے دہنے کنارے سے بفاصلہ اکیس میل آباد ہے آبادی اسکی بہت پرانی ہے پہلے پہل راجہ دیپال یا دیپالیا راجا جو دہن کے بھائی نے اسکو آباد کیا عملداری شاہان اسلام مین یہہ بڑا شہر اور حاکم نشین تھا صوبہ پادشاہی یہان رہتا تھا اور محاصل اس صوبہ کا بتیس لاکہہ تینتیس ہزار تین سو تیرہ روپیہ سالیانہ تہا اسی ہزار امین داخل تہا سکہون کی پرچہگردی کے وقت اس شہر کو سکہون نے کئی بار دل کہول کہول کر لوٹا اور ویران کر دیا ایسا کہ آبادی کا نشان باقی نہ چہوڑا آخر جب رنجیت سنگہ کے وقت کچہہ صورت امن کی نمودار ہوئی تو بہاگے ہوئے اور لٹے ہوئے لوگ پھر اسمین آکر آباد ہوئے اور مختصر سی آبادی قایم ہوئی پرانے عمارات کے کہنڈرات اب تک موجود ہین بادشاہون کے وقت ایک نہایت مضبوط قلعہ اینٹون کا یہان بنوایا گیا تہا اب کی آبادی مین کہتری بہت رہتے ہین اور ایک مندر لالو جسرا کا یہان بنا ہوا ہی جہان کہتری قوم کنبہ دور دور سے آکر چوٹیان اوتروانے ہین **شیر گڈہ** دوابہ باری ضلع منٹگمری کے متعلق یہہ قصبہ بڑا آباد مکان ہے شیخ داؤد کرمانی قادری کا روضہ یہان بنا ہوا ہے جسکا علیحدہ ذکر تحریر ہوگا اس قصبہ کی بنیاد پہلے سید شیر شاہ قادری جو شیخ داود کے پیر بہائی تہے اور روضہ اونکا ملتان کی نواح مین ایک مشہور روضہ ہے رکہی اور آباد کرا کے اپنے نام سے نام اسکا شیر گڈہ رکہا ہندو مسلمان ہر دو فرقہ یہان بہت رہتے ہین آبادی با رونق و بازار پر تجارت ہی ہر سہ دین شیخ داود کے مزار پر بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے **حجرہ شاہ مقیم محکم الدین** دوابہ باری ضلع منٹگمری کے متعلق یہہ بہی ایک مشہور اور نامی قصبہ ہے سال نوسو تیرہ مین ہجری مین اول بنیاد اس قصبہ کی سید بہاول شیر گیلانی قادری نے قایم کی اور صرف اپنی رہنے کا حجرہ بنوایا اوسکے وقت بہت مختصر آبادی ہوئی پس بعد سید محمد مقیم محکم الدین اونکے پوتے نے اوسکی آبادی مین بہت کوشش کی اور اونہین کے نام سے اس قصبہ نے شہرت پائی شاہان اسلام کے وقت بڑی بہاری جاگیر اس خاندان کی سجادہ نشینون کے واسطے مقرر تہی اور وہ اپنے علاقہ مین با اختیار حکومت کرتے تہے جب سنگہون کی حکومت کا وقت آیا تو صاحب سنگہ بیدی کی سید سردار علی سجادہ نشین کے ساتہہ سخت عداوت ہوگئی اور ارادہ کئی مرتبہ کیا کہ حجرے کو غارت کرے اور ریاست سیدون کی چہین لے مگر چند مدت تک سید سردار علی نے اوسکو بہت سا روپیہ رشوت کا دیکر ٹالے رکہا آخر وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آیا اور براہ تعصب نزاع جو اوسکو اسلامیہ فرقہ کے ساتہہ دل مین متمکن تہا مستعد بربادی اس خاندان کے ہوا سید سردار علی نے جو یہہ خبر پائی تو اپنی فوج و سامان سب یہان چہوڑ کر جریدہ اوسکے پاس چلے گئے کہ کسیطرح اوسکو اس ارادہ بد سے ہٹائین اور

بہانے وعدہ خلافی اوس سے پیش آئین مگر صاحب سنگھ بھنگی نے جاتے ہی حضرت کو قید کر لیا اور ارادہ مریدون کے
بھی قید کر دیا اوس قلعہ میں جہان حضرت قید تھے پوشیدہ حملہ کیا اور چاہا کہ کسیطرح حضرت کو نکال کر لے جائیں اور
ایک لوہار کو پوشیدہ قلعہ میں بھیجکر بیڑیان کٹوا دین مگر رات کے وقت جب قیدیون کو دیوار سے نکالنے لگے تو اونکی
سپاہ دانستہ وہوا سے کود آئے جب حضرت کے آنے کی نوبت پہونچی تو قلعہ والون کو خبر ہو گئی اور حضرت معہ
اور دو رفیقون کے گر گئے اور صاحب سنگھ کے حکم سے اونھون نے جام شہادت نوش کیا اونکی شہید ہونے
کے بعد صاحب سنگھ نے کل علاقہ ضبط کر لیا اور شہر پر غارت کے ہاتھ پھیلائے اب سید سردار علی کے صاحبزادے
سید مدد علی یہان رہتے ہین اس قصبہ میں مسلمان بہت اور ہندو کم رہتے ہین پیرزادے محمد شاہ مقیم اور بہادر آپ
کی اولاد بھی کثرت سے آباد ہے شہر کی عمارت پختہ بازار بارونق تجارت کا بازار گرم رہتا ہے تحصیل حجرہ کے
علاقہ کے اندر تین نالے دریائے ستلج کے جاری ہین ایک نالہ خانواہ جسکو نواب خانخانان نے بعہد اکبر بادشاہ
کہدوایا تھا دوسرا نالہ سوہاگ تیسرا سوہاگ کہنہ سوائے اسکے ایک اور نالہ بودہ نام زمین کو سیراب
کرتا ہے علاقہ اوسکا ہے پانی چاہات کا بیس سے چالیس ہاتھ پر نکلتا ہے **چوچک** یہ قصبہ دوابہ باری
ضلع منٹگمری کے متعلق دریائے راوی کے بائین کنارے لاہور سے جنوب مغرب کی سمت کو بفاصلہ ساٹھ
میل آباد ہے تھانہ پولیس کا ملتان کی سڑک کی حفاظت کے لئے رہتا ہے اور آبادی قصبہ کی بارونق و خوشنما
مگر جنگل میں ویرانہ بالخصوص اسکے گرد سے بہت بھاری ہے **چیچہ وطنی** باری دوابہ کے قصبون میں یہ
ایک مشہور قصبہ دریائے راوی کے بائین کنارے ملتان سے بہتر میل شمال مشرق کی طرف آباد ہے شہر کی نئی
ریل گاڑی کی اسکے پاس سے گذرتی ہوئی ملتان کو جاتی ہے اور پڑاو ریل کا اسکے پاس بنا ہوا ہے اس مقام مین
کشتیون کا پل دریائے راوی پر بندھا رہتا ہے **شیخوپورہ** یہ قصبہ باری دوآب پنجاب مین دہنے کنارے
دریائے گوگیرا کے ملتان سے بفاصلہ پچاس میل ماتحت ضلع منٹگمری کے آباد ہے اسکے متصل قصبہ گوگیرہ بھی ایک
رونق کا مقام ہے جہان پہلے ضلع تھا اور اب وہان سے ضلع برخاست ہو کر ساہیوال المشہور منٹگمری کے
مقام پر آگیا عمارت شیخوپور کی خام اور رہنے والے مسلمان **ہڑپہ** یہ باری دواب کے علاقہ مین
یہ ایک قصبہ بائین کنارے راوی کے عین ویرانہ اور جنگل کے اندر آباد ہے اسکی پاس اکثر پرانے عمارت کے
نشان بھی نظر آتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین بہت بڑا آباد مکان ہوگا انگریزی مورخون کا
قول ہے کہ پہلے یہان سنگالہ کی قوم بستی تھی اور اوسی مقام پر مقابلہ سکندر اعظم کا ہند کے راجون سے ہوا تھا
اب آبادی اسکی خام و پختہ ہے اور سڑک ریل گاڑی کی اسکی پاس ہو کر ملتان کو جاتی ہے پختہ مکانات بھی اکثر یہان
بنے ہوئے ہین تحصیلدار ماتحت ضلع منٹگمری کے یہان تحصیل کا کام دیتا ہے تحصیل ہڑپہ کے علاقہ مین اکثر

آبادی دریاے راوی کے کنارے کنارے بہت ہی باقی علاقہ جنگل بہت ہی اور آبادی کم اور باشندے ہندو قوم ارورے و کاہنے و دہنی وال و بگہیلا و کہرل بکثرت ہین پیشہ انکا اول علی العموم چوری تھا اب بہت تہوڑی کچھہ کمی ہوگئی ہے کہیتی اس علاقہ مین بہت ہلتی ہے پیدایش گندم نخود بدرودی کی ہوتی ہے دینگر کا نام ونشان نہین جمع تحصیل کی اونتالیس ہزار تخمیناً ہے سواے زر مالیہ آمدنی زر ترنی گہاس اور زر قیمت لکڑی جنگل کی سرکار کو وصول ہوتی ہے مقام تحصیل کا ٹہریہ کی آبادی سے نزدیک ہے

حویلی بارہی دوآبے کے متعلق یہہ ایک قصبہ دریاے گہارا کے دہنے کنارے سے دس میل اور لاہور سے نوے میل جنوب مغرب کی سمت کو آباد ہے

ملتان یہہ شہر بہت مشہور اور پرانی عمارت کا پنجاب کے شہرون مین سے ہے آبادی اسکی دریای چناب کے کنارے ایک بلند ٹیلے کے اوپر جو پرانے عمارتون کے مسماری سے بنا ہوا ہے واقع ہے چونکہ اسکی آبادی کو ہزارون برس گذر چکے ہین کچھہ دریافت نہین ہوتا کہ آیا کس نے پہلے پہل اسکی آبادی کی اتنی بات بیشک ثابت ہوتی ہے کہ ہندو راجون کے وقت وقت بوقت یہہ شہر اُجڑتا اور آباد ہوتا رہا اور نام بھی اسکے بنام مختلف بدلتی رہی ابسا توان نام اسکا ملتان ہے ہندون کا قول ہے کہ پہلا نام اس شہر کا ہرناکش نگری تھا اور وہی ہرناکش اسملک کا راجہ تھا جب ہرناکش نے خدا پرستی چہوڑ کر خود پرستی اختیار کی اور تمام رعایا کو اپنی پرستش کے واسطے ہدایت کی اور پہلاد ہرناکش کے بیٹے نے برخلاف اپنی باپ کے جو لوگون کو خدا پرستی کی تعلیم دی تو ہرناکش اوسکے مارنے پر آمادہ ہوا تو بھگوان کو ایسے خود پرست کو مارنا منظور ہوا اور نرسنگہ اوتار کی شکل بنکر بھگوان اوسکے گہر کے ستون سے ظاہر ہوئی اور پنجون سے اوسکے سینہ کو پہاڑ ڈالا اس واقعہ کے بعد اس شہر کا نام نرسنگہ پوری مقرر ہوا بعد ازان جب پرہلاد ہرناکش کے بیٹے کی سلطنت نے رونق پکڑی اوسنے اس شہر کا نام پرہلاد پوری رکہدیا اوس سے پیچہے بھی مختلف وقتون مین ہنسہ پور و باگ پور و اہمین پور بھی مقرر ہوئی آخرش نام اسکا ملتان ہوا اگرچہ یہہ نام اسکا بھی کوئی آجکا نام نہین ہے بلکہ جن دنون مین سکندر اعظم نے اسکو فتح کیا تھا تب بھی اسکا نام ملتان ہی تھا بعضی تاریخون مین یہہ بھی درج ہے کہ اصلی نام اس شہر کا مالی تھان یعنی مالی کا مقام ہے اور مالی نام ایک راجہ تھا جسنے اسکا نام مالی تھان رکہا تھا اور اوسی راجہ کی حکومت کے وقت سکندر رومی کا حملہ آور ہوا اور فتح پائی تھی دین اسلام کے شیوع کے بعد بعہد خلافت خلیفہ ولید محمد قاسم عرب حسب الحکم حجاج بن یوسف حاکم خراسان کی کابل و قندہار و بلوچستان و سندہ کو فتح کرتا ہوا ملتان آیا اور تھوڑی ہی توجہہ مین اوسنے شہر اور علاقہ ملتان کا لے لیا اور اسکو دار الریاست بنا کر رہنے لگا اوسکے بعد غزنوی سلطنت کی ابتدا تک مختلف عملداریان ملتان مین ہوتی رہین جنہین اکثر صاحب اسلام تھے پہر سلطان محمود غزنوی نے اسپر قبضہ پایا اور بدت تک اوسی خاندان کے زیر حکم رہا اونکے بعد مختلف وقتون مین فوج چنگیزی و مغلیہ نے اسکو کئی دفعہ لوٹا امیر تیمور کے پوتے

پھر محمد خان جہانگیر نے بھی جب اسپر فتح پائی تو بہت لاشا ہوئیں پھر جب لنگاہوں کی سلطنت کی نوبت آئی تو اول یہہ شہر
خوب آباد ہوا پھر مرزا شاہ حسین حاکم ٹھٹھہ نے بابر کے حکم سے اس شہر کا محاصرہ کیا اور شہر کو ایسا لوٹا کہ کسیکو پھر
اسکی آبادی کی امید نہ رہی مگر لنگر خان بلوچ نے پھر بڑی کوشش سے اس شہر کو آباد کیا اور شاہجہان نے
جب یہہ شہر شہزادہ عالمگیر کے جاگیر میں دیا تو اوسنے بھی اسکی آبادی کے طرف بہت توجہہ کی آخر جب
اسلامیہ سلطنت نے ضعف پکڑا تو ملتان کا ناظم کابل کی سلطنت کے طرف سے مقرر تھا اور سکھوں نے بہت مرتبہ حملے
کیئے تھے ایک مرتبہ قابض ہوگئے مگر قبضہ قایم نہ رہا پھر رنجیت سنگھ نے اپنی اوج کے وقت چار مرتبہ چارھیں ملتان پر
کیں آخر مہم کے وقت پچیس ہزار فوج سکھوں کی ملتان پر گئے اور نواب ملتان کا تین ہزار پٹھان کے ساتھہ
دست بدست لڑتا رہا آخر نواب نے شہادت پائی اور سکھوں نے شہر کو لوٹنا شروع کیا اور ایسا لوٹا کہ شہر والوں کے
پاس کے کوڑیاں بھی نہ چھوڑیں اور تمام شہر لوٹ کر ویران کر دیا رنجیت سنگھ نے یہہ حال سنکر غارت کو جمع کرنے
کے واسطے فوج کو حکم دیا تو چالیس لاکھہ روپیہ کا نقد و جنس جمع ہوا مگر سکھوں نے غارت شدہ مال سے نصف بھی واپس
نہیں دیا تھا اگرچہ اس مہم میں رنجیت سنگھ فتحیاب ہوا لیکن تین ہزار پٹھانوں کی ایسی بہادری اور شجاعت
کے ساتھہ لڑے کہ سکھوں کی فوج پچیس ہزار میں سے دس ہزار زیادہ کھیت رہی اور چھہ ہزار و اسکے بعد ازانجہ
دیوان ساونمل لاہور کے دربار سے ملتان کا ناظم قرار پایا تو اسنے ملتان پھر بسایا اور ایسی نرمی رعیت کے
ساتھہ کی کہ آجتک لوگ اوسکو خیر کے ساتھہ یاد کرتے ہیں جب وہ مرگیا تو اوسکا بیٹا مولراج اوسکا قایم مقام ہوا اور
دلیپ سنگھ کی آخری سلطنت کے وقت بغاوت اختیار کی انگریز صاحب انگریز و سردار کاہنہ سنگھ مان کو مار ڈالا
اسواسطے فوج سرکار لاہور و فوج انگریزی اوسکی سزا دہی کے واسطے مامور ہوئی کئی مہینے تک ملتان کا محاصرہ
رہا اور لڑائیاں پے درپے ہوتی رہیں اسواسطے دوبارہ شہر اجڑ گیا اور لوگ شہر سے نکلکر بھاگ گئے اب بعد
صفر ولی سلطنت لاہور کے جب سے صاحبان انگریز حاکم ہوئے ہیں روز بروز اسکی آبادی ترقی پر ہے صاحب کمشنر
و ڈپٹی کمشنر یہاں کچہری کرتے ہیں ملتان کی کمشنری کے متعلق چار ضلع ملتان و منٹگمری و جھنگ و مظفرگڈھہ
اور ضلع ملتان کے ماتحت پانچ تحصیلیں خاص ملتان سرائے سدھو شجاع آباد لودہراں و میلسی ہیں بڑے بڑے
مکانات سرکاری کوٹھیں و بارکیں چھاونی اور ریل کا اڈا یہاں تعمیر ہوئے ہیں اور سرکاری فوج کے
رہنے کے سبب روز بروز آبادی میں ترقی ہوتی جاتی ہے ملتان میں بڑے بڑے کارخانے ہر ایک قسم کے
جاری ہیں ابریشمی کپڑا لنگی کھیس شال سوتی و اونی قالین بہت عمدہ زری کی خوب اور ریشم کے دری و قالین
اور پارچات ملکی و کشیدہ و منقش بنی جاتی ہے چھینٹ بھی ہر ایک رنگ کی یہاں رنگتی ہیں بلکہ ولایتی چھینٹ کو
آنے سے پہلے تمام پنجاب میں ملتان کی ہی چھینٹ امرا لوگ پہنتے تھے کلابتوں و کارچوبی کا کام یہاں بہت

تحفہ ہوتا ہے ساہوکار بڑے بڑے مالدار و تجار باوقار یہان تجارت کا کام بڑی کثرت کے ساتھ کرتے ہین
جنکا مال بذریعہ دخانی جہازون کے بمبئی و کراچی بندر وغیرہ دور دور کے ملکون سے آتا ہے اور پھر بذریعہ
ریل کے لاہور امرتسر و ہندوستان کو بھیجا جاتا ہے اور کچھہ دریا کے راستہ پشاور و کابل وغیرہ کو روانہ ہوتا ہے
بسبب جاری ہونے ریل اور دخانی جہازون کے اس شہر کو اب گویا تمام عرب و بمبئی و ہندوستان کی تجارت کی منڈی
کہنا چاہیے جس طرح کا مسافر اہل ہنر و پیشہ و سوداگر اس شہر مین آکر اوترتا ہے جلنے ہزارون طرح کے فائدہ
شہر والے اوٹھاتے ہین - ملتان کا قلعہ بہت پختہ و خوش قطع و قدیمی ایک ٹیلے کے اوپر بنا ہوا جسکو نہ منگل کا
تھا جسکی پیمایش شمال مغرب کے طرف کو چھہ سو گز ہوی دیوار اوسکے باہر سے بعمارت پختہ چالیس فیٹ بلند
اور اندر کے طرف سے چھہ فیٹ تھی تیس اوسکے برج تھے اور چارون طرف پختہ خندق عمیق کہدی ہوی تھے
مولراج کی لڑائی کے وقت توپون کے گولون سے بعض دیوارین قلعہ کی بہت سی گر گئین تسپر چند مہنے بعد فتح ملتان
کے قلعہ پر یہہ صدمہ آیا کہ دریاے چناب اسقدر طغیانی ہوی کہ پانی قلعہ کے خندق مین بھر گیا اور خندق کے
اندر اندر وہ پانی قلعہ کی دیوارون کی بنیاد اور تہہ خانون مین داخل ہو گیا اور یہہ تاثیر کیا کہ چند گھنٹون کے
عرصہ مین ایک طرف کی بڑی دیوار معہ برجون اور پشتیبانون کے گر پڑے اور توپین جو برجون کے اوپر چڑھا ہوے
ہوی تھین نیچے آپڑین دوسرے روز دوسری طرف کی دیوار بھی اوسیطرح مسمار ہو گئی اور کل مکانات قلعہ
کے اندر کے پانی کے دخل سے خراب و مسمار ہو گئے ہر چند حکام نے اوسکی بچانے مین کوشش کین مگر پانی کی
ایسی تاثیر ہوی کہ انسانی طاقت کی وہان پیش رفت نچلی اوس مسماری کے بعد اگرچہ دہلی کے مفسدہ کے وقت کچھہ
مضبوطی و درستی قلعہ کی کی گئی مگر وجاہت کہان اب سرکار کے اوسکے بنانے مین بہت توجہ ہے - پاس کا ملک ملتان کا
چناب کے پانی کے طغیانی سے سیراب ہوتا ہے میوجات و نباتات و غلہ کثرت سے پیدا ہوتا ہے عمدہ عمدہ قسم کے کھجورین
اور آم و انار و سنترہ پیدا ہوتے ہین یہان کے کھجور کی دور دور تک تجارت ہوتی ہے آہن بھی بطور تحفہ و
تجارت ملکون مین بھیجا جاتا ہے مٹی یہان کثرت سے بنائی جاتی ہے آندہی و غبار گرمیون مین یہان بہت ہوتی
ہے اور گرمی ایسی سخت پڑتی ہے کہ انسان گھبرا جاتا ہے پیرون اور بزرگون کے قبرین یہان گلی گلی کوچہ کوچہ
بازار بازار مین پڑے مقبرہ دون مین سے ایک مقبرہ تو شیخ بہاؤ الدین ملتانی سہروردی قریشی اسدی کا قلعہ کے
اندر ہے دوسرا روضہ شاہ رکن الدین ابو الفتح اونکے پوتے کا قلعہ کے باہر ہے انکا خاندان بڑا معزز ہے اور دور
دور تک ملکون مین انکی مرید ہین انکی اولاد قریشی ہاشمی کہلاتی ہے بلکہ احقر غلام سرور جامع اوراق بھی اسی خاندان
کے سلسلہ مین ہے تیسرا روضہ شاہ شمس الدین تبریزی کا بھی مشہور و معروف ہے علاوہ انکی اور روضے بھی بہت
ہین شہر کے باہر کھجورون اور آمون کے باغ بھی اکثر ہین سب باغون سے نواب مظفر خان کے باغ مین رونق زیادہ

ہے اس ضلع کے علاقہ مین آبادی بہت کم اور جنگل بار بکثرت ہے زمیندار مویشی بہت پالتے ہین کل ضلع کے مردم شماری چار لاکھ گیارہ ہزار تین سو چھیاسی ہے اور خاص شہر وچھاونی کی آبادی اسی ہزار نوسو ... ہے ضلع ملتان کے چار حدود یہہ ہین کہ شمال مین علاقہ ضلع منٹگمری وجھنگ گوشہ شرق وجنوب مین دریا ستلج جسکے پار علاقہ ریاست بھاولپور غرب مین علاقہ مظفرگڈہ واقع ہے ضلع مین قوم ہنود یعنی کہتری داڑہ وڈرہ وسارسٹ وبسکرن اور مسلمان سید قریشی افغان شیخ جاٹ وغیرہ آباد ہین پہلے جب حکومت افغانون کی تہی افغان بکثرت آباد تہے مگر اب بہت کم ہین اب ہوا ملتان کی نہایت ناقص ہے دریاے چناب ملتان سے چار کوس پر بہتا ہے اور نالہ شاہپور والہ اور نالہ ولی محمد خان والہ اور نالہ سکندرآباد والہ اور نالہ شہداد والہ یہ سب دریای چناب سے نکلکر علاقہ ملتان وسکندرآباد وشجاع آباد کے علاقون کو سیراب کرتی ہین اور بسطرح ملتان سے بجانب جنوب دریای ستلج سے اونچی نالہ جاری ہوکر علاقجات میلسی وکہرور ودنیاپور وغیرہ سرسبز کرتے ہین ضلع ملتان کی سرزمین بطرف غرب جنوب جہان جہان نالون سے آبپاشی ہوتی ہے نہایت آباد ہے اور شرق اور شمال کیطرف جنگل بار ہے جسکی طوالت سو کوس تک ہوگی خاص شہر ملتان مین بارہ ہزار تخمیناً گہر اور تین ہزار پانسو دوکانین ہین عمارات وشہرپناہ پختہ ہے پوشاک زن ومرد کے گہیردار پاجامہ اور کہلا پیراہن ہے اور کہڑکی دار پگڑی مرد باندہتے ہین ململ پوش بکثرت اور تیل یا اسکو اسقدر لگاتے ہین کہ پیراہن پشت اور سینہ سے فی الفور چرکین ہوجاتا ہے مردون کے سر کے بال نہایت دراز وبدزیب ہوتے ہین جسسے تمام زمانہ نفرت کرتا ہے تلون کی تجارت اس ضلع مین بہت ہے کہجور کے تجارت کا مال دور دور تک جاتا ہے زمانہ سابق مین بڑے بڑے ولی وبزرگ اس شہر مین گذرچکے ہین مثل شاہ بہاء الحق وشیخ عارف وشاہ رکن عالم وشاہ گردیز وشیر شاہ وغیرہ اور مقبرون کی بہت کثرت ہے کہ یہ مثل ہے چار چیز است تحفۂ ملتان * گرد وگرما گدا وگورستان * پیر صاحب کا مقبرہ سب سے زیادہ مشہور ہے پیرون کے معتقد ہندو مسلمان دونو فریق ہین شہر ملتان کے ہندو بہی چندان پابند رسوم ہندون کے نہین ہین کسی کے مرنے کے بعد مردہ کا کریاکرم کوئی نہین کرتا سب اناج جہان کہین چاہتے ہین روٹی کہا لیتے ہین چوکہ کی حاجت نہین ... اور دال وبرنج پختہ بازار مین بکتا ہے ہندو خرید کر کہا لیتے ہین بشرطیکہ ہندو دکاندار کا پکایا ہوا ہو اور یہی طریق اسلام کے برہمنون کا ہے

شجاع آباد ضلع ملتان مین یہہ ایک قصبہ دریاے چناب کے شرقی کنارہ سے بفاصلہ چار میل اور ملتان سے بیس میل جنوب کے سمت کو آباد ہے یہہ ایک قصبہ پختہ عمارت کا نامی گرامی مکان ہے شہرپناہ اسکا پختہ ومضبوط وبازار کشادہ وبارونق ہے تجارت ہر ایک قسم کے اجناس کی بہت ہوتی ہے علاقہ اسکا تمام سرسبز وشاداب پیداوار غلہ وروئی وغیرہ بہت ہے کارخانے پارچہ بافی کے یہان بہت جاری ہین تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع ملتان یہان کچہری کرتا ہے بانی اس شہر کا نواب شجاع خان بن زاہد خان بن

عابد خان بن شاہ حسین افغان سدوزئی ہے اوسکے عہد حکومت ملتان کے اس شہر کی بنیاد رکھی اور اپنے نام پر
اسکو منسوب کیا اب غلط العام سوجاباد مشہور ہے اوسکے مرنے کے بعد نواب مظفر خان حاکم ملتان نے اسکی آبادی کی طرف
بہت توجہ کی اور ایک پختہ قلعہ یہاں تعمیر کرایا جب نواب رنجیت سنگھ کی لڑائی میں شہید ہوگیا تو یہاں بھی سکھوں کا عملدرآمد
ہوگیا اب زیر حکومت صاحبان انگریز ہے **تلنبہ** یہ قصبہ پنجاب کے آبادیوں میں سے ایک مشہور و پرانی بستی ہے
پہلے آبادی اسکی بہت تھی اب بھی دریائے راوی کے کنارے پر ہے اور یہ قصبہ ایک بارونق مقام ہے یہاں کپڑا
گلہ اور ایک دکان ریشمی آباد ہے اور قوم کاٹھیہ کی زمینداری ہے **اہم شیر** یہ ایک گانو
اور ہندوؤں کی پرستشگاہ دریائے راوی کے دہنے کنارے دوابہ رچنا [illegible] کے اندر واقع ہے وہاں
ایک چبوترہ سنگین و پختہ اگلے زمانہ کا بنا ہوا ہے ہندو کہتے ہیں کہ راجہ جسرتھ کے بیٹے نے یہاں آکر دریائے
راوی میں غسل کیا اور یہاں بیٹھ کر کپڑے پہنے تھے اسواسطے اوس روز سے ہر ایک جگہ کی پرستش ہوتی ہے
اس گانو میں فقرا ہنود بہت رہتے ہیں جو زائر چبوترہ کے [illegible] میں بیل و بڑ کے درخت اور کھجور وغیرہ
پیڑ وہاں بہت ہیں **کوٹ کمالیہ** دوابہ رچنا ضلع منٹگمری تحصیل [illegible] سے متعلق ہے یہ قصبہ دریا
راوی کے دہنے کنارے [illegible] کوس کے فاصلہ پر آباد ہے عمارت اسکی قدیمی و پختہ و بازار بہت بڑا و وسیع
بنا ہوا ہے چند گھر کی عمارت کے بھی ہیں شہر کے گرد کچا شہر پناہ بنا ہوا اور ایک مسجد قدیمی پختہ گنبددار ہے [illegible]
حوض [illegible] آبادی اس شہر کی پہلی کمال خان جاگیردار قوم کھرل نے کی اور اپنی جاگیر کے علاقہ
میں اسکو دار الریاست مقرر کیا راوی کا گذر جو اسکے پاس سے ملتا ہے وہ کوٹ کمالیہ کا گذر کہلاتا ہے
دریائے چناب اس سے بیس کوس کے فاصلہ پر بہتا ہے علاقہ متعلقہ اس قصبہ کا جنگل دریا کے [illegible]
سرسبز و زرخیز و سیراب ہے باغات یہاں بہت ہیں انار بہت کثرت سے ہوتا ہے گیہوں اور چنے کی پیداوار
بہتایت سے ہوتی [illegible] جو سوداگر کابل کے [illegible] یہاں [illegible] ہندوستان کو جاتے ہیں
اکیاون ہزار ایک سو [illegible] آدمی کی آبادی اور [illegible] اس قصبہ کا رقبہ [illegible] کی اولاد
میں سے [illegible] خان [illegible] سرفراز خان یہاں کا رئیس [illegible] آدمی [illegible] مدرسہ طلب موجود
ہے شہر کے پاس ایک پختہ قلعہ بھی قدیمی زمانہ کا بنا ہوا تھا مورخان انگریزی بیان کرتے ہیں کہ کمال خان سے
پہلے بھی [illegible] کے وقت میں بھی یہاں ایک شہر و قلعہ بنا ہوا تھا اور جب سکندر اعظم دریائے جہلم سے
اوتر کر راجہ پورس کے ساتھ ہنگامہ آرا ہوا تو راجہ کی فوج شکست کھا کر اسطرف کو بھاگی سکندر بھی اونکے
تعاقب میں یہاں تک آیا چونکہ یہاں کے قلعہ میں بھی راجہ کی فوج تھی اور سکندر اونکی حال سے بے خبر تھا وہ قلعہ
دیکھ کر سکندر [illegible] آگے ہوا اگرچہ سکندر بھی لشکر کے ساتھ [illegible] حقیقت تھی تو بھی سکندر کو اونکی [illegible] میں [illegible]

اور سکندر سنگھ کے زخمی ہو جانے کے سبب سے تعاقب احمد بیرن کا اس روز ملتوی رہا ہیماکی لوگ اب تک بہت پالتے ہیں اور انکے
کرایہ و آزاری سے اوقات بسری کرتے ہیں اونٹنیون کا دودہ یہان بہت ہوتا ہے اور کوٹ کمالیہ سے تیس کوس
ہیں باہر میں ملتان کے راستہ پر رنجیت سنگہ نے ایک باولی یعنی چاہ زینہ دار تیار کرایا اور کچا قلعہ جو لنگر خوج تا
کی باولی کے سر پر پتھر کے اندر یہ عبارت کندہ ہے — اکال سہائے بخت بلند نصرت پیوند رنجیت سنگہ باولی
در ماہ اسوج سمت ۱۸۶۶ تیار شد اس قصبہ میں پارچہ سوتی بہت اچھا بنا جاتا ہے جسکی سوداگری دور دور تک ہوتی
ہے — سید والہ دوابہ رچنا ضلع منٹگمری کے متعلق یہ قصبہ بیچ ساندل بار اور جنگل کے اندر
آباد ہے پہلے پہل سید میر قادری گیلانی نے اسکی آبادی کی بنا رکھی اور سید والہ کے نام سے موسوم کیا شہر کا
شہر پناہ خام اور عمارتیں گھروں کی پختہ بنے ہوئے ہیں شہر کے شرق کی طرف ایک کچا قلعہ بھی زمانہ سابق کا
بنا ہوا تھا جنوب کی طرف شہر کے دریائے راوی کے سیلاب سے پیدائش گیہوں اور چنے و نخود کی گذارے کے موافق
ہو رہتی ہے باقی قریب کا شور زمین و جنگل و ویرانہ ہے یہان کے رہنے والے مویشی بہت پالتے ہیں بلکہ گذارہ بھی
انکا دودہ دہی و گھی وغیرہ سے اور ہے یہ قصبہ پرگنہ کا صدر مقام ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع
منٹگمری یہان تحصیل کا کام دیتا ہے — ساندل بار یہ ایک قصبہ بڑا بھاری جنگل پنجاب کے ملک میں ہے پنجابی
زبان میں اسکو ساندل بار کہتے ہیں اسمیں درختوں کی اسقدر کثرت ہے کہ شاید اگر کوئی انجان اسمیں راستہ بھول جاوے
تو جلدی کبھی باہر نہ آوے اور بعض مقامات پر گھاس اسقدر بلند ہوتی ہے کہ سوار معہ گھوڑے اسمیں چھپ جاتا ہے
جانیکو راستہ نہیں ملتا ابتدا اس جنگل کا شیخوپورہ کے سرزمین سے ہے اور انتہا اگرچہ دور تک چلا جاتا ہے مگر بڑا
بھاری جنگل پاکپٹن تک شمار ہوتا ہے جہان راوی و چناب دونو دریا ملتے ہیں درازی اسکی اکیونتر کوس اور عرض
دونو دریاؤں کے اندر کہیں چالیس کوس اور کہیں تیس کوس اور کہیں کم و زیادہ بھی ہے اس جنگل میں پانی
بہت کم ہے زمین اسکی بلندی مائل ہے سوائے بعض بعض مقامات کے جہان نشیب ہے پانی برسات کا ٹھہر سکتا ہے
اگر کنوان کھودا جاوے تو اسی گز عمیق پر جاکر پانی نکلتا ہے کنوان کھودنے پر روپیہ بھی بہت صرف ہوتا ہے
اور پانی بھی اوس سے بمشکل کھینچا جاتا ہے اسکے اندر درخت جنڈ و کریر و ببول و پیلون و بیری و جھاڑی و کنگر و
شیشم وغیرہ بے تعداد و بیشمار ہیں ایسے انبوہ کے ساتھ کہ آدمی کا گذر سوائے رستے کے بمشکل ہوتا ہے کھیتی کی
جگہ نہیں ملتی زمین اسکی تمام شور و ... کوسون تک چلی گئی ہے لاکھوں خوک بھیڑیئے ہرن چیتے لومڑ گیدڑ
وغیرہ جانور جنگلی و صحرائی اسمیں رہتے ہیں سانپ بھی ہزار دن قسم کے ہوتے ہیں اس جنگل کے اندر سانگڑے گاؤن
بھی آباد ہیں اور لوگ جنگلی عقل سے خالی وحوش سیرت جو رفاقت انسان سے دور رہتے ہیں طویل القدر
وہان رہتے ہیں مویشی بہت پالتے ہیں بلکہ مویشی کے چرانے کی اونکی ایسی دسترس اور مہارت ہے کہ اگر ... بھی

ایک گانو سے گائے چورا وین تو اپنی پیٹھہ پر اوٹھاکر صبح ہوتے پچاس کوس نکل جاتے ہین اور گائے کا قدم زمین پر لگنے نہین دیتے اور بعضی مویشی کا سراغ بار مین ہی گم کر دیتے ہین اور اگر کسی کہوجی کی سعی سے پکڑے بھی جاوین تو اور گانو والے روپیہ پیسہ گواہی شہادت کی مدد دیکر حتی الامکان چور کو قید ہونے نہین دیتے بار کے لوگ اناج کم کہاتے اور دودہ بہت پیتے ہین عورتین انکی بھی طویل القامت جسیم محنت کش زور آور ہین ہر ایک کام مین مردونکے مدد کرتے ہین زنا و بدکاری کم اور عورات مین وفا داری زیادہ تر ہے کہرل وٹو کاٹھیا مشیانہ وغیرہ بہت قومین بار مین بستی ہین اسلامیہ سلطنت کے ضعف کے وقت یہہ قومین خود مختار ہوگئی تھین رنجیت سنگہ کیوقت کچہہ متمرد اور کچہہ مطیع رہے اور زر مالیہ سوای فوج کی ماموری کے وصول نہین ہوتا تھا اب انگریزی اقبال کا یہہ حال ہے کہ تمام مطیع و منقاد ہوگئے کوئی متمرد و مفسد و شریر باقی نرہا دہلی کے مفسدہ کے وقت انہون نے بھی موقع پاکر سخت فساد برپا کیا مگر سرکار نے فی الفور انکا انتظام کیا اور ایسے ایسے سخت سزائین دین کہ آیندہ سب فرمانبردار ہوگئے مفصل ذکر اس شورش کا حکام کے حصہ مین آویگا انشاء اللہ تعالی **فرید آباد** یہہ ایک قصبہ دریای راوی کے دہنے کنارے پر سید والہ سے ڈیڑہ کوس کے فاصلے پر آباد ہے بہٹی راجپوت اسمین زمینداری کرتے ہین جیلی بہل تمیم خان بہٹی نے اسکو فرید خان اپنے بیٹے کے نام آباد کیا اوسوقت ایکہزار گہر اور ڈیڑہ سو دوکان آباد ہوگئی تہی قدیمی عمارت اسکی سب پختہ اور نئی عمارتونمین سے کچہہ پختہ اور کچہہ خام اور گہر خس پوش ہین فصیل لکہوری مین یہان کچہہ پیداوار نہین ہوتا شلغم و گاجر وغیرہ بہت بوئے جاتے ہین اور وہی سردی کے موسم مین وہ خود کہاتے اور مویشی کو چراتے ہین اسکے پاس ایک گذر دریا کا ہے جو فرید آباد کا گذر کہلاتا ہے — " — " —

جہنگ سیال رچنا دوآب کے سرزمین مین یہہ ایک مشہور و آباد و قدیمی شہر ہے صاحب ضلع ماتحت صاحب کمشنر ملتان کے اپنی اسسٹنٹون کے ساتہہ یہان ضلع کا کام دیتے ہین تین تحصیلین جہنگ چنیوٹ شور کوٹ اس سے علاقہ رکہتے ہین اس ضلع مین جنگل بار و ریگستان بہت ہی خاص شہر جہنگ اسکا صدر مقام ہے اسکی آبادی کے باب مین مفتی خیر الدین نے کتاب مین لکہا ہے کہ آبادی اس شہر کی بہت پرانی ہے پہلی پہل بنیاد اسکی ایک شخص لعل ناتہہ جوگی نے رکہی اور بسبب کثرت درختون کے نام اسکا جہنگی قرار پایا کیونکہ پنجابی زبان مین جہنگی اسکو کہتے ہین جہان بہت سے درخت ہون چونکہ جوگی ایک آدمی ریاضت کش صاحب برکت تہا اوسکی خدمت مین اعتقاد مند لوگ جوق جوق حاضر ہونے لگے اور یہہ آبادی تہوڑے ہی عرصہ مین آباد ہوگئی اوسکے پیچہے بہت زمیندار قوم سیال یہان آکر آباد ہوے اور یہہ مقام خاص انکی ملکیت قرار پایا تو جہنگ کے ساتہہ سیال ملکر نام اسکا جہنگ سیال مشہور ہوگیا اصلی حال اس قوم کے آنیکا اسطرح درج تواریخ جہنگ ہے کہ اول بزرگ اس قوم کا رائے سیال نژاد شنکر کا بیٹا قوم راجپوت پنوار شہر جونپور مین بستا تہا مگر بعہد سلطان علاؤ الدین غوری اسکے خاندان نے جہنگی

ہوئی اور قتل وخون کے نوبت پہونچی اسواسطے چند کس مثل رائی سیال وکہرل وچڈہر وٹوانہ وکھیبہ وکہیرا وغیرہ
راجپوت جنکی اولاد اب بھی وضعین کیے نام سے موسوم ہے پنجاب مین آئی اور قہر سلطانی وخونخون کے مواخذے سے
ڈرکر اس ویرانے مین آچھپے اور رفتہ رفتہ مسلمان ہوتے گئے - رائی سیال نے اونہین سے بحضور خواجہ فرید الدین
گنج شکر چشتی حاضر ہوکر اسلام قبول کیا اور مرید بنا حضرت نے اوسکو بھی اسی ویرانہ مین رہنے کا حکم دیا اور بشارت
دی کہ تیری اولاد اسملک مین بحصت عزت اور دولت کے ساتھہ ہوگی اور نام تیرا قیامت تک قایم رہیگا اوسکے بعد
رائی سیال کوٹ سے اسملک مین آیا اور سمی بھاولخان ایک معزز زمیندار اوسکے لڑکے مسمات سوہاگ سے شادی کی جو اس ملک
مین ہوتا تھا اوس عورت کی بطن سے تین بیٹے پیدا ہوئے ایک بھرمی دوسرا کوہلی تیسرا مہنی چنانچہ بھرمی
کی اولاد قوم بھرمی اور کوہلی کی اولاد قوم کوہلی اور مہنی کی اولاد قوم مہنی اسملک مین کثرت کے ساتھہ ہے چنانچہ
بھرمی کی اولاد زمیندار اور کوہلی کی اولاد حاکم وامیر وجاگیردار اور مہنی کی اولاد چور وغارت گر ہوئے
پھر بھرمی کے چھہ لڑکے ہوئے اچھیرا امیترا بھار نہ جیونہ ڈنڈہا کوملا انمین جیونہ لاولد مرا اور باقی کی اولاد
ہوئی جو اوسکے نام سے اب پکاری جاتے ہین کوہلی دوسرے لڑکے کے تین لڑکے ہوئے بھوبتی اسر دہنیہ
انمین سے اولاد ابرامہنی کے چار لڑکے ہوئے موکا سیجھو لکھنو یادو ہوا انمین سے صرف موکا صاحب اولاد ہوا اسی طرح
یہہ قوم بڑہتی بڑہتی بشمار وبے تعداد ہوگئی اور ہر ایک قوم مثل چیلا وبھرمی وجھرا وسنپال ومو کلو وبھر دوو ضحیانہ
ونگہنایہ وغیرہ بشمار وبے تعداد قومین اپنے اپنے بزرگون کے نام سے موسوم ہین اور اسقوم مین پہلا سردار
بعد تغیری ریاست قوم نول کے مل خان مقرر ہوا پھر دولت خان پھر غازی خان وجلال خان ورشید خان وفیروز خان
وکبیر خان وجہان خان وفان خان وغازی خان ثانی وسلطان محمود خان ومغل خان ومحرم خان وولی داد خان
وکہیو ہی خان بانی قصبہ کہیوا وشاہ میر خان وعنایت اللہ خان وسلطان محمود خان ثانی وصاحب خان واحمد خان
نوبت بنوبت قوم سیال وغیرہ حاکم مقرر ہوتے رہے اس عرصہ مین کبھی بخود حاکم با اختیار اور کبھی مطیع صوبہ لاہور
یا ملتان کے رہے آخرین بعہد احمد خان سیال کہ وقت میں ریاست بڑی اوج پر با اختیار تھی اسی کے وقت مین حملہ رنجیت سنگھ کا جہنگ سیال اور
نواحین مین جنگ ہوکر احمد خان ملتان کو بہاگ گیا اور رنجیت سنگھ کل علاقہ پر قابض ہوگیا اگر رنجیت سنگھ کی لاہور پہونچتے ہی احمد خان نے
پھر یورش کی اور رنجیت سنگھ کے کاردار اٹھادی اسواسطے دوبارہ فوج کی مامور ہوئی اور رنجیت سنگھ کا
دخل قرار واقعی ہوکر احمد خان مقید ہوگیا اور دو سال تک قید مین رہکر اور قبضہ مہر دال مالیت بارہ ہزار
روپیہ کا جاگیر پاکر قید سے رہا ہوا اور تین روپیہ یومیہ نقد بھی قرار پائی احمد خان کے مرنے کے بعد عنایت خان
احمد خان کے بیٹے اٹھارہ ہزار اور پھر بارہ ہزار روپیہ کی جاگیر پائی مگر جن دنون مین کہ ساونمل ناظم ملتان
اور راجہ گلاب سنگھ کی فوج کا آپس مین تکرار ہوگیا تو عنایت خان اوس معرکہ مین بندوق کی گولی سے مارا گیا اور

اسماعیل خان احمد خان کے دوسرے بیٹے کو اونکے صرف پانچ روپیہ قرار پایا بعہد مولراج ناظم ملتان کے بغاوت
گذشتہ اونہوں سرکار انگریزی کے فتح جھنگ چنیوٹ مین خدمات لائقہ کین اور رسالداری کا عہدہ پایا اب پنشن دو
ایکہزار نوسو روپیہ نقد سالانہ کا ہے - شہر جھنگ کئی مرتبہ اوجڑا اور آباد ہوا ہے ایک مرتبہ آبادی اسکی مل خان
سیال بہنی کی تھی اوسکی تفصیل یہ ہے کہ جب جوچک سیال ٹہرا رہین ہمایون کا مرگیا تو اوسکے قایم مقام مل خان
اوسکا بیٹا رہین ہوا اوسنے دریاے چناب سے اوتر کر چناب کے شرقی کنارہ کے اوپر متصل مقبرہ شاہ مداری کے
جہان پہلے آبادی کے کہنڈرات تھے شہر کو آباد کیا مگر وہ آبادی بھی دریابرد ہوگئی اور علامتیں اوسکی
ویرانی کی اب تک موجود ہین اور یہ شہر موجودہ حال شاہ مداری کے مقبرہ کے شرق کی طرف اوس آبادی
کے دریابرد ہونے کے بعد آباد ہوا چارون طرف اسکے کچا شہر پناہ و دوکانین مشرقی پختہ بنی ہین گہر دون کی عمارت
کچہ خام اور کچہ پختہ ہے سکھون نے دو مرتبہ اسکو خوب لوٹا اور ویران کر دیا مگر پھر آباد ہوگیا دریاے چناب طرف
شمال و مغرب یہان ڈیڑہ کوس اور راوی جنوب کے سمت کو یہان سے بفاصلہ نو کوس پر بہتی ہے زراعت بطور
بارانی وسیلابہ و چاہی ہوتی ہین خربوزہ و تربوز عمدہ پیدا ہوتا ہے اور جھنگ سے نو کوس کے فاصلے پر دونون دریا بے
جہلم اور چناب باہم ملکر بہتے ہین دریا کے کنارے کے زمین مین ہر طرح کا اناج پیدا ہوتا ہے مشرق کی طرف
اونکے وہ جنگل ہے جسکو ساندل بار بولتے ہین جو دریاے راوی کے کنارے تک برابر چلا جاتا ہے شمالی حد اوس ضلع کی
شاہپور کے ضلع اور جنوبی ملتان کے ضلع کے ساتھ ملتی ہے اور ضلع لیہ اور اس ضلع کے درمیان ایک ریگستان تھل
جسکو تھل بولتے ہین اگرچہ وہ میدان سات کوس عرض کا ہے لیکن ریگستان اور بے آبی کے سبب دشوار گذار
ہے کل مردم شماری ضلع جھنگ کی دو لاکھ ننانوین ہزار جو ستین پہلے خانہ شماری مین ہوچکی ہے اور جو نئی
سنہ ۱۸۶۸ع کی مردم شماری مین فی میل کتنے آدمی بحساب فی میل مردم شماری مین آئی چونکہ یہ شہر مولد و مسکن صاحبہ
ہیر رانجھی کی معشوقہ کا ہے اور مقبرہ ہیر کا بھی جھنگ و رنگپور کے درمیانی فاصلے مین بنا ہوا ہے سو اسطور
مختصر احوال اونکا بھی درج ہوتا ہے کہ چوچک بن اعظم قوم سیال کے وقت ایک شخص دہید نام قوم رانجھا
جو تخت ہزارے کا رہنے والا تھا اپنی بھائیون سے ناراض ہوکر جھنگ مین آیا اور چوچک کے پاس آکر مویشی چرانے
پر نوکر ہوا اور ایسی خدمتین نمایان کین کہ چوچک کو اور نوکرون سے زیادہ تر عزیز تھا اتفاقاً میان ہیر چوچک
کی لڑکی کہ خوبصورت نوجوان و شکیلہ تھی اور دہید و کا آپسمین تعشق ہوگیا اور اس کمال کو پہونچا کہ دونون ایک دوسری
کے دیدار کے بغیر ایک لحظہ صبر و قرار نہ تھا جب یہ چرچا ملکون مین پھیل گیا تو ہیر کے والدین نے اوسکو ایک شخص
سیدا نام اجو کھیڑی کے بیٹے کے ساتھ جو رنگپور ضلع مظفرگڈہ مین رہتا تھا بیاہ دیا اگرچہ ہیر کا دل تو رانجھی
کے طرف مایل و مشتاق تھا اور یہی چاہتی تھی کہ وہ کسی اور کو شوہر نہ بناوے لیکن باپ کے شرم اور لحاظ سے خاموش

ہو رہی اوسکے جانے کے بعد دہیدو ورانجھا سخت بیقرار ہوا اور نوکری چھوڑکر جنگل میں پھرتا رہا پھر لباس جوگیوں کا
پہن اور بدن پر راکھ ملکر رنگپور جہاں ہیر تھی پہونچا وہاں جاتے ہی راز فاش ہوگیا اور سیدا ہیر کے شوہر نے ہیر کو
طلاق دیکر گھر سے نکالدیا اور ہیر اور رانجھا دونوں کو یکہ حکم دیا کہ انگلستان بے آب میں جو رنگپور کے شرق
کی طرف ہی چھوڑ آؤ سیدا کے نوکروں نے فی الفور اس حکم کی تعمیل کی بعد ازان کسی معتبر کتاب سے اونکا صحیح
حال دریافت نہیں ہوا کہ وہ دونو کہاں گئے اور ہیر کی قبر جھنگ اور تگہیانہ کے درمیان کیونکر ہوئی البتہ پنجابی
کتابوں میں مثل ہیر وارث شاہ وغیرہ کے یہ درج ہے کہ رانجھا ہیر کو رنگپور سے لیکر پھر جھنگ کے گھر آیا اور ہیر کے والدین نے
اوسکو اپنے پاس رکھکر رانجھے کو حکم دیا کہ تو اپنے گھر تخت ہزارے میں جاکر اپنے بھائیوں سے دن کی برات لے آ
کہ پھر ہم اپنی لڑکی کی شادی تیرے ساتھ کرکے رخصت کرینگے یہ حکم پاکر رانجھا تخت ہزارہ کو روانہ ہوا اور پیچھے
پیچھے ہی چوچک نے ہیر کو زہر دیکر ہلاک کر دیا جب ہیر کے مرنے کی خبر رانجھے کو پہونچی تو وہ بھی ہیر کے قبر پر آکر مر گیا
دوسرا قصہ اسی سرزمین میں صاحبان اور مرزا کا ظہور میں آیا تھا جو تمام پنجاب میں مشہور ہے شمہ اوسکے حال کا یہ ہے
کہ جن دنوں کہ ملتان میں لنگاہی قوم کی سلطنت اور دہلی میں لودیہ حکومت تھی اوسوقت ایک شخص کہیوی خان
قوم ہنجی بلوچ نام ساندل بار کے علاقہ پر قابض ہوگیا اور قصبہ کہیوا اپنے نام پر آباد کرکے ریاست گاہ بنایا
کہیوے خان کی لڑکی مسمات صاحبہ دختر خواہرزادہ مسمی مرزا رئیس دانا باد قوم کہرل تھا بسبب قرابت
قریبی کے آمد و رفت مرزا کی اکثر اوقات دانا آباد سے قصبہ کہیوا میں رہتی تھی اور کہیوے خان بھی بسبب رشتہ
خواہرزادگی کے زنانہ محل کی آمد و رفت سے مرزا کو مانع نہیں ہوتا تھا اتفاقاً مرزا اور صاحبہ میں کہ دونو [illegible]
اوائل عمر سے عشق پیدا ہوا چونکہ صاحبہ مسمی خان طاہر پسر چندانہ چدہر قوم کے رئیس کے ساتھ منسوب تھی جب
شادی کی تیاری ہوئی اوسوقت دونو عاشق و معشوق گھبرائے اور تجویز کی کہ دونو باتفاق ایک دوسرے
کے یہاں سے نکل جاوین مگر موقع نہ ملا آخر وہ رات آپہونچی کہ جس رات نکاح مقرر ہوا تھا اور خان طاہر قوم چدہر
کی برات بہ ہجوم کے ساتھ لیکر قصبہ کہیوا میں آموجود ہوا اوسی رات مرزا صاحبہ کو لیکر ایک گھوڑے پر سوار
ہوا قوم ہنجی اور چدہر دن کو جو یہ خبر پہونچی کہ وہ مرزا کے تعاقب میں دوڑے اور دانا باد کے قریب جو مرزا
کا مسکن تھا عاشق و معشوق کو جاکر گرفتار کیا مرزا گھوڑے سے اوتر کر مقابلہ میں آیا مگر تن تنہا کیا کر سکتا تھا آخر
مارا گیا اور صاحبہ کو گرفتار کرکے پھر کہیوا میں لے آئے اور بھائیوں نے مار ڈالا اور کہیوے خان نے دوسری لڑکی کو
خان طاہر کی شادی کرکے برات کو رخصت کیا اوس دن سے قوم کہرل اور چدہر و ہنجی میں نزاع و توہم
میں آئی اور مدت تک باہم لڑتے رہے اور اسی سبب سے قوم ہنجی وغیرہ میں دختر کشی کی رسم [illegible] پایا اور [illegible] سال
ہوتی ہی تگہیانہ [illegible] [illegible] [illegible] صادق [illegible] جنوب کی طرف آبادی [illegible]

قوم سے تھا چونکہ قوم اونکی انہی بزرگ کے نام سے گکھیانہ کہلاتی تھی سو اونکی شہر کا نام گکھیانہ مشہور ہوا سکہون کے وقت دو ہزار گھر اور دو سو دکان
اسمین آباد تھی اوس سے پہلی احمد خان سیال کی حکومت کے وقت بھی یہ بستی آباد تھا مگر رنجیت سنگہ کی فوج نے
دو مرتبہ اسکو خوب لوٹا ہوا اسلئے آبادی کم ہوگئی اب انگریزی عملداری میں بسبب ضلع جہنگ کی کچہریان یہان
ہونے لگی ہین اور سرکاری مکانات کوٹھیان و بارکین و بازار بن گیا ہے یہ شہر ایسا آباد ہوگیا ہے کہ شہر خاص جہنگ
کی آبادی اسکے آگے ہیچ نظر آتی ہے تجارت ہر ایک جنس کی یہان بکثرت ہوتی ہے خصوصاً دیسی کپڑے کی
درآمد برآمد بہت ہے دریاے چناب یہان سے شمال غرب کو ایک کوس اور دریاے راوی جنوب کو فاصلہ تین کوس پر
بہتا ہے مگر اس جگہ سے دریاے راوی تک جنگل بار بہت صعب گذار ہے چنیوٹ دوابہ رچناب ضلع
جہنگ کے علاقہ مین یہ ایک قدیمی و پختہ عمارت کا شہر ہے پہلی پہل بنیاد اس شہر کی ایک عورت کسی راجہ کی بیٹی
نے آباد کیا جسکا نام چندن تھا جب آبادی کی اوسی نام اسکا اپنے نام پر چندن اوٹ رکھی چندن اوٹ کا بگڑ کر
ہوا کہ چنیوٹ مشہور ہے اوس وقت آبادی اسکی ادھ پہاڑی کے اوپر جو اب شہر کے پاس ہے واقع تھی اور زمینداری
قوم کہوکہر کی زمینداری تھی وہ آبادی اب بالکل اوجڑ گئی ہے اور کہنڈر و نشان اوسکے اب تک نمایان ہین حال کی
آبادی سیال قوم وغیرہ متفرق قومون کی آبادی ہوئی ہے عمارت کل شہر کی پختہ و باموقع و خوشنما بازار کشادہ
بارونق ہین اسوقت گیارہ ہزار گھر اور ایکہزار دوکان آباد ہے بادشاہون کے وقت بھی اس شہر مین اچھی اچھی
عمارتین تعمیر ہوئی تہین نواب سعد اللہ خان وزیر شاہجہانی نے اپنی حویلی بہت عالیشان یہان بنوائی اور ایک
بڑی مسجد پختہ و سنگین و وسیع جسمین طرح طرح کے پتھر اور قسم قسم کی سلین لگی ہوئی ہین بنوائی اور مقبرہ شیخ بریان
قریشی سہروردی کا نہایت بہ تکلف از عمارت سنگ مرمر وغیرہ تعمیر کیا ان دونو عمارات کے دیکہنے سے نظر کو تازگی
اور دل کو فرحت حاصل ہوتی ہے جنوب کی سمت شہر کے شیخ اسماعیل کا مقبرہ ہے یہ شیخ بھی اپنی وقت کی بزرگ ولی
تھے اس مقبرہ کے گرد بہاربرون کے گہر قریب ایکسو کے آباد ہین بحال اس شہر کا سب چرخی و بارانی ہے اکثر
سیلابی زراعت بھی ہوتی ہے پیداوار ہر ایک قسم کے غلہ کی ہوتی ہے اس شہر کے کمان گر کمان بہت عمدہ بناتی ہین معمار
و رنگساز و مصور یہان کے مشہور ہین قلمدان و صندوقچی چوبی قیمتی تیار ہوتے ہین گیہون جوار باجرہ [illegible]
بہت پیدا ہوتا ہے دریاے چناب اس مقام سے ایک کوس دو کرہ دون کے اندر نہایت تیزی و تندی سے چلتا ہے اگرچہ
سرزمین اس ضلع کی پہاڑی نہین ہے مگر اس جگہ دو چہوٹے چہوٹے قدرتی پہاڑ ہین اور ایک چہوٹی سی پہاڑی بیچ
آبادی کے اندر واقع ہے اس ٹیلے کے اوپر کسی حاکم نے پہلی زمانہ مین قلعہ بنانا شروع کیا تھا مگر وہ ناتمام رہگیا نشان
اوسکے اب تک باقی ہین سلطنت چغتائی کے ضعف کے وقت جب سکہان [illegible] کو غارت کرنی
لگی تو سردار جہنڈا سنگہ بہنگی نے چنیوٹ کو آکر لوٹا بلکہ اپنا قبضہ و دخل کر لیا [illegible] چند سال اوسکے قبضہ کی بعد [illegible]

والی لاہور سمبت ۱۸۶۲ بکرمی مین اپنی فوج لیکر چنیوٹ آپہونچا اور قلعہ چنیوٹ کا محاصرہ کر کے جسا سنگہ کو نہایت تنگ کیا جب توپ کے گولون سے قلعہ کی دیوار مسمار ہو گئی تو جسا سنگہ نے اپنا وکیل رنجیت سنگہ کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ اگر خود رنجیت سنگہ بعذرات کا پنجہ کا عذر لگا دے اور گورو گوبند سنگہ کا نام لکہہ کر عہد نامہ میرے حفظ عزت و آبرو و عیال اسکے گذارہ کا لکھ بھیجے تو مین حاضر ہوتا ہون رنجیت سنگہ نے اوسکی درخواست قبول کی اور عہد نامہ ہوکر جسا سنگہ رنجیت سنگہ کے پاس حاضر ہو گیا اس فتح کے بعد سپاہی فوج شہر مین گہس گئی اور تمام رعایا کو لوٹ لیا تب سے یہ شہر سکہون کی زیر حکومت رہا اب متعلق ضلع جہنگ سے ہوا و تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع جہنگ کے یہان تحصیل کا کام دیتا ہے ۔ اوچ یہ ایک قصبہ تحصیل کا مقام دوابہ رچنا ضلع جہنگ مین ہے مگر اب تحصیل یہان کی ٹوٹ گئی ہے آبادی اس شہر کی کچہہ بہت پرانی نہین ہے عنایت اللہ خان سیال رئیس جہنگ نے یہ قصبہ آباد کیا احوال اسکی آبادی کا اسطرح درج تواریخ جہنگ ہے کہ سید لطف علی شاہ المعروف شاہ گل محمد سید احمد علی شاہ کا صاحبزادہ جو سید پیر شاہ جیلانی عبد الوہاب ملتانی کی اولاد اور مرید سید نور سلطان کے تھا ستی و بہنی کے مقام پر جہان قصبہ اوچ اب آباد ہے آکر ایک بلند ٹیلے کے اوپر رہنے لگے اوسوقت اسجگہہ تمام جنگل تھا صرف ٹیلے کے شرق کی طرف ایک کنوان تھا جس سے ڈہا گو اور بلوچ پانی لیتے تھے جو کہ حضرت سید با کمال صاحب حال و قال تھے تھوڑے ہی دنون مین حضرت کی عبادت و ریاضت کی اشتہار پایا اور جوق جوق ارادتمند خدمت مین حاضر ہونے لگے جب یہہ خبر عنایت اللہ خان رئیس جہنگ کو پہونچی تو وہ بھی خدمت مین حاضر ہو کر مرید ہوا اوسکے مرید ہونے سے مریدون کی اسقدر کثرت ہوئی کہ حضرت کو بیعت لینی اور مرید کرنے کی فرصت نہین ملتی تھی اونہین دنون مین پہلے اوچ کے قلعہ کی بنا عنایت اللہ خان کے حکم سے رکھی گئی اور شہر کی آبادی بھی شروع ہوئی جب قلعہ بن چکا تو قلعہ کے وسط مین حضرت کے رہنے کا ایک مکان عالیشان بناکر نور محل نام رکھا گیا شرق کی طرف قلعہ کے جو ایک بڑا تالاب مٹی کے کہودنے کے سبب سے بن گیا تھا اوسمین جہلم سے نہر لاکر پانی بہرا گیا باغات و درخت لگائے گئے عمارت قصبہ کی نہایت عمدہ بانداز پختہ و خام بنی باہر بازار آباد ہوا ساہوکارون نے تجارت شروع کی بیوپاری آنے لگے بہت سی جاگیر حضرت کے لنگر کے واسطے عنایت اللہ خان نے واگذار کی یہہ پرگنہ اوچ کا علیحدہ قرار پایا اوسمین جا بجا کثرت سے قلعہ بنائے گئے جب قصبہ خوب آباد ہوگیا تو سید صاحب سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین وفات پا گئے اور فقیر نور شاہ سید سجادہ اونکی جگہہ یہان حاکم و جاگیردار و سجادہ نشین قرار پائے سنہ ۱۱۲۱ مین وہ فوت ہوئے اور فقیر نانک سلطان اونکے جانشین ہوئے اونکے وقت قصبہ تحصیل کا جہنگ کے علاقے مین ہو گیا اور احمد خان سیال قید مین آیا سکہون نے اوچ پر بھی یورش کی اور ایسی گڑبڑی کے ساتھ لوٹا کہ اوچ کے بسنے والون کے کپڑے بھی بدن کے اوتروا لئے بہت سے لوگ اوسوقت بھاگ گئے

قصبہ ویران ہوگیا پھر جب کچھ صورت امن کی نمودار ہوئی تو لوگ پھر آکر آباد ہوئے ناگ سلطان کے بعد فقیر نور سلطان نے سجادہ پایا اب انگریزی عملداری میں آبادی اس قصبہ کی دن بدن ترقی پر ہے۔

شورکوٹ رچناب دوآب ضلع جھنگ کے متعلق یہ ایک پرانا قصبہ اوس سڑک پر جو جھنگ سے تلنبہ کو جاتی ہے چھتیس میل تلنبہ سے شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے چونکہ یہ قصبہ بہت پرانا اور قدیمی آبادی ہے اس سبب سے اسکی اصل بانی کا حال دریافت نہیں ہوسکتا اور پرانے کھنڈرات سے بھی پایا جاتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہ بڑا آباد شہر ہوگا آئین اکبری میں بھی سیالکوٹ و شورکوٹ دونوں کا ذکر لکھا ہے ایک قلعہ بہت بلند یہاں بنا ہوا جسکا سطح اور میدان اندرونی بہت فراخ ہے ایک میل کے فاصلے سے وہ نظر آتا ہے زمیندار قوم سیال [illegible] آباد ہے نواب مظفرخان والی ملتان اسکی آبادی پر بہت متوجہ ہوا اچھے اچھے پختہ مکانات بنوائے لوگوں کو اور گانوں سے بلاکر اسمیں آباد کیا آبادی بڑھائی آخر رنجیت سنگھ کے وقت جب سکھوں کے پے درپے حملے ملتان پر ہوے تو اس شہر کو بھی انھوں نے لوٹا سب بڑی بڑی عمارتوں کو جلادیا منجملہ چار ہزار گھر اور ایکہزار دوکان کے کچھ باقی نہ رہا مدت تک یہ بالکل ویران رہا جب امن ہوا تو پھر آباد ہونا شروع ہوا مگر وہ پہلی سی آبادی کہاں مختصر سی آبادی ہوئی اور مکانات کچھ پختہ اور کچھ خام بنے غرب کی طرف اسکی ایک بلند ٹیلا موجود ہے وہاں بھی بیشک کسی زمانہ میں آبادی ہوگی آبادی کے نشان اوسپر اب تک موجود ہیں اس مقام سے جنگل بار کا شروع ہوتا ہے بلکہ یہ قصبہ بھی عین بار میں ہے دریاے جہلم و چناب ملی ہوئی ندی اس سے بفاصلہ ڈیڑہ کوس اور راوی جنوب کو پندرہ کوس پر بہتی ہے کھجوروں کے درخت یہاں بہت ہیں اور کھجور بھی بہت لذیذ و اعلی ہوتی ہے ضلع جھنگ کے ماتحت یہاں تحصیلدار رہکر تحصیل کا کام دیتا ہے اس تحصیل کے علاقہ میں مقام موضع اوان ایک مقبرہ حضرت سلطان باہو کا بہت متبرک و مشہور مکان ہے لوگ اوسکی زیارت کے واسطے دور دور سے آتے ہیں پہلے یہ تحصیل جو اب شورکوٹ میں ہے قادرپور میں تھی ۱۸۶۱ء میں وہ تحصیل ٹوٹ کر اس مقام پر قرار پائی

گھاٹی میر شہزادے کی یہ گانو دریاے راوی کے کنارے عین جنگل بار میں آباد ہے اگرچہ آبادی مختصر ہے مگر مشہور گانو ہے اور مقبرہ میر شہزادہ بلوچ بانی دیہہ کا گانو کے باہر بعمارت گنبددار بنا ہوا ہے یہ میر شہزادہ لنگاہی سلطنت کے وقت بڑا امیرالامرا و صاحب اقتدار تھا

پنڈی شیخ موسی یہ گانو عین جنگل بار میں راوی کے کنارے پر آباد ہے اڑھائی سو گھر اور چالیس دوکانیں ہیں کوٹ کمالیہ یہاں سے پچاس کوس کے فاصلے پر ہے زمین متعلقہ اسکی راوی کے دونوں کناروں پر ہے پہلے بلوچوں کی ملکیت یہاں تھی اب متفرق قومیں یہاں کی مالک ہیں پہلے ایک پختہ قلعہ بھی گانو کے پاس بنا ہوا تھا جو اب مسمار ہوچکا ہے گانو کے چاروں طرف جنگل بار درخت بیشمار کثرت سے ہیں ایسی ہجوم کے ساتھ کہ سواے چند مقرری راستوں کے اونمیں گذر

سوار و پیادہ کا ممکن نہیں ہے **قادر پور** ضلع جھنگ مین یہہ چھوٹا سا قصبہ بعمارت خام ہے پہلے یہان تحصیل از ضلع جھنگ کے ماتحت تحصیل کا کام دیتا تھا مگر اب یہان سے اٹھکر شورکوٹ کو چلی گئی ہے تو علاقہ تھل شاہ جوئیہ و اڑہ مین کوٹ عیسی شاہ تا دریا بہری ہاڑی جہلم کے دونو طرف اسکے متعلق تھی پیر شاہ جوئیہ و قادر بخشا و کوٹ عیسی شاہ بڑے بڑے قصبے کچی عمارت کی ہین **پنڈی بھٹیان** یہہ قصبہ چنیوٹ سے پندرہ کوس جنوب کیطرف موروثی بھٹی راجپوتون کا ہے آبادی اسکی قدیمی تین ہزار گہر اور اڑہائی سو دوکان ہے عمارت کچی پکی مختلط مقبرہ شیخ خیر محمد قادری کا قصبہ کے اندر پختہ بنا ہوا ہے قصبہ کے چار طرف شہر پناہ خام ہے غلہ کی پیدائش عام ہے دریاے چناب یہان سے سات کوس پر بہتا ہے - + -

جلال پور بھٹیان یہہ قصبہ پنڈی بھٹیان سے بیس کوس کے فاصلے پر آباد ہے پہلے جمل احمد خان راجپوت بھٹی نے اپنے بیٹے جلال خان کے نام پر اس قصبہ کو آباد کیا اب بھی پانچہزار گہر اور آٹھ سو دوکان اسمین آباد ہین عمارت شہر کی تمام و کمال پختہ اور شہر پناہ مضبوط ہے شرقی و غربی دو دروازے آمد رفت کے بنے ہوے ہین پہلے مالک اس شہر کے بڑے عزت دار صاحب فوج و خزانہ تھے رنجیت سنگھ نے اونکو برباد کیا اور ملک چھین لیا زمین یہان کی ایک طرف بارانی اور دوسرے طرف سیلابہ ہے دریاے چناب یہان سے شمال کو دو کوس پر بہتا ہے **چک کی کھاری** دوابہ رچناب مین یہہ مشہور و معروف قصبہ تین آبادیون منقسم ہے سنا ہو زمیندارون کے یہان وراثت ہی اول اسکی آبادی کے ایک شخص مسمی جگسل شاہ نے بنیاد رکھی تھی اب بھی ساڑھے تین ہزار گہر اور چار سو کے قریب دوکانین اسمین آباد ہین گہرون کی عمارت پختہ و خام مختلط ہے **سیالکوٹ** دوابہ رچناب مین یہہ ایک شہر بائین کنارے دریاے چناب کے تربسٹھہ میل لاہور سے مغرب شمال کی طرف کو آباد ہے اسکی ابتدا مین اہل تواریخ کے تین قول ہین بعضی کی تحریر کہ اسکو راجہ شل نے جو رشتہ دار پانڈون کا تھا اور کیرون پانڈون کی لڑائی مین مارا گیا تھا آباد کیا جسکو پانچہزار برس کا عرصہ گذرا ہے اوسنے اپنے نام سے نام اسکا شل کوٹ رکھا تھا اور بعضون کا قول ہے کہ راجہ بکرماجیت کے عملداری مین راجہ سلوان یا سالباہن نے یہہ قلعہ بنایا اور سیالکوٹ کا صوبہ قایم کرکے سیالکوٹ نام رکھا راجہ سالباہن کے دو بیٹے تھے ایک پورن جو فقیر ہوگیا تھا دوسرا سالو جسنے اپنی دختر ساران کی راجہ ہوڈی کی ساتھ شادی کی تھی اور اوسی رانی ساران نے شہر سارہ نگرا پنجہ کے ملک مین آباد کیا تھا جو لاہور سے بارہ میل پرگنہ اجنالہ مین اوسکی آبادی کے نشان موجود ہین اوسکے بعد مدت تک سیالکوٹ کا علاقہ جمون کی ریاست کا شامل رہا تیسری روایت یہہ ہے کہ پہلے پہل آبادی اس شہر کی سیال کی قوم نے کی جو کثرت سے دوابہ رچناب مین آباد ہے یہہ شہر بھی اونکی نام سے سیالکوٹ کہلایا چنانچہ اور آبادیان بھی سیالون کی مثل جہنگ سیال وغیرہ موجود ہین

شاید ایسا ہی ہو مگر اسکی قدامت اور پرانی ہونے مین کوئی شک نہین ہے اور یہہ بھی کچھ بعید نہین ہے کہ پہلی آبادی کا نام کچھ اور ہو اور پھر سیالون کی آباد ہونے کے سبب سے یہہ سیالکوٹ کہلایا ہو شش صد ہجری مین جب سلطان خسرو ملک غزنوی بادشاہان کے خاندان کا آخری بادشاہ لاہور کی سلطنت کا مالک ہوا تو سلطان شہاب الدین علاو الدین غوری نے پنجاب پر یورش کی اور مدت تک محاصرہ لاہور کا رکھا جب فتح نہ ہوا تو واپس گیا جب سیالکوٹ کے ضلع مین پہنچا تو سیالکوٹ کا قلعہ مستحکم دیکھکر چاہا کہ اسکو اپنی قبضہ مین لاکر فوج اپنی بٹھاوے اس امر کی اسوقت راجہ سیالکوٹ کا جسکے قبضہ مین یہہ قلعہ تھا مقابلہ پیش آیا اور اسمین اوسکی اور سلطان علاو الدین غوری کی تین لڑائیان ہوئین پہلی لڑائی پسرور کے مقام پر ہوئی جسمین میران بہ شور دار امام علی الحق کے بھائی شہید ہوئے دوسری لڑائی بمقام آدم دراز قوم مین ہوئی وہان خریل غازی نام افسر بادشاہی فوج کا شہید ہوا اوسوقت جسقدر مسلمانون نے شہادت پائی اونکا گنج شہیدان بنا اور ہندو دیکھہ علاحدہ ہوگئے اور کسے دریا پر وہ مجموعہ گنج شہیدان ابتک موجود ہے تیسری لڑائی خاص سیالکوٹ کے محاصرہ کے وقت ہوئی جسمین امام علی الحق نے جام شہادت پیا اور قلعہ کے مفتوح ہونیکے دن میران محمد فتح المعروف سیاہ پوش شہید غازی جو قلعہ کے دروازہ کے آگے شہید ہوئے کہ اونکی قبر قلعہ کے دروازہ کے اندر موجود ہے بعدازان قلعہ مفتوح ہوا اور شہر مین قتل عام ہوئی اس لڑائی مین ہندو مسلمان دونو فوجون نے بڑی بہادری سے ایک دوسری کا مقابلہ کیا اور امام علی الحق جو خواجہ فرید گنج شکر کے خلیفہ تھے وہ بھی ساتھ اپنی مریدون اور بھائیون کے صرف شہادت کے حصول کی امید پر اسلامی لشکر کے ساتھ شامل ہوئے تھے آخر مراد اونکی برآئی اور شہادت پائی سلطان علاو الدین نے قلعہ پر قبضہ پاکر قلعہ کو جو بسبب محاصرہ و توپ رانی کے گرگیا تھا دوبارہ بنوایا اور اپنی فوج و فوجدار بٹھاکر مامور کیا یہہ قلعہ سیالکوٹ کی آبادی کے شمال کیطرف اونچا نہایت پختہ کی عمارت کا ہے باہر سے قلعہ کی دیوار کہین نیچا ہو اور کہین بہت اونچا اور اندر سے کہین دو گز اور کہین ڈیڑہ گز ہے دیوار مین بہت سی برج ہین جن پر توپین چڑہائی جاتی تھین شکل و صورت قلعہ کی مربع چار گوشہ ہے زمین اندر کی ناہموار کہین پست اور کہین بلند علاو الدین غوری کے وقت کی عمارت ابھی قلعہ مین باقی ہے مگر اوسکے پہلی عمارت کا کوئی نشان باقی نہین ہاں مگر تھوڑی سی فصیل کی دیوار بقدر پانچ چہہ گز کے جسکی اینٹین بہت بڑی ہین راجہ کے وقت کی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے غوری سلطنت کے بعد جب مغلیہ و تاتاری فوجون کے پے در پے حملے پنجاب پر ہوئے تو یہہ شہر بھی بسبب اسکے کہ سر راہ تھا کئی مرتبہ لوٹا گیا اور کئی دفعہ جمون کے راجہ نے موقع پاکر اسپر یورش کی اکبر بادشاہ نے یہہ شہر راجہ مانسنگہ کی جاگیر مین عطا کیا اوسنے اسکو پھر آباد کیا اور قلعہ کی مرمت کی اورنگ زیب عالمگیر کے وقت محال ہرا کی وال و بھاگو وال و چھمبریال و گنگرا اس پرگنہ کے شامل تھے اور نولاکھہ روپیہ کل محال کی آمدنی تھی محمد شاہ

چغتائی کی سلطنت کے بعد جب احمد شاہ ابدالی نے دہلی پر فتح پائی تو پنجاب کے شامل یہ علاقہ بھی کابل کی
سلطنت کے ساتھ شامل ہوا اور احمد شاہ کے حکم سے بموجب ممالک ظفروال و سنگھپرہ و اورنگ آباد و چونڈہ
و پسرور و ہنڈی راجہ رنجیت دیو راجہ جموں کے تصرف میں آگیا پھر جب اسلامیہ سلطنت ضعیف ہوگئی اور سکھوں
کی غارتگری کا زور شور ہوا تو سکھوں نے افغان کو سیالکوٹ سے نکال دیا اور خود قابض ہو بیٹھے اور سب نے جمع ہو کر
سب علاقہ راجہ جموں سے چھین لیا اور ایک بڑی لڑائی سکھوں کی راجہ برج راج رنجیت دیو کے بیٹے کے ساتھ ہوا
کہ متصل ہوئی جس میں راجہ برج راج مارا گیا اور بھنگی وغیرہ مثلوں کے سکھوں کا عمل قابض ہوگئی جب رنجیت سنگھ
کے اقبال کا ستارہ چمکا تو اوسنے سیالکوٹ پر قبضہ پا کر جیون سنگھ والیٔ سیالکوٹ کو بیدخل کر دیا اوس وقت سکھوں نے
اسکو خوب لوٹا اور لوگ شہر سے جابجا بھاگ گئے جب اچھی طرح سے امن ہو گیا تو پھر آبادی شروع ہوئی رنجیت سنگھ
کے وقت مختلف حاکم و کاردار یہاں مامور ہوتے رہے ایک مرتبہ یہ شہر کشمیرا سنگھ کی جاگیر میں ملا اوسنے قلعہ کی
مرمت کی دلیپ سنگھ کی سلطنت کے وقت یہ علاقہ راجہ تیجا سنگھ کی جاگیر میں عطا ہوا اوسنے قلعہ کے اندر ایک کوٹھی
بنوائی جہاں اب سشن کی کچہری ہوتی ہے پھر راجہ تیجا سنگھ سے یہ علاقہ لے لیا گیا اور قصبہ شاہ اسعادہ میں تھا
یہاں ضلع مقرر ہے صاحب حاکم ضلع اپنی اپنی عہدوں کے یہاں کچہریاں کرتے ہیں چار تحصیلیں ہیں تحصیل سیالکوٹ ظفروال
و پسرور و ڈسکہ اس ضلع کے ماتحت ہیں بڑی بھاری چھاونی فوج کی یہاں مقرر ہے شہر کے مکانات عالیشان
و بارونق کوٹھیاں سرکاری یہاں بنی ہیں بازار بھی نہایت اچھا آباد ہوا ہے اس زمانہ میں شہر کی پہلے سے
دو چنداں سہ چنداں ہو گئی ہے اور روز بروز ترقی پر ہے کل مردم شماری ضلع سیالکوٹ کی سات لاکھ چالیس ہزار
آٹھسو باسٹھ ہے خاص اس شہر کے اوسط ہزار آٹھسو انتالیس ہے شہر کی آبادی میں سے سات ہزار سات سو چالیس
آدمی ہندو اور باقی مسلمان ہیں اور خاص شہر کی خانہ شماری چار ہزار پانسو اٹھانوے ہیں اور ایک ہزار سات سو
اٹھتر دوکانیں شمار میں آئیں شہر کے باہر بھی چند بستیاں علیحدہ علیحدہ آباد ہیں جنکو پورہ کہتے ہیں پہلا پورہ شاہ
اسکو شیخ عبد الحکیم سیالکوٹی نے بعہد شاہجہان بادشاہ آباد کیا تھا یہ شخص ایک عالم فاضل ہر دو کامل علم میں طاق
یگانہ آفاق تھا اوسکی اولاد ابتک اس پورہ میں بستی ہے دوسرا پورہ رنگپورہ تیسرا امیران پورہ چوتھا اٹھرہ
پانچواں اناری چھٹا حاجی پورہ ساتواں پورہ اصلی یعقوب آٹھواں محال گگران میں علیحدہ علیحدہ قومیں آباد ہیں اوسمیں
ایک بڑا گروہ کاغذ بنانے والوں کا ان پوروں میں رہتا ہے جنکا کاغذ بنایا ہوا سیالکوٹی کاغذ مشہور ہے اور
دور دور کے ملکوں میں اوسکی تجارت ہوتی ہے اور ایک قسم کا کاغذ جہانگیری یہاں بنایا جاتا ہے جو بڑا چکنا اور
صاف ہوتا ہے اور ایک نام ایک ندی شہر سے جانب شرق جنوب کو بہتی ہوئی غرب کو نکل گئی ہے اور اسی ندی کے
کنارے پر موضع رنگپورہ و راسے پورہ و میران مسکن کاغذ سازوں کے آباد ہیں اور کاغذ کے بنانے میں مشغول

پانی بہت سفید ہے عمارت اس شہر کی پختہ ہے بڑی بڑی مکان عالیشان بنے ہوئے ہیں بازار میں شمار کثرت
ہوتی ہے گرد و نواح اسکے گنا عمدہ و شیرین پیدا ہوتا ہے دریائے چناب یہاں سے سات کوس مغرب کو اور دریائے
راوی تیس کوس پر مشرق کو بہتا ہے - نامی مکانات ضلع اور اس شہر میں بہت ہیں بڑا مشہور مقبرہ یہاں امام علی
لاحق شہید کا شہر سے شمال کی طرف بنا ہی اس مقبرہ کو حضرت شاہ دولہ گجراتی نے بنوایا ہر ایک ہفتہ جمعرات کے روز
اور عید و محرم کو یہاں بڑا میلا ہوتا ہے امام علی لاحق کے دوسرے بھائی امام ناصر الدین جالندھر میں مدفون ہیں
دوسرا مکان مقبرہ عبد الحکیم سیالکوٹی کا سیالکوٹ سے شمال کو بفاصلہ ایک میل کے میانہ پورہ کے آبادی کے اندر
پختہ بنا ہوا ہے انکی بہت سی تصنیفات عربی و فارسی میں مشہور ہیں اونکے عہد میں کئی عمارتیں پختہ شہر کے گرد
بنائے گئی تھیں کہ جنمیں سے ایک مسجد بڑی تحصیل کے مکان کے پاس قلعے میں بازار میں اور ایک تالاب موجود ہے
تیسرا مکان شوالہ راجہ تیج سنگھ کا دیوان حاکم رائے کی حویلی کے پاس بنا ہوا ہے یہ شوالہ بلند و وسیع و عمدہ بنا ہوا
ہے تین تین چار چار کوس سے نظر آتا ہے چوتھا مکان گرجا گھر چھاونی میں عبادتگاہ عیسائیوں کا بہت پختہ و بلند و
عالیشان بنایا گیا ہے پانچویں تالاب مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی نے بعہد اورنگ زیب عالمگیر بنوایا تھا اب دوبارہ
پرنسپ صاحب کے حکم سے اسکی مرمت ہوئی چھٹا شاہ دولہ کا پل چھ میل شہر سے جنوب کی طرف ایک ندی کے اوپر
بنا ہوا ہے اسکے اوپر سے سڑک پسرور و ظفروال کو جاتی ہے یہ پل شاہ دولہ گجراتی نے جو ایک نامی فقیر گذرے ہیں
تعمیر کیا تھا اب سرکار انگریزی نے اس پل کو آگے سے زیادہ وسیع کیا ہے شاہ دولہ اصل میں باشندہ سیالکوٹ
کا تھا شاہ سیدا [illegible] سے اونسے نعمت فقر کی پائی اونہے اپنی زندگی میں بہت سی جہان سرائے
و مسجدیں و مقبرے و پل و خانقاہیں بنوائیں جو اب تک اونکی یادگار موجود ہیں اس پل کے سوا ایک اور پل بھی
نہیلی پر جو پسرور کے متصل ہے شاہ دولہ کا بنوایا ہوا موجود ہے ایک پل نالہ ڈیک پر لاہور و گوجرانوالہ
کے رستے میں ہے ساتویں ہندو کی عبادتگاہوں میں بابا نانک کا بیرا اور باؤلی ہے یعنی ایک تو بیر کا درخت
بابا نانک سے منسوب ہے جہان بابا نانک نے اپنی زندگی میں آکر مقام کیا تھا وہان اب بہت اچھا مکان بنا ہوا ہے
اور ایک باؤلی یعنی چاہ زینہ دار جسمی سولا سائیں سیالکوٹ نے جو بابا نانک کا چیلہ تھا بنوائی تھی اور اپنی گورو
کے نام سے موسوم کی وہان بھی مکانات پختہ بنے ہوئے ہیں اور جاگیر دونو مکانوں کے نام سے بعہد مہاراجہ
رنجیت سنگھ کے عہد سے معاف ہے آٹھویں شہر سیالکوٹ کے باہر جانب جنوب و شرق ندی کے پار قریب ایک میل کے
خانقاہ شیخ حمزہ غوث کی ہے مقبرہ پختہ بنا ہوا ہے ماہ بیساکھ کے پہلے تاریخ یہاں بھاری میلہ ہوتا ہے یہ بستی بھی
بحکم سرکار فروخت ہوتی ہے نوین سمادھ حقیقت رائے کی جسکی اصلی سمادھ لاہور میں ہے یہاں بھی ایک
نقلی سمادھ بنائی گئی ہے یہ حقیقت رائے بھاگ مل کھتری گوت پوری ساکن سیالکوٹ کا بیٹا تھا اور لاہور میں

بعد اٹھارہ سال کے بادشاہی مدرسہ مین فارسی علم پڑہا کرتا تھا ایک دن مذہبی تذکرہ اسکا ایک مسلمان طالبعلم کے ساتھہ ہوگیا اور نوبت یہان تک پہونچی کہ مسلمان نے دیوی کو اور راوسنے پیغمبر صاحب کے حق مین برا کہنا شروع کیا مدرسہ کا مولوی اس ہندو کی گستاخی پر بہت غضبناک ہوا اور اوسکو قاضی کے پاس بہیجا قاضی نے حکم دیا کہ اگر حقیقت رای مسلمان ہوجاوے تو امان پاوے ورنہ بجرم بے ادبی رسول صلی اللہ علیہ وسلم گردن ماری جاوے چنانچہ حقیقت رای نے اسلام قبول نکیا اور قتل ہوا لاہور مین اوسکی سمادھ بنی ہے اور ہندو بسنت کے روز ہرسال وہان جمع ہوتے ہین دسوین ضلع سیالکوٹ مین چاہ پورن بھگت شہر سیالکوٹ سے جانب شمال بفاصلہ چار میل کرم چند کرول کے پاس واقع ہے یہہ شخص پورن چند نام راجہ سالباہن بانی سیالکوٹ کا بیٹا تھا راجہ سالباہن کے دو زوجہ تھی ایک کا نام اچھرا رانی تھا جسکے پیٹ سے یہہ لڑکا تھا دوسری لونا راجہ چمبہ کی بیٹی جسکو لونا چمیاری کہتے تھے چونکہ پورن لڑکا نوجوان نہایت خوبصورت تھا لونا اوسپر عاشق ہوگئی اور درخواست کی کہ پورن اوسکے ساتھہ ہم بستر ہو پورن نے جواب دیا کہ تو ماں میری والدہ ہے ایسا بدکام کب ہوسکتا ہے اس سبب سے لونا پورن کی جانی دشمن ہوگئی اور موقع پاکر راجہ کی خدمت مین ظاہر کیا کہ پورن میرے خوابگاہ مین پوشیدہ آیا اور چاہا کہ بزبردستی میرے ساتھہ ہم بستر ہو ایسے گستاخ لڑکے کو سزا دینا چاہیے چند کنیزین اپنی اسباب مین اوسنے گواہ گذرانین یہہ بات سنکر راجہ بہت غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ پورن کنوئین کے اندر قید کیا جاوے چنانچہ اس چاہ کے اندر وہ قید ہوا اور چند سال قید رہا آخر گورو گورکھناتھہ کا گذر اسطرف ہوا تو اوسکو وہ نکالکر لے گیا اور پورن فقیر ہوگیا پانچ سال کے بعد بحالت فقیری پورن سیالکوٹ کے باہر آکر مقیم ہوا اور اسقدر مشہوری ہوئی کہ تمام شہر کے لوگ معتقد ہوگئے لونا بہی راجہ کو ساتھہ لیکر اس فقیر کے پاس اس مراد کے حصول کے لیے آئی کہ اوسکی گہر اولاد نہ تہی جب راجہ اور لونا دونو فقیر کے روبرو آئے تو پورن پہچانا گیا راجہ اور رانی دونونے اولاد کے حاصل ہونیکی خواہش ظاہر کی پورن نے جواب دیا کہ اگر یہہ رانی اسوقت ایک بات سچ کہہ دیوے تو امید ہی کہ اسکے بیٹا ہوئے اولاد ہو رانی نے منظور کیا پورن نے کہا کہ پورن راجہ کا بیٹا تجہپر عاشق ہوا تھا یا تو اوسکی خواہش کرتی تھی لونا کو اوسوقت سوای سچ کہنے کے کچہہ بن نہ آئی اور صاف کہہ دیا کہ اوسمین اوسکا کچہہ جرم نہ تھا وہ میری تہمت سے قید کئی سال تک رہا اب نہین معلوم کہان گیا ہے یہہ بات سنکر راجہ حیران ہوگیا اور غور سے جو دیکہا تو پورن پہچان لیا اور بہت خواہش کی کہ پورن بدستور اپنے گہر چلے اور ولیعہد ریاست کا ہو مگر اوسنے نمانا اور ایک دفعہ محل مین جاکر اپنے والدہ اچھرا کو ملا اور فقیرون کے ساتھہ کہین چلاگیا پھر اوسکا نشان معلوم نہوا القصہ پورن کا تمام پنجاب مین زبان زد خلق اللہ ہے اور لوگون نے اسکے گیت بنائی ہوئی ہین گیارہوین خانقاہ پیر نیر یہہ خانقاہ نالہ نلواہ کے کنارے پر پختہ بنی ہوئی ہے اور مشہور ہے کہ یہہ بزرگ بہی ہندو مسلمان کی لڑائی

شہید ہوا تھا ہر سال کاتک کے مہینے میں یہاں میلہ ہوتا ہے قریب دس ہزار کے آدمی جمع ہو جاتے ہیں بارہویں خانقاہ شاہ بلاق موضع کلووال کے پاس یہہ مزار پختہ بنی ہوئی ہے خانقاہ کی چار دیواری بھی پختہ معہ باغ کے تعمیر ہوئی ہے ماہ چیت میں یہاں تین روز تک میلہ رہتا ہے بارہ تیرہ ہزار آدمی جمع ہوتا ہے اس مزار کے ستون بہت ہیں لوگ کہتے ہیں کہ یہہ ستون شمار میں نہیں آسکتے گنتا گنتا آدمی بھول جاتا ہے تیرہویں خانقاہ عمر شہید موضع سیانوالی کے جار دہین واقع ہے یہہ بزرگ بھی ہندوؤں کے لڑائی کے وقت شہید ہو کر یہاں دفنایا گیا تھا کاتک کے مہینے میں یہاں میلہ ہوتا ہے چودہویں خانقاہ گلو شاہ یہہ خانقاہ موضع کوری کے تحصیل پسرور میں واقع ہے ساتویں ماہ اسوج کو ہر سال یہاں میلہ ہوتا ہے چالیس ہزار آدمی سے زیادہ جمع ہو جاتے ہیں مویشی بھی یہاں بحکم سرکار فروخت ہوتی ہے غرض وہ میلہ بھاری رہتا ہے پندرہویں جھنگی شاہ خاکی یہہ خانقاہ اور اسی نام کا ایک گاؤں تحصیل پسرور میں واقع ہے مکان مزار نہایت عمدہ دارا شکوہ شاہجہان بادشاہ کے بیٹے کا بنوایا ہوا ہے یہہ بزرگ حضرت میاں میر بالا پیر لاہوری کا خلیفہ تھا ہر سال ماہ بیساکھ میں ایک قسم کے سفید رنگ سبز بگلے کی شکل سے مشکل اس مزار پر آکر بیٹھا کرتے ہیں چونکہ اس طرح کے جانور سوائے ماہ بیساکھ کے پھر کبھی نظر نہیں آتے اور نہ کسی نے کبھی کسی ملک یا علاقہ میں ایسے پرندے دیکھے ہیں لوگ انکو اس بزرگ کی کرامت و تصرف پر حمل کرتے ہیں سولہویں مقبرہ کوٹلی یہہ مقبرہ تحصیل پسرور میں واقع ہے مکان نہایت عالیشان ہے مقبرہ سنگین عمارت کا بنا ہوا ہے بطور بارہ دری محرابوں پر پتھر لگے ہیں اور رنگکاری کا کام بنا ہوا ہے مقبرہ کے چار مینار بہت بلند ہیں جو دور سے نظر آتے ہیں عمارت کے نیچے تہہ خانہ ہے اسمیں قبر بنی ہوئی ہے مالک قبر کا نام عبد النبی ہے

قصبہ چپراڑ یہہ قصبہ سیالکوٹ سے شمال کے طرف سات کوس کے فاصلہ پر آباد ہے جسمیں ایکہزار چھہ سو ترانویں باشندے اور تین سو تیس گھر اور ستر دوکانیں اوسکے بازار میں آباد ہیں بانی اسکا مسمی چپڑا قوم جاٹ گوت اہیر تھا مدت تک اوسکی اولاد اسمیں رہتی رہی پیچھے جب وہ نیست و نابود ہو گئی تو راجپوت منہاس موضع سیالہ کلاں سے اوٹھکر اسمیں آرہے اونہوں نے اگرچہ نئے سرے سے اسکی آبادی کی مگر نام پہلا ہی مقرر رکہا —

گوندل یہہ قصبہ چپراڑ سے غرب کو اور سیالکوٹ سے شمال کے طرف بفاصلہ چھہ کوس کے آباد ہے جسمیں چار سو اٹھہ گھر اور ستر دوکانیں آباد ہیں پہلے یہاں ایک جاٹ قوم گوندل رہتا تھا اسنے چھوٹا سا گاؤں بسایا تھا اسی کے نام پر مشہور ہے **کوٹلی لوہاران** یہہ دو بستیان غربی و شرقی ایک دوسرے سے بفاصلہ ایک میل کے آباد ہیں دونوں کی آبادی میں چھہ سو چھتیس گھر اور نو سے دوکانیں اور دو ہزار دو سو باشندے ہیں ان دونو قصبوں میں لوہار رہتے ہیں دوکانیں بہت ہیں جو کاریگر ہیں شہر یا اسباب [illegible] اونکے ہاتھ کے بنائے ہوئے آہنی چیزیں عجائب خانوں میں پہنچائی جاتی ہیں اونمیں اکثر سرکاری ملازم و باعزت [illegible] توقیر میں اور لوہے کے اور سونے کا کام بھی کرتے ہیں

ظفروال یہ قصبہ خاص تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع سیالکوٹ کے یہان کا الکہ
تحصیل کا کام دیتا ہے سیالکوٹ سے اٹھارہ کوس جنوب مشرق کے گوشہ مین آبادی اسکی واقع ہے عمارت اسکی
کچھ پختہ اور کچھ خام بلکہ خام بہت اور پختہ کم ہے پانچہزار تین سو اونیس باشندے اسمین بستے ہین جنمین دو ہزار
تین سو تینتیس مسلمان باقی ہندو ہین ایکہزار تین سو انہتر گھر اور تین سو اڑتالیس دکانین قصبہ مین موجود ہین
اور ایک قوم مہاجن بیوپاری جنکو اوس ضلع کے لوگ کراڑ کہتے ہین اور قومون کی نسبت کثرت سے آباد ہے
اول قصبہ کو مدت یہ گذری ہے کہ جعفرخان قوم باجوہ نے اس مقام پر کہ جنگل ویرانہ تھا آباد کیا اور جعفروال
نام رکھا آبادی کے وقت تک وہ اور بعد ازان سو برس تک اسکی اولاد قابض رہی پھر وہ لوگ سقیم الحال
ہوکر چلے گئے اور قصبہ ویران ہوگیا پھر اکبر بادشاہ کے عہد مین مسمی عبدالخیر راجپوت گڈہ مجہیانہ سے کہ متصل
اس قصبہ کے ہے بوجہ جانے آباد ہوا پھر کسی تقریب سے وہ بادشاہی نوکر ہوگیا اور کسی خدمت کے عوض مین اوسنے
اس علاقہ کی چودہرات حاصل کی اوس وقت اوسنے اس قصبہ کو کہ مدت سے ویران پڑا تھا دوبارہ آباد کیا کہ اب تک
اوسکی اولاد قابض ہے اور ان کا پردادا سے پہلے ہندو تھا اوسی نے اسلام قبول کیا اور عبدالخیر نام رکھا یا تھا
قصبہ کے باہر ایک باؤلی یعنی چاہ زینہ دار پختہ بنا ہوا ہے اس پرگنہ مین جب بارش نہین ہوتا اگر ہو جاوے تو
کرم پڑتا ہے **ستراہ** یہ قصبہ سیالکوٹ سے بارہ کوس مشرق کی طرف آباد ہے پانسو دس گھر
اور ایکہزار نو سو چالیس آدمی اسمین رہتے ہین کہتری اور بھاٹیہ اور قومون کی بہ نسبت زیادہ تر
سے ہین ہیمراج ولد داری مل کہتری نے بعہد اکبر بادشاہ جنگل ویرانی مین اسکو آباد کیا اور اپنی نام پر نام
اسکا ہیم نگر رکہا سو برس تک یہ نام اسکا ہیم نگر مشہور رہا بعد ازان ایک شخص جاٹ ستراہ نام فقیر یہان آیا جسکی تمام
لوگ معتقد ہوگئے اور شہرت اوسکی اس کمال تک پہونچی کہ یہ گانو بھی اوسی کے نام سے مشہور ہوگیا اب تک
سمادہ اوس فقیر کی قصبہ کی باہر شمال کی طرف موجود ہے **چوبارہ** یہ قصبہ ظفروال سے غرب کو آٹھہ
میل پر آباد ہے اسمین دو سو بارہ گھر اور پچاس دکانین اور ایکہزار ایکسو اونیس آدمی آباد ہین اول مسمی
پرتو قوم سہل نے علاقہ شکر گڈہ سے آکر چار گانو کے رقبہ سے کچھ کچھ زمین لیکر یہ قصبہ آباد کیا اور ایک گڑھی
بنا کر دی اور ایک چوبارہ یعنی بالاخانہ تعمیر کیا اسی سبب سے اس گانو کا نام بھی چوبارہ مشہور ہوگیا
اب بہولرون اسمین برہمن کہتری مہاجن سلہریہ قومین اسمین رہتی ہین **چونڈہ** یہ قصبہ ظفروال
سے دس میل اور سیالکوٹ سے دس کوس گوشہ جنوب مشرق آباد ہے اسمین آٹھہ سو اونیس گھر ستر دکانین
چار ہزار دو سو چوسٹھہ آدمی رہتے ہین اونمین سے ایکہزار سات سو اٹھارہ ہندو اور باقی مسلمان ہین سب سے
زیادہ قوم جاٹ گوت باجوہ اسمین رہتی ہے اور اونہین کی ملکیت ہے چار سو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ مسمی تاک

قوم جاٹ باجوہ نے پسرور کے علاقہ سے آکر اس قصبہ کو جنگل ویرانہ کے اندر آباد کیا اور اپنی چار لڑکیوں کو ملکیت اسکی چار حصے کر دیا اور چونڈہ نام رکھا کیونکہ چونڈہ پنجابی زبان میں عورت کے سر کو کہتے ہیں ۔۔۔

پسرور یہہ قصبہ سیالکوٹ سے جانب شمال مائل بشرق سترہ میل کے فاصلہ پر آباد ہے اسمیں تخمیناً ایکہزار آٹھ سو چہالیس گھر تین سو پچیس دکانیں سات ہزار نو سو چھتیس آدمی آباد ہیں قصبہ کی عمارت سب کی سب پختہ آونیں سے ریختہ کی حویلیاں عالیشان بھی بہت سی ہیں کیونکہ یہاں کے باشندے اکثر نوکری پیشہ اور معزز و متمول تھے پہلے پہل یہہ قصبہ مسمی مالگا ولد ماند قوم جاٹ باجوہ نے آباد کیا اور ملکیت اسکی بہمی پسرام کو کہ اوسکا برہمن دوست تھا سنکلپ کر دیا اور پسرام کے نام سے ہی نام اسکا پسرور رکھا مگر کو یہہ بھی لکھا ہے کہ اسلام کے وقت کوئی بادشاہ یہاں آیا اور علاقہ پر فضا دیکھکر فرمایا کہ یہہ مکان عجب پسرور ہے اوسی وقت سے نام اسکا پسرور مشہور ہوا قوم باجوہ کے ملکیت خاص قصبہ میں کچھ نہیں ہے اور خاص پسرام کے اولاد میں سے بھی صرف ایک ہی گہر آباد ہے مگر مالک کچھ نہیں کہتی ہندوؤں میں سے کہتری جلکہ و دہوسہ و کنکا وانیکہ قدیمی باشندے اس قصبہ کے ہیں اور مسلمانوں میں سے آلکی ریی زیادہ ہیں باقی ہندو و مسلمان مختلف قومیں اور مختلف گوت کے اور آٹھ آبادیاں علیحدہ علیحدہ بطور رستیاں بنی ہوئی رونیہ سرای بھائی منگل ناہد کی بالو نسال میونسپل (?) جو شہر کے گرد اگرد بطور محلات کے واقع ہیں اونکی مالک بھی شہر میں سے ہیں یہاں خربوزہ بہت اچھا ہوتا ہے خصوصاً توری خربوزہ جو لمبا کدو دراز ہوتا ہے نہایت لذیذ شیرین ہوا کرتا ہے سید میران برخوردار شہید کا مزار جو امام علی الحق سیالکوٹی کے بھائی تھے یہاں ایک مشہور مکان ہے جو شہر کے وسط میں بنا ہوا ہے اور محرم کے دسویں روز وہاں میلہ ہوتا ہے اور ایک چھوٹی سی جہیل دیو کا نام سند (?) ہندوؤں کے غسل کا ہ شہر کے باہر پر آب بنی ہے پہلی یہاں نالہ ڈیک جاری تھا اوس سے یہہ پر آب ہوتی تھی اب برسات کے پانی سے بھر جاتی ہے سنا وہیں مندر اسکے چاروں طرف بنے ہوئے ہیں بڑ و پیپل کے درخت بھی بہت ہیں سوا اوسکے شہر کے باہر غرب کی طرف ایک ہشتمن تالاب پختہ بہت بڑا قدیمی موجود ہے جسکو بعہد اکبر شاہ کالو نام کھتری نے بنوایا تھا عالمگیر کے وقت پھر اسکی مرمت ایک شخص سنگت رای کھتری نے کرائی اب بحکم [illegible] صاحب کو اپنیر تیار ہی اوسکی عمارت [illegible]

سوبھا سنگہ یہ قلعہ سوبھا سنگہ پسرور سے پانچ میل جنوب شرق میں آباد ہے عمارت اسکی کچی ہی ہوئی ہے دکانیں ایکسو [illegible] گہر ایکہزار ایکسو [illegible] آدمی اسمیں بستے ہیں [illegible] سردار جب سنگہ اہلووالیہ نے یہاں آکر [illegible] زمین لیکر ایک قلعہ بنایا اور قصبہ کی آبادی کی بنیاد رکھی اور سوبھا سنگہ اپنے بیٹے کے نام سے قلعہ سوبھا سنگہ اسکا نام رکھا پہلے اسمیں کھتری مہاجن و بیوپاری اسبابی [illegible] کشمیری کثرت کے ساتھ آباد ہو گئی جو شال بافی کرتے ہیں [illegible] بھی اسمیں بہت [illegible]

اور کانسی کے برتن بناتے ہین باہر آبادی کے ایک تالاب راجول کا بنوایا ہوا اور دوسرا تالاب بسمرہ پنڈت اگو
تیسرا موہن سنگہ کا تالاب بھی باغ موجود ہین **کلال والہ** یہہ قصبہ ضلع سیالکوٹ کے متعلق خوب آبادی کا
قصبہ ہے جسمین چھہ سو اکیاون گھر اور ستر دوکانین اٹھہ ہزار ایکسو باشندے ہین پہلے یہی کلاس قوم جاٹ باجوہ
نے اسکو آباد کیا اور کلاس کی الہ نام رکہا اب غلط العام کلال والہ مشہور ہوگیا ہے اب جاٹ زمیندار اسمین بہت ہیں
ہین بعض ان مین نوکری پیشہ و سوداگر بھی ہین باہر قصبہ کے رانی چند کنور زوجہ سردار جودہ سنگہ کا بنوایا ہوا ایک باغ
پختہ تالاب ہے جو بارش کے پانی سے پر آب رہتا ہے اور ایک باغ و شوالہ بھی اوسکے پاس ہے **ڈسکہ کلان** یہہ قصبہ سیالکوٹ سے جنوب کو دو
میل کے فاصلے پر آباد ہے اور اس سے شمال کی طرف ایک میل سے کچھہ کم فاصلے پر دوسرا قصبہ ہے جسکو کوٹ ڈسکہ کہتے ہین اس
کی آبادی کے میانہ مین تحصیل و تہانہ بنا ہوا ہے جہان تحصیلدار رہتا ہے اس ڈسکہ مین تین سو سینتالیس گھر
اکہتر دوکانین دو ہزار چہہ سو باشندے ہین جنمین سے ایکہزار دو سو ستر ہندو اور ایکہزار تین سو تیس مسلمان
ہین یہان کے قانونگوؤن کے پاس بادشاہی وقت کے کاغذات موجود ہین اونمین نام اسکا شاہجہان آباد
تحریر ہے اور کاغذات اراضی وغیرہ جو پرانی قبالجات زمینداروں کے پاس ہین اونمین بھی تحریر قصبہ کا نام شاہجہان آباد
لکہا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی آبادی اسکی شاہجہان بادشاہ کے وقت ہوئی اور شاہجہان آباد
نام رکہا گیا مگر وہان کے لوگ یہہ کہتے ہین کہ عرصہ تخمینا پانسو برس کے ہوئے ہوگا قوم جاٹ ساہی چند و نضو
ستلانوالہ سے آکر اس جگہ کو کہ اگلی آبادی کے پرانے کہنڈر ون کا تہیلہ تہا آباد کیا مگر چونکہ پہلے یہان آبادی
قوم ڈسکہ کی تہی اور اونہین کے نام سے وہ اُجڑے ہوئے کہنڈر موسوم تہے اور یہی نام پہر رکہا گیا اور وہی
پہلا نام مشہور رہا پہر افغانوں کے تاراج اور سکہون کی غارتگری سے یہہ قصبہ اُجڑ گیا اور مالک اسکے کوٹ ڈسکہ
مین جا اون دنون مین وہان کچا قلعہ بنا ہوا تہا جا رہے پہر جب سرداران سعد اللہ پوریہ کی حکومت ہوئی
تو سمی دیسراج نے کہ اوسی موجب پہلے بانی کی اولاد مین سے تہا دوبارہ اسکو آباد کیا جو اب تک آباد ہے
کانسی وغیرہ کے ظروف اسمین بہت بنتی ہین اور سال تیار کر کے گوجرانوالہ و سیالکوٹ وغیرہ مین بہیجا جاتا ہے
کوٹ ڈسکہ یہہ آبادی ڈسکہ کلان سے شمال کو پون میل کے فاصلے پر آباد ہے تین سو چوراسی گھر
نوے دوکانین دو ہزار اونتالیس باشندے اسمین آباد ہین جنمین سے ایکہزار دو سو اکتالیس ہندو اور سات سو
اٹھانوے مسلمان شمار مین آئی ہین یہی کرم چند ساہی سے عرصہ تخمینا ایکسو گیارہ سال کے ڈسکہ کلان سے نکلکر یہہ
قصبہ آباد کیا تہا بسنت سنگہ کی عملداری مین پہلے سردار ندہان سنگہ اٹہوالیہ پر قابض تہا اوسنے ایک قلعہ خام
بنوایا ہوا تہا اور لوگ جا ہی اسمین سمجہہ کر یہان بسنت آباد ہوگئی اس کشمیری اسمین بستے ہین
لکہنی جو بسنت سنگہ نے خود آکر اس قصبہ کو فتح کیا کشمیری یہان کے کمبل بنتے ہین اور برتن بناتے ہین

اور ایک مشہور بات اس ملک مین یہہ ہے کہ چونکہ یہان سے سیالکوٹ و شہر وزیر آباد و گوجرانوالہ دس دس
کوس کے فاصلے پر آباد ہین اسواسطے اس آبادی کو ڈسکہ یعنی دس کوہ کہتے ہین **سمبڑیال** ضلع سیالکوٹ
مین یہہ بھی ایک مشہور قصبہ ہے اسمین آٹھ سو انہتر گھر اکیسو ساٹھہ دوکانین تین ہزار اٹھہ سو چوبیس باشندے
ہین جنمین ایکہزار پانسو چار ہندو اور دو ہزار تین سو ساٹھہ مسلمان شمار مین آئی ہین پانسو برس گذرے ہین کہ
یہان جنگل ویرانہ تھا پہلے پہل سمبان گوجر بریڑ قبیلے ملک سے مویشی چرانے کے واسطے آکر یہان اوترے یہ
چونکہ گھاس و چارہ کثرت سے تھا اوسنے یہان جھونپڑی بنائی اور رہنے کی بنا ڈالی اوسکے نام سے اوس وقت
یہہ گانو سمبل وال کہلانے لگا متبدل ہوتے ہوتے اب سمبڑیال مشہور ہو گیا چند سال وہ گوجر یہان رہکر بعد
مویشی لیکر اپنے وطن اصلی کو چلی گئی اور یہ آبادی ویران ہو گئی چغتائی سلطنت کے وقت پہر سمی ہرن بل قوم
جاٹ گہمن نے جو خاندان راجہ گڈہ کا بیان ہو چکا ہے اور شیر کو مار کر بادشاہ سے یہان خدمت پائی تھی اور یہہ
علاقہ اوسکو بطور ملکیت عطا ہوا تھا اس گانو کو نئے سر سے آباد کیا اور خود بھی یہان ہی رہنے لگا تب سے روز بروز
ترقی اسکی ہوتی گئی خوشنویس فارسی خط کے یہان بہت رہتے ہین **جاملکی** یہہ قصبہ ڈسکہ سے چار میل شمال مشرق
کے طرف آباد ہے سات سو اکہتر گھر دو سو بیس دوکانین تین ہزار سات سو اکیاون باشندے اسمین
رہتے ہین جنمین دو ہزار دو سو اڑتالیس ہندو اور ایکہزار پانسو تین مسلمان ہین پانسو برس کا عرصہ ہوا ہے
کہ سمی جام جاٹ گوت چیمہ نے سانبڑہ والہ سے آکر اسکو آباد کیا اوس وقت سمی پنڈی قوم کہتری دو لکہی جام
کے ساتھ تھا اس آبادی کے آباد کرنے مین ممد و معاون تھا اسواسطے نام اسکا پہلے جاملکی پنڈی دونو کے نام
کے شمول کے ساتھ رکہا گیا تھا پہر جاملکی مشہور ہو گیا اب پنڈی کا نام کوئی نہین لیتا **ڈوڈالہ** یہہ قصبہ
ڈسکہ سے دس میل کے فاصلے پر گوشہ جنوب مشرق آباد ہے پانسو چھیاسی گھر اکیس سو بیس دوکانین دو ہزار اٹھہ سو
چھہ باشندے ہین انمین سے ایکہزار تین سو اٹھاسی ہندو اور ایکہزار چار سو اٹھارہ مسلمان ہین پہلے کسی بانہہ
دو برہمنون نے جو آپسمین دو بہائی تھے یہان دو گانو آباد کئے بڑے بہائی نے اپنی بستی کا نام ڈوڈالہ اور
چھوٹے نے نانڈالہ رکہا کہ پنجابی زبان مین وڈا بڑے کو اور نندہا چھوٹے کو کہتے ہین مدت تک یہہ دونو بستیان
آباد رہین پہر بسبب انقلاب زمانہ کے اجڑ گئین پہر چہہ سو برس کا عرصہ ہوا کہ سمی بہنی و بالا قوم جاٹ سندہو
نے موضع موکہل سے آکر ڈوڈالہ کے رقبہ کا قبضہ کر لیا سمی بہنی نے تو پرانی آبادی کے نام سے پہر گانو ڈوڈالہ آباد
کیا اور بالا نے علیحدہ گانو آباد کرکے کوٹلی نام رکہا جو بالا کی کوٹلی مشہور ہے اور اوسکی اولاد اسمین رہتی ہے
مگر سکہون کے ظلم و تعدی سے تنگ آکر کوٹلی کی آبادی کو اونہون نے چھوڑ دیا اور ڈوڈالہ مین آ رہے اسی طرح
دوسرا گانو نانڈالہ بھی اب قوم جاٹ سندہو نے آباد کر لیا ہوا ہے تیس دوکانین شامل آبادی کے اسمین ہین

چوہلہ رچناب دوآبہ کے متعلق ہے ایک قصبہ دریای راوی سے بارہ میل بسمت شمال اور انتالیس میل لاہور سے آباد ہے **شیخ پلے** یہہ ایک قصبہ رچناب دوآبہ کے علاقہ مین بائین کنارے دریای چناب کے اور بہتر میل شہر لاہور سے آباد ہے آبادی اسکی بارونق علاقہ اسکا سرسبز و شاداب ہے پیداوار بھی غلہ کی ہوتی ہے بارانی وسیلابہ حال اسمین بہت ہی **پٹیالہ** دوآبہ رچناب ضلع لاہور تحصیل شرقپور کے متعلق تھا ایک قصبہ نالہ ڈیک کے کنارے پر آباد ہے تین سو برس سے اسکی آبادی ہوئی ہے راجپوت کھتری کمبوہ ہندو مسلمان یہان آکے بالکل ہین عمارت قصبہ کی پختہ نو سو ستاسی گھر چالیس دکان اکہزار تین سو اسی آدمیون کی آبادی ہے —

کوٹ پنڈی داس دوآبہ رچناب ضلع لاہور تحصیل شرقپور کے متعلق ہے قصبہ شیخوپورہ کے شرقی نالہ ڈیک کے کنارے پر آباد ہے مالک یہان کے زمیندار قوم لبانہ ہین ڈیڑھ سو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ کوئی پنڈی داس نے اسکو آباد کر کے اپنی نام پر کوٹ پنڈی داس نام رکھا عمارت اسکی خام ہے غلہ کا بیوپار ہوتا ہے چانول بہت عمدہ یہان پیدا ہوتے ہین **بٹیاں** دوآبہ رچناب ضلع لاہور مین ہے تیرہ گانو ہے قوم جاٹ ورک ہندو مسلمان یہان رہتے ہین پہلی زمیندار نے پہلی اسکو آباد کیا چار سو پچاس برس تخمیناً ہوئی آبادی عمارت کچی پکی ہوئی ہے تجارت غلہ کی ہوتی ہے دو سو اسی گھر اور آٹھ سو اٹھتر آدمی اسمین آباد ہین —

بھسو یہہ قصبہ بھی نالہ ڈیک کے کنارے کے اوپر آباد ہے اول اسکو بسمی باسو کمبوہ نے بر عرصہ ڈیڑھ سو برس کے آباد کیا اب کمبوہ ہندو جاٹ وغیرہ اسمین بستے ہین عمارت خام ہے بیوپار غلہ کا ہوتا ہی چانول یہان کے نہایت عمدہ مشہور ہین **شرقپور** دوآبہ رچناب ضلع لاہور کے متعلق ہے ایک مشہور قصبہ و آبادی کا مقام ہی ایکسو بیس برس کا عرصہ گذرا ہے کہ آبادی اسکی ہوئی وراثت و ملکیت یہان ارائیون کی ہے خام عمارت بہت اور پختہ کم ہے اکہزار چار سو اکیس گھر اکسو دوکان چار ہزار ایکسو باسٹھ آدمی یہان رہتے ہین مسجدین اسمین پختہ بنی ہوئی ہین تحصیل و تھانہ و مدرسہ بھی سرکار کے حکم سے یہان پختہ بنایا گیا ہے شہر مین تجارت و بیوپار و دوکانداری مسلمان خوجون کی ہے بازار کشادہ دو ہے تجارت یہی غلہ کی تجارت بہت ہوتی ہے علاقہ اسکا چاہی و بارانی ہے مقبرہ خواجہ محمد سعید کا یہان زیارت گاہ خلق ہے ہر سال ہندی مہینہ ماہ اساڑھ کو وہان میلہ ہوتا ہے لاہور وغیرہ دیہات قرب وجوار سے مخلوق وہان جاتی ہے یہہ حضرت اسی قصبہ مین رہتے تھے اور [illegible]ھ مین انہون نے وفات پائی دریتیم کے لفظ سے انکی تاریخ وفات نکلتی ہے **شاہدرہ** دوآبہ رچناب ضلع لاہور کے متعلق ہے ایک قصبہ دریای راوی کے داہنے کنارے کے اوپر لاہور سے بفاصلہ تین میل آباد ہے آبادی ابتدای اسکی بعہد شاہجہان بادشاہ کے ظہور مین آئی اور شاہدرہ نام رکھا گیا باعث آبادی اسکی کا یہہ ہوا کہ جب شہنشاہ جہانگیر غازی کا مقبرہ عالیہ ملکہ معظمہ نورجہان بیگم کے باغیچہ مین بحکم شاہجہانی بعمارت

لاثانی دریاے راوی کے دہنے کنارے پر تعمیر ہوا تو مجاور و حافظ قرآن خوان و خادم و فراش و مشعل سوز و غبار روب
و حفاظ مقبرہ کے بقدر دو ہزار آدمی کے نوکر رکھے گئے اور ایک عام لنگر جاری ہوکر باورچی وغیرہ مہتمم لنگر کے
بقدر پانسو آدمی کے قرار پائے اور حکم ہوا کہ یہہ سب لوگ شب و روز مقبرہ کی خدمت مین مامور رہین کبھی
غیرحاضر ہونا نہ پاوین پس انکی درخواست کی بموجب مقبرہ کے پاس ہی یہہ قصبہ آباد ہوا اور ارشاد ہوا کہ وہ
سب اپنے عیال و اطفال کو یہان لے آوین اور مقبرہ کی خدمت سے غیرحاضر ہونا نہ پاوین پس یہہ قصبہ محمد شاہی
عہد تک بخوبی آباد رہا جب سکھون کی غارتگری شروع ہوئی تو انھون نے کئی مرتبہ اس کو لوٹا اور لاکھون روپیہ
کا اسباب مقبرہ کا از قسم فرش پشمینہ و اطلس و کمخاب و فتیل سوز و شمعدان نقرئی و طلائی و غلاف مزار جو کئی لاکھ روپیہ
کی تیار کی تھی اسکو ہان کفن چور و گرسنہ چشم اوٹھا کر لے گئے بلکہ مقبرہ کے اندر سے بہت سی قیمتی پتھر جواہرات
سمجھ کر نکال لے گئے علاوہ اسکے احمد شاہ ابدالی کے ساتھ جسقدر افغانی فوج بار بار کابل آتی رہی اور مقبرہ کو مقام
چھاؤنی ہوتی رہی اوسنے بھی ایسے ہی اعمال صادر ہوتے رہے اور پتھرون کے اوکھاڑنے مین انھون نے بھی
حتی الامکان دریغ نکیا اور بہت سے نگینہ عقیق و زمرد و فیروزہ و سلیمانی و لاجورد وغیرہ کے پتھرون کو توڑ کر
اوکھاڑ لیے رنجیت سنگہ کی عملداری مین اگرچہ قصبہ کی آبادی مین ترقی ہوئی مگر مقبرہ کی عمارت مین زیادہ تر خلل
آگیا اوسی رنجیت سنگہ نے اکثر سنگ مرمر وغیرہ یہان سے اوتروا کر امرتسر لے گیا عمارت شاہدرہ کی پختہ اور بازار
وکشادہ ہے جسمین بہت سے ساہوکار مالدار دوکانین کرتے ہین دریاے راوی اسکے زیر دیوار بہتا ہے جب طغیانی
ہوتی ہے تو اوسکے غرق کر دینے کا بہت خوف ہوتا ہے **شہر گوجرانوالہ** پہلے آبادی اسکی بہت عرصہ تک
ہوئی صحرائی خان ایک گوت سانسی نے قایم کی اور نام اسکا خان پور سانسی رکھا بعد ایک عرصہ کے قوم جات
ہنگرہ گوت کے جب اس گانو مین قابض و دخیل ہوگئی اور بانی کی اولاد بالکل بیدخل ہوگئی گوجرون نے اسکا نام
بدلکر گوجرانوالہ رکھا جب سلطنت چغتائی کمزور ہوگئی اور پنجاب کا ملک لاوارث متصور ہوکر رہزنی و غارتگری کا
میدان بن گیا اوسوقت زمینداران گوت بازی خان چند بار اس آبادی کے غارت کرنے پر مستعد ہوئی اسواسطے
زمینداران موضع کیالی جو اس قصبہ سے بفاصلہ دو کوس آباد ہے چڑت سنگہ سانسی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دادا
کو جو اوس موقعہ پر راجہ سانسی ضلع امرتسر ایک زبردست قزاق مشہور تھا اپنی حمایت پر لے آئے اوسنے اس قصبہ کو
مقام قیام ٹھہرا کر یہان سکونت اختیار کی اور حویلی پختہ وسیع بنوائی قصبہ کے گرد بھی شہر پناہ بنوایا جسکو اب تک
شہر کہتے ہین جب یہہ مرگیا اور اسکا بیٹا مہان سنگہ جانشین ہوا تو اوسنے اس گانو کو ایسا آباد کیا کہ ایک قصبہ خوشنما بن گیا
اپنی بارہ دری کے پاس اوسنے پختہ پتھر کا مکان بنوایا اور قصبہ سیدنگر کو ویران کرکے وہان کے رہنے والون کو
اجازت دی کہ وہ یہان آکر اس قصبہ مین آباد ہون چنانچہ وہ سب کے سب یہان آکر آباد ہوگئی کہ اب تک ایک حصہ

قصبہ کا انکے نام سے مشہور ہے جسکو باہر کا شہر کہتے ہین بھان سنگہ کے وقت زمینداران قوم گوجر بھی یہان سے
بیدخل ہوکر نکل گئی مگر نام مین کچھہ تغیر و تبدل نہوا پھر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت یہہ قصبہ زیادہ تر آباد
ہوگیا اور بسنہ پوٹہوہاری نے موضع ٹہڈا ضلع سیالکوٹ سے آکر ایک کٹہرہ یہان بسایا پھر سردار دیسا سنگہ
نے ایک کٹہرہ بنایا اور ایک کٹہرہ سردار ہری سنگہ نلوہ نے آباد کیا اور ایک عالیشان حویلی تعمیر کی مہاراجہ رنجیت سنگہ
نے باوجودیکہ اوسکا مسکن و مولد بھی قصبہ تھا اسکی ترقی پر بہت کچھہ توجہ نکی لاہور مین قیام پذیر ہوکر اس شہر کو
بالکل بھول گیا البتہ بجانب مشرق اسکے باغ کے دیوار پختہ ہوائی اور اوسمین بارہ دری عمدہ تعمیر کی سمادہ سردار
مہان سنگہ کی بھی اسی باغ مین ہے اور قصبہ سے بجانب مغرب چڑت سنگہ کی سمادہ ہے غرض سردار چڑت سنگہ کے
عہد سے آجتک اس قصبہ کے آبادی زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے جب پنجاب مین عملداری انگریزی ہوگئی تو یہہ
ڈپٹی کمشنری کرنیل کلارک صاحب بہادر حویلی مہان سنگہ کے ایک بازار مربع تیار ہوکر رنجیت گنج نام رکھا گیا
اور مسٹر ابتھر بندوبست صاحب نے دروازہ کہیالی والہ و لاہوری دروازہ و دروازہ سیالکوٹ والا از سر نو
تعمیر کرائی اور بجانب شمال قصبہ کے بہت سی آبادی بڑہ گئی مگر شہر پناہ آجتک بعض جا اور سوائے دروازون
کے اور راستہ بھی بہت آمد و رفت کی ہین ایک قلعہ خام بھی یہان سردار ہری سنگہ نلوہ کا بنایا ہوا موجود تھا جبکہ اوسکے
مرنے کے بعد بسبب نزاع وجہ اوسکی ارجن سنگہ اپنے بیٹے کو لیکر محصور ہوگیا تھا اور مہاراجہ کہڑک سنگہ نے تہوڑی
سی لڑائی کے بعد اوسکو قلعہ سے بیدخل کرکے قصبہ شترا ضلع سیالکوٹ مین بہیجدیا اور قلعہ ویران کرا دیا برتن
پیتل اور تانبے کے یہان بہت اچھے بنتے ہین اور سوداگری انکی دور دور تک ہوتی ہے اور بھی اچھے اچھے کام ہوتے ہین
مہاجن و مالدار اور ساہوکار بہت ہین پرانی آبادی مین زمینداران قوم سانسی رہتے ہین اور باہر کی آبادی مین
متفرق قوم آباد ہے علم کا چرچا بھی بہت ہے مولوی سراج الدین فاضل مشہور ہے تیس مسجدین مسلمانون کی
اس شہر مین ہین اور ہندوونکے مندر بھی بہت ہین راجہ تیجا سنگہ کا شوالہ سب سے اچھا ہے سوداگری ہر ایک جنس کی
ہوتی ہے عمارت اس قصبہ کی پختہ ہے چار ہزار چار سو گہر اور ایک ہزار سات سو دکان اور ستره ہزار تین سو
اکیاسی مردم شماری ہے یہہ قصبہ سڑک کلان لاہور و پشاور کے سر پر لاہور سے بفاصلہ چالیس کوس جانب شمال
آباد ہے سرائے پختہ مسافرون کے آرام کے لئے بنی ہوئی ہے یہہ قصبہ ضلع کا مقام ہے صاحب ڈپٹی کمشنر
معہ صاحبان اسسٹنٹ کمشنر و اکسٹرا اسسٹنٹان و تحصیلداران یہان قیام پذیر رہتا ہے اور ماتحت صاحب کمشنر بہادر
قسمت لاہور کے کام کرتا ہے سرحد ضلع کے لاہور سے بیس میل کے فاصلہ پر بجانب شمال ہے شروع عملداری انگریزی
مین یہہ ضلع ضلع شیخوپورہ کہلاتا تھا اور تین تحصیلین شیخوپورہ خاص و حافظ آباد و رامنگر اسکے ساتھ متعلق تھین پہر
سنہ ۱۸۵۲ء مین مقام ضلع تبدیل ہوکر گوجرانوالہ ضلع کا مقام بن گیا اور چار تحصیلین قرار پائین خاص گوجرانوالہ

ورام نگر و حافظ آباد و شیخوپورہ ۱۸۵۶ع مین تحصیل شیخوپورہ ٹوٹ کر دیہات متعلقہ اوسکے حافظ آباد وغیرہ تحصیلون کے متعلق ہوگئے اور تحصیل شرقپور متعلق ضلع لاہور مقرر ہوئی اور اس ضلع مین تحصیل وزیرآباد قایم ہوئی حد شرقی اس ضلع کے سیالکوٹ کے ضلع سے و حد غربی جہنگ کے ضلع کے ساتھہ اور شمالی دریای چناب سے ملتی ہے جو اس ضلع و ضلع گجرات و شاہپور مین بہتا ہے اور حد جنوبی لاہور کی ضلع کے ساتھہ ملحق ہی اور گوشہ شرقی و جنوبی کا امرتسر کے ضلع کے ساتھہ ملحق و ملصق ہے طول اس ضلع کا بہ ہئیت شرق و مغرب ستہتر میل اور عرض جنوباً و شمالاً چالیس میل ہے فی زماننا اس ضلع کے متعلق ایکہزار دوسو دیہات اور اکیانوین رکہہ یعنی چراگاہ ہین جنکا محصول علیحدہ مالگذاری سے زمیندار دیتے ہین اسکا نام زر ترنی ہے آب و ہوا اکثر اس ضلع کے قرین اعتدال ہے علی الخصوص حافظ آباد کے پرگنہ کے زمین بار کے نام سے موسوم ہے وہان کی آب و ہوا نہایت عمدہ ہے اور مال مویشی اور آدمی اوس علاقہ کے نہایت زبردست و قوی زور و تندرست ہوتی ہین باقی علاقہ کی آب و ہوا ایسی عمدہ نہین ہے اس ضلع کی زمین کو ایک تو دریای چناب اور سات ندیان اور نالے سیراب کرتے ہین مردم شماری اس ضلع کی مرد و زن پانچ لاکہہ پچاس ہزار پانسو چہتر ہے اور ایک بہاری جنگل متعلقہ سانڈل بار کے اس ضلع کے حدود مین بھی ہے اور باقی متعلق علاقہ ضلع جہنگ کے ہے اوس جنگل کے رہنے والے لوگ اکثر چور رہتے ہین اور مویشی دور دور جاکر چورا لاتے ہین ضلع کے علاقہ مین ہر ایک جات کے لوگ سکونت رکہتے ہین شہر گوجرانوالہ مین اکثر خاندان رئیسون کے ہین جنمین سے خاندان سردار ہری سنگہ نلوہ کا قابل ذکر ہے کہ سردار ہری سنگہ ایک مشہور سردار دربار مہاراجہ رنجیت سنگہ کا تہا اصل حال اوسکا یہہ ہے کہ ایک شخص گوردا اس نام کہتری گوجرانوالہ مین رہتا تہا سردار مہان سنگہ سکرچکیہ کے گہر مین وہ اور اوسکی عورت کام خدمتگاری کا کرتے تہے سردار مہان سنگہ نے گوردا اس کو پاہل دیکر گوردا اس سنگہ بنایا گوردا اس سنگہ کے گہر ایک بیٹا پیدا ہوا اوسکا نام ہری سنگہ رکہا اوسکی پرورش سردار مہان سنگہ کے گہر ہوئی اور لائق کار ہوکر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے ترقیون کے وقت وہ ہمرکاب رہا ۱۸۰۷ع مین جب رنجیت سنگہ نے قصور پر حملہ کیا تو ہری سنگہ خدمات شایستہ بجالایا اور سردار و جاگیردار ہوا پہر ۱۸۱۸ع مین رنجیت سنگہ نے جب ملتان پر یورش کی تو ہری سنگہ ہمراہ تہا وہان ایکدن بارود سے جل گیا اور چند ماہ بیمار رہا ۱۸۱۹ع مین سالار لشکر ہوکر کشمیر پر حملہ آور ہوا بعد فتح کشمیر کے نظامت و صوبہ داری کشمیر کی ہری سنگہ کو ملی اوس جگہہ اپنی با اختیار حکومت کی لوہا اپنے نام کا سکہ جاری کیا چنانچہ ابتک وہ پیسہ ہری سنگہی مشہور و معروف ہے اور آٹھہ آنہ کا ہوتا ہے کشمیر کے رہنے والون پر اسنے بڑے بڑے ظلم کئے اور لوگ سخت تنگ آگئے مہاراجہ نے جب یہہ حال سنا اوسکو کشمیر سے بلایا اور افسری فوج کی اوسکو دی جب پکہلی و دہنتور کے زمینداران نے فساد کیا تو سات ہزار فوج لیکر اودہر کو گیا اور اوس ملک کو لوٹ کر مطیع کیا پہر کنہہ ایک پچہ دہ ہزار کو حاکم ہوا اور صوبہ داری اوس ملک کی اسکو ملی وہان بھی اسنے رعایا کو لوٹ کر برباد کردیا آخر مہاراجہ کو یقین ہوگیا

کہ یہہ شخص ایک جنگ کے کام کا ہے لیاقت کا کام اسسے نہین ہوتا سنہ ۱۸۲۶ء بمقام شہری یہہ مامور ہوا اور
محمد اعظم خان کا مقابلہ اسنے بڑی چستی کے ساتھہ کیا باوجودیکہ سکہون نے اوس پہاڑ سے شکست کہائی مگر اسنے بڑی
ہوا شمردی کے ساتھہ محمد اعظم خان کو پشاور سے آتے ہوئے روکا اور کشتیان دشمنون کے گولی مار کر غرق کرا دین
پھر ہمراہی کنور نونہال سنگھ کے پشاور کے انتظام پر مامور ہوا اور افغانان یوسفزئی و بارکزئی کے ساتھہ
اسنے بڑے بڑے معرکے کئے اور قلعہ جمرود بنوایا جب امیر دوست محمد خان قلعہ جمرود کے ویرانی کے لیے محمد اکبر خان
اپنے فرزند کو معہ سات ہزار سوار و بیس ہزار پیادہ و اٹھارہ توپون کے مامور کیا اور افغانون نے قلعہ کا
محاصرہ کرکے ایک طرف سے آگ لگا دی اور فصیل توڑ دی اور دیوارون کے نیچے نقب لگا دی تو ہری سنگھ
قلعہ والون کے امداد کو پہونچا اور ایک ہولناک لڑائی کرکے تین سو آدمی افغانونکا قتل کر ڈالا اور چہہ توپین
چہین لین جب سکہی فوج بیتکے درہ خیبر کے اندر اونکا تعاقب پر گیا تو سکہی فوج لوٹ پر لگ گئی اور یہہ چند
سوارون کے ساتھہ رہ گیا اوسوقت شمس الدین خان افغان معہ چند پٹہانون کے ہری سنگھ پر حملہ آور ہوا ایک
گولی بندوق کی بمقام سینہ اور دوسری پہلو مین لگی اور گہوڑے سے گرا اور سکہہ اوسکو اوٹھا کر قلعہ مین لے
آئے بعد دو گہڑی کے مرگیا اوسوقت مہان سنگھ میرپوریہ نے اوسکی وفات کو پوشیدہ رکہا جب تک کہ لاہور سے
راجہ دہیان سنگھ شہزادہ کہڑک سنگھ و نونہال سنگھ و جنرل ونتورا صاحب وغیرہ سردار پہونچ گئے سردار ہری سنگھ
نے سکہی کے محاصرہ مین بہی بڑی جانفشانیان کین ہری سنگھ کے مرنے کے بعد ہری سنگھ کے فرزندان مین نزاع
برپا ہوا یعنی مسمات دیسان زوجہ ہری سنگھ کی معہ پنجاب سنگھ و ارجن سنگھ پسران بطنی اپنی کے قلعہ مین محصور
ہوگئی اور جواہر سنگھ و گوردت سنگھ کو جو بطن سے مسمات راج کوران دوسری زوجہ کی تہے کسی قدر بہی دخل نہ پایا
جواہر سنگھ نے اطلاع اسکی مہاراجہ رنجیت سنگھ کو کی مہاراجہ نے کنور کہڑک سنگھ اپنے فرزند کو بغرض تصفیہ کے [illegible]
اور شہزادہ نے ہرچند چاہا کہ وہ حاضر ہوکر فیصلہ کرے مگر اوس نادان عورت نے نہ مانا آخر لڑائی ہوئی اور
قلعہ توپون کے گولون سے گرا دیا محصورہ ناچار حاضر ہوئی شہزادہ نے قصبہ نترا متعلقہ ضلع سیالکوٹ اوسکو گذارہ
کے لیے عنایت کیا اور جواہر سنگھ و گوردت سنگھ کو گوجرانوالہ مین رہنے کی اجازت دی اس فیصلہ پر بہی تصفیہ نہو
اور باہمی نزاع قایم رہی آخر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ہری سنگھ کی کل جاگیر ضبط کرلی لاکہا روپیہ کی جایداد
منقولہ مین سے صرف تین ہزار روپیہ ہر دو وارثون کو دیا اور شہر گوجرانوالہ مصر بیلی رام کو بخش دیا غرض
اوس غارت کی نااتفاقی سے سردار ہری سنگھ کا مال جو تمام عمر مین نامہ کو لوٹ کر جمع کیا تہا برباد ہوگیا
بعد فتح پنجاب جب سکہون نے بسرکردگی چتر سنگھ و شیر سنگھ اٹاری والہ کے فساد برپا کیا تو جواہر سنگھ پسر ہری سنگھ
کا بہی مفسدون کے طرف تہا اس جرم مین سب جایداد اوسکی ضبط ہوگئی اور [illegible]

مین تاجب ۱۸۵۷ء مین مفسدہ فوج انگریزی کا قایم ہوا تو فوج کے ملازم رکھنے مین جواہر سنگہ نے امداد کی تو سرکار
نے اوسکو عہدہ رسالداری کا دیا اور اون خدمات کے عوض مین جو اوسنے مفسدون کے مقابلہ مین کین سرکار
نے جاگیر جمعی ایکہزار تین سو پچانوے روپیہ سالانہ کی اوسکو مرحمت کی۔ آنریری مجسٹریٹ شہر گوجرانوالہ بھی رہا
گوردت سنگہ جواہر سنگہ کے ہمراہی مین تھا پنجابی سکہون کے مفسدہ کے وقت وفادار سرکار رہا اوسکی
جاگیر بھی ضبط ہوئی اور مسمات دیبان کو آٹھسو روپیہ سالانہ اب تک سرکار سے ملتا ہے **قصبہ ایمن آباد**
سرزمین دوآبہ رچنا مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لاہور سے وزیرآباد کو جاتی ہے تین میل شمال کی طرف
لاہور سے آباد ہے اور گوجرانوالہ سے فاصلہ اسکا پانچ کوس شمار مین آتا ہے پرانی تاریخون سے ایسا پایا جاتا ہے
کہ بانیہ اس قصبہ کی مسمات امینہ سلطان فیروز شاہ خلجی کی دایہ تھی اوسنے یہہ قصبہ پختہ بنوایا دیوار فصیل کی بھی
پختہ تعمیر کی اور نام اسکا اپنے نام پر امین آباد رکھا سلطنت اسلامیہ کے وقت تک رونق اس قصبہ کی
بہت اچھی رہی جب سکہون کی نوبت آئی تو کئی مرتبہ غارت ہوا رہنے والے متفرق ہو گئے مسلمانون کے عہد
مین یہہ قصبہ حاکم نشین تھا اور نولاکھہ روپیہ کا محال اسکے متعلق تھا اور ایک پرانی کتاب مین حال اس قصبہ کا اسطرح
لکہا ہوا نظر آیا کہ پہلے یہہ مقام پر جنگل ویرانہ تھا راجہ شالباہن والی سیالکوٹ کے بھائی نکار کا ہتھی بن بعدہ
ایک گاؤن آباد ہو گیا جسکا نام سید پور سلونہ تھا مدت تک وہ پھر آباد رہا جب شیر شاہ سور افغان نے ہمایون بادشاہ
کو شکست دیکر ہند پر قبضہ کیا تو عامل ہمایون کا جو اس علاقہ کا حاکم تھا شیر شاہ سے لڑا شیر شاہ جب اوسپر غالب آیا
تو اوسنے اس قصبہ کو بے چراغ کر دیا اور اوسکے پاس ایک قصبہ اور آباد کر کے اوسکا نام شیرگڈہ رکھا جب سلطنت
افغانی جاتی رہی اور اکبر بادشاہ ہمایون کا بیٹا ہند کا شاہنشاہ ہوا تو اوسنے شیرگڈہ کو اوجاڑ دیا اور محمد امین
کروڑی کو حکم دیا کہ وہ جدید آبادی بمقام پرانا آباد کر کے اپنے نام پر اوسکا نام رکھے چنانچہ اوسنے قصبہ موجودہ
حال آباد کر کے امین آباد کے نام سے اسکو موسوم کیا اور وہ آبادی اب تک آباد چلی آتی ہے اور بسبب
کثرت استعمال ایمن آباد مشہور ہے عہد حکومت شاہان چغتائیہ تک یہہ قصبہ نامی و گرامی پرگنہ تھا متقدمین کاغذات مین
اسکا نام محال امین آباد لکہا ہے بعہد سلطنت احمد شاہ درانی کے جب اوسنے بعد غارت و تاراج شہر دہلی
سہرا کے معاودت کی تو پنجاب کا ملک اوسنے اپنے تحت مین رکہا اور تیمور شاہ اپنے بیٹے کو اوسنے نظامت علاقہ پنجاب
کی دیکر لاہور مین قایم کیا اور سردار جہان خان سپہسالار فوج پنجاب کو اوسکے پاس چھوڑ کر قندہار کو چلا گیا اوسکے
جانے کے بعد آدینہ بیگ خان حاکم سابق دوآبہ بست جالندہر بفراہمی بیشمار فوج سکہہ و ہندوستانی کے پہلے افواج
فوجدار احمد شاہی کو جو اوسکی طرف جالندہر مین حاکم تھا شکست دیکر جالندہر سے نکالا بعدہ سرہند کا بندوبست کیا
پھر لاہور کو رجوع کیا شاہزادہ تیمور کے پاس اوسوقت فوج بہت کم تھی اوسنے اوسکے ساتھ لڑنا مناسب نہ جانا

اور ہمقام پر آکر عریضہ حال خدمت مین احمد شاہ کے لکہا اور بانتظار فوج امدادی کے ایمقام پر ٹھہرا تا آدینہ بیگخان
نے لاہور پر بہی قبضہ کر لیا اور ایک شخص مسمی میرزا جان کو اپنی طرف سے لاہور کا صوبہ دار بنایا اور ایک بھاری
فوج شاہزادہ تیمور کے اخراج کے لئے امین آباد کو روانہ کی سردار جہان خان اگرچہ اسوقت بڑی مضبوطی کے
ساتھہ لڑا مگر آخر کار شکست کہائی اور شاہزادہ کو ہمراہ لیکر ایک طرف بہاگ گیا اور یہہ قصبہ آدینہ بیگ خان کی
فوج کے قبضہ مین آگیا — یہہ قصبہ نہایت دلچسپ اور خوشنما ہے باغات بہی اسکے نواح مین بہت ہین ایک مکان
ہندوؤن کا روڑی صاحب نام معہ تالاب و باغ و باولی یہان موجود ہے جہان ہنود دیہ و زیبا کہی نہاتے ہین اور
ہر سال وہان میلہ ہوتا ہے مسجدین بہی اس شہر مین بہت ہین ایک جامع مسجد پرانی عمارت کی بہت اچہی بنی
ہوئی ہے مگر مرمت طلب ہے اور ایک مقبرہ بیگم کا یہان مشہور ہے اسکا حال اسطرح پر تحریر ہے کہ بعہد فرخ سیر
بادشاہ میر احمد خان امیر صوبہ کشمیر بیگم دہلی سے اس راستہ سے کشمیر کو جاتا تہا جب اس قصبہ کے پاس پہونچا تو زوجہ
اوسکی مر گئی اور یہان مدفون ہوئی اور مقبرہ عمدہ بنا کر ایک آبادی کی تجویز بہی ایمقام پر کی اور اسکا نام
بیگم پورہ رکہا وہ آبادی اب ویران ہو چکی ہے مگر نشان اوسکی نمایان ہین بیگم کے مقبرہ کے سر کی طرف درخت
مولسری کا نہایت خوشنما ہے — اس قصبہ مین اچہے اچہے شریف لوگ قیام پذیر ہین اور دیوان جوالا سہاے
مدار المہام ریاست جمون و کشمیر بہی اسی قصبہ کے رہنے والے ہے اور اوسکے حویلیان عالیشان بنی ہوئی ہین
تمام قصبہ کی عمارت پختہ ہے کل مردم شماری اس قصبہ کی چہہ ہزار سات سو گیارہ نو سو چار گہر اور سات سو
ستہتر دوکانین ہین ہر ایک مذہب کے لوگ ہندو مسلمان یہان قیام پذیر ہین مگر ہنود بسبب حمایت دیوان جوالا
سہاے کے یہان اپنے آپ کو صاحب اقتدار سمجہتے ہین اور مسلمان مغلوب و محکوم ہین پہلے یہہ قصبہ ضلع سیالکوٹ
کے متعلق و مقام تحصیل تہا ۱۸۶۵ء مین شامل ضلع گوجرانوالہ کے ہوگیا اور تحصیل یہان سے اوٹھہ گئی اوسروز
سے رونق کم ہے اور خرید و فروخت ہر ایک طرح کے جنس کی ہوتی ہے **قلعہ دیدار سنگہ**
تخمیناً اسی برس کا گذرتا ہے کہ بعہد حکومت سردار مہان سنگہ مسمی دیدار سنگہ جاٹ گوت سندہو نے پہلے ایمقام پر
ایک کچا قلعہ بنایا پہر گانو کے آبادی کی بنیاد رکہی اور اپنے نام پر اسکا نام قلعہ دیدار سنگہ رکہا جاٹ سندہو
اوسوقت ابتک یہان کے زمیندار و مالک ہین کپاس اون کا یہان اچہا بنا جاتا ہے اور بیوپاری لوگ اونکو خرید کر
دور دور لیجاتے ہین اور ایک چہوٹی سی منڈی تجارت کی یہان موجود ہی عمارت اس آبادی کی اکثر خام ہے
مگر اب جوالا سنگہ کہتری نے سرای پختہ بنوائی ہے اور مسافرون پر وقف کر دی ہے چار سو اس قصبہ کی خانہ
شماری اور دو ہزار چار سو آدمی رہتے ہین اور قصبہ کے لوگ آسودہ حال ہین اور تحصیل گوجرانوالہ کے متعلق
یہہ گانو ہے **موضع ننگل دوناسنگہ** یہہ آبادی بعہد حکومت سردار مہان سنگہ کے ایک شخص مسمی دوناسنگہ

قوم لبانہ نے موضع کہوڑی ضلع گجرات سے آکر آباد کیا اور کسیقدر مدت موضع ڈہولن متصل اس گانوں کے رہکر خرید و فروخت نمک مین مشغول رہا چونکہ آدمی لایق و خدمتگذار تھا سردار مہان سنگھ نے یہہ علاقہ معہ اور سات دیہات کے اوسکے جاگیر مین دیدیا اور اوسنے امارت کے درجہ تک پہنچکر اس آبادی کی ترقی مین کوشش کی اور کنارہ نالہ ڈیک اس بستی کو بسایا — اس سرزمین مین چانول یعنی شالی قسم اول پیدا ہوتی ہے جسکو سوین پت کہتی ہین پہلے یہانکے رہنیوالے نمک کا بیوپار کرتے تھے اب بیوپاری کرتے ہین عمارت گانوں کی سب خام ہے صرف ایک سرا اور دو کی پولیس و دوکان پختہ ہے اور ایک شوالہ بالک رام سادہ او داسی کی یہان موجود ہے اقوام جاٹ برہمن و سادہ لبانہ لوگ یہان رہتے ہین اور دو سو پچاس گھر اور تین سو دکانین اور ایکہزار تین سو چھیاسی مردم شماری ہے اور بسبب قرب نالہ ڈیک کے شکار مچھلی کا یہان بکثرت ہی اور گانوں کے لوگ اکثر مچھلی پکڑکر گوجرانوالہ وغیرہ قصبوں مین فروخت کرتے ہین **موضع گوناتھور** یہہ گانوں ضلع گوجرانوالہ کے متعلق ہے وجہ تسمیہ اسکا معلوم نہین ہوتا مشہور یہہ ہے کہ ایک شخص گونا نام تھور لقب نے امیر تیمور کے حملہ کے وقت اسکو آباد کیا اب اسکے مالک قوم لبانہ اور جاٹ گوت کہوکہر ہین شالی قسم عمدہ یہان پیدا ہوتی ہے دو خانقاہین قدیم زمانے کے یہان بنی ہوئی ہین ایک بزرگ کا نام پیر گیلان اور دوسری کا نام پیر گیلان ہے اور برہا اسوجہ میلا ہوتا ہی کہتے ہین کہ جب امیر تیمور یہان تک پہنچا تو ہندو دہقان اوسکے مقابل ہوئی اور لڑائی ہوئی تھی وہ دو بزرگ یہان شہید ہوئی تین سو اٹھتر گھر اور ستر ہ دوکانین اور ایکہزار دو سو بانوین زن و مرد باشندہ ہین اور دلیدار کھوکھر اس گانوں کے رہنیوالے کو سرکار سے عہدہ ذیلداری ملا ہوا ہے **موضع پل شاہ دولہ** یہہ گانوں کنارہ نالہ ڈیک متعلق ضلع گوجرانوالہ کے آباد ہے چونکہ اسمقام پر ایک پختہ پل جو حضرت شاہ دولہ صاحب ولی گجراتی کا بنایا ہوا موجود ہے اس سبب سے اس گانوں کا نام بھی پل شاہ دولہ مشہور ہوگیا شاہ دولا ایک کامل ولی گجرات کی رہنیوالے تھے جنکا ذکر خیر اس کتاب مین اولیا کے تذکرہ مین تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالی انہون نے اس علاقہ مین بڑی بڑی عمارتین رفاہ عام بنوائین اور یہہ پل بھی نالہ ڈیک پر اونہین کا تعمیر کیا ہوا ہے پہلے اس گانوں مین چند گھر قوم افغان سکھ آباد ہوئی تھی رفتہ رفتہ صورت گانوں کی بن گئی شالی قسم اعلی سوین پت و باسمتی یہان پیدا ہوتی ہے عمارت اسکی خام ہے گرد و طرف یہان نالہ ڈیک جاری ہے پختہ دیوار گانوں کی بطور فصیل بنی ہوئی ہے اکسو چھتر گھر اور پانچ دوکانین اسمین ہین اور آٹھ سو ستر آدمی کی آبادی ہے خرید و فروخت شالی کی کثرت ہوتی ہے زمیندار ان قوم چٹھہ اور ڈوگرن اسکی مالک ہین **موضع کاموکی** اکبر بادشاہ کے عہد مین کامون جاٹ قوم ورک نے موضع کہوکہلی متعلقہ ضلع امرتسر سے آکر جو یہان ایک جنگل مین تھا گانوں آباد کیا اور نام اسکا کاموکے اپنی نام پر رکھا رفتہ رفتہ آبادی اسکی ترقی پکڑ گئی اور [illegible]

زور آبادی سے کبھی بعد ویران نہین ہوا اب بھی مالکان اسکے زمینداران قوم ورک ہین اور پختہ سمادہ کانونان
بانی قصبہ کی گانوکے پاس موجود ہے بعد آبادی لب سڑک جو لاہور سے پشاور کو جاتی ہے آباد ہے سرکاری
سرای اور ڈیرا اور بہروشت خانہ اور تہانہ یہان موجود ہے عمارت اسکی عموماً خام ہے چارسو چونتیس گھر
اور پچاون دوکانین ہین اور دوہزار چارسو تینتیس مردم شماری ہی اور اسکے خرید و فروخت یہان بکثرت ہوتی ہے
اور قصبہ کے لوگ آسودہ حال ہین **موضع نوشہرہ** پہلے پہل اس گانوکو زمینداران جاٹ قوم
خنڈہیر نے آباد کیا تھا پھر وہ کسی سبب سے ویران ہوگیا پھر عہد شاہجہان بادشاہ مین سمی گگہر جاٹ قوم
ورک نے موضع کرٹیال متعلقہ ضلع گوجرانوالہ سے آکر اسکو آباد کیا نوشہرہ اسکا نام اسوقت مقرر ہوگیا کہ پرانی
آبادی کا مقام جسکو پنجابی زبان مین تھہ کہتے ہین اس آبادی کے قریب موجود تھا وہ پرانی آبادی
بھی اسکی آبادی کے وقت آباد ہوگئی اوسکا نام تو تھہ خنڈہیران والا قرار پایا اور اسکا نام نوشہرہ
یعنی شہر جدید مقرر ہوا مالک اس بستی کے زمینداران قوم ورک ہین عمارت اسکی خام ہے مگر ایک تالاب
باہر قصبہ کے موجود ہے جو دو طرف سے پختہ اور دو طرف خام ہے اسکے کنارہ پر ایک ٹھاکر دوارہ اور
اندر قصبہ کے ایک دیوی دوارہ بنا ہوا ہے دوسو گھر اور بیس دوکانین اسمین موجود ہین اور
مردم شماری ایکہزار ایکسو چھپن ہے **موضع کوٹ بھوانیداس** بعہد سلطنت شاہ
بادشاہ دہلی کے بھوانیداس کہتری گوت تلی نے یہ گانو آباد کیا اور اپنے نائب سمی دوملی قوم میر کو
اسجگہہ چھوڑ کر خود دہلی کو جہان وہ نوکر تھا چلا گیا اور اوسی طرف رہا پھر نہ آیا اسی سبب سے مالک اس گانو
کے قوم میر ہوگئی اور کچھ ملکیت بقبضہ کہتریان قوم سہگل کے ہی اور خرید سے ملکیت پر کہتریان گوت تلی
بھی قابض ہین تین سو پچیس گھر اور اکتیس دوکانین موجود ہین اونمین سے پانچ گھر اور پانچ دوکانین
پختہ بنی ہوئی ہین باقی خام ہین اور ایک تالاب پختہ تعمیر کیا ہوا دیبہ مہر سہای کا اور ایک باولی پختہ بنی
ہوئی لچھمی سہای کہتری کی ہے اور ایک سمادہ باوا اکانشی گر کے بر لب تالاب ہی میلا کہی کے روز دران
میلہ ہوتا ہے اور ایکہزار چار سو تیس آدمی زن و مرد اسمین سکونت رکھتے ہین **موضع جھلن**
پہلے پہل بعد قصبہ سمی جھلن قوم دھوتڑ نے موضع دہونی متعلقہ تحصیل حافظ آباد سے آکر آباد کیا اور
اوسکا اپنے نام پر جھلن رکھا سو برس تک آباد رہا پھر بسبب خسارہ و نقصان کے ویران ہوگیا اور پچاس
سال تک ویران پڑا رہا پھر ایک شخص جو میان نام جھلن کے پوتے نے ضلع سیالکوٹ سے آکر اپنی مورثی
ملک کو آباد کیا اور بعد ازان سے پھر ویران نہین ہوا بلکہ آبادی اسکی روز افزون ہے مالکان قصبہ
کے بانی قصبہ تک تیرہ پشت گذر چکے ہین دوسو چھیانوین گھر اور پندرہ دوکانین قصبہ کے

پانسو اونتالیس ن و مرد مردم شماری ہے گانون کے زمیندار آسودہ حال ہین **موضع چھینہ سندھوان** یعنی آبادی موجودہ حال سے یہان ایک گانو افغانون کا آباد تھا وہ کسی سبب سے اجڑ گیا اوس ٹیلہ غیر آباد کا نام چھینہ مشہور تھا پھر عرصہ اٹھاہی سو برس کے اوس تھہ کو سمی اجی جند جاٹ گوت سندہو نے آباد کیا پہلے وہ موضع ہرنا متعلقہ تحصیل چونیان ضلع لاہور مین رہتا تھا بسبب نا اتفاقی شرکا کے نکل آیا اور یہان آکر زمینداری حاصل کی چونکہ وہ قوم کا سندہو تھا اسلیئے گانو بھی چھینہ سندہوان مشہور ہوا مالک اسکے اقوام متفرق قوم قریشی و ارائین و سندہو و گلمن و کہتری ہین عمارت اسکی خام دو سو پچاس گھر اور دو مسجد و کانین ہکھرا ریتیلا سو اڑتیس مردم شماری ہے زمیندار دولتمندی مین اوسط درجہ کے ہین

قصبہ قلعہ مہیان سنگہ پہلے اس قطعہ زمین مین جو متعلق اس قصبہ کے ہے دو گانو جنکا نام کوٹلی اور شاہ پور تھا آباد تھے عرصہ سو برس کا ہوا کہ بسبب غارتگری سکہان غارتگر اجڑ گئی جب زمانہ سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگہ کا آیا تو مہیان سنگہ کہتری سوتی ساکن مغل چاک نے مہاراجہ کے دربار مین اقتدار پایا اور مہاراجہ نے اوسکو فوج کا افسر بنا کر جرنیلی کا خطاب دیا اور سرداری کے مراتب پر پہنچا کر نظامت کشمیر کی اوسکو بخشی اور وہ مدت مدید تک صوبہ کشمیر کا رہا آخر کار جب مہاراجہ شیر سنگہ نے رانی چند کنور پر غالب آکر لاہور لیا اور بسبب بد انتظامی چند روز کے فوج خود سر ہوئی تو کشمیر کی باسورہ فوج نے جو اوسکی دشمن تھی موقع وقت دیکھکر اوسکو قتل کر ڈالا اوسنے یہہ قصبہ اپنے نام پر آباد کرکے قلعہ مہیان سنگہ نام رکھا اور اپنی رہنے کے مکانات پختہ تعمیر کرائے مہیان سنگہ کے مرنے کے بعد بسنت سنگہ بیٹا اوسکا بھی مہاراجہ کی حکم سے فوج کا افسر میدان ہا آخرہ وہ بھی مر گیا اور اسکی بیوہ دیوی بسنت سنگہ کی زوجہ معہ ایک دختر کے باقی رہی جو ابتک حیات ہے اس گانو مین مالک اقوام متفرق سید و کہتری وغیرہ ہین اور ایک باغ جرنیل مہیان سنگہ کا تیار کرایا ہوا موجود ہے اور ایک بارہ دری شہر کے اندر ہے اس قصبہ مین چرچا علم کا بہت تھا اور مولوی غلام رسول جو ایک عالم متبحر و فاضل اجل فقیر صورت درویش سیرت خاندان نقشبندیہ کے مرید تھے اس قصبہ کی زیب و زینت بلکہ تمام پنجاب کے اوستاد تھے لاہور کے لوگ جب تمام اونکے معتقد ہو گئے اور عزت اونکی بڑہ گئی تو ایک حاسد تیرہ دل سیاہ باطن نور احمد نام نے ایسے موقع پر کہ سرکار انگریزی دہلی کے مفسدہ کے جھگڑے مین پھنسے ہوئے تھے اونکی نسبت معرفت پادری فورمن صاحب کے یہہ ظاہر کرا دیا کہ یہہ مولوی لوگون کو جہاد کی ترغیب دیتا ہے یہہ بات حاسد کی اوسوقت اثر کر گئی اور مولوی صاحب نگرانی سرکار مین آ گئے اور حکم ہو گیا کہ مولوی اپنے گانو سے کہین جانے نہ پاوے غرض کئی سال تک اونکی آمد و رفت بند ہو گئی اور نظر بندی کی طور پر اپنے ہی گانو مین بسر کرتے رہے اوس نور احمد تیرہ باطن نے ایک زمانہ کو اونکی فیض عام سے محروم کر دیا اور وعظ اونکا بالکل بند رہا اگرچہ نور احمد کو اس باب مین سخت بدنامی ہوئی اور لوگ اوسکو دشمن دین سمجھتے مگر تیر چل چکا تھا چند سال کے بعد بہت سی کوشش کی بعد اونکی آمد و رفت جاری ہوئی اور وعظ بھی ہونے لگا

حضرت فوت ہو گئے ہیں خدا رحمت کرے بسبب عدم مزاجی حضرت کے آخر دو چار سال سے لوگ از مذہب وہابیکا
ظن کرنے لگے تھے اسواسطے کہ وعظ کے وقت کبھی کبھی کوئی مسئلہ تبدیل ہو جاوے اوس فرقہ کے بیان تحقیق کرتے تھے
کہ اوسمیں اونکو خوف ظاہر ہوتی عداوت اور برپا ہونے فساد کا تھا اسواسطے اونکا وعظ صرف خدا و رسول کے
احکام اور حدیث کے مضامین کے بیان سے معلوم ہوتا تھا جھگڑے اور فساد کے تقریر وہ کبھی نہیں کرتے تھے اور
کبھی لڑنا نہیں چاہتے تھے اس بزرگ کی زیارت چند بار غلام بھی بموافق کتاب کے بھی کی اور فیض وقت سے
بہرہ یاب ہوا سبحان اللہ شعر اگر مرد خدا اندر جہان بود دو جہان بود دو جہان بود دو جہات بود و بہمارش
اس قصبہ کی پختہ و خام ملی ہوئی ہے تین سو چودہ گھر اور ایکسو سولہ دوکانیں ہیں اونمیں آٹھ گھر اور پانچ
دوکانیں پختہ ہیں اور ایکہزار چارسو پچیس مردم شماری ہے **موضع مرالی والہ** [illegible]
کی آبادی سے ایک شکارگاہ حاکم پنجاب نے یہاں بنایا ہوا تھا پھر بعرصہ تین سو برس کے میرزا محمد شفیع
قوم مغل نے اسجگہ گانو آباد کرکے شفیع آباد نام رکھا وہ گانو ایکسو برس تک آباد رہا پھر بسبب بادی نزاعات کے
بے چراغ ہو گیا پھر سنہ ۹۶۵ ہجری میں مسمی مرالی قوم راجپوت گوت کلیتی نے اوسی جگہ گانو آباد کرکے اوسکا
نام مرالی والہ رکھا تب سے برابر آباد ہے کبھی ویران نہیں ہوا مالکیت اسکی بقبضہ اقوام مختلف مثل مغل و
کھتری بھابل وغیرہ کے ہے عمارت اسکی خام ہے صرف سادہ بانی دیہہ کی پختہ بنی ہوئی ہے اور ایک ہر سال
آبادی کے اندر جھنڈا سادہ مسمی تارا رام سادہ کے بنی ہوئی ہے ہر سال ماہ جیٹھ وہاں میلہ ہوتا ہے اور
دو روز تک میلہ رہتا ہے اور باہر گانو کے ایک تالاب ہے جسکی ایک دیوار پختہ اور تین طرف خام ہیں اور نیز
ایک ٹھاکردوارہ بنا ہوا ہے وہاں لوگ بروز بیساکھی جمع ہوتے اور غسل کرتے ہیں اس گانو کے پانسو بانسٹھ گھر
اور بتیس دوکانیں اور دو ہزار ایکسو اٹھتر مردم شماری ہے **موضع گوندلانوالہ** متصل اس
گانو کو زمینداران قوم گوندل نے آباد کیا اور گوندلانوالہ نام رکھا عہد آبادی انہی سے یہہ کبھی ویران نہیں ہوا
زمانہ غارتگری سکھان میں مسمات راجکوران زوجہ گوجر سنگہ بھنگی کسقدر فوج لیکر اس قصبہ پر حملہ آور ہوئی مگر
زمینداران قوم وڑائچ نے مقابلہ پر کمر باندھی اور اوسکو قصبہ میں دخل نہ دیا اور وہ تاکہ اسمیں شکست کھائی آخر
وہ بے حصول مرام واپس چلی گئی اب ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران قوم وڑائچ ہے فرو منشا کا تنی ور نکا ایک
قصبہ میں لگے بنے ہیں اور چند دوکان طرز دہانہ اون کے جاری ہیں عمارت قصبہ کی خام ہے پانسو پچاس گھر
اور پچاس دوکانیں موجود ہیں اور تین سے دس گھر پختہ باقی سب کچی ہیں اور ایک تالاب اور ایک شوالہ پختہ
تعمیر کرایا ہوا بصر دیوان چند کا یہاں ہے اور بصر دیوانچند مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت امیر کبیر وافسر فوج تھا
وہ اس قصبہ کا رہنے والا تھا اوس کے وقت میں قصبہ ترقی پذیر ہو گیا تھا آخرہ والد مرگیا اور خاندان اوسکا

اجاتا ہے دو ہزار دو سو چھبیس آدمی مرد و زن یہان رہتے ہین اور پانسو پچاس گھر اور پچاس دوکانین اور ایک سماع خانہ
قصبہ متعلق ضلع گوجرانوالہ کے ہے زمینداران بدرجہ اوسط آسودہ حال ہین **موضع کڑیال** عہد ہمایون
بادشاہ مین سمی کرن جاٹ قوم ورک نے اسکو آباد کرکے کڑیال نام رکھا وہ آبادی سے سمت ۱۹ انگریزی تک برابر
بسبب آباد رہا بعد ازان پہلوارہ انگریزی مہاراجہ رنجیت سنگھ مفرور رحیلہ بھائی بیر سنگھ کا سرکار کے خوف سے بھاگ کر
اس قصبہ مین پناہ لایا گانو والون نے اوسکی خاطر کی جب فوج سرکاری اوسکی گرفتاری کے لیے آئی تو گانو والون
نے اوسکو بھگا دیا گرفتار ہونے نہ دیا اس جرم پر سرکار نے اس گانو کو ویران کرا دیا اور زمیندار اپنی ملکیت سے بالکل
بیدخل کئے گئے بعد مدت کے اونکا قصور سرکار کے رو برو ثابت ہوئی اور دوبارہ زمیندارون کو اسمین بسنے کی اجازت دی گئی
تب سے پھر آباد ہوگیا پانسو اکتیس گھر اور چوبیس دوکانین اسمین ہین جنمین سے سولہ گھر اور دو دوکانین پختہ
باقی سب خام ہین دو ہزار ایکسو اٹھتر آدمی مرد و زن کی آبادی ہے صاحب سنگھ ورک نمبردار اس گانو کا بعہدہ
ذیلداری ممتاز ہے **موضع فیروزوالہ** تحصیل پہلے اس گانو کو سمی فیروزدین نام زمیندار قوم بھٹی
نے آباد کیا اور اپنے نام پر فیروزوالہ نام رکھا چونکہ اوسکے یہان نرینہ اولاد نہ تھی دو بیٹیان اوسکی ایک
خاندان قوم بوٹرا اور دوسری خاندان قوم ہراں مین بیاہی گئین اور بانی نے دونو بیٹیون کے خاوندون کو
ہبہ کرکے ملکیت اس گانو کی دیدی زمانہ سلطنت مغلیہ مین سمی رحامت خان زمیندار اس قصبہ کا خودسر ہوگیا
مہان سنگھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے باپ نے یورش کی اور فریقین مین چند بار مقابلہ ہوا بہت سے آدمی قتل ہوئے
اوسوقت کرم سنگھ بھنگی دونو کے درمیان آگیا اوسنے براہ فریب رحامت خان کو اپنے پاس بلا کر قید کر لیا اور
قبضہ قصبہ مہان سنگھ کا ہوگیا اور رحامت خان کے خاندان سے سرداری جاتی رہی مگر ملکیت اسوقت تک
اونہین دو قومون بوٹرا اور ہراں کی ہے غلہ گندم اس قصبہ کی زمین مین قسم اول پیدا ہوتا ہے جسکو داؤدخانی
اور وڈانک کنک کہتے ہین اوسکی تجارت دور دور تک ہوتی ہے ایک خانقاہ پختہ رضا علیشاہ فقیر کی اس جگہ
سے ہے وہان ہر سال بماہ بھادون میلہ ہوتا ہے اور رحمان خان زمیندار بوٹرا اس قصبہ کا نمبردار سرکار کی حکم سے
ذیلدار ہے عمارت قصبہ کی خام ہے پانسو دو گھر اور بیالیس دوکانین ہین اونمین سے ایک گھر اور
ایک دوکان پختہ ہے دو ہزار آٹھسو اٹھائیس مرد و زن مردم شماری ہے **موضع ابدال**
کو سمی ابدال قوم چٹھہ نے آباد کرکے اپنے نام پر اسکا نام بھی ابدال رکھا اوسکی اولاد اب تک قابض ہے
اور وہ اپنا شجرہ گیارہ پشت کے ذریعہ سے ابدال تک پہونچاتے ہین روز آبادی سے کبھی ویران نہین ہوا
دو سو پچیس گھر اور پندرہ دوکان اور ایکہزار ایکسو اٹھاون مردم شماری ہے **موضع سنت پورہ**
زمانہ سلطنت مغلیہ مین سمی ... نانک پوترا نے یہ گانو آباد کرکے اپنے بیٹے سنت سنگھ کے نام

پر اسکا نام ست پور رکھا رفتہ رفتہ آبادی بڑہ گئی اور آبادی ہے اب تک رونق پر ہے کبھی ویران نہیں ہوا
ملکیت اس قصبہ کی سیدوں کے قبضہ میں ہے نہر ریب بانی دیہہ کی سمادہ گانو میں بنی ہوئی ہے ایکسو چھیاسی
گھر اور تینتیس دکانیں اینٹوں سے اور بیس گھر پختہ ایکہزار دوسو تینتالیس مردم شماری ہے **موضع ازوٹا**
قدیم زمانہ میں اس مقام پر ایک پختہ آبادی راجہ زوٹر چند کی آباد کی ہوئی موجود تھی وہ کسی سبب سے ویران
ہوگئی اور مدت بعد تک وہ ٹیلہ غیر آباد رہا پھر بعہد تین سو برس کے مسمی اوڈ جاٹ قوم سندہو
نے دکن کے ملک سے آکر اس دیہہ کو آباد کیا مگر نام وہی قدیم بانی کے نام سے اروٹ قائم رکھا زمینداران
قوم جاٹ سندہو وغیرہ در زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ میں بسبب شدت قحط کے بہت سے گھر اس قصبہ
کے اجڑ کر چلے گئے تھے غرب کی طرف باہر قصبہ کے مزار شاہ بہمن ولی کی مع ایک مسجد کے بنی ہوئی ہے
اور دوسری خانقاہ شاہ گودڑ ولی کے مشہور ہے اور ایک سمادہ اوڈ بانی دیہہ کی موجود ہے عمارت اسکی
پختہ ونا مکمل ہوئی ہیں سو باون گھر اور آٹھ دوکانیں اینٹوں سے ایکسو چھپن گھر اور چار دوکانیں پختہ ہیں دو ہزار ایکسو اکسٹھ مردم شماری
ہے اور دولو جاٹ سندہو یہاں کا نمبردار و ذیلداری عہدہ پر ممتاز ہے زمیندار قصبہ کے آسودہ حال ہیں
موضع ٹبالہ پہلے اس مقام پر مسمی اروڑا جاٹ قوم وڑائچ نے موضع ترکہہ متعلقہ گوجرانوالہ سے
اوٹھکر اس مقام پر ایک گانو آباد کیا اور ایک ٹھاکردوارہ بناکر مورت ٹھاکر کی رکھی اوس سبب کے
سب سے مسلمان اس گانو کو بت والا کہنے لگے یہانتک کہ وہی نام مقرر ہوگیا رفتہ رفتہ بت والہ سے ٹبالہ نام
ٹھہر گیا چند پشت تک اوسکی اولاد یہاں قابض رہی پھر بوقت ضعف سلطنت مغلیہ کے جب پنجاب کے ملک میں
سکھوں کا راج ہوگیا تو زمینداران قوم چٹھہ نے اس گانو کو لوٹ کر برباد کر دیا اور مالک اسکے یہاں سے اوٹھکر
موضع اوگون میں جا رہے اور بیس برس تک اجڑا رہا بعد ازاں بعہد سکھان اوسی اروڑ وڑائچ بانی دیہہ کے
اولاد میں مسمی شاہ محمد جو پانچویں پشت سے اوسکا پوتا تھا اور مسلمان ہوچکا تھا موضع اوگون سے آکر
دوبارہ اسکو آباد کیا مگر پہلے آبادی پرانی آبادی سے بجانب جنوب کسیقدر فاصلہ پر آباد ہوئی پھر جہان سنگھ
پدر رنجیت سنگھ کے باپ کے اشارے سے قوم چٹھہ اسپر حملہ آور ہوئی تمام وڑائچ قوم نے شاہ محمد کی حمایت کی
اور قوم چٹھہ کو اپنے مقابلہ میں غلبہ نہ پانے دیا اب ملکیت اس گانو کی زمینداران قوم وڑائچ و قوم کھتری بہنڈاری کی ہے
سردار جھنڈا سنگھ اس قصبہ کا رہنے والا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار کا سردار صاحب توقیر تھا اب بھی وہ
جاگیردار ہے اور اختیارات آنریری مجسٹریٹی کے اوسکو حاصل ہیں ذیلداری عہدہ بھی اوسکو ملا ہوا ہے
اوسکی حویلیاں و مدرسہ اور سرای و باغ مع بارہ دری وشوالہ باعث زیب و زینت اس قصبہ کے ہیں سردار
جھنڈا سنگھ کی حویلی بھی نہایت عمدہ و مستحکم بنی ہوئی ہے عمارت اسکی خام بھی اور خانہ شماری ...

چہاؤنی میں سے گیارہ مکان اور آٹھ دوکانیں پختہ ہیں اور ایکہزار نوسو چالیس آدمی ہے اور زمیندار آسودہ حال
ہیں قصبہ متعلق ضلع گوجرانوالہ کے ہے **موضع منڈیالہ** پہلے یہہ آبادی مسمی مال جٹ قوم وڑایچ
نے خطہ غزنی سے آکر آباد کیا اور اپنے نام پر نام اسکا ملیالہ رکہا تہا ازان بکثرت استعمال منڈیالہ مشہور ہوگیا
روز آبادی سے آجتک کبہی ویران نہین ہوا اولاد اوسکے اُنتک کہ چودہ پشت گذری ہین برابر مالک ہین
مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اس قصبہ پر یورش کی اور سردار رام سنگہ جاٹ جو اوس زمانہ مین قابض و متصرف تہا
مطیع ہوگیا اب بہی زمینداری اس قصبہ کی بقبضہ زمینداران وڑایچ ہے دوسو چالیس گہر اور پچاس دکانیں
ایکہزار آٹھ سو مردم شماری ہے **موضع پٹ لکہہ** زمانہ قدیم مین اس سرزمین مین مسمی بلیا
چہیال ایک راجہ تہا جسکی بیٹی مسمات لونا راجہ سالباہن والی سیالکوٹ کی رانی تہی اوسنے اس جگہہ ایک شہر
آباد کیا ہوا تہا جب مسمات لونا جوان ہوئی اور شہرہ حسن و جمال اوسکا عالمگیر ہوا تو راجہ سالباہن نے درخواست
کی کہ ناطہ لونا کا اوسکے ساتہہ ہو جاوے مگر بلیا نے منظور نکیا اسبات سے راجہ سالباہن کمال غضبناک ہوا اور فوج
لیکر اوسپر یورش کی اور بہت سی لڑائیاں آپسمین ہوکر راجہ بلیا مارا گیا اور لونا کو راجہ سالباہن بزبردستی لے گیا
اور اپنی رانی بنایا اوس جنگ مین یہہ شہر بہی ویران ہوگیا مدت مدید تک ویرانہ رہا اوس ٹیلہ کو لوگ
پنا کہہ کہتے تہے اوسی مقام پر مسمی بہر جاٹ وڑایچ نے جدید آبادی کی اور نام گانوکا اوہی قدیمی نام مشہور
رہا اوس دن سے برابر اب تک آبادی ہے اور اسی بانی کی اولاد قابض ہے جنکی پشت پندرہ پشت کے بعد بانی
کے ساتہہ ملتی ہے سکہون کے وقت جب اس قصبہ پر سردار مہان سنگہ قابض ہوا تو بازی خان زمیندار گوت
بازی خان کا اسپر حملہ آور ہوا اور ایک لڑائی کے بعد مغلوب ہوکر واپس چلا گیا زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ میں بوجہ
تاخت و تاراج اکثر رہنے والے اس گانو کے اپنا اپنا گہر چہوڑکر دہلی و لاہور و کلانور و بٹالہ و سیالکوٹ و جموں و
رہتاس و امرتسر و راولپنڈی مین جاکر آباد ہوگئی بلکہ یہان تک مشہور ہے کہ خاندان بہاٹیہ گوت بڑیرے جہاں
کوئی شخص ہے اوسکے بزرگ اسی قصبہ سے اوٹھکر گئے ہونگے اور اوس قوم کا بزرگ مسمی بابا گہیا تہا جسکی سمادہ
یہان موجود ہے اور اب یہہ قوم جب اپنی اولاد کا بیاہ کرتے ہین دولہ کو یہان لاکر طواف سمادہ کا کراتے ہین
چنانچہ بہری دور دور سے کہاٹریے یہان آکر رسم اپنے بزرگون کی ادا کرتے ہین اس قصبہ کے چار سو سات گہر
اور بیس دکانین اور ایکہزار آٹہہ سو بیس مردم شماری ہے **موضع ڈوگرانوالہ** پہلے یہہ گانو آباد
کیا ہوا قوم ڈوگر کا تہا چند مدت تک آباد رہا پہر ویران ہوگیا پہر قریب تین سو سال کے مسمی تختو جاٹ وڑایچ
نے موضع کلاچور ضلع گجرات سے آکر یہہ گانو از سر نو آباد کیا مگر نام وہی قدیمی قائم رہا اوس روز سے کبہی ویران
نہین ہوا اب بہی مالک اوسکے زمینداران قوم وڑایچ ہین عمارت اسکی خام ہے ایکسو گہر اور سات دوکانین

اور ایکہزار تین سو مردم شماری ہے اور ایک خانقاہ پختہ شاہ جلال فقیر کی بنی ہوئی ہے **موضع لدہیوالہ**
زمانہ قدیم مین بھی یہان آبادی تھی جسکا نام لدہیوالہ تھا بعد مسمی امرو جاٹ گوت وڑائچ نے دوبارہ اسکو آباد
کیا اور نام وہی قدیمی قائم رہا اب وہی بانی کی اولاد قابض و مالک ہے جنکی پشت اوپر پشت سے امرو کے
ساتھ ملتی ہے ساکنان و بعد ازین ایک ہرسنگہ سردار تھا جسکی لڑکی مسماۃ پریم کنور مہاراجہ شیر سنگہ کی رانی
اور کنور پرتاب سنگہ لڑکا کی والدہ تھی اب تک وہ لاہور مین قیام پذیر ہے اس قصبہ مین دو پختہ خانقاہین
ایک شاہ کالکشاہ کی اور دوسری محب شاہ کی اور ایک مقبرہ پختہ زمانہ قدیم کا ہے اوسکا حال معلوم نہین
اور دو مسجدین پختہ بنی ہوئی ہین اور عمارت دو سو چورانوین گہر اور سولہ دوکانین ہامر اور ایکہزار چار سو
مردم شماری ہے اور مسمی عطر سنگہ جاٹ قوم ڈر اسکے ذیلدار مقرر ہے اور گانو متعلق ضلع گوجرانوالہ ہے۔
موضع مان عرصہ تین سو برس کا گذرا ہے کہ مسمی لدہا جاٹ قوم مان نے اسکو آباد کیا اور اپنی
ذات کے نام پر مان نام رکہا اوس روز سے برابر آباد ہے اب بھی ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران گوت مان
ہے اور ایک قوم سونی بھی مالک ہین ایک تالاب پختہ مع شوالہ یہان بنا ہوا ہے جہان ہر روز بیساکہی میلہ ہوتا ہے
دو سو پچاسی گہر اور بیس دوکانین اور ایکہزار پانسو پچہتر آدمی ہین اور یہان کے زمیندار سکہون کے وقت مشہور
سردار جی سنگہ و بہار سنگہ و نانا سنگہ و نار سنگہ وغیرہ بڑے نامی گرامی آدمی تھے سردار فتح سنگہ مان بھی اسی گانو
کا رہنے والا تھا جو بمقام جمون سردار جواہر سنگہ کی وزارت مین مارا گیا اب بھی سردار فتح سنگہ مان ثانی
عہدہ ذیلداری پر ممتاز ہے اور سردار مہر ابسنگہ وغیرہ پسران بدہ سنگہ بھی جاگیردار ہین **موضع نوگہر**
عرصہ تین سو سال کا گذرا ہے کہ مسمی خوجو جاٹ گوت سکہو نے ملک دکہن سے آکر یہہ گانو آباد کیا چونکہ اوسکے
خاندان کی مشہوری بخطاب نوگہرہ تھی اسکا نام بھی نوگہر رکہا مگر زمانہ سلطنت مغلیہ مین یہہ گانو آخرکار
بیچراغ ہوگیا اور چالیس سال تک ویران پڑا رہا جب عہد حکومت سردار چہان سنگہ سکرچکیہ کا آیا تو اوسنے پھر
اسکی آبادی کی اور مسمی دہرم سنگہ کو اسکی حکومت عطا کی دہرم سنگہ نے اسکو آباد کرکے ایک قلعہ بھی تعمیر کیا
اور ایک آبادی علیحدہ کی سرحد مقرر کرکے دوسرا گانو بسایا اور اوسکا نام آبادہ دہرم سنگہ رکہا مگر سردار
ہرسنگہ نلوہ نے اپنی جاگیرداری کے وقت اوس گانو کو ویران کر دیا اور رقبہ بستی رونق پر آگئی اب ملکیت اسکی
بقبضہ زمینداران قوم سید اور سکہو کی ہے تین سو پانچ گہر اور گیارہ دوکانین اور ایکہزار چہیاسی آدمی
زمیندار آسودہ حال ہین **موضع جاہل** زمانہ قدیم مین یہہ گانو آباد کیا ہوا زمینداران قوم سیال
کا تھا کسقدر مدت تک وہ آباد رہکر ویران ہوگیا اور وہ ویران تھیہ یعنی ٹیلہ سندل والا مشہور تھا پہر
عرصہ تین سو سال کا گذرا ہے کہ دوبارہ اس آبادی کو مسمیان تہکر و بہاگو و مغل زمینداران جاٹ گوت جاہل مسلمان

اور یہ کہ بیٹے چاہل نے دوبارہ آباد کیا اور برعایت گوت اپنی کے اسکا نام بھی چاہل رکھا اوس وقت سے زمیندار
آباد ہے کبھی ویران نہین ہوا الا کسی زمانہ اسکی فی زمانہ زمینداران قوم چاہل و کہتریان گوت تلی وغیرہ ہین اور
آبادی قصبہ کی نشیب مین واقع ہے برسات کے موسم مین بہت سا پانی گاؤن کے گرد جمع ہوجاتا ہے اور آمد و رفت
مشکل ہوجاتی ہے اور بجانب غرب قصبہ کے ایک پل کہتریون کا بنایا ہوا ہے جس پر آمد و رفت ہوتی ہے عمارت
قصبہ کی خام ہے دو سو اسی گھر اور اٹھارہ دوکانین اور ایکہزار تین سو اٹھاسی مردم شماری ہے *

موضع کٹھری شاہ رحمان زمانہ قدیم مین اس مقام پر ایک گاؤن رنگن پورہ ڈلا نام آباد تھا
وہ کسی سبب سے ویران ہوگیا اور اسکے تھیہ یعنی ٹیلے کو رنگن پور ڈلا کا تھیہ کہتے تھے اوس ویرانی کو جب بہت برس
گذر گئے تو منجملہ مالکان جاٹ قوم ہیر نے بہ شیر کے ملک گیر اسکو ازسر نو آباد کیا چونکہ پرانی غیر آباد تھیہ کو بزبان
پنجابی کھٹر کہتے ہین اوسکے آگے یاے تصغیر زیادہ ہوکر اسکا نام کھٹری مشہور ہوگیا اورنگ زیب عالمگیر کے وقت
ایک فقیر کامل خدا رسیدہ شاہ رحمان نام جو خلیفہ اعظم حاجی محمد نوشاہی قادری کا تھا یہان آکر متصل قصبہ ہذا کے
بجانب شمال مکان بناکر مقیم ہوا ہزارون آدمی اوسکے مرید ہوگئے اور بخوارق عادات شہرت ہوئی بڑے بڑے امیر و دولتمند
اسکی آستانبوسی کرنے لگے تو اس گاؤن کی شہرت بھی اونہی کے نام پر ہوگئی اور نام گاؤن کا کھٹری شاہ رحمان قرار پایا
یہہ بزرگ قوم کا دہوبی ساکن گجرات تھا اور تمام عمر اپنے نوشہ گنج بخش کے خدمت مین حاضر رہکر ہدایت طریقت کی
پائی اور کمال کے درجہ کو پہونچ گیا سلسلہ نوشاہی نے اس سے فروغ پایا شاہ رحمان کے گھر کوئی بیٹا نہ تھا چار
لڑکیان تھین انکی انتقال کے بعد مریدون نے باجازت لڑکیون کے مقبرہ پر چار دیواری تیار کرایا جو اب تک
موجود ہے وہ مکان بہت بارونق ہے مسافرین کو جو وہان شب باش ہوتے ہین بہت آرام ملتا ہے سجادہ و فقرا
خانقاہ کے متوطن ہین بابت ملکیت اس موضع کا بقبضہ قوم ہیرا ور وجہی کی ہے اس خانقاہ پر ہرسال ماہ جیٹھ
میلہ ہوتا ہے قریب بیس ہزار آدمی کے لوگ جمع ہوجاتے ہین سمت ۱۸۵۵ بکرمی کے قحط مین یہہ قصبہ ویران ہوگیا تھا
چند سال کے بعد پھر آباد ہوگیا عمارت اسکی سب خام ہے انکیو بارہ گھر اور چار دوکانین اسمین ہین اور چھ سو
چودہ مردم شماری ہے * **قصبہ وزیر آباد** گوجرانوالہ ضلع کے متعلق یہہ ایک مشہور قصبہ
دریای چناب کے بائین کنارہ پر بفاصلہ تین میل کے آباد ہے اور دنا اسکے دیوار کے نیچے بہتا ہے یہہ قصبہ آباد کیا ہوا
نواب وزیرخان صوبہ دار لاہور کا ہے جو عہد شاہجہان بادشاہ مین لاہور کا صوبہ اور پنجاب کا فرمان فرما تھا
اوسنے اسکو آباد کرکے اپنے نام پر اسکا نام وزیر آباد رکھا اور ایک جامع مسجد عالیشان لاہور مین تعمیر کرائی
جو اب تک اوسکی یادگار موجود ہے یہہ شخص قوم کا مغل لاہور کا رہنے والا تھا علیم الدین اسکا اصلی نام تھا
طبیب حاذق طبابت کا علم اسکو ایسا تھا کہ لاہور مین کسی طبیب کو دعوی ہمسائی کا اسکے ساتھ نہ تھا انکے نورجہان بیگم

محبوبہ و ملکہ جہانگیر بادشاہ بیمار ہوگئی اور اسنے اوسکا معالجہ کر کے اچھا کر دیا اوس روز سے رسوخ اسکا بادشاہی
دربار میں ہوگیا رفتہ رفتہ اس رتبہ کو پہونچا کہ نواب وزیر خان خطاب اور خدمت حکومت پنجاب کی اسکو
ملی اسنے پنجاب میں بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں خاص لاہور کے اندر جامع مسجد ایسی عمارت کی بنی ہوئی ہے
کہ کاشی کاری ایسی تمام ہندوستان میں نہیں ہے دوسری ایک محل جو اب گر چکا ہے اور بعض دیواریں و دکانیں
اوسکے موجود ہیں تیسری ایک حمام نہایت عمدہ اور رہنے کی محل نواب وزیر خان کی ٹکسالی دروازہ کے پاس تھی
وہ بھی سکھوں کے عہد میں مسمار کرا دی گئی صرف حمام ناتمام موجود ہے جو اب بامرداری قصبہ گذرگاہ
مسافرین خلد پناہ ہو رہا ہے جس شخص کو لاہور سے براہ راست پشاور جانا منظور ہوگا وہ ضرور جناب اس قصبہ
کے پاس سے عبور کریگا اور اوس گذر سے گذریگا جسکو گذر وزیر آباد کہتے ہیں یہ گذرگاہ نہایت عمدہ ہے اور
پل کشتیونکا اوسپر سرکاری بندہا رہتا ہے روز آبادی سے یہ قصبہ ویران نہیں ہوا البتہ فتن اسپر
بہت سی برپا ہوتی رہی ہیں جب احمد شاہ درانی و شاہ زمان وغیرہ کی آمدورفت اسطرف ہوتی رہتی
تو لاہور سے اول یہ قصبہ لٹ جاتا رہا جب افغان رہ چکے تو فاتح گران سکھوں کی غارت گری کا بازار گرم رہا
اور سکھوں نے کئی مرتبہ اسپر حملے کئے آخر جب سردار رنجیت سنگھ کے حکومت کا زور شور ہوا تو اوسکی
اجازت سے سردار انگو رنجیت سنگھ و جود ہ سنگھ یہان قیام پذیر ہوئے اور صورت امن کی نظر آئی پھر مہاراجہ
رنجیت سنگھ تین مرتبہ اسپر حملہ آور ہوا اور یہاں کے سردار اوسکو نذرانے دیکر ٹالتے رہے آخر فقیر عزیز الدین
ایک بڑی فوج لیکر رنجیت سنگھ کے حکم سے اسپر حملہ آور ہوا اور انکا سردار اون سے مغلوب ہوکر شہر دیدیا اور
رنجیت سنگھ کی عملداری ہوگئی کاردار مختلف یہاں آتے رہے جب ونطورہ فرانسیس کاردار یہاں کا ہوا
تو اوسنے اس شہر کو بڑی رونق دی اور ایک نئی طرز و نئی قطع کا شہر بنا دیا بازار بنائے ایک دو سڑکیں
گئے روبرو چار دروازے رکھے اور وسط میں چوک تجویز کیا شارع ایسے سیدھی ہیں کہ اگر ایک دروازہ کو
کھڑے ہو کر دیکھیں تو دوسرا دروازہ نظر آتا ہے بلکہ ندی کے کنارے سے ایک چمن ہے منتظم و خوشنما
رنجیت سنگھ کے حکم سے بنوایا جسمیں خود وہ آکر اترا کرتا تھا باغ بھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بنوایا ہوا یہاں تھا جو
مقام سرپھارا ایسا کا باغ بنایا گیا تھا پہلے وہاں مکانات عجیب وزیر خان کی بنائی ہوئی موجود تھیں وہ سب
گرائی گئیں اور باغ و برج عہد ایک ساتھ موجود ہے چنانچہ سرکار انگریزی نے یہاں فوج کی چھاؤنی مقرر کی مگر
بسبب خرابی آب و ہوا کے برخاست ہوگئے اس شہر میں اکثر اشیا پوشش قلمدان وغیرہ چاقو وغیرہ
خوشنما بنتی ہیں اور واسطے خوشنمائی کے جو سامان اس شہر میں تیار ہوتا ہے وہ صنعت اسی شہر میں ہی اور جگہ
نہیں ہوتے وقت ضلع بندی ملک پنجاب کے یہ قصبہ بھی مقام ضلع قرار پایا تھا ۱۸۵۱ء میں سیالکوٹ ضلع

مقرر ہوا اور یہ قصبہ ایک تحصیل اوسی ضلع کے قرار پایا بعدہٗ ۱۸۵۲ء مین یہ تحصیل ضلع گوجرانوالہ کے متعلق ہوگئی اور عملہ تحصیل تحصیل ڈسکہ مین ماسور ہوگیا ۱۸۵۶ء مین قصبہ رامنگر سے تحصیل اوٹھکر اس قصبہ مین ماسور ہوئے چنانچہ اب تک وہی شکار مہلی و مرغابی کا یہان بکثرت ملسکتا ہی مالکان دیہہ زمینداران اقوام متفرق ہین مگر ارائین بکثرت ہین اور جاٹ بھی کسیقدر رہین خاندان قاضیونکا قدیمی ہے اور قاضی غلام قادر ایک طبیب فاضل آدمی اوس خاندان مین مشہور ہی اور قوم جاٹ مین سے چودہری غلام قادر جاگیردار ہے اس قصبہ مین بادکش بھینے پہنکرہ عمدہ بنتا ہے اور پشاور سے منگایا جاتا ہے کوہستانی لکڑی لائق عمارت کے یہان کثرت کے ساتھہ بکتی ہے اور ایک نامی منڈی لکڑی کے یہان ہو جو ہے عمارت اسکی ہموار پختہ ہی چار ہزار تین سو پچاس گہر اور ساڑہے سو پچاس دوکانین ہین اونمین سے پانسو ساٹھہ گہر اور ایکسو ساٹھہ دوکانین خام ہین باقی سب پختہ ہین اور پندرہ ہزار سات سو بتیس آدمی کی مردم شماری ہے باغ بھی اکثر ہین منجملہ انکے ایک باغ دیوان ٹھاکرداس جو بڑہ دکرپار ام و بڑہ کا تہا اور مسٹر سیج صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کی بنوائی ہوئی منڈی جسمین غلہ بکتا ہے نہایت اچہی ہے جسکا نام سیج گنج رکہا ہے اس قصبہ مین میلا بیساکہی کا بڑی ہجوم سے بکنارہ دریا اور شہر کے بازو نہین ہوتا ہے۔

رسول نگر عرف رام نگر

ضلع گوجرانوالہ تحصیل وزیرآباد سے متعلق یہ قصبہ بائین کنارے دریاے چناب کے آباد ہے عرصہ ایکسو پچیس برس کا گذرتا ہے کہ نور محمد زمیندار قوم چٹھہ نے اسکو آباد کرکے نام اسکا کوٹ نور رکہا اور اوسکو بحالت خودسری و حکومت اپنی کے دار الریاست ٹھہرایا اسکی لعد پیر محمد اوسکے بیٹے نے اس قصبہ کو خوب رونق دی اور اپنی مرشد سید الرسول کے نام پر نام اسکا رسول نگر رکہا اور یا بعد خاندان بادشاہی مغلیہ سلطنت کے وقت اس علاقہ کا جاگیردار تہا جب سلطنت اسلامیہ ضعیف ہوگئی اور سکہون کی غارتگری کا ہنگامہ گرم ہوا تو اونہون نے اپنی خود داری و حفاظت کے لیے فوج نوکر رکہی اور بہت مین بہوا اسین او بار ہا سکہون سے لڑائیان کین اور اپنی جوانمردی و بہادری سے اپنی علاقہ مین اونکو قدم نرکہنے دیا آخر جب مہان سنگہ سکرچکیہ کا زور و شور ہوا اور راوسنے اور سکہون کی مدد لیکر رسول نگر پر یورش کی اور کئی لڑائیان لڑا مگر کامیاب نہوا جب اوسنے جانا کہ اب لڑائی سے کام نہین نکلتا تو اوسی دوستی کا فقشہ جمایا مگر نہ اوٹہایا اور قسم کہائی اور فریب دیا کہ تم مجہسے دوستی کرو تاکہ باتفاق ایک دوسرے کے اور ملک فتح کرین وہ سادہ دل صاف سینہ مسلمان اوس تیرہ باطن کے فریب مین آگیا اور اوسکے جہوٹہی قسم اعتبار کرکے بیرخطا وسکے ملنے کو آگیا اوسنے آتے ہی اوسکو مع اوجان بھہا وسکی بہائی کے قید کرلیا اور کل علاقہ پر دخیل ہوگیا اسوقت مہان سنگہ نے رسول نگر کو اسقدر لوٹا تہا کہ رعایا کے گلی برتن بہی سکہہ اوٹہا کر لے گئے تمام مسجدین گرا دین بڑی بڑی حویلیان جلا کر خاک کر ڈالین اور حکم دیا کہ آئندہ اس شہر کو کوئی رسول نگر

نسبی رام نگر کہے اب دونو نام مشہور ہین مسلمان رسول نگر کہتے ہین اور ہندو رام نگر سرکاری دفترون مین بھی رام نگر
نام ہے پہلے یہہ قصبہ بہ یاد و ونزیر معمور و آباد تھا نمک کی خرید و فروخت اس جگہہ بہت ہوا کرتی تھی سکھون کے وقت
بھی یہہ تعلقہ مشہور تھا ہماری صاحبان انگریز مین جب نئی بندوبست ضلع تھا تو یہہ قصبہ تحصیل کا مقام تھا سنہ ۱۸۵۲ع
مین بجاے اسکے قصبہ وزیرآباد مین تحصیل کا محکمہ مقرر ہوگیا اور اس قصبہ کی رونق جاتی رہی سمت ۱۹۰۵ بکرمی مین
جب سردار چتر سنگھ و شیر سنگھ اٹاری والے نے مجمع سکھون کا کرکے سرکار انگریزی کے ساتھ جنگ کیا تو اس
قصبہ کے پاس سخت لڑائی ہوئی فریقین مین سے ہزارون آدمی مارے گئے صاحبان انگریز جو اوس معرکہ مین
کام آئے اونکی قبرین عالیشان سرکاری باغ کے اندر جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بنوایا ہوا تھا بنی ہوئی ہین اس قصبہ مین
تجارت لکڑی کی بہت ہوتی ہے زرغن زرد و شکر تری و قند وغیرہ ہر ایک چیز بکثرت فروخت ہوتی ہے ایک گذر
دریاے چناب کا اس قصبہ کے ساتھ منسوب ہے جس شخص کو گوجرانوالہ سے شاہپور جانا ہو وہ اس گذر سے اوترتا ہے
کمبل اس قصبہ مین بہت اچھا بنایا جاتا ہے دب گر بھی اپنا کام عمدہ کرتے ہین کشتی بنانے والے ترکہان اس
قصبہ کے اوستاد مشہور ہین تربوز اس سرزمین کا نہایت شیرین و خوشگوار ہوتا ہے قوم خوجہ اس قصبہ مین بہت
زمیندارون سے رکھتی ہین عمارت اسکی دو حصہ خام اور ایک حصہ پختہ ہے تین ہزار دس گھر اور پانسو
ترانوین دوکانین اوسمین سے دو ہزار نوسو اکیس گھر اور چارسو چھین دوکانین پختہ ہین اور سب خام ہین اور
سات ہزار پانسو اٹھارہ آدمی ہے ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران قوم ارائین اور ورار و تڑ وغیرہ اقوام متفرق
ہے تمام عمارتون مین سے حویلی جواہر سنگھ لبنبی کی لائق تعریف ہے اور باکہ سنگھ کہتری اس قصبہ کا رئیس دا
ولدار ہے شہر شاہ کھی اس قصبہ کا تھا مگر اب مسمار ہوچکا ہے دریاے چناب اس قصبہ سے تھوڑے فاصلہ پر بہتا ہے
اور ایک نالہ دریا کا اسکے پرلے طرف کو بہتا ہے جو تین سو گز چوڑا اور نو فٹ گہرا ہے اور فی گھنٹہ ڈیڑھ میل
اوسکی رفتار ہے دو میل شہر سے پرے ایک اور نالہ دریا کا ملتا ہے جسکی گہراؤ سردی کے موسم مین تین
فٹ تک ہوتی ہے **فائدہ** چونکہ بانی قصبہ رسول نگر نور محمد کا قصبہ کے ذکر مین تذکرہ مذکور ہوا ہے اسلیے
مناسب متصور ہوا کہ شمہ احوال اس خاندان کا جو کبھی وقت حاکم با اختیار اس علاقہ کا تھا لکھا جاوے جو لطف سے
خالی نہوگا وہ یہہ ہے کہ موضع منچر متعلقہ ضلع گوجرانوالہ کے زمیندارون قوم چٹھہ مین سے ایک شخص نور محمد نامی نے
زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ مین ملک بے مالک دیکھ کر کچھ ملک متعلقہ ضلع گوجرانوالہ اپنے قبضہ مین کرلیا اور خود
حکومت کرنے لگا اور یہہ قصبہ یعنی رسول نگر آباد کرکے دار الریاست بنوایا کل علاقہ جو اوسکے زیر حکومت تھا
جمعی چھ ہزار روپیہ تھا وہ مرگیا تو چودہری پیر محمد اوسکا جانشین ہوا اور چند سال فرمان فرما رہا جب وہ
فوت ہوا تو غلام محمد اوسکا بیٹا قابض و حاکم ریاست کا ہوا اوسکو سکھون کے ساتھ بمقام متفرق لڑنا پڑا

اور اسنے ہر ایک میدان میں مستانہ جنگ کی آخر بمقام منچر مہانسنگہ سکرچکیہ کے ہاتھ سے شہید ہوا اور مہانسنگہ نے بعد قول و قسم اسکے بیٹے کو پاس بلا کر قید کر لیا اور وہ قید کی حالت میں مارا گیا [illegible] میں اسکا سال شہادت ہی اسکے شہادت کے بعد چودہری جان محمد بحالت تنزل مالک ریاست کا بنا اوسکو رنجیت سنگھ نے بمقام رام نگر شہید کیا اور ملک مقبوضہ اوسکا اپنی تصرف میں کر لیا اوس روز سے ریاست اس خاندان کی ختم ہوئی ہے ۔ +

قصبہ علی پور عرف اکال گڈہ

یہ قصبہ اپنی زمانہ اختیار و حکومت کے وقت چیمہ سردار قوم چیمہ نے آباد کیا اور اپنے بیٹے علی محمد کے نام پر اسکا نام بھی علی پور رکھا چند سال زمینداران قوم چیمہ اسپر قابض رہے جب سردار مہانسنگہ زمینداران چیمہ کی ریاست پر قابض ہوگیا تو یہ قصبہ اوسنے ایک شخص سردار دل سنگھ اپنے مصاحب کو دیدیا اور دل سنگھ اس قصبہ کے متعلقہ علاقہ پر قابض و دخیل ہوگیا جب مہاراجہ رنجیت سنگھ لاہور پر قابض ہوا اور صاحب سنگھ والی گجرات کے ساتھ جو درپے اوسکے لڑائیاں ہوئیں تو انکی بابت صاحب سنگھ نے سردار دل سنگھ کے ساتھ سازش کرنی چاہی کہ دونو ملکر رنجیت سنگھ کو مغلوب کریں یہ خبر جب رنجیت سنگھ کو پہونچی بہ تملق و فریب دل سنگھ کو اپنی پاس بلا کر قید کر لیا اور فوج لیکر اکال گڈہ پر چڑہ گیا دل سنگھ کی عورت مقابلہ پیش آئی اور اسنے حمایت پر صاحب سنگھ بہنگی حاکم گجرات و سردار جودہ سنگھ حاکم وزیرآباد کو بلایا جب رنجیت سنگھ نے اونکے آنے کی خبر سنی محاصرہ علی پور کا چہوڑ کر اونکے مقابلہ کو روانہ ہوا اور آپس میں لڑائی ہوکر صاحب سنگھ بیدی کے وسیلہ سے صلح ہوگئی اور سردار دل سنگھ قید سے رہا ہوا مگر وہ اوسی غم و غصہ کی حالت میں چند روز کے بعد مر گیا اور رنجیت سنگھ نے بہانہ ماتم پرسی علی پور میں جاکر شہر اور تمام علاقہ پر قبضہ کر لیا اس مکر و فریب سے رنجیت سنگھ اس قصبہ پر قابض ہوا چونکہ علی پور کے نام پر حضرت علی کا نام سکہوں کے زبان پر آتا تھا اسنے نسبت کو برا کہا اور اکال گڈہ نام رکہ دیا اوس روز سے مسلمانوں میں علی پور اور ہندؤوں میں اکال گڈہ مشہور ہے کہتریان قوم چوپڑہ اس قصبہ میں صاحب ثروت اور انہیں میں سے دیوان ساون مل تھا جسکو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ملتان کا صوبہ بنایا اور مدت تک کمال نیکنامی و انصاف ملتان میں فرمان فرما رہا وہ مر گیا تو اوسکا بیٹا دیوان مولراج صوبہ بنا مگر وہ آخر الامر باغی ہوگیا اور کئی ماہ تک سرکار لاہور اور صاحبان انگریز کی فوج کے ساتھ لڑتا رہا آخر تنگ آکر حاضر ہوگیا اور بجرم بغاوت جلا وطن کیا گیا اوسکے بغاوت کے وقت متعدد عمارت عالیشان دیوان ساون مل کی اس قصبہ میں تہیں [illegible] سرکار انگریزی نے مسمار کرادیں اوس وقت سے آبادی اس قصبہ کی بیرونق ہوگئی رشتہ داران دیوان ساون مل کے اب بھی اس قصبہ میں دولتمند و نامدار ہیں اونمیں سے دیوان دیوی دیال آنریری مجسٹریٹ صاحب عزت و اقتدار ہیں وہ تجارت کا کام کرتا ہی ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران قوم چیمہ و چوپڑہ وغیرہ

اقوام متفرق کے ہیں عمارت اسکی زیادہ تر خام ہے ایکہزار پندرہ گھر اور تین سو پچاس دوکانین انمین سے
چارسو گھر اور ایکسو دوکان پختہ ہے اور پانچہزار اٹھتیس مردم شماری ہے اور قصبہ کے رہنے والے آسودہ
حال ہین اور قصبہ متعلقہ ضلع گوجرانوالہ کے ہے [illegible] **سودرہ** اس قصبہ کی آبادی بہت پرانی
ہے اصلی بانی اسکا ملک [illegible] نامی غلام سلطان محمود غزنوی کا تھا جسنے پنجاب کی حکومت کے وقت دریا
چناب کے کنارے پر یہہ شہر آباد کرنا چاہا تھا چونکہ اوسکی تجویز یہہ تھی کہ اس شہر کے ایکسو دروازے ہون
اور یہہ شہر بڑا شہر ہو اس سبب سے اسکا نام سودرہ مشہور ہوگیا اوسنے یہان پختہ قلعے کی بنا ڈالی اور
فصیل وعالیشان حویلیان تعمیر کین مگر ابھی تمام شہر آباد نہین ہوا تھا کہ وہ لاہور کی آبادی مین مصروف
ہوگیا جو راجہ آنندپال کے محاصرہ کے وقت اجڑ گیا تھا اور اس شہر کی آبادی کی طرف اوسکی توجہ نرہی
سلطنت مغلیہ مین اسکی آبادی بڑی اوج پر تھی شاہجہان بادشاہ نے جب یہہ علاقہ امیرالامرا نواب
علی مردان خان کی جاگیر مین دیا تو اوسنے اس قصبہ کی آبادی مین بہت کوشش کی بڑی بڑی عالیشان
حویلیان اور ایک باغ سنگین عمارت کا بنوایا طرح طرح کے درخت اوسمین لگوائے فوارے وآبشارہ ونشیمن تیار
واراکی اوسمین پختہ بنوائی اور ایک پختہ نہر دریا سے لاکر باغ کو سیراب کیا اور اوسی نہر سے تمام علاقہ
جاگیر کو پانی دیا وہ نہر اب بھی علی مردان خان کی کول کہلاتی ہے تمام عمارات وباغ مین پچاس لاکھہ روپیہ
صرف کیا اور اس گانوکا نام اپنے بیٹے ابراہیم کے نام پر ابراہیم آباد نام رکھا مگر وہ نام مشہور نہوا
جب مغلیہ سلطنت ضعیف ہوگئی تو سکھون نے اس قصبہ کو بحصہ مرتبہ لوٹا آخر سردار [illegible] سنگہ بہنگی کا قبضہ
ہوا اگرچہ مہان سنگہ سکرچکیہ نے بہت مرتبہ یورش کی مگر کامیاب نہوا جب مہاراجہ رنجیت سنگہ کا عمل ہوا تو اوسنے
ریاست صاحب سنگہ بہنگی کی نیست ونابود کر ڈالی تو یہہ قصبہ بھی لے لیا مالک اس قصبہ کے ارائین وغیرہ اقوام
متفرق ہین اور گذر دریای چناب کا جو اس قصبہ کے پاس ہے وہ گذر سودہرہ کہلاتا ہے عمارت اسکی تمامتر پختہ ہے چنانچہ
ایکہزار دوسو پانچ گہر اور ایکسو پانچ دوکانین ہین اونمین سے صرف سنتالیس گہر خام ہین باقی سب پختہ ہین اور
چارہزار سات سو چوالیس مردم شماری ہے پرانے شہر کی آبادی کے نشان اب تک موجود ہین جسکو سکھون نے
اوجاڑ دیا تھا خرید وفروخت اس قصبہ مین ہر ایک چیز کی ہوتی ہے اور یہہ بھی [illegible] قوم چیمہ نمبردار وذیلدار
کا عہدہ بھی رکھتا ہے بادشاہون کے وقت یہان بڑے بڑے عالم وفاضل وخوشنویس ہوتے تھے اب بھی ایک دو
خوشنویس عربی وفارسی لکھنے والے موجود رہتے ہین **موضع اکالگڑھ** پہلے ابتدا بابر بادشاہ کے عہد مین جوگی چاہ
گوت چیمہ نے بسایا تو آباد کرنیکے نام اسکا اپنے بیٹے کالیگڑہ کے نام پر کالیگڑہ رکھا [illegible] بعد بسبب انقلاب
زمانہ اوجڑ کے ویران ہوگیا اور پہلی آبادی کے متصل دوسری آبادی قائم ہوئی عہد سلاطین چغتائیہ

میں یہ پرگنہ مشہور تھا پھر نور محمد و سر محمد قوم چٹھہ اسپر قابض رہے جب سردار مہان سنگھ سکرچکیہ اور نے پنجاب
آیا تو اوسپر بھی قبضہ مہان سنگھ کا ہو گیا تا انگریزی عملداری کے آج تک اسکے زمیندار جاٹ چیمہ ہیں اور قصبہ سڑک پشاور کے کنارے پر
آباد ہے لشکر کے مقام کے لیے ایک بڑا تو بھی یہاں بنا ہوا ہے عمارت اسکی اکثر خام ہے چار سو دو گھر
اور پچیس دوکانیں موجود ہیں اونمیں سے پچیس گھر اور دو دوکانیں پختہ ہیں اور دو ہزار نو سو تین مردم شماری
ہے محمد خان نمبردار اس گانو کا ذیلدار مقرر ہے اور زمیندار آسودہ حال ہیں **موضع منچر** اکبر بادشاہ
کے عہد میں مسمی کشنو جاٹ قوم چٹھہ نے یہ گانو آباد کر کے اپنے بیٹے کے نام پر جو اسکا نام منچر رکھا اخیر
سلطنت مغلیہ تک یہ آبادی برابر آباد رہی جب قیام میں سردار مہان سنگھ سکرچکیہ و غلام محمد چٹھہ کے
لڑائیاں ہوئیں اور سردار مہان سنگھ فتحیاب ہوا تو سردار مہان سنگھ کی فوج نے یہ گانو لوٹ کر ویران کر دیا
چھ ماہ تک ویران رہا سردار مہان سنگھ نے دوبارہ زمینداروں کو تسلی دلاسا دیکر آباد کیا دوسری آبادی
پہلی آبادی سے کسیقدر فاصلہ پر ہے جو اب تک آباد ہے اس قصبہ میں آہنگران بندوق ساز بہت سے یہاں اور نہایت
مشہور تھے جنکا کارخانہ اب بالکل بند ہے ملکیت اسکی اقوام چٹھہ اور اقوام متفرق میں منقسم ہے عمارت اسکی
خام ہے دو سو اٹھتر گھر اور پندرہ دوکانیں اور ایکہزار اکیاون مردم شماری ہے قصبہ کے لوگ آسودہ حال
ہیں اور گانو متعلق ضلع گوجرانوالہ ہے **موضع احمد نگر چٹھہ** ایکسو برس سے زیادہ مدت گذری ہے
کہ احمد خان زمیندار قوم چٹھہ نے موضع منچر سے اٹھکر اس گانو کو آباد کیا اور نام اسکا برعایت نام اپنے کے
احمد نگر رکھا اور اس سرزمین پر بطور حاکم خود سر کے قابض ہوا پہلے چڑت سنگھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دادا
نے اسپر یورش کی مگر نا کامیاب رہا پھر سنہ ١٨٦٢ بکرمی میں مہاراجہ رنجیت نے اسپر حملہ کیا اور احمد خان سے جنگ
یہ قصبہ چھوڑ آیا اور ایک ضرب توپ جو احمد خان کے پاس تھی چھین لی ١٨٦٨ بکرمی میں بسبب قحط کے یہ گانو
ویران ہو گیا اور زمیندار جابجا چلے گئے دو سال کے بعد پھر وہاں ہی آکر آباد ہوئے اب بھی مالک اسکی زمیندار ان
قوم چٹھہ ہیں عمارت اسکی سب خام ہے چار سو اڑتیس گھر اور ایکسو ستائیس دوکانیں اور ایکہزار پانسو نو
مردم شماری ہے مسمی خدا بخش نمبردار اس قصبہ کا ذیلدار مقرر ہے **موضع نظام آباد**
پہلے پہل عہد شاہجہان بادشاہ میں مسمی نظام الدین خان قوم مغل نے یہ گانو آباد کر کے اپنے نام پر نظام آباد
نام رکھا اور ایک باغ عالیشان بنوایا اور ایک نہر دریاے چناب سے لاکر باغ کو سیراب کیا اس باغ کا اب
نام و نشان نہیں ہے جب سلطنت مغلیہ ضعیف ہو گئی اور آمد و رفت افغانی فوج کی کابل سے پنجاب میں ہونے لگی
تو ایک مرتبہ فوج افغانی اور قصبہ والوں کے درمیان تکرار ہو گیا اور افغانوں نے اس قصبہ کو لوٹ کر جلا دیا
دو سال تک غیر آباد رہا پھر اولاد بانی نے اسکو آباد کر لیا ملکیت اسکی اب بھی بقبضہ قوم مغل ہے اس قصبہ کے

اس قصبہ کے لوہار اپنے کام مین اوستاد مشہور ہین چاقو چھری وغیرہ ایسا بناتے ہین کہ ولایتی کام کے برابر کر دیتے ہین سکھی عملداری مین ان لوہارون کے بنائی ہوئی بندوقین دور دور بطور تحفہ جاتی تھین کوفتگری کا کام بھی اسجگہ نوین بہت اچھا ہوتا ہی چار سو پندرہ گھر اور پچاس دوکانین اس قصبہ مین ہین انمین سے باسٹھ گھر اور چھتیس دوکانین پختہ ہین باقی سب خام ہین اور ایکہزار چار سو چورانوے مردم شماری ہے ۔

موضع دہونکل اصل مین اس قصبہ کا نام دہرکیل اور بانی اس قصبہ کا دہرکیل نام ایک جاگیردار راجہ جیپال والی لاہور کے سپاہ کا سپہ سالار تھا جب سلطان محمود غزنوی نے لاہور کی حکومت کو نیست و نابود کر دیا تو دہرکیل کی دولت مین بھی زوال آگیا اور ایک قلعہ جو دہرکیل کا بنوایا ہوا یہان موجود تھا منہدم ہو گیا مگر اب تک نشان اوسکے موجود ہین موضع دہرکیل کی آبادی بدستور رہی سنہ ۵۵۵ ہجری مین سید احمد المعروف سخی سرور سلطان بن سید زین العابدین جنکا مزار بمقام نگاہہ علاقہ ڈیرہ غازی خان مشہور ہے اسجگہہ تشریف لا کر مصروف عبادت ہوا اونکی برکت سے وہان ایک چشمہ پانی کا زمین سے نمودار ہوا اور لوگون کی بہت اونکی خدمت مین شروع ہوئی انہین دنون مین جو لشکر قوم مغول کا ہمراہی قولی خان نبیرہ چنگیز خان کے اسطرف آیا تو اوسکی ہمراہی ایک شخص لوٹرا زمیندار قوم جوہنڈہ کو ہنگامہ مین پکڑ کر کابل کو لے گئے اوسکے ماباپ بیٹے کے فراق مین روتے روتے اندھے ہو گئے جب اونہون نے حضرت کی کرامت کا شہرہ سنا تو حضرت کی خدمت مین حاضر آئے اور بعجز و نیاز اپنے بیٹے کے ملنے کی دعا چاہی حضرت نے اونکی التجا قبول کی اور بزور کرامت اونکا بیٹا کابل سے منگوا دیا یہہ خوارق دیکھ کر وہ تینون شخص مسلمان ہو گئے اور مریدون مین داخل ہو کر خدمت کرنے لگے چند سال کے بعد حضرت اپنے وطن کو چلے گئے اور یہہ مکان لوٹرا کے تحویل مین رہا پھر زمینداران گوت گلیہر یہان مالک بن گئے اور جہندا نام ایک زمیندار نے اسکی آبادی کو رونق دیکر نام اسکا اپنے بیٹی دہونکل کے نام پر دہونکل رکھہ دیا بعض کا قول ہے کہ نام اسکا جو اصلی دہرکیل تھا وہی نام کثرت استعمال سے بگڑ کر دہونکل مشہور ہو گیا ہے شاہجہان بادشاہ کے عہد مین مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی نے یہان اک سماہی حجرہ عبادتخانہ مسجد بنوا دی اور چشمہ کے مقام پر چاہ پختہ تعمیر کرایا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت اوس چاہ پر بنظر حفاظت پانی کے گنبد تعمیر ہوا حضرت شاہ کے عبادتخانہ مین ہرسال ماہ اساڑہ کی پہلی جمعرات سے ماہ ساون کے پچھلی جمعرات تک ایک بڑا میلہ رہتا ہے ملک ملک سے ہزارون قافلے زائرین کے آتے ہین پنجاب کے میلون مین سے یہہ میلا اکثر مشہور ہے زائرین اسجگہہ سے پنکھی اور جہنڈی خرید کر بطور تبرک لیجاتے ہین اب تک زمینداران جوہنڈہ اور گلیہر مالک ہین تین سو چھیاسی گھر اور اکسو دس دوکانین اور دو ہزار نوسو اونتیس مردم شماری ہے

موضع بدوکی پہلے پہل بابر شاہ بادشاہ کے وقت مین قوم جاٹ

چیمہ نے موضع تلونڈی کھجور والی سے آکر اس قصبہ کو آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر بدو کے رکھا اور ترقی آبادی
سے اب تک آباد ہے زمینداران قوم چیمہ و گورشا ہیں فقیر یہان آباد ہیں پانسو چھبیس گھر اور اکتیس دوکانین
ہیں جنمیں سے باون گھر پختہ ہیں دو ہزار چھ سو اٹھائیس آدمی کی مردم شماری یہان ایک سمادہ اور
مشہور ہندو زمینداروں کا تہیہ ہے اور ایک بابا ... کی سمادہ بنی ہوئی ہے جو بدو بانی قصبہ کا
گرو تھا بعد آبادی موضع ہذا اسکے وہ بھی موضع ... علاقہ تحصیل گوجرانوالہ سے آکر یہان مقیم ہوا جب
مر گیا تو رامانند اوسکا چیلا جو صاحب کرامات مشہور ہوا اوسکی سمادہ بھی اسجگہہ بنائی گئی اور دیوان جوالا سہائے
سابق امین مار بہادر سالیہا م ریاست جمون و کشمیر تھے اون دونو سمادہون پر عمارت پختہ بنوائی اب ایکسال مین
تین مرتبہ یہان میلا ہوتا ہے پہلا میلا چیت بدی دس کو دوسرا اکیلم بیساکہ تیسرا بیساکہ کی پورنماشی کو زمیندار
اس قصبہ کے آسودہ حال ہین اور ... سنگہ نمبردار عہدہ ذیلداری پر ممتاز ہے موضع سید نگر
پہلے بعہد سلطنت اکبر بادشاہ کے سمی چاپر جات گوت ... نے بحکم نوبیاس ... سمی ... زمیندار بہولر
دارا و اپنے کے آباد کیا اور نام اسکا بہولر انوالہ رکھا اور بیگا بہولر نے ملکیت اس موضع کی سمی پٹھان
زمیندار بہنڈر لبنے دادکو ہبہ کردی اور نام وہی مشہور رہا بعد ایکے سید لطف شاہ چکلہ دار نے بزور حکومت
اوسپر قبضہ پایا اور آبادی اسکی بڑہائی اور سید نگر نام رکہا بزمانہ ضعف سلطنت مغلیہ میں تو جب ... حاکم
ہوا وستے سردار مہان سنگہ چکیہ نے چہین لیا اور اس گانوکو لوٹ کر ویران کردیا بعضے لوگ گانو
سے اوٹھکر گوجرانوالہ مین سکونت پذیر ہوئے چنانچہ اب تک ایک محلہ سید نگریوں کا گوجرانوالہ مین مشہور ہے
کسیقدر مدت کی بعد پھر یہ گانو آباد ہوا اب ملکیت اس گانوکی قبضہ زمینداران بہنڈر اور سید کے ہیگیا
خانقاہ شیخ خرم نوشاہی اور ایک مزار رحیم اللہ شاہ قریشی کی اس قصبہ مین موجود ہی عمارت خام ہے
ایکسو چوالیس گھر اور آٹھ دوکانین اور چھ سو ستر مردم شماری ہے **کوٹلہ پیران** عالمگیر بادشاہ
کے وقت سید احمد علیشاہ قادری شیخ الہند بغداد سے اسجگہ مین تشریف لائی اور بہ ہدایت و ارشاد طالبان
حق مصروف ہوئے اور اس آبادی کے مقام پر عبادت خانہ بناکر سکونت اختیار کی یہہ حضرت سید گیلانی عبدالرزاق
تھے محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ سید سلطان عبدالقادر جیلانی کے ساتھ انکا شجرہ ملتا ہے تمام عمر یہہ اسی
مقام پر قیام پذیر رہی آخر جب بندا بیراگی جانشین گورو گوبند سنگہ نے دکھن سے آکر پنجاب مین شور و فساد برپا
کیا اور سرہند وغیرہ بڑے بڑے شہرون کو لوٹا تو یہہ بھی مسلمانون کے ہمراہ باسیبہ شہادت باجتماع مریدان
کے مقام سرہند ... ہو گئے اور ... انکے ساتھ لڑکر شہید ہوئے مریدون نے نعش حضرت کی یہان لاکر دفن کی
اور ارادتمند لوگون نے جمع ہوکر یہان ایک گانو آباد کیا نام اوسکا کوٹلہ پیران رکھا اسمقام پر حضرت کا مزار

پختہ بنا ہوا ہے پہلے دو گاؤں بوجہ اخراجات خانقاہ معاف و واگذاشت تھے جب سکھوں کی غارتگری جا بجا نظر
پنجاب میں ہونے لگی تو اس گاؤں کو بھی سکھوں نے لوٹ لیا اور اولاد حضرت کی بسبب غارت شدن گاؤں غارتگروں کے
جنگل میں تھی اس خاندان کے ساتھ بھی جلا وطن ہو کر ہزارہ کو چلی گئی چنانچہ اب تک بھی جانشین و خلیفہ حضرت
کی اولاد وہاں موجود ہے بعد ازاں جب سردار گوربخش سنگھ وزیر آباد میں مالک ہوا تو اوسنے حضرت کی
اولاد کو وہاں سے بلوایا اور وہ اوسکی درخواست کے بموجب یہاں آکر دوبارہ آباد ہوئے اور ایک گاؤں
بوجہ جاگیر اونکو ملا ہے اب تک واگذاشت ہے ایک سجادہ نشین اس مزار پر مقرر رہتا ہے وہی جاگیر کی آمدنی
کھاتا ہے جس شخص کو جن وپری کا آسیب ہو یا کسی عورت کی چند سال اولاد مرجاتی ہو وہ اس مزار پر آکر
سجادہ نشین سے دعا کراتی ہیں اونکی اعتقاد کی صفائی سے شفا ہوجاتی ہے ملکیت اس گاؤں کی بقبضہ سادات
کے ہے تا اس گھر اور ایک سو دوکان اسکی تعداد مردم شماری ہے [illegible] ایمن آباد یہ قصبہ ضلع گوجرانوالہ
کے متعلق مقام تحصیل و پرگنہ ہے آبادی اسکی قدیم جنگل یا بہن [illegible] ہے بانی اسکا کوئی [illegible] قوم [illegible] تھا جو بادشاہ
دربار شاہی میں [illegible] شاہ بادشاہ [illegible] شاہی سے تھا اوسنے اپنے نام کی رعایت سے اسکا [illegible]
نام رکھا [illegible] شاہان چغتائیہ کے آبادی اسکی بدستور آباد رہی پھر غارتگران قوم سکھ نے فتور [illegible]
سے خالی کر کر اس قصبہ کو ویران کر دیا [illegible] پھر [illegible] دیہہ نے اسکو آباد کر لیا یعنی آبادی پہلی
آبادی سے کسیقدر فاصلہ پر آباد ہوئے پہلی آبادی کے نشان اب تک [illegible] اب [illegible] سال سے برابر
آباد ہے کبھی ویران نہیں ہوا [illegible] اس قصبہ کے [illegible] ہیں [illegible] مشہور [illegible] ۲۹
[illegible] اس قصبہ میں تحصیل [illegible] اسکی [illegible] گھمیر [illegible] گوجر [illegible]
دو کان [illegible] مردم شماری [illegible] پال [illegible] قصبہ کی [illegible]
اور ایک [illegible] گرو نانک [illegible] ہر سال [illegible] میلا ہوتا ہے شیخوپورہ
ضلع گوجرانوالہ کے متعلق [illegible] پختہ مکان [illegible] قلعہ آباد ہے بانی اس قصبہ کا شہزادہ تھا جسنے
شکار گاہ کی [illegible] جنگل [illegible] آبادی کی [illegible] احاطہ آبادی اور
قلعہ [illegible] طرف [illegible] ایک تالاب پختہ اور ایک چاہ اور
ایک منار جسکا نام ہرن منارہ ہے پختہ بنوایا ہرن منار کی وجہ تسمیہ معلوم نہیں ہے مگر لوگ بیان کرتے ہیں کہ
اسکا نام ہرن منارہ [illegible] جسکے معنی ہرن کی قبر ہے [illegible] شہزادہ کا ایک ہرن [illegible]
اس جنگل میں [illegible] مر گیا اور اسکی قبر پر یہ منارہ بنوایا گیا [illegible] شہزادہ کی کمال محبت [illegible]
[illegible] ہرن [illegible] آدمیوں [illegible] نقش [illegible] دفن کر کے منارہ بنوایا اور

یادگار ہرن کا قائم کیا ایک نہر بھی جو موضع گھرمولہ تک کہدوائی جسکو رنجیت سنگھ کے عہد مین راجہ چند
رشتہ دار دیوان ساون مل ناظم ملتان نے درست کیا کتاب خلاصۃ التواریخ وغیرہ مین اس بستی کا حال اسطرح
تحریر ہے کہ جہانگیر بادشاہ اکبر شاہ کا بیٹا جو بتاثیر دعای شیخ سلیم چشتی فتحپوری کے پیدا ہوا تھا بادشاہ اکبر
نے اوسکا نام بھی اوس بزرگ کے نام پر سلیم رکھا تھا اور ابتدا عمر مین شیخو سلیم اس شہزادہ کو شہزادہ
شیخو کہتے تھے اور اسی نام سے وہ مشہور تھا اوسنے اسمقام کو شکارگاہ بنایا اور قصبہ و قلعہ و دولتخانہ بنوا
اس ویرانہ جنگل کو آباد کیا اور نام اسکا شیخوپورہ رکھا پھر جب اکبر بادشاہ مرگیا تو وہ شہزادہ بادشاہ بنا تو
چودہوین سال جلوس کے اسکی آبادی کی طرف توجہ کی اور پرگنہ اسکا علیحدہ کرکے جہانگیر آباد نام رکھا اور
متصل اسکے تالاب و منار و چاہ تعمیر کیا اس سبب سے کہ جب بادشاہ اسمقام پر واسطے شکار کے آوے تو فوج کو
اس جنگل مین پانی کی تکلیف نہو اور جو فوج بار مین راستہ بھول جاوے تو وہ منار کو دور سے دیکھ کر ادہر کو
چلی آوے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ بادشاہ کا اس عمارت مین خرچ ہوا اور اوسی سال مین اکبرآباد سے
لاہور تک ہر ایک کوس پر ایک ایک منار اور چاہ مسافرون کے آرام کے لیے تعمیر کیا یہ قصبہ بعہد حکومت
مغلیہ پرگنہ و تپہ حویلی مشہور تھا اور یہ قصبہ شہر دلچسپ تھا جو اب بھی قلعہ سے جنوب کیطرف پرانی آبادی کے
نشان نظر آتے ہین جب سلطنت مغلیہ کی ضعیف ہوگئی اور قلعہ لاوارث رہگیا تو اوسوقت سکہون کی غارت سے
یہ شہر ویران ہوگیا اور بعض شہر والون نے قلعہ کے اندر سکونت کر لی اس قلعہ پر کسی شخص کو اوسوقت
بذریعہ حکومت قبضہ نہین تھا لیکن سکھان رہزن کے واسطے مدت تک جای پناہ بنا رہا جب سلاطین درانیہ
کابل سے شاہ زمان لاہور مین آیا اوسوقت تین ہزار سکھ مفسد اس قلعہ مین جمع تھا بادشاہ نے حافظ شیر محمد خان
اشرف الوزرای مختار الدولہ بہادر کو مع چند ضرب توپ کے مامور کیا اور حکم دیا کہ مفسدان شیخوپورہ کو سزا دیوے
جب اوسنے قلعہ کا محاصرہ کیا تو سب سکھ باطاعت پیش آئے اور بشفاعت ملا عبد الغفار خان کے کہ وہ پہلے
وہ بھی سکھ تھا اور بعہد احمد شاہ بادشاہ درانی مسلمان ہوکر اوسنے علم دینی حاصل کیا اور مولویت کے رتبہ
کو پہونچا تھا تقصیر اون سکھون کی معاف ہوئی اور حکم ملا کہ آیندہ یہ لوگ رہزنی نکرین زمینداری سے صورت
گذارہ کی پیدا کرین جب بادشاہ لاہور سے چلا گیا تو وہی پہلی رہزنی و غارت شروع ہوگئی بعد ازان مسمی
اندر سنگھ ہرن ساکن موضع بانو کے اسپر قابض ہوگیا اور لہنا سنگھ بہنگی حاکم لاہور نے اوسپر یورش کی اور
ملک گربھانسی دیدیا مگر قلعہ کے اندر مساۃ سیہجو زوجہ اندر سنگھ بدستور محصور رہی پھر مسمیان سہائی سنگھ و صاحب سنگھ
زمینداران قوم ورک ساکنان بہکھی اسپر قابض ہوگئے اونکے زمانہ مین مسمی دل سنگھ جاٹ گوت گل ساکن بہٹھ
قلعہ امرتسر شیخوپورہ پر حملہ آور ہوا مگر ناکام رہا پھر مسمیان امیر سنگھ و لہنا سنگھ و ارجل سنگھ ولد صاحب سنگھ

چند سال سے پھر قابض ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بہ جمعیت فوج اور توپخانہ معہ شہزادہ کھڑک سنگھ کے اونکی
سرکوبی کو نامزد کیا چند روز محاصرہ رہا مگر قلعہ فتح نہوا اخر مہاراجہ معہ توپ جمجمہ شاہی المشہور بھنگیان والی
کے یہان آیا اور چند گولون سے دروازہ توڑ ڈالا امیر سنگھ و ادیل سنگھ ناچار ہوکر حاضر ہوگئے اور تمام
قلعہ و قصبہ مہاراجہ کے تصرف مین آگیا اور یہہ تمام علاقہ رنجیت سنگھ نے اپنے فرزند کھڑک سنگھ اور اسکی
والدہ راجکوران المشہور نکاین کے جاگیر مین دیدیا اور نکاین نے تمام عمر اس قلعہ مین سکونت پذیر رہی اوسنے اسکی
آبادی مین بہت کوشش کی اور ساکنین کو قلعہ سے نکالکر باہر آباد کرایا اور قلعہ کے اندر ایک عالیشان
حویلی بنوائی اور ایک باغ معہ بارہ دری تعمیر کیا اب عمارت قلعہ کی بہت بوسیدہ ہے مگر حویلی رانی نکاین کی
بہت عمدہ ہے مہارانی جند کور والدہ مہاراجہ دلیپ سنگھ بھی بعلت مفسدہ پردازی لاہور سے بیدخل ہوکر چند ماہ
اسی جگہ قیام پذیر رہی مگر جب سازشی ارادہ اسکے ذمہ پر چند در چند افترا پردازی ثابت ہوئی تو جلا وطن کرکے بنارس
بھیجی گئی بعد ازان جب علاقہ پنجاب کا سرکار انگریزی نے ضبط کرلیا تو چندسے یہہ شہر مقام ضلع قرار پایا تھا
یہہ قصبہ و علاقہ راجہ ہربنس سنگھ پسر متبنی راجہ تیجا سنگھ کے جاگیر مین ہے اور تھانہ سرکاری مقرر ہے شیخوپورہ کا
قلعہ بطور قلعہ بنا ہوا نہین ہے کیونکہ قلعہ کے واسطے خندق و دمدمہ و مورچہ لابدی چیزین مین سو ان کا اس قلعہ
کی عمارت مین نشان بھی نہین پایا جاتا البتہ عمارت پختہ سرای کی صورت پر بنی ہوئی ہے اور ہرن مینار جسقدر
اب موجود ہے ارتفاع مین اکتیس گز اور ایک فٹ اشکل مخروطی ہے اور زینون کی تعداد ایکسو ایک ہے
یہہ عمارت بہت بوسیدہ ہو چکی تھی مگر سرکار انگریزی نے بنظر قیام یادگار شہزادہ شیخوپورہ بہت سا روپیہ خرچ
کرکے تالاب و مینار کو دوبارہ درست کرایا اور رای کنہیا لال صاحب بہادر اگزیکٹو انجنیر عمارات لاہور ڈویژن
نے نہایت سرگرمی و محنت و نگرانی کے ساتھہ اس عمارت کے مرمت کی گویا نیا بنوا دیا دورہ اس مینار کا
نیچے سے چوتیس گز اور دو فٹ ہے اور مشہور ہے کہ یہہ مینار بلندی مین اسی گز سے زیادہ تھا مگر دو منزلین
اوپر کے مسمی سرادو زمیندار ورک ساکن موضع منگو کی بضرورت تیاری چاہ او مطلوب ہونے انٹون کے گرالیا
چونکہ اوسوقت سکھا شاہی اور بدرجہ گردی زمانہ تھا کوئی پرسان حال اوسکا ابتدا مین نہوا اور اوسنے دونو
منزلین اس نام آور مینار کے اوتروالین مگر اس عمل قبیح سے تمام گانو والے اسکے دشمن ہوگئے آخر
زمینداران جاٹ گوت ورن کے ہاتھہ سے وہ مارا گیا تالاب جو اس مینار کے پاس ہے وہ بہت وسیع ہے طول
اوسکا دوسو چھیانوین گز اور عرض دوسو اکیاون گز اور عمق سات گز ہے تالاب کے وسط مین ایک بارہ دری
نہایت عمدہ بنی ہوئی ہے اور ایک چاہ بھی تالاب کے باہر بنا ہوا ہے افسوس ہے کہ اس تالاب مین پانی نہین
ٹھہرتا بارش کے وقت جو جمع ہوتا ہے جذب ہوجاتا ہے اگر پانی ٹھہرا رہتا تو ایسے جنگل مین اس تالاب کا ہونا

غنیمت و فایدہ بخش تھا البتہ اگر سرکار اسکی زمین پر جو نہر کی تہ ڈالا دیوے تو پانی ادس خشک مین جلب ہو اور خلقت کو بڑا فایدہ پہونچے — آبادی اس قصبہ کے بارگنایٹر واقع ہے شکار ہرن وغیرہ کا بہیان تب دستیاب ہوتا ہے ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران ورک و نہرائی و قانونگویان ہے عمارت اسکی پختہ و خام چار سو اٹھاسی گھر اور بیالیس دوکانین اور ایکہزار سات سو اکہتر مردم شماری ہے چونکہ قصبہ شیخوپورہ کے ذکر مین اتفاقاً راجہ ہربنس سنگہ جاگیردار کا ذکر آگیا ہے مناسب ہے کہ اس عزت دار رئیس لاہور کا حال بھی جو اتفاقاً ہوا وہ یہہ ہے کہ موضع انگیٹی ضلع میرٹھ مین سے ایک شخص خوشحال نام گوڑ برہمن تلاش روزگار کے لیے لاہور آکر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے لشکر پلٹن ہونکل سنگہ مین سپاہی مقرر ہوا ایک رات پہرہ اسکا خاص سمن برج تھا اور مہاراجہ رنجیت سنگہ نے دل تنہا نہ سے باہر آکر بنظر امتحان سپاہیان پہرہ متغیر لباس پھر اندر جانیکو مستعد ہوا خوشحال سپاہی نے روکا مہاراجہ نے نمانا اور اندر گہسنے لگا خوشحال نے وہیں پکڑ لیا اور بستنے رکھی رات نہ جانا اسواسطے پہرہ مین رہنے دیا بعد ازان معلوم ہوا کہ خود مہاراجہ تھا مہاراجہ نے اس ہشیاری کے عوض مین وسیہ کمال مہربانی کی اور جمعدار ڈیوڑھی کا بنا دیا پہر تو دن بدن عزت اسکی بڑہنے لگی او سلطنت کے ارکین مین سے شمار ہونے لگا اسنے اپنا مذہب چہوڑ کر سکہی مذہب قبول کیا اور اپنے بھائی رام سنگہ اور تیجا سنگہ برادرزادہ کو بھی سکہہ بنا کر جرنیلی فوج کی دلوادی اس شخص نے لاہور و امرتسر مین بڑی بڑی عمارتین بنوائی ہین جو اب تک موجود ہین ۱۸۴۴ء مین جمعدار خوشحال سنگہ مرگیا اور سردار بہگوان سنگہ اوسکا بیٹا جاگیردار فتحگڈہ کا موجود ہی اوسکی فیاضی کا تمام زمانہ معترف ہے قیام اوسکا امرتسر مین ہے اور سردار تیجا سنگہ جمعدار خوشحال سنگہ کا برادرزادہ انگریزون کا بہت خیرخواہ تھا انگریزون نے اوسکو راجگی کا خطاب بخشا اور جاگیر کثیر عنایت کی وہ ۱۸۶۳ء عیسوی مین مرگیا اوسکے بعد راجہ ہربنس سنگہ راجہ تیجا سنگہ کا برادر [illegible] کے شکم سے ہی اور اوسکو راجہ تیجا سنگہ نے متبنی کیا ہوا تھا جانشین ہوا اوسکی جاگیر مین قصبہ شیخوپورہ معہ دیہات جسکی جمع پچپن ہزار چار سو پچیس ہے اور ایک بیٹا صلبی راجہ تیجا سنگہ کا نرندر سنگہ نام بھی موجود ہے وہ بھی جاگیر مین شریک سہیم ہے

قصبہ پنڈی بھٹیان

گوجرانوالہ کے ضلع کے متعلق یہہ ایک قصبہ آباد ہے اسکی بنیاد کا حال اسطرح پر واضح ہوا کہ اکبر بادشاہ کے وقت مین اجلالہ زمیندار قوم بھٹی نے اسکو آباد کرکے نام اسکا پنڈی بھٹیان رکہا یعنی ہندو لوگ گانو اور پنجابی زبان مین گانو کو کہتے ہین اور پنڈی چہوٹی کو آبادی کا نام ہی پورا بادشاہی اوسوقت تک کہ سلطنت چغتائیہ ضعیف ہوگئی یہہ گانو اجلالہ کے اولاد کے قبضہ مین رہا جب سکہون کی شاہنشاہی کا وقت آیا تو بھی جلال [illegible] نے اپنی حکومت علیحدہ قایم رکھی اور سکہا تھوڑا ۱۸۵۹ء بکرمی مین مہاراجہ رنجیت سنگہ بہت سی فوج لشکر زمینداران قوم بھٹی کے تادیب کو سوار ہوا اجلالہ

چند لڑائیون کے بعد قصبہ جلال پور بھٹیان فتح کیا پھر اس قصبہ پر یورش کی جلال خان اپنی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پیش آیا اور متصل عیدگاہ کے آپس مین لڑائی ہوئی پہلے بھٹی خوب لڑے آخرکار توپ کے خوف سے بھاگ نکلے جلال خان بھی جھنگ سیالان کی طرف بھاگ گیا سکھی فوج نے قصبہ کو خوب لوٹا سب زمیندار ملکیت سے بیدخل کیے گئے اگرچہ پھر جلال خان اور اسکا کنبہ مہاراجہ کے فوج مین نوکر ہو گیا مگر ملکیت اوسکو نہ ملی اوسکے مرنے کے بعد اوسکے بھائی مستی خان اور آسکے بیٹے رحمت خان نے بھی مہاراجہ کی نوکری کر لی اور گذارہ کرتے رہے آخر مہاراجہ دلیپ سنگھ کے آخر سلطنت کے وقت جب سردار چتر سنگھ و شیر سنگھ اٹاری والے نے اسطرف شورش و فساد برپا کیا اور سرکار انگریز کے ساتھ کئی لڑائیان لڑا تو اس گاؤن کے رہنے والے سرکار انگریزی کے خیرخواہ رہے اور رسد کی کامل امداد لشکر کو پہونچاتے رہے اس خدمت سے سرکار اونپر مہربان ہوئی اور تمام ملکیت گاؤن کے اصلی مالکان جدی کو عنایت کر دی اور مکانات اونکی جو بمدت مدید سے ضبط ہو چکی تھے واپس دلائی چنانچہ آجتک قصبہ مین ایک مقبرہ قدیمی پختہ مسمی خیر محمد کا یہان بنا ہوا ہے اور سابق جو قلعہ بنا ہوا تھا وہ اب مسمار کرا دیا گیا ہے سرائے اور تھانہ سرکاری یہان موجود ہین گھوڑون کے زین پنجابی طور کے یہان نفیس بنتے ہین اور روغن زرد کی تجارت بہت ہوتی ہے بلکہ اس علاقہ کا گھی دور دور تک جا کر فروخت ہوتا ہے عمارات اسکی پختہ و خام ایکہزار پانسو گھر اور تین سو دوکانین اور پانچہزار چھیالیس مردم کا بستہ اور رحمت خان نمبردار ذیلدار مقرر ہے اس قصبہ مین سوت کا بیوپار بھی بہت ہوتا ہے اور بیوپاری دور دور سے خریدنے کو آتے ہین خصوصاً پشاور و کابل کی طرف یہانکا سوت بہت جاتا ہے ۔ +

کوٹ بارچھہ المعروف جلال پور بھٹیان یہ قصبہ متعلق ضلع گوجرانوالہ آباد کیا ہوا زمینداران قوم بھٹی کا ہے عرصہ ایکسو بارہ برس کا گذرا ہے کہ مسمی بارچھہ زمیندار قوم بھٹی نے بوقت ضعف سلطنت مغلیہ و حالت خودسری اپنی کے یہ گاؤن آباد کیا اور نام اسکا کوٹ بارچھہ کہا چونکہ اس سے پہلے قصبہ جلال پور اسکے قرب مین آباد تھا اسکا نام بھی جلال پور مشہور ہوا ہنگام شورش سکھان مین اس قصبہ کے حاکم نے کسیکی اطاعت نہ کی آخر مہاراجہ رنجیت سنگھ سمت ۱۸۵۹ بکرمی مین حملہ آور ہوا اور زمیندار یہان کے لڑائی مین مغلوب ہوئے رنجیت سنگھ نے قصبہ کو خوب لوٹا اور مالکون سے ملکیت چھین لی جبتک رنجیت سنگھ کی سلطنت رہی ملکیت ضبط رہی واپس نہ ہوئی آخر جب سرکار انگریزی کا لشکر سردار چتر سنگھ و شیر سنگھ اٹاری والہ مفسدان کے سرکوبی کو اسطرف آیا اور اس قصبہ کے زمیندارون نے خدمات رسد رسانی کی نمایان کین تو سرکار نے اصلی مالکون کو اونکی ملکیت پر قابض کر دیا ایک خانقاہ نعمت علیشاہ کی اس قصبہ مین ہے جہان ہر سال میلہ ہوتا ہے یہ بزرگ فقیر خدارسیدہ قوم کے بھٹی تھے اب اونکی اولاد بانسو

پندرہ روپیہ سالانہ وجہ پنشن سرکار انگریزی سے پاتی ہے اس قصبہ کی زمین مین خربوزہ بہت اچھا شیرین ذائقہ دار خوشبو ہوتا ہے پختہ اسکا شہر پناہ ہے مکانات شہر کے بھی پختہ بنے ہوئے ہین ایکہزار ایکسو چھیاسی گھر اور ایکسو تیس دوکانین اور دو ہزار پانسو تراسی مردم شماری ہے قادربخش نمبردار قصبہ کا ذیلدار مقرر ہے۔

جنڈیالہ شیرخان پختہ آبادی کا قصبہ متعلقہ ضلع گوجرانوالہ شیرخان افغان کا آباد کیا ہوا ہے وہ شیرخان اکبر بادشاہ چغتائی کے عہد مین شاہی امیرون اور نوکرون مین سے تھا اور متصل اسکے ایک اور بستی آباد کر کے اوسکا نام شیرکوٹ رکھا اور دونو قصبون اور بستیون کا ایک ہی نام قرار پایا چونکہ اس آبادی سے اول مقام پر ایک پرانا تھیہ یعنی ٹیلہ کسی پرانی آبادی کا موجود تھا اور لوگ اسکو جنڈیالہ کہتے تھے جنڈیالہ کا لفظ اسکے نام سے علیحدہ ہوا اور رفتہ رفتہ جنڈیالہ شیرخان مشہور ہوگیا شیرخان بانی کے عمارات سے ایک باولی اور ایک تالاب پختہ موجود ہے اوس باولی کے تاریخ کسی اوستاد نے منظوم کر کے اوسپر لکھ رکھی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باولی ۹۷۲ ہجری مین تعمیر ہوئی وہ قطعہ تاریخ یہ ہے **قطعہ تاریخ** بعہد شہنشاہ اکبر لقب * ہمایون نسب خسرو کامیاب * بفرخندہ سید غزنوی * رفیع المکان خان عالی جناب * بنا کرد چاہے بہین کرم * کہ شد رشک سرچشمہ آفتاب * ز دریوزش بود دلو گردون خجل * ز چرخش بود چرخ در پیچ و تاب * بتاریخ او گفت ہاتف بسن * بہ از چاہ نخشب بود در جواب * مادہ تاریخ اس قطعہ کا بہ از چاہ نخشب ہے جس سے ۹۷۲ ہجری حاصل ہوتا ہے پہلی آبادی اسکی چھ بستیون پر منقسم تھی زمانہ شورش سکہان مین مسمی جے سنگہ المعروف بوڈا دل سنگہ اسپر متصرف ہوگیا اوسکے بعد سمت ۱۸۲۱ بکرمی مین سردار مہان سنگہ سکرچکیہ اسپر متصرف ہوگیا اوسنے یہ قصبہ مسمی اتر سنگہ گڑیالیہ کو بطور جاگیر دیدیا اوس وقت چھ بستیون کی ایک بستی قرار پائی اب ملکیت اسکی بقبضہ قوم افغان وغیرہ ہے گہوڑون کی زین اور پاپوش اس قصبہ مین عمدہ بنتی اور تیار ہوتی ہے یہ ایک رسم ہے کہ جب اسکی بارش باران ہوجاتا ہے اور مینہ نہین برستا تو مسلمانون اور ہندون کے عورتین باہتمام تمام گہرون سے نکلکر باولی پر جمع ہوجاتے ہین اور خداتعالی کی جناب مین بارش ہونے کے لئے دعا مانگتے ہین اکثر اوقات اونکی دعا قبول ہوجاتی ہے اور بہاگ کر گہر نہین آتے ہین اگر شاید اوس روز بارش نہ ہو تو دوسرے تیسرے روز تو ضرور ہی بارش ہوگی عمارت اس قصبہ کی اکثر پختہ ہے سات سو گہر اور پچیس دوکانین اور دو ہزار پانسو تراسی مردم شماری ہے قصبہ کے لوگ اکثر نوکری پیشہ بھی ہین **موضع وٹھکی** عرصہ چارسو پچاس برس کا گذرا ہوگا کہ مسمی وٹھی زمیندار قوم تارڑ نے یہ قصبہ آباد کر کے اسکا نام وٹھکی رکھا اور آبادی ہے کبھی ویران نہین ہوا اگرچہ تھیہ یعنی ٹیلے پرانی آبادیون کے اسکے حد کے اندر موجود ہین زمانہ عملداری سلطنت

مغلیہ مین جب گکھڑ حکومت برہم ہوگئی تو بھی حسن محمد زمیندار قصبہ ہذا بھی خودسر ہوگیا اور اوسپر چند بار عزت بخش زمیندار موضع کورلو نے حملے کئے اور آپسمین لڑائیان ہوتی رہین ابھی یہہ دونو لڑ ہی رہے تھے کہ سردار دھیان سنگھ جیکے ان دونو پر حملہ آور ہوا اور غالب ہوکر دونو گانو اپنے تصرف مین کرلئے اب بھی ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران تارڑ ہے عمارت اسکی اکثر خام ہے چارسوساٹھ گھر آبادی اور بارہ دوکانین اور دو ہزار تین سو نوے مردم شماری ہے اور گانو متعلق ضلع گوجرانوالہ ہے زمیندار آسودہ حال ہین ٭

خانقاہ ڈوگران صاحب عرصہ تین سو تیس سال کا گذرا ہے کہ حاجی دیوان صاحب ساکن موضع لادوانہ متعلقہ ضلع لاہور فقیر خدا پرست اسجگہہ پر بیٹھکر خدا کی عبادت مین مشغول ہوئے اور اوس وقت یہی سوہو قوم ڈوگر اسمقام پر بطور رہزنہ بدوشوں کے رہتا تھا وہ حضرت کا مرید ہوا اور چار دن کے بعد لوگ اونکی کرامت کا شہرہ سنکر اونکے مرید ہونے لگے اور بڑا اجتماع مریدون کا اونکی خدمت مین ہوتا تھا کہ صورت آبادی کی قایم ہوگئی اور بہت سے لوگون کو صحبت حضرت کی پابند ہوگئی کہ اونھون نے سکونت یہان کی مقرر کرلی سنہ ایکہزار گیارہ مین حضرت فوت ہوکر یہان دفنائے گئے کسی شاعر نے اونکی تاریخ وفات اسطرح لکھی ہے **تاریخ وفات** ہر کہ خواہد مراد از دل وجان ٭ سید بدشاہ نعمت اللہ دان ٭ والی تھہ خود فصیح زبان ٭ سال تاریخ او زروضہ بخوان ٭ اس روز سے نام اسکا خانقاہ ڈوگران مشہور ہوا اور واضح رہے کہ نام حضرت کا شیخ اسماعیل اور بیعت حضرت کو سلسلہ سہروردیہ مین بخدمت شیخ دم نوح سندھی کی حاصل ہوئی اور ولایت و کرامت مین کمال پایا پھر حضرت کی سب اولاد نے تمام ملکیت اس گانو کی بھی مولن شاہ کو جو چوتھی پشت سے حضرت کے مزار پر سجادہ نشین تھا ہبہ کردی شاہ زمان بادشاہ کی آمد و رفت کے وقت ایکمرتبہ گانو لوٹا گیا اور تھوڑے عرصہ تک گانو ویران رہا پھر آباد ہوگیا حافظ مزار کا بارونق ہے چار روضہ پختہ اور ایک مسجد عالیشان بنی ہوئی ہے اس خاندان کے اب بھی بکثرت مرید ہین اور تمام علاقہ اس خاندان کا دل وجان ادب کرتا ہے اور ان کی اولاد کے واسطے ایکہزار تیس روپیہ سالانہ جاگیر سرکار سے مقرر ہے سرکاری تھانہ پولیس کا اس قصبہ مین مقرر ہے قصبہ بارونق ہے عمارت اسکی خام ہے اور پختہ تھوڑی اور مالک زمینداران قوم ڈوگر ترانوے گھر اور نو دکانات یہان ہین اور چارسو گیارہ مردم شماری ہے ٭ **موضع جوہڑ کا نہ** چارسو سال کا عرصہ گذرا ہوگا کہ پہلے پہل جوہڑ زمیندار قوم ورک نے اس گانو کو آباد کیا اور موضع راجہ سے اوٹھکر یہان سکونت کی چونکہ وہ ایک آنکھ سے کور تھا اور کانا پنجابی زبان مین ایک آنکھ والے کو کہتے ہین اسلئے اس گانو کا نام بھی جوہڑ کانا مشہور ہوگیا زمانہ ضعف سلطنت مین جب آمد آمد فوج افغانی کی اسطرف سے ہونے لگی تو اس گانو کو بھی سپاہیون نے لوٹ لیا

اور گھرون کو جلا دیا اور کسیقدر مدت تک اس گانو کے زمیندار موضع چھبر مین سکونت پذیر رہے جب اوس فوج کی آمد ورفت ہوچکی تو دوبارہ یہہ گانو آباد کیا پھر جب یہہ قصبہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے قبضہ مین آیا تو باہم زمینداران اس بستی کے ایسی نزاع وعداوت قایم ہوئی کہ چند آدمی مارے گئے اور مہاراجہ نے دس ہزار روپیہ جرمانہ بزور انہی گانووالون سے وصول کیا اس جرمانہ کے بعد باہم صلح تو ہوگئی مگر اتفاق آبادی جدید جیسی آبادی تھی کے پاس قایم ہوگئی سکہی عملداری کے اخیر مین جب مہاراجہ شیر سنگہ جیلہ بھائی بیر سنگہ کا سرکار انگریزی کے برخلاف مفسد ہوکر بہاگا گانو اس گانو مین آیا گانووالون نے اوسکی خاطر کی سامان خورد ونوش اوسکو دیا جب فوج اوسکی گرفتاری کو آئی تو اوسکو بہگا دیا اس جرم مین سرکار نے یہہ گانو جلا کر خاک کردیا اور گانووالون کی ملکیت بہی ضبط کی کسیقدر مدت کے بعد سرکار پھر مہربان ہوئی اور بستی آباد ہوئی ایک مکان متبرک اوسمین رہنے کا بھی یہان تھا اور لنبی جسکا نام منگانہ اور سوداگہر ا کہا ہوا ہے جا سو روپیہ سالانہ کی جاگیر اوس مندر کے متعلق ہی دوبیہ اوس مکان کا یہہ ہے کہ بابا نانک سیر کرتا ہوا یہان آیا اور بہت سا اسباب یہان بیٹھکر اوسنے خیرات کیا اور فرمایا کہ یہہ گہر اسودا ہے یعنی اسمین نقصان نہین ہوا اوس روز سے یہان مندر بن گیا اور سوداگہر اسکا نام قرار پایا عمارت اسکی خام ہے پانسو پندرہ گہر اور چہتر دوکانین اور دوہزار ایکسو چہیاسی مردم شماری کی اور الوکہہ سنگہ نمبردار اس گانو کا ذیلدار مقرر ہی اس گانو مین بادہ گاو وگاو میش عمدہ پیدا ہوتی ہے ۔+

موضع چھبر ایکسو چھبیس برس کا عرصہ گذرا ہے کہ یہہ آبادی ہی چنون زمیندار ورک نے موضع سیکہ وال متعلقہ ریاست جمون سے آکر آباد کی اور ریاست نام دادا اپنے کے جسکا نام چھبر تہا اسکا نام بہی چھبر رکہا تہا عہد سلطنت مغلیہ مین یہہ گانو گنڈا سنگہ بہنگی کے قبضہ مین آگیا اوسنے یہان ایک قلعہ بنوایا پھر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد مین یہہ گانو مسمات راجکوران والدہ مہاراجہ کہڑک سنگہ کے جاگیر مین ملا اور مہاراجہ کہڑک سنگہ اسی مقام پر مشغول ہوا سرکار انگریزی کی عملداری مین وہ قلعہ گرایا گیا پھر جب شورش مولراج وسردار چتر سنگہ وشیر سنگہ کے برپا ہوئی تو عطر سنگہ دہاریوال مفسد نے یہان آکر فوج نوکر رکہنی شروع کی اوس فوج مین اس گانو کے لوگ بہی بہت نوکر ہوئے سرکار انگریزی نے اس جرم مین بعد فتحیابی اس گانو کو لوٹ کر ویران کردیا مگر چند ماہ کے بعد پھر آبادی کا حکم نافذ کیا اس بستی مین زمینداری قوم ورک کی ہے عمارت قصبہ کی خام ہے چار سو چہیاسی گہر اور ستر دوکانین اور دوہزار بائیس مردم شماری کی ہے ۔+ —

موضع کولوتارڑ عرصہ تین سو برس کا گذرتا ہے کہ مسمی کولو تارڑ نے موضع سیدو علاقہ گجرات سے آکر کنارہ نالہ دیکہ صرف اپنی سکونت بطور خانہ بدوشان کے مقرر کی اور موضع احمدپور اور دہنکا سے کچہہ زمین مستعار لیکر کاشتکاری شروع کی اور اسکے قیام کے سبب سے اور بہی چند زمیندار مفلس ومحتاج اسکی پاس نشست

پذیر ہوئی اتفاقاً ایکدفعہ کوکو کی لڑائی زمینداران احمدپور کے ساتھہ ہوگئی اور دو تین خون ہوگئی جسکے عوض
کوکو کے چھہ بیٹے اور خود کوکو پھانسی ملا اور بستی ویران ہوگئی صرف سمات رادھی کوکو کی زوجہ جو حاملہ تھی
باقی رہ گئی وہ بھی خوف کے مارے جنگل مین نکل گئی وہان اسکو ایک فقیر خدا پرست ملا اوسنے اوسکی حال زار
پر رحم کھاکر فرمایا کہ تیرے شکم مین جو لڑکا ہے وہ صاحب اقبال ہوگا مگر جب پیدا ہو تو اوسکو مسلمان بناکر
مسلمانی نام سے موسوم کرنا عورت نے ارشاد فقیر کا قبول کیا جب لڑکا پیدا ہوا تو اوسکا نام مرزا رکھا
اور ختنہ کراکر مسلمان بنایا جب بڑا ہوا تو صاحب حوصلہ و داعیہ نکلا بادشاہ کے دربار مین اوسکی پہنچ
ہوگئی بادشاہ نے چالیس بھات ملکہ قوم تارڑ کا اوسکو مقدم و چودہری بنایا اوسنے پھر یہہ قصبہ آباد
کرکے اسکا نام کوٹ تارڑ رکھا اوسدن سے برابر آباد ہے سکھون کے شورش کے وقت سردار مہان سنگہ
سکرچکیہ نے چاہا کہ اسپر قابض ہوجاے تو سب قوم نے اتفاق کرکے اوسکا مقابلہ کیا اور اوسکی اطاعت منظور
نکی مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اونکو مطیع کیا اور ایک تہانہ اس قصبہ سے بفاصلہ آدہ کوس کے واقع ہے
اوسکو اسکنبہ کہتے ہین حال اوسکا اسطرح پر مشہور ہے کہ راجہ اسکنب جو راجہ سالباہن والی سیالکوٹ کا نواسا
تھا یہان شہر آباد کیا تھا وہ بسبب انقلاب زمانہ کے اجڑ گیا نالہ ڈگ بھی اوسی زمانہ سے جاری ہے اس نالہ
کے کنارے پر ایک قطعہ زمین نہایت سفید رنگ کے ہے اوسکو لوگ اسلیے متبرک جانتے ہین اور کہتے ہین کہ
پیر عبدالقادر نامی فقیر خدا رسیدہ اس جگہہ پر آکر بیٹہا تھا اوسروز سے اس زمین کا رنگ بدل گیا تہا اکثر اہل
قصبہ کے زمینداران قوم تارڑ ہین عمارت اسکی خام پانسو سٹہ گھر اور اٹھتیس دوکانین اور آٹھہ ہزار آٹھہ سو
اکہتر مردم شماری ہے اور ایک مسجد پختہ اور ذیلدار مقرر ہے اور عہد اکبر بادشاہ مین یہان دو فقیر سید گونکہ
داس و سیروا اس پرگنہ کے صاحب عبادت ہوئے تھے اونکی سمادہین موجود ہین وہان میلہ ہوتا ہے ۰

موضع اچھیان والی یہہ گانو پرانی آبادی کا ہے اور مشہور ہے کہ راجہ بکرماجیت کے عہد مین
اوسکے رشتہ دارون مین سے ایک شخص اچھا نام ملک پنجاب مین حاکم و جاگیردار تھا اوسکے حکم سے پہلی پہل
یہہ آبادی قایم ہوئی کسیقدر مدت کے بعد وہ آبادی برباد ہوگئی اور مدت مدید تک ویرانہ جنگل پڑا رہا
پہر مسمی امرو قوم جاٹ نے یہہ گانو آباد کیا اور امرکوٹ نام رکہا مگر وہ نام قایم نہوا وہی پہلا نام برقرار
رہا وہ سمرہ بانی کی اولاد اب تک موجود ہے جسکا شجرہ اٹھارہ پشت کے بعد اوس سے ملتا ہے عمارت اسکی
پختہ و خام ہے چارسو بیس گھر اور گیارہ دوکانین اور دو ہزار دوسو بارہ مردم شماری ہے یہہ گانو
سرجن مع اس کہتری فقیر نے مذہب تازہ سرجن داسیہ ایجاد کیا ہے اس قصبہ مین رہتا ہے اسکے
اصول گلاب داسیہ مذہب کے ساتھہ ملتے ہین جسکا ذکر مذاہب کے ذکر مین مذکور ہوگا اور ایک سمادہ شاہ

فقیر کی یہان موجود ہی ہر سال ماہ چیت کے تیسری تاریخ میلہ ہوتا ہے **موضع جہکی** عرصہ چہ سو سال
برس کا گذرتا ہے کہ جہلے مسمی جہکی زمیندار ورک نے یہہ قصبہ آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر جہکی رکہا زمانہ
ضعف سلطنت مغلیہ مین زمینداران قوم کہرل نے اس قصبہ مین بے درپے حملے کیے اسواسطے آبادی ویران
ہوگئی اور زمیندار یہان سے اوٹھہ کر قلعہ شیخوپورہ مین سکونت پذیر ہوئے جب مہاراجہ رنجیت سنگہ کا
قبضہ قلعہ شیخوپورہ پر ہوا تو یہانکے زمیندار وہان سے نکلکر جنگل لکہی مین جا رہے اور مہاراجہ شیرسنگہ کے
وقت تک جا بجا سکونت کرتے رہے کہین اصلی مقام اونکو نملا آخر مہاراجہ شیرسنگہ نے انکو اجازت دی
کہ اپنی اصلی مقام پر آکر قابض ہون چنانچہ اونہون نے دوبارہ یہہ گانو آباد کیا ایک خانقاہ میران شاہ
بہلول قادری کی جو مشہور بزرگان پنجاب سے ہی یہان بنی ہوئی ہے ہر سال ماہ چیت کے بیسوین تاریخ
وہان میلہ ہوتا ہے مالک اسکی زمینداران قوم ورک ہین عمارت اسکی خام ہے دوسو اکیاسی گہر اور
اٹھارہ دوکانین اور نوسو چوراسی مردم شماری ہی فوجدار سنگہ جہانکا نمبردار ذیلدار ہے یہی اور
شورہ قلمی تحفہ یہان بنتا ہے تجارت اوسکی ہوتی ہی **موضع چک بہٹی** یہہ گانو آباد کیا ہوا
عالم خان زمیندار قوم بہٹی کا ہے اوسنی یہہ گانو آباد کر کے چک بہٹی نام رکہا قریب ڈیڑہ سو برس کے عرصہ
سے یہہ برابر آباد ہے زمینداران قوم بہٹی اسکے مالک ہین عمارت اسکی خام و پختہ ملی ہوئی ہی چار سو چہیانوے
گہر اور چہہ دوکانین اور دو ہزار چار سو ستتر مردم شماری ہے **موضع سہروہ المعروف
میان علی** زمانہ قدیم مین اسجگہہ ایک شہر اودہونگری آباد تہا جسکو راجہ جوال نے آباد کیا تہا
راجہ کا مرد ہے ہی نے اوسپر غالب آکر یہہ شہر لے لیا اور آبادی کو رونق دی بعد ازان کسی سبب سے یہہ ویران
ہوگیا بعد کیقدر مدت کے میان علی نام فقیر قوم سیرا صاحب کمال موضع لالی ضلع شاہپور سے اسجگہہ
آکر سکونت پذیر ہوا اوسکے مرید بیشمار قوم مین ہوگئین اوسنے یہان آبادی کی صورت بنائی اور نام موضع
کا اوسی کے نام سے موضع میان علی قرار پایا پہر چند سال کے بعد اسکی آبادی جاتی رہی تو مسمی سہرو نام قوم
ڈوگر نے اسکو آباد کیا اور نام سہروہ میان علی نام مقرر ہوگیا پہر شیرشاہ بادشاہ افغان قوم سور نے اسجگہہ ایک
پختہ مسجد بنوائی جو اب تک موجود ہی اور میان علی فقیر کا مزار بھی پختہ بنا ہوا موجود ہی زمانہ ضعف سلطنت
مغلیہ مین پہر یہہ گانو بے چراغ ہوگیا سوای مجاوران خانقاہ میان علی کوئی شخص یہان مقیم نرہا ابتدا
عملداری سرداران مہان سنگہ مثل شکرچکیہ مین تہوڑا سا آباد ہوکر پہر ویران ہوگیا مجاوران خانقاہ پہر بھی یہان موجود
رہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد مین پہر یہہ آباد ہوا مالک اسکی زمینداران قوم سیرا اور سہروہ مین شورہ
اس قصبہ مین بہت بنتا ہے عمارت اسکی اکثر پختہ ہی ایکسو سولہ گہر اور چار دوکانین اور چار سو گیارہ مردم شماری

ہے گاؤں متعلق ضلع گوجرانوالہ کے ہے موضع جلال پور کہنہ زمانہ قدیم مین اس جگہ ایک قصبہ
جلال پور نام آباد تھا اوسکا نشان ویرانہ پڑا ہوا تھا تعمیر کردہ عرصہ چار سو ساٹھ برس کے سمیان ناصر و کہوکہر
زمینداران قوم کہوکہر نے اوسکو آباد کر کے قدیم نام پر موسوم کیا پہر افغانی فوج کی آمد و رفت کے وقت افغانون
نے اسکو لوٹ کر ویران کر دیا چند روز ویران پڑا رہا پہر سیمی تہہ نامی بہٹی نے نئی آبادی متصل پرانی آبادی
کے آباد کی اور پرانی آبادی سے جگہ بہی آبادی ہو گئی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت بہی زمینداران اس گاؤن
کے مقابلہ پر آئے ہوئے اور بڑی لڑائی ہوئی اوسکے بعد مطیع ہو گئی ایک خانقاہ حضرت سلطان فقیر کے یہان مشہور ہے
ہر سال بہاگن کے مہینے مین وہان میلہ ہوتا ہے عمارت اسکی پختہ ہے ایکسو ستائیس گہر نو دکانین اور نو سو
اڑتیس مردم شماری ہے قصبہ متعلق ضلع گوجرانوالہ کے ہے اور زمیندار آسودہ حال ہین **بدوملہی**
رچناب دواب مین یہ قصبہ موروثی زمینداران بدوملہی کا ہے اونکے سوا اور قومین بہی اسمین رہتی ہین
عمارت قصبہ کی کچی بہت اور پختہ کم ہے قصبہ کے گرد بہی خام دیوار ہے مگر مسجد پختہ تعمیر ہوئی ہوئی ہے علاقہ اسکا
سرسبز و سیراب دریا سے راوی کے کنارے پر ہے غلہ بہت پیدا ہوتا ہے دریا سے چناب و وزیر آباد سے یہان
سے بیس کوس پر ہے **سہرووال** رچناب دواب مین یہ ایک قصبہ موروثی راجپوتون کا ہے
قصبہ کی عمارت کچی پکی ملی ہوئی ہے اکثر ادنی گہر ہین دو دکانین ہین **نارووال** یہ قدیمی شہر
راوی کے کنارے سے موروثی زمینداران قوم باجوہ کا ہے چار ہزار کے قریب گہر اور ڈیڑہ سو دکان
سکہون کے عملداری کے وقت یہان آباد تھا اب اور بہی زیادہ ترقی ہے اسمین خوجے شیعہ مذہب
بہت رہتے ہین جو سادات شمسی کے مرید ہین وہ سید بہی شیعہ مذہب رکہتے ہین محرم کے دنون مین یہان ماتم کی
مجالس بہت ہوتی ہین سید شمسی سید شمس الدین ملتانی کی اولاد ہین جنکا مزار تکیہ روضہ ملتان کے باہر
موجود ہے اونکی کل اولاد شیعہ مذہب رکہتی ہے مگر خاص حضرت کا شیعہ ہونا ثابت نہین ہوتا کیونکہ سلطان
غزنوی کی ہین اونکی منکوحہ تہی اور سلطان محمود شیعہ مذہب اون کا سخت دشمن تھا اگر سید شمس الدین
شیعہ ہوتے تو یہ رشتہ اونکو کبہی ملتا نارووال کی عمارت کچی پکی ملی ہوئی ہے اور قصبہ کے پاس سکہون
کے وقت ایک قلعہ بہی بنا ہوا تہا مگر اب گرا دیا گیا ہے شہر کے باہر ایک قدیمی پختہ باغ بہی موجود ہے
بہلووال رچناب دواب مین متعلق ہے ایک قصبہ دریای راوی کے دہنی کنارے سے ... فاصلہ
تیس میل اور شہر لاہور سے بفاصلہ ... میل آباد ہے عمارت قصبہ کی اکثر خام ہے یہان ایک قوم سکنہ
... **ہاسی** رچناب دواب کے علاقہ مین ہے ایک قصبہ بائین کنارے چناب کے لاہور سے ... میل
بسمت مغرب شمال کی طرف آباد ہے **ہسالی** یہ قصبہ رچناب دواب مین دہنی کنارے دریای راوی کا

سے آبادی ہے جب راوی مین طغیانی ہوتی ہے تو اسمقام پر دریا پانسو بیرہ گز چوڑا ہوجاتا ہے اور عمق بھی بارہ فٹ سے کم نہین ہوتی آبادی اس قصبہ کی اوس سڑک پر ہے جو لدھیانہ سے براہ امرتسر اٹک کو جاتی ہے میانی کا گھاٹ بھی ایک مشہور گھاٹ ہے سردی مین دریا اسمقام پر بہت جگہ سے پایاب ہوجاتا ہے **چک قاضیان** یہ ایک قصبہ مشہور و معروف سیدون کا رچناب دوآبہ کے علاقہ مین ہے اکبر بادشاہ کے وقت سے قضا اس علاقہ کی سیدون کے سپرد تھی اور یہ سید شاہ بدیع الدین شہید چشتی بغدادی کی اولاد ہین جنکا مقبرہ موضع سہاری مین زیارتگاہ خلق ہے غلام محی الدین عرف بوٹے شاہ کتاب تواریخ پنجاب مین لکھتے ہین کہ شاہ بدیع الدین ہمایون بادشاہ کے سلطنت کے وقت اسملک مین آئے ایک روز حضرت متوجہ بیٹھے تھے کہ گوجر مسلمان مرید آپکے زمیندارون بلمیون سے مار کھا کر آئے اور کہا کہ بلمیون نے ہمارے آدمیون کو قتل کر دیا ہے اگر آپ بددعا نفرمائینگے تو باقیماندہ کو بھی قتل کر دینگے یہ عرض سنکر حضرت اونکی مدد کے واسطے سوار ہوئے اور ایسے لڑے کہ شہید ہوگئے اور باوجودیکہ سرتن سے جدا ہوچکا تھا تو بھی جسم پر سر بدستور رہا اور کفار کو قتل کرتا جاتا تھا دو کوس تک برابر یہی حال رہا بعد ازان جسم بھی گھوڑے سے متصل موضع سہاری کے گر پڑا اور اوسی جگہ حضرت کا مقبرہ بنا اون حضرت کی دو مقبرہ ہین ایک تو سر مبارک کا مقبرہ دوسرا جسم کا دونو مقبرون مین دو کوس کا فاصلہ ہے اونکی شہادت کے بعد سید فیروز فرزند اونکے جانشین ہوئے اور اونکے صاحبزادے سید موسی نے استعداد ظاہری و باطنی علم حاصل کیا کہ اپنے وقت کے قطب ہوئے اونکی خدمت مین اکبر بادشاہ بہت اعتقاد رکھتا تھا ہر چند لاکھون روپیہ نذر گذرانا وہ قبول نکرتے آخر کچھ زمین خانقاہ کے متعلق کرکے ایک موضع اکبر پور نام آباد کرادیا اب اوسی اکبرپور کا نام قاضیون کا چک مشہور ہے اونکے بعد شاہ عصمت اللہ بڑے بزرگ ہوئے اور بادشاہ کیطرف سے تمام اس علاقہ کی قضا اونکے سپرد ہوئی شاہ جہانگیر اونکا بڑا معتقد تھا اوس زمانہ سے یہ سید قاضی مشہور ہوئے سید ابو الفتح محمد فاضل قادری بھی شاہ عصمت اللہ کی اولاد مین سے تھے آخر جب سکھون کا عمل و دخل اس علاقہ پر ہوا تو اونہون نے چاہا کہ موضع سہاری مین حضرت شاہ بدیع الدین کے مقبرہ کے پاس قلعہ بنوائین مگر ممکن نہوا جب اوس طرف کی دیوار بنواتے تو صبح کو گر جاتی آخر وہ عمارت ناتمام رہ گئی —

جسروٹہ یہ ایک قدیم اور مشہور قصبہ ہے آبادی اسکی شمال شرقی میدان متصلہ پنجاب کوہ ہمالہ کی بنیاد کے جنوبی حصہ کو واقع ہے کٹھوعہ راج اور ریاست اس شہر کی جمون سے علیحدہ تھی اب جمون کے ریاست کے شامل ہے قصبہ کی عمارت بہت خوشنما و پختہ و با موقع ہے رئیس کے مکانات عالیشان بنے ہوتے ہین قلعہ بھی اسکا مضبوط و مستحکم ہے جسکے چارون کونون پر چار برج بنے ہوئے ہین

بازار کشادہ اور اچھا ہے تجارت کثرت سے ہے زمینداری یہان راجپوتون کے ہے گردنواح
کی زمین یہان سے شمالی زمین اسکی کہ لیوہ ار ونا ہموار ہے تمام شہر مین لوگون کے پانی پینے کے
واسطے ایک ہی کنوان ہے نیچے قصبہ کے نہر اوجہ جاری ہے سب شہر والے اوسی نہر کا پانی پیتے ہین
نہر کے کنارہ کے اوپر باغ بہت ہین آم طرح طرح کے میوے اونمین پیدا ہوتے ہین اسکے علاقہ مین
گنا اور ہلدی اور ادرک کی بہت پیدائش ہوتی ہے **کہنوہ** یہہ شہر قدیمی موروثی راجپوتون کا ہے
اسمین اڈہائی ہزار گھر اور ڈیڑھ سو دوکان آباد ہے عمارت پتھر کی نام ہی بلکہ بہت سے لوگ چھپرون
مین رہتے ہین آبادی اسکی راوی کے کنارے کے اوپر واقع ہے راوی اسکے پاس بہت پھیلی ہوئی
اور پایاب چلتی ہے اور ایک یہہ بھی سبب ہے کہ زمیندار نہرین دریا سے کاٹ کر اپنے زراعتون کے طرف
لیجاتے ہین اور دریا مین پانی کم ہوجاتا ہے زمین اس سرزمین کی نہایت سیراب و سرسبز و دلپسند ہے
نہرون کی کوئی تعداد و شمار نہین ہے ایک نہر خاص شہر مین جاری ہے برسات کے موسم مین جب
اوسمین طغیانی ہوتی ہے تو اوسکے اوپر سے اوترنا موقوف ہوجاتا ہے ایک طرف کے لوگ دوسری
طرف جانہین سکتے اس علاقہ مین فصل [illegible] و خریف دونو اچھی ہوتے ہین راوی کا گذر جو اسکے پاس ہے
وہ کہنوہ کا گذر کہلاتا ہے اس شہر سے بسنت پور تک جہان راوی پہاڑ سے نکلکر میدان مین آتی ہے تمام
دریا پتھر ہی پتھر ہوا ہوا ہے کہنوہ کے پاس پاس نروٹ و لکہن پور دو اور قصبے موجود ہین جسکے حدود
آپسمین ملے ہوئی ہین **بسوہلی** یہہ قصبہ سوا اوس بسوہلی کے ہے جسکا ذکر پہلے تحریر ہوچکا ہے اسمین راجپوتون کی
زمینداری ہے اگرچہ بعض اونمین سے جسروٹہ مین رہتے ہین مگر زمینداری اونکی اس قصبہ کے متعلق ہے یہہ
قصبہ ایک بلند ٹیلے کے اوپر آباد ہے جسکے نیچے نہر اوجہ چلتی ہے فاصلہ اسکا جسروٹہ سے دس کوس
اور دریاے راوی سے بارہ کوس شمار ہوتا ہے اور جسقدر اراضی کہ دریاے راوی اور نہر اوجہ کے
درمیان ہے وہ نہایت اچھی زمین و سیراب و زرخیز ہے طرح طرح کا غلہ و نباتات اوسمین پیدا ہوتی ہین
مگر جو زمین کہ اس قصبہ کے نواح مین ہے وہ سخت و بلند و بے آب ہے کنوان [illegible] سو گز عمیق
ہوتا ہے بلکہ یہان سے پٹھان کوٹ کے حدود تک ایسی ہی زمین ہے اور یہہ نہر اوجہ اوسیر سے باقی ہوتی
کوٹ پٹھان کے پاس راوی سے نکالی گئی ہے اس شہر مین مقبرہ شیخ عبدالسلام چشتی کا ہو خواجہ فریدالدین
گنج شکر کی اولاد سے ایک ولی اللہ ہوگذرے ہین زیارتگاہ خلق اللہ ہے **سکھوات** دراصل جمون کے
متعلق یہہ جگہ جسپراٹ سرسبز علاقہ ہے اس جگہ مین قوم کجہ راجپوت کثرت سے رہتے ہین اور او نہین کی
مالکی زیادہ ہے اس باعث سے یہہ جگہ پچہ ات کہلاتا ہے چونکہ یہہ علاقہ اس دوابہ مین چناب کے کنارہ پر آباد ہے

صورت اور عجیب وضع کا ہی ہو اسواسطے اسکے حال کا اندراج کتاب ہین ضرور تر متصور ہو کر لکہا جاتا ہے
کہ اس علاقہ مین بہات نہر ہی بڑے نالے دریای چناب کے کہ جو دریا سے کچہہ ہی کم ہین جاری ہین اور ہر ایک نالے
سے بہت سی کولین یعنے نہرین بالکل دیہات نزدیک اپنی طرف کی زمین کی سیرابی کے واسطے کہود رکہی ہین
اور ان سے بعض کولین تو بہت بڑی ہین کہ وہ بہی گویا ایک ایک نالہ دریا کا معلوم ہوتی ہین پہر ہر ایک کولے
سے کئی نالیان اور آگین آبپاشی کے واسطے زمینداروں نے کہودی ہوئی ہین اس علاقہ مین اگر آدمی ایک گانو
سے دوسرے گانو جاوے تو ایک یا آدہ میل کے فاصلہ مین کئی نہرین اور کولین آتی ہین اور جسطرف نگاہ
نظر جاوے سوا اسے نالے اور نہر کے اور کچہہ نظر نہین آتا اسواسطے بسبب کثرت اجرای پانی کے یہہ کل علاقہ
ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتا ہے اور فصل اس علاقہ کی بسبب کثرت سیرابی کے بہت اچہی ہوتی ہے اور
اعلی اجناس آلو و کچالو ہلدی چاول گنا کانٹہہ و پونڈہ و شکر قندی اس علاقہ مین کثرت سے پیدا ہوتی ہین
باغات بہت ہین درختون کی یہہ کثرت ہے کہ گویا وہ تمام علاقہ ہی سایہ دار ہے آمب کے درخت زیادہ
اس علاقہ مین ہین سیالکوٹ کے ضلع مین اور جگہہ کہین نہین ہین دیہات کی اکثر خام عمارت ہی بلکہ چہپر ان کا
رواج بہت ہی مکانون کے اوپر چہت کے بدلے چہپر ڈالتے ہین کیونکہ بسبب کثرت سیلاب کے دیوارین ہمیشہ
گر جاتی ہین اور چہت کے بوجہہ کے برداشت اون دیوارون کو نہین ہوتی سردی اس علاقہ مین بہ نسبت اور
علاقون کے کم ہوتی ہے یہہ علاقہ اگرچہ سرسبزی و شادابی کے سبب عزت کشمیر ہے مگر کشمیریون کی طرح
یہان کے رہنے والے بہی چرکین پوشش و غلیظ ہین لباس میلے و صاف نہین رکہتے پانی کی تاثیر اور ہوا کی تری کے
یہان کے لوگون کا اکثر گلا بہی پہول جاتا ہے جسکو پنجابی زبان مین گلہڑ کہتے ہین گہوڑون کے واسطے
آب و ہوا اس زمین کی ناموافق ہے اسلئے گہوڑا یہان کا اچہا نہین ہوتا اور واضح رہے کہ جانب مشرق اور
جنوب علاقہ گجرات کے دریای چناب جاری ہے اور سرحد غربی پر دریا سے توی اور شمال کے طرف علاقہ مہاراجہ
جمون کا ہے اور چند نالے دریا سے چناب کے نکلکر اس علاقہ کو سیراب کرتے ہین انمین سے پانچ نالے بڑے
اور مشہور ہین ایک نالہ کہاک یہہ نالہ موضع خیری کے پاس دریا سے نکلکر اس علاقہ مین آتا ہی اور موضع اکہ کے
سرحد مین ایک اور شاخ دریا سے نکلکر اسکے شامل ہو جاتا ہے موضع سکہال کے حد مین ایک شاخ اسسے نکلکر
دریا مین جا پڑتی ہے اوس شاخ کا نام جاتاہ مشہور ہے متصل موضع کہوی پانڈا کے اور شاخ اسکے دریا کے
طرف جاتی ہے اوسکا نام چہوٹا کہاک ہی اور اصل نالہ کہاک متصل موضع ... دریا سے چناب سے مل جاتا ہے
دوسرا نالہ بہاگ ہی جو سرحد ملک مہاراجہ جمون مین دریای چناب سے علیحدہ ہو کر جاری ہوتا ہی اور متصل موضع
... کی دریا مین مل جاتا ہے تیسرا نالہ ہیرا ہو یہہ نالہ بہاگ کے نالہ سے الگ ہو کر موضع خیری کے مقام سے موضع ...

کو جاتا ہے وہاں جا کر اسکے دو شاخیں ہو جاتی ہین شرقی شاخ کا نام تو سیراخور ہے اور وہ شاخ موضع ڈوگران
متصل دریا میں ملجاتی ہے اور دوسری شاخ جھنگ سے غرب کیطرف جا کر بوچھو نام پاتی ہے اور قریب موضع
گرپال کے سیراخور میں آملتی ہے چوتھا نالہ غانو دھا ڈہی نخچ اسکا موضع بل علاقہ اکھنور ہے اور متصل موضع
سکاہ دریاے توی میں ملجاتا ہے پانچوان نالہ توی ہے جسکا ذکر علیحدہ تحریر ہوا ہے **اکھنور** یہ ایک
مشہور قصبہ چناب کے کنارے کوہستان اور میدانی ملک کے درمیان آباد ہے سات سو گھر اور بیس پچیس دوکانیں
اسمین ہین اور یہ ایک قوم راجپوت وغیرہ اسمین بستی ہے زمینداری و ملکیت راجپوتان جموال کی ہے
دریاے چناب اسکے نیچے نہایت تیزی و تندی سے چلتا ہے اور ایک گذر یہان واقع ہے شرق کیطرف
شہر کے ایک پختہ قلعہ چونہ و پتھر کا بنا ہوا ہے بارہ اوسکے برج ہین قلعہ کے اندر اچھے اچھے مکان اور عمارتین
اور کنوان اور باولی پختہ بنی ہوئی ہے جنوب بغرب کیطرف قلعہ کے ایک باغ میوہ دار موجود ہے **دہول**
یہ ایک قصبہ چناب دریا کے کنارے ایک ٹیلے کے اوپر آباد ہے اور نہر توی جسکا نام فارسی کتابوں میں دراوہ لکھا ہے
پہاڑون میں سے نکلکر اسی مقام پر چناب میں شامل ہوتی ہے اور دوسری نالہ تیری جموں کے نیچے سے بہتی ہوئی آتی ہے اوسکا شمول بھی دریاے چناب
سے اسی مقام پر ہوتا ہے اور دہول کے مقام پر ان دونو نہرون کا پانی دریا کے پانی سے الگ الگ چلتا ہوا دور تک نظر آتا ہے
بہمبر یہ قصبہ پہاڑ کے نیچے ایک مشہور قصبہ ہے کہ گذرون کے وقت اسمین بڑی رونق تھی کئی مسجدیں اور محل
پختہ موجود تھے اب بعض تو ہیں اور نہین سے خراب ہوگئی ہین قصبہ کا بازار بہت بڑا اور خوشنما و پختہ بنا
ہوا ہے جسمین ڈیڑہ سو دوکان ہے چارون طرف دیوار قصبہ کی بھی پختہ ہے جنوب و شمال کے طرف قصبہ کے
دو نہرین ہین جنوبی نہر مین تھوڑا سا پانی جاری رہتا ہے شمالی نہر مین آبادی سے دور تو ایسی زور سے
پانی چلتا ہے کہ چکیان اسپر چلتی ہین مگر جب وہ پانی قصبہ کے نیچے پہونچتا ہے تو زمین کے اندر ہی اندر گم ہو کر
چلا جاتا ہے پھر ڈیڑہ کوس پر آبادی سے آگے وہی پانی زمین سے باہر نکلکر اوسی اپنی راستہ میں جاری
شروع ہو جاتا ہے اور مشہور اسطرح پر ہے کہ اگلے زمانہ مین یہ نہر ایسی پر آب ہو کر بہتی تھی کہ عبور کرنی
سواے کشتی کے اس سے گذر نہین سکتی تھی ایکدفعہ ایک درویش سیف اللسان اس گذر پر آ پہونچا اور
ملاح سے کہا کہ مجھکو لوگون سے پہلے دریا سے اوتار دو ملاح نے جواب دیا کہ جب وہ لوگ جنہون نے مزدوری
دی ہے اوتر چکین گے تو تمکو بھی اوتار آجاؤنگا درویش نے کہا کہ مجھکو ان لوگون سے پہلے اوتارنا ضرور ہے ملاح
ہنسکر بولا کہ اگر تمکو بہت ضرورت ہے تو پانی سے راستہ مانگ لو درویش بولا بہت اچھا یہ کہکر قصبہ کے پانی
کی طرف دیکھا دیکھتے ہی پانی زمین میں دہنس گیا اور خشک زمین نمود ہوئی جب راستہ نکل گیا تو درویش نے
اپنا راستہ لیا اور ندی اوسی طرح اوس روز سے اوس مقام سے ڈیڑہ کوس تک برابر خشک ہے اس پر زمین

مین مولی بہت لمبی اور موٹی ہوتی ہے چنانچہ طول مین ایک گز سے اور موٹاپن مین آدمی کے ساق سے
زیادہ ہوتی ہے اس قصبہ کے نواح مین پہاڑ کے نیچے پانی نایاب ہے اگر کنوان کہودا جاوے تو پانی بڑا دور
نکلتا ہے اور بعض مقامات سے جسقدر کہودتے چلے جائین پانی نکلتا ہی نہین اور اوس ضلع مین جسقدر
آبادیان ہین وہان کے رہنے والون نے گانو گانو تالاب بنا رکھے ہوئے ہین برسات کا پانی اونمین جمع
ہوتا ہے اور وہی اونکے خرچ مین آتا ہے اگر برسات کے وقت پانی نہ برسے تو لوگون کو بہت دقت ہوتی ہے
دور دور سے گدہون پر پانی لادکر لاتے ہین زراعت اس قصبہ کی جسقدر کہ ٹیلون کے اندر ہے سب بارانی
ہے اور لوگ یہانکے سفاک بے باک رہزن غارتگر بادشاہون کے وقت بسبب کم آبی ملک اور کثرت جنگل
و بار و درختون کے فوج اسطرف کم مامور ہوتی تھی اور یہہ لوگ اپنے ملک مین خودسر رہتے تھے رنجیت سنگہ
کے وقت بھی بڑی مشکل سے اونہون نے اطاعت قبول کی تھی **دولت نگر** چج دوآب کے متعلق
ہے ایک قصبہ اوس سڑک پر جو وزیرآباد سے بہمبر کو جاتی ہے بائیس میل شمال کے طرف وزیرآباد سے آباد ہے
گجرات پنجاب کے چج دوآب مین یہہ ایک مشہور شہر دریاے چناب کے دہنے کنارے سے آٹھہ میل کے
فاصلے پر اوس سڑک کے قریب جو لاہور سے اٹک کو جاتی ہے آباد ہے پہلے پہل آبادی اس شہر کی
اکبر بادشاہ نے کی شہر پناہ پختہ اور پختہ قلعہ بنوایا اور گوجر لوگون کو جو اس نواح مین غارتگری کیا کرتے
اور خانہ بدوش پھرا کرتے تھے یہان آباد کیا اور لاکھون روپیہ کا محال اسکے شامل کرکے پرگنہ اسکا علیحدہ
تجویز فرمایا اور فوجدار بادشاہی یہان قایم کرکے اوسکو کل علاقہ کا حاکم بنایا محمد شاہی عہد تک آبادی
اسکی بڑی اوج پر تھی جب سکہون نے غارتگری شروع کی تو اسکو بھی اونہون نے خوب لوٹا مکانات جلا دئیے
حویلیان گرادین شہر والون کو ٹکڑے کا محتاج کر دیا تمام لوگ سکہون کے خوف سے بھاگ گئے آخر جب صاحب سنگہ
نے اسپر قبضہ پایا تو وہ اسکی آبادی کے طرف متوجہ ہوا اور چند سال مین کچھہ صورت آبادی کی ظہور مین
آئی رنجیت سنگہ نے دو مرتبہ اس شہر پر یورش کی پہلے مرتبہ جب یہان آیا تو بہت سا نذرانہ اور بڑی توپ
احمد شاہی جسکو اب لوگ بہنگیان والی توپ کہتے ہین لیکر واپس لاہور کو چلا گیا دوسرے حملے مین بالکل قابض
ہوکر صاحب سنگہ کو محض بیدخل کر دیا رنجیت سنگہ سے پہلے رنجیت سنگہ کے باپ مہان سنگہ نے بھی اس شہر
کا محاصرہ کیا تھا بلکہ اسی کے محاصرہ کے وقت مدت اوسکی بھی اسی مقام پر وقوع مین آئی رنجیت سنگہ
کے عملداری مین اس شہر کی آبادی ترقی پر تھی اور چونکہ یہان کے لوگ اکثر لاہور کے دربار مین معزز
عہدون پر نوکر تھے اسلئے حویلیان بھی یہان عالیشان بن گئین دلیپ سنگہ کے اخیر سلطنت کے وقت
شیر سنگہ و چتر سنگہ اٹاری والون نے انگریزون کے ساتھہ یہان معرکہ آرائی کی اور شکست کہائی ضرب

توپ سکھون کے انگریزون کے قبضہ مین آئی اب اس شہر مین ضلع مقرر ہے جو قسمت جہلم سے علاقہ کمشنری
اور صاحب ضلع کے متعلق تین تحصیلین شامل گجرات و کہاریان و پھالیہ ہین ضلع کے مقرر ہونے کے بعد
آبادی اس شہر کی بڑھ گئی نیا بازار تعمیر ہوا سرکاری مکانات اور کوٹھیان تیار ہوئین خاص شہر کی آبادی
ایسی بارونق ہے کہ اس علاقہ مین اور کوئی ایسا آباد شہر نہین ہے آٹھ سو چالیس دکانین پانچہزار آٹھ سو
چھیاسی گھر عمارت شہر کی پختہ بارہ ہزار آٹھ سو ننانوین کی مردم شماری احاطہ آبادی کا چار میل مربع
دو لاکھ چالیس ہزار اکیس روپیہ کا سالانہ بیوپار ہے پرانی عمارات مین سے قلعہ و باولی و حمام وغیرہ
تعمیر اکبرشاہی اب تک موجود ہے شہر منبع عزت طلب سفید پوش اہل حرفہ ساہوکار بیوپاری سکونت پذیر
ہین سلائی کا کام یہان بہت اچھا ہوتا ہے تلوار دکارد وغیرہ آہنی کام پر طلا کا بنا ہوا تحفہ مشہور ہے شہر کے
شرق کیطرف مقبرہ متبرکہ حضرت شاہ دولا دریائی کا ایک نامی گرامی مقبرہ ہے شاہ جہان بادشاہ کیوقت
یہہ حضرت زندہ تھے عالمگیر اورنگ زیب کیوقت سنہ ۱۰۷۶ھ مین وفات پائی - شاہ دولا جنت رسید (۱۰۷۶) تاریخ
وفات ہے شاہ سیدن سیالکوٹی اونکے پیر اور سلسلہ سہروردیہ تھا ظاہری باطنی دولت اونکو حاصل تھی
عمارت کا بڑا شوق تھا پل و چاہ و تالاب اکثر ان کی تعمیر کی ہوئی اب تک موجود ہین لاہور کے راستے مین
بھی انکے اکثر پل ہین اس شہر مین بھی ایک پل پختہ بنا ہوا موجود ہے ایک مسجد اور تالاب بھی یہان موجود تھا
مگر مسمار ہوگیا نشان باقی ہین سیالکوٹ مین مزار امام علی الحق وغیرہ شہیدون کے اونہون نے بنوائی تھین ایک
ایک دیگ وغیرہ پر بھی پل بنوائے تھے کرامتین حضرت کی بیشمار مشہور ہین بڑی کرامت یہہ تھی کہ جو کوئی
بے اولاد ان کے مزار پر آکر خدا سے اولاد مانگے دعا اوسکی قبول ہوتی ہے مگر ایک لڑکی یا لڑکا اوسکا
مست وحید دنیا و سر چھوٹا کان بڑے پیدا ہوگا اور اوسکو وہ اس مزار پر چھوڑ جائیگا چنانچہ یہہ کرامت اب تک
جاری ہے اور نو چوہے اب بھی موجود ہین اس ضلع کی آب ہوا معتدل ہے پیداوار ربیع کی خریف سے اچھی
ہوتی ہے کل ضلع کی مردم شماری پانچ لاکھ باون ہزار آٹھ سو سینتالیس ہے طول تمام علاقہ ضلع کا ستر میل
اور عرض چھتیس میل ہے حد مشرقی کا گوشہ شمالی سرحد ملک مہاراجہ جموں کے ساتھ ملحق ہے اور گوشہ
جنوبی ضلع سیالکوٹ سے حد غربی ضلع شاہپور سے حد شمالی ضلع جہلم سے اور حد جنوبی کا گوشہ شرقی ضلع سیالکوٹ
سے اور گوشہ غربی ضلع گوجرانوالہ سے شامل ہے ہیئت اسکی مستطیل تحصیل گجرات اسکے متعلق مین پانسو بیس
گانو پانسو ستاون میل کسر رقبہ دو لاکھ بہتر ہزار دو سو چھ روپیہ جمع تجویزہ اور دو لاکھ چوالیس ہزار ساٹھ
اکیاون مردم شماری ہے اور تحصیل کہاریان مین پانسو بتالیس گانو پانسو اٹھانوین میل کسر ایک لاکھ
ستاون ہزار تین سو ستائیس روپیہ جمع اور ایک لاکھ اٹھسٹھ ہزار آٹھ سو بہتر مردم شماری ہے اور تحصیل

پھالیہ کے متعلق تین سو چوبیس گانو سات سو تینتیس میل مکسر ایک لاکھ اونسٹھ ہزار پانسو چھپن روپیہ جمع ایک لاکھ اونتالیس ہزار دو سو چالیس مردم شماری ہی **جلال پور** یہ قصبہ شہر گجرات سے مشرق کے طرف نو فاصلہ پانچ کوس کے آبادی اکبر بادشاہ کے وقت جلال خان گوجر نے اسکو آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام جلالپور رکھا مگر آبادی کے بعد چودہری ہنڈال قوم جاٹ وڑائچ نے براہ زبردستی جلال خان کو بعد قتل کر کر اپنا قبضہ کر لیا اب اوسکی اولاد قوم وڑائچ اسپر قابض ہے اونکے بغیر کھتری و برہمن وغیرہ بھی اسمین آباد ہین عمارت پختہ اور خام ملی ہوئی ہے علم عربی و فارسی پڑھایا جاتا ہے چار ہزار چھ سو چھیالیس گھر اور چودہ ہزار چار سو بتیس کے مردم شماری چھ سو اونسٹھ دوکان ہے بازار مین بیوپار ہر ایک قسم کا ہوتا ہی کام پشمینہ کا بھی یہان کے کشمیری شالباف بکثرت کرتے ہین چنانچہ سات سو چھ دوکان شالبافی کے بالفعل جاری ہے ایک قلعہ خام سلام گڈہ نام شہر کی جنوب کے طرف ہی اسمین بھی دو سو تینتیس گھر آباد ہین نمک و شکر تری و قند سیاہ کی یہان تجارت بڑی ہے دولتمند ساہوکار یہان رہتے ہین دو لاکھ چھیاسی ہزار روپیہ سالانہ کا بیوپار ہوتا ہے اور دو لاکھ روپیہ کے قریب پشمینہ کا بیوپار ہے زیور بنانے کے سانچے اور ٹھپے یہان بہت عمدہ بنتے ہین ہاتھی دانت کا کام بھی اعلی ہوتا ہے مسجد تالاب سرائے وغیرہ پختہ مکانات یہان بنے ہوئے ہین **کنجاہ** یہ قصبہ شہر گجرات سے چار کوس غرب و جنوب کے طرف آباد ہے [illegible] مین راجہ کنج پال المشہور کنج برادر زادہ راجہ کرپال قوم طور راجپوت سورج بنسی نے اپنی حکومت کے وقت آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام کنجاہ رکھا مدت تک آباد رہا پھر بسبب انقلاب سلطنت اس خاندان کے ویران ہو گیا پھر بعہد مغلیہ کے فتوحات کے وقت مسمی جھنڈو قوم جاٹ وڑائچ نے دکن سے آکر اسکو دوبارہ آباد کیا اب تک اوسکی اولاد مالک ہے سوا اونکے قوم کھتری برہمن مسلمان یہان رہتی ہے آبادی پختہ و خام دونو قسم کی ہے دو ہزار تین سو گھر ایک سو چھیاسی دوکانین ہین کپڑا دیسی بہت گندم وغیرہ کا بیوپار سالانہ قریب اسی ہزار روپیہ کے ہوتا ہے بڑی بڑی پختہ مکانات مثل حویلی دیوان کرپا رام و باغیچہ بہشت آباد و باغ دیوان مذکور و باغ مہاں سنگھ چھاچھی وغیرہ موجود ہین چغتائی سلطنت کے وقت یہان اچھے اچھے علما و فضلا و شعرا رہتے تھے اور ایک شاعر اورنگ زیب کے وقت یہان غنیمت نام ہو گذرا ہے جسکی کتاب نیرنگ عشق المشہور مثنوی غنیمت اب تک زمانہ مین مشہور ہے **ٹلکھو وال** یہ قصبہ سات کوس خاص گجرات سے غرب کے طرف آباد ہے اکبر بادشاہ کے عہد اس قصبہ کو مسمی چندو قوم وڑائچ نے آباد کیا اور اپنے باپ ٹلکھو کے نام پر اسکا نام رکھا پھر احمد شاہ ابدالی کے حملون کے وقت افغانون نے اس آبادی کو ویران کر دیا مگر [illegible] جو چندو کے اولاد مین سے تھا اسکو پھر آباد کیا آبادی پختہ و خام دونو قسم کی ہے دو ہزار آٹھ سو چھیاسی کی مردم شماری سات سو نوے گھر [illegible]

دوکان ہے بیوپار معمولی ہوتا ہے ایک نالہ پوڈہی نام قصبہ کے شرق کے طرف جاری ہے **قلعہ دار** یہ
یہہ قصبہ گجرات سے جنوب کیطرف چار کوس کے فاصلہ پر آباد ہے شاہجہان بادشاہ کے وقت میرزا بیگ
المعروف نواب قلعدار خان قوم مغل نے یہان آبادی کی تجویز کی مگر اوسکے مرنے کے بعد عمارتکا سامان
نہ رہا اوسکی اولاد نے زمیندار ہوکر یہان ہی سکونت کرلی اب تک وہی مالک چلے آتے ہین قصبہ بارونق
ہے عمارت پختہ وخام دونو قسم کی ہے دو ہزار تین سو اکتیس مردم شماری ایکہزار پندرہ گھر ایکسو چالیس
دوکان ہے بیوپار معمولی ہوتا ہے **شادی وال** خاص گجرات سے چار کوس جنوب کیطرف یہہ قصبہ
آباد ہے ہمایون بادشاہ کے وقت مسمی شیدو ولد شادی نے اپنے باپ کے نام سے موسوم کرکر اسکو آباد
کیا پہلے اسکے ایک آبادی تھی اب چار بستیان الگ الگ آباد ہین عمارت اسکی پختہ وخام مخلوط ساتہ ہزار
دو سو باون مردم شماری ایکہزار آٹھ سو تین گھر ڈیڈہ سو دوکان ہے ایک نالہ بھمبر اسکے پاس جاری
ہے **لکھن وال** خاص گجرات سے سات کوس شرق کو یہہ قصبہ آباد ہے پہلے مسمی آدم قوم وڑائچ
اسکو آباد کیا نام اسکا اپنے دادا لکھن کے نام پر رکھا پختہ وخام اسکی عمارت ہے مردم شماری دو ہزار
سات سو آٹھ گھر اٹھانوین دوکانین ہین بیوپار ہر قسم پچاس ہزار روپیہ سال کا ہوتا ہے شیخ برہان
فقیر کا مزار یہان مشہور ہے جہان عیدین کا میلہ ہوتا ہے اور نالہ جوجی قصبہ کے پاس جاری ہے **ڈنگہ**
خاص گجرات سے بارہ کوس غرب کیطرف یہہ قصبہ آباد ہے مقیم خان گوجر کشانہ نے اسکو آباد کیا چونکہ ابتدا مین
آبادی اسکی ٹھیری تھی اسلئے اسکا نام ڈنگہ یعنی ٹھیرا مشہور ہوگیا عمارت پختہ وخام دونو قسم کی چار ہزار
نو سو چون مردم شماری ایکہزار تین سو بتیس گھر چار سو چھتیس دوکان ہے گندم روغن زرد وغیرہ کا بیوپار ہوتا
کوٹالہ دریاے جہلم کے کنارے ضلع گجرات کے متعلق خاص گجرات سے بفاصلہ بیس کوس جانب شمال
یہہ قصبہ آباد ہے اکبر بادشاہ جغتائی کے عہد مین ملک حسن قوم اوان نے اسکو آباد کیا آبادی اسکی تمام
خام مگر چند گھر پختہ ہین تین ہزار تئیس آدمی کی مردم شماری سات سو انچاس گھر چوالیس دوکانین ہین
کلیانہ شہر گجرات سے شمال کیطرف بارہ کوس کے فاصلہ پر یہہ قصبہ آباد ہے پہلے گل محمد قوم
گوجر نے اسکو آباد کیا اور اپنے نام سے ملتا ہوا اسکا نام کلیانہ رکھا اوسکی اولاد اب تک قابض و دخیل چلی
آتی ہے علاوہ اونکی قوم قریشی بھی یہان ملکیت رکھتی ہے آبادی اسکی خام چند گھر پختہ مین ایکہزار
پانسو کی مردم شماری چار سو اکسٹھ گھر بیس دوکانین ہین نالہ بھمبر اس قصبہ کے جانب شرق برسات کے
موسم مین جاری ہوا کرتا ہے **بانکٹ** شہر گجرات سے پندرہ کوس غرب کو یہہ قصبہ آباد ہے پہلے مسمی
بہلم قوم جاٹ گوت ڈورایچ نے آباد کیا اوسکی اولاد اب تک قابض ہے کھتری دلبانہ وغیرہ بھی رہتے ہین

عمارت اسکی پختہ و خام دونو قسم کی آپسمین ملی ہوئی ہے قوم بھاٹیہ و اروڑہ وغیرہ کی بھی کچھ ملکیت ہے
قصبہ بارونق ساٹھ سو اکسٹھ گھر اڑتالیس دکانین دو ہزار دوسو آدمی کی مردم شماری ہے ۔
قادر آباد خاص گجرات سے پچیس کوس جانب غرب دریای چناب کے کنارے پر یہہ قصبہ آباد ہے پہلے
سعادتمند خان قوم مغل نے اپنے بیٹے قادر خان کے نام پر اسکو آباد کیا اور قادر آباد نام رکھا بانی کی اولاد
سوای اہل حرفہ لوگ اسمین بہت رہتے ہین اسلئے قصبہ نامی ہوگیا ہے عمارت پختہ زیادہ خام کم ہے دو ہزار
آٹھ سو ستہتر کی مردم شماری دو ہزار چار سو اٹھتر گھر ایکسو چوبیس دوکانین ہین کہتری سوداگر
گیہون کشتیون پر لاد کر ملتان کو لیجاتے ہین ایک گذر دریا چناب کا اس قصبہ کے نام سے مشہور ہے ۔
پھالیان یہہ قصبہ شہر گجرات سے غرب کے طرف بفاصلہ بیس کوس آباد ہے زمانہ قدیم مین پھلیا اسی
نام کی آبادی یہان ہوچکی تھی عہد اکبر بادشاہ کے وقت مین جسونت سنگھ قوم برہمن نے بادشاہی حکم سے
اس ویرانہ کو آباد کیا اور قدیم نام سے ہی موسوم رکھا اب جاٹ قوم گہلو مالک ہین آبادی پختہ و خام دو
قسم کی ہے بلکہ پختہ زیادہ ہے چار سو اسی گھر ایکہزار سات سو تیس کی مردم شماری چھیالیس دکانین بازار
بارونق ہے ایک قدیمی پختہ مقبرہ شیخ علی نام کسی پیر کا باہر قصبہ کے بنا ہوا ہے نالہ بوڑھی اسکی سرحد مین
جاری ہے **چوکالیان** خاص گجرات سے جنوب کو بفاصلہ چودہ کوس یہہ قصبہ آباد ہے پہلے یہہ ایک
قدیمی ویرانہ پڑا ہوا تھا عہد مین بہٹی قوم جاٹ تارڑ نے اسکو آباد کیا اور قدیمی نام سے موسوم رکہا چغتائی
سلطنت کے ضعف کے وقت غلام محمد قوم ہیٹھ نے ہمقام پر اپنی سکونت اختیار کی اور قلعہ بنایا آبادی
اسکی خام مگر دوکانین پختہ ہین دو ہزار دوسو اٹھتہ آدمی چھ سو چہتر گھر چھیالیس دکانین ہین **کہاریان**
ضلع گجرات کے متعلق یہہ ایک مشہور قصبہ اور تحصیل کا مقام ہے آبادی اسکی دریای جہلم کے بائین کنارہ
پندرہ میل اور اٹھاسی میل لاہور سے شمال مغرب کو واقع ہے عمارت اسکی پختہ و خام دونو قسم کی ہے اور
دو باولیان یعنی چاہ زینہ دار پختہ بادشاہی وقت کے یہان بنی ہوئی ہین ایک کا پانی میٹھا دوسری کا کہارا
یعنی شور ہے اسلئے کہاریان اسکا نام مشہور ہے **دھریاجج** دوآب کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر
جو سول لگی ہے پنڈ دادنخان کو جاتی ہے چودہ میل پنڈ دادن خان سے شرق کے طرف بائین کنارہ دریای
جہلم کے عین جنگل بار مین آباد ہے عمارت قصبہ کی خام مگر غلہ کی تجارت عام ہے بازار بارونق اور آباد ہے
دریا بادشاہ سے ملک سیراب ہے چارون طرف گویا عالم آب ہے **چیلیان** دوآبہ جج کے متعلق
دریای جہلم کے بائین کنارے سے پانچ میل یہہ ایک گانو آباد ہے آبادی اسکی بہت مختصر ہے اور شہرت اسکی یہی
ہے یہان لڑائی سکھہ جنگ کے بیرہ مشہور ہوئی تھی جسمین افواج فوج انگریزی و فوج سکہی باتحت سردار چترسنگھ و شیر سنگھ اٹاریوالہ

کی ہوئی تو اس گانون نے زیادہ تر شہرت پائی اور صاحبان انگریز وغیرہ جسقدر افسر کہ انگریزون کے طرف سے
مقتول ہوئے تھے اونکی یادگار کے واسطے یہان ایک پختہ مکان بنوایا گیا ہے **کاہل** یہ قصبہ اوس
سڑک پر جو رسول نگر سے پنڈدادن خان کو جاتی ہے دریای چناب کے دہنی کنارے رسول نگر سے بفاصلہ پہلے
آباد ہے برسات کی موسم مین اسمقام پر ایک میل چوڑا دریا ہوتا ہے قصبہ کے اندر اچھا بازار ہے اور تجارت
بکثرت ہوتی ہے **شاہپور** دوابہ جیچ کے متعلق یہ ایک مشہور قصبہ دریای جہلم کے بائین کنارہ
لاہور سے بفاصلہ ایکسو چھبیس میل آباد ہے صاحب ضلع یا تحت کمشنری جہلم کے یہان ضلع کا کام دیتی ہین قصبہ
سے مشرق کیطرف چھاونی کا مقام ہے جہان فوج انگریزی رہتی ہے زمین اس ضلع مین بارانی و چاہی
ہے کوئی ندی نالہ جاری نہین ہے جنگل یا بکثرت آبادی متفرق و کم مسلمان قوم عام ہے اور ہندو تھوڑے
نام ہے اور جسقدر ہندو ہین اونکی عادتین بھی ہندو کی سی نہین ہین زمیندار اپنے گھر اکثر اپنی چاپات کے
بنا کر رہتے ہین اور وہی ایک یا دو گھر گانو شمار کیے جاتے ہین لباس عورتون اور مردون کا ایسا ہوتا ہے کہ دور
سے کچھہ تمیز نہین ہوتی کہ آیا یہ مرد ہے یا عورت عورت مرد سب مردون پر لمبے بال رکھتے ہین اور میلے کچیلے رہتے
ہین اس علاقہ کے لوگ بسبب کم پیداواری کے مفلس بہت اور معمول کم ہین کل ضلع کی مردم شماری تین لاکھ
دو ہزار ساٹھ ہوا اور کل رقبہ زمین کا تین ہزار پانسو میل مربع ہے آب و ہوا اسمقام کی اچھی نہین ہے پہلی
عمارت اس قصبہ کی بالکل خام اور خراب تھی اب جب سے کہ یہان ضلع مقرر ہوا ہے پختہ مکانات بہت
بن گئے ہین اور آبادی بارونق ہوگئی ہے زمیندار یہان کے سید قوم ہے دو مقبرے عالیشان ایک شاہ
شمس الدین شیرازی اور دوسرا شاہ محمد کا یہان متبرک مکان زیارتگاہ بنے ہوئے ہین جن پر ہرسال ایام
سے میلے ہوتے ہین **کالووال** چج دوابہ کے متعلق یہ ایک قصبہ ضلع جہنگ و تحصیل چنیوٹ کے متعلق
ہے پہلے یہان ضلع شاہپور کے ماتحت کچہری تحصیل کی ہوتی تھی اب وہ تحصیل ٹوٹ گئی اور علاقہ متعلق
ضلع جہنگ کے ہوگیا پہلے یہان زمیندار قوم ریان آباد تھی مگر رنجیت سنگہ نے جب احمد خان سیال کو جہنگ سے بیدخل
کیا تو یہان کے زمیندارون کو بھی جو اوسکے حامی و مددگار تھے یہان سے نکال دیا اب اس پرگنہ مین متفرق قوم
لبوانہ کہلوتر کہوکھر افغان جٹ ہیر تجار و سید وغیرہ رہتی ہین جنمین سے لبوانہ و کہلوتر کی بہت کثرت ہے اس
علاقہ کے ساتھہ علاقہ احمد نگر بھی ملحق ہے مگر اوسمین کوئی شہری آبادی نہین چھوٹا سا پہاڑ کہکورانہ نام دو
ڈیڑہ کوس طول مین ہے وہان سنگتراش بہت رہتی ہین اور پہاڑ سے چکیون کے پتہر نکالکر اور چکیان
بنا کر فروخت کرتے ہین پہاڑ کی چوٹی پر گورو گورکھناتہ کا استہان بنا ہوا ہے اور گرد اسکے نشیمن ہے
گرد و اگرد پہاڑ کے جنگل یا ہے **بھیرہ** ضلع شاہپور کے متعلق یہ ایک مشہور شہر اور تحصیل کی

سکان ہے عمارت اسکی پختہ و خوشنما ہی کہتری معزز و خواندہ یہان بہت رہتے ہین وجہ تسمیہ اسکا یہہ ہی کہ ابتدا مین
باشندے یہان کے موضع بہواری جہلم پار کے علاقہ مین آباد تھے بابرشاہ کے عہد مین ۹۳۶ ہجری مین شیرخان
الموسوم بفرید خان نے اوس قصبہ کو ویران کر دیا ہو سلے وہان کے باشندے جہلم وار آکر آباد ہوے
اور یہہ قصبہ اون سب بہواریون نے ملکر آباد کیا اور بہیرا نام رکہا آہنی ہتہیار ریش قبض بندوق تلوار اور
پتہر کی چیزین و برتن مثل کہرل و گلاس و پیالہ و طشتری اور ریش قبض کے دستے سنگ یشم وغیرہ کی یہان خوب
بنتے ہین شطرنج کے مہرے و بساط بہی طرح طرح اور رنگ برنگ کے پتہرون کے نہایت مطبوع و خوبصورت
بنائے جاتے ہین نمدے کا فرش بہت تحفہ بنکر دور دور بطور تحفہ بہیجا جاتا ہے لوہار یہانکے چہری کانٹا ایسا
اچہا بناتے ہین کہ اوسمین اور ولایتی چہری کانٹے مین سرمو فرق نہین ہوتا قصبہ کے باہر ایک قدیمی و
پختہ مسجد شیرشاہ بادشاہ کی بنوائی ہوئی موجود ہے ساہی وال پنج دوآب کے متعلق یہہ ایک قصبہ
جانب کنارے دریاے جہلم کے لاہور سے اسکو اوسی میل شمال کی طرف کو آباد ہے عمارت اسکی پختہ و خام
بنی ہوئی ہے کہتری اروڑے ہندو بہت اور مسلمان کم رہتے ہین زمینداری یہان ہندوون کی ہے دو چیزین
یہان بہی ایسے اچہے بنی ہوتے ہین کہ تا فالسہ سنترہ سیب وغیرہ میوے بہی یہان پیدا ہوتے ہین ظروف
بہجی کنول کٹورا کابی آفتابہ ساگر جوپی ڈبہ یہان بہت خوبصورت و خوشنما بنتے ہین کام ہاتہی دانت کا بہی
اچہا ہوتا ہے بازار مین تجارت کا گرم بازار ہے نمک شور کپڑا اور غلے کی تجارت بہت ہوتی ہے تحصیلدار یا
ضلع شاہپور کے یہان تحصیل کا کام دیتا ہے چوہرہ یہہ علاقہ شیرآباد ہے اسمین موضع کہائی خورد و
کہائی کلان ہے جو کہ قریب ستر ہزار کے کہجور کے درخت لگے ہوئے ہین ہر سال سرکار سے اوکا ٹہیکہ ہوتا ہے
اسمین اقوام جوئیہ و کہوکہر و بلوچ و سید و قریشی آباد ہین دڈی گہاٹ یہہ قصبہ دہنی کنارے
دریاے چناب کے ملتان سے پانچ میل شمال مغرب کو آباد ہے متصل اسکے ایک بڑا گہاٹ ہے جو اسی کے
نام سے موسوم ہے اس گہاٹ سے مسافر لوگ اکثر کر ملتان سے ڈیرہ جات کو جاتے ہین ٹلہ یہہ ایک اچہا
رونق دار مقام ہے عمارت اسکی اگرچہ خام ہے مگر بازار آباد ہے بنا ہوا ہے تجارت غلہ و شکر و گہی
و تمباکو کی بہت ہوتی ہے اس علاقہ مین دو جگہہ خوب میلہ ہوتا ہی ایک تو مقام تخت ہزارہ شاہ شہاب الدین
سہروردی کے مزار پر ہر سال ماہ بیساکہ کے پہلے ہفتہ کے دن دوسرا بیساکہ ہی کے پہلی اتوار کو مزار صاحب شاہ
فتح سیدو کے میلہ پر ہی دو ہوم دہام سے ہوتے ہین اور ہزارہا خلقت جمع ہوجاتی ہے اور یہہ تخت ہزارہ
وہی تو ہے جو قوم رانجہا مہر کے عاشق کا مولد و وطن تہا اور رانجہا وہان سے آکر جہنگ سیال مین جو چاک
مشہور ہے پاس سیال کے چرانے کو نوکر رہا تخت ہزارہ مین زمیندار قوم رانجہا بہت رہتے ہین اور زمینداری

بھی وہان اوسی قوم کی ہے بلکہ ڈھ کی علاقہ مین بھی اکثر رانجھا قوم کے زمیندار ہین زراعت چاہی یہان
بہت ہوتی ہے کہ کھیتون کو پانی چرخ چوب کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے گنا یہان بہت پیدا ہوتا ہے گوڑ اچھا بنتا ہے
مگر آب وہوا ناقص ہے اکثر لوگون کو گلے پھول جاتے ہین تخت ہزارہ ایک گاؤن کا نام ہے جسکا نام پہلے
بہرانگیر نگر تھا کسی وقت اوسکی اچھی آبادی تھی کہ ہزار خان یعنی امیر وہان قیام پذیر تھی اسواسطے اوسکو تخت ہزارہ
کہنے لگی پہلی زمینداری قوم رانجھا کی یہان تھی چنانچہ اوس وقت کی ایک مسجد قدیم تھا بہت عمدہ بنی ہوئی موجود ہے
اگرچہ بہت سی گر گئی ہے مگر تو بھی باقیماندہ عمارت عمدہ ہے اب قوم نون شیروا و بیرو قابض ہے جہلم
بحیثیت قصبہ دریای جہلم کے دہنی کنارے پر شہر لاہور سے ایکسو میل شمال مغرب کے گوشہ مین آباد ہے اگرچہ آبادی
اسکی کچھ بہت بڑی نہین ہے لیکن بارونق مقام ہے سکھون کے وقت صرف سات سو گھر اور ایکسو دوکان
اسمین آباد تھی اب جس روز سے کہ کمشنری و ڈپٹی کمشنری یہان مقرر ہوئی ہے آبادی اسکی پہلے سے دو چند
بڑھ گئی ہے اچھے اچھے پختہ مکانات عالیشان و بارکین و کوٹھیان تعمیر ہوگئین ہین نیا بازار بنا ہوا ہے قمرین گیا ہے
تجارت یہان بکثرت ہوتی ہے بڑے بڑے ساہوکار مالدار بیوپاری دوکانین کہتے ہین نمک کی کان کہ
جو اس ضلع مین ہے بیوپاری نمک خرید کر کشتیون کے ذریعہ سے بہت یہان لاتے ہین اور یہان سے اور
ملکون مین بیلون اور گدہون پر لاد کر لیجاتے ہین جہلم کے پرگنہ کے آدہے گاؤن جو شرق کے سمت کو آباد
ہین اونکی زمین ہموار ہے کنوؤن کا پانی بھی تیس چالیس ہاتھ پر نکل آتا ہے اور نصف علاقہ جو غربی سمت کے
ہے وہ ناہموار و کوہستانی ہے اوسمین کنوان کہد نہین سکتا ہے وہ لوگ وہان کے تالابون اور نالون
چشمون کا پانی پیتے ہین اور اگر شاذ و نادر کہین کنوان ہے تو بھی وہ بستر اسی ہاتھ عمیق ہوتا ہے پانی بمشکل
اوس سے کھینچا جاتا ہے باشندے اس ضلع کے سب کے سب مسلمان زمیندار جات گوجر گکھڑ ہین کل ضلع کی
مردم شماری تین لاکھ چورانوین ہزار تین سو چھپن ہے جہلم کے کنارے جسقدر زمین ہے اسمین پیدا ہے وہان گیہون
چنا روئی گنا کہاد و باجرہ پیدا ہوتا ہے جب دریا مین طوفان آتا ہے تو اکثر اوقات شہری آبادی کو نقصان
پہونچتا ہے سردی کے موسم مین شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر دریا پایاب بھی ہو جاتا ہے اوسی جگہ
کے راستے سے ۱۸۳۹ء مین انگریزی فوج جو افغانستان کی مہم پر جا رہی تھی پایاب اوتری تھی اگرچہ اوس وقت
دریا کا پانی بہت کم تھا تو بھی اکثر آدمی دریا مین بہکر غرق ہو گئے تھے فاصلہ آبادی شہر جہلم کی سمندر کے
سطح سے ایکہزار چھسو فٹ بلند ہے اور سرکار نے اب کرانچی بندر سے اس مقام تک جہازون کا ملانا جاری
کردیا ہوا ہے یہ ضلع متعلق چار تحصیلین ہین ایک صدر تحصیل جہلم دوسری تحصیل پنڈدادنخان
تیسری چکوال چوتھی قلعہ گنگ ہر ایک تحصیل مین تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر جہلم کام دیتا ہے

اور صاحب ضلع کی کچہری خاص جہلم مین ہوتی ہے رہتاس سندہ ساگر دوآب مین یہہ نامی
سنگین قلعہ دریاے جہلم کے دہنے کنارے سے مغرب کے سمت کو بفاصلہ چہہ میل واقع ہے بانی اس قلعہ کا شیر شاہ
بادشاہ افغان ہے جسنے اس قلعہ کو بعد بیدخل کرنے ہمایون شاہ بادشاہ کی سنہ ۱۵۴۲ع مین بصرف پندرہ
لاکہہ روپیہ کے بنوایا اور خواص خان ایک اپنے معتمد و امیر کو بارہ ہزار سوار جرار دیکر یہان مامور
کیا اس خیال سے کہ مغربی بادشاہون کا حملہ ہند پر ہو اور وہ آیندہ پنجاب مین آنے نپاوین یہہ قلعہ
پہاڑیون گکھڑون کے ملک کے سرحد پر بنا ہوا ہے اور استحکام اور مضبوطی مین اپنے ثانی نہین رکھتا
بیرونی دور اسکا اڑہائی کوس اور اندرونی حصہ ڈیڑہ میل شکل اسکی مستطیل ہے دیوارین اسکی
تیس فیٹ یا چالیس ہاتھہ چوڑی و موٹی ہین اور چونہ اور پتہر کی نہایت سخت و سنگین عمارت ہے بارہ دروازے
نہایت مضبوط و بلند و فراخ بنے ہوئی ہین اونمین سے خاص دروازہ و دروازہ لنگر خانہ و دروازہ
کابلی و دروازہ سوہلی ایسی بلندی و استحکام کے ساتھہ بنائے گئے ہین کہ انسان دیکھہ کر حیران ہوجاتا ہے
دو طرفین قلعہ کی اور نیز جو دیوار کہ اسکے شرق کی طرف ہے ایک ندی کے کنارے پر واقع ہے جو کہ اسمین
پہاڑ اور قلعہ کے درمیان بہتی ہے غربی دیوار اسکی دریا کے گام پر ہے جو اسکی بنیاد مین بہتا ہے
دیوارون مین بہت سوراخ گولے چلانیکے واسطے رکہے ہوے ہین قلعہ کے اندر اگرچہ چند کنوئین
اور ایک باولی پتہر کی بنی ہوئی ہے مگر وہ اب پانی نہین دیتی باولی کی سیڑہیان ایکسو اکیاسی ہین اور
سیاہ پتہر کی عمارت ہے سیڑہیان چوڑی اسقدر ہین کہ اگر ایک ہی دم ایکسو آدمی اوسمین اوترجاوین تو سمائین
پہلے قلعہ کے محلات شاہی و دیوان خاص عام اور بڑی مسجد جو لنگر خانہ کی دروازہ کے پاس تہی سب
منہدم ہوچکے ہین باعث اسکا یہہ ہوا کہ جب افغانی سلطنت آپس کے نااتفاقیون کے سبب ضعیف ہوگئی
اور ہمایون بادشاہ نے کابل سے آکر دوبارہ پنجاب کو لیا تو اٹک سے اوترکر وہ یہان پہونچا اور یہہ قلعہ
قلعہ دار سے اوسنے بلاجنگ و جدل لے لیا اور قلعہ کے اندر پہونچکر جسقدر بڑے بڑے عالیشان مکان شیرشاہ
کے بنائے ہوے تہے سب اونکو مسمار کرادئے اور چاہا کہ کل قلعہ کو منہدم کردے مگر جلدی کے مارے دہلی
کو چلاگیا اوسوقت بہت سے مکانات گرائے گئے پہر بادشاہان چغتائی نے اس قلعہ کی مرمت کی طرف
کوئی توجہ نہوا اسواسطے یہہ بہی منہدم ہوگئی بلکہ ایکطرف کی دیوار بہی ایسی برباد ہوئی ہے کہ اندر باہر
آنیجانیوالون کو کوئی روک کی جگہہ نہین رہی قلعہ کے اندر ایکطرف تو جنگل و ویرانہ ہے اور دوم
دور بستی مین شمالی گوشہ کے اندر ایک قصبہ آباد ہے جسکو رہتاس کہتے ہین سکہون کے وقت چہہ سو
اور ڈیڑہ سو دوکان اوسمین آباد تہی اب اوس سے بہی زیادہ آبادی ہے دروازہ کے طرف قلعہ

اب بھی مضبوط و بلند کھڑی ہے سوا ہر اوسکے اور طرف پہاڑ ہے اور اسی طرف ندی یا نالہ جاری ہے
اور وسیع میدان ہے یہہ نالہ اگرچہ چھوٹا سا معلوم ہوتا ہے مگر خشک رہتا ہے برسات کے موسم مین اسمین اسقدر
طغیانی ہوتی ہے کہ لوگ اوتر نہین سکتے اور اوسکی تیزی کے سبب سے اکثر لوگ بہہ جاتے ہین قلعہ کے
دروازہ کے باہر ایک چشمہ ہے جو ہمیشہ جاری رہتا ہے اور قصبہ کے لوگ اوسکا پانی پیتے ہین یہہ
قلعہ خاص جہلم سے آٹھہ میل پر اولنڈی کے راستہ پر واقع ہے **بال ناتھہ جوگی کا ٹیلہ**
سندہ ساگر دوآب مین یہہ ایک مشہور آبادی اور عبادتگاہ جوگی فقیرون کی ہے قلعہ رہتاس سے
جنوب مغرب کیطرف فاصلہ اسکا دس میل یا سات کوس کا شمار ہوتا ہے یہان جوگی بہت رہتے ہین
اور بیسوین روز تو جوگیون کا اسقدر اجتماع ہوتا ہے کہ ہزارون تک نوبت پہونچ جاتی ہے اسکی اوج
مین ایک چشمہ ہے جس سے شور پانی نکلتا ہے پینا اوسکا بہت مریضون کیواسطے جنکی مرض بلغمی ہو
فائدہ بخش ہے خصوصاً خنازیر کے مرض کے بیمار کو تو بہت ہی مفید ہوتا ہے **کٹاس** سندہ ساگر دوآبہ
اور ضلع جہلم کے متعلق یہہ ایک مشہور آبادی ہے اور اس جگہ مین کٹاس ایک تالاب کا نام ہے جو اسکے
پاس پہاڑ کے اندر ہے تالاب کے اندر سے ایک چشمہ پانی کا اوبلتا ہوا نکلتا ہے اس چشمہ کے گہرائی کا کچھہ
حد وحساب نہین ہے برہمن کہتے ہین کہ یہان سے طبقہ زمین کا شق ہو رہا ہے اسواسطے تہہ نہین ملتا یہی
اسکے بابمین ہندو کہتے ہین کہ یہہ تیرتھہ زمین کی دہنی آنکھہ ہے دوسری آنکھہ جسکو بائین آنکھہ کہنا چاہئے
سکتا ہے ضلع اجمیر مین امرکنڈ تالاب ہے جسکا نام پشکر جی بھی مشہور ہے اس چشمہ کے گرد بہت سے مندر ہین اور
سنیاسی اوداسی ساد ہون کے کل اکیس مندر ہین پہلی تاریخ بیساکھہ کے ہر سال یہان میلا
ہوتا ہے دور دور سے ہندو برہمن کہتری سادہو فقیر غسل کے واسطے یہان حاضر ہوتے ہین ---
پنڈ دادن خان سندہ ساگر دوآبہ ضلع جہلم کے متعلق یہہ ایک بڑا قصبہ دریای جہلم
کے دہنے کنارے سے بہت نزدیک تقدیر چار میل کے آبادی اگرچہ عمارت اسکی ملی ہوئی گنجان ہے
مگر مطبوع مقام ہے مضبوطی کے واسطے دیوار کی لکڑی مکانون مین بہت صرف ہوئی ہوئی ہے سکھون
کے وقت اسمین چھہ ہزار گھر اور پانسو دوکان کی آبادی تھی اب بھی بسبب مقرر ہونے تحصیل ضلع جہلم
کے آمدورفت لوگون کی یہان بہت اور بازار مین تجارت بکثرت ہے تیرہ ہزار پانسو آدمی کی آبادی
ہے راجپوت کہوکہر جالب جنجوعہ راجہ مل کی اولاد مسلمان اس پرگنہ کے زمیندار ہین شہر کی آبادی
کہین پہاڑون کی قطارون سے بہت قریب ہے باشندے یہان کے نمک کے کہودنیکا کام بہت کرتے
ہین رنجیت سنگھہ کے وقت اسی شہر مین نمک کی منڈی و خرید فروخت ہوتی تھی شہر کی آبادی چار

حصون مین منقسم ہے دو آبادیون کو توکوٹ کہتے ہین اور ایک کا نام کلی وال ہے جہان ارذل لوگ رہتے ہین چوتھی آبادی کا نام پنڈی ہے یہہ آبادی نسبت اورون کے بہت بڑی ہے شہر کے باہر ایک پرانا قلعہ ہے اوسمین تحصیل کی کچہری ہوتی ہے اور ایک بارہ دری راجہ گلاب سنگہ کے وقت کی بنوائی ہوئی تھی ریشم کی لنگی یہان بہت اچھی بنتی ہین اور وہی ایک تحفہ اس شہر کا مشہور ہے پنڈدادنخان سے جانب شرق چار کوس ایک چشمہ پانی کا جاری ہے اوسکے پینے سے انسان کو دست آتے ہین پس جس شخص کو مسہل لینا منظور ہوتا ہے اوسکے پانی کا ایک جام پی لیتا ہے پندرہ سولہ دست آجاتے ہین اور خوراک غلہ گندم بریان کہاتا ہے اور نام چشمہ کا گھرالٹ ہے **کوہ نمک** یہہ پہاڑ ایک سلسلہ پہاڑون کا ہے جو کوہ سلیمان کے شرقی بناو سے چلکر دریاے جہلم تک پہیلتا ہے مختلف مقامون مین نام بھی اسکے مختلف ہین اہل یورپ اسکو سالٹ رینج کے نام سے پکارتے ہین یہہ اسلیے کہ یہہ پہاڑ فراخ ہے اور دور دور تک اسمین نمک نکلتا ہے اگرچہ جنوبی حصہ اسکا جہلم تک ختم ہوجاتا ہے مگر شمالی حصہ اسکا کوہ ہمالہ کے جنوبی حصہ کے ساتھہ ملحق ہوجاتا ہے آخری حد اسکی قصبہ بہنبر و چہون و نورپور و بلاسپور بلکہ فیض آباد جس مقام پر کہ جمنا بہتی ہے اور ہردوار کے مقام تک جہان کہ گنگا بہتی ہے پہونچتا ہے آغاز و انجام اسکا شمال غرب سے جنوب شرق کو ہے اس پہاڑ سے مقام پنڈدادنخان و کالہ باغ نمک نکالا جاتا ہے اور جس جس مقام سے نکالتے ہین اوسکو کہاد بولتے ہین کہادین علیحدہ علیحدہ اور نام بھی اونکے علیحدہ علیحدہ ہین انمین سے بڑا کہاد اسوجو وال کا ہے مشعل لیکر کہاد کے اندر جاتے ہین اور نمک کہاد ہی کے اندر شیشہ کیطرح چمکتا ہوا نظر آتا ہے سوجو وال کا کہاد اکثر کے شکل پر ہے اور قریب تین سو قدم کے اوسمین اوترنا پڑتا ہے اور بڑے بڑے نمک کے ٹکڑے کہود کر وہان سے باہر لاتے ہین پہلے یہہ نرم ہوتا ہے پہر ہوا لگ کر سخت ہوجاتا ہے بعض اوقات نمک کہودنے والے پہاڑ کے نیچے دبکر مرجاتے ہین کہادون کے اوپر انتظام سرکاری ہر وقت رہتا ہے کوہ منڈی کے متصل بھی اسی پہاڑ کے اندر سے نمک نکالا جاتا ہے مگر وہ نمک اعلی قسم کا نہین ہے اور یہہ نمک پنڈدادنخان اور کالہ باغ کا عمدہ و گلابی و سفید ہے اعلی ہے اور اندازہ ہے کہ اگر اور مقامات مین بھی اس پہاڑ کے اندر نمک کی تلاش کیجاوے تو بہت جگہ نمک کی کانین نکلین بادشاہون کے وقت ان کانون کا ظہور ہوا اکبر کے وقت بھی یہان سے نمک نکالا جاتا تھا کہ آئین اکبری مین اسکا ذکر تحریر ہے رنجیت سنگہ کی حکومت کے وقت فی سال قریب دس لاکہہ من کے یہان سے نمک کہودا جاتا تھا اور تمام پنجاب مین بہت ارزان فروخت ہوتا تھا اب سرکار انگریزی کے حکم سے کہودا جاتا ہے اور بہت گران بکتا ہے اس پہاڑ کی کانون کے سوا ای بہی کوہاٹ کی کان و لین دہلی و لین ستلج و

کارخانجات نمک متعلقہ گورنمنٹ پنجاب مین کل نمک سرکاری فروخت ہوتا ہے اور اس کام کے انتظام
کے واسطے بڑے بڑے محکمے اور عملے ذی حاکم و محافظ و محصل مقرر ہین چنانچہ ابتدای ماہ مئی ۱۸۶۵ء لغایت
مارچ ۱۸۶۶ء چوہتر لاکھ چھیاسی ہزار ایکسو اڑتالیس روپیہ کی آمدنی سرکار کو ہوئی اور آیندہ روز بروز ترقی
ہوتی چلی جاتی ہے اور خرچ عملہ کا جو اس کام پر مامور ہی پانچ لاکھ چوبیس ہزار چھ سو بیانوین روپیہ سال
تخمینا ہوتا ہے اور کمیشنٹ کے رقم کا خرچ اڑسٹھ ہزار نیانوین روپیہ الگ ہی اس پہاڑ مین نمک کے
سوا اور بھی بہت کانین ہین پھٹکری و گندھک بھی اسی سے نکالا جاتا ہے کوئلون کی کانین بھی اب
انگریزون نے اسی پہاڑ کے اندر دریافت کر لی ہین بلندی اس پہاڑ کی چوٹیون کے کوئی بہت بڑی نہین ہے
تمام چوٹیون مین بہت بڑی چوٹی دو ہزار پانسو فیٹ بلند ہے اس پہاڑ کے اوپر نباتات و درخت پیدا
نہین ہوتی دریاے سندھ اسکے اندر جاری ہے جسکا راستہ بہت گہرا اور تنگ ہے اور کنارہ پر اوسکے
قصبہ کالاباغ آباد ہے اور جو سڑک کہ اسکے اندر بنائی گئی ہے وہ ایکسو فیٹ دریا سے اونچی ہے نمک ان
کانون کا بعض گلابی اور بعض بہت سرخ اور بعض خاکی رنگ اور بعض سفید ہوتا ہے اور ایک قسم کا
شفاف نمک بھی ہے جو حلال کے ہوتی بلور کے طرح چمکتا ہے اوسمین اور بلور کے نگینہ مین ناواقف آدمی تمیز نہین
کر سکتا اس پہاڑ کا پانی تمام شور ہے اور بعض مقامات سے جو چشمہ پانی کے نکلتے ہین اونکا پانی بھی سفید و شور
ہوتا ہے اس پہاڑ کی تمام زمین خصوصا کالاباغ کے متصل سرخ رنگ ہے اسمین دریای سندھ بہتا ہوا اچھا
بہا ہے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے کالاباغ کے پاس کے حصہ مین مقناطیس اور کلی کے پتھر بھی بکثرت
ہین اور ایک قسم کا سرخ رتیلا پتھر بھی ملتا ہے خصوصا کوئلے کی کان کے پاس رتیلے پتھر بہت ہین کچا لوہا بھی اس
پہاڑ مین بکثرت دستیاب ہوتا ہے جو سرخ و خاکی و سیاہ رنگت کا ہے اوس لوہے کی صفائی ان تک کثرت ہے
کہ اگر اس پہاڑ پر چڑھ کے کمپاس لگائین تو کمپاس کی سوئی مقناطیسی اپنا کام نہین دیتی یعنی شمال کو نہین
بتلاتی صرف پہاڑ کے سمت ہی مائل رہتی ہے اور جو ندیان کہ اس پہاڑ کی بنیاد مین بہتی ہین اونکے
ریگ مین سونے کا ریتا نکلتا ہے بہت لوگ ندیون سے ریتا نکالکر اور اوسکو دہو کر سونا نکالتے ہین بعض
بعض وقت [illegible] ٹکڑے سونے کے بقدر ماش کے بھی نکل آتے ہین کالاباغ کے اندر پھٹکری بنانے کے
کارخانے بہت سے ہوئی ہین اوسکے بنانے کی ترکیب یہہ ہی کہ پھٹکری کے پتھر کے ٹکڑے پہاڑ سے نکالکر اور
نیچے اوپر رکھہ کر بیس فیٹ تک اونچا ایک انبار لگا دیتے ہین اور ان ٹکڑون کے اندر بھی برابر لکڑیان
رکھتی ہوئی چلی جاتے ہین پھر انبار کے گرد اور لکڑیان رکھہ کر آگ لگا دیتے ہین بارہ ساعت تک وہ آگ روشن
رہتی ہے اوس آگ کی گرمی سے اصل پھٹکری پگھل کر باہر آ جاتی ہے جو گلابی رنگ کی ہوتی ہے پھر اوسکو پانی

کے حوض مین ڈالکر تین دن تک رکھتی ہین اوسے رنگ اوسکا سرخ ہوجاتا ہے پھر وہان سے نکالکر دوبارہ
کچھ مصالح مجوزہ اپنا ڈالکر بڑے بڑے برتنون مین جوش دیتے ہین بعد جوش کے وہ سرد ہوکر برتنون کی
تہہ مین بیٹھ جاتی ہے گویا وہ اصل پھٹکری بن چکی الغرض اس پہاڑ مین بڑی بڑے فایدہ کی چیزین حاصل
ہوتی ہین ایسی کہ اور کہین پیدا نہین ہوتی اور سوائے اسکے ردی زمین پر کوئی ایسا پہاڑ نہین
ہے جسمین نمک لوہا سونا گندھک پھٹکری مقناطیس شورا کوئلا کلی کے پتھر وغیرہ اسقدر فایدہ بخش چیز
کانین ہون اگرچہ نباتاتی دولت اسمین نہین ہے مگر معدنی دولت بے انداز ہے شورا اگرچہ پنجاب
کے میدانی و شورے زمین سے بھی ملتا ہے مگر یہان کا شورا بڑا اعلی قسم کا ہے **دہنی چکوال**
دہنی کے ملک مین یہہ قصبہ نامی گرامی اور تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع جہلم یہان کام دیتا
مگر اس پرگنہ کا علاقہ تمام خراب ہے جنوب مشرق کی طرف اسکی پہاڑ غرب کی طرف کہنڈر زمین سخت پہاڑ
سے اثر ہے قوم جاٹ راجپوت لکی زمی مسلمان اسمین رہتی ہین گھوڑا اس پرگنہ کا بہت مضبوط اور
اچھا ہوتا ہے **تلہ گنگ** سندہ ساگر دوآب ضلع جہلم کے متعلق یہہ ایک قصبہ پہاڑ کے متصل دریا
سندہ کے بائین کنارے آباد ہے اور تحصیلدار ماتحت ضلع جہلم کے یہان کام دیتا ہے اس پرگنہ مین
مسلمان قوم اوان بہت رہتی ہین اور ایک پہاڑ سون سکیسر نام یہان مشہور ہے ہندو کہتے ہین پانڈوان
راجے جب جلاوطن ہوئی تو مدت تک وہ اسی پہاڑ مین رہتے تھے ایک تالاب بہت بڑا دو کوس کے طول
عرض کا یہان موجود ہے جسکو سمندر کہتی ہین پانی اوسکا کہاری ہے اور ایک کنوان گنگا جل نام پانی اسکا
میٹھا اور خوشگوار ہے ایک قسم کی لکڑی خوشبودار یہان پیدا ہوتی ہے اوسکو سرک کہتی ہین اوس مین
لونگ کی بو آتی ہے مسواکین اوسکی بہت دور دور تک بھیجی جاتی ہین خوشبو اوسکی اس حد تک ہوتی
کہ ایک دفعہ مسواک کرنے سے تمام روز منہہ سے خوشبو آتی رہتی ہے نمک کا پہاڑ یہان بھی موجود ہے مگر اب
وہ بہت کم نکالا جاتا ہے **خوشاب** یہہ ایک مشہور شہر ہے دو ہزار گھر اور دو سو دوکان
کی آبادی رنجیت سنگہ کے وقت اسمین تھی اب بھی آبادی اسکی بارونق ہے تجارت کی گذرگاہ
ہونے کا جاری ہین آبادی اسکی دریا سے جہلم کے دہنی کنارے پر واقع ہے شہر کی عمارت پختہ
قوم اوان راجپوت سید مگر کہوکھر کہتری وغیرہ اسمین آباد ہے لنگی کہیس سوتی و ابریشمی
و شطرنجی گلکاری سوتی اسمین اچہی بنتے ہین ایک میلہ خوشاب سے شرق کیطرف ایک کوس خانقاہ حضرت شاہ
عنایت شاہ ولایت پر محرم کی پہلی تاریخ ہوتا ہے دوسرا میلہ حافظ دیوان کی خانقاہ پر بیسوین چیت کو
تیسرا میلہ مقبرہ حافظ ولی اللہ پر ساتوین ذی الحج کو چوتھا میلہ شاہ فقیر کی کوڑی کا اساڑہ کے مہینے مین

ہوا کرتا ہے **مٹھہ ٹوانہ** خوشاب شہر سے چار کوس ریگستان کے اندر یہہ ایک قصبہ آباد ہے زمینداری
وملکیت وہان بلوچون کی ہے اور آدمی بڑے دلاور وبہادر رہتے ہین قصبہ مین دو ہزار گھر اور پچیس دوکان
آباد ہین چاہات اونکا سب بارانی ہے بارش ہو تو کچھ پیدا ہو نہین ہوتا **سارنگ کوٹ**
سندھ ساگر دوآب مین یہہ ایک قصبہ باہین کنارے دریائے سوان کے تہتر میل سمت جنوب و جنوب مشرق
شہر پشاور کے آباد ہے **منکیرا** دوابہ سندہ ساگر مین یہہ ایک مضبوط و مشہور قلعہ ہے گرد اسکے
کچی دیوار نہایت مستحکم بنی ہوئی ہے بانی اسکا نواب سربلند خان ہے جنے ایسا قلعہ ریگستان یعنی تھل کی
زمین مین بنوایا چونکہ اسکے چارون طرف دور دور ریت ہونے رتیلی زمین کے پانی نہین مل سکتا تھا
اسواسطے دشمن سپہ بسہولت دستیاب نہین ہوسکتا تھا قلعہ کے پانی کی قبر بھی قلعہ کے اندر ہی چرخ تھے
ہین اور ایک مسجد و پختہ چاہ قلعہ مین تعمیر ہوا موجود ہے قصبہ منکیرا ایک اچھی آبادی کا مکان قلعہ
کے اندر آباد ہے جسمین پانسو گھر اور ایکسو دوکان ہے قلعہ کے خندق کی عمارت پختہ و مستحکم بہت چوڑی
ہے احمد شاہ درانی کے وقت علاقہ اسکا کابل کی سلطنت کے متعلق تھا اور اوسی بادشاہ کیطرفسے
یہان ایک ناظم مقرر تھا جب وہ سلطنت ضعیف ہوگئی تو ناظم یہان کا خود سر حاکم بن بیٹھا اور مدت تک
حکومت کرتا رہا ۱۸۲۱ء مین رنجیت سنگہ نے ناظم منکیرا پر بڑی فوج لیکر یورش کی اور ایک مہینے تک
محاصرہ رکھا آخر فوج سکھی بسبب بے آبی علاقہ کے بہت تنگ آئی اور عنقریب تھا کہ محاصرہ اوٹھ جاوے
اوسوقت رنجیت سنگہ نے خام کنوئین بیشمار کھدوادئے اور فوج کو سیراب کرکے نہایت سختی کے ساتھ محاصرہ
کیا جب نواب نے جانا کہ اب سکھی فوج کے ساتھ سر اٹھانا مشکل ہے اطاعت قبول کی اور قلعہ رنجیت سنگہ
کے حوالی کردیا رنجیت سنگہ نے کچھہ جاگیر بقدر گذارہ اوسکو ڈیرہ اسمعیل خان مین دیدی اور نواب فیض خان
منکیرا چھوڑکر ڈیرہ اسمعیل خان مین چلا گیا **قلعہ ودلا** سندہ ساگر دوآب مین یہہ ایک قلعہ دریائے
سندہ کے باہین کنارے سے پینتالیس میل اور ایکسو چالیس میل لاہور سے شمال مغرب کے سمت کو واقع
ہے **کارلووالہ** سندہ ساگر دوآب مین یہہ ایک قصبہ چوبیس میل دہنی کنارے دریائے جہلم
اور ایکسو چالیس میل لاہور سے مغرب کی سمت کو آباد ہے **کالی سرائے** یہہ ایک قصبہ
اٹک اور راولپنڈی کی سڑک پر اٹک سے بفاصلہ نو میل جنوب مشرق کی سمت کو دریائے کالی کے
کنارے پر آباد ہے یہان ایک قدیمی بادشاہی سرائے بڑی مضبوط بنی ہوئی ہے چونکہ قصبہ سرائے
دریائے کالی کے پاس ہے اسواسطے سرائے دریا کے نام سے موسوم ہوا اور قصبہ کا نام بھی سرائے قرار پایا ہے
دریائے کالی ایک چھوٹا سا دریا مشرق کی سمت سے بہتا ہوا یہان آتا ہے اور یہان سے آگے

چلکر دریاے ہرو مین جا داخل ہوتا ہی اس دریا کا اگرچہ یہ طول مین بہت کم ہی مگر عمیق بہت ہی سراے
کے پاس اسکے اوپر ایک پل پتہرون کا بنا ہوا ہے اور صاحبان انگریز اپنے نقشون مین اس دریا کا نام دریاے
تمرا لکہتے ہین اس قصبہ کے شمال مغرب کو ایک کنوان زینہ دار بنا ہوا ہے جسکے نیچے اکثر مسافر اترکر
جاتے ہین اسکے گردے کا ملک کوہستانی ونا ہموار ونجیب ہے **چوہا سیدان** یہہ ایک تہوڑی آبادی کا
نتھیون پہاڑ کے پاس دریاے سندہ سے مشرق کی طرف قریب پچاس میل کے آباد ہے اس مقام پر بہ تلاش
صاحبان انگریز کے ایک خاطر خواہ کان کوئلے کی دستیاب ہوئی ہے مگر ابھی کوئلا نکالنا شروع نہین ہوا
میانی یہہ قصبہ نمکسار کے پاس کے قصبون مین سے ایک مشہور قصبہ ہی عمارت اسکی پختہ اور
اچھا بازار ہے پہلے نمک کی منڈی سکہون کے وقت یہان مقرر تھی اس سبب سے اسکو لون میانی کہتے تھے
نمک نمکسار سے نکلکر یہان ہی جمع ہوتا اور تلا کرتا تھا سوداگر لوگ خریدکر جا بجا لیجاتے تھے اسلیے اسوقت
شہرت اور آبادی اسکی زیادہ تھی اب بھی بارونق مکان ہے باغ اور شوالے بہت اچھے یہان
بنے ہوئے ہین باشندے یہان کے اکثر مزدور لوگ ہین جو نمک کہودنے کا کام کرتے ہین اور یا دیسی
آمدنی سے اونکا گذارہ ہے **علاقہ کروت** یہہ قصبہ چھوٹا سا کچی گلی ہوئی عمارت کا ہے
جسمین پختہ عمارت بہت ادنے خام کم ہے قصبہ کے اندر ایک مکان ہندون کا تیرتہ گاہ وزیارت گاہ
بنا ہوا ہے جسکو دیال پورہ کہتے ہین ہر ماہ بیساکہہ کو وہان میلہ ہوتا ہی دیسی کپڑے کی یہان منڈی
ہوتی ہے اور ہزارہا روپیہ کا کپڑا اور دیگر جات کو بکجاتا ہے **علاقہ لکیان** اس علاقہ
مین کوئی بڑی آبادی نہین ہے چہوٹے گانؤ آباد ہین مگر جنگل بار کے اندر ایک مکان گورکہ ناتہ
گورکہ کا مشہور ہے اور ایک جوگیون کا مکان بنا ہوا ہے جسکو کرانہ کی گدی بولتے ہین شیوراتری
کے روز وہان بڑا میلہ ہوتا ہے فقیر اونکا گدی نشین میلہ کے روز جسقدر آدمی جمع ہوتے فی آدمی دو
روٹی اور آدہ سیر حلوا تقسیم کرتا ہے اگرچہ دنیادار بھی اسمین بہت ہوتے ہین مگر بڑا اجتماع سادہ و
فقیرون کا ہے پہاڑ کے نیچے ایک پختہ تالاب اور پہاڑ کی چوٹی پر بھی تالاب پانی کے بارش کے
پانی سے بہرے رہتے ہین اور وہی پانی وہان کے لوگون کو سال بہر کے واسطے کافی ہوتا ہی گدی نشین
فقیر اس عہد کا بڑا دولتمند اور مالدار ہی سے رنجیت سنگہ کے وقت اگرچہ باہم بہاریون کے فقرا کی گدی
کے اوپر تکرار ہوتی تھی لاگدی نشین نے چہہ ہزار روپیہ نذرانہ دیکر گدی یہان کی سرکار لاہور سے
حاصل کی تھی پہلے اس عہدہ کے پجاری کے لاکھون پنجاب کے سرزمین مین جو ہر سال نذرانہ مقرر کرکے
بڑی اعتقاد سے بہیجتے رہتے ہین اس پہاڑ کے ٹیلون مین سے ایک مشہور ٹیلہ اور ہے جسکو سہراب کہتے ہین

صاحب ڈپٹی کمشنر شاہپور نے بڑی تلاش کر کر لوہے کی کان دریافت کی اور چاہا کہ شہر بھی اوسی جگہ سے نکالا گیا اور امتحان ہونے کے وقت اوس میں تھوڑے چاندی کا کام ایجاد ہوا زراعت یہان کی کل بارانی ہی ہے چاہی زراعت بالکل نہیں ہوتی اور ایک موضع در پیچہ [illegible] الم لکیان میں ایک فقیر کی خانقاہ پہ میلہ ہوتا ہے وہان بھی بڑی ہجوم ہوتی ہے اور اسیطرح موضع پیر سہری میں خانقاہ پیر سہری پہ چیت کے مہینے بڑی ہجوم سے میلہ ہوتا ہے

علاقہ لالیان اس علاقہ میں کوئی بڑی آبادی نہیں ہے چھوٹے چھوٹے گانوں میں زمیندار رہا کرتے ہیں جنگل میں رہتے ہیں مویشی بہت پالتے ہیں گھی بہت اعلی قسم کا ہوتا ہے بیوپاری خرید کر اور ملکون میں لیجاتے ہیں **علاقہ ماہنگو وال** یہہ ایک علاقہ دریاے جہلم کے کنارے پہ واقع ہے زمیندار قوم کہوکھر اکثر یہان زمینداری کرتے ہیں اور ایک نالہ دریاے جہلم سے نکلا اور موضع سودوالہ میں ہوکر اوپر کو آتا ہے اوسی نالہ کی طغیانی سے تمام علاقہ سیراب ہوتا ہے اور اوسی نالہ سے زراعتوں کو آبپاشی کرتے ہیں اور نالہ کے کنارون پہ چھپڑ رہٹ لگاتے ہیں موضع شاہ یوسف میں روضہ شاہ یوسف کا کانسی کی عمارت کا بنا ہوا ہے وہان ہر سال میلہ ہوتا ہے **علاقہ موہانگ** یہہ علاقہ بھی ضلع شاہپور کے متعلق بڑا علاقہ ہے مگر کوئی بڑی آبادی اسمین نہیں ہے صرف ایک مشہور گنڈیرات یعنی [illegible] جنکو [illegible] میں ٹیلہ کہتے ہیں موضع شیخ میر کے پاس ہے اوسکو [illegible] منسوب کرتے ہیں شیخ میر کا مزار بھی اسی ٹیلے کے اوپر ہے برایک قبر ہے [illegible] اور [illegible] نازل اوس سے [illegible] برآمد ہوتے ہیں اور ایک بڑا غار بھی ایسا ہے کہ انتہا اوسکا پایا نہیں جاتا اور ایک موضع یہان جہانیان شاہ کے مشہور ہے وہان ہزار پیر جہانیان شاہ پاشاہزادہ کے چھٹی تاریخ بڑا میلا ہوا کرتا ہے **علاقہ مصرو کہ** اس علاقہ میں قصبہ سروکہ بہت اچھا قصبہ ہے اسمین ہندو دکانیں اور بازار ہے تجارت بھی غلہ کی ہوتی ہے اس علاقہ میں [illegible] والا و [illegible] لالیان ولکیان میں بھی بہت بنائی جاتی ہے درخت سجی کا لانہ کہلاتا ہے جو ایک ہاتھ لمبا [illegible] اوسکا قد اور چھوٹے چھوٹے اوسکے پتے ہوتے ہیں برسات کے موسم میں قدرتی پیدائش اسکی جنگل میں بہت ہوتی ہے اوسکو کاٹ کر اور جلا کر سجی بنائی جاتی ہے کاٹ کے [illegible] میں سجی بناتے ہیں زمین میں گڑھا کھود کر اور لانہ اوسمین ڈالکے آگ لگا دیتے ہیں عرق اوسکا جمع ہو کر گڑھے میں جم جاتا ہے جلانے کے وقت پانی کی بڑی حفاظت ہوتی ہے اگر کوئی اوسپر پانی ڈالے تو [illegible] اوسکا آدمی کو بہت نقصان پہنچاتا ہے

راول پنڈی یہہ ضلع سرگردہ [illegible] اور خان [illegible] اگر لاہور سے ایک [illegible] شمال مغرب کو [illegible] آباد ہے سکھوں کی وقت آبادی اسکی تھوڑی اور [illegible] انگریزی عملداری ہوئی اور صدر ضلع و چھاونی فوج کی یہان قرار پائی تب سے آبادی اسکی

بڑھ گئی اور آئندہ بڑھتی جاتی ہے ہملٹن صاحب ڈپٹی کمشنر نے یہاں نیا بازار پختہ آباد کیا اور طرح طرح کی خوبصورت
عمارتیں اور دوکانیں بنوائیں کوٹھیاں و بارکیں تعمیر کیں اب شہر کی عمارت و بازار پختہ بن گئے ہیں اور
بڑی سڑک جو لاہور سے پشاور کو جاتی ہے شہر کے اندر سے ہو گذرتی ہے بڑی بازار میں جو ہفت لمبا اور
چوڑا ہی بڑی بڑی دوکاندار ساہوکار دوکانیں کرتے ہیں اور تجارت کی اسقدر کثرت ہی کہ اگر اس شہر
کو اس علاقہ کا دارالتجارت کہیں تو بجا ہی کیونکہ لاکھوں روپیہ کا قیمتی مال جو ہندوستان سے کابل وغیرہ
کو جاتا ہے اور اودھر سے ہند کو آتا ہے یہاں آکر کھلتا ہے تمام غلہ و ریشم و روئی وغیرہ کا بیوپار بھی بکثرت
ہوتا ہے شہر کے گرد شہر پناہ معہ دمدموں کے بنا ہوا ہے اور ایک قلعہ بھی پرانے وقت کا موجود ہے سکھوں
کے وقت ایک بڑی عمارت عالیشان شاہ شجاع الملک کابلی نے بھی یہاں بنوائی تھی جس وقت کہ وہ کابل
سے بیدخل ہو کر یہاں آیا اور رنجیت سنگھ نے اوسکو یہاں رہنے کے واسطے حکم دیا تھا شہر کے اندر روضہ
حضرت شاہ چراغ ولی کا زیارتگاہ بنا ہوا ہے اور ہر ہفتہ جمعرات کی رات وہاں میلہ ہوتا ہے کل شہر کی
آبادی پندرہ ہزار آٹھ سو تیرہ ہی صاحب ڈپٹی کمشنر ماتحت کمشنری جہلم کے یہاں اجلاس کرتے ہیں اس ضلع
متعلق سات تحصیلیں ایک صدر راولپنڈی دوسری تحصیل حضرو تیسری تحصیل پنڈی گھیب چوتھی فتح جنگ
پانچویں گوجرخان چھٹی کوہ مری ساتویں تحصیل کوٹھا اور ہر ایک تحصیل میں تحصیلدار رہکر مال کی تحصیل کرتا ہی
سکھوں کی عملداری سے پہلے گکھڑوں کی حکومت اس ملک میں تھی جو اپنے آپ کو کیکاؤس کیخسرو کی اولاد
کہتے ہیں اصل حال اونکا یہہ ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی نے اپنی اقبال کی یاوری سے اس ملک پر قبضہ پایا
تو اوسنے ایک شخص گکھڑ شاہ ایرانی کو اپنے طرف سے یہاں کا حاکم بنایا اوسنے اٹھائیس سال حکومت کی اوسکی نسل
اولاد برابر آٹھ سو برس تک اس ملک کے فرمانفرما رہے اس عرصہ میں کبھی وہ خودمختار اور کبھی حاکم کابل یا
دہلی کے باجگذار رہے ایک شخص مقرب شاہ نام انمیں سے بڑا عالی ہمت و صاحب ملک و دولت تھا
اوسکی نسبت ابتک یہہ مصرع زبان زد خاص و عام ہے ع درمیان سند و جہلم شد مقرب بادشاہ سنہ ۱۱۹۹
سکھوں کا تسلط اس ملک پر ہونا شروع ہوا اور قصبہ دہونگل دیہ والہ جو گکھڑوں کی دارالحکومت تھی وہ سکھوں نے
غارت کر کرا و جاڑ دی سکھوں کے ساتھ گکھڑوں نے بھی بہت زور آزمائیاں اور معرکہ آرائیاں کیں مگر اقبال
نے یاوری نہ دی آخر رنجیت سنگھ کا تسلط کامل ہوگیا - یہہ ضلع راولپنڈی کا بڑا لمبا اور چوڑا ضلع ہی جسکی حد مشرقی
اور شمالی اسکو دریای جہلم سے ملتی ہی حد غربی دریای سندھ ہی شمال کی طرف علاقہ ہزارہ جنوب کی طرف ضلع جہلم
[illegible] میں ایکہزار پانسو دس موضع اسکے متعلق شمار ہوئی تھی کل ضلع کی مردم شماری کے خانہ
میں پانچ لاکھ تین ہزار سات سو ساٹھ آدمی تحریر ہوئے تھے اور چھ ہزار نوسو بیانوین میل رقبہ زمین کا

شمار مین آیا تھا اور کل تھانہ پولیس کے اونہین تھو خاص تحصیل راولپنڈی کا علاقہ کلر سکہو پوٹھوہار کہلاتا ہے اسکے علاقون مین سے علاقہ جہیہ و کہاٹر بڑی اعلی درجہ کے علاقہ ہین مگر جہیہ کہاٹر سے بھی اعلی ہے زمین اوسکی صاف و ہموار و زرخیز ہے ملہیان وہان بہت رہتے ہین جو پشتو و پنجابی دونو زبانین بولتے ہین اور وجہ تسمیہ کہاٹر کا یہہ ہے کہ کہاٹر خان اس قوم کا مورث اعلی تھا جسکے نام سے اب یہہ قوم موسوم ہے اور علاقہ جنڈال و تکہنڈ و گہیب تحصیل پنڈی گہیب کے متعلق ہین اونہین سے گہیب کے وجہ تسمیہ یہہ بیان کی ہے کہ ہیرو سینو و کہیپو تین بھائی تھے کہیپو کی اولاد مین سے قوم گہیب ہوئے اور ہیرو کی اولاد ہیروانہ مشہور ہے سینو کی اولاد سہال کہلاتی ہے **حسن ابدال** سندہ ساگر دواب ضلع راولپنڈی کے متعلق یہہ ایک مشہور مقام اور پر فضا جگہ ہے اسلامیہ وقت حسن نام ایک ولی یہان رہتا تھا اوسی کے نام سے یہہ مقام مشہور ہوا ایک پختہ مقبرہ بھی اس پہاڑ کی زیارتگاہ بنا ہوا ہے سکہہ اسکو پنجہ صاحب کہتے ہین وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ شہر کے متصل جیلات ندی کے کنارے کے اوپر ایک استہان سکہون کا زیارتگاہ بنایا گیا ہے وہان ایک پتھر کے اندر پنجہ کی شکل بنی ہوئی ہے سکہہ کہتے ہین کہ یہان بابا نانک نے پنجہ لگایا اور شکل پنجہ کی پتھر پر نمودار ہوگئی اور قصہ اسکا یہہ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ بابا نانک یہان آیا اور شاہ ولی قندہاری سے جنکا جاے پہاڑ کی بلندی پر بنا ہوا ہے پانی مانگا اونھون نے نہ دیا اسوقت نانک نے اپنے پاؤن کی زور سے یہان پنجہ مارا اور چشمہ پانی کا جاری ہوگیا رنجیت سنگہ کے وقت یہان بڑا تالاب اور پختہ مندر بنا۔ آبادی قصبہ حسن ابدال نہایت سرسبز و سیراب و زرخیز مقام ہے طرح طرح کے درخت اور بہت سے چشمے سرد و خوشگوار اس پہاڑ پر جاری ہین تالاب کے اندر مچھلیان کثرت سے ہین شکاری وہان اکثر شکار کہیلتے ہین اکبر بادشاہ نے بھی اس پہاڑ کو سیر و شکار کے واسطے پسند فرمایا اور ایک قلعہ پختہ بنا کر فوج یہان ماسور کی پنڈی گہیب یہہ ایک مشہور قصبہ اور تحصیل کا صدر مکان ضلع راولپنڈی کے متعلق ہے اس علاقہ کے زمیندار قوم گوجر بہت رہتے ہین سکہون کے وقت ایک ہزارہ گوجر اور مشرد و کا نیراسمین آباد تھے اب بھی ہین مشہور قصبہ ہے مکان پرگنہ کی آبادی اسکی روز افزون ہے آمد و رفت بیوپاریون اور سوداگرون کی کثرت سے مشہور ہے مغرب کی طرف ایک نالہ جاری ہے جو کبھی خشک اور کبھی پر آب رہتا ہے برسات کو موسم میں بہت بہت طغیانی ہوتی ہے **اٹک** یہہ ایک مشہور قلعہ و قصبہ دریاے سندہ کے کنارہ پر بنا ہوا ہے یہہ قلعہ اکبر بادشاہ نے ۹۸۲ھ ہجری مین تعمیر کیا اور فوج ماسور کی چونکہ یہہ قلعہ مغربی حملون کے واسطے ایک اٹکاو بنایا گیا تھا اسواسطے اسکا نام اٹک رکہا گیا اور پہلی تاریخون مین اسکا نام اٹک بنارس بھی تحریر ہے چونکہ ایکطرف قلعہ کے پہاڑ ہے اسواسطے دور سے نظر نہین آتا عمارت قلعہ کی

نہایت مضبوط پتھر اور چونے کی بنائی گئی ہے ایسی صنعت سے کہ کل عمارت قلعہ کی ایک ہی پتھر کی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے یہ قلعہ عرض و طول میں ڈیڑھ میل اور دو بڑے دروازے شمالی و جنوبی ہیں جنکو لاہوری و کابلی دروازہ کہتے ہیں اور ایک دروازہ چھوٹا ہے اوسکا نام موری دروازہ ہے شمالی دروازہ کے اندر سنگ مرمر کے تختہ پر یہ فقرہ کندہ ہے [illegible] شاہان عالم شاہ اکبر تعالیٰ شانہ اللہ اکبر اور دروازہ گوشہ جنوب غربی کے دیوار میں ایک برج بنام آب دزدی ہے اوسکی اندر دریا کا پانی آتا ہے دریا کے ساتھ ایک خشک پہاڑ بڑا ہوا ہے اوسپر پانچ برج راجہ بہودھی کے جو مقابل قلعہ کے بنے ہوئے ہیں ان برجوں کے اوپر اگر توپ کا گولہ ہو تو قلعہ کے اندر ضرر پہنچتا ہے قلعہ کے اندر کوئی شاہی مکان دیوان عام و خاص و محل شاہی بنا ہوا نہیں ہے صرف جنگی قلعہ مضبوط بنا ہوا ہے جسکے بارہ سو کنگرے اور پچیس برج ہیں چغتائی و کابلی پہلا سید سلطنت تک اسمیں بادشاہی فوج رہتی رہی جب ناظم کشمیر نے حاکم کابل سے باغی ہو کر یہ قلعہ رنجیت سنگھ کے حوالہ کر دیا اور سکھی فوج اسمیں [illegible] اب سرکار انتظام انگریزی ہے۔ قلعہ کے اندر ایک قصبہ پختہ عمارت کا بنا ہوا ہے جسمیں [illegible] آباد [illegible] بیوپاریوں کی اسمیں بہت ہے [illegible] وقت پانسو گھر اور ایک سو دوکان اسمیں آباد تھی اب بھی آبادی اوسکی ترقی پر ہے **نور پور شاہان** سندھ ساگر دواب ضلع راولپنڈی کے متعلق ہے ایک مشہور قصبہ اور مطبوع مقام ہے اور نورپور شاہان اسکا اسواسطے نام ہے کہ مقبرہ حضرت شاہ لطیف بری کا وہان زیارتگاہ خاص و عام ہے ہر سال [illegible] دھوم دھام سے میلہ ہوتا ہے اور ایک ہفتہ تک برابر مخلوق جمع رہتی ہے یہ حضرت شیخ خاندان قادریہ اعظمیہ اور بیعت المریدین غوث الاعظم [illegible] مرید تھے قصبہ کی عمارت اکثر پختہ اور تھوڑی خام بازار آباد ہے تجارت کا کم بازار ہے علاقہ متعلقہ اسکا بھی اچھا سرسبز و سیراب ہے **سید پور** ضلع راولپنڈی میں یہ بھی ایک آبادی مشہور ہے علاقہ اسکا ایک عجیب سرسبز و سیراب ہے درختوں کا کچھ حد و حساب نہیں ہے پانی جابجا جاری ہے غلہ کی پیدائش بکثرت ہوتی ہے ایک مکان عبادتگاہ ہنود کا جسکو رام کنڈ تالاب کہتے ہیں یہاں بنا ہوا ہے [illegible] پہلی تاریخ یہاں میلہ ہوتا ہے **حضرو** ضلع راولپنڈی میں یہ ایک آباد قصبہ اور تحصیل کا مقام آبادی اسکی پختہ و خام ملی ہوئی اور بازار کشادہ ہے [illegible] اس علاقہ میں [illegible] کرتے ہیں [illegible] قوم صرف تاکو [illegible] وغیرہ بوکر فروخت کرتے ہیں اور ایک فرقہ اس علاقہ میں اصلی مشہور ہے وہ [illegible] کا کام [illegible] مسلمانوں کو اونکے ساتھ کھانے پینے کا [illegible] نہیں ہوتا زراعت یہاں کی بارانی [illegible] باجرہ اور ربیع میں گیہوں کی پیدائش ہوتی ہے

فتح جنگ سندھ ساگر دوآب میں یہ ایک اچھی آبادی کا قصبہ ۳۴ میل بائیں کنارہ سندھ کے سمت جنوب مشرقی آباد ہے بازار نہ سکی پختہ عمارت خام کی بازار کشادہ و بارونق ہے تجارت غلہ وغیرہ جنس کی یہاں بکثرت ہوتی ہے اکثر دوکاندار مالدار ساہوکار یہاں سوداگری کرتے ہیں قوم کھکوار وکھاتر اس علاقہ کے زمیندار ہیں اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع راولپنڈی یہاں مال کے تحصیل کا کام کرتا ہے جلال پور یہ ایک قصبہ دریاے جہلم کے مغربی کنارے آباد ہے گرد نواح اسکے ایک پہاڑی زرخیز و سیر حاصل سلسلہ ہے جس میں شمال کی طرف دریاے جہلم سے لیکر کان نمک تک پھیلتی ہے الفنسٹن صاحب اپنی تواریخ میں لکھتے ہیں کہ اسی جگہ پاس کے میدان میں سکندر اعظم اور راجہ پورس کی لڑائی ہوئی تھی مگر برنس صاحب فرماتے ہیں کہ لڑائی کا یہ مقام نہ تھا بلکہ یہ لڑائی جہلم کے کنارہ اوس مقام پر ہوئی تھی جس مقام پر دریاے جہلم سواے برسات کے موسم کے ہر وقت پایاب رہتا ہے اور فوج سکندر کی بھی اسی دریا سے پایاب اتری تھی اور پنجاب میں داخل ہوا تھا اسوقت سندھ سے ستلج تک کل ملک پنجاب کا سکندر کے حکم میں آگیا تھا اور سکندر نے چند عمارات بھی یادگار بنوائی تھی درہ دور سندھ ساگر دوآب میں یہ ایک ندی جاری ہے پہلے یہ مظفر آباد کے مغربی پہاڑ سے نکلکر دریاے سندھ اور جہلم کے درمیانی گھاٹیوں میں جاری ہوتی ہے پھر مشرق سے مغرب کیطرف پچاس میل کا راستہ طے کر کر دریاے سرن کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے پھر وہاں سے یہ دونوں ندیاں بشمول ایک دوسرے کے چلکر تاربیلا کے متصل دریاے سندھ میں داخل ہو جاتے ہیں نالہ ہرو یہ ایک چھوٹا سا نالہ سندھ ساگر دوآب میں جاری ہے پہلے یہ نالہ کوہ ہمالہ کی بنیاد سے نکلکر اسطرف کو آتا ہے پھر نیلاب کے دو سے شمال مشرق کی سمت کو بہتا ہوا قلعہ اٹک کے چند میل کے فاصلہ پر بعد طے کرنے راستے ساٹھ میل کے دریاے سندھ میں بائیں کنارے کی سمت سے شامل ہو جاتا ہے اس دریا کی راستہ میں اور بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی ندیاں اور چشمے اسکے شامل ہوتے چلے آتے ہیں جنکی امداد سے یہ پُر آب و امواج ہوکر چلتا ہے دریاے سواں یہ ایک دریا کوہ ہمالہ کے نچلے قطاران سے جو کوہ کشمیری و مغرب کیطرف ہیں نکلتا ہے پھر وہان سے جنوب مغرب کی سمت کو راستہ لیکر بعد طے کرنے مسافت اکیاون میل کے قریب بیس میل کالاباغ کے مقام سے نیچے دریاے سندھ میں اوسکے بائیں کنارہ کیطرف سے شامل ہوجاتا ہے یہ دریا اگرچہ بہت مقامات سے پایاب ہے مگر تیزی وتندی اسمیں اسقدر ہے کہ سوار و پیادہ کو طغیانی کے وقت بہا کر لیجاتا ہے اور بڑے بڑے اونٹ بہہ جاتے ہیں پانی اسکا عمدہ مائل اور رنگ اسکے پتھریلی ہے سردی کے موسم میں بعض مقام پر ایک فٹ سے زیادہ پانی نہیں

نہیں ہوتا مسٹر فلر صاحب ڈایرکٹر افسر یہ رسم پنجاب اسی نالہ میں ڈوبکر غرق ہو گیا تھا نہر دریا کے
ایام میں اگرچہ پانی اسمیں کم ہوتا ہے تو بھی تیزی بہت ہوتی ہے **نیلاب** سندہ ساگر دوآب میں
یہہ ایک موضع بائیں کنارے دریاے سندہ کے اوس مقام پر آباد ہے کہ جہاں دریای ہر دو دریاے
سندہ کے ساتھہ آکر شامل ہوتا ہے دریا کا پانی اسجگہ بسبب اسکے کہ بہت عمیق اور تیز رو و تنگ ہے نیلا نظر آتا ہے
اس لئے اس ضلع کو نیلاب کہتے ہیں اور آبادی کا نام بھی نیلاب ہے بعض مورخوں کا قول ہے کہ امیر تیمور کی یورش
ہندسے کے اسی مقام سے عبور کیا تھا **کوہ مری** راولپنڈی کے ضلع میں یہہ ایک تحصیل کا مقام
آبادی اسکی ایک بلند پہاڑ کے اوپر بائیں کنارے دریاے سندہ کے واقع ہے ۱۸۵۱ع ایام میں بسبب سرسبزی
و شادابی و سرسبزی اس پہاڑ کے سرکار انگریزی نے گورہ فوج اور افسروں کے رہنے کے واسطے یہہ
مقام مقرر کیا کہ وہ گرمی موسم میں یہاں آکر رہیں اور پنجاب کی سخت گرمی سے امان پاویں اوس روز سے آبادی اسکی
شروع ہوئی اور ہندوستان بارکیں و پختہ کوٹھیاں و مکانات و بازار آباد ہوگئے آب و ہوا اسکی نہایت
خوش اور سرد ملک کی ہوا سے مشابہ رہتا ہے گرمی محسوس نہیں ہوتی مسٹر جان تہارنٹن صاحب کمشنر نے اسکی
آبادی میں بہت کوشش کی تھی اب بھی آبادی اسکی دن بدن ترقی پر ہے رعایا بہت آباد ہوگئی ہے
گرمی کے موسم میں ہر ایک ملک کا آدمی سوداگر بیوپاری وغیرہ جمع ہوتا ہے اور ہزارہا روپیہ کی سوداگری
ہوتی ہے میوون میں سے زرشک انار سبزی و سیب و ناشپاتی وغیرہ کی پیدایش یہاں بہت
ہوتی ہے اور پھول دیسی و ولایتی اور کوہی درخت بھی طرح طرح کے ہوتے ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
سات ہزار تین سو تیس فٹ ہے **لودھرا** یہہ ایک قصبہ بائیں کنارے دریاے سندہ آٹھہ میل شہر
لیہ سے شرق کے طرف اوس سڑک پر جو ڈیرہ اسمعیل خان سے ملتان کو جاتی ہے آباد ہے **لیہ** سندہ ساگر
دوآب ضلع ڈیرہ اسمعیل خان کے شرقی علاقہ کے متعلق یہہ ایک آباد شہر اور تحصیل کا مکان مشہور ہے پہلے یہاں
ضلع مقرر تھا اب ضلع یہاں سے اوٹھکر کہیں چلا گیا اور تحصیل ماتحت ڈیرہ اسمعیل خان کے یہاں قرار پائی آبادی
اسکی دریای سندہ کے ایک شاخ کے کنارے بڑے دریا سے بفاصلہ چھہ کوس شرق کی طرف شہر لاہور سے دو سو
میل غرب و جنوب کی سمت کو واقع ہے برسات میں دریاے سندہ کی طغیانی اسطرف کو بہت ہوتی ہے
اور اچانک پانی بارہ کوس تک پہیل جاتا ہے اسواسطے وہ زمیندار جو دریا کے قریب رہتے ہیں وہ سوکھی
لکڑیاں زمین میں گاڑکر اور اوسپر چھپر ڈالکر گھر بنا لیتے ہیں شہر لیہ میں تجارت بہت ہوتی ہے اور
بیوپاری تیل و چھوہارہ و شکر و گوڑ و ریشم و اون و روئی و کپاس و لوہا و تانبا و گھی کا اسقدر کرتے ہیں جگہ
اس علاقہ میں کہیں ہے مردم شماری قصبہ کی چھہ ہزار اور زمانہ شاہی اکبر بادشاہ میں بازار بہت کشادہ ہے

پہلے ناکا بانہ و کالاباغ اور دوکانداری کرتے ہیں خیل زئی و بارکزئی و بلوچ ہیں یہ بستی ہین شہر کے
پاس کھجور و شاہتوت و آم کے درخت بہت ہین **دریا خان** سندہ ساگر دو آبہ ضلع ڈیرہ
اسمعیل خان کے متعلق ہے ایک قصبہ دریاے سندہ کے بائین کنارے پر آباد ہے اسمین تحصیل اور تھانہ
ڈیرہ اسمعیل خان کے ہے **کوٹ سلطان** سندہ ساگر دو آبہ ڈیرہ اسمعیل خان کے شرقی حصہ
مین بائین کنارے دریاے سندہ کے ملتان سے [illegible] میل سمت شمال غرب آباد ہے **بھکر** سندہ ساگر
دو آبہ ڈیرہ اسماعیل خان کے ضلع کے متعلق ہے ایک قصبہ اور ایک تحصیل ہے دریاے سندہ کے
مقابل بستی ہے ڈیرہ اسماعیل خان سے ادہر [illegible] میل کے آباد ہے یہ بستی [illegible] کا قصبہ ہے اور
پانچہزار آدمی اسمین بستا ہے **میانوالی** بھی ایک علاقہ اور ہے سندہ ساگر دو آبہ مین متعلق
ضلع بنون کے جو دریاے سندہ کے پار ہے واقع ہے زمانہ سابق مین اسکی سرداری اور علاقہ [illegible]
تھا اور بکی پنجابی لغت مین دریا کے کنارے کو کہتے ہین اسواسطے اسکا نام بھی کچھی مشہور ہے [illegible]
تاریخ اسکی اگرچہ درست ثابت نہین ہوتی مگر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سکندر اعظم کے بعد [illegible] یونانی
یہان بستی تھے بعد ازان گکہڑ آباد ہوئے ہمایون شاہ کے وقت گکہڑون نے بادشاہ کو بہت مدد دی اور
عداوت شیر شاہ بادشاہ نے اپنی حکومت کے وقت انکو برباد کرکے ملک سے نکالدیا اور قوم اونکا
و جاٹ علاقہ مشرقی کی طرف آباد ہوئے اکبر بادشاہ نے اپنی سلطنت کے عہد مین گکہڑون کی [illegible]
کی اور حکومت انہی ملک کی سہمان سے مقرب گکہڑون کو دیکر انکو سلطانی کا خطاب عطا کیا
اور سلطان مقرب شہر معظم نگر آباد کیا اور اوسکی نسبت تک یہی دار الحکومت تہا سلطان مقرب کے
مرنے کے بعد اوسکی اولاد مین کثرت سے خونریزیان ہوئین اور آپس کے نااتفاقیون کے سبب یہ قوم
کمزور ہوگئی اور جاٹون نے [illegible] اس ملک مین دخل پا لیا عالمگیر اورنگزیب کے وقت دوبارہ [illegible]
یہان کی مبارز خان گکہڑ کرلی اور خطاب سلطانی بھی ملا مگر بعد فساد اوسکے بھائی شاہزادون کی حکومت کو
زوال ہوا اور [illegible] قابض و دخیل ہوگئی [illegible] افغان ناظم احمد شاہ درانی
کے حکم سے یہان آیا اور شہر معظم نگر کو اوس سبب سے گکہڑون سے لوٹ کر ویران کردیا اور ملک
[illegible] زیادتیان کین اور [illegible] بھی وصول کیا جب کابل کی سلطنت مین ضعف آیا تو رنجیت سنگہ کے
باپ چہان سنگہ نے کئی مرتبہ [illegible] کین اور [illegible] حافظ احمد خان [illegible] خان حاکم منکیرہ کے
بار بار حملے کرتے رہے اور یہ ملک [illegible] مین رہا آخر جب قلعہ منکیرہ رنجیت سنگہ کے قبضہ مین آیا تو یہ ملک
مین بھی اوسکے قبضہ مین آیا اب انگریزی سلطنت کے ماتحت ضلع بنون کے ہمراہ اس خطہ کی زمین دو حصون [illegible]

منقسم ہے ایک ریگستان یعنی تھل دوسری کچھی یعنی پست زمین جو کہ ہر سال دریای سندھ کے طغیانی سے
سیراب ہوتی ہے مگر ریگی زمین نہایت کم آب و غیر آباد ہے اس زمین کے اندر سونا سندھ کے تھے اور ریگ
کے اندر سے ماڑی کے پاس نکلتا ہے اور کچا لوہا بھی اکثر مقام پر پایا جاتا ہے خاص میانوالی کوئی قصبہ نا
تھین مگر بباعث وارد ہونے افسری اور تحصیل کے نام اسکا قصبہ مشہور ہو گیا ہے اصلی بانی اس قصبہ کا
میان علی فقیر ابن شیخ ملا فقیر تھا اتک کے میان کے لوگ اوسکے خاندان کے مرید چلے آتے ہین پہلے پہل آپ نے
اپنے رہنے کا مکان یہان بنایا اور وہ یہی جگہ میان والی کے نام سے نامزد ہو گیا ورنہ فی الحقیقت
نام اس خطہ کا کچھی ہے اس موضع کے پاس موضع بلوخیل کلان ایک اچھی آبادی کا قصبہ ہے اور یہ دونون
کے آپس مین ملے ہین **داؤد خیل** سندھ ساگر دو آب ضلع بنون پرگنہ میان والی مین ایک مشہور
قصبہ اور آباد مقام ہے خانہ شماری اسکی ساڑھے سو سے زیادہ ہے اسمین پانسو پچاس کاشتکار اور ایکسو چونتیس
غیر کاشتکار ہین قوم افغان و سید اسمین بستی ہین علاوہ اسکا سرسبز و شاداب ہے **[illegible]**
ضلع بنون پرگنہ میان والی مین ہے ایک آباد قصبہ ہے کل بارہ موضع اسکے ساتھ شامل ہین کل ایکہزار
تین سو اٹھاون گھر تعلقہ کے شمار مین آئے ہین سرہنگ میانہ قوم اسمین بستی ہے دس ہزار آٹھ سو
اسکی کل آمدنی ہے **پپلان** یہ بھی پرگنہ میان والی مین ایک علاقہ ہے کل بارہ موضع اس مین شامل
ہین ایکہزار دو سو اٹھاون خانہ شماری اور بارہ ہزار نو سو تراسی مالگذاری ہے متفرق قوم افغان بلوچ جاٹ
اسمین بستی ہے **[illegible]** یہ ایک قصبہ ہے آبادی پرگنہ میان والی ضلع بنون مین واقع
ہے اسکے ساتھ دو موضع اور ملکر تعلقہ کہلاتا ہے اسکی کل خانہ شماری چھ سو چھ اور چار ہزار نو سو اٹھاسی
مالگذاری ہے افغان سرہنگ کی اولاد اسمین بستی ہے **کندیان** پرگنہ میان والی مین یہ زرخیز
علاقہ اور آباد مقام ہے چار گانو اسکے ساتھ اور ملکر تعلقہ کہلاتا ہے خانہ شماری اسکی ایکہزار نو او
اور تین ہزار ایکسو اکیس روپیہ مالگذاری ہے قوم پٹھان و جاٹ اسمین رہتی ہین **موچھ** پرگنہ میانوالی
کچھی مین یہ آباد قصبہ ہے اسکے ساتھ سات موضع اور ملکر تعلقہ کہلاتا ہے جسمین تین ہزار تین سو چار گھر
آباد ہین اور تینتیس ہزار دو سو چھتیس روپیہ مالگذاری ہے قوم سید و قریشی و جاٹ اسمین بستی ہین
موسی خیل ضلع بنون تحصیل میانوالی کچھی مین یہ قصبہ مشہور و معروف مقام ہے دو گانون
اسکے ساتھ اور ملکر تعلقہ کہلاتا ہے جسمین ایکہزار اکسٹھ گھر اور بارہ ہزار چار سو اکتیس روپیہ مالگذاری ہے
قوم افغان سرہنگ و بابی اسمین بستی ہے **وان بھچران** یہ ایک قصبہ بہت آباد پرگنہ
میان والی مین واقع ہے اسمین پانسو نوے گھر آباد ہین اور چار ہزار نو سو اکیاسی روپیہ کی مالگذاری ہے

ہے قوم ہیر اسمین رہتی ہے اور اوہنین کے نام سے یہہ قصبہ موسوم ہے **بہرولی** میانوالی کچہری کے علاقے مین یہہ قصبہ واقع ہے اور یہہ موضع ملک یہہ ایک تعلقہ کہلاتا ہے جسمین تین سو نوے گہر آباد ہین اور دو سو ستاون روپیہ مالگذاری ہے افغان اور جاٹ ملی ہوی قوم اسمین رہتی ہے **مظفرگڈہ** قسمت ملتان کے متعلق یہہ ایک آباد قصبہ اور ضلع کا مسکان ہے آبادی اسکی سندہ ساگر دوآب مین اوہنیس میل مغرب جنوب مغرب ملتان سے اور دو سو پچاس میل لاہور سے اوسی سمت کو واقع ہے پہلے اس ضلع کی کچہری خانگڈہ مین ہوتی تھی اور اوسی نام سے یہہ ضلع مشہور تھا مگر سبب اسکے کہ یہہ شہر خانگڈہ سے زیادہ تر آباد تھا کچہری ضلع کی یہان آگئی اب تین تحصیلین اس ضلع کے متعلق ہین ایک حضور تحصیل مظفرگڈہ دوسری تحصیل سیت پور تیسری تحصیل کوٹ ادو ہوا اور کل ضلع کی مردم شماری دو لاکہہ اکیاون ہزار ایکسو چار ہی پہلے پہل اس شہر کی آبادی کی نواب مظفر خان ملتانی شہید نے بنیاد رکہی اور قلعہ تعمیر کیا اوسکی زندگی تک یہہ قصبہ خوب آباد رہا جب نواب نے رنجیت سنگہ کی لڑائی مین شہادت پائی اور سکہی فوج ادہر آئی تو یہہ قصبہ ایسا غارت ہوا کہ کل رعایا ٹکڑے کی محتاج ہوگئی اور تمام لوگ اپنے گہر بار چہوڑ کر جلاوطن ہوگئے ایک مدت کے بعد امن ہوا تو دیوان ساون مل کے وقت دوبارہ آبادی اسکی ظہور مین آئی اب انگریزی عملداری مین بسبب مقرر ہونے ضلع کے اور بہی رونق اسکی بڑہ گئی ہے اور آبادی روز بروز ترقی پر ہے **خانگڈہ** سندہ ساگر دوآب مین یہہ ایک قصبہ دریاے چناب کے دہنی کنارے ملتان سے بیس میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے پہلی ضلع مظفرگڈہ کی کچہری اسی مقام پر ہوتی تہی اب مظفرگڈہ مین ہے اوٹھ گیا آبادی اسکی کچی پکی ملی ہوئی بازار بارونق اور غلہ کی تجارت بکثرت ہے **کوٹ ادو** سندہ ساگر دوآب مین دریاے سندہ کے بائین کنارے سے نو میل اور ملتان سے چہتیس میل سمت شمال مغرب آبادی یہہ قصبہ اگرچہ بعمارت خام ہے مگر اچہا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع مظفرگڈہ کے یہان کام کرتا ہے **سیت پور** ضلع مظفرگڈہ دوآبہ سندہ ساگر مین یہہ قصبہ بارونق و آباد مقام ہے تحصیل کی یہان کچہری ہوتی ہے افیون اور کسوم کی پیدایش بہت ہوتی ہے اور کہجور کے پیڑ بکثرت ہین **رنگپور** یہہ قصبہ سندہ ساگر دوآبہ مین بہت پرانا اور قدیمی مکان ہے کہتری زمیندار یہان بکثرت رہتے ہین اسلامیہ سلطنت کے ضعف کے وقت ایک سکہ دیوان سنگہ نام اسپر قابض ہوگیا اور قدیمی پختہ مسجد کو گرا کر اوسکا قلعہ بنوایا مگر جب تیمور شاہ احمد شاہ کے بیٹے کے وقت یہہ علاقہ ملتان کے نواب کے سپرد ہوا تو نواب نے دیوان سنگہ کو یہان سے نکال کر اپنا تہانہ بٹہایا اور قلعہ گرا کر دوبارہ مسجد بنوائی علاقہ اسکا اگرچہ ریگستانی ہے مگر غلہ کی پیدایش مین لاثانی ہے

یہہ قصبہ رانجھے کی معشوقہ ہیر کا خسرال تھا اور وہ یہان سیدا نام کھیڑے کے ساتھہ بیاہی گئی تھی تھوڑی مدت کے بعد رانجھا جوگی بنکر یہان آیا اور اسکے آنے کی جب خبر مشہور ہوئی تو سیدا نے ہیر کو طلاق دیدی

چھٹی تقسیم دریاے سندھ کے پار کے ملک کے شہرون اور قصبون کے بیان مین

اس تقسیم مین ایک حصہ قسمت دیرہ جات کا بیان تحریر ہوا ہے بعد ازان ضلع پشاور و کوہاٹ کا ذکر کیا گیا ہے قسمت دیرہ جات کو علاقہ دامن کوہ بھی کہتے ہین جو وسط مین دریاے سندھ و کوہ سلیمان کا واقع ہے لمبائی اسکی ملک سندھ سے لیکر تین سو میل لمبا اور عرض اسکا مقامات سے مختلف چوڑا ہے مگر وسط کے مقام پر عرض اسکا ساٹھہ میل شمار مین آتا ہے اسمین دیرہ اسمعیل خان و فتح خان و غازیخان وغیرہ بڑی بڑی بستیان اور شہر واقع ہین زمین متعلقہ اسکی تین قسم کی ہے اول ریگستان جسکو اس ملک کی زبان مین تھل بولتے ہین دوسری خشک بنجر زمین ہے جسمین بجز چھوٹی چھوٹی جھاڑیون کے سوا کچھ درخت کم پیدا ہوتے اور اگر مینہہ ہو تو کھیتون مین گہاس کی پیدایش مطلق نہین ہوتی تیسرے قسم کی سیراب زمین یعنی کچہ تو وہ بھی دو طرح سے ایک دریاے سندھ کے طغیانی سے سیراب ہوتی ہے اور دوسری وہ جسکو پہاڑی نالون کے ذریعہ سے پانی ملتا ہے اسمین بڑی بڑی پیدایش غلہ وغیرہ کی ہوتے ہین اور زمیندار بڑی فایدہ اوٹھاتے زمیندار بھی اس ملک کی مختلف حصون مین بستے ہین مگر گرمی کے موسم مین گرمی زیادہ ہوتی ہے اس ملک کے جنوبی حصہ کی زمین بڑا مشہور شہر **دیرہ غازیخان** یہہ شہر لاہور سے جنوب مغرب بطرف دو سو میل پر دریاے سندھ کے کنارے سے چار میل پر آباد ہے پہلی اس آبادی کے مقام پر دریا بہتا تھا جب دریا شرق کی طرف کو ہٹ گیا اور زمین پیدا ہوئی تو غازیخان قوم میرانی نے جو اول سو برس سے سکونت رکہتا تھا اس جگہ کو اچھی دیکھکر یہان گہر بنایا اور سکونت اختیار کی چونکہ موقع بہت اچھا تھا یہان ایک گاؤن کی آبادی کی بابر بادشاہ کے عہد مین بنا ڈالی اور اپنے نام پر دیرہ غازیخان اسکا نام رکھا چونکہ غازیخان بانی اسکا رفتہ رفتہ اس علاقہ کا حاکم بن گیا تھا اس سبب سے روز بروز اسکی رونق بڑھتی گئی اور تمام اوس سرزمین مین جو دریاے سندھ سے دامن کوہ تک ہے سوا اسکے اور کوئی بستی نہین ہے جسکو شہر کہا جاے اخیر عملداری مغلیہ اور ابتداے عملداری درانیان مین البتہ اس شہر کی رونق جاتی رہی تھی عہد سکہون مین کچھہ رونق ہوئی عملداری سرکار انگریزی مین خوب آبادی ہوگئی اور شہر بہت سا حصہ آباد ہو گیا اور شہر کے نقشہ مین کثرت سے تغیر ہوئین مقام صدر ضلع و چھاونی فوج کی بنائی گئی اور ایک کشادہ بازار غرب کی طرف شہر کے بنوایا گیا جہان اول قلعہ بنا ہوا تھا اور

مالدار لوگون نے بڑی بڑی عمارتین تعمیر کی ہین ایک سرای مسافرون کے آرام کے لیے عمدہ تعمیر ہوئی
سرای کے دروازہ پر کمیٹی گھر بنا ہوا ہے جہان اہل کمیٹی اجلاس کرتے ہین چونکہ بازار سنڈیمن صاحب
ڈپٹی کمشنر کے حکم سے بنا ہے اوسکا نام سنڈیمن گنج رکھا ہے بیوپاری دور دور ملکون خراسان سے آکر سرای مین
فروکش ہوتے ہین مکان تحصیل و تھانہ کے بھی اوسی بازار مین بنے ہوئے ہین اور ایک عمدہ باولی سنڈیمن صاحب
نے ملتانی بازار مین بنوائی ہے عمارت شہر کی پختہ ہے ایکہزار چارسو گھر اور دوکانین اور سترہ ہزار کے قریب
مردم شماری ہے اور نامی عمارتین اس شہر مین بتفصیل ذیل ہین اول مسجد عالیشان غازیخان بانی قصبہ کی
بنوائی ہوئی کاشی کار نہایت عمدہ مشہور ہے کہ پچاس ہزار روپیہ اوسکی عمارت پر خرچ ہوا تھا دوم
مسجد نواب عبدالجبار خان یعنی مسجد پختہ شہر کے وسط مین نواب عبدالجبار خان حاکم وقت نے ۱۲۵۸ ہجری مین بصرف
تیس ہزار روپیہ کے تعمیر کی آخون عبدالحکیم بالازئی کو امام مسجد مقرر کیا اور زمیندارات واسطے اخراجات
مسجد کے وقف کئے نواب بہاول خان اور سکھون کے وقت وہ جاگیرات ضبط کر لئے بلکہ سکھون کے وقت
یہان تک نوبت پہونچی کہ مسجد درہم برہم ہو گئی مسلمانون کا قبضہ و دخل اوسسے اوٹھ گیا اور مندر و
عبادت خانہ بن گیا سرکار انگریزی نے وہ مسجد مسلمانون کو دیدی اور ایک چاہ اور زمین واسطے مسجد کے اور
نقد اس مسجد کے نام پر مقرر کئے آخون عبدالخالق و عبدالواحد و عبدالشکور پسران عبدالشکور ابتک
متولی مسجد کے ہین تیسری مسجد چہوٹے خان یعنی مسجد نواب چہوٹے خان کو جسنے ۱۲۶۱ ہجری مین تعمیر
کی سکھون نے اس مسجد کو بھی درہم برہم کر دیا تھا سرکار انگریزی نے مسلمانون کے حوالہ کر دی
چوتھی مسجد حاجی محمد خان یعنی مسجد حاجی محمد خان نواب غلام مصطفی خان سابق سردار دیرہ کی بنوائی
پچاس ہزار روپیہ اسکی عمارت پر صرف کر کے پختہ و عمدہ سرخ رنگ عمارت تعمیر کی اسی مسجد پر بھی
سکھ ہندوون نے قابض ہو کر ٹھاکردوارہ بنا لیا تھا اور ایک ٹھاکر [illegible] اوسی جہان بیٹھا تھا
دو چاہ ساتھ تھے سرکار انگریزی نے اب یہ مسجد مسلمانون کو دیدی ہے [illegible] چاہ [illegible]
مسجد کے نام مرد اگرچہ اتنی نہین ہوتی وہ دونو چاہ اوسی ہندو فقیر کے اولاد کے نام [illegible] ہین
پانچوین مسجد کلالہ والی یعنی مسجد نواب محمود خان گوجر حاکم وقت نے بنوائی تھی [illegible]
اسکی غلامی رنگ نے کرائی اور مسجد کلالہ والی مشہور ہو گئی کہ کلال [illegible] بیٹھتے ہین [illegible]
ایک باغ جسکا نام نولکھہ باغ تھا نواب غازیخان کا بنوایا ہوا جہان موجود تھا وہ اب ویران ہو گیا ہے
صرف ایک درخت [illegible] اور مسجد کا باقی ہے [illegible] شہر کا [illegible] باغات نخل خرما
ہین عمارہ درختون کا [illegible] ایک نالہ دریا کا جسکا نام [illegible] ہے شہر سے جانب شرقی جاری ہو کر [illegible]

برسات کے موسم میں ہر اتوار کے روز وہاں میلہ ہوتا ہے اور نالہ کے کنارہ پر سایہ دار درخت
لگائے ہوئے ہیں شہر بند لب سے دریائے سندھ جانب شرق ایک فاصلہ ۱ میل تھا سنہ ۱۸۵۶ء میں دریا شہر
کے قریب آگیا تھا سرکار انگریزی نے دو بند بنوا کر شہر کو بچایا اس شہر میں برتن کانسی پیتل و پارچات
ابریشمی بہت عمدہ بنتے ہیں شہر ڈیرہ غازیخان کے متعلق اکثر مزارات ہیں جنکا ذکر اس موقع پر ضرور ہوا
اول خانقاہ پیر عادل یعنی مزار شہر ڈیرہ غازیخان سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اصلی نام اسکا سید عادل
تھا سنہ ۹۲۰ھ ہجری میں شہر بغداد سے اس طرف آئی اور کفار کے ساتھ جہاد کر کے اونکو قتل کیا عادل کا خون
انکو اوس قوم سے ملا ہے جس قوم سے انھون نے بعوض خون ایک گھوڑا کے اپنے بیٹے سید علی پر قصاص
جاری کیا باوجودیکہ حضرت کا ایک ہی بیٹا تھا مگر شرع کے حکم کو مقدم سمجھا آخر سنہ ۹۴۲ھ میں انتقال کیا
سردار انکی تاریخ وفات ہے سید علی اونکے فرزند مقتول کی قبر بھی بنی ہوئی ہے نواب غازیخان نے حضرت
کے مزار پر بہت روپیہ خرچ کیا اور روضہ عالیشان بنوایا مریدان اس خاندان کے بشمار اس علاقہ میں ہیں
اور ماہ چیت میں ہر روز دوشنبہ یہاں میلہ ہوتا ہے دس بارہ ہزار آدمی جمع ہوتا ہے سید احمد شاہ و سخی شاہ
حضرت کے بھائی کی اولاد اب سجادہ نشین ہیں دوسری خانقاہ نورنگ شاہ کی اس بزرگ کا بیٹا ملک
کرم قاسم شاہ باپ نورنگ شاہ کا سندھ سے اس طرف آیا اور نورنگ شاہ نے بارہ برس تک خانقاہ میں سر
پیٹھ کر عبادت کی اور صاحب کرامت و کشف ہو گیا روضہ اسکا بنا ہوا موجود ہے تیسری خانقاہ شاہ لال
کمال کے جنکا انتقال سنہ ۱۰۲۹ھ میں ہوا اور ڈیرہ غازیخان میں دفن ہے یہ بزرگ صاحب ولایت و کرامت
تھے چوتھی خانقاہ حضرت احد کرم علی کی یہ بزرگ اورنگزیب عالمگیر کے وقت فوت ہو کر یہاں دفن ہوا
گیا اور مزار بنا ہے ضلع ڈیرہ غازیخان منجملہ اضلاع پنجاب کے دریائے سندھ کے پار واقع ہے کل رقبہ
چار ہزار نو سو باون میل مربع ہے طول اسکا ایک سو نوے میل اور عرض پینتیس میل شرقی حد ضلع کا
بر دریائے سندھ جاری ہے دریا کے اسطرف جانب شرق علاقہ تحصیل لیہ متعلق ضلع ڈیرہ اسماعیل خان ہے
جنوب کی طرف ضلع مظفرگڑھ و علاقہ نواب بہاولپور کا ہے غربی حد اس ضلع کی کوہستان سے ملتی ہے جسکو
کوہ سلیمان و کوہ رود کہتے ہیں میدان دامن کوہ کا اس ضلع کے ساتھ متعلق ہے جہان سے بھاری سفر
ہوتا ہے وہ زمین ضلع سے باہر خارج از حکومت انگریزی ہے حد جنوبی علاقہ جیکب آباد و سندھ کے
علاقہ سے شامل ہے حد شمالی علاقہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے ملحق ہے چار تحصیلیں اس ضلع کے
ساتھ متعلق ہیں ایک ڈیرہ غازیخان خاص دوسری جامپور تیسری راجن پور چوتھی سنگھڑ جسکو سیوانی کہتے ہیں
کا نو ضلع کے ساتھ متعلق ہیں بتفصیل ذیل تحصیل ڈیرہ غازیخان ایکسو بیانوے موضع تحصیل جامپور

ایکسو ستر تحصیل راجن پور ایکسو سینتہ تحصیل سنگر ایکسو چوالیس چار لاکھ چھتیس ہزار نوسو اکیس روپیہ مالیہ کا
مقرر ہے اور تین لاکھ آٹھ ہزار آٹھسو چالیس کل ضلع کی مردم شماری ہے کل ضلع شمالاً و جنوباً دو علاقون
مین منقسم ہے ایک علاقہ سندھ دوم علاقہ سجادہ اور جو زمین دونو علاقون کے درمیان ہے اوسکو دندا بولتے ہین
علاقہ سندھ وہ ہے جو دریا کے قریب ہے اور سجادہ غرب کی طرف کا علاقہ دریاے سندھ پہلے تحصیل مٹھن
نظام والا کی طرف اس قصبہ کے جاری تھا اور سمات سوہنی کمہاری جو مہین وال نام شخص پر عاشق
ہوکر ہر روز دریا کے پار رات کو اپنے دوست کے ملنے کو گھڑے کے اوپر تیر کر جاتی تھی اسی موضع
نظام والا مین رہتی تھی آخر اوسکے ماں باپ کو خبر ہوگئی تو وہ پختہ گھڑا اوس جگہ سے جہان اوسی جنگل
مین چھپا رکھا ہوا تھا اوٹھا لائے اور کچا گھڑا رکھ آئی جب وہ مقررہ وقت پر وہان پہونچی اور دیکھا کہ
گھڑا اوٹھا سا ہے پکا گھڑا ہے کے رکھا ہے تو وہ اپنی دوست کے جام محبت مین مست ہوئی ہوئی اوسی
کچے گھڑے کو لیکر دریا مین گئی فی الفور کچا گھڑا پانی مین گل گیا اور وہ غرق ہوگئی پنجاب مین یہ قصہ
بہت مشہور ہے بلکہ شعرا نے ایسکے عشق کے بیان مین کئی کتابین بزبان پنجابی تصنیف کی ہوئی ہین
اور طالبان عشق اوسکو بڑی شوق سے پڑھتے ہین - پھر وہ نہر دریا ہٹتا ہٹتا قصبہ کے شرق کے طرف
آگیا ہے دریاے سندھ کا اس ضلع مین کمال زور ہے بارش کے دنون مین کوسون تک پانی پہیل جاتا
ہے اسواسطے زمیندارون نے اپنے بستیون کی حفاظت کے لئے بند باندھ رکہے ہین اور چوڑا اسقدر ہوجاتا
کہ تمام روز مین کشتی ایک طرف سے دوسرے طرف کو جاتی ہے اور کشتی سوار اپنے تموج کے خوف
سے زندگی سے نا امید خدا کے فضل پر بھروسا کئے ہوئے کشتی مین بیٹھے ہوئے ہوتے ہین اس ضلع مین
بڑا بھاری میلہ خانقاہ سخی سرور سلطان کا ہے جہان بہت لوگ دور دور ملکون سے قافلے کے قافلے
باجا گاجا بجاتے ہوئے حضرت کے مزار پر مقام لگا کر آتے ہین پچیس تیس ہزار سے کم آدمی میلہ مین نہین
ہوتے دوسرے درجہ پر میلا محمد عاقل صاحب کے مزار کا جو راجن پور مین ہوتا ہے اسمین بھی بہت خلقت
دور دور سے آتی ہے تیسرے میلہ خواجہ سلیمان صاحب چشتی کے خانقاہ کا جو تونسہ خواجہ نور محمد صاحب
چشتی کے مقبرہ کا یہ چار میلے گویا ایسے ایسے ہین جنکی ثانی تمام پنجاب مین نہین ہین قوم بلوچ اس ضلع
مین بہت آبادی ہے جنکا مذہب مسلمان ہے ہندو بہت کم ہین اور مسلمان ہندوونکو ایک نقارت کی نگاہ سے
دیکھتے ہین نواب غازیخان جسکا بنا ہوا ڈیرہ غازیخان ہے قوم میرانی بلوچ اس ضلع پر تصرف حاکمانہ
رکہتا تھا باجگذار شاہ دہلی کا رہا اور صوبہ ملتان کی حکومت اسپر تھی وہ سنہ نوسو ہجری مین مرگیا تو حاجی خان
اوسکا بیٹا جانشین ہوا اور زمانہ نے رواج آئندہ کیلئے قرار پائی کہ ہر ایک پشت مین ایک جانشین کا نام غازیخان

اور بعد وفات اوسکے حاجی خان مقرر رہے چنانچہ چند پشت تک ریاست اس خاندان میں رہی اور نوبت بنوبت
غازیخان و حاجی خان جانشین ہوتی رہی ایک غازیخان کے وقت شاہ حسین غلزئی بادشاہ قندہار نے بھی
اس علاقہ میں آیا بلوچون نے ناحق اوسکی لشکر میں دست اندازی کی بادشاہ نے ناراض ہوکر بلوچ
کے قتل کا حکم نافذ کیا ڈیرہ غازیخان کے رعایا کو لوٹ لیا اور اس غارت و قتل میں اس خاندان کو بھی
نقصانات پہونچا ازان بعد ایک مدت کے بعد ریاست اس خاندان سے منتقل ہوکر محمود گوجر کے گھر میں
چلی گئی کیفیت اوسکی یہ ہے کہ محمود بن محمد یوسف قوم گوجر جسکے کچھ علم بھی پڑھا ہوا تھا معرفت محمد وزیر
حاجی خان کی غازیخان پاس نوکر ہوا اور اپنی ہوشیاری کے ذریعہ سے مقرب و ہمنشین خان کا بن گیا جب وہ
مرگیا تو حاجی خان کے روبرو بھی وہ وزیر و مشیر و مدار المہام بنا رہا حاجی خان مرگیا تو غازیخان اخیر کا
خوردسال رہگیا اوسوقت محمود کے دل میں طمع پیدا ہوئی کہ خود مالک بن جاوے اسواسطے اوسنے غلام شاہ
کلہوڑہ حاکم سندھ کے ساتھ سازش کرکے اوسکو طلب کیا وہ فی الفور فوج لیکر چڑھ آیا اور ڈیرہ غازیخان
میں پہونچکر غازیخان خوردسال کو قید کرلیا اور بدلے ایک رقم کثیر کے محمود کو بعہدہ ریاست و نیابت مقرر کیا
یہ واقعہ ۱۱۸۳ ہجری میں ہوا اور ریاست غازیخان کی ختم ہوئی غازیخان اخیر بھی آخر کو غلام شاہ کے قید میں
بعمر خوردسالی ۱۱۹۰ میں مرگیا اور نعش اوسکی سندھ میں دفنائی گئی بعد ازان غازیخان کی اولاد میں
کوئی شخص باقی نرہا محمود خان گوجر کے عہد میں یہ ملک شاہ کابل کے متعلق ہوگیا اور شیرخان بادشاہ کیطرف سے
حاکم اس علاقہ کا مقرر کیا جاتا وہ مرگیا تو برخوردار خان اوسکا برادرزادہ جانشین ہوا مگر اوسکی وہ عزت
نہوئی اور بادشاہ نے خاص نواب کابل سے اس ملک کا انتظام کیا اور باوقات مختلف تبدیلی حکام کی ہوتی رہی
آخر جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے منکیرہ فتح کیا تو اسطرف بھی توجہ کی محمد زمان حاکم شاہ کابل فی الفور بھاگ
گیا رنجیت سنگھ نے تمام یہ ملک بطور اجارہ معہ کچھی نواب بہاولپور کو بعوض چار لاکھ روپیہ سالانہ کے
دیدیا تھا پھر دیوان ساونمل ناظم ملتان کے سپرد رہا اب زیر حکومت سرکار انگریزی ہے

[illegible]

پہلے یہ مقام ایک ویرانہ جنگل تھا عرصہ تخمیناً پانسو برس کا ہوا ہے کہ داؤد نامی ایک بلوچ قوم ناہڑ
علاقہ ہرنسے اٹھکر بسبب فراط گھاس کے یہاں سکونت پذیر ہوا اور مویشی اپنے یہاں چرنے کو چھوڑ دی
چونکہ گھاس یہاں بکثرت تھی اور مویشی دار زمیندار بھی وہان آکر سکونت کرنے لگے اور روز بروز رونق
آبادی کی ہوتی گئی چونکہ داؤد خان نے اپنے گھر کے پاس ایک درخت جال کا لگایا ہوا تھا اس بستی کا نام
داؤد جال مشہور ہوگیا رفتہ رفتہ شہر کے گرد فصیل قرار پاگیا میں بعد قوم سانگی دلگتا و مہار و دستور [illegible]
و [illegible] و [illegible] وغیرہ سمجھکر آکر آباد ہوتے رہے شہر کے باہر بھی الگ بستی تجویز ہوئی اور

قوم کراڑ ہندو بھی آکر سکونت پذیر ہوئی شہر کے اندر ایک لکڑی درخت جال کی خشک ہوئی ہوئی ابتک
کھڑی ہی کہتے ہیں کہ یہہ وہی جال کا درخت ہی جسکے سایہ کے نیچے کھیل داؤد آکر بیٹھا تھا عمارت
اسکی بہت سی خام ہے اور تھوڑی سی پختہ بازار اسکا سرکار انگریزی نے عملداری میں گذرتے بنایا گیا
اور پھر اسمیں دو دکان کا تعمیر و پختہ تعمیر ہوا کیونکہ اسجگہ موسم گرما میں دھوپ سخت پڑتی ہے بازار اوپر
سرکی وغیرہ سے چھپایا ہوا ہے خانہ شماری اس قصبہ کی ایکہزار آٹھسو اونچاس اور مردم شماری پانچہزار
نوسو تراسی ہے اس قصبہ میں صراحی کنندہ و آبخورہ و بہت عمدہ گلی کے باریک عمدہ بنتے ہیں اور پھر لاچی
اونکی بہت اچھی گیہوں سوتی تحفہ بنتے ہیں تربوز و خربوزہ خوشگوار و شیریں پیدا ہوتا ہے گاجر و شکر قند مشہور
ہوتے ہیں بانسہ بانشیں ہیں قسمیں کوٹھیاں بنا ہوا ان شکار پور سندہ کے بیوپاری ہوتی تھیں اور وہ لوگ
یہاں کپڑا وغیرہ اجناس خرید کر بھیجتے تھے وکٹ بابت قندھار و بادام و پستہ وغیرہ یہاں لاکر فروخت کرتے تھے
سکھوں کی عملداری میں بسبب زیادتی محصول کے وہ بات جاتی رہی پانی کی اس شہر میں اکثر اوقات
تنگی وقت ہوتی ہے کیونکہ جسقدر چاہات اس شہر میں ہیں ان کا پانی تلخ ہے پینے کے لایق نہیں ہے ایک
بڑا تالاب خام باہر شہر کے جانب شرقی اور دو تین تالاب خورد خام بنائے ہوئے ہیں انمیں پانی بارش
اور سیلاب کا جمع رہتا ہے اوسے پانی آدمی اور حیوانات پیتے ہیں جب پانی نہیں رہتا تو مقام ہرند سی جو بارہ
کوس اس مقام سے ہے نالے کہود کر بڑے نالہ سے پانی لاتے ہیں بوقت مخصوصی پانی کے بڑی دقت ہوتی
ہے بعض اوقات موضع ہرند کے رہنے والے پانی لانے نہیں دیتے اور عذرات طرح طرح کے کرتے ہیں البتہ
جب پہاڑ سے سیلاب آتی ہے تو سب تالاب بھر جاتے ہیں ایک تالاب پختہ جو سرکار نے بنادیا ہے اوسکا پانی
لوگ بہت پیتے ہیں اور عام و خاص اسمیں نہاتے ہیں اس شہر میں باغ کوئی نہیں ہے اور نہ کوئی درخت سایہ دار
ہے اس گاؤں کے حد کے اندر ایک خانقاہ ڈیرہ ساملا کے جانب غرب بفاصلہ ڈیڑھ کوس ہے قبہ روضہ بہت بڑا
ہے اور صاحب مزار مشہور ولی ہے شہر جام پور یہہ شہر خاص ڈیرہ غازیخان سے بفاصلہ تین منزل سمت
جنوب واقع ہے شروع آبادی کا پورا حال معلوم نہیں ہوتا صرف اسقدر دریافت ہوتا ہے کہ عرصہ
چھ سو برس کے ہوئے جام نامی قوم جاٹ نے اس شہر کو آباد کیا اور اپنے نام پر جام پور نام رکھا روز
آبادی سے برابر آباد ہے کبھی ویران نہیں ہوا عمارتیں پختہ اور بلند ہیں جام بانی شہر کی اولاد سے کوئی شخص
باقی نہیں ایکہزار پانسو ستانوین خانہ شماری اور دو سو پچاس دکانیں اور سات ہزار سات سو مردم شماری
ہے یہہ شہر بعد شہر ڈیرہ غازیخان کے اس ضلع میں بہت آباد اور بارونق مشہور ہے ۱۸۶۶ء میں سرکار انگریزی
نے ایک بازار پختہ بنوایا بازار اکثر سایہ دار ہے اور موسم گرما میں چھپر پوش کر دیتے ہیں کہ دھوپ

گرمی سے امان مین رہین اس شہر مین چوبی کام بہت اچھا بنتا ہے اچھے اچھے کھلونے اور ڈبیا او گلاس
اور پایہ پلنگ چوبی بنتے ہین بیوپار افیون اور نیل کا بہت ہوتا ہے ہندو اس شہر مین بہت رہتے ہین جسقدر
مسلمان ہین اونسے دوچند ہندو ہین اور ہندوون کا الفت گذارہ ہے اور جانب غرب شہر کے مکان تھانہ و تحصیل
بنا ہوا ہے اور عمارت عمدہ ہے تحصیلدار وہان کچہری کرتا ہے اور شرق کی طرف نالہ سون جاری ہے
اوسکے کنارہ پر درختان سایہ دار بکثرت لگے ہوے ہین باشندگان شہر اتوار کے روز نالہ کے کنارہ پر جمع
ہوکر سیر کرتے ہین گویا آٹھوین روز یہان میلہ ہوتا ہے بڑے بڑے ساہوکار ہندو اس قصبہ مین رہتے ہین
جنکا بیوپار دور دور ملکون مین جاری ہے اور مسلمانون مین خاندان قوم جھکڑ کا قدیمی ہے ملکیت اونکی
بہت ہی اور اوسی خاندان سے ملک فتح محمد ذیلداری عہدہ رکھتا ہے اور چودہری ولی رام کھی ہندو
کا مقدم و ذیلدار ہے سادات کا خاندان بھی نامور ہے جنمین سے سلطان شاہ نامی آدمی ہے یہہ قصبہ متعلق
ضلع ڈیرہ غازیخان اور مقام تحصیل ہے اس قصبہ مین ایک مقبرہ فقیر مسن شاہ کا مشہور ہے یہہ بزرگ
نواب غازیخان کا ہمعہد تھا ماہ ربیع الاول مین یہان میلہ ہوتا ہے اور مزار شہر سے جانب شرق واقع ہے
دوسری خانقاہ شیخ لعل سرور انکی جانب جنوب ہے عرصہ چارسو برس سے یہہ بزرگ یہان مدفون ہے۔

قصبہ راجن پور یہہ قصبہ عرصہ ایکسو ستر برس کے مخدوم شیخ راجن بخش نے آباد کیا اور
اپنے نام پر راجن پور نام رکھا یہہ راجن بخش اجارہ دار اس ملک کا تھا وزن آبادی سے اسکی رونق بڑہی
دو ہزار چارسو اونتیس اسکی مردم شماری اور سات سو اٹھتیس گھر اور ایکسو دوکان ہے سرکار انگریزی
عملداری مین جب قصبہ مٹھن کوٹ کو دریا نے گرایا تو محکمہ اسسٹنٹی و تحصیل و تھانہ اوس قصبہ سے اٹھکر
یہان آگیا انگریزی فوج کی چھاونی بھی اسمقام پر ہے ایک رسالہ سواران اور کچھہ پیادہ فوج یہان رہتی ہے
ایک جیلخانہ قیدیون کا بھی یہان بنا ہوا ہے گویا یہہ جگہہ ایک حصہ ضلع کا ہے صاحب اسسٹنٹ کمشنر ماتحت ڈپٹی کمشنر
ڈیرہ غازیخان کے یہان عدالت کا کام کرتا ہے ان سب باتون کے ہونے سے رونق اس قصبہ کی روز بروز
ترقی پر ہے ایک بازار پختہ اس قصبہ مین شہر و عملداری مین سرکار انگریزی کے سید ... نے بنوایا تھا جو نقشہ
معلوم ہوتا ہے ایک خیراتی ہسپتال بھی یہان بنا ہوا ہے شہر مین غلہ و پارچہ سفیدی وغیرہ اجناس کی تجارت
ہوتی ہے شہر کے گرد نواح مین چند باغات عمدہ ہین جنسے قصبہ کی زینت ہے اور ایک کنوین باغ ...
مین ہے - اس قصبہ کے [illegible] شمال ایک دروازہ [illegible] چار دیواری یہان [illegible]
[illegible]
[illegible]

تو اس قبر کی نوبت پہونچی اوسوقت لوگ کہتے تھے کہ دیکہین کہ اب اس ولی کی قبر گرتی ہے یا رہتی ہے۔
دوسرے روز یہہ صاحب موقع پر آیا اور حکم دیا کہ اور سب قبرین گرائی جاتین مگر یہہ قبر نہ گرائی جاوے
بلکہ پختہ بنوا دی جاوے چنانچہ پختہ بنوائی اور روضہ پر خرچ کا صاحب نے انتظام کر دیا کہتے ہین کہ صاحب کو
خواب مین کچہہ اشارہ ہوا تہا اور صاحب نے اوس اشارہ کے بموجب قبر بنوا دی دوسرا مزار خواجہ محمود کا
قصبہ مذکور کے مشرق و شمال کی طرف ہے یہہ مولوی محمد حسن ملتانی کا بیٹا قوم بتانی باشندہ سولگی
تہا خواجہ نور محمد ساکن حاجی پور کا یہہ خلیفہ و مرید صاحب کرامات بلند و مقامات ارجمند تہا اون سنہ ۱۲۲۹
کو انکی وفات ہوئی یہی قادر انکے مرید نے مزار پختہ بنایا **کوٹ مٹھن** یہہ قصبہ بر لب دریای سندہ
تحصیل راجن پور مین آباد ہے دو سو پچاس برس کا عرصہ ہوا ہے کہ مسمی مٹھن خان بلوچ کوٹ مٹھی سے
یہان آکر بسبب سرسبزی کنارہ دریا کے اپنا مال چرایا اور سکونت اختیار کی اوسکے بعد اور رشتہ دار بلوچ و
لوگ بہی یہان آکر سکونت پذیر ہوئے اور رفتہ رفتہ ایک قصبہ بن گیا جب محمد شریف قریشی فقیر سہروردیہ
کہ مرد صاحب کمال تہا یہان آکر رہا تو زیادہ سے زیادہ اسکی رونق بڑہ گئی تمام زمانہ کے امیر و غریب بلکہ
حکام وقت بہی اسکے مرید ہو گئے گویا اوس وقت یہہ ایک شہر پختہ دریا کے کنارہ پر آباد ہو گیا بڑے بڑے
ساہوکار و مہاجن اسمین آباد ہو گئے زیادہ تر باعث آبادی کا یہہ ہوا کہ پانچون دریا پنجاب کے ایک مقام پر
دریای سندہ کے شامل ہوتے ہین و پنجاب کے سب شہرون مثل لودہیانہ و جالندہر و امرتسر و لاہور
و وزیرآباد و گجرات و جہلم وغیرہ سے تاجر لوگ بذریعہ کشتیون کے مال لاکر یہان اوتارتے اور جا بجا لیجاتے
اور جسقدر مال بمبئی و کراچی و سندہ سے پنجاب کو آتا وہ کشتیان بہی یہان آکر اوتاری جاتین اور مال جا بجا
روانہ ہوتا اور دونو ملکون کے درمیان یہہ شہر تجارتگاہ بنا ہوا تہا اس سبب سے یہہ شہر مدت سے آباد
چلا آتا تہا اور شہر والے آسودہ حال تہے صاحبان انگریز نے بہی اپنی عملداری کے وقت محکمہ تحصیل
و تہانہ کا انتظام یہان مقرر کیا مگر افسوس کہ سنہ ۱۸۶۹ع انگریزی مین دریای سندہ نے قہر خدا سے اس شہر کی طرف
اپنا رخ کیا اور تمام شہر دریا برد ہو گیا شہر والون کو وہ نقصان ہوا کہ خانہ بدوش ہو گئے مکانات دریا
بہا کر لے گیا اسباب سر پر اوٹہاتے ہوئے لوگ جا بجا پہرنے لگے محکمہ تحصیل و تہانہ سرکار اوٹہا کر
راجن پور لے آئی آخر سرکار نے رعایا کی دستگیری کی اور تجویز دوبارہ آباد کرنے اس شہر کی اس موقع
پر جہان اب آباد ہے فرمائی ہر ایک عمارت کی قیمت معاوضہ ہو کر جا بجا زمین درمیان تقسیم ہو گیا
قرار پایا لوگون کے گہر پاس قطعہ دار و اینٹ اوسکے درمیان مین سڑکین بازار کشادہ رکہین پختہ
کہلے شہر سے تین میل کے فاصلہ پر تجویز ہو کر شہر بند گیا اور نہر کشیدہ رعایا کا خرچ ہو کر اور شہر کی آبادی ہو گئی

تو قصبہ دالون کی بدقسمتی سے دریا کا رخ شرق کے طرف کو ہو گیا اور یہ شہر دریا سے دور رہ گیا آمد و رفت
بیوپاری کی موقوف ہو گئی اور شہر کی رونق جاتی رہی کچہری اکسٹرا اسسٹنٹی و تحصیل کی بھی جسکے لئے مکانات تعمیر ہو چکے
تھے یہاں قائم نہوئی اب اکثر دکانیں شہر کے ویران و مسمار ہو گئے ہیں ساہوکارہ کم ہو گیا ہے بعض کے
دیوالے نکل گئے ہیں صرف سرکاری تھانہ ہے باغات بھی شہر کے گرد بہت ہیں جو بوقت آبادی لگوائی
گئی تھی ایک روضہ خواجہ محمد شریف و خواجہ عاقل محمد کا یہاں عالیشان بنا ہوا ہے سابق یہ روضہ شہر
مٹھن کوٹ میں تھا جب دریا روضہ کے پاس آ گیا تو وہ صندوق لاش محمد شریف و خواجہ عاقل محمد و خواجہ
خدابخش کا نکلوا کر اور یہاں لا کر دفن کیا اور روضہ موجودہ عالی عالیشان مریدوں نے بنوایا تمام روضہ
پر چینی کا کام ہے اور آئینہ بندی اور سنہری کا کام ہے کئی ہزار روپیہ اسکی عمارت پر خرچ ہوا
اور روضہ کے پاس پختہ مسجد اور حوض پختہ مسجد یہاں طرح سے بنوایا اور روضہ کے جانب شمال ایک عالیشان
پختہ دالان ہمام کے مجلس کے لئے [illegible] تعمیر کیا گیا ہے روضہ میں قبر خواجہ عاقل محمد و خدابخش
کی ہے باہر بیان میں قبر [illegible] محمد شریف کی [illegible] تھی مگر جلتا تھا کہ [illegible]
[illegible] شہر آباد ہوئی اونکے خاندان کا حال [illegible] محمد علی نام بزرگ انکا خراسان سے سندھ میں
آیا اور [illegible] خواجہ نور محمد صاحب [illegible] کوٹ مٹھن آکر [illegible] ہجری میں قیام پذیر ہوئے اور وہ شہر گرا
میں پایا کہ تمام [illegible] علاقہ کو خوش کر لیا اور [illegible] علاقہ [illegible] جاگیر میں دیا محمد شریف کے دو بیٹے
ہوئے عاقل محمد و قاضی نور محمد عاقل محمد فقیری میں رہے اور نور محمد بڑے عالم و فاضل و امیر و قانع
مالک ہوئے عاقل محمد کا شہرہ کرامت ولایت میں [illegible] کی طرح تھا اور ہزاروں لوگ اونکے مرید تھے اب غلام فرید
حضرت کی اولاد سے سجادہ نشین ہے اور مرید تمام علاقہ [illegible] دامان کوہ ہے بلکہ کراچی دہلی تک اسکے
سب لوگ مرید ہیں اس خانقاہ ہر سال [illegible] میں چار عرس خواجہ محمد عاقل و خدابخش و احمد علی و تاج محمود کی
ہوتے ہیں [illegible] خواجہ عاقل محمد صاحب کے عرس پر ہوتا ہے کہ ہزاروں آدمی جمع ہو جاتے ہیں اس شہر
کی عمارت پختہ کم ہوتی ہے اور مردم شماری دو ہزار [illegible] دکانیں [illegible] دوکانیں
اب تک ہیں دکانیں [illegible] جہاں [illegible] آباد ہیں اس شہر کی سرزمین
[illegible] درخت کثرت سے ہیں [illegible] دو قسم کا پایا جاتا ہے ایک
[illegible] جانور [illegible] جنگل میں [illegible] ہرن کی [illegible] آنکھ [illegible]
ہوتی ہے فاصلہ کوٹ مٹھن کا [illegible] چار سو ساٹھ [illegible] قصبہ وجھا
یہ قصبہ متعلقہ ڈیرہ غازیخان دامن کوہ میں آباد ہے حال آبادی اسکی [illegible] ہزاری بلوچ [illegible]

کے اندر رہتی تھی کوئی بڑی آبادی اور آرامگاہ اس قوم کے لئے پہاڑ سے نکلکر نہ تھا اسواسطے مہاراجہ
رنجیت سنگھ کے عہد میں بعرصہ پنجاہ سال مسمی بہرام خان تمندار قوم مزاری نے پہاڑ سے نکلکر اسجگہ آبادی
کی بنیاد رکھی اور نام گانو کا روجھان جسکے معنی بلوچی زبان میں آرام گاہ ہے رکھا اب دو ہزار سات سو
تین آدمی اسمین بستے ہین قوم مزاری سب سے زیادہ ہین ہندوون کے دوکانین کچھی پختہ و خام بنی ہوئی ہین
شہر پناہ صرف خام بنا ہوا ہے اب امام بخش خان تمندار نے اگلی آبادی سے بطرف غرب بفاصلہ ایک میل
کے نئی آبادی کرکر اوسکا نام نیا روجھان رکھا ہے اوسمین اپنے رہنے کے محلات پختہ اور پختہ مسجد عالیشان
بنوائی ہے اور ایک بنگلہ حکام کے رہنے کے خاطر تعمیر کیا ہے وہ عمارت اوس جنگل میں تکلف سے بنوائی ہے خوشنما
نظر آتی ہے آگے درخت بیر یا ریان کوہی کی اس گانو مین بکثرت ہوتے ہیں بہت سے گھر اور دوکانین
اسمین بستے ہین قصبہ آسودہ حال ہے [illegible] ڈیرہ غازیخان کے ضلع کے متعلق یہ ایک مشہور آبادی
دامن کوہ مین بمقام ڈیرہ غازیخان سے جانب غرب بفاصلہ بتیس میل کے ندی کے کنارہ پر آبادی مشہور ہی
اس گانو کی صرف حضرت سید احمد سخی سرور سلطان کے مزار کے سبب سے اور یہ خانقاہ پنجاب کے مشہور مزارون
سے ہے پوڑیان یعنی زینہ شمالی خانقاہ کانی کے اندر ہے دروازہ کلان اوسکا جنوب کی سمت کو آبادی اسکے ساتھ
ملا ہوا ہے بادشاہ دہلی نے اول یہ خانقاہ پختہ بنوائی پوڑیان پختہ دیوان لکھپت رائے جسپت رائے سرداران
صوبہ لاہور نے بعہد نواب ذکریا خان بہادر صوبہ لاہور کے بنوائین جسکے بانیان لاہور خاص مین ابتک مشہور
موجود ہین غربی دالان مین مزار حضرت سخی سرور کی ہے چند ستون عالیشان زیب دیتے کٹھری مین چراغ
ہر وقت صبح و شام دن رات جلتا رہتا ہی شمال غرب کے گوشہ مین بابا نانک کا مکان بنا ہوا ہی جہان آوے
اکر قیام کیا تھا اور جانب شرق دوسری کوٹھری مین بی بی بھا جو زوجہ سخی سرور کا تھا ہے اور چرخہ کہا
جسکے سوت کاتتی تھین تیسری کوٹھری اندرولی مین ہندوون کے دیوتا بھیرون کا مقام بنا ہوا باہر کے
مکان کی غرب کی طرف چار دیواری کے اندر ایک درخت جال کا خشک کھڑا ہے اوسی جانب غرب باہر چار
دیواری سے درخت کنڈہ سبز کھڑا ہے مجاور لوگ کہتی ہین کہ جہان گھوڑی لگی حضرت کی باندہی گئی
تھی جال کی جگہہ کیلا اگاڑی کا اور کنڈہ کی جگہہ کیلا پچھاڑی کا تھا اور حضرت کی کرامت سے دونو کیلے
سبز ہوکر درخت بن گئے تھے چار دیواری کے بعد ایک مکان سید راو دین حضرت کے فرزند کا بنا ہوا ہے
اور ایک اور مکان پختہ شیخ دہوڑ کے نام سے موسوم ہے ان دونو مکانون مین قبر کوئی نہیں اور کچھ تھوڑا
فاصلہ پر خانقاہ سے بجانب غرب مسمی نور و اسحاق کے دو قبرین ایک بلند ٹیلہ پر بنی ہوئی ہین یہ دو شخص حضرت
سرور کے دوست تھے پھر اونسے جانب شرق دو قبرین میان علی و عثمان کی ہین یہ دونو بھی حضرت کا

حضرت کے ہمنشین اصحاب تھے خانقاہ سے جانب شرق ایک تالاب محمود خان گوجر کا پختہ بنا ہوا موجود ہے
گر پانی اوسمین تھوڑا رہتا تھا۔ انکا حال اسطرح بیان ہے ثبوت پہونچا کہ سید احمد سخی سرور کا باپ یعنی زین العابدین
بغداد سے ۵۲۰ھ ہجری مین داخل ہند ہوا اور بمقام شہ کوٹ متعلقہ ملتان قیام پذیر ہوا اسمی پیرا قوم کھوکھر زمیندار
کانو کے نے اپنی لڑکی مسمات عائشہ اوسکے نکاح مین دی اور اوسکے بطن سے سید احمد سخی سرور پیدا ہوا جب
زین العابدین ۵۳۵ھ مین مرگیا تو سید احمد اور برادران خانزاد اوسکے مزاحمت سے تنگ آکر بغداد کو چلا گیا اور
حضرت غوث الاعظم و شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ مودود چشتی سے نعمت خلافت کی حاصل کی اور
کے وقت چندے بمقام دہونکل متعلقہ ضلع گوجرانوالہ کے قیام رکھا پھر ملتان مین آیا اور حاکم ملتان نے اپنی
لڑکی کی شادی اسسے کردی جسکا نام بی بی بائی تھا دوسری شادی سید عبد الرزاق کی لڑکی کے ساتھ
ہوئی پھر سید احمد لاہور مین گیا اور سید اسحاق سے علم ظاہری حاصل کیا پھر شاہکوٹ مین آکر سکونت اختیار کی
ہزارہا آدمی شہرہ کرامت کا سنکر خدمت مین حاضر ہوئے جب شہرت اسکی برادران خالہ زاد کو پہونچی تو
اونہوں نے چاہا کہ اسکو قتل کر ڈالین جب سید احمد کو اونکے ارادہ سے اطلاع ہوئی تو سید عبد الغنی اپنے
بھائی و بی بی بائی زوجہ و سید سراج الدین خورد سال بیٹے کے ساتھ پوشیدہ دشمنوں سے گھر سے نکل آیا اور
اس مقام پر جہان اب خانقاہ بنی ہے عین جنگل مین قیام پذیر ہوا مگر برادران خالہ زاد نے پیچھا نہ چھوڑا اور بڑا
اجتماع کرکر ان پر آپڑے اور حضرت کو مع بھائی و فرزند و بی بی بائی کے شہید کردیا اور حضرت بعد شہادت
کے یہان دفنائے گئے شجرہ حضرت کا اسطرح حضرت امام جعفر صادق کے ساتھ پہونچتا ہے کہ سید احمد بن
زین العابدین بن سید عمر بن عبد اللطیف بن سید بہاؤ الدین بن غیاث الدین بن بہاؤ الدین بن صلاح الدین
بن زین العابدین بن سید عیسی بن صالح بن عبد الغنی بن سید جلیل بن خیر الدین بن ضیاء الدین بن داؤد
بن عبد الجلیل بن موسی بن سید اسماعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہمہ بن بعد مدفون ہونے حضرت کے
تین شخص ایک بسنی گوہر جسکا نام کرمابادی تھا اور دوسرا اسمی جیرت نابینا قوم لنگاہ و احمد خان افغان
جو نامرد تھا یہان آئے اور تینون [illegible] ہوگئے وہ تینون اسی خانقاہ کے مجاور رہے اور اب تمام مجاور اونہیں
تینون کی اولاد مین سے ہین گوہر قوم کی اولاد قوم کلاسنگ اور نابینا کی اولاد قوم سنہن اور پٹھان کی اولاد
قوم شیخ کہلاتی ہے تعداد ان مجاورین کی ہمیشہ ایکہزار تین سو پچاس رہتی ہے جب کوئی پیدا ہوتا ہے تو ایک
مرجاتا ہے یہہ بھی ایک کرامت حضرت کی مشہور ہے معتقدین سید احمد سرور کے پنجاب کے ملک مین لاکھون
آدمی ہین بالخصوص جیٹھ مین ہزارہا آدمی قافلون کے قافلے شہر جالندھر و ہوشیارپور و گورداسپور
و سیالکوٹ و گوجرانوالہ و گجرات و منٹگمری و ملتان و لاہور و امرتسر وغیرہ سے آتے ہین غرض پنجاب مین اسکی

بزرگ کی مانتا گھر گھر ہوتی ہے جہلا بے علم لوگ بہت معتقد ہین علما کا اعتقاد اسطرف ہرگز نہین ہے اہل نواز
شیخ متوسل ہین بزرگ کے گانو کا نو شہر شہر اوسکا نام لنگر گدائی کرتے ہین بہا کہدے کے جہان تاریخ جلوا بہار کا
میلہ ہوتا ہے تجارت مویشی کی ہوتی ہے اس روز کے میلے مین چالیس ہزار سے کم آدمی نہین ہوتے
کل جمع موضع لنگاہہ کے بنام مجاوران و خانقاہ کے معاف ہے ہندو مسلمان دونو قومین حضرت سے اعتقاد
کامل رکہتے ہین ہندو یہان اکثر زناربندی کی رسم ادا کرتے ہین اور مسلمان اپنے بچون کے جہنڈ یعنی
سر کے بال یہان آکر اوتروانے ہین پانی کی یہان بڑی قلت ہے کوئی چاہ مفید نہین ہے نالہ پانی کا جو
خانقاہ کے پاس ہے خشک رہتا ہے البتہ برسات کے موسم مین جاری ہوجاتا ہے لوگ فی سبیل اللہ
چھوٹے چھوٹے چاہ لگاکر پانی لیتے ہین تھوڑی سی مٹی دور کرنی سے پانی نکل آتا ہے مجاور لوگ دور سے
پانی اونٹون اور بیلون پر لادکر لاتے ہین اور گران قیمت سے فروخت کرتے ہین چنانچہ ایک کوزہ
پانی کا چار آنہ کو بکتا ہے اب ایک چاہ سنڈمن صاحب ڈپٹی کمشنر نے بنوایا ہے یہان سنگہ پرست لوگون کا
حضرت سے اعتقاد ہے کہ کوئی ہندو اپنے مردون کی ہڈیان گنگا مین لیجاتا جب یہان پانی چاہ پر ہوتا
تو اوسمین ڈال دیتے ہین باشندگان موضع لنگاہہ ہندو و مسلمان سب اس بات کو بسبب ادب حضرت
کے چارپائی پر نہین سوتے صرف ایک چارپائی تمام گانو مین ہے جسپر مسلمان اپنے مردون کا جنازہ
قبر پر لیجاتے ہین سال تمام ایک دفعہ ماہ جیٹھ یا اساڑھ دو دیگین کلان یہان پکاکر تقسیم کی جاتی ہین ایک دیگ
کا نام بانگی ہے اوسمین گوڑ آٹھ من گہی پانچ سیر دلیہ گیہون کا بیس من ہوتا وغیرہ دیگ مین پڑتا ہے
دوسری دیگ کا نام لنگر کی دیگ ہے اوسمین گوڑ تین من روغن زرد دو من دلیہ گیہون کا آٹھ من ہو
وغیرہ مین تیار پڑتا ہے جب یہ دونو دیگین پکائی جاتی ہین سب پر ایک کوپا تقسیم ہوجاتا ہے --

موضع تونسہ یہ گانو متعلق ڈیرہ غازیخان نہایت مشہور بستی ہے اگرچہ گانو چھوٹا سا ہے
مگر بسبب مزار خواجہ سلیمان چشتی کی جو یہان واقع ہے مشہوری کثرت سے ہے خواجہ سلیمان خلف زکریا خان
قوم افغان گوت غشقون تھی قدیمی وطن انکا خراسان تھا بزرگ انکے خراسان سے آکر علاقہ دیگہ دہ
کوہستان باغستان مین سکونت پذیر ہوئی جو تونسہ سے جانب غرب کوہ گرگوجی مین واقع ہے ۱۱۶۹ مین خواجہ
سلیمان پیدا ہوئے اور نام انکا نانار کہا گیا جب یہ بالغ ہوئے تو شوق علم کا دامنگیر ہوا اور کوٹ مٹھن مین
جاکر علم پڑہا چھبیس برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوکر خواجہ نور محمد مہاروالہ کی خدمت مین جاکر مرید
ہوئے پیر دستگیر نے نام انکا سلیمان خان رکہا مدت تک اپنے پیر کی خدمت مین رہکر تکمیل پائی
۱۱۹۹ مین یہہ دہلی و اجمیر تک جاکر پیران عظام کے مزارات سے مستفید ہوئے پھر اپنے وطن گرگوجی کو گئے

وہانسے واپس آکر تونسہ مین مقام کیا حضرت کی شہرت ولایت وکرامت مین یہانتک ہوئی کہ دور دور
لوگ آکر مرید ہوئے ہزارون بیعت سے مستفید ہوئے صدہا روپیہ روزانہ حضرت کو نذرانہ حاصل ہوتا تھا اور
وہی روز غربا وفقرا کو تقسیم کر دیا جاتا لنگر حضرت کا ہر وقت جاری تھا نواب والی بہاولپور بھی انکا
مرید ہوا انکا بیٹا گل محمد بہت لایق لڑکا تہا مگر وہ اونکے روبرو فوت ہوگیا ۱۲۶۷ھ ہجری مین خواجہ محمد سلیمان خاں
فوت ہوگئے اور حجرہ نشستگاہ مین دفنائے گئے سجائے اونکے خواجہ اللہ بخش سجادہ نشین انکی حیات
مین نواب بہاولپور نے روضہ حضرت کا پچاسی ہزار روپیہ خرچ کر کر تعمیر کیا اور غلام مصطفی خان گورانی
ملتانی نے مجلس خانہ پختہ عالیشان بنوایا جسپر دس ہزار روپیہ خرچ ہوا اور احمد خان افغان نے چاہ وغیرہ
عمارتین بصرف دو ہزار پانسو روپیہ کے بنوائین اور عمارتین پختہ مسجد وغیرہ خواجہ اللہ بخش سجادہ نشین نے
خود تعمیر کی ہین اب بھی اس خانقاہ مین بڑی رونق ہے لنگر جاری رہتا ہے اور کارخانہ بڑی ریاست
کے طرح ہے امارت و دولتمندی بے انتہائی باوجودیکہ سرکار سے کوئی جاگیر و روزینہ مقرر نہین ماہ
صفر کے ساتوین تاریخ یہان بڑا میلہ ہوتا ہے خیر محمد حضرت کا بھائی بھی متبرک آدمی ہے —

دائرہ دین پناہ آبادی اس قصبہ کی اگرچہ دریاے سندھ کے شرقی کنارہ پر ہے مگر بسبب اسکے
کہ یہہ قصبہ متعلق ضلع ڈیرہ غازیخان کے ہی اس حصہ مین اسکا حال زیب اندراج پایا یہہ ایک قصبہ دریاے
سندھ کے بائین کنارہ سے دریا سے بفاصلہ پانچ کوس اور ملتان سے بسمت شمال مغرب بفاصلہ چالیس میل
قصبہ لیہ کے سڑک کے اوپر آباد ہے آبادی اسکی خوشنما ہے عمارتین اچھی اچھی بنی ہوئی ہین تجارت
بہت ہوتی ہے سکھون کے ظہور سے اول ایکہزار گھر اور ایکسو دوکان اسمین ہے مگر مہان سنگہ سکرچکیہ نے
اسکو دو مرتبہ لوٹا اور قصبہ والون کو ٹکڑے کا محتاج کر دیا اور قصبہ ویران ہوگیا پھر رنجیت سنگہ کے وقت
جب صورت امن کی ہوئی تو قصبہ دوبارہ آباد ہوا زمین متعلقہ اسکی اگرچہ تھوڑی ہی مگر سیراب و زرخیز
و سرسبز ہے دریاے سندھ ہر سال اوسکو سیراب کر دیتا ہے پیدایش غلہ کی بہت ہوتی ہے روئی اور نیل
کی بھی زراعتین بہت ہوتی ہین مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ سالانہ کا اسکے
متعلق محال تھا اب علاقہ اسکا سنگہڑ کے متعلق ہے بانی اس قصبہ کا کوئی پٹھان تھا اوسنے پختہ قلعہ و باغ و
حویلیان یہان بنوائی تھین اس قصبہ کے رہنے والے اب بھی اکثر پٹھان ہین جو زبان پشتو سے بھی واقف
ہین اوسنے ایک آبادی اپنی نام کی دریاے سندھ کے اسطرف بھی آباد کرائی تھی مگر وہ آبادی بسبب
پے در پے آنے سیلاب کوہی کے ویران ہوگئی تھی اب وہان بھی تھوڑی آبادی موجود ہے اور گانو اسی
نام سے موسوم ہے نام اس قصبہ کا دائرہ دین پناہ اس سبب سے ہے کہ شاہ دین پناہ بن شاہ حسین قوم سید

بخاری حضرت مخدوم جہانیان سید جلال الدین اوچی کی اولاد مین سے ایک ولی کامل تھے اونکو شوق جہان گردی کا ہوا تو ہندوستان کو گئے اور مکہ و مدینہ مین سات برس تک رہے پھر اس طرف کو آکر اس قصبہ مین سکونت پذیر ہوئے چونکہ بڑے کامل ولی خدا دوست تھے ہزارون آدمی اونکے مرید ہو گئے یہانتک کہ یہہ قصبہ بھی اونہین کے نام سے موسوم ہو گیا یہہ حضرت اول سمات سوہاگن زوجہ اکو کے گھر رہا کرتی تھی جب سمات رانی سوہاگن کے دختر کی شادی مسمی بکھو کھول کے ساتھہ ہوئی تو سوہاگن کے پاس کچھہ بار دہیز کا نہ تھا حضرت نے فرمایا کہ ہم رانی کے دہیز مین جاتے ہین چنانچہ لڑکی کے ساتھہ بکھو کھول کے گھر آئے حضرت کو کشتی مین بیٹھہ کر سیر کرنے کا بہت شوق تھا کشتی حضرت کی سوا ہی پانی کے خشک زمین مین تیرتی جاتی تھی بعد وفات یہان دفنائے گئے بعد ایک سال کے برادران اکو نے خفیہ صندوق حضرت کا نکالکر دریا پار کی بستی مین لے چلے بکھو کو خبر ہو گئی اور اوسنے صندوق روک لیا برادران اکو کو خواب مین اشارہ ہوا کہ تم ایک صندوق بنا کر علیحدہ مکان مین رکھو ہم وہان خود آجائینگے چنانچہ اونہونے صندوق بنوایا اور علیحدہ مکان مین رکھہ دیا دو ساعت کے بعد دیکہا تو نعش حضرت کی اوسمین موجود پائی چنانچہ اونہون نے الگ روضہ بنایا اب دریا کے وار پار دو روضے بنے ہوئے ہین اس پار اولاد بکھو کی اور اوس طرف اولاد اکو کے مجاور رہین مرید اس خاندان کے ہزارون لوگ ہین ہر سال ماہ چیت ہر روز جمعہ بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے یعنی تمام ماہ چیت مین چار دن جمعہ کے روز چار میلے ہوتے ہین ۔*۔

قصبہ حاجی پور یہہ قصبہ نواب حاجی خان غازی خان کے بیٹے کا آباد کیا ہوا دریای سندھ کے دہنے کنارے ستائیس میل اور ملتان سے بسمت جنوب مغرب پچانوین میل واقع ہے پانی یہان کا میٹھا ہے طرح طرح کا غلہ یہان پیدا ہوتا ہے قسم قسم کے ترکاریان و نیل و پوست بویا جاتا ہے افیون کثرت سے نکالی جاتی ہے اس قصبہ مین ایک خانقاہ خواجہ نور محمد نارووالہ کی بہت مشہور ہے اور مزار پرانوار قصبہ کی آبادی سے جانب جنوب پختہ بنی ہوئی ہے یہہ مزار سنہ ۱۲۰۶ھ مین اسلام خان داود پوترہ شہیدوا نواب بہاولپور نے تعمیر کی اور روضہ عالیشان بنوایا شرق کی طرف روضہ کے ایک عالیشان دالان مجلس و سماع کے لئے بنا ہوا ہے اور ایک حوض پانی کا بھی پختہ لائق تعریف ہے پہلے یہہ بزرگ بستی میان والی مین سکونت پذیر تھے وہانسے یہان آکر قیام کیا یہہ بزرگ سنہ ۱۱۴۲ ہجری مین پیدا ہوکر اور ملتان مین جاکر علم فارسی و عربی و تصوف پڑہا سنہ ۱۱۶۶ مین فارغ التحصیل ہوکر خواجہ نور محمد مہاروی نور اللہ چشتی کی خدمت مین جاکر مرید ہوئے چند سال مین تکمیل پائی اور چند مدت بمقام نارو قیام رکھا اسواسطے نور محمد نارووالہ مشہور ہوئے وہانسے حضرت کو زمینداران قصبہ حاجی پور لائے یہان

یہ امر تھے بزرگ رات کو کبھی بچھونے پر نہ سوتے تھے دن کو روزہ رکھتے تھے سنہ ۱۱۰۹ھ میں بعمر ستر برس کے
حضرت نے انتقال کیا شخص مذکور نے روضہ بنایا گیا روضہ کے تین دروازے شرقی جنوبی شمالی ہیں
اور دروازہ جنوبی بہشتی مشہور ہے محرم کی ۲ اور ۳ تاریخ کو ایک عرس کہلاتا ہے اور
اوسی روز میلہ ہوتا ہے تمام لوگ اوس دروازہ سے عبور کرتے ہیں اور مشہور ہے کہ مولوی عزیز اللہ
نام ایک مرید حضرت کا تھا اوسنے عالم واقعہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دروازہ میں
کھڑے ہوئے دیکھا تھا اوس روز سے بہشتی دروازہ مشہور ہوا ۲۱ جمادی الاول کو جس روز حضرت کا
انتقال ہوا تھا حضرت کا عرس ہوتا ہے حضرت کی اولاد سے اب میاں غلام رسول سجادہ نشین ہے
حاجی پور میں حال خاندان میاں صاحب مذکور کا قابل تحریر ہے اس واسطے لکھا جاتا ہے کہ یہ خاندان ایک
صاحب عزت و جاگیردار اس قصبہ میں ہے اس خاندان کے لوگ شجرہ اپنا حضرت عباس عم پیغمبر صاحب علیہ السلام
کے چچا کے ساتھ ملاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ہارون رشید خلیفہ عباسی کی اولاد میں سے ہیں قریشی
عباسی قوم کی روایت ہے کہ پہلے میاں محمد رشید جد اعلیٰ اونکا اپنی برادری کے شہر حلب سے اوٹھکر علاقہ کچھ
واقعہ سندہ میں آیا اور بادشاہ سے کاشی کا علاقہ جاگیر میں پایا وہ مر گیا تو محمد داؤد اوسکا بیٹا محمد الیاس
جانشین ہوا محمد داؤد دو بھائی تھے داؤد کی اولاد داؤد پوترہ کہلاتے ہیں اور اوسی میں سے
نواب صاحب بہاولپور والی بہاولپور ہے اور محمد دوسرے بھائی کی اولاد سے میاں آدم شاہ صاحب
ولایت و کرامت میں عالی تھا اوسکی بیعت حیات المیر کے ساتھ ہوئی اور اوسکا مقبرہ سکھر میں مشہور ہے
اوسکی اولاد میں سے میاں نصیر محمد صاحب کمال ہوا اور یہاں تک ترقی کی کہ شہر حیدرآباد سندہ
بھی اوسکی حکومت میں آگیا اور بیس برس تک اسکے بعد نصیر محمد کے یار محمد و غلام شاہ فرمان فرما رہے
اور غلام شاہ اونکی تمیز میں غلام شاہ نے سندہ سے جاکر کالا باغ تک ملک فتح کرلیا نواب غازیخان کو جو امیر
تھا اخراج کیا اول سے تھا یعنی غلام شاہ قبل کہ سندہ کو چلے گیا اور محمود خان کو حکومت دی گیا
غلام شاہ کے بعد محمد سرفراز اوسکا بیٹا بعد عبد النبی اوسکا بیٹا جانشین ہوا عبد النبی سے کئی نااتفاقی وزرا
امرا سے ہوگئی دشمنوں کو اوسنے قتل کرادیا باقیماندہ نے اوسکو ریاست سے نکالدیا وہ احمد شاہ بادشاہ
خراسان کے پاس گیا اور مدد مانگی بادشاہ نے اوسکو مدد دیکر دوبارہ ریاست حیدرآباد پر قابض
کیا جب بادشاہی فوج واپس گئی تو وزرا نے دوبارہ اوسکو ریاست سے بیدخل کردیا وہ دوبارہ بادشاہ
کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ نے عبد النبی کو چالیس ہزار روپیہ کی جاگیر اس علاقہ میں دی اور
حکم دیا کہ جب تک تمہارا قبضہ سندہ پر نہ ہو یہاں گذارہ کرو چنانچہ عبد النبی نے حاجی پور میں سکونت

اختیار کی پیر نصیر خان بروہی نے سوم حصہ قصبہ حاجی پور کا اپنی طرف سے اوسکو دیدیا ایکسال کے بعد
بادشاہ نے سندھ پر چڑھائی کی امیران سندھ نے بادشاہی امراکی بہت خاطر کی اور روپیہ کے زور سے ملک بچایا
امیروں نے ایک زبان ہو کر بادشاہ کو یہہ صلاح دی کہ اب موسم گرمی کا آگیا ہے واپس ہونا مناسب ہے
سردی کے موسم میں پھر سندھ پر یورش کر کے عبد النبی کو ریاست دلا دیجائیگی چنانچہ بادشاہ واپس چلا گیا
اور پھر اتفاق سلطنت آپکا نہوا اور عبد النبی نے حاجی پور میں ہی قیام رکھا نواب بہاول خان نے اپنے وقت
مین تیسرا حصہ جاگیر کا ضبط کر لیا پھر مہاراجہ رنجیت سنگھ اس ریاست کی رئیس سے پہلے چار ہزار
پانسو سالانہ پھر نو ہزار روپیہ لیتا رہا اس زمانہ مین پنشن گانو اس جاگیردار کے قبضہ مین ہین اور بیس ہزار دو سو
پچیس روپیہ سالانہ آمدنی ہے عبد النبی کے بعد تاج محمد جانشین ہوا وہ ۱۲۲۳ھ مین مر گیا اور احمد یار خان
اوسکا بیٹا مالک بنا اور ایزد یار خان اوسکا بھائی گذارہ پاتا رہا احمد یار خان کے بعد جان محمد خان
جاگیردار قرار پایا وہ مر گیا تو عطا محمد خان گدی نشین ہوا اب وہی جاگیر پر قابض ہے اور بھائی اوسکے
گذارہ پاتے ہین اس ریاست کا ہر ایک گدی نشین شہنواز خان کے لقب سے ملقب ہوتا ہے اور یہ لقب
سب سے اول احمد یار خان کو شاہ کابل سے ملا تھا سوائی انکے بزرگوں کا خطاب چلا آتا ہے اور
وجہ اس خطاب کی اچھی طرح دریافت نہین ہوتی اس خاندان کے لوگ عموماً شیعہ مذہب ہین اور سکھوں کی طرح
سر کے بال بڑہا کر سر کے اوپر جوڑا باندہ رکھتے ہین تمباکو حقہ کبھی نہین پیتے ہزاروں آدمی اس خاندان کے مرید ہین انکا
بھی یہی طریق ہے گدی نشین اس خاندان کا بادشاہی طریقہ رکھتا ہے ایک چھوٹا سا تخت بنا کر اور گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھتا ہے
تعظیم کسیکی نہین دیتا اگرچہ ریاست جاتی رہی ہے مگر ٹھاٹ نہین گیا موضع چوک ورایہ چھوٹا سا گانو متعلق تحصیل
غازی خان کے دریا کے کنارہ پر آباد ہے آبادی خام ہے پیدایش غلہ کی ہوتی ہے یہان ایک خانقاہ خواجہ محمود کی
کی مشہور ہے یہ بزرگ خواجہ محمود بن یعقوب قوم علائی پٹھان تھے ۱۰۱۲ھ ہجری مین انہون نے انتقال کیا سبب
دریا بردی کے چند مقامات پر انکا صندوق منتقل ہوتا رہا آخر یہان مدفون ہوا ہے اور ۱۲۷۲ ہجری مین یہ
روضہ بنوایا گیا ہر دو بزرگ صاحب کرامات تھے اونکی اولاد سے میان فتح محمد صاحب علم و فضل سجادہ نشین
موجود ہین موضع شاہ صدر الدین یہ گانو متصلہ ڈیرہ غازی خان بارونق آبادی کا ہے خاص
مشہوری اس گانو کی حضرت شاہ صدر الدین سہروردی کے نام سے ہے جسکا مزار بھی پختہ یہان
بنا ہوا ہے شاہ صدر الدین حضرت بہاء الحق ملتانی کے مرید تھے ہر سال ماہ چیت مین میلہ ہوتا ہے
گانو مین پیدایش غلہ و افیون کا ہوتا ہے موضع ہرنڈ ضلع غازی خان کے متعلق یہ ایک
قصبہ پہاڑ سے دو کوس کے فاصلہ پر آباد ہے آبادی اچھی اوس سڑک پر جو ڈیرہ غازی خان سے

کچ گونڈ کو جاتی ہے واقع ہے عمارت کچھ پختہ اور کچھ خام ہے مگر تجارت عام ہے رونق کا مقام ہے
علاقہ اسکا اگرچہ جنگلون سے بھرا ہوا ہے مگر باجرا نول قسم اعلی پیدا ہوتے ہین شکار جنگلی بکثرت ہی ایک قلعہ
بھی یہان بنا ہوا تھا دیوان ساونمل ناظم ملتان نے دوبارہ اسکو درست کرایا تھا شطرنجی اونی اور قالین
عمدہ تحفہ بنتا ہے پہلے تحصیل سرکاری بالتحت ضلع ڈیرہ غازیخان کے یہان رہتی تھی اسکے متعلقہ علاقہ
مین کنوؤن کا پانی تلخ ہے لوگ دریا و بارش کا پانی تالابون مین جمع کر رکھتے ہین اور وہی پیتے ہین جال کے
درخت یہان بکثرت ہوتے ہین اور اونکا پھل جسکو پیلون کہتے ہین شیرین ہوتا ہے گرمی کے موسم مین وہی پیل
لوگون کی خوراک ہوتی ہے یہان ایک خانقاہ موضع سرند سے بفاصلہ پانچ کوس کے واقع ہے اوس
بزرگ کا نام خالد بن ولید ہے بعض اونکا نام اسحاق کہتے ہین یہہ مزار سراناہی کہتے ہین کہ یہہ شخص حضرت
رسول اللہ کے اصحاب سے تھے جب محمد قاسم نے اسملک پر حملہ کیا تو یہہ شہید ہوکر یہان دفن ہوئے —

موضع سیت پور یہہ گانو متعلق ڈیرہ غازیخان کے ہی پہلی آبادی اسکی دریا کے اسطرف
تھی اسسبب رودگردانی دریا کے آبادی دوسرے طرف یعنی دریا کے پار ہوگئی ہے گانو کی آبادی اچھی
ہے پیداوار ہر چیز کی ہوتی ہے گانو کے لوگ آسودہ حال ہین اسمین ایک خاندان سادات کا [illegible]
اونکا ذکر قابل اظہار ہے اور وہ یہہ ہے کہ یہہ خاندان اولاد سید جلال الدین شیر شاہ میر سرخ بخاری
کی ہے جنکا روضہ شہر اوچ مین زیارتگاہ خاص و عام ہے اونکی اولاد مین سے شیخ سید حسن بخاری سیت پور
مین آکر قیام پذیر ہوا چونکہ مرد ولی و خدا پرست تھا ہزارہا لوگ اوسکے مرید ہوگئے قوم لنگاہ نے جنکی حکومت
ملتان مین تھی اپنی لڑکی اونکو دی اور بہت سا ملک جہیز مین دیا بعد حکومت لنگاہ کے جب قوم ناہر اس
علاقہ پر حاکم ہوئے تو اونہون نے بھی عزت وابرو اس خاندان کی قایم رکھی سید حسن کا بیٹا شیخ محمود اسکا
بیٹا شیخ محمد راجو ہوا اوسنے بعہد نادر شاہ بادشاہ کے ثروت و دولت حاصل کی اور اس تمام علاقہ کی
حکومت اونکو بطور صوبہ مل گئی شیخ محمد راجو نے اسملک کو بہت آباد کیا نالہ بہشتی و نالہ دمنہدی و نالہ قطب
و نالہ مبارک و نالہ قادرا لاکھون روپیہ خرچ کرکر کھودوائے اور ملک کو سیراب کیا شہر راجن پور کی آبادی
کی بنا رکھی اور ہزارہا چاہ کھودا کر زمیندارون کو دیدیے سوائے شہر راجن پور کے اوسنے گانو و بستی
اور آباد کرکے تمام علاقہ کو زرخیز کردیا شیخ محمد راجو کا بیٹا شیخ محمد کبیر ہوا اوسکا بیٹا شیخ مخدوم محمد راجو اسکا
بیٹا مخدوم شیخ محمود اب زندہ اور اپنی ملکیت پر قابض ہین اب بھی اکتیس گانو مین اس خاندان کی ملکیت
موجود ہے اور ہزارہا لوگ مرید ہین **بستی شاہ علی** یہہ بستی ضلع ڈیرہ غازیخان کے
متعلق ہے اس گانو مین ایک خاندان میان نبی بخش کا ہی مورث اعلی اس خاندان کا مسمی سلطان علی

چار سو چالیس برس کے سندہ سے اس علاقہ مین آکر علاقہ ہرند مین سکونت پذیر ہوا اور ملتان مین جاکر خواجہ
بہاؤ الحق ملتانی کا مرید ہوا اور تکمیل پائی اور ولی صاحب کرامت مشہور ہوا قوم گورچانی اوسکے مرید
ہوگئے سلطان طیب کا بیٹا سلطان یوسف اوسکا بیٹا سلطان طیب ثانی اوسکا بیٹا دوست محمد اوسکا بیٹا
بہادر علی ہوا اوسنے سہگا نو آباد کیا اور سکونت وہان اختیار کی اوسکا بیٹا دوست محمد ثانی اوسکا بیٹا بہادر
علی ثانی اوسکا بیٹا عاقل محمد موجود و زندہ ہے روضہ سلطان طیب کا پختہ بنا ہوا موجود ہے اور عاقل محمد
جانشین حال صاحب عزت وابرو وکرسی نشین ہے ملکیت اوسکی چند دیہات مین ہے **نور پور** ڈیرہ غازیخان
کے متعلق ایک قصبہ دہنے کنارے دریاے سندہ ملتان سے نوے میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے
اسکے پاس کے جنگل مین ایک دریائی جانور رہتا ہے جسکو لودر کہتے ہین اوسکے بدن پر پشم بہت ہوتی ہے
نہایت نرم و ملایم لوگ اسکو مار کر اوسکے چمڑے کی پوستین بناتے ہین رنگت اوسکی خاکی اور گرم بہت
ہوتی ہے ایک کہال کے دو روپیہ قیمت ہوتی ہے **سنگہڑ** یہ ایک مشہور و معروف قصبہ شمال ضلع
ڈیرہ غازیخان کے تحصیل کا مقام ہے اس کے علاقہ مین مقام سنگر ڈیرہ کچہری تحصیل کی ہوتی ہے اصل مین
سنگہر ایک پہاڑی نالہ کا نام ہے جسکے نام سے یہ علاقہ موسوم ہے اور اوسی کے پانی سے یہ کل علاقہ سیراب
ہوتا ہے چاہی زمین اسمین بہت کم ہے گیہون جوار کی پیدایش بہت ہوتی ہے گہوڑا اس علاقہ کا خوبصورت اور
عمدہ ہوتا ہے **ہوڑا** قسمت ڈیرہ جات مین یہ ایک قصبہ دریاے سندہ کے دہنے کنارے سو دس میل
اور ملتان سے پنتالیس میل جنوب مغرب کی سمت کو آباد ہے **ہتہالی** قسمت ڈیرہ جات مین یہ ایک
قصبہ دریاے سندہ کے دہنی کنارے سے چالیس میل اور ایکسو اڑتیس میل ملتان سے آباد ہے **عمرکوٹ**
قسمت ڈیرہجات مین دہنی کنارے دریاے سندہ سے اور تین میل کوٹ مٹھن سے جنوب مغرب کے سمت کو آباد
ہے **لوشتہہ** قسمت ڈیرہ جات مین یہ ایک قصبہ دہنی کنارے دریای سندہ کے ملتان سے اٹہاون
میل شمال مغرب کے سمت کو آباد ہے **ڈیرہ اسماعیل خان** یہ شہر پنجاب کے علاقہ دامن کوہ
کے متعلق بہت مشہور اور ضلع و قسمت کا صدر مکان ہے آبادی اسکی نہون سے جنوب اور ڈیرہ غازیخان
سے شمال لاہور سے دوسو سولہ میل پچہم کیطرف دریای سندہ کے دہنی کنارے کے اوپر واقع ہے حدود اربعہ
اسکے ضلع کے یہ ہین مغرب کو سلسلہ کوہ سلیمان مشرق ضلع جہنگ و شاہپور شمال حدود ضلع بنون جنوب حدود
ضلع ڈیرہ غازیخان و موضع مور جہنگی اس ضلع کے اندر دریاے سندہ کے مغربی حصہ مین پٹہان اور شرقی
حصہ مین بلوچ و جاٹ و افغان وغیرہ آباد ہین ۱۸۵۴ع مین مردم شماری اس ضلع کی تین لاکہہ چہیالیس ہزار
بائیس شمار مین آئی اور سالانہ آمدنی چار لاکہہ تیتیس ہزار روپیہ ہے کل سطح اس ضلع کا نو ہزار ایکسو چہتیس میل

مربع ہے اور ضلع مین فی میل مربع مین اڑتیس آدمی بستے ہین تاریخ قدیم مختصر اس ضلع کی یہہ ہے کہ پہلے پہل
ملک مین اجڈل اور بل دو بھائی حکومت کرتے تھے پرانا قلعہ اونکا دریاے سندھ کے دہنی کنارے پر بلوچستان کے
متصل مشہور ہے کہ اب بھی اوسکی تعمیر کے نشان موجود ہین جب مسلمانون نے غلبہ پایا اور لڑکی کشتی ہونے لگی
تو مجبور ہو کر اونھون نے یہہ ملک چھوڑ دیا کہتے ہین کہ پہلا بلوٹ راجہ بل کا آباد کیا ہوا تھا جسکو جنوب کے ملک کے
طرف سے بلوچون نے غلبہ پاکر اپنے قبضہ مین کر لیا اور یہی اسمٰعیل خان ہوئے جنکے نام سے ڈیرہ اسمٰعیل خان
مشہور ہے بسر کرتے رہے اپنی قوم کے ڈیرہ غازی خان کی طرف سے آکر بمقام بسرجو بارہ کوس شہر ڈیرہ اسمٰعیل خان
سے جنوب کو ہے سکونت اختیار کی اور تمام علاقہ مین اپنا تسلط جما لیا اور موقع دلپسند دیکھکر بنا رسم پانسو برس
بادشاہ کے سنہ ۱۹۱۶ مین اکبر بادشاہ کی سلطنت کے شروع مین اس شہر کی بنیاد رکھی اکبر بادشاہ کی سلطنت کے شروع تک اوس شہر مین
آٹھ نو ہزار گھر آباد ہو گئے تھے اور شہر کی شہرت جو باہر تک پہنچی قلعہ و باغات بلوچون کے بن گئے تھے سنہ ۱۸۲۳ع
مین دریاے سندھ نے شہر کی طرف رخ کیا اور پانچ برس کے عرصہ مین دو بار ونق دار شہر بالکل برباد
ہو کر دریا بر دہو گیا ایک سال کے عرصہ تک شہر کے رہنے والے گرد نواح کے آبادیون مین منتشر رہے سنہ ۱۸۲۹ع مین
اس شہر کی جواب جو دہے آبادی شروع ہوئی اور اسمٰعیل خان ہوت اس شہر کے بانی کی اولاد پانچ پشت تک
یہان حکومت کرتی رہی انمین آخری رئیس نصرت خان احمد شاہ درانی کے حکم سے کابل مین قید ہوا اور کہ
اوسنے مخالف آبا و اجداد اپنے کے اطاعت شاہ کابل کی چھوڑ دی اور خراج دینا موقوف کر دیا تو بادشاہ
نے اوسکو عوض خسرو انہ کا امیدوار کر کے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ ہم تمکو علاقہ ملتان وغیرہ ممالک سندھ
کی حکومت سپرد کرنا چاہتے ہین اس بات پر وہ خوش ہو کر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا بادشاہ نے سنین تمام
کا خراج اس سے طلب کیا وہ نہ دے سکا اور چند سال قید مین رہا اوسکی غیر حاضری کے بعد عبد الرحیم نامی حاکم
اس علاقہ مین کابل سے مقرر ہو کر آیا تیمور شاہ بن احمد شاہ درانی کی اخیر حکومت تک وہ فرمان فرما رہا جب
شاہزمان بادشاہ کا وقت آیا تو نواب محمد خان سدوزئی بھادر خیل سرافراز خان خطاب پاکر حاکم اس علاقہ کا
قرار پایا یہہ شخص منجملہ جاگیرداران خطہ ملتان نواب مظفر خان کا نائب تھا وزیر رحمت اللہ خان عرف وفادار خان
کی سعی سے جسکا یہہ رشتہ دار تھا بادشاہ نے یہہ علاقہ اوسکی حکومت مین دیا جب شاہزادہ ہمایون برادر اسمٰعیلی
شاہزمان کا مستعد شورش و فساد ہو کر مدعی سلطنت ہوا اور لڑا لیکن شاہزمان کے ساتھہ لڑا اور شکست کھا کر
اس ملک مین آیا تو نواب محمد خان نے شاہزادہ ہمایون کو مع اوسکے عیال و اطفال قید کر کے کابل کو روانہ
کر دیا اس خدمت کی عوض مین یہہ تمام علاقہ و اس کوہ کا اسکو بطور انعام ملا وس ہزار روپیہ کے نواب خان
کے نام حسب درخواست محمد خان دربار شاہی سے مل گیا جب کابل کی سلطنت مین زوال شروع ہو گئی تو نواب

قمرخان نے بھی معاملہ دنیا چھوڑدیا کیونکہ رنجیت سنگہ والی لاہور کی بارہا حملوں سے اوسکو طاقت تھی اور فوج بھی اوسکی کافی کہی ہوئی تھی اوسنے اپنے امداد کی بیٹ چند بار بحضور شاہ کابل عریضے لکہی اور اپنی حالت کا اظہار کیا مگر کچھہ بندوبست نہوا آخر اوسنی ایک قم روپیہ کی بحضور شاہ کابل پیش کرکے یہ عہدہ نواب شیر محمد خان عرف شاہنواز خان اپنے نواسہ کی نام منتقل کرادیا اور خود ۱۲۳۲ ہجری مین مرگیا چونکہ اوسوقت نواب شیر محمد خان خرد سال تھا منتظم امور ریاست کا حافظ احمد خان شیر محمد خان کا باپ نواب قمرخان کا داماد قرار پایا اوسکی وقت ۱۲۳۳ ہجری مین شاہ کابل نے کابل ہو مہم کرکے علاقہ ٹانک سی ساٹھہ ہزار روپیہ وصول کیا علاقہ کراچی و دراٹن وجود ہوان واقع داماں کوہ کہ نواب قمرخان نے بزور شمشیر فتح کیا تھا نواب سے چھین لیا فوج شاہی کی واپسی کے بعد رنجیت سنگہ نے لاہور سے آکر نواب سی چار لاکہہ روپیہ نقد وصول کیا اس ہرج مرج مین ملک تباہ ہوگیا ریاست زیر بار و قرضدار ہوگئی ۱۲۳۵ھ مین رنجیت سنگہ نے پھر فوج کشی کرکے قلعہ منکیرہ کا فتح کرلیا اور علاقہ ڈیرہ اسماعیل خان کا نواب کو واگذار رکہا دس مہاتشتر اور پانچ راس اسپ سالانہ نذرانہ نواب شیر محمد خان پر مقرر ہوا اوسوقت صرف علاقہ متعلقہ ڈیرہ اسماعیل خان کا نواب کی پاس رہگیا تھا اوسمین سے بھی پندرہ ہزار روپیہ سالانہ رنجیت سنگہ کو خراج دینا معین ہوا تھا انہین ایام مین شہر ڈیرہ اسماعیل خان کہ نہایت پختہ شہر بنا ہوا تھا دریای سندہ نے گرالیا یہان تک کہ ایک مکان بھی غرقابی سے نہ بچا نواب حافظ احمد خان و شیر محمد خان نے بمقام پورانی کہ متصل ڈیرہ کوٹ سے ہے نئی آبادی خام کی بناڈالی ابھی شہر اچھی طرح آباد نہین ہوا تھا کہ ۱۲۵۱ ہجری مین حافظ احمد خان مرگیا اور شیر محمد خان صاحب کو اختیار ہوا اسکے وقت رنجیت سنگہ نے عہد سابق کے برخلاف بجای پندرہ ہزار روپیہ کے پچاس ہزار روپیہ سالانہ خراج نواب پر مقرر کیا اور بیس شتر اور دس گہوڑے نذرانہ معین کئے اس سبب سے ملک تباہ و سپاہ تنگ و ناچار ہوگئے اور نواب مراق کی بیماری مین گرفتار ہوگیا جب سپاہ بہوکہہ کی عذاب سی مرنے لگی تو مقابلہ و مجادلہ پر مستعد ہوگئے ادہر یہ حال گذر رہا تھا اودہر سے کنور نونہال سنگہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کا پوتا فوج لیکر ڈیرہ اسماعیل خان پر چڑہ آیا اور بابت علاقہ ٹھوہ دیورت کے ایک لاکہہ روپیہ نقد اور پچیس راس گہوڑے طلب کئے نواب نے جواب دیا کہ تم تمام علاقہ لیلو سپاہ کی تنخواہ دیدو اور میرے واسطے گذارہ مقرر کردو چنانچہ تمام ملک پر سکہون کا تصرف ہوگیا اور ایک لاکہہ روپیہ کی جاگیر نواب کے واسطے مقرر ہوئی بعد تقرر اس بات کے نواب مہاراجہ رنجیت سنگہ کے خدمت مین بمقام لاہور حاضر ہوا مہاراجہ نے منجملہ ایک لاکہہ روپیہ جاگیر کے ساٹھہ ہزار روپیہ سالانہ جاگیر نواب کے لیے منظور کی اور علاقہ جات کہری و بہر و جو بدوان نواب کے نام ہوگئے اور چار ہزار روپیہ نقد بابت جاگیر قریہ ملتان معرفت دیوان ساون مل کے نواب کو ملتا تھا بعدہ نواب نے اپنی بیٹی سرفراز خان کو بسبب بیماری کی ولیعہد کیا آخر نوبت یہانتک پہنچی کہ یہ علاقہ لاہور کی ریاست کے تحت رہا ۱۸۴۹ع مین بقضبطی ریاست لاہور کے یہ بھی شامل عمل سرکار انگریزی ہوگیا ۱۸۶۲ عیسوی مین دریای سندہ نے پہر شہر کی آبادی کیطرف توجہ کی مگر سرکار انگریزی

نے بہت سا روپیہ صرف کر کے بند باندھا اور شہر کو غرقابی کے صدمہ سے محفوظ رکھا اس ضلع کا کل سطح دو حصہ میں منقسم ہے ایک حصہ
دریای سندھ کے مشرق کی طرف ہے دو قسم کی زمین رکھتی یعنی تھل ہے اول تھل بارانی دوسری جھک او رہک سے
یہ مراد ہے جو دریا کی طغیانی سے سیراب ہو اس حصہ میں دریا خان بھکر و لیہ کوٹ سلطان چوبارہ نوان کوٹ قلعہ کیر
واقع ہیں چنانچہ ذکر دو آبہ سندھ ساگر کے بیتیون بیچ ذکر میں آچکا ہے دوسرا حصہ جو دریای سندھ کے مغرب کی سمت کو ہے اسکا کو
دامان یا دامن کوہ کہتے ہین اسمین سیلاب اور بارش کے پانی سے زراعت ہوتی ہے گندم باجرہ بکثرت
بویا جاتا ہے خربوزہ اسجاکا بہت لذیذ و شیرین و خوشبو مشہور ہے اس حصہ مین تین پرگنے ڈیرہ اسمٰعیل خان
و کلاچی و ٹانک اور ایک نالہ کوہی الموسوم لونی کا سیلاب تحصیل کلاچی کی زمین کو بہت فایدہ دیتا ہے
اور وہان ہی ریچ کر جو پانی آوے وہ خاص ڈیرہ اسمٰعیل خان کے پرگنہ مین کام آتا ہے اور تحصیل ٹانک کا علاقہ
رود ورہ زام وغیرہ پہاڑی نالون سے سیراب ہوتا ہے اور رود تلواڑہ بھی اس علاقہ مین فایدہ بخش
ہے دامن کے علاقہ مین کنوان نہین ہوتا اگر کہودا جاوے تو پانی تلخ نکلتا ہے گرمی اور امساک باران
مین باشندے یہان کے پانی کی سخت تکلیف اوٹھاتے ہین بلکہ اکثر مسافر جو پانی کے موقعون سے ناواقف ہوتے
ہین گرمی کے موسم مین مارے پیاس مرجاتے ہین اور جہان جہان پانی کم ہوتا ہے وہان کے باشندے
اپنے بستیان چھوڑ کر چلے جاتے ہین ۔ خاص شہر کی آبادی اگرچہ خام ہے مگر نہایت رونق کا مقام ہے
کارخانہ تجارت کا عام ہے لوحانی سوداگر بہت مال یہان سے لاد کر وسط ایشیا کو لیجاتے ہین بہت
سے قسم کے اجناس کی سوداگری یہان دریاے سندھ کے ذریعے سے ہوتی ہے نمک بھی کالا باغ سے
یہان بہت آکر فروخت ہوتا ہے شہر کی گرد و نواح نہایت آباد و سرسبز ہے طرح طرح کے درخت و باغ
موجود ہین بہت سی عمارتین پختہ و کوٹھیان و بارکین تعمیر ہوگئی ہین اور بسبب انگریزی ضلع اور کمشنری کے
دونو کچہریان یہان ہوتی ہین آبادی اسکی دن بدن ترقی پر ہے مقبرہ حضرت لال عیسن پیر کا شہر کے
باہر شرق کی طرف موجود ہے یہہ حضرت بھی اپنے وقت مین ایک ولی کامل ہو گذرے دریای سندھ کے
بفاصلہ تین تین میل یہان مشہور ہین جنمین سے ایک گذر کہاری گذر کہلاتا ہے اس ضلع مین تحصیل کلاچی اور
ڈیرہ اسمعیل خان کے جانب شرق دریای سندھ جاری ہے جانب شمال کوہستان ہے اسمین بھی چند دیہات
واقع ہین اور کچھہ علاقہ آباد دامان کوہ مین واقع ہے جنوب کی طرف کوہستان بعضی جگہ صاف زمین ہے اور جانب
غرب اٹھارہ کوس تک آبادی ہے کلاچی سے تین کوس کے فاصلہ پر پہاڑ سر بلند ایک گہاٹی ہے جو خراسان اور
ہند مین حد فاصل ہے اس پہاڑ مین متفرق قومین شیرانی و ناصر و لوہانی خیل وغیرہ رہتی ہین جو دامن
کے رعایا کو سخت اذیت پہونچاتے رہتے ہین تحصیل خاص ڈیرہ اسمٰعیل خان مین قوم کراڑ و پٹھان بکثرت

ہین گنڈاپور قوم ہندو بہی ہے مگر بہت کم ہے اور مسلمان قومین بکثرت ہین زبان پشتو بہت بولی جاتی ہے ابتدای ماہ اسوج مین بیوپاری معروف لوہانہ خراسان و کابل سے میوہ خشک وغیرہ باہتمام یہ لاتے ہین اور اپنے عیال و اطفال کو ڈیرہ اسماعیل خان و دیہات قرب جوار مین چہوڑ کر ہندوستان کو جاتے ہین اور بعد فروخت مال اجناس مثل دگلبدن و کمخواب و پارچات انگریزی خرید کرکے آتے ہین انگور تر و سردہ و انار ولایتی جو وہ لوگ لاتے ہین اونمین بڑا فایدہ اوٹھاتے ہین اور بعض سوداگر خفتان و چوغہ پشمی و سمور و قاقم و سنجاب و پوستین و پشم و پارچات شتری و اسپان کابلی وغیرہ لاکہون روپیہ کا مال لاکر یہان جمع کرتے ہین شہر مین اکثر ساہوکار صاحب اقتدار مثل فوجدار خان و حافظ سمند خان و حیات خان و غلام حسن خان و گوسائین کنہیا لال وغیرہ ہین اور تین ہزار پانسو گہر شہر مین بنے ہین اور سات سو دوکان ہین جنمین ذخیرہ تجارت ہوتی ہے تمام تحصیل کے علاقہ مین ربیع کے فصل کا غلہ پیدا ہوتا ہے اور ایک رود پانی کا گنگال کی طرف سے آتی ہے جن جن دیہات مین وہ پانی پہونچتا ہے اونمین خریف کی فصل بہی ہوجاتی ہے باقی زمین مین چاہات سے پانی دیا جاتا ہے بارش بہت کم ہوتی ہے اور آب و ہوا مرطوب ہے شہر ڈیرہ اسماعیل خان مین ایک میلہ بیساکہی کا بڑا بہاری ہوتا ہے اور دلوالی پر قاعدہ شہر و باہر کے اکثر وہان اپنے اپنے اکہاڑے باندہتی ہین اور میلہ والے اونکی رقص و سرود سے خوش ہوکر اونکو انعام دیتے ہین اور ماہ جیٹھ سے ماہ ساون تک دریا پر ایک بیلہ مین ایک ایک دن مقرر کرکے سیر کیواسطے جاتے ہین اور مصروف عیش و عشرت رہتے ہین اور تیراک لوگ آکر دریا مین تیرتے اور اپنی اپنی ہنر دکہلاتے ہین اس میلے کو دادنی کہتے ہین ظلم و سنگدلی اس علاقہ کے لوگون کی طبیعت مین بہت ہے خون کے واردات اکثر بہت ہوتے رہتے ہین و مردمان شیرانی و نصرانی جو سرحد کے باہر رہتے ہین اس علاقہ کی ہندون کے لڑکی لڑکون کو اوٹہا لیجاتے ہین جسوقت والدین سے زر نقد لے لیتے ہین تو واپس دیتے ہین واپسی کے وقت بچہ کی ایک چہوٹی انگلی کاٹ لیتے ہین

کلاچی و تحصیل کلاچی

اس تحصیل کے علاقہ مین قوم افغان بہت رہتی ہے اور کلاچی بہی ایک قوم کا نام ہے جنکے نام سے یہ قصبہ موسوم ہے اور درہ کلاچی بہی اسی قصبہ کے نام سے مشہور ہے جس درہ سے لوگ خراسان و کابل کو جاتے ہین اسکو سر کے اندر اسکا علاقہ آتا ہے مگر پانی کی بڑی قلت ہے پہاڑ سے جو رود کا پانی آتا ہے اوسکو جمع کرکے پیتے ہین اور پانی پر اکثر لڑائیان ہوتی ہین کہ صدہا آدمیون کے خون ہو جاتے ہین تاجر لوگ جب خراسان سے مال لیکر اسطرف آتے ہین تو ہزار ہزار دو دو ہزار آدمی کا مجمع ہوکر آتا ہے اور سب کے سب تلوار و بندوق و کارد و خنجر سے مسلح ہوتے ہین تو بہی راہ مین قوم مسعود خیل و وزیری انکا مال اسباب کبہی لوٹ لیجاتے

بچ الیجاتے ہین کوئی قافلہ شاذ ونادر ہوتا ہوگا جو اون غارتگرون کے ہاتھہ سے سلامت کلاچی تک پہونچتا ہوگا اس دره مین ہمیشہ خونریزی وغارتگری ہوتی رہتی ہے دوسری اس علاقہ مین ایک اور پہاڑی دره ہے جسکو دره پیرو کہتے ہین جسکے راستے سے بطرف لکی مروت وبنو وعیسی خیل آمد ورفت ہوتی ہے تھانہ دار اور پولیس کے سپاہی اس دره کی حفاظت پر مامور ہین اسجگہ پانی بھی ملجاتا ہے کہ دره کے اندر بقدر ایک گھاؤن کے زمین ہے اوسکو جہان سے ایک بالشت بھر کھودین تو پانی نکل آتا ہے **بلوٹ** ضلع ڈیره اسماعیل خان مین یہہ قصبہ دریاے سندھ کے مغربی علاقہ مین آباد ہے یہہ قصبہ راجہ بل کے نام سے جو زمانہ قدیم مین مالک اور حاکم اس ملک کا تھا منسوب ہے مگر وه اگلی آبادی یہہ نہین ہے پہلی آبادی ویران ہوچکی ہے جسکے کھنڈرات موجود ہین اور قصبہ موجوده حال کو پہلی آبادی یہہ نہین ہے پہلی آبادی کی ویرانی کے بعد زمیندارون نے آباد کیا مگر نام وہی پہلا قائم رکھا علاقہ اسکا دریاے سندھ کے کنارے بہت زرخیز وسبز آب زمین ہے پیدایش غلہ کی بہت ہوتی ہے **بہاڑپور** ضلع ڈیره اسمٰعیل خان کے متعلق یہہ ایک مشہور قصبہ اور آباد مقام ہے عمارت اسکی اگرچہ خام ہے مگر بہت بارونق وخوشنما ہے تجارت غلہ کی کثرت سے ہوتی ہے پہلے زمانہ مین یہان کے رہنے والون مین سے اچھے اچھے عالم وخوانده ومعزز لوگ تھے مگر اب وه شوق جاتا رہا اور زمینداری پر گذاره ہے علم سے کناره ہے **گڈھی خسور** یہہ ایک قصبہ ضلع ڈیره اسماعیل خان کے علاقہ مین بڑی قصبون مین شمار ہوتا ہے بلوچ وافغان وغیره متفرق قومین اسمین بستی ہین بازار آبادی رعایا دلشاد ہے بھری وسیلابی زمین مین پیدایش غلہ کی بہت ہوتی ہے **ٹانک** ڈیره اسماعیل خان کے ضلع کے متعلق یہہ قصبہ بہت آباد ہے نام اسکا دور دور تک مشہور ہے کچہری تحصیل کی اسمقام پر ہوتی ہے اسکے پرگنہ مین بڑی آبادی کوئی نہین چھوٹے چھوٹے گانو بہت ہین مگر خاص شہر ٹانک بہت آباد اور بڑی بستی ہے یہان کا جاگیردار ایک معزز سردار اسمین رہتا ہے اوسنے اپنے رہنے کے واسطے اچھے اچھے مکان اور بالاخانے بنوائی ہوئی ہین اسمقام پر کچھہ سرکاری فوج بھی رہتی ہے تجارت بھی قسم قسم کے اجناس کی ہوتی ہے مسعود وزیری کے علاقہ سے لوٹا آکر بہت بکتا ہے بوریا بہت عمده یہان بنایا جاتا ہے جسکی خرید فروخت کثرت کے ساتھہ ہے ٹانک کے علاقے مین بھی کنوان نہین کھودا جاتا علاقہ اسکا دره زام کی ندی سے جسکو شوره بھی کہتے ہین سیراب ہوتا ہے مسلمان رعایا یہان تمام ہے ہندو برای نام ہے **چودھوان** دامن کوه ضلع ڈیره اسماعیل خان مین یہہ ایک قصبہ اوتیس میل جنوب مغرب ڈیره اسماعیل خان اور چھہ میل شہر لیہ کے شمال مغرب کو آباد ہے ڈیره کے قصبون مین یہہ بھی ایک نامی گرامی معروف ومشہور قصبہ ہے آبادی اسکی خوشنما اور اچھا بازار ہے تجارت کا گرم بازار ہے قوم افغان وبلوچ اسمین بہت رہتی ہے ۔

ڈیرہ فتح خان دامن کوہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے متعلق ہے ایک قصبہ دریای سندھ کی ایک شاخ کے اوپر آباد ہے اور وہ شاخ بھی بڑے دریا سے چنداں دور نہیں ہے بانی اس قصبہ کا فتح خان بلوچ تھا جنے آباد کرکے اسکو اپنے نام سے موسوم کیا زمیندار یہاں کے آسودہ حال علاقہ زرخیز و مالا مال ہے روئی افیون نیلگر کی بہت پیدایش ہے غلہ کی پیداوار کا کچھ حد و حساب نہیں ہے **گورانک** دامن کوہ ڈیرہ اسماعیل خان کے متعلق ہے ایک قصبہ دریاے سندھ کے دہنی کنارہ اور بفاصلہ چوہتر میل ملتان سے شمال مغرب کے سمت کو آباد ہے **کاہری** قسمت دامن میں ہے ایک قصبہ دریاے سندھ کے دہنی کنارے شاہ گذر کے متصل اوس سڑک پر جو ہندوستان سے افغانستان کو براہ ڈیرہ اسماعیل خان گلیری درہ کو جاتی ہے آباد ہے اسمقام پر دریا سردی کے موسم میں آٹھ ہزار دس گز تک چوڑا ہوتا ہے اور بہار کے موسم میں اوس سے دو چنداں ہو جاتا ہے زمین اس قصبہ کی بہت زرخیز و سیراب ہے اور دریا کی طغیانی سے اوسکو بہت فائدہ پہونچتا ہے **لونی** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے علاقہ میں ہے ایک قصبہ اوس سڑک پر جو غزنی سے ڈیرہ اسماعیل خان کو آتی ہے دریای گومل کی ایک شاخ پر آباد ہے **ماچ گڑہ** دامن کوہ قسمت ڈیرہ جات میں ہے قصبہ اوس سڑک پر جو ڈیرہ اسماعیل خان سے غزنی کو جاتی ہے اور درہ گلیری اوسکے درمیان ہے کوہ سلیمان کے بیچ میں بنا ہے اندر ڈیرہ اسماعیل خان سے بفاصلہ اونتیس میل آباد ہے اس علاقہ کی زمین ریگی اور پانی بہت نزدیک ہے جس مقام سے ایک ہاتھ بھی زمین کہودیں پانی نکل آتا ہے **ٹبیری** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق ہے ایک قصبہ دہنی کنارے دریای سندھ سے اٹہائیس میل اور ملتان سے اکیوبس میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **مچن قیل** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق ہے ایک قصبہ دریای سندھ سے مغرب کے طرف بیس میل اور لیا سے ایکسو گیارہ میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **عمر خیل** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق ہے ایک قصبہ دہنی طرف دریای سندھ کے اور لیا سے جنوب مغرب کے سمت کو بفاصلہ ایکسو چودہ میل آباد ہے **راجہ بل** قسمت ڈیرہ جات کے متعلق ہے ایک قصبہ دریای سندھ کے دہنی کنارہ پر لیا سے ایکسو تئیس میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **خضر خیل** دامن کوہ قسمت ڈیرہ جات کے متعلق ہے ایک قصبہ دہنی کنارے دریاے سندھ سے تئیس میل لیا سے جنوب مغرب کو چوبیس میل آباد ہے **سنگھو** قسمت ڈیرہ جات کے متعلق ہے ایک قصبہ دریاے سندھ کے دہنی کنارے لیا سے چھتیس میل بسمت جنوب مغرب آباد ہے **ضلع بنون** سرکار انگریزی کے ابتدای عملداری میں یہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے ماتحت ایک پرگنہ تھا ۱۸۶۱ء میں ضلع لیہ ٹوٹ کر ضلع بنون ڈیرہ اسماعیل خان کے کمشنری سے متعلق

مقرر ہوا اور چار تحصیلیں ایک صدر بنوں دوسرے لکی مروت تیسری عیسیٰ خیل چوتھی میانوالی اس ضلع کے ماتحت قرار پائیں اس ضلع کے مغرب میں کوہ وزیری جو انگریزی سلطنت کے حد سے باہر ہے مشرق سرحد ضلع شاہپور و علاقہ سٹھ ٹوانہ و ضلع جہلم تحصیل تلہ گنگ شمال میں مغربی حد سے لیکر دریای سندھ کے مشرقی کنارے تک علاقہ کوہ خٹکان متعلق ضلع کوہاٹ اور بائیں کنارے سندھ کے علاقہ مکھڈ ضلع راولپنڈی واقع ہے جنوب کی طرف حدود اسکے ڈیرہ اسماعیل خان کے ضلع کے حدود سے ملتی ہیں طول اسکا نوے میل اور عرض شمالا وجنوبا تخمینا بحساب اوسط چالیس میل اور کل سطح تین ہزار چھ سو گیارہ میل مربع ہے دو لاکھ چھتیس ہزار دو سو اٹھاون آدمی ہیں آباد ہیں اور فی میل پینسٹھ آدمی کی آبادی کل ضلع کی بحساب اوسط شمار میں آتی ہے اس ضلع کا بڑا حصہ جس میں تین پرگنہ بنوں و لکی مروت و عیسیٰ خیل واقع ہیں دریای سندھ کے مغرب کی طرف پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے خصوصا درہ تنگ جو عیسیٰ خیل اور لکی مروت کے حد پر ہے و دکرم کے راستی کے نزدیک ہی وہاں ہرا یا کوہستان ہے اور جگہ سلسلہ کوہ خٹکان و کوہ شیخ بدین کے ملحق ہو جانے سے بنوں اور مروت کا پرگنہ پہاڑوں کے حلقے میں بطور دون ادنی جگہ سے بند و میدان معلوم ہوتا ہے دوسرا چھوٹا حصہ دریای سندھ سے جانب مشرق واقع ہے جو پہلے ضلع لیہ کے متعلق تھا اس میں پرگنہ میانوالی اسکے شمال میں پرگنوں میں بسبب آبپاشی رود کرم کے سبب اعلیٰ قسم کی پیداوار ہوتی ہے گھاس کی افراط ہے اور ایک قسم کی گھاس شفتالا نام یہاں مشہور ہے جسکے کھانے سے مویشی و گھوڑا جلد تر فربہ و تیار ہو جاتا ہے اور اوسکو ایک دفعہ بوکر چار مرتبہ کاٹتے ہیں بیج اوسکا رائی کے دانے کے برابر ہوتا ہے لکی مروت کی شرقی وجنوبی حصے اور پرگنہ بنوں میں متصل وزیران احمدزئی کی ریگستانی زمین ناہموار ہے جس میں چنے اور گیہوں کی زراعت افراط سے ہوتی ہے اس ضلع کی ریگ اگرچہ گرمی کے موسم میں دن کو گرم ہو جاتی ہے مگر رات کو نہایت سرد ہو جاتی ہے پرگنہ عیسیٰ خیل دریای سندھ کے دہنی کنارے پر ہے زمین اس ضلع کی سوای پرگنہ بنوں و مروت و میانوالی کے ریگستانی زمین جو بدوں بارش کے ہمیشہ زراعت نہیں دیتی کل آباد و زرخیز ہے آب ہوا اس ضلع کی مختلف مقامات میں مختلف ہے اور وجہ تسمیہ اس ملک کی بنوں کے نام سے یہ ہے کہ اسلام سے پہلے اس جگہ ایک راجہ سترام نام راج کرتا تھا اوسکی دختر کا نام بنوں تھا اوسکے نام سے یہ ملک بنوں مشہور ہوا اور اسکے ایک بڑی وجہ تو یہ ہے کہ جب بنوچی قوم کوہ سوال سے آکر اس علاقہ میں سکونت پذیر ہوئی تو یہ ملک بنوں کہلایا پہلے زمانہ میں یہاں ہندو قوم بدھ مذہبی رہتی تھی اور شہر سترام جسکو اب آکرہ بولتے ہیں اونکا دار الریاست تھا سلطان محمود غزنوی کی فوج جو ایک بار اسطرف سے گذری تو اونکو بباعث بسبب مخالفت مذہبی کے قوم بدھ کی مقابلہ ہو گیا شاہی فوج نے اون پر غالب آکر بہت سے قتل کئے اور باقیماندہ کو

ملک بنو سے نکالدیا شہر ستراء معروف اگرچہ بھی علاقہ گنداک کے برابر کہا جاتا ہے ازان بعد مدت تک یہہ علاقہ ویران جنگل
پڑا رہا پھر سلطان شہاب الدین غوری کے وقت قوم نیتی و شنگل پہاڑ سے اوترکر یہان آباد ہوئی اونکی آبادی
کو جب ڈیڑھ سو برس کا عرصہ گذر گیا تو شاہ محمد روحانی کے عہد سے قوم ہنوزئی کوہ شوال سے آکر یہان سکونت پذیر
ہوئی اور قوم نیتی و شنگل زئی یہہ علاقہ چھوڑکر چلی گئی شاہ محمد روحانی مرید دین شاہ رکن عالم قریشی ملتانی
نبیرہ خواجہ بہاؤ الدین ملتانی کے خلیفہ آدمی خدا رسیدہ وصاحب حال و قال تھے انکی اولاد سے اب اس علاقہ
مین بہت گانو آباد ہین اور ہزارہا آدمی اونکے مرید ہین ۱۱۰۰ ہجری مین شاہزادہ بہادر شاہ اورنگزیب
عالمگیر کے بیٹے نے جو کابل کا ناظم تھا اس ملک کو فتح کرکے اصالت خان کو یہان کا داروغہ بنایا مگر قوم ہنوزئی نے اسکو
نکالدیا پھر ۱۱۱۲ ہجری مین خود شاہزادہ یہان آیا اور کچھہ بندوبست کرکے چلا گیا غرض نادرشاہ کے وقت
تک بادشاہی انتظام اس ملک مین ہوتا رہا جب نادرشاہ آیا تو اوسنے یہہ فتور مچایا کہ آئندہ بنون گانو علاقہ
و قتل عام شروع کردی اسواسطے سب شہر ٹوٹ گئے اور اطاعت قبول کی احمد شاہ و تیمور شاہ و فتح خان کے وقت تک
بھی یہہ حال رہا اگر کوئی امیر فوج لیکر آیا تو معاملہ وصول کرکے لے گیا ورنہ خیر حافظ احمد خان نواب منکیرہ نے
بھی ایکدفعہ فوج اپنی بسرکردگی دیوان مانک رام کے ادہر مامور کی اول تو کچھہ علاقہ اسکی تحت مین آگیا
پھر جب اہل بنون کی طرف سے تجربہ ہوا تو مقابلہ مین شکست کھائی ۱۲۳۵ھ مین رنجیت سنگہ سکہی فوج لیکر ادہر آیا
اور بلا مقابلہ ومجادلہ کل ملک لے لیا لیکن انتظام جیسا کہ چاہیے ہونے نہ پایا یعنی نازے ناظم یہان آتے رہے اور
جو کچھہ جسقدر ملا وصول کرکے لیجاتے رہے اور رعایا کچھہ مطیع اور کچھہ باغی رہے دلیپ سنگہ کے وقت جنرل کورٹ لینڈ
و ایڈورڈ صاحب بحکم رزیڈنٹ لاہور اس ملک کے انتظام کیواسطے مامور ہوئی اونہون نے کچھہ صورت انتظام کی
پیدا کی ۱۸۴۹ء مین یہہ ملک انگریزی قبضہ مین آگیا اب ایسا انتظام ہوا ہے کہ صدہا سال سے کبھی نہین ہوا تھا
اس ضلع کے رہنے والے افغان بکثرت اور پشتو و پنجابی بولتے ہین سوائے اونکے اور قومین سید و قریشی و جاٹ
وغیرہ بہت کم ہین ہندو بھی بعض بعض بستیون مین آباد ہین یہہ تجارت کا کام ہندو براچہ قوم کرتی ہے اور
افغان اس پیشہ کا کام کرنا عار سمجھتے ہین **شہر دلیپ گڈہ یا بنون** یہہ شہر ضلع بنون کا
صدر مقام ہے آبادی اسکی کچھہ پرانی نہین ہے دوسری جنوری ۱۸۴۸ء کو ایڈورڈ صاحب ناظم بنون نے
بحکم رزیڈنٹ لاہور اسکی آبادی کی بنیاد ڈالی اور نام اسکا دلیپ سنگہ کے نام پر دلیپ نگر رکھا
مگر اب یہہ نام مشہور نہین ہے عام قلعہ کو قلعہ اور شہر کو بازار کہتے ہین اس قلعہ و شہر کی تعمیر کے بعد
بنون مین جو پہلے سو قلعہ مشہور تھے سب منہدم کرائے گئے اب آبادی اسکی روز بروز ترقی پر ہے بازار یہہ عمدہ
ٹیڑھی ترچھی بازار اور دوکانین نہین کرتی ہین انگریزون کی کوٹھیان بہت اچھی ہین لنڈا کا

ونسرو صاحب کے وقت مین جنوب کیطرف آبادی شہر کی بڑہائی گئی فی الحال ایکہزار دوسو چھبیس آدمی
اسمین آباد ہین جنمین سے نوسو دس ہندو اور تین سو سولہ مسلمان ہین کل خانہ شماری اس شہر کی ایکہزار
چھبین ہے اونمین سے پانسو پینتیس گھر اور پانسو اکیس دکانین ہین چارون طرف شہر کی کچی گیارہ فیٹ اونچی
دیوار ہے مگر بہت مضبوط و استوار ہے پانچ دروازے شہر کے اوسمین پختہ بنائے گئے ہین اور ایک پختہ
عالیشان غلام محمد خان تحصیلدار کی بنوائی ہوئی یہان موجود ہے جسکی تعمیر پر نوہزار روپیہ بانی کا خرچ
ہوا تھا گرد نواح شہر کا سیراب و سایہ دار ہے سبزہ کی بہار ہے سڑکون کے دو طرفہ طرح طرحکے درخت شیشم
و توت وغیرہ لگائے گئے ہین اور آنب انار آڑو و انجیر خوش ذائقہ و لذت دار پیدا ہوتے ہین
قلعہ دلیپ گڑہ یہہ قلعہ شہر دلیپ نگر کے پاس بنا ہوا ہے اٹھارہوین ماہ دسمبر سنہ ۱۸۴۷ع کو
مستر اڈورڈ صاحب ناظم بنون نے بحکم رزیڈنٹ بہادر لاہور زود کرم سے جنوب کیطرف تھوڑی فاصلہ پر
اور نالہ گکوٹ سے بفاصلہ پونا میل اس قلعہ کی بنیاد رکھی اور دوہرا بنانا تجویز ہوا اسطرحپر کہ اندر کا قلعہ
ایکسو گز چورس اور دیوارین بیس فیٹ بلند اور نو فیٹ چوڑی ہو اور باہر کی قلعہ کی دیوار اندر کی دیوار سے اسی گز
دور دس فیٹ بلند چھہ فیٹ چوڑی اوسکے باہر تیس فیٹ عمیق خندق کھودی گئی ایسے موقع پر کہ عندالضرورت
وہ خندق پانی سے بھر دیجاوے اور بعد تیاری کے دلیپ سنگہ کے نام پر نام اسکا دلیپ گڑہ رکھا
اب قلعہ کا درجہ اندرونی گرا کر باہر کا درجہ بحال رکھا گیا ہے یہ قلعہ اگرچہ خام ہے مگر بسبب اسکے کہ بنون
کی زمین کی مٹی بہت پختہ ہے عمارت اوسکی ایسی مضبوط ہے کہ بدون قلعہ شکن توپون اور محاصرہ مدت مدید
کے دشمن اوسپر فتحیاب نہین ہوسکتا **عیسی خیل** دامن کوہ ضلع بنون کے متعلق دریای سندھ کے
ایک مغربی طرف کی شاخ کے کنارے ملتان سے بفاصلہ ایکسو ستر میل یہ ایک قصبہ آباد ہے اسکو عام لوگ
تنہ بھی کہتے ہین بانی اسکا احمد خان زکو خیل ہے جسنے بماہ اسوج سمت ۱۸۸۱ بکرماجیتی مین جسکو چالیس برس
گذرے ہین آباد کیا ہندو قوم کی بیوپاری یہان بہت رہتے ہین کشتیون پر لاد کر دریا کے راستے غلہ سکھر وغیرہ کو
لیجاتے ہین و بسبب اسکے کہ آبادی اسکی نشیب مین واقع ہے برسات کے موسم مین یہان پانی کی کثرت ہوتی ہے کل قصبہ
کی عمارت مین اعزاز خان عیسی خیل کا مکان قابل دید ہے یہ قصبہ پرگنہ کا مقام ہے اور کچہری تحصیل کی یہان ہوتی ہے
کل بتیس گانو اسکی ملکیت عیسی خان کا تعلقہ کہلاتا ہے اسمین چار ہزار نوسو چون گھر اور بتیس ہزار چار سو ننانوے
روپیہ آمدنی ہے قوم افغان زکو خیل و باجی خیل و مندا خیل و نظام خیل و لعل بیگ و زنگی خیل و کچی خیل و کلو و پیر خیل
و ملا خیل اس تعلقہ مین رہتی ہین ضلع بنون مین پرگنہ عیسی خیل اگرچہ چھوٹا ہے مگر اسمین قوم عیسی خیل و سلطان خیل و شہزنگ
و موشانی و شاخہای نیازی و لودی آباد ہین انکے بڑون مین سے عیسی خان نیازی ہے جسکی اولاد قوم عیسی خیل ہے

مشہور ہے شیرشاہ بادشاہ دہلی کے پاس نوکر ہوکر امارت کے درجہ پر پہونچا اور ہیبت خان اعظم ہمایون کا
خطاب پاکر پنجاب کا صوبہ دار بنا جب شیرشاہ مرگیا تو اسلام شاہ اور اوسکی مخالفت ہوگئی اور فوج شاہی
اوسکا مقام انبالہ لڑائی ہوئی آخر شکست کھائی اور بہت تباہی اوٹھائی پنجاب خراب ہاتھ سے بھاگ کر
مقام دہنکوٹ متصل کالاباغ کے آکر پناہ گزین ہوا جب فوج بادشاہی اسکے تنبیہہ کو آئی تو وہ بھاگ کر
گکھڑون کے پاس چلا گیا اور دو سال تک وہان رہا اور گکھڑ اوسکے حامی ہوکر بادشاہی فوج سے لڑتے
رہے آخر گکھڑون کی بھی استیصال ہوئی اور نیازی بھاگ کر مع عیسیٰ خان کے کشمیر کو چلے گئے حاکم کشمیر نے
اونکو مغضوب شاہی سمجھکر اپنے ملک مین دخل نہ دیا اور فریقین مین لڑائی ہوکر عیسیٰ خان و ہیبت خان مع
اپنے بھائیون اور فرزندون کے مقتول ہوگئے اس صدمہ کے بعد قوم نیازی متفرق مقامات پر آباد رہی
اب بعرصہ دو سو ستر برس کے یہہ قوم اس علاقہ پر قابض و دخیل چلی آتی ہے **لکی** قسمت ڈیرہ جات
ضلع بنون مین رود کمبیلا یا تورچی کے جنوبی کنارے پر شاہ و رستے اکیس سولہ میل جنوب مغرب کے سمت کو
آباد ہے اوس ملک کی بولی لکی یعنی قوم یعنی انہوں کے ہی اشہد این ہے نام موضع مینا خیل و جوندا اولہ
کا تھا جب فتح خان ٹوانہ نے بوقت کارداری سکھون کے کمبیلا کے شمالی کنارے پر قلعہ بنایا اور جب فاتح
ٹوانہ کو قلعہ دار مقرر کیا تو اوسوقت پرانی لکی اور دیگر دیہات سے ہندو وغیرہ رعایا لاکر قلعہ کے
شمال کی طرف صاحب خان نے ایک گانو آباد کیا اور نام اوسکا احسان پورہ رکھا مگر وہ نام مشہور نہوا
اور لوگ اوسکو لکی کے نام سے پکارتے رہے بہت تک وہ قصبہ آباد رہا ۱۲۷۰ھ مین بباعث ایذا یابی
مجرا دریا کے رعایا نے بحضور مسٹر ارسکن صاحب ڈپٹی کمشنر کے یہہ درخواست کی کہ وہ اوس مقام کو
قصبہ کی آبادی کو منتقل کرلین صاحب نے اونکی درخواست منظور کی اور پرانی جگہہ مینا خیل کے پاس یہہ قصبہ
لکی آباد کرایا بنایا بازار بنوایا اور ایک شفاخانہ بھی رفاہ عام کے واسطے تعمیر فرمایا یہہ قصبہ اچھا آباد ہے اور
تحصیل کا مقام ہے پرگنہ اسکا پرگنہ لکی مروت کہلاتا ہے زمین اس پرگنہ کی ریگستان ہے مگر فالق کی قدرت
سے اوسی ریگستان تھل مین گندم و نخود کی پیداواری عام ہوتی ہے اور سوداگر یہان کا غلہ لاد کر دیرہ جات ملتان کو
لیجاتے ہین اور ایک عجیب بات یہہ ہے کہ اونٹنیون کے دودھ سے یہان گھی نکالا جاتا ہے اور لوگ اوسکو کہاتے ہین بخلاف اور
ملکون کے کہ اونٹنیون کے دودھ سے گھی نہین نکلتا کنوئین یہان بسبب ریگ کے نہین لگ سکتے اسواسطے ندی کمبیلا کا پانی لوگ
دس دس کوس تک لیجاتے ہین اور بعض مقامات پر بارش کا پانی تالابون مین جمع کرتے ہین اہل اسلام کی عملداری
سے پہلے یہان ہندو اور یونانی لوگ ملے ہوئے متوطن تھے اور اونہین کی ہی حکومت تھی سلطان محمود غزنوی
اور شہاب الدین غوری کے وقت وہ لوگ یہان سے جلا وطن ہوگئے اور ایک اور قوم یہان کے نام آباد ہوئے

مدت کے سبب اونکو قوم سرہنگ و عیسیٰ خیل و نیازی نے اونکو ٹانک کی طرف سے آکر بیدخل کیا بعد چند
اونمین بھی نا اتفاقی ہوگئی اور قوم مہیار جو ایک شاخ نیازی قوم کی ہے وہ بسبب بلندی حوصلہ اپنے کے قوم
سرہنگ و عیسیٰ خیل سے قوم مروت کے پاس جاکر دادخواہ ہوئی اور اونھون نے علاقہ کچھ اونسے آکر
اس علاقہ مین ملکیت اپنی جمالی اب تین سو برس کے عرصہ سے مروت قوم برابر قابض ہے اسواسطے یہ علاقہ
ملک مروت کہلاتا ہے اس پرگنہ کے شامل پانچ تپہ اور ہین پہلا تپہ **درہ بلارہ** ہے یہ ایک بڑا آباد قصبہ
ہے شامل اسکی چھتیس موضع اور ہین جنمین کل خانہ شماری چار ہزار چار سو چھپن ہے اور چھیاسٹھ ہزار آٹھ سو ساٹھ
روپیہ آمدنی ہے دوسرا تپہ **طوطہ زئی** ہے اسمین اٹھایس گاؤن ایکہزار نو سو تہتر خانہ شماری اور چھبیس ہزار
ایکسو بندرہ مالگذاری ہے تیسرا تپہ **عمر خان خیل** ہے اسمین چھبیس موضع شامل ہین ایکہزار تین سو
بیانوین خانہ شماری اٹھارہ ہزار آٹھ سو پچاس مالگذاری چوتھا تپہ **موسیٰ خیل** ہے اسمین اکیس گاؤن شامل
ہین دو ہزار چار سو ستانوین خانہ شماری سولہ ہزار پچاسی روپیہ مالگذاری ہے پانچوان تپہ **ٹانک** ہے اسمین ۲۳
گاؤن شامل ہین چار سو باون خانہ شماری اور چار ہزار چھبیس روپیہ آمدنی ہے **بازار احمد خان**
بنون کے علاقے مین یہ ایک بڑا قصبہ دارالریاست اور مشہور تھا جسکو احمد خان جد شاہ زمان
نے دو سو برس کا عرصہ ہوا آباد کیا تھا مگر اب بسبب کہ دارالریاست اور ضلع کا مکان اور جگہ گیا
اور تحصیل ... شہر مین ہونے لگی رونق و آبادی اس شہر کی کم ہوگئی ہے یہ قصبہ
... **کالا باغ** یہ قصبہ دریای سندھ کے عین مغربی کنارے
... اور ... میر عبدالرحمن ... مشہور ہے اس قصبہ
کی آبادی ... ایک مشہور شہر کا نام ہے ... آباد تھا
... اسلام شاہ بن شیر شاہ
بادشاہ کے عہد مین یہ قصبہ آباد کیا اوسکی مرنے کے بعد اوسکے پوتے شیر علی اور شیر علی کے بیٹے سلیم شاہ کی
اسکی آبادی کی طرف ... اورنگ زیب عالمگیر کے مبارز خان ... کو قصبہ
... کے وقت مسمی معاذ خان ساغری خٹک کو ایکہزار دو سو روپیہ کے عوض جاگیر
مین دیا ... تیمور شاہ بادشاہ کابل نے ملک محمد اعظم کو یہ قصبہ معاف فرمایا رنجیت سنگھ کے
وقت ... الہ یار خان ہوتی رہی مگر ملک الہ یار خان رئیس کالا باغ کو گذارہ ملتا رہا انگریزی عملداری
مین ... ہزار چار سو اٹھائیس روپیہ کے ... الہ یار خان کو بعین حیات معاف ہوئین مگر جب مرگیا
تو وہ گذارہ ... امنیت اور حسن خدمت اس خاندان کے معافی دوامی کی بنام ملک مظفر خان

اوسکے بیٹے کے منظوری گورنمنٹ قرار پائی۔ قصبہ کالا باغ بڑی تجارت کی جگہ اور منڈی کا مقام ہے ہندو
اور پراچی مسلمان جہانکی ساہوکار اور تجار رہتے ہین برتن یہان پیتل کے بنتے ہین آہنگری کا کام بہت خوب تیار
ہوتا ہے روئی کا تھیلا اسکو سلاری ولایتی کہتے ہین یہان تحفہ بنایا جاتا ہے یہی کپڑے بھی اس قسم کے بہت بنتے
ہین دریا کی طغیانی سے شہر کے مشرقی حصہ کو البتہ ضرر پہونچتا ہے بازار کوچہ شہر کے تنگ اور نا ہموار
کنجان ہے عمارت اگرچہ خام ہے مگر آباد مقام ہے مکانات دو منزلہ سہ منزلہ بہت بنی ہوئی ہین گرمی کے
دنون مین بباعث دامن کوہ اور مقابل ہونے آفتاب کے باوجود قریب دریا کے دہوپ کی شدت ہوتی
ہے دو درخت بڑی بڑہ کے اور چند درخت پہلاہ کے مقام پر یہان ہیں اونکی شہر کے اندر اور باہر
کہین سایہ کا نام نہین ہے اور نام اسکا کالا باغ صرف اونہین دو بڑہ کے درختون کے سبب مشہور
ہے تمام پہاڑ جسکے اندر سے سرخ نمک نکلتا ہے یہان واقع ہے دریا سے سندہ پہاڑ کے اندر تین سو
پچاس گز تک چوڑا ہوتا ہے سڑک یہان کی سو فیٹ اونچی دریا سے پہاڑ کاٹ کر بطور سیڑہیون کے
بنائی گئی ہے مگر تنگ اسقدر ہے کہ لدا ہوا اونٹ بمشکل تمام گزر سکتا ہے اور نمک کان نمک سے نکالکر مقام
ماڑی جو دریا کے بائین کنارے جو کالا باغ سے فاصلہ ایک میل شمال مشرق کو پہاڑ کے اوٹ مین واقع ہے
جمع ہو کر فروخت ہوتا ہے اور کثرت کے ساتھ بیوپاری خرید کر ہندوستان و افغانستان کو لیجاتے ہین
کتا و پہاڑ کا جہان سے نمک نکلتا ہے بہت صاف و چمکتا ہوا بلور کی طرح ہے پھٹکری بنانے کی کارخانے
یہان بہت جاری ہین جو کالے رنگ کے پتھر مٹی ملے ہوئے آگ مین جلا کر بناتے ہین کالا باغ مین جو دو
کارخانے واسطے صفائی ایسی اسی قسم کے جمادات کے موجود ہین دریای سندہ سال بھر یہان بہت عمیق
اور قابل جہاز رانی کے ہوتا ہے قصبہ کے اندر تین ہزار آدمی کی آبادی ہے [illegible] بنون کے ضلع مین
ہے ایک قصبہ اوس سڑک پر جو پشاور سے غزنین کو جاتی ہے شہر پشاور سے فاصلہ ایک سو تین میل آباد کر
شہر یہہ ایک بڑا آباد قصبہ ضلع بنون کے میدانی علاقہ مین مغرب کی طرف دریای سندہ کے تھکین پہاڑ
کے بنیاد مین آباد ہے گھرون و دوکانون و بازارون کے عمارتین پختہ بنی ہوئی ہین شہر کے گرد شہر پناہ
بھی پختہ ہے بازار مین تجارت کا بازار ہمیشہ گرم رہتا ہے افغانستان کے سوداگرون کی ہمیشہ آمد و رفت رہتی
ہے گرد و نواحی علاقہ اسکا نہایت زرخیز و آباد و سرسبز ہے پشاور یہہ ایک بڑا نامی شہر شمالی
مغربی حد سلطنت انگریزی شہر لاہور سے دو سو تیس میل شمال مغرب کو دریای سندہ کے دہنی کنارے قلعہ
اور درہ خیبر کے درمیان اٹھارہ میل خیبر کے درہ سے مشرق کو آباد ہے آبادی اسکی بہت پرانی ہے
بخوبی ثابت نہین ہوتا کہ آیا کس نے پہلے پہل اسکو آباد کیا ہندوستانی مورخون کا یہہ قول ہے کہ پہلی نام اسکا

پرساور تھا اور پرسرام اوتار نے اسکو آباد کیا اور قلعہ جمرود پرسرام کے باپ جمدگنی نے بنایا اور تا
اسکی آبادی کا یہ ہوا کہ دارا کے وقت سے برابر خیبر کے راستے پے در پے حملے ایرانی و یونانی و ترکیون
کے ہندوستان کے ملک پر ہونے لگے تو ہندو راجون کو اس بات کا نہایت خیال ہوا اور تجویز ہوئی کہ درہ خیبر
کے آگے ایک بھاری فوج کی چھاؤنی مقرر ہووے اور ایک شہر بھی آباد کیا جاوے چنانچہ فوج مامور ہوئی
اور شہر آباد ہو کر پرسرام کے حکم سے پرساور نام رکھا گیا اور بعضون کی یہ تقریر ہے کہ جب راجگان ہند کی
فوج کی چھاؤنی ہمیشہ کے واسطے اس آخری سرحد پر قرار پائی تو چھاؤنی کا نام پیش آور قرار پایا بسبب
اسکے کہ ہندوستان کے چھاؤنیون سے پیش ہی چھاؤنی تھی اور بباعث ہمیشہ قیام رکھنے فوج کے یہ شہر بھی اسی
نام آباد ہو گیا اسی پیش آور کے نام کی تخفیف ہو کر پشاور مشہور ہے بعض عقلمند یہ کہتے ہین کہ اصلی نام
اسکا پرشور ہے کیا معنی کہ جب راجگان پنجاب و ہندوستان کے مسلمان بادشاہون کے ساتھ لڑائیان جنگ آور
ہونے لگین تو ہندو کے راجے مسلمانون کے ساتھ اسی مقام پر لڑتے رہے اور کوئی زمانہ خالی نہین جاتا تھا
کہ اس سرزمین مین شورش و فساد و لڑائی نہین ہوتی تھی اس لئے اہل ہند نے اس خطہ کا نام خطہ
پرشور رکھا اور یا سلطان محمود غزنوی نے جب تسلط اپنا اس ملک پر جمایا تو شیخ ابو علی ہجویری کو یہان ناظم و
حاکم مقرر فرمایا اور اس شہر کو خوب بسایا اور دور دور سے تجارت کا مال منگوایا اسکے بازار کو دار التجارت بنایا
غزنوی سلطنت کے بعد شاہان مغلیہ اور فوج مغلیہ کے پے در پے حملون سے اس شہر پر جو تباہی بھاری
پہونچی کبھی آباد اور کبھی ویران ہو جاتا ویرانی کا باعث یہ ہوتا کہ جب مغربی غنیم کی فوج اس راستے
پنجاب پر حملہ آور ہوتی تو پہلے پہل ہاتھ انکا اسی شہر کے قتل و غارت پر دراز ہوتا اور آبادی کا یہ سبب تھا
کہ تھوڑے سے امن کے وقت مین بھی شہر والے لوگ پھر آکر اپنی مکانات سنبھال لیتے اور خراسان و ایران وغیرہ
ملکون کی تجارت اسی تھوڑے عرصہ مین فائدہ کثیر حاصل کر کر پھر آباد ہو جاتے اور پچھلی غارت شدہ مال
سب غم بالکل انکو دل سے جاتا رہتا اکبر بادشاہ کے وقت اسکی آبادی مین بڑی ترقی ہوئی اور بسبب مقرر ہونے
چھاؤنی فوج اور تعمیر ہونے قلعہ اٹک کے مغربی بادشاہون کے حملے بالکل بند ہو گئے اسلئے آبادی اسکی بڑھ گئی
پشاور کا اصل نام بھی اکبر بادشاہ کا دوسرا بانی اس شہر کا لکھتے ہین شاہجہان بادشاہ نے بھی اسکو خوب
آباد کیا اکثر شاہی عمارات تعمیر ہوا اور نواب علیمردان خان امیر الامرا نے بھی شہر مین بڑی
عمارتین عالیشان بنوائین اور شہر کے رونق اور بھی زیادہ ہو گئی بعد تنزل سلطنت مغلیہ کے احمد شاہ
درانی کی فوج نے اسکو کئی مرتبہ لوٹا مگر جب یہ علاقہ کابل کی سلطنت کے ساتھ شامل ہوا تو پھر آبادی اسکی
ہو گئی جب رنجیت سنگھ نے اسپر قبضہ پایا تو پھر اسکی بربادی کا وقت آیا سکھون نے قلعہ بالا حصار کو ڈھا دیا

شہر مین بہت بڑے بڑے حویلیان عالیشان گرادین محلے کے محلے آگ لگاکر جلا دئے بڑے بڑے باغ جو ہزار ہا روپیہ کی تیاری کی تھی اونکے درخت جڑ سے اوکھاڑ ڈالے شہر کو ایسا لوٹا کہ کوئی بھی اونکے ہاتھ سے بچنے پاوے باعث سختی گیری محصول و بیجا نونکے بادشاہی حکم کے سوداگرون کا آنا بھی موقوف ہوا چند سال کے بعد جب یہ ولایت صاحب ناظم کو ملا تو اوسنے پھر شہر بسایا بازار چوڑا ہوا پھر اسکے شہر پناہ جو خراب ہو گئی تھی تیار ہو کے پھر جاری ہوئی اب سنہ ۱۸۴۹ع سے انگریزی حاکم اسپر حکومت کرتے ہین ملک آباد رہا بادشاہ وسعت ضلع پشاور بیچ آباد ضلع کے شمال میں سرحد اور جنوب کی طرف کوہاٹ اور مشرق کی حد پر دریا سندھ بہتا ہے کہلاتا ہے اکثر سطح دریا سے کابل کے قریب ہے اونکے شمال مین ... مشرق کی طرف بہتا ہوا دریا سندھ مین ملتا ہے اس ضلع کا طول فاصلہ ڈیڑھ سو میل آن لاہے اس دریا کے وسط مین واقع ہونے سے اس ضلع کے دو حصے ہو گئے ہین حصہ شمالی مین پرگنہ ہشت نگر و یوسفزئی اور اوسی حصہ مین غرب کی طرف دریا سوات اور دریائے کابل کے بیچ مین ایک دوآبہ واقع ہے گویا تین پرگنہ حصہ شمالی مین آئے حصہ جنوبی مین پرگنہ داؤدزئی و پشاور دونون شہر ہین شمالی حصہ پرگنہ یوسفزئی مین قوم کمال زئی اور دولت زئی آباد ہے اور زلمکی بھی وہین رہتے ہین اور پرگنہ ہشت نگر مین محمدزئی اور دوآبہ مین قوم گگیانی وغیرہ رہتی ہین حصہ جنوبی مین قوم داؤدزئی و خلیل و مہمند و خٹک رہتی ہین خاص شہر پشاور مین متفرق قومین ہندو و مسلمان اکثر اوسمین پٹھان ہین اسمین سوداگری کی بڑی منڈی ہے افغانستان و ترکستان و ایران وغیرہ ملکون سے اسباب سوداگری میوجات بادام انگور سیب انار بیدانہ کشمش پستہ ولایتی پوستین سمور سنجاب و دیگر ... گھوڑے قسم قسم کے پارچات پشمینہ ریشم و پارچات ریشم وغیرہ آتا ہے گفتگو یہان کی اکثر پشتو ہے مگر اب ... بولتے ہین نہر پانی کی شہر مین پھرتی ہے اور چار طرف شہر کے بھی جاری ہے کل علاقہ پشاور کا لمبان مین ... میل چوڑان مین ... میل کل سطح دو ہزار تین سو چونتیس میل آباد کل چار لاکھ پچاس ہزار ... آدمی ہین آب و ہوا یہان کی گرمی کے موسم مین گرم ایسی ہوتی ہے کہ درجہ پیمائش بموسم سایہ کے اندر ایک سو دس درجہ تک پہونچ جاتا ہے گرم لو سخت چلتی ہے کل سطح زمین کا دریا کابل و دریائے سوات و دوبارہ کے پانی سے سیراب ہوتا ہے پیداوار یہان ہر ایک قسم کی یہان بمقدار ہوتی ہے کہ ہندوستان کے کسی علاقہ مین نہین ہوتی پانی یہان کا زراعت کی پرورش کے باب مین بہت ہے بعض بعض مقامات پر کنوئین کے ذریعہ سے بھی زراعتون کو پانی دیتے ہین بڑی پیدائش یہان جو شالی نیشکر شلغم گوبھی پیاز کپاس تلی خربوزہ تربوز کھیرا ککڑی ... شاہتوت بید و انبہ انجیر انار وغیرہ ریشم یہان بافراط پیدا ہوتا ہے دوبارہ کے کنارے پر ایک قسم کا یہان جانور

ایسا پیدا ہوتا ہے کہ ہفت اقلیم میں کہیں نہیں ہوتا نکلنے کے وقت وہ بہت خوشبودار اور دلربا ہوتا ہے
شادوری گول شہد شیرین و لذیذ ہوتا ہے لونگی مردانہ و پوریا دیکھا یہاں کا بہت عمدہ باریک ہوتا ہے
انگریزی فوج کی شہر سے مغرب کی سمت کو بڑی لمبی چوڑی بنی ہوئی ہے تخمیناً ساڑھے دس ہزار فوج یہاں
رہتی ہے دو پلٹنیں گوروں کی اور ایک توپخانہ بھی موجود رہتا ہے خاص شہر کی آبادی تریپن ہزار
دو سو بہتر ہے جنمیں آٹھ ہزار سات سو چھ ہندو اور باقی مسلمان ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
ایکہزار اٹھسو فٹ ہے اگرچہ پہلے قدیمی مکانات کی عمارات یہاں بہت ہیں مگر انگریزی وقت میں بھی
اچھے اچھے مکانات عالیشان بنے ہیں انگریزوں کے کوٹھیاں و چھاونی کا حاطہ خوبصورت بنایا گیا ہے ایکطرف
چھاونی کے فوج کی بارکین ہیں پرانے قلعہ میں سکھہ بین بنا ہے پشاور کی جھیل سے جابجا پانی پھیلایا گیا اسکے
کناروں پر ذخیرے درختوں کے لگائے گئے پشاور میں چوب دیوار کی لکڑی دریای سوات اور دریا
کابل کے ذریعہ سے بہت آتی ہے جسکے ہزاروں روپیہ کی خرید فروخت ہوتی ہے علاقہ یوسف زئی سے قسم
اول تماکو آکر فروخت ہوتا ہے پشاور کے قدیمی مکانات میں سے ایک مکان گورکھتری جسمیں کہنہ آتش
کا مندر بنا ہوا ہے پورانی سرای بھی پختہ بنی ہوئی ہے قلعہ بالاحصار کا اگرچہ سکھوں نے گرا دیا تھا مگر جنرل اویتبیلا
نے دوبارہ بنوایا وہ دو سو بیس گز مربع ہے چاروں کونوں پر چار برج ہیں چار دیواری اور خندق
پختہ ہے قلعہ کے اندر بلندی دیوار کی ساٹھہ فٹ باہر سے تیس فٹ ہے اندر کے درجہ میں توشہ خانہ و مکانات
سکھہ زین وغیرہ بہت سے بنے ہوئے ہیں دروازہ قلعہ کا شمال کی طرف ہے اور دروازہ کے اوپر ایک بالاخانہ بنا
ہوا ہے بیرون قلعہ شہر سے باہر چھاونی کی طرف واقع ہے باغ وزیر کا بھی قابل سیر ہے مگر بسبب مسمار ہوجانی عمارات
شیشہ خانہ وغیرہ کی خوبصورتی اسکی نہیں رہی شہر کے جنوب اور مشرق کی طرف بہت باغ ہیں اور بموسم بہار
عالم لالہ زار اور رنگارنگ شگوفے نظر آتے ہیں جامع مسجد شہر کے اندر بعمارت سنگ موجود ہے بیرون کے بازار میں
گورکھتری کا سا مکان پختہ بنوایا گیا ہے شہر کی عمارت و بازار نہایت خوبصورت و بارونق دار ہیں بڑے بڑے
عمارتیں عالیشان بنی ہوئی ہیں **اکوڑہ** ایک قصبہ پشاور کے متصل دریائی کابل کے دہنی کنارے پر اوس سڑک
جو اٹک سے پشاور کو جاتی ہے اٹک سے شمال مغرب کی سمت کو بفاصلہ بارہ میل آبادی **فتح گڈھ**
ایک قلعہ علاقہ پشاور قلعہ جمرود سے ایک میل شمال مشرق درہ خیبر سے بہت نزدیک موجود ہے یہ پختہ
قلعہ ہری سنگھ کے حکم سے ناظم پشاور نے بنوایا تھا صورت اسکی مشت پہلو ہے قلعہ کے اندر اچھے اچھے مکانات
ہیں وہ قابل مقابلہ دشمن کے بنے ہوئے ہیں ہری سنگھ نلوہ ناظم پشاور نے اسکے اندر ایک کنواں بھی کھدوایا
مگر باوجود دکھنے بہت سی محنت کھدوانے کے بھی پانی نہ نکلا اس قلعہ کے اندر باہر سے بذریعہ نہر کے پانی آتا ہے اگر

پانی باہر سے دشمن بند کر دیوے تو قلعہ جمرود ہرگز مفتوح ہو سکتا ہے رنجیت سنگھ نے صرف بخوف حملہ کابل کے یہہ قلعہ بنوایا اور فوج اسمیں مامور کی تھی پہلے اس سے خیبری لوگ درہ خیبر سے نکلکر پشاور کے رعایا کو لوٹ لیجاتے تھے

فتحگڑھ بہ نسبت پشاور میں درہ خیبر کے بلندی کے پاس یہہ ایک قصبہ اٹھارہ میل پشاور سے بسمت جنوب آباد ہے

کاہوڑا شرب یہہ ایک چھوٹی سی بستی دہنے کنارے دریاے سندہ کے قلعہ اٹک سے جنوب بطرف کو گیارہ میل پشاور سے ۴۲ میل کے فاصلہ پر آباد ہے متصل اسکے دریاے سندہ کا گذر تنگ ہو گیا ہے یہاں نہایت تیز چلتا ہے اور گرداب ایسا پڑتا ہے کہ اگر کشتی اسمیں آ جاوے تو گہریوں چرخی کے طرح چکر کہاتی رہے دریا کا بہاو ایک بلندی سے بستی کو گرتا ہوا نہایت شور کرتا ہے اور عمق دریا کا بقدر ایک سو پچاس فٹ کے ہے اور چوڑان اڈہائی سو فٹ اور بسبب تنگی خوفناک مقام ہے تیزی دریا کی اسقدر ہے کہ پانی دریا کا ایک گھنٹہ میں نو میل کا راستہ طے کرتا ہے اور یہاں سے چھ میل تک برابر رستہ دریا کا اسطرح خوفناک چلا جاتا ہے

ہشتنگر ضلع پشاور میں یہہ ایک مشہور قصبہ اور آباد مقام دریاے لنڈا کے دہنے کنارے شہر پشاور سے شمال کیطرف بفاصلہ تیس میل آباد ہے تحصیل کی کچہری ماتحت صاحب ضلع پشاور کی یہاں ہوتی ہے چونکہ ہشت کے لفظ کے معنی آٹھ ہیں یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ ایسا نام اسکا کس واسطے رکھا گیا بعضوں کا قول ہے کہ اصلی نام اسکا ہستنگر تھا کثرت استعمال سے ہشتنگر مشہور ہو گیا بعض کہتے ہیں کہ آٹھ بھائیوں نے ملکر اسکو آباد کیا تھا اور بعض کا بیان ہے کہ ابتدا آبادی کے اول آٹھ قوم اسمیں آباد ہوئی تھیں اس سبب سے ہشتنگر مشہور ہو گیا

جمرود یہہ ایک چھوٹا سا قصبہ ضلع پشاور میں خاص پشاور سے چودہ میل بسمت مغرب خیبر کے درہ کے متصل آباد ہے وہاں ایک پختہ قلعہ افغانوں کے وقت کا بنا ہوا ۱۸۳۶ء میں یہہ قلعہ رنجیت سنگھ کے فوج کے قبضہ میں آیا اسواسطے امیر دوست محمد خان والی کابل نے اسکی لینے کیواسطے لشکر بہیجا اسوقت سکہوں نے بھی بڑی دلاوری سے مقابلہ کیا مگر شکست کہائی اور ہری سنگھ ناظم پشاور مارا گیا مگر باوجود اس فتح کے سردار دوست محمد خان بہی پشاور پر قبضہ نکر سکا اور کابل کو واپس چلا گیا اسواسطے سکہوں نے ایک اور مضبوط قلعہ شرق کیطرف جمرود کے بنایا اور فتحگڑہ نام رکھا کہ اب تک موجود ہے بلندی اس مقام کی سمندر کی سطح سے ایک ہزار چہ سو ستر فٹ ہے

متنی قسمت پشاور میں یہہ قصبہ اس سڑک پر ہے جو کوہاٹ سے پشاور کو آتی ہے چودہ میل جنوب کیطرف پشاور کے آباد ہے یہاں ایک پختہ قلعہ بنا ہوا ہے جسمیں محافظ سرکاری رہتے ہیں

شہباز گڑھی پشاور کے علاقہ میں یہہ ایک قصبہ دریاے سندہ کے دہنے کنارے سے شمال مغرب کو چھتیس میل اور شہر پشاور سے شمال مشرق کو چالیس میل آباد ہے

شبقدر قسمت پشاور کے متعلق یہہ ایک قصبہ دہنے کنارہ پر دریاے لنڈا کے شہر پشاور سے اٹھارہ میل شمال مشرق کے طرف آباد ہے

نوشہرہ قسمت پشاور کے متعلق یہہ ایک قصبہ دریاے کابل کے کنارے قلعہ اٹک سے اٹھارہ میل شمال مغرب کو آباد ہے سنہ ۱۸۲۳ء میں اسمقام پر افغانی ملکیہ و پشاور کی فوج نے رنجیت سنگھ کے ساتھ لڑائی سخت کی

بہاگ نکلی اور سینکڑون سکھ قتل ہوئے اسواسطے دوسری لڑائی مین بذات خود ہری سنگھ نے جاکر کوہستانیون
اور افغانون کو متفرق کر دیا اور نوشہرہ پر قبضہ پاکر یہان ایک قلعہ بنوایا جسکا مہتمم جرنیل اویتابیلہ تھا اس
قلعہ کے چار برج اور دوہرے دمدمے ہین چہاونی فوج انگریزی کی یہان بھی بنی تھی مگر ٹوٹی اور فوج
نامور ہٹتی ہے سنہ ۱۸۵۹ء مین دریا مین ایسی طغیانی ہوئی کہ چہاونی تک پانی ہوگیا اور بارکین بربادہم
ہوگئین کوہاٹ پشاور کی قسمت کے متعلق ہے ایک مشہور بستی اور ضلع کا مکان ہے صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر یہین رہتے ہین کہ یہان پہلے گورنری تھی یہ شہر پشاور سے دکہن کنارے لاہور سے دو سو چالیس
میل فاصلہ پر آباد ہے علاقہ اسکے ضلع کا پہاڑون سے گھرا ہوا ہے ایک اور پشاور کے درمیان آفریدی پہاڑ کا سلسلہ
مشرق کو کالا باغ کے حساب کی سرحد تک چلا گیا ہے اس مین قوم پہاڑ مقدور خٹک آباد اور قوم کے واقع ہونے سے نقشہ
سرحدی ملک نے قبضہ سے کیا اور انگریزی بہت مستحکم اور بہت مقام ہوتے ہین اس ضلع کے حد شرقی اور جنوبی پر
قوم خٹک بستی ہے بولاق آباد ہے اور باقی قوم بنگش آباد اور کرم ندی بہتی ہے سرحد شمالی و مغربی پر قوم وزیری
و اورکزی ندی آباد پہاڑون مین سکونت رکہتی ہے اور بسبب واقع ہونے واقعات سرحد کے چہاونی فوج انگریزی
کے ہمیشہ کے واسطے یہان مقرر ہے حصہ شرقی و غربی اس ضلع مین دو تحصیلین ایک خاص کوہاٹ اور دوسری
ہنگو مقرر ہین ہنگو کے پرگنہ مین چاول بہت ہی اعلی قسم کے ہوتے ہین اور یہ شہر ایک قسم کا شہر اس ضلع کے علاقہ مین
پہاڑ سے نکلتا ہے جسکو پانی مین جوش دیکر سیاہی بناتے ہین اور سفید رنگ نمک کی کان بھی واقع ہے جسمین سے
نمک نکالکر افغانستان وغیرہ مین فروخت ہوتا ہے بہادر علاقہ ٹیرا آباد دربند خیر آباد ہے دریا ہی کا لمبوترا اسکے
نالون کو اسکو سیراب کرتا ہے شہر کوہاٹ سے چند میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ سے نمک کے چشمے جاری ہین
اور ایک عمدہ کان گندھک کی بھی موجود ہے شہر کوہاٹ کے پاس ایک قلعہ پختہ بنا ہوا ہے اور یہین سرکاری
فوج رہتی ہے اور صاحبان سول کے رہنے کے مکانات بھی قلعہ کے اندر بنائے گئے ہین اس شہر کے پاس پانی
کے چشمے بہت جاری ہین گرمیون مین ان چشمون کا پانی ایسا سرد ہوتا ہے کہ جتنا جاڑون مین سرد ہوتا ہے اور جاڑون مین
گرم ہو جاتے ہین بڑے بڑے بستان اس ضلع کے یہ ہین ہنگو ستر زئی ٹیری محمد زئی خوج و دودہ
کرک بہادر خیل لت امبیری اپنی خیل بکسب ہونے علاقہ کوہستانی کے مردم شماری کل ضلع کی ایک لاکھ ... ہے

ساتوین تقسیم پشاور و دامن کے دریاؤن ندیون سرحدی پہاڑون کے بیان مین

اس علاقہ کے دریاؤن اور پہاڑی ندیون مین سے دریائے کابل ہے اسکو افغانی لوگ جوئی بھی کہتے ہین
آغاز اس دریا کا چشمہ جو ہی شیر سے ہے جو بلندی جسکی آٹھہ ہزار چار سو فیٹ کوہ سفید کے اندر شاہ کی گلی ہا دس مین سے

یہ نکلکر بہت پر آبی و تیزی کے ساتھ چلتا ہے مورخان انگریزی کا قول ہے کہ اگرچہ چشمہ شیر سے پانی اسمین بکثرت
داخل ہوکر دریا کی صورت اسمین ظاہر ہوتی ہے مگر فی الحقیقت منبع اس دریا کا چشمہ جوئی شیر نہین ہے بلکہ
جوئی شیر سے بارہ میل پرے اصلی چشمہ اسکا کوہ اونا کے اونچی گہاٹیون کے اندر ہی دہانے سے نکلکر چہوٹی سی نہر کی طرح
بہتا ہوا جوئی شیر کے پاس آتا ہے اور اوسکا پانی لیکر ایک چہوٹی سی ندی بن جاتا ہے پھر وہان سے پایاب
کم آب چلتا ہوا بعد قطع کرنے راستہ ساٹھ میل کے کابل تک پہونچتا ہے پھر کابل سے آگے کچھ چلکر دریای لوگرہ
اندر رستے کے اسمین بہجاتا ہے لوگرہ کے ملنے سے بڑی تیزی و پر آبی اسمین ظاہر ہوجاتی ہے پھر کابل سے نیچے
فاصلہ چالیس میل دریای پنجشیر اپنے چشمہ سے اکیس میل کا راستہ طی کرکر اسمین آپڑتا ہے پھر شمول کے مقام پر
پندرہ میل نیچے دریائے تگو اپنے چشمہ سے اسی میل طے کرکر اسمین ملتا ہے پھر اس شمول سے بیس میل نیچے دو
ندیان علی شنگ و علینگ اپنے چشمون سے نکلکر پہاڑون کے اندر ہوتے ہوئے اسمین آپڑتے ہین طول و راستہ
ان دونون ندیون کا اونکے چشمون سے لیکر دریای کابل کے شمول تک اکیس بیس میل شمار ہوا ہے پھر
وہان سے بیس میل کا راستہ چلکر دریای سرخ اپنے چشمہ سے ستر میل کی مسافت طی کرکر اسمین داخل ہوتا ہے
چونکہ اس دریا کے پانی کی سرخ رنگت ہے اسواسطے اسکو دریای سرخ کہتے ہین پھر وہانسے بیس میل شرق کی
سمت کو بہکر دریای کا نام اسمین آجاتا ہے جسکو دریای کونر بھی کہتے ہین جو اول چترال پہاڑ سے نکلکر کوہ کافرستان
مین بہتا ہوا یہان آتا ہے اور دریای کابل کا مددکار بن جاتا ہے اسقدر دریاؤن کے شمول کے سبب سے دریا
برابر درجہ بدرجہ تیزی و تندی و پر آبی و عرض و طول مین بڑہتا ہوا اور شرق کے طرف کو راستہ لیتا ہوا
کوہ سفید کے گہاٹیون اور جنوبی ڈہلوین گہاٹیون کوہ ہندوکش کے اندر رہوتا ہوا کوہ کابل کے مشرقی کنارہ
تک پہونچتا ہے اس راستے مین بھی دونو کنارون پر اسکے بہت سے چہوٹے ندیان اور چشمے پہاڑون سے
نکلکر اسمین داخل ہوجاتے ہین اگرچہ اس مقام پر چوڑان اسکی بہت ہے مگر بباعث اسکے کہ اسکے تہہ مین پتہر
بہت اور تیز روی نہایت سخت ہے وہان تک یہہ قابل جہاز رانی کے نہین ہے لکڑیون کے تلی بناکر لوگ دریا سے ترتے
ہین بعد ازان یہہ دریا داخل ممالک زیر حکومت سرکار انگریزی ہوکر تین شاخون مین منقسم ہوجاتا ہے اور وہ
تینون شاخین ایک دوسری سے علیحدہ بہکر ملک کو سیراب کرتی ہوئی مقام دوبندی اسمین ملجاتے ہین اس مقام
لیکر دریای سندہ کے شمول کے مقام تک یہہ دریا چوڑا اور عمیق قابل جہاز رانی کے ہے اور بڑی بڑی کشتیان
جنپر دو دو سو من تک بوجہ لدا ہوا ہوتا ہے اسمین چلتے ہین علی ہذا دوبندی کے مقام پر شمال کے طرف سے دریای
لنڈا آکر گرتا ہے دریای لنڈا کو وہان دریای پنجکورہ بھی کہتے ہین یہہ دریا لنڈا کوہ ہندوکش کے
الپنی قشلاق کے مقام سے نکلتا ہے کہ جو اب تک بخوبی دریافت نہین ہوا جب تک یہہ راستہ طی کرتا ہوا جنوب کو

کے سمت کو آتا ہے تو گوشہ شمال و مشرق سے دریای سوات آکر اسمین شامل ہوتا ہے سوای اسکے اور بھی چھوٹی چھوٹی ندیون اور چشمون کے پانی باشنا سے راہ اسمین شامل ہوتی چلے آتے ہین پھر دریای لنڈا اپنے چشمہ سے دو سو میل کا راستہ طی کر کر بمقام دوشنبی دریای کابل مین آ پڑتا ہے پھر دوشنبی سے چالیس میل شرق کے طرف چلکر دریای سندہ کے مغربی کنارے سے بمقام اٹک سندہ مین داخل ہوجاتا ہے کل طول اور راستہ دریای کابل کا چشمہ سے لیکر دریای سندہ کے شمول تک تین سو بیس میل شمار ہوتا ہے **کوہ چھلہ** اس علاقہ کے مشرق مین دریای سندہ مغرب کے طرف علاقہ یوسف زئی شمال ملک کوہ شنہیر ہے شکل اس پہاڑ کی بطور درہ کے ہے اور میدان کم زمین ناہموار اور پہاڑ ہے اور ساکنین قوم مندڑ زئی اوسمین آباد ہین مشہور ہے کہ اٹھارہ ہزار آدمی اسمین بستا ہے بوقت ضرورت کے انکی مدد کو قوم ہزاروال پہنچ جاتی ہے۔

کوہ شنہیر یہ علاقہ چلہ کے شمال کے طرف واقع ہے مشرق کے طرف اسکی دریای سندہ شمال ملک سوات مغرب علاقہ یوسف زئی ہے چارون طرف اسکی اونچے پہاڑ ہین جنمین سے شمال کیطرف کوہ ایلم و کوہ دودہ سر سمندر کے سطح سے دس ہزار ایکیو بائیس فٹ بلند ہین بیچمین اسکے بطور وادی کے زرخیز زمینین واقع ہین ملک ناہموار و دشوار گذار ہے آب ہوا اسکی معتدل ہے مگر اونچی پہاڑون کے اوپر بسبب پہنچنی برف کے سردی زیادہ ہے اس ملک مین قوم یوسف زئی کے ساکنین اسطرح آباد ہین کہ مشرقی حصہ مین شاخ جغرزئی شمال مین گدائی زئی مغرب سالارزئی جنوب مین نوری زئی وسط مین عائشہ زئی ولیکنزئی بستی ہین اگرچہ کل قوم کا آپسمین کم اتفاق ہے مگر باہر کے غنیم کے دفع کے واسطے سب آپسمین یکدل و یکجان ہوجاتے ہین پیداوار ملک کی اوسی ملک کے واسطے کافی ہوتی ہے قحط کے وقت سوات کے ملک سے غلہ خرید لاتے ہین لکڑی دیودار کی بہت رکھتی ہین تیس ہزار اسلحہ بند مرد میدان رہتا ہے بیوپاری سوتی تیل نمک سوات گرہ وہان لیجا کر فروخت کرتے ہین **کوہ سوات** اس علاقہ کے حدود اربعہ اسطرح پر ہین کہ شمال مین کوہستان لزم جسکے اوپر کے طرف علاقہ دیر ہے مشرق کے طرف وہ پہاڑ جسکا سلسلہ دریای سندہ تک پہونچتا ہے جنوب کیطرف ملک شنہیر و تحصیل یوسف زئی مغرب مین علاقہ ارنگ بزنگ و اتمان خیل و باجوڑ واقع ہے سوات کا ملک پہاڑون کے اندر بطور درہ کے ہے طول اسکا جنوب غرب سے شمال شرق تک پچاس میل عرض تین میل علاوہ اوسکے جنوب و شمال کیطرف اور بھی پہاڑی علاقہ اوس ملک کے متعلق ہے اور ان پہاڑون سے جو درے سوات کے وسط کے طرف آتے ہین اونکے اندر بھی دور دور تک آبادی چلی گئی ہے اس ملک کے وسط مین غرب کیطرف دریای سوات بہتا ہے اور دریا کے دونو کنارون کے اوپر شمالی و جنوبی پہاڑ تک برابر بڑھی زمینین ہموار چلے جاتے ہین اس دریا کے سوا اور بھی بہت سے چشمے پانی کے

شیرین وشفاف ہمیشہ جاری رہتی ہین جنسے زراعت زمینین سیراب ہوتے ہین پیداوار یہان کی چانول
بکثرت گیہون بھی بوئی جاتی ہے دریای سوات کے جنوب اور شمال کے طرف دامن کوہ مین بہت سی گاؤن
آباد ہوتے چلے گئے ہین اور سواتھ کے اندرونی ملک مین زیادہ تر قوم اکوزئی نسل یوسفزئی اس تفصیل
سے رہتی ہے کہ دریا کے شمالی طرف شاخ خواجوزئی اور جنوب کے سمت کو بازیدزئی اور کوہستان جنوبی متعلقہ
سوات مین قوم رانی زئی اور بائی زئی آباد ہے مشرقی حدود سی باہر قوم گوجر کوہستانی رہتی ہی سوات
سے شمال کیطرف کاشغر وترکستان جانے کے لئے بعد گل جانے برفون کے سال بھر مین تین مہینے راستہ جاری
رہتا ہے مگر نہایت پرخوف ہی بدون ہمراہی بدرقہ مضبوط کے کسیکا امکان نہین ہے کہ جا سکے سواتھ کے
بنی ہوی کمبل سیاہ تحفہ مشہور ہین باز شکاری بھی بہت پکڑے جاتی ہین نمک کی قدر یہ ملک مین بہت ہے
نمک کوہاٹ کے کان سے یہان تک آتا ہی غلہ وروغن زرد وشہد سواتھ سے خرید کر سوداگر اور ملکون
لیجاتے ہین اس جا کے شرقی پہلو پر نادرشاہ ایرانی نے ایک راستہ بنوایا تھا مگر اب وہ بالکل خراب ہوگیا ہے
آب وہوا یہان کی نہایت معتدل خصوصاً موسم گرما صحت افزا ہے اور بہار وگلزار وسیرابی وشادابی مین یہ
کشمیر کے ثانی ہے مگر اتنا فرق ہی کہ وہ کشادہ اور یہ تنگ ہے اس ملک مین پرانے وقت کے کھنڈرات اور
بتخانون کے علامات ابتک موجود ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ مین اہل گبر یا ہنود یہان
رہتے تھے فی الحال پچاس ہزار سے زیادہ افغان مسلمان سنی مذہب یہان سکونت پذیر ہین اور اسی ملک
کے مغربی حد پر پنجکورہ ندی دریاے سواتھ کے ساتھ آکر شامل ہوتی ہے **ذکر مولانا عبد الغفور**
سواتھی یہ حضرت ایک بزرگ مولوی عابد خداپرست عبد الغفور نام سواتھ مین رہتے ہین کل افغان یہان کے
انکے مرید وفرمانبردار ہین یہ حضرت سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین علاقہ سواتھ مین پیدا ہوے ذات انکی صافی یا صافی ہی جنکو لغمانی اور
اور بعض لوگ افغان کہتے ہین خوردسالی مین حضرت مویشی چرلاتے تھے مگر پرہیزگاری اونکی اوسی عمر مین مشہور تھی کہ جس گاے
کا دودھ خود پیتے اوسکی رسی خود ہاتھ مین پکڑ کر چرلاتے تاکہ اس پر ادنسے کسی کی زراعت مین وہ منہ نڈال دیگی
اٹھارہ برس کی عمر کے بعد موضع بیرن گولہ مین جاکر حضرت ملا علم ٹیہ پا پھر گوجر گڈھی علاقہ یوسفزئی مین آگئے
اور عبد الحکیم اخون زادہ کے مسجد مین پڑھنے لگے پھر بعد مقام نور دہیری جاکر صاحبزادہ محمد شعیب کے مرید ہوے
صاحبزادہ حافظ عمرزئی اور عمرزئی پشتونی صاحب المشہور صاحب طریقت فقیر سہیر والی کے مرید تھے سلسلہ انکا
کا نقشبندیہ مجددیہ کا تھا چار خاندان نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ جسمین طالب چاہتا ہو مرید کر لیتے تھے
اخوند صاحب حافظ عمرزئی کے سلسلہ نقشبندیہ مین مرید ہوگئے اور وہان سے آکر موضع بیکی کنارہ دریاے سندہ آئے
خس پوش جھونپڑی مین بیٹھ کر بارہ سال تک عبادت حق مین مشغول رہے اور تکمیل حاصل کی اوس عمر مین

اور جنگلون کے بیچ اور دریا کا پانی آپ کے کہنے سے اترا یہ حال دیکھ کر بہت لوگ حضرت کے معتقد ہوئے وہانسے
اور پھر کر تیسرہ قلندری میں پھرے وہانسے موضع سلیم خان میں رہائش فرمائی پھر کابل کو باجتماع کثیر اسی حال
میں کہ دوست محمد خان سکھون کے ساتھ لڑ رہا تھا اسکی مدد کے واسطے گئے اور خیبر سے واپس آ کر کوہ
[illegible] میں مقام [illegible] میں مقیم ہوئے جہان اکثر ہزارون آدمی حضرت کے ارادت میں داخل ہوئے اور موضع
سیدو علاقہ سوات میں حضرت کے گذارہ کیواسطے زمین مقرر ہوئی جہان اب تک وہ زمین [illegible]
حضرت نے شادی کی اور دو صاحبزادے بھی پیدا ہوئے لنگر حضرت کا جاری رہتا ہے جو شخص غریب
مسکین مسافر درویش آتا ہے کھانا پاتا ہے تمام علاقہ سوات میں حضرت کا [illegible] ہے -

کوہ ارنگ [illegible] اس علاقہ کے شمال میں دریاے پنجکوڑہ مشرق ملک سوات [illegible]
شمال ملک باجوڑ و جنوب علاقہ تحصیل ہشتنگر واقع ہے کل علاقہ میں قوم اتمان خیل نسل کرلانی
رہتی ہے [illegible] زمین کوہی میں زراعت کرتے ہیں اکثر انمیں تجارت پیشہ بھی ہیں **باجوڑ** [illegible]
ایک عمدہ موقع ہے اور سب پہاڑون میں واقع ہے شمال کے طرف اسکی کوہ کافرستان مغرب علاقہ کونڑ جنوب
مہمند شرق مہمند و اتمان خیل [illegible] تین حصہ میں منقسم ہے ایک خاص پرگنہ باجوڑ [illegible]
کے جانب [illegible] واقع ہے [illegible] چشمہ پانی کے بکثرت جاری ہیں دوسرا
علاقہ [illegible] قوم [illegible] رہتی ہیں
پیداوار ملک [illegible]
[illegible] اہمیت [illegible]
جنوب [illegible] کابل سے شمال [illegible] واقع ہے [illegible] قوم [illegible]
[illegible]
[illegible] پیدا ہوتی ہیں [illegible]
[illegible] علاقہ [illegible] شمال [illegible]
[illegible]
[illegible] شمال سے جنوب مغرب [illegible]
علاقہ [illegible] افغانستان
[illegible] درمیان ہے [illegible]
[illegible] آباد کے درمیان درہ خیبر

کے حد فاصل ہے اس درہ کے پہاڑ کے اندر بہت سی کانین ہین مگر بسبب قبضہ خیبریون کے کھودی نہین
جاتے اور مخفی سب موجودگی کانون کے جو ندی کہ علی مسجد کے مقام سے نکلکر آتی ہے پانی اوسکا بے مزہ ہے
اس پہاڑ کے اندر کوہ تاتارا کی چوٹی تین ہزار پانسو فٹ سطح پشاور اور چار ہزار آٹھ سو فٹ سمندر کی سطح سے
اونچی ہے چوڑان کوہ خیبر کی بیس میل تک لمبان اسکی کوہ ہندوکش سے لیکر کوہ سفید اور نگلین پہاڑ تک
پچاس میل ہے اس پہاڑ کے اندر دو قدرتی ندیان جاری ہین ایک کا نام خیبر ہے اور دوسری ندی آو
شمال کے طرف جاری ہے اس درہ کے اندر خیبری افغان آفریدی اور زکہ زئی وغیرہ رہتے ہین اور کل پہاڑ پر
چار درے یعنی چار راستے واسطے آمد رفت کے جاری ہین اول درہ خیبر جو نہایت ہموار اور قابل چلنے
توپخانے اور گاڑی کے ہے دوسرا درہ تاتارا جو کہ درہ خیبر کے بعد ہے راستہ اسکا بہت مشکل گذار ہے مقام ڈکہ
کو جلال آباد تک ہے تیسرا درہ افغانان اس سے سڑک افغانستان کی شروع ہوتی ہے اس درہ کے اندر دریای
کابل بمقام مچنی داخل ہوتا ہے چوتھا درہ سے باہر آکر کوہ خیبر مین داخل ہوتا ہے پھر جنوبی کنارے دریای کابل کے چلکر
درہ تاتارا و خیبر کے ساتھ ملجاتا ہے چوتھا درہ کرایا جسکے اندر سے دریای کابل بمقام دوبندی گذرتا ہے اور پھر دو
دریا جسکو دریای لنڈہ کہتے ہین اس درہ سے گذر کر خاص مغرب کے سمت کو چلتا ہوا دریای کابل کے ساتھ شامل
ہوجاتا ہے غرضکہ درہ خیبر کا حد فاصل درمیان افغانستان وہندوستان کے ہے اور درہ ہوالان اسکے جنوب کی
سمت کو واقع ہے درہ خیبر کو کلید افغانستان کہتے ہین شروع اور آغاز اس درہ کا پشاور سے دس میل مغرب کے
سمت کو مقام قدم سے ہوتا ہے جس مقام پر چار درون کا ایک مجموعہ ہے اور پھیلاو اسکا تین میل ڈکا کے مقام
تک ہے پھر آگے میدان جلال آباد کا شروع ہوتا ہے یہ پہاڑ خیبر کے سختون سے بھرا ہوا ہے بارش کا پانی اوس
وقت بہتین ہوتا ہے اسلئے بارش کے وقت اکثر بھاری سیلاب ظاہر ہوتا ہے گرمی کے موسم مین اکثر اسکی دھوپ سے
بہت گرم ہوجاتی ہین اور زمین نہایت خشک ہوتی ہے اس درہ مین ایک چھوٹی سی ندی بھی جاری ہے مگر بعض اوقات
اوسکا پانی بھی پہاڑون کے اندر ہی غائب ہوجاتا ہے اس درہ کی سفر مین دو مشکلین بہت بڑی مسافرون کے واسطے
ہوتے ہین ایک تو خوف جان اور غارت ہونے مال کا جو خیبری غارتگرون کے ہاتھ سے بڑے قافلے کے سوای کوئی
بچ نہین سکتا دوسری علی مسجد کے پاس سڑک بہت تنگ ہے اور بڑے بڑے اونچے پہاڑ دونون طرف جنکی بلندی
ہزار ہزار گز کی ہو راستہ گہرا اندھیرا ہو جاتا ہے جاکر بھی مسافر گھبرا جاتا ہے اور بے آبی کے سبب مرجاتا ہے علی مسجد
کے پاس ایک قلعہ اونچی پہاڑ کے اوپر بنا ہوا ہے مگر بباعث تھوڑی پانی اور بلند ہونی پاس کے پہاڑون کے اس لایق نہین
کہ کوئی شخص اوسمین محفوظ رہ سکے باہر کے غنیم سی لڑ سکے کابل کے مہم کی وقت اس قلعہ کے لینے کے واسطے سرکار انگریزی اور افغانون
بڑی لڑائی ہوئی آخر قلعہ کے اندر کی فوج بسبب حاصل نہونے پانی کے قلعہ چھوڑ کر چلی گئی پھر وہ قلعہ انگریزون کے قبضہ مین آگیا مگر

قلعہ کو خیبری لوگ ہر وقت مزاحم ہوتی اور اونکا نقصان کرتے تھے سو اسواسطے سرکار نے بھی آخر تنگ آکر
وہانسے فوج اپنی اوٹھالی آب وہوا علی مسجد کے پہاڑ کی نہایت ہی علالت انگیز و زہرآمیز ہی علی مسجد سے چلکر
لالہ بیگ کے مقام تک جو آدھے راستہ میں ہے راستہ اس درہ کا بڑی ہی گہرائیوں میں گھرا ہوا ہے وہانسے آگے لنڈی خانہ تک
کے متصل راستہ اسکا بہت ہی فاصلے تک زینہ دار بنا ہی اور قریب تین گز کے چوڑا ہے راستہ کے ایکطرف کو
ایک پہاڑ سیدہا اوسیطرح دیوار کے طرح دور تک چلا جاتا ہے اور دوسرے طرف کو ایک اونچا ٹیلہ ہی یہہ درہ
ابتدائے غار یعنی مشرق کیطرف کے مدخل سے درجہ بدرجہ بلند ہوتا چلا جاتا ہے اور چلنے والی کو جو مغرب کے سمت کو
جاوے ہی بیچ اسنی ایک ٹیڑھی ہولوین گہاٹی نظر آتی ہے مگر بہت بڑا اوتار ہاڑ اور اوتار نہین ہی کیونکہ جلال آباد کا میدان
پشاور سے تہوڑا ہی بلند ہے بلندی اس درہ کی چوٹی کے تین ہزار تین سو تہتر فیٹ سطح سمندر سے اور دو ہزار
ایکسو فیٹ پشاور کی زمین سے ہی خیبری قوم بڑے غارتگر و بے رحم سلاح بند اسمین رہتی ہی جنکے پاس توڑیدار
لمبے لمبے بندوقین اور تلوارین و چہرا لکین مین لمبے لمبے چہرے بھی وہ بہت رکہتے ہین پہلی کابل کا حاکم
انکی خاطر کر کر ایک لاکھہ بیس ہزار روپیہ نقد سالانہ انکو دیتا تہا مگر امیر دوست محمد خان نے صرف تین ہزار
روپیہ نقد سالانہ انکو دینا قرار دیا اور چھبیس ہزار آدمی خیبری جنگیون مین وہ روپیہ بانٹا جاتا ہی نادرشاہ
ایرانی نے بوقت ہجوم ہندوستان کے دس لاکھہ روپیہ انکو دیا تہا اور پہر عبور نکیا اور درہ خیبر کے راستہ
سے ہندوستان کے میدانوں مین داخل ہوا **لنڈی خانان** یہہ ایک حصہ کوہی درہ خیبر کے اندر
نہایت مشکل گذار مقام قدم سے جو شرقی حصے خیبر مین ہی تیس میل کے فاصلے پر واقع ہی اس مقام سے درہ
مغرب کی جانب کو بہت ڈہلوان و تنگ ہوا ہے توپ و گاڑی وہانسے گذر نہین سکتی جنوب کیطرف نہایت
کے زینہ کی مشکل ڈہلوین پہاڑ کے قطار اور شمال کو ایک بلند سیدہا پہاڑ بطور دیوار کے کہڑا ہی اپریل ۱۸۴۲ع
مین لشکر انگریزی جو افغانستان کی مہم پر گیا تہا تو بہزار دشواری فوج کا اس مقام سے ہوا بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے دو ہزار چار سو اٹہاسی فیٹ ہی **گیدڑ گلی** یہہ پہاڑی درہ ضلع پشاور مین پشاور و قلعہ اٹک
کے درمیان اٹک سے بفاصلہ پانچ میل شمال مغرب کیطرف واقع ہے چونکہ راستہ اس درہ کا بہت تنگ ہے
اسواسطے بطور مبالغہ نام اسکا گیدڑ گلی رکہا گیا یعنی گیدڑ بہی اس سے مشکل گذر سکتا ہی اور بعض کہتی ہین کہ
جب اکبر بادشاہ اس پہاڑ پر شکار کہیلنے کو آیا تو یہان آکر اوسنی تیر سے ایک گیدڑ کو شکار کیا اوس وقت سے
نام اس درہ کا گیدڑ گلی مشہور ہوا فارسی بعض تواریخ مین اس درہ کا نام خضر گلی لکہا ہی کیونکہ حضرت خضر کو کوئی
اور یہہ پہاڑ بہی سرسبز و شاداب ہی اور یہی نام بگڑتے بگڑتے جہلا کے زبانون پر گیدڑ گلی بن گیا یہہ گہاٹی
اسکی چڑہائی ... فیٹ چوڑی ہی دونوطرف اوسکی اونچی اونچی ... پہاڑون کے ٹیلے مین اور آمد ورفت

مسافرون کی بھی اس راستے سے بہت ہے **کوہ سفید** یہہ ایک بلند قطار پہاڑون کی جنوب کیطرف دریائے کابل کے واقع ہے اور شمال کیطرف دریا کے کوہ ہندوکش ہے اور یہہ دونو پہاڑ قریب ستر میل کے ایک دوسری سے جدا چلے جاتے ہین اور جسقدر ان دونون مین فاصلہ ہے اوسقدر دریائے کابل کو چوڑا کہنا چاہئے کوہ سفید کے قطار شرق سے غرب کو قلعہ اٹک کے مشرق کیطرف سے شروع ہوتی ہے اور غربی حصہ پر اسکے جاکر ختم ہوتی ہے مغربی انجام اسکا جلد دو اڑھیلون تک شمار کیا جاتا ہے اسمین سنگ خارا اور کلی کے پتھر بہت ہین تین قطارین اسکی واقع ہین جو ایک دوسری کے سامنے دکھائی دیتی ہین آغاز تینون کا دریا کے کنارے سے ہوتا ہے دو قطارین نچلے اسکے چیڑ کے درختون سے ڈھکی ہوئی ہین اور جو سب سے بلند قطار ہے وہ مقابلہ اور ڈھلوین اور ٹیلہ دار ہے لیکن سبزی و سیرابی کے خوشنما معلوم ہوتی ہے اوس سے اور ایک نہایت بلند قطار اسکی چوٹی دہ ہزار فیٹ اونچی ہے اوسپر ہمیشہ برف پڑی رہتی ہے اور بسبب برف کی دور سے وہ سفید نظر آتی ہے اسی سبب سے اسکا نام کوہ سفید ہے اس پہاڑ مین سرخ رود و کارا سو وغیرہ ندیان بہت چلتی ہین اگرچہ پایاب ہین مگر تیز بہت ہین اور شمال کیطرف سے نکلکر دریائے کابل مین گرتے ہین خیبر کا پہاڑ اسکے شرقی انجام پر ہے اور کوہ کرستیا اسکی مغرب کو کوہ ہمالیہ سے شامل ہوتا ہے اور وہان دونو کے درمیان جلال آباد آباد ہے **ننگنہار یا ننگرہار**

خیبر سے مغرب دریائے کابل سے جنوب کوہ سفید سے شمال علاقہ کابل کے مشرق کو یہہ کوہی علاقہ واقع ہے نہایت اسکی زرخیز و سیراب آباد ہے انار وغیرہ میوے یہان بہت ہوتے ہین جلال آباد دلقل توڑہ یا سول ہزار ناؤ اس علاقہ کے نامی قصبہ ہین اصلی حدود اسکی دریائے کابل سے دور تک شمال کیطرف تصور کیجاتی ہین بلکہ علاقہ کامہ و مہمند و تنبو و کونڑ و لغمان بھی اسی مین شمار ہوتی ہین وجہ تسمیہ ملک ننگنہار لفظ نو نہار ہے اسکے معنی نو نہرین یا ندیان ہے نو دریا مراد ہے مگر نونہار کا لفظ بسبب خرابی زبان پشتو کے بگڑ کر ننگنہار ہو گیا قوم مہمند و شنواری و صافی وغیرہ اسمین بستی ہین اور مشرقی حصے مین فرید بھی آباد ہین اس ملک مین سے سفید ریشم و ر دمی اور اون و چانول بہت تحفہ و انار وغیرہ میوے پشاور کو بھیجے جاتے ہین کابل کو بھی یہان سے بہت مال جاتا ہے اور پنجاب سے نیچہ چرم و نیل و انگریزی مصنوعات انگریزی کپڑا وہان بیچکر سوداگر فروخت کرتے ہین اسنہ کابل او رپشاور کا جلال آباد ہوکر جاتا ہے فی الحال یہہ ملک زیر حکومت امیر کابل کے ہے **تیراہ** یہہ ایک عمدہ ملک اور شاداب علاقہ کوہ سلیمان کے اندر واقع ہے اگرچہ اصلی تیراہ پہاڑون کے اوپر کے میدان کا نام ہے الا جو بو مین یا ان کی جسقدر ملک مین اب خیل و قابض ہین اب وسیع تر تیراہ کہلاتا ہے اسکے شمال مین حدود ضلع پشاور و علاقہ خیبر و ننگنہار و مغرب مین کوہ سفید اور کوہ راجگال خواہ راجگڈہ جنوب ملک بنگش تعلق ضلع کوہاٹ مشرق کو کوہ خٹک سے ملکے مشرق کو دریائے سندھ ہے

اس علاقہ کے حصہ شمالی اور مشرقی پر قوم آفریدی اور جنوبی اور غربی پر قوم اورکزئی قابض ہے جنکی جنوب میں
قوم دوشت آباد ہے خاص تیراہ کی زمین ہموار و زرخیز و سیراب اور باقی ناہموار پہاڑون کے اندر گہرائیان
اور جوار و مکی کی پیداوار کے قابل ہوتی ہے تلوار کے زور تیراہ مین عمدہ اور آباد رہتا ہے آفریدی اور اورکزئی
دونو قومون باہمین سخت عداوت رکھتی ہین آب و ہوا وہان کی معتدل و صحت بخش ہے بڑی بڑی چوٹیان
پہاڑ کے اسکے جنوبی حصہ مین نو ہزار سات ہزار نو سو چالیس اور وہ باستر آٹھہ ہزار سات سو ساٹھہ اور
نو ہزار تین سو اسی فیٹ بلند ہین **علاقہ کُرم** دراصل کُرم نام ایک پہاڑی نالہ کا
ہے اوسکے کنارے کے اوپر یہہ ملک واقع ہونے کے سبب سے کُرم کہلاتا ہے اسکی شمال کیطرف کوہ سفید
مغرب کو ہندوکش و قوم سنگل جنوب علاقہ خوست مشرق علاقہ اورکزئی و بنگش ہے کوہ سفید کیطرف جنوبی مشرقی
وری شلوزان ملوانہ نیران کُران چو آرتو ہین جو اس علاقہ سے علاقہ رکھتے ہین اراضی اس پہاڑ کی زیر
اور نالہ کُرم سے سیراب ہوتی ہے مکی و چانول کی پیدایش بہت ہوتی ہے انگور سب انار کی پیداوار کا عمدہ
حساب ہین جنکی تجارت ہنون وغیرہ ملکون مین ہوتی ہے اس پہاڑ کے مغربی حصہ مین مقام اریوب قوم جاجی سنی
مسلمان اور ہوار سے نیچے رافضی رہتی ہین اوپر کے پہاڑ و ہین قوم سنگل و جکنی رہتی ہے کوہ سفید مین جو
عمارتی دیودار زیتون وغیرہ عمدہ عمدہ لکڑی ہوتی ہے مغربی چوٹی اوسکی سطح سمندر سے سولہ ہزار فیٹ کے
قریب اونچی ہے کوہ سفید اور کوہ وسنیہ اوسکا نام ہے **رود کُرم** یہہ ایک نالہ کوہ سفید کے جنوبی حصہ
سے نکلکر نواح اریوب اور مقام ہوار کے پاس سے گذر کر قوم طوری کے علاقہ مین جو اسی نالہ کے نام سے
علاقہ کُرم کہلاتا ہے ہوتا ہوا علاقہ بنگش و وزیران و درویش خیل کے پہاڑی ملک سے جنوب مشرق کو تہامی
علاقون کے مغربی سرحد سے نکلکر میدانمین سیدھا جنوب مشرق کو جاری ہوتا ہے اور اکثر پرگنہ بنون و مروت
و عیسی خیل کو سیراب کرتا ہوا دریائے سندھ مین قصبہ عیسی خیل سے بفاصلہ پانچ میل کالاباغ کے متصل داخل ہوتا ہے
یہہ نالہ علاقہ کُرم و بنون وغیرہ کی سیرابی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے اس نالہ مین پہاڑ کے اندر زردم کے مقام کے
نزدیک ایک اور نالہ کیتی نام پہاڑ سے نکلکر شامل ہوتا ہے اوس نالہ کا سر کوہ میدان مین واقع ہے جہان سے او
شتل گوہے مین اور ملک خوست ہی ہوکر آتا ہے کل راستہ نالہ کُرم کا کوہ سفید سے لیکر دریای سندھ کے شمول تک ایکسو پچاس
میل ہے جسمین سے کوہی راستہ پچاس میل اور میدانی راستہ سو میل شمار ہوتا ہے **کوہ سلیمان** یہہ ایک
فراخ اور طولانی قطار مین پہاڑون کی سلطنت انگریزی کے مغربی انجام کی مغرب کیطرف واقع ہین جو شمال سے جنوب کو
پہیلی ہوئی چلی جاتی ہین وکھا ہین کے پہاڑون کے قریب سطح اسکا بہت بلند ہے اور تخت سلیمان اوسکا نام ہے وہان چوٹی
اسکی بلندی سطح سے گیارہ ہزار فیٹ ہے اس چوٹی کے اوپر ہمیشہ برف سردی کے موسم مین پڑی رہتی ہے گرمی مین

برف گل کر بہہ جاتی ہے کلی سے کنکر اور ریتلی پتھر بہت ہین دریاے سندھ کے طرف کے شرقی گھاٹیاں اسکی بہت
ڈھلوین ہین اور بیشمار چشمے اور ندیاں اس سے نکلکر ڈیرہ جات کے ملک کو سیراب کرتے ہوئے سندھ مین داخل
ہوتے ہین اور بعض کا پانی راستہ مین ہی جذب ہوجاتا ہے مغربی گھاٹیاں اسکی لمبی اور اونچی ہیتیان کے
جنگل تک پہونچتے ہین اور مشہور ہے کہ کوئی دریا اس پہاڑ کی سواے رود گرم کے سمندر تک نہین پہونچتی
صرف رود گرم کا پانی بذریعہ دریاے سندھ کے سمندر تک پہونچتا ہے اس پہاڑ کا کل سطح شمال سے جنوب کو
تین سو پچاس میل ہے افغانی قوم بکثرت اسمین رہتی ہے نباتات اور سبزی اسپر بہت کم پیدا ہوتی ہے طرہ
اسکے نشیب سے چوٹی تک بہت گہری پتلی برف یعنی کہرے سردی کے موسم مین پھیلے رہتے ہین اور نیچے کے
اور پر کلنٹے دار جھاڑیاں پیدا ہوتی ہین جنکے ساتھ بہار کے موسم مین پھول بھی ہوتے ہین **دریاے**
ٹوچی یا گمبیلا یہ دریا کوہ شیروتی علاقہ اور گون اور کوہ ربل سے نکلکر بواح مرغد اور علاقہ داور
سے گذر کر ملک بنون کے مغربی سرے سے سیدھا شرق کیطرف آتا کوہ ٹنکہ توچی سے باہر نکلکر ضلع بنون کی حدود
مین داخل ہوتا ہے اس نالہ سے صرف تہہ بار گزنی و نور بڑو دلکا خیل وزیران کی اراضی سیراب ہوتی ہین
اور بندہ پہل سے لنڈیڈاک کی زمین کو بھی پانی ملتا ہے اوس سے نیچے پانی اسکا زمین کی سیرابی کے کام مین نہین آتا
مگر مروت کے علاقہ مین جہان اس نالہ کا نام گمبیلا ہے لوگون کے بہت مین پانی اسکا کام آتا ہے پھر قصبہ
لکی مروت سے تین میل مشرق کیطرف نالہ کرم مین داخل ہوجاتا ہے کل راستہ اسکا ابتدا سے انتہا تک ایکسو
میل کا شمار ہوتا ہے **گلیری درہ** یہ ایک مشہور درہ کوہ سلیمان مین ڈیرہ جات سے کابل کیطرف
جانے کا راستہ ہے یہ درہ کمل درہ یا کے اوپر درمیان جنگلی پہاڑی ملک کے جہان ہزاری قوم رہتی ہے واقع
ہے اس درہ کو ایک بڑا بھاری راستہ واسطے آمد و رفت ہندوستان و افغانستان کے شمار کیا جاتا ہے شمال طرف
اسکے درہ خیبر اور جنوب کیطرف درہ بولان ہے اور اسی درہ بولان کے اندر سے ہوکر انگریزی فوج شاہ
شجاع کو لیکر کابل گئے تھے لوہانی افغان کے قافلے گلیری درہ سے بہت گذرتے ہین جو مال ہندوستان کا کابل
اور افغانستان کا ہندوستان کو لایا جاتا ہے اسی درہ سے گذرتا ہے راستہ اسکا بہت چکر دار و پیچ ہے
جب اس مین داخل ہون تو قریب بیس میل کے اول شمال مغرب کو جاتی ہین پھر آگے چالیس میل مغرب کے
سمت کو چلنا ہوتا ہے پھر ولنے سے بیشمار چکر کھاتے اور تکلیفین اوٹھاتے ہوئے غزنین پہونچتے ہین اس درہ
کے اندر وزیری قوم بکثرت رہتی ہے پیشہ اونکا غارتگری و قزاقی ہے اگرچہ وہ پہاڑون کے اندر جہان
پانی ہو کشتکاری بھی کرتے ہین مگر اصلی پیشہ اونکا غارتگری ہی ہے اور وہ ہر وقت تاک مین رہتے ہین کہ اس درہ
کے مسافرون کو لوٹین وہ چار دس مسافرون کو مار دینا یا لوٹ لینا اونکی آنکھ کے نیچے بڑی بات نہین ہے

اسواسطے لوہانی وغیرہ سوداگر بڑے بڑے قافلے لیکر اس درہ مین داخل ہوتے ہین اور ہتھیار وغیرہ سامانون
سے درست رہکر بہزار مشکل جان و مال بسلامت لیجاتے ہین گومل یہہ ایک دریا شرقی کوہ افغانستان مین
بہتا ہے اور کوہ سلیمان سے نکلکر دریاے سندہ کے طرف آتا ہے اور راہ مین طے کرنے مسافت اکیونسا ٹھہ میل کے
ریگستان دامن کوہ مین پھیل جاتا ہی اور ریگی زمین اوسکی پانی کو جذب کرتی جاتی ہی اس دریا کے راستی کو جو
پہاڑ کے اندر ہے گلیری درہ کہتے ہین شمال کیطرف اوسکی درہ خیبر اور جنوب کی سمت کو درہ بولان ہی
بلکہ گمل نام ایک قصبہ بھی دامن مین اوس سڑک پر جو غزنین سے ڈیرہ اسماعیل خان کیطرف جاتی ہی چالیس
میل ڈیرہ اسماعیل خان سے مغرب کیطرف آباد ہی آبادی اسکی گمل کے درہ اور دریاے گمل کے درمیان نشیب نہر
کنارے کے اوپر واقع ہے کافر کوٹ اس نام کا ایک شہر اور ایک پرانا قلعہ قدیمی عمارت کا ہے
ایک تو قلعہ ضلع بنون پرگنہ عیسیٰ خیل موضع کوندل کے جنوب دریاے سندہ کے مغربی کنارے کے پہاڑ پر ایک بیچ
قلعہ بنا ہوا نظر آتا ہے عمارت اوسکی اگرچہ خستہ حال ہے مگر نہایت مستحکم و بلند ہی بڑے اونچے برج اب تک اسکی
عمارت کا پتہ موجود ہے اور دیوارون مین توپ و بندوق کے مورچے دکھائی دیتی ہین سواے قلعہ کے یہہ
بھی واضح ہوتا ہی کہ کسی زمانہ مین یہان بڑا شہر آباد تھا کہ کھنڈرات اوسکی دور دور تک معلوم ہوتے
چلے جاتے ہین مگر اسکے بانی کا نام اور اوسکا زمانہ دریافت نہین ہوتا اور نہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ شہر کب آباد
تھا اور کب ویران ہوا قلعہ کے ٹوٹے پھوٹے پل دریاے سندہ کے ساتھ ملی ہوئی ہی اب بھی جو شخص اسکی عمارت
کو دیکھتا ہے اوسکی استحکام و مضبوطی و صفائی کے معاینہ سے متعجب و حیران رہ جاتا ہے وڈ صاحب مورخ
انگریز فرماتے ہین کہ ہمنے ایسی عمارت بلند و پختہ باوجود وسعت سیاحی کے کہین نہین دیکھی چونکہ چند بتخانے
اسمین گنبد کی صورت گول ہین اونکی دیکھنے سے یہہ قیاس ہوتا ہی کہ بودھ مذہب والی لوگون نے جو دو ہزار
برس سے پیشتر یہان آباد تھے یہہ مکانات اپنی پرستشگاہین بنائی ہون اور جا اون پر موجود حال نہین کسی
کسی اور بادشاہ یا راجہ نے اونکی بنوائی ہون کیونکہ یہہ ہندوستان پہاڑ کے عین دامن میں ہی اور سخت نگاہ پر واقع
ہے اور اسلئے اسکی حکام کے واسطے یہہ قلعہ نازک وقتون مین جہمن جہاں اور جاے پناہ تھی اور یہہ بھی مشہور ہی
کہ ہمایون بادشاہ چغتائی نے بھی اپنے بھائیون کی بے مہری کے وقت ایکدفعہ یہان آکر پناہ پائی تھی ورنہ خصوصاً
کی یہہ عمارت بنی ہوئی ہے اوسوقت توپ و بندوق وغیرہ آتش فشان ہتھیارون کا زمانہ مین کہین نام
ونشان بھی نہ تھا اوسکا کافر کوٹ ہونے سے شمال کیطرف یہہ ایک اونچی پہاڑ کا نام ہی جو تراشا
ہوا پہاڑ قلعہ کی دیوار کیطرح اونچا معلوم ہوتا ہی مگر اوسپر کوئی عمارت یا نشان عمارت کا نظر نہین آتا
قدرتی یہہ شکل اوسکی اسطرح خالق حقیقی نے پیدا کی ہے اور جو تین بڑی بڑی ٹیلے پہاڑ کے دوسری بطور قلعہ کے

پانی کہاری ہوتی ہین نزدیک جاکر دیکھنے سے دو ردو رمعلوم ہوتی ہین **کوہ غونڈہ** صدر ضلع بنون کے مقام سے بیتالیس میل گوشہ جنوب مشرق کوہ شیخ بدین جسکو کوہ غونڈہ بھی کہتے ہین سطح سمندر سے چار ہزار چھسو چار فیٹ بلند ضلع ڈیرہ اسماعیل خان اور بنون کے وسط مین درہ پنیرو سے مشرق کے طرف واقع ہے اگرچہ بسبب قلت پانی کے درخت وہان کے بے رونق اور خشک ہین مگر بباعث بلندی کے گرمی کے موسم مین سرد رہتا ہے اور ہوا گھمنت زور شور سے چلتی ہے تاہم گرمی کی شدت سے محفوظ رہنے کے واسطے اکثر صاحبان انگریز اپنے میمون اور بچون کو لیکر گرمی کا موسم وہان جاکاٹتے ہین اور ڈیرہ اسماعیل خان و غازیخان و بنون کے انگریز عملدار اکثر وہان مئی سے ستمبر تک رہتے ہین **علاقہ خوست** یہہ پہاڑی علاقہ کرم کے علاقہ سے جنوب کے طرف واقع ہے اسکے مغرب کیطرف کوہ جدران مشرق کوہ وزیریان جنوب خیل وحسن خیل ہے چارون طرف اسکی بلند پہاڑ حلقہ کئے ہوئی ہین بیچ مین سطح میدان ہے کوہ جدران سے رود شمل نکلکر اسکے وسط مین شرق کے طرف کو بہتی ہے اکثر علاقہ اوس سے اور کچہہ چشمون کے پانی سے سیراب ہوتا ہے گندم اور چانول بہت پیدا ہوتے ہین مغربی حصہ مین اسکے قوم اسماعیل خیل وحیدر خیل ومند وزی وسط مین قوم تڑیہ ومرد خیل مشرقی مین قوم لکن وزکی خیل وغیرہ آبا و ہین لغاری قوم انمین تجارت پیشہ ہے اور باقی کشت وکاری کرتے ہین تماکو یہان کا تحفہ مشہور ہے اور گہی وچانول وغیرہ ضلع بنون کو فروخت کیواسطے جاتا ہے سنہر ٹانک وزیری قوم یہان فروخت کیواسطے لاتی ہے نیل وآہنی اسباب وپختہ چرم وپارچہ سفید کی یہان بڑی قدر ہے یہہ علاقہ فی زماننا امیر کابل کے متعلق ہے **علاقہ وزیری** یہہ علاقہ بہت وسیع ہے اور وزیر قوم پہاڑون مین منتشر ہے آبادی بہ انکی گنجان نہین ہے متفرق موقعون مین آبادیان ہین مشرق کیطرف اسکی حدود ضلع کوہاٹ وبنون وکوہ بہتنی جو حدود ٹانک ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے ملا ہوا ہے جنوب با درہ گومل مغرب علاقہ قوم خروٹی ملحقہ کوہ بیرل شمال علاقہ دنگون وجدران ملک خوست وکرم وحدود ضلع کوہاٹ واقع ہین ان حدود کے اندر وزیری قوم متفرق رہتی ہے فرقہ درویش خیل یعنی اتمان زئی واحمد زئی آپسمین مختلط رہتی ہین اور مسعودون کا علاقہ الگ ہے اسا ایک شاخ کے پہاڑ کے اندر جیسے پہلودہ زمین ہے سوا اسکے علاقہ کانی گرم شوال ومرغہ وبیرل کے باقی تمام علاقہ مین زرعی زمین بہت کم ہے بلکہ اکثر ناہموار وٹیلہ دار ہے جنوبی ومغربی حصہ مین اسکے اونچے اونچے پہاڑ ہین سب سے اونچا پہاڑ مسعودون کے علاقہ مین پیر غل ہے بلندی اوسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار پانسو تراسی فیٹ شمار ہوئی ہے ان پہاڑون مین چیڑ کے درخت اور دیودار کے بکثرت جنوب کیطرف علاقہ وزیری کے کوہ روانہ ہے اور اسی علاقہ کے اندر **علاقہ کوہ دوراندڑ** مغربی حدود ضلع بنون رود ٹوچی کے دونو کنارون پر واقع ہے پہہ

اسیکے قوم وزیری اور بہین درہ توچی کے اندر قوم داوڑ بستی ہے سرزمین اسکی رود توچی کے پانی سے سیراب
ہوکر غلہ کی پیداوار کامل ہوتی ہے تماکو اور گہی اور مویشی اس علاقہ کے ضلع بنون سوداگر فروخت کیواسطے
لیجاتے ہین پارچہ سفید اور رنگ کی یہان بہت قدر ہے **علاقہ شیرانی** درہ گومل کے جنوب
کیطرف یہہ ایک پہاڑی علاقہ واقع ہے مغرب کی طرف اسکے رود ژوب مشرق قوم کاکڑ و مندوخیل مشرق
حدود ضلع ڈیرہ اسماعیل خان دیگر کلاچی ہے اسیکے شمالی حصہ مین قوم حسن خیل وسط مین اوخیل جلوانی
جنوبی مین قوم ہری پال شاخہای شیرانی بستی ہین علاوہ اسیکے قوم بابڑ اور اوشترانی جنوب مشرق کیطرف آباد
ہین اور اسی علاقہ مین وہ اصلی خطہ کوہی کوہ سلیمان کا جسکو تخت سلیمان کہتے ہین سطح سمندر سے بارہ ہزار
فیٹ اونچا موجود ہے اوسی موقع کے سبب نام کل سلسلہ متعلقہ اس پہاڑ کا کوہ سلیمان مشہور ہے علاقہ شیرانی
اور اشترانی سے جنوب کیطرف ایک نالہ کوہی ڈہوڈہ نام سے لیکر ضلع ڈیرہ غازیخان کے حدود تک مغربی
گہاٹیون مین قوم بلوچ کے شاخین ملک سندھ کے حد تک آباد ہوتی چلی گئی ہین اسطرح کہ نالہ مذکورہ سے جنوب کی سمت
قوم کسرانی اون سے جنوب بزدار وغیرہ پھر میدان شم سے مغرب کی طرف کوہی ملک مین قوم کہتری اور اون سے
جنوب بگٹی آباد ہین **ملک کاکران** یہہ قوم بھی وزیری قوم کیطرح ایک وسیع پہاڑی علاقہ
پر قابض ہے مگر مشہور اور عمدہ علاقے انمین سے اول رود ژوب کے جنوب و شمال کی طرف یہہ واقع ہین اور دونو
کنارون پر قوم مندوخیل و کاکڑ کے دیہات آباد ہین انمین زرعی زرخیز و سیراب عمدہ ہی دوسرا علاقہ اسکا
بوری و برشور و پیچوغی و کوئٹہ ہے جسکے حدود دستے درہ بولان تا بین قندہار و شکارپور رہتا ہی علاوہ اسکے
کوہ ژوب کے پہاڑون پر متفرق آباد ہین لیکن اس قوم کے موجودہ زمین مشرقی حدود انکی کوہ شیرانی و بلوچون
سے دور تک ملتی چلی گئے ہین قوم موسی خیل و ایسوٹ افغان کسرانی بلوچون کے پہاڑون سے مغرب کیطرف
ضلع ڈیرہ غازیخان کے حدود تک آباد ہوتے چلے گئے ہین انکی علاقون سے گوسفند و مویشی خرید کر باہر
لیجاتے ہین اور باہر سے پارچہ سفید یہان لاکر فروخت کرتے ہین **نالہ ژوب** یہہ ایک پہاڑی نالہ ڈیرجات
کے علاقہ مین بہہ کر ملک کو سیراب کرتا ہی اخراج اسکا کوہ سلیمان کے مشرقی حصہ سے ہے وہ آسنی نکلکر یہہ ڈیرجات
کے علاقہ مین آتا ہے اور چالیس میل تک برابر زمین کو سیراب کرکر ریگستان مین مفقود ہو جاتا ہی **سیاول**
یہہ ایک نالہ مشرقی جناد کوہ سلیمان سے نکلکر علاقہ ڈیرجات مین آتا ہی اور تیس میل تک قریب شرق کیطرف
بہتا ہوا اور ملک کو سیراب کرتا ہوا ریگستان مین پہونچتا ہی وہان اگر پانی اسکا تمام و کمال ریتہ مین جذب ہو جاتا
چلا جاتا ہی **کوہ بارو** ضلع ڈیرہ غازیخان سے متعلق یہہ ایک پہاڑ ہی قوم بلوچ اسمین رہتی ہی پہاڑ
رات کے وقت جہاڑی درختون کے اوپر جو شبنم پڑتی ہی وہ جم جاتی ہی وہان کے باشندے درختون کے اوپر سے

وہ شبنم صبح کر کر شکر کے بدلے کہاتے ہین اور وہ بالکل ترنجبین اور شیرخشت کیطرح شیرین و لذیذ ہوتی ہے لیکن وہی یہان ترنجبین ہے اوسکی شیرینی مین اور کچھ عیب نہین ہے البتہ کہانے کے وقت پہاڑ کے پتون کی بو آیا کرتی ہے وہانکے لوگ اوسکو شنگاو کہتے ہین گندم و جو و باجرا و جوار کی وہان پیدائش بہت ہے ۔

آٹھوین تقسیم بہاولپور کی ریاست اور وہان کے ملک کے ذکر مین

یہہ علاقہ ریاست گاہ رئیس بہاولپور کا پنجاب کے میدانی ملک سے بسمت جنوب مغرب واقع ہے مغرب کیطرف اسکی ایک سندہ و علاقجات سرحدی پنجاب شمال شرق و جنوب کو ضلع بٹھنہ و جیسلمیر جنوب مغرب کیطرف ناوہ ملک سندہ ہے سرزمین اس علاقہ کی اکثر مخروطی ہے تین سو اسی میل طول شمال مشرق سے جنوب مغرب کو اور اکیاسی میل چوڑی کل سطح بائیس ہزار میل مربع ہے اسقدر زمین مین سے کل چوتھا حصہ قابل زراعت ہے باقی سب ریگستان و جنگل و ویرانہ ہے شمال مغربی حد پر اسکے دریائے گہارا و پنجند و سندھ جاری ہین زمین اسکی ہموار و سطح ہے کوئی ٹیلہ یا پہاڑ واقع نہین بجز سوائے ریگ کے ٹیلون کے جو پچاس یا ساٹھ فٹ سے زیادہ اونچے نہین ہوتی زمین قابل زراعت اس علاقہ کی دریاؤن کے بائین کنارے پر بارہ میل تک چوڑی دور تک چلی گئی ہے ایسی زمین کے ٹکڑے مین بہت سی آبادیان واقع ہین رعایا اس علاقہ کے اکثر مسلمان اور ہندو کم ہین آمدنی کل علاقہ کی رئیس متوفی کے وقت پندرہ لاکھ کے قریب تھی اب سرکاری سرپرستی اور انتظام مین آمدنی بہت بڑہ گئی ہے چھ لاکھ آدمی کے قریب کل علاقہ مین آباد ہے بہاولپور و احمد پور خانپور و اُچ شریف بستیان اسمین آباد ہین **خاص شہر بہاولپور** یہہ شہر دارالریاست بہاولپور کا دریائے گہارا کے ایک شاخ پر جو دریا سے بفاصلہ دو میل شہر ملتان سے بفاصلہ ستر میل ریگستانی کے اندر آباد ہے شہر پناہ اسکا خام اور کل دورہ قریب چار میل کے ہے قوم سید و داؤدپوترہ و بلوچ و راجپوت و کہتری اسمین طرح طرح کے قومین اسمین بستی ہین عمارت پختہ و خام ملی ہوئی ہے چار ہزار آٹھ سو کے حویلیان اور ایک ہزار دوکان پچیس ہزار آدمی کی آبادی ہے رئیس کے رہنے کے مکانات بڑے بلند و عالیشان بنے ہوئے ہین بازار بارونق کارخانہ تجارت بکثرت بڑے بڑے ساہوکار مالدار و تجار باوقار دوکانین کرتے ہین کارخانے ہر ایک حرفہ و پیشہ کے جاری ہین پارچات لنگی ابریشمی سادہ و ابریشمی سادہ و کلابتونی و لنگی سوتی و سوسی مشجر وغیرہ دکانین ولایتی ابریشمی یہان بہت عمدہ بنی جاتے ہین کانسی کے کٹورے اور مسی برتن یہان عمدہ بنتے ہین بندوق و تلوار وغیرہ انکا کام یہان بہت اچھا بنتا ہے جو لوگ دور دور سے بطور تحفہ لیجاتے ہین آدمی اس شہر کے قدآور مضبوط و سانولے رنگ کے ہوتے ہین سر کے بال بہت بڑہا کر رکہتے ہین اور بالون کو تیل اسقدر لگاتی ہین کہ تمام کپڑے چربی مین چپک جاتے ہین بنگ کا نشہ بہت پیتے ہین بلکہ ہر ایک کے گہر بنگ گہوٹنی کی گہاٹی تیار رہتی ہے جب کوئی دوست یا آشنا آوے تو مدارات

اوسکی صرف بنگاسہ کا پیالہ جو یہان کے اشراف فارسی پشتو و ہندوستانی و سندہی بولی بولتے ہین عام لوگ صرف ملتانی بولی ہی کی استعمال کرتے ہین جیسے پنجابی مین کا لفظ زیادہ تر مستعمل ہوتا ہے اور دال کے حرف کو ڈال بولتے ہین اور ملکوں کے مسافر اس ضلع کے لوگوں سے بسبب میلاپن و سخت زبانی بہت نفرت کرتے ہین [illegible] رئیس یہ داؤد پوترے کہلاتے ہین جو [illegible] عالی رئیس داؤد خان نام کے اولاد ہین شہر کے اندر اور باہر اکثر باغ خوشنما و سرسبز [illegible] [illegible] شہر سے ایک سڑک سرسہ و بہاولنگر کے علاقہ کے طرف بنائی گئی ہے شہر کا بانی نواب بہاول خان [illegible] شہر آباد کرکر اپنے نام سے اوسے بہاولپور نام رکہا تہا **ریاست بہاولپور** اکبر شاہ [illegible] کے وقت میں ریاست کرتا تہا ان کی بنیاد قایم ہوئی مجمل حال اسکا یہ ہے کہ اول اوس خاندان کے بزرگوں سے [illegible] خان [illegible] خان نے شاہزادہ محمد مراد اکبر بادشاہ کے بیٹے کی خدمت مین حاضر ہوکر [illegible] مین [illegible] نمایان کین اور عزت پائی پہر اوسکے بیٹے داؤد خان اور داؤد خان کے [illegible] داؤد خان اور [illegible] محمد خان کے گہر داؤد خان ثانی پیدا ہوا داؤد خان کے گہر [illegible] اوسکے [illegible] فرزند پیدا ہوے اور بڑی عمر پائی اوسکے چار بیٹے [illegible] بہت سی اولاد اوسکی بڑہ گئی جو داؤد پوترے کہلانے لگے [illegible] اس ملک مین داؤد پوترے مشہور ہین اوسی داؤد خان ثانی کی اولاد مین سے [illegible] خان ایک شخص بڑا عالی حوصلہ صاحب بخت اوسمین پیدا ہوا اور عالمگیر اورنگ زیب کے وقت اوس [illegible] ناظم [illegible] کے پاس حاضر ہوکر اپنی خدمات سے اوسکو خوش کیا اور بہت سی زمین غیر آباد جنگل ناظم سے لیکر [illegible] بنائی [illegible] شہر [illegible] ملک مین ایک مشہور شہر ہے آباد کیا جب وہ مرگیا تو محمد مبارک خان اوسکا بیٹا جانشین ہوا [illegible] صاحب حوصلہ و مستقل تہا بادشاہ کے یہان سے صوبہ داری ملک سیوستان علاقہ [illegible] ہجری مین مرگیا اور صادق محمد خان اوسکا بیٹا جانشین ہوا اوسکے وقت مین ریاست مین ابتری [illegible] مین آئی اور اسلئے وہ اپنے بیٹون محمد بہاول و مبارک خان و فتح خان [illegible] آباد [illegible] متصل الہ آباد علاقہ بہاولپور کے ہے آباد کیا [illegible] بہاول خان [illegible] ریاست پائی اوسنے حسب الاجازت صوبہ ملتان [illegible] جنگل [illegible] بیابان [illegible] شہر بہاولپور کی آبادی [illegible] اوسکے مرنے کے بعد مبارک خان اوسکا بہائی جانشین ہوا اوسنے بہاولپور کی آبادی [illegible] کوشش کی جب وہ مرگیا تو فتح خان کا بیٹا بہاول خان ریاست کا مالک ہوا اوسنے اپنی دولت و ریاست بڑہائی اور [illegible] ریاست [illegible] احمد شاہ درانی شاہ کابل مرگیا اور بہت سے صوبوں نے کابلی سلطنت [illegible] خود سر [illegible] اوسنے [illegible] اختیار کی [illegible] تیمور شاہ احمد شاہ کے بیٹے نے اوسپر یورش کی جب محاصرہ ہوا تو بہاول خان [illegible] بہاگ گیا پہر حاضر ہوکر اطاعت قبول کی اور بادشاہ دوبارہ اوسکو خلعت ریاست [illegible] دیکر [illegible] چلا گیا

سنہ ۱۷۶۶ء مطابق میں بہاول خان مرگیا اور محمد صادق خان اوسکا بیٹا مسند نشین ہوا اور دس برس تک خود مختار
ہوکر ریاست کرتا رہا سنہ ۱۷۷۶ء مطابق میں رنجیت سنگھ نے ڈیرہ غازیخان کا ملک فتح کرکے شاہ زمان خان درانی کے
حاکم سے تین لاکھ روپیہ نذرانہ وصول کیا اور اس ریاست کی طرف متوجہ ہوکر بہت سا علاقہ اوسکے قرار داد
کرکے اپنے تصرف میں لیا اور چند سال تک بیس لاکھ روپیہ نذرانہ کے وصول کئے سنہ مطابق
میں محمد صادق خان مرگیا اور نواب بہاول خان اوسکا بیٹا رئیس و حاکم ہوا اوسکے وقت میں رنجیت سنگھ
نے اس رئیس کو وصول نذرانہ و جرمانہ وغیرہ کے واسطے بہت تنگ کیا اور جب اکثر علاقے
علاقے اون رئیس نے جب یہ دیکھا کہ اب رنجیت سنگھ کے ہاتھ سے ملک و ریاست و عزت کا بچنا محال ہے تو
انگریزون کی اطاعت قبول کی چونکہ انگریزون کو بھی منظور تھا کہ رنجیت سنگھ کے علاقے اور اپنی ملک میں
دریای ستلج حد مقرر ہو اسواسطے اونہون نے رئیس کی درخواست قبول کی اور اوسکو اپنی حفاظت میں
لے لیا اوس وقت سے یہ علاقہ رنجیت سنگھ کے ہاتھ سے اور حکومت سے باہر نکل گیا بلکہ بعد فتح کابل جب شاہ شجاع
کو انگریزون نے کابل کے تخت پر بٹھلایا تو بھی یہ علاقہ کابل کی سلطنت کے حکومت سے بری رہا اور رئیس
بہاولپور نے سرکار انگریزی کی بڑی بڑی خیرخواہیان کین پہلی سندھ کے ملک کی مہم میں اوسنی فوج انگریزی
کو رسد پہونچائی اپنی فوج بھیجکر مدد کی بعد فتح سندھ بجلدوی حسن خدمات گورنمنٹ نے اوسکو علاقہ سبزل کوٹ
و بھونگ بارہ علاقہ کیا بعد ازان جب مولراج ناظم ملتان نے بغاوت کی تو میدان کے رئیس نے اپنی فوج
نو ہزار سوار و پیادہ انگریزونکی مدد کو بھیجی اور ایک بڑی بھاری لڑائی میں فوج بہاولپور نے مولراج کی فوج کو شکست دی
فوج نے بڑی جانفشانی کی عوض مین سرکار انگریزی نے ایک لاکھ روپیہ سالانہ پنشن تا حیات رئیس بہاولپور کی مقرر کیا
سنہ ۱۸۶۶ء مین ایک ٹکڑا زمین کا جو نواب کی ملکیت دریای کے پار تھا اور سرکار انگریزی کو اوسکی
کی ضرورت تھی نواب نے بلا تامل دیدیا غرض بہاولخان نے حق دوستی و خیرخواہی و وفاداری کا سرکار انگریزی کے ساتھ
پورا کیا سنہ ۱۸۵۲ء مین بہاول خان مرگیا پہلے چھوٹا بیٹا اوسکا محمد صادق خان جانشین ہوا اور حاجی خان بڑا بیٹا اوسکا قید ہوا
مگر تھوڑے دنون حکومت قایم رہی اور باتفاق اہل فوج و ملک کے وہی حاجی خان ریاست کی گدی پر بیٹھا اور چھوٹا بیٹا
نظربند رہا اوسکی مرنے کے بعد چونکہ رئیس حال خوردسال رہگیا تھا اسواسطے انتظام اس ریاست کا سرکار انگریزی
نے اپنے ذمہ لیکر مسٹر فورڈ صاحب کمشنر ملتان کو بہاولپور میں مامور کیا صاحب ممدوح کے جانے سے لوگ راضی و خوشنود
ہوگئے مگر چند شخص افترا پرداز آدمی جو کچھ بات نہین پاتی اپنی اعمال کے ذات کو قید ہوگئے اونمین
نواب بہاولخان کا سوتیلا بھائی جو پہلی نواب کے وفات کے بعد دعویدار مسندنشینی کا ہوا تھا اور رئیس مرحوم نے
اوسکو قلعہ مین قید کیا تھا نکلوا کر لاہور کو روانہ کیا گیا اور لاہور مین

قلعہ لاہور میں تھا شیش محل نظر بند رہا پھر معہ اہل و عیال اوسکو شہر میں رہنے کی اجازت ملی بہاولپور میں پہلی
فورڈ صاحب نے فوج کا انتظام کیا اور کل تنخواہ سابقہ فوج کی دیکر آیندہ ماہ بماہ تنخواہ دینے کا حکم نفاذ دیا اس سبب سے
کل فوج اور اہلکار وشکر گذار ہوئی تعلقات خیانت کرنے والے لوگ برخاست ہوئی فوج آہستگی کم کی گئی اور آیندہ
کیلئے نوکر کیا گیا کار داران اور اہلکاران کے اختیارات جو پہلے غیر محدود تھے محدود کئے گئے ہر ایک حکم کی تعمیل کے
اور اسلحہ کے تیار ہونے کا حکم نافذ ہوا خزانچی ریاست کا ایک عزت دار آدمی قرار پایا اور اوسی کی گماشتہ
سنہ حالات میں مامور ہوئی تمام ریاست کے علاقہ میں ڈاک کا سررشتہ قائم ہوا اور ریاست کی ضروری امور کا
انتظام بصلاح اہالیان دربار ہوا اور چونکہ وہانکے آدمی انگریزی کام و انتظام سے محض ناواقف ہیں یا جیسے
ہندوستانی لیکن وہان بلاکر کام سپرد ہوئی خاص فورڈ صاحب بعہدہ اسسٹنٹ لفٹنٹ گورنر جنرل ممتاز ہوئے اور
کپتان منچن صاحب نے منصب پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ سے سرافرازی پائی کل ریاست میں پانچ نظامتیں اور ایک ایک ناظم مقرر ہوا اور
ہر ایک ناظم کو اختیارات فوجداری و دیوانی و کلکٹری عطا ہوئی بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں مجالس انتظام مقرر ہوئیں اور
کمیٹیاں بہ [illegible] اور پایہ تخت ریاست کی عدالت ایک [illegible] ریاست سپرد ہوئی اور اوسکے [illegible]
حال اور [illegible] صاحب پولیٹیکل اجنٹ [illegible] عدالت فوجداری کا صدر حاکم ایک شخص کونسل کے ممبروں میں سے کرکے
حصہ [illegible] محصول میں تاجروں کو تخفیف ہوئی اور [illegible] کا فضول خرچ موقوف ہوا سنہ ۱۸۶۵ و ۱۸۶۶ء میں آمدنی ریاست کی چودہ
لاکھ تھی [illegible] سے پایہ جو آمدنی [illegible] ہوئی [illegible] کے اون [illegible] کی آمدنی کے مقابل اوسکے [illegible]
زیادہ تھی اور سال سنہ ۱۸۶۶ء کے [illegible] کی آمدنی پہلی آمدنی [illegible] لاکھ روپیہ کے زیادہ ہوئی اسکا کل
خرچ سالانہ معمول تنخواہ [illegible] دیگر اخراجات ریاست [illegible] روپیہ پایا ہوا ہے جو کہ نواب صاحب
صغیر سن اور اونکی والدہ کے صرف کیواسطے دیا جاتا ہے سالانہ آمدنی سے بہت کم ہے اور روپیہ بچت میں جمع ہوتا
پہلی آمدنی سے خرچ زیادہ تھا اور ریاست [illegible] بہاولپور کے علاقہ میں ایک نہر ہے جس سے تمام
شاخوں کے ذریعہ سے پانی تمام ملک کو سیراب کرتا تھا اور [illegible] سے بند ہو گیا تھا اوسکا کھلوایا گیا بلکہ ایک
اور نئی نہر بھی کاٹی گئی ہے جس سے تمام علاقہ سیراب ہوگا [illegible] کے کنارے کی نہر طول میں ہوگی اور
اوسی کے ذریعہ سے دریا کا پانی ایک بڑی نہر میں [illegible] بہاولپور کے علاقے میں جسقدر رکھیں ہیں
اونکی حفاظت کیواسطے [illegible] اور اون کے اندر راجباہی اور زمیندار
جو پہلے ریاست کے اہلکاروں کی [illegible] سے اپنی [illegible] وہ پھر آکر آباد ہوئی اور تمام
[illegible] آباد [illegible] رعایا آباد ہوئی اور [illegible] احمد پور بہاولپور کی ریاست
کی [illegible] ایک شہر [illegible] آباد ہے اسکو [illegible] احمد پور [illegible] تجارت عام ہے اچھی

صنعتون کے کارخانے جاری ہین بازار خوشنما و بارونق ہی ایک مسجد پختہ عالیشان جسکے چار مینار بلند بنی ہوئی ہین -
بہاول خان کے بنوائی ہوئی یہان موجود ہے سندوقین تو ڑی دار اور بارود یہان بہت تحفہ بنتا ہی روئی و
ابریشم کے کپڑے یہان بہت تحفہ بنی جاتے ہین کل شہر مین ایکہزار آٹھہ سو گہر اور تین ہزار آدمی آباد ہین شہر
کے سوا ایک اور بھی بستی احمد پور نام اس علاقہ مین ہی جسکو چھوٹا احمد پور بولتے ہین آبادی اوسکی سندھ کے ملک
کے طرف ریاست کی سرحد کے اوپر بہاولپور سے اکیانوے کوس کے فاصلے پر واقع ہے **قاسم کا**
یہہ قصبہ ریاست بہاولپور مین بائین کنارہ دریای گہارا سے چار میل بہاولپور سے شمال مشرق کو اکیانوے
میل آبادہی **خان بیلہ** بہاولپور کی ریاست مین یہہ ایک بڑا قصبہ بائین کنارہ دریای پنجند
کے آباد ہے زمین اسکی نہایت زرخیز و سیراب سرسبز ہے دریا کے طغیانی کا پانی اوسکو سیراب کرتا ہی اسقدر
کہ خشک سالی مین بھی اسکے زمین کو پانی کی حاجت نہین ہوتی پیدایش غلہ کی اوسمین بحساب ہوتی ہی قصبہ
کے زمیندار بھی مالدار و آسودہ حال ہین بازار بارونق و پر تجارت ہی **خان گڈہ** یہہ قصبہ بہاولپور
کی ریاست مین بہاولپور سے اٹھہ میل بسمت جنوب اور شہر ملتان سے اکیانوے میل شمال مغرب کو آباد ہی
خان پور بہاولپور کی ریاست مین یہہ ایک آباد شہر اوپر کنارہ اوس نہر کے جسکا نام اختیار وہی
آباد ہی بازار اسکا آباد اور کارخانہ تجارت کا بکثرت بازار رونق کے اوپر اکثر دوکانین پختہ بنی ہوئی ہین اور
ایک کچا قلعہ دو سو گز لمبا اور اکیس گز چوڑا بنا ہوا ہی رئیس حال کے طرف سے اوسمین قلعہ دار رہتا ہی
گرد نواح کی زمین اسکی لایق کاشت و زرخیز ہے مگر جو زمین کہ خاص بہاولپور سے جنوب مغرب کو ہی اوسی
یہہ زمین ملتی ہے کیونکہ شرقی ریگستان اس قصبہ کے پاس سے شروع ہوتا ہے اور جو سڑک کہ اسلام گڈہ سے
آتی ہی وہ تین میل بسمت جنوب اس قصبہ کے عین ریگستان کے اندر واقع ہے اس ریگستان مین لمبے اور
بلند ٹیلے ریتہ کے کوسون تک برابر نظر آتے ہین گویا اس جنگل کو ریتہ کا سمندر کہا جاوے تو بجا ہی اس شہر میں
اگرچہ اب عمارت تھوڑی ہی مگر قدیمی علامات سے پایا جاتا ہی کہ کسی زمانہ مین یہہ قصبہ بہت آباد ہوگا اب بھی دو
ہزار سے زیادہ آدمی اسمین رہتے ہین مگر مسلمان عام و ہندو سوای ناہم **خیر پور** بہاولپور کے
ریاست مین یہہ ایک قصبہ دریای گہارا کے بائین کنارہ آباد ہی اسکے شرق کے طرف ریتہ کے ٹیلے جس شہر زمین کو
سہل بولتے ہین بہت نزدیک ہی اسواسطے اوسکے گلیان و بازار و گہر ریتہ سے بھری رہتی ہین اور وہ ریتہ
متصل ہے اوڑا اوڑ کر قصبہ کی زراعت کو نقصان پہونچاتا ہے پہلے اس ریگستان اور قصبہ کی آبادی مین دو میل کا
فاصلہ تھا چند سال گذرے ہین کہ گہارا مین طغیانی ہوئی اور پانی دریا کا اس شہر تک چڑہ آیا اوس وقت
اوسی زمین کو دریا اوٹھا کر لے گیا اور یہہ ناقص ریتہ یہان ڈال گیا عمارت قصبہ کی خام ہی مگر چونکہ زمین کی

مٹی پختہ ہی اور بارش بھی اسطرف کم ہوتی ہے وہ کچے گھر مدت تک قایم رہتی ہین چند مسجدین و حویلیان پختہ و
منقش یہان بنی ہوئی ہین اور پانسو دوکان کا بازار ہی پہلی اس شہر مین تجارت بہت ہوتی تھی اب کم ہو گئی ہی
سوداگرون کے قافلون کے قافلے یہان آتے ہین اور خرید فروخت مال کی کرتے ہین کار زنانی اچھی پارچہ بافی
و آہنگری و ظروف سازی کے یہان جاری ہین شہر کے باہر کچے قلعہ و گڈہ یہان کچی بنی ہوئی ہین جو یہان کے زمیندار
وقت بوقت بناتی رہی ہین **مار وٹ** یہہ قصبہ بہاولپور کے مشرق مین واقع ہین اوس سڑک پر جو بہاولپور سے
بھٹنیر کو جاتی ہے بہاولپور سے ساٹھہ میل مشرق کیطرف آباد ہی شہر پناہ قصبہ کے گرد خام ہی اور قلعہ بنا ہوا ہی
گھرون کی آبادی بہت سی خام اور کچھہ پختہ بازار آباد و بارونق ہی تجارت ہی گرد نواح کی دیہاتی لوگ اپنی
پیداوار کا غلہ یہان لا کر فروخت کرتے ہین **میر گڈہ** بہاولپور کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ بہاولپور سے
مشرق کیطرف آباد ہے چھوٹا سا اسمین بازار ہی اور قصبہ کے پاس ایک قلعہ خام ہے زمین اسکی اچھی ہے
مگر زراعتون کو پانی کنوؤن کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے **موج گڈہ** بہاولپور کی ریاست مین یہہ ایک قصبہ
اوس سڑک پر جو بہاولپور سے چودہ پور کو جاتی ہے بہاولپور سے ستئیس میل جنوب مشرق کو آبادہی علاقہ
متعلقہ اسکا تمام ریگ اور جنگل سے محیط ہی مگر خاص آبادی قصبہ کی پختہ زمین کے اوپر واقع ہی شہر کے گرد
چھوٹے چھوٹے ریگ کے ٹیلے بکثرت ہین شہر کے گرد پختہ دیوار پچاس فیٹ بلند اڈہائی فیٹ موٹی بنی ہوئی ہے
جب نواب بہاول خان نے اول اس شہر پر یورش کی تو شمالی دیوار کے طرف توپین نصب کین چنانچہ نشان
گولون کے آج تک نمایان ہین دمدمی و مورچے لڑائی کے شہر کے فصیل کے اندر بنی ہوئی ہین اور شکل و وضع
شہر کے تمام و کمال قلعہ کے طور پر ہی اندر شہر کے ایک مسجد پختہ عالیشان بلند کرسی کے ایسی بنی ہوئی ہی جسکی بلندی
کے دیوار کی بلندی سے بھی زیادہ ہے مینار اوسکی دور سے نظر آتے ہین شمال کے طرف شہر کے باہر کسی بزرگ
مسلمان کا مقبرہ نہایت پختہ و عمدہ عمارت کا بنا ہوا ہی اوسکی مینار بھی بہت بلند و عالیشان ہین اور ایک
تالاب بھی قصبہ کے باہر پختہ بنا ہوا ہی جو بارش کے پانی سے بھر آتا ہی شہر کے اندر کنوئین اٹھاون ہاتھہ کے
عمیق بہت ہین **مبارکپور** یہہ ایک قصبہ بہاولپور کے ریاست مین پانچ میل بائین کنارے دریای
گھارا کے اور اٹھاون میل مشرق و شمال مشرق کے طرف بہاولپور سے آبادہی **مچھروالہ** بہاولپور کی
ریاست مین یہہ ایک قصبہ ملتان سے جنوب کو بانوے میل اور خاص بہاولپور سے جنوب مغرب کے سمت کو
اکہتر میل آباد ہے **ناصوکی** یہہ قصبہ بہاولپور کے ریاست مین بائین کنارے دریای گھارا کے اور خاص
بہاولپور سے ایکسو سولہ میل شمال مشرق کیطرف کو آبادہی **نوشہرہ** بہاولپور کی ریاست مین یہہ ایک
قصبہ ہے چھوٹے سے بازار کے آبادہی آبادی اسکی ایک اونچی ٹیلے کے اوپر ایک ندی کے کنارے پر واقع ہی

قصبہ کے گرد عمدہ فصیل بنی ہوئی ہے اور اراضی متعلق اسکے آباد و زرخیز و سیراب پیدائش غلہ کی بہت ہوتی
ہے اوچ سید و لنگاہ بہاولپور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک پرانا شہر دریای پنجند کے بائین کنارہ پر
بفاصلہ چار میل آباد ہے اسکے گرد نہایت خوبصورتی کے ساتھ درختون کے مجموعے لگے ہوئے ہین اور علاقہ
نہایت سرسبز و شاداب ہے تین آبادیان شہر کے علیحدہ علیحدہ واقع ہین اور تینون آبادیون کے گرد الگ الگ
شہرپناہ بنی ہوئے ہین آبادی شہر کی گنجان گلیان تنگ بازار کشادہ اور بڑے ہین برتن ہر ایک دہات کی
عمدہ و خوبصورت بنکر یہان سے اور ملکون مین تحفہ بھیجے جاتے ہین تجارت بھی اگرچہ یہان ہر ایک قسم کی بہت
ہوتی ہے مگر برتنون کی تجارت بہت ہی وافر ہے قدامت مین ملتان کیطرح یہہ شہر بھی ضرب المثل ہے اگرچہ کئی دفعہ
بسا اوجڑا اور کئی دفعہ آباد ہوا مگر اخیر آبادی اسکی جو شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے وقت ۳۲ھ ہوئی
ہین اوس سے بعد بھی صدہا آفات سر پر بہت آئی مگر ویران نہین ہوا سکھون کی فوج نے رنجیت سنگ کے حملہ کیوقت
اسکو بہت لوٹا اور قریب تھا کہ اجڑ جاوے مگر جب ریاست بہاولپور انگریزی حکومت کے تحت مین آکر محفوظ ہوگئی
تو سکھون کا دست غارت بھی سر پر سے نکلا پھر آباد ہوا یہان اونچے ٹیلون کے اوپر ہین جو پہلے آبادیون کے کھنڈرات
بنے ہین اسلامیہ سلطنت سے اول بھی یہہ شہر حاکم نشین تھا اور اسلام کے وقت مین بھی حاکم نشین رہا ایک آبادی
اسکی متعلق سادات بخاری ہے جسکا بزرگ پہلے سید جلال الدین سرخ بخاری یہان آیا اونکے پوتے سید جلال الدین
مخدوم جہانیان جہان گشت بڑے بزرگ اور ولی تھے جنکا روضہ یہان زیارتگاہ بنا ہوا ہے ابتک اونکی اولاد
بھی یہان قابض چلی آتی ہے یہہ حضرات سید حسینی حسبی نسبی ہین بلکہ کل ہندوستان مین جو سید بخاری ہین شجرہ
انکے ساتھ درست ملادیگا حسبی نسبی ہوگا دوسری بستی گیلانی سیدون کی ہے یہہ بھی بڑی بستی ہے اسکے بانی
سید گیلانی ہین جنکے بزرگ سید محمد حلبی بغدادی حلب سے آکر یہان سکونت پذیر ہوئے اونکا اور اونکے صاحبزادے
سید عبدالقادر ثانی کا روضہ یہان موجود ہے سوای انکے اور بزرگون کے روضہ بھی یہان بہت ہین اور کل شہر کے
اگرچہ تین بڑی بستیان ہین مگر اونکے سوای بھی متفرق آبادیان ایک دوسرے کے پاس ہین اور کل کا تعداد
شمار کرکے سات اوچین مشہور ہین اوچ نام اس شہر کا سید مخدوم جلال الدین سرخ بخاری نے رکھا ہے اس سے
پہلے اس شہر کو دیوگڈہ کہتے تھے اور دیوسنگہ نامی ایک حاکم ظالم یہان حکومت کرتا تھا جب حضرت نے آکر اوسکو
زیر کیا اور اوچ کے قلعہ مین اپنا تسلط جمایا تو اوچ شریف اسکا نام قرار پایا بالفعل سجادہ نشین مزارات حضرات
بخاری کا سید محمود ہے اور قدیم سے جو سجادہ نشین یہان ہوتا ہے وہ شاہ ناصرالدین کے خطاب سے مخاطب ہوتا ہے
اور سجادہ نشین مزارات سادات گیلانی کا گنج بخش کہلاتا ہے اس شہر مین ہندو کم اور مسلمان بہت ہین ہندو
سب انکے کراڑ کہلاتے ہین یہ مین اس خطہ کی اکثر جاتی ہے اپنی اپنی کنوون پر زنبیل رچہو بڑیان باندہ کر رہتی ہین اس

اور چرخ چوب کے ذریعہ سے آبپاشی ہوتی ہے **کا بھوٹا** یہہ ایک قصبہ بھاولپور کی ریاست مین بائین
کنارے دریائی سندھ کے بھاولپور جنوب بمغرب کو بفاصلہ اکتیس میل کے آباد ہے **راجن پور** ریاست
بھاولپور کے متعلق یہہ ایک قصبہ دریای سندھ کے بائین کنارے خاص بھاولپور سے ایکسو سولہ میل جنوب بمغرب
کو آباد ہی **سیارو** یہہ بھاولپور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک قصبہ بھاولپور سے بسمت جنوب بمشرق شہر سیہت بیلہ
اور بہاولنگر سے شمال بمغرب کو بفاصلہ ستر میل آباد ہے **سبزل کوٹ** بھاولپور کی ریاست کے متعلق یہہ
ایک قصبہ بھاولپور سے چودہ میل بسمت جنوب بمشرق اور چھتیس میل شمال وشمال شرق شہر بھکر کے دریای سندھ
کے بائین کنارے پر آباد ہے پہلے یہہ قصبہ سندھ کے سلطنت کی متعلق تھا جب سرکار انگریزی نے سندھ کا ملک
فتح کیا تو ۱۸۴۳ء مین صلہ وے حسن خدمات نواب بھاول خان کو یہہ علاقہ عطا کردیا کہ اب اوس ریاست کے متعلق ہے

تیسرا حصہ پنجاب کے کوہ شمالی اور اوسکے علاقون کے ذکر مین

اسمین پانچ تقسیمین ہین پہلی تقسیم ہزارہ کی ملک و اسکے متعلق علاقون کا بیان

ضلع ہزارہ یہہ ضلع منجملہ اضلاع پنجاب کے دو آبہ سندھ ساگر مین مقام لاہور دار الامارت ملک پنجاب
سے بفاصلہ دوسو تیس میل شمال کیطرف واقع ہے آبادی اسمین شہرون اور قصبون مین منقسم نہین ہے بلکہ چھوٹی
بستیون اور چھوٹی چھوٹی گانو مین منقسم ہے بڑا شہر اسمین ہری پور ہی جسکو سردار ہری سنگہ نلوہ نے سمت ۱۸۷۹ بکرمی مین خاص علاقہ میدانی
ہزارہ مین آباد کرایا تھا اوسوقت سے یہی شہر دار الحکومت و حاکم نشین تھا سرکار انگریزی کی ابتدای عملداری مین بھی یہی شہر
ضلع کا مرکز قرار رہا یا تھا مگر ۱۸۵۳ء مین علاقہ ہتنور مین جگہہ بہ اونچی کی بسبب خط ضلع و سردی گرمی معتدل و خوبی آب و ہوا کی مقرر
ہوئی بلکہ صدر کا مقام بھی وہی موقع پسند ہوا اور ایبٹ صاحب ڈپٹی کمشنر اول اس ضلع کے نے وہ موقع پسند کیا تھا اور اتنک وہ
اوسی حاکم کے نام سے بنام ایبٹ آباد مشہور ہے اور ضلع کے تمام کچہری ہون کا وہی مقام ہے اور وہ موقع خاص ہری پور سے
بائیس میل کے فاصلہ پر جانب شرق وشمال واقع ہے اور ضلع کا نام وہی ضلع ہزارہ اتنک قائم ہے وجہ تسمیہ
اس علاقہ کا نام ہزارہ ہونیکی روایات معتبرہ سے یہہ مشہور ہے کہ امیر تیمور کے آمد مین جو آخر ۱۳۹۹ء مین ہوئی قوم ترک مع
ہزارہ و قوم قارلغ میدان علاقہ مین جہان اب ہری پور آباد ہے قابض تھی اور اونہین کے نام سے یہہ علاقہ
ہزارہ مشہور تھا اور اتنک یہی پرانے اسنادو قبالجات مین بھی اس علاقہ کا نام ہزارہ و قارلغ درج ہے نقیبہ
اون ترکون کا میدان پکھلی مین شاہ جہانگیر کے وقت بھی موجود تھا اور اب بھی موضع گہنیر وال مین وہ لوگ
رہتے ہین اس ضلع کا طول اکسو بیس میل اور عرض چالیس میل گوشہ مشرق وشمال کے طرف اسکی سرحد علاقہ
ریاست جمون اور جنوب کی طرف سرحد ضلع راولپنڈی اور کچھ حصہ گوشہ غرب شمال کے حد و ضلع پشاور تک

ہیں اور باقی گوشہ غرب و شمال سے حدود علاقجات اقوام خودمختار اور شمالی حد دریائے سندھ کے ساتھ ملتی ہیں
صورت ضلع مخروطی سے بطور صراحی کے ہے یعنی گوشہ شرق و شمال علاقہ کاگان جو ایک درہ طویل ہے اوسکی
اسکی شکل بسبب طوالانی اوس طرف سے زیادہ تنگ کردی ہے یہ ضلع متعلق کمشنری پشاور ہے اور تقسیم ضلع کی تین
تحصیلوں میں ہے اول تحصیل ہری پور جسمیں تین سو دس دیہات چھ سو اٹھاسی میل مربع رقبہ تعداد جمع ایک لاکھ
سینتالیس ہزار تین سو تیرہ روپیہ اور مردم شماری ایک لاکھ تیرہ ہزار سات سو ستاسی ہے دوسری تحصیل ایبٹ آباد
جسکے متعلق تین سو اٹھاون دیہات چھ سو ترانویں میل رقبہ بیاسی ہزار نو سو اٹھتر روپیہ جمع سالانہ اور مردم شماری
ایک لاکھ چودہ ہزار چار سو چھیاسی ہے تیسری تحصیل مانسہرہ اسمیں دو سو اٹھارہ دیہات ایکہزار چار سو ستانوے
میل رقبہ اٹھتر ہزار ایکسو سولہ روپیہ جمع سالانہ اور ایک لاکھ نو ہزار دو سو چھتیس مردم شماری ہے کل ضلع
کے آٹھ سو چھیاسی دیہات دو ہزار سات سو اکہتر میل رقبہ زمین اور تین لاکھ آٹھ ہزار تین سو چورانویں
جمع سالانہ اور تین لاکھ سینتالیس ہزار پانسو پانچ مردم شماری ہے یہ ضلع کوہستانی ہے مشرقی و شمالی حصہ اسکا
تمام کوہی ہے اور جنوبی میدانی ایک ندی ڈور نام اسمیں جاری ہے جس سے اکثر علاقہ ضلع کا سیراب ہوتا ہے
ضلع کے رہنے والے عموماً مسلمان اور افغان و گوجر و کڑرال و گکھڑ وغیرہ ہیں ہندو کم ہیں بڑی بڑی
گانوں جو اس ضلع میں آباد ہیں اونکا ذکر ذیل میں درج ہوگا میوہ شاہتوت و انگور وغیرہ پیدا ہوتا ہے گیہوں
و شکر و مکی و شالی کی پیداوار ہی ہے اور پکھلی کے علاقہ میں غلہ کی بہت پیدا ہوتا ہے اور علاقہ چھچھ جو ایک مشہور علاقہ ہے وہاں کے
لوگ دونوں ملکوں کو ملا کر بولتے ہیں وہ میدانی علاقہ قلعہ اٹک کے شرق کی طرف ہے **خانپور** آبادی اس قصبہ کی متعلق تحصیل
ہری پور نالہ سرو کے کنارے پر ایک بلند جگہ پر ہے تین سو سال تخمیناً سے یہ آبادی قوم گکھڑوں کے رہنے کا مقام ہے
اور مالک بھی تمام علاقہ کے ہو گئے تھے خانپور میں بسبب اونکے جو قوم ہے گکھڑوں کے گھر اسمیں پختہ ہیں باقی سب خام ہیں اس قوم میں ایک
راجہ و سردار قوم کا مقرر رہتا ہے اور اسکی قیام اور گدی کی جگہ بھی یہ قصبہ ہے فتح خان مورث اعلیٰ اس قوم کا تھا جسنے یہ قصبہ
آباد کیا تھا بازار اسمیں چھوٹا دو دکانیں ہیں جسمیں کھتری دوکاندار ہیں درختان میوہ دار مثل آلوچہ و نارنگی
و شاہتوت و انگور سبز و سیاہ وغیرہ بہت ہیں بلکہ باغات اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ تمام علاقہ بہشت کا
نمونہ ہے تمام ہزارہ میں ایسے باغات دوسری جگہ نہیں جیسی یہاں ہے گنا یعنی گنا اور تمباکو بہت ہوتا
گوڑ بھی بنایا جاتا ہے پرانا ایک قلعہ یہاں بنا ہوا تھا اب انگریزوں نے ایک نیا قلعہ بنایا ہے جسمیں تھانہ دار
رہتا ہے نالہ ہرو پہاڑوں کے اندر جاری ہے اور اوسکے کنارے پر زراعات و باغات لگائی گئی ہیں خانپور میں
گھروں کی تعداد چھ سو چوبیس اور دو ہزار سات سو باسی مردم شماری ہے **مانک رای** یہ قصبہ متعلق
تحصیل ہری پور کا آباد کیا ہوا ایک جد ہندو کا ہے جو اسلام سے پہلے یہاں حکومت کرتا تھا آبادی اسکی بھی

حاجی پور کی طرح یہ بھی مگر باغات دستیاب نہیں ہیں پہلی آبادی احمد کے عہد کی جانب جنوب آبادی حال کی تھی اور
یہہ آبادی دوبارہ آباد ہوئی سکھوں کی عملداری سے پہلے یہہ علاقہ ترکوں کے ماتحت تھا چنانچہ اب بھی قوم ترک
اس قصبہ کی مالک ہے قصبہ کے رہنے والے عموماً مسلمان ہیں صرف چند گھر کھتریوں کے ہیں دو سو چوبیس گھر
اور ایکہزار دو سو باسٹھ خانہ شماری ہے **سرائے صالح و متعلقہ سرائے صالح** ایک سڑک
جو ہری پور سے ایبٹ آباد کو جاتی ہے اوسپر یہہ قصبہ آباد ہے صالح قوم دلازاک نے اسکو آباد کیا اونکا نام
سے مشہور ہے قوم ترین ڈھیری دلیان و بانڈے و ڈھیری وغیرہ اسمین آباد ہیں بہت اچھا رونق کا مقام ہے ایکسو
دو دوکان سات سو اٹھاسٹھ گھر اور دو ہزار آٹھ سو ساٹھ خانہ شماری ہے نالہ دوڑ جو اس قصبہ کے پاس بہتا ہے
موجب سرسبزی و سیرابی اس قصبہ کا ہے اس علاقہ میں کپاس دونہاری بہت پیدا ہوتی ہے گو کھیس بھی بہت بنایا جاتا ہے
کسقدر باغات بھی ہیں **کوٹ نجیب اللہ** اس قصبہ کا بانی نجیب اللہ خان قوم ترین تھا جو سلطنت
چغتائی مسلمانی کے وقت اس خطہ ہزارہ کا حاکم تھا اوسنے اپنے نام پر اسکا نام نجیب اللہ خان کا کوٹ رکھا
اب یہہ قصبہ قوم گوجر کی ملکیت ہے اور میر احمد و غلام محمد عزت دار زمیندار اسکے مالک ہیں انکا بزرگ مشہور نامی
بڑا بہادر و دلیر ہو گذرا ہے آبادی اسکی اوس سڑک پر واقع ہے جو ہری پور سے راولپنڈی کو جاتی ہے
کھتری قوم اصل جو فدا اور دولا ہے یہاں بہت رہتی ہیں اور پارچہ لنگی سیاہ تحفہ بنایا جاتا ہے ایکسو بیس زیادہ دوکان
سات سو چون گھر اور چار ہزار آٹھ سو اسی مردم شماری ہے کھتری یہاں کے مالدار و تاجر مشہور ہیں اور شمول
اور چند دیہات کے یہہ علاقہ نجیب اللہ خان کے کوٹ کا علاقہ کہلاتا ہے سرزمین زرخیز و سیراب ہے **قصبہ درویش**
یہہ قصبہ آباد کیا ہوا الکسندر درویش قوم ترین کے مورث اعلی کا ہے اور وہی قوم ابتک قابض و دخیل ہے متفرق اقوام
کے لوگ بھی رہتے ہیں دو سو اٹھاسی گھر اور ایکہزار چار سو سینتالیس مردم شماری ہے ایک باغ سیمی نادر خان قوم
ترین کا لگوایا یہاں موجود ہے اوسمین ہر ایک قسم کا میوہ پیدا ہوتا ہے بیوپار گانو میں غلہ کا ہوتا ہے **شہر ہری پور**
یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو راولپنڈی سے ایبٹ آباد کو جاتی ہے آباد ہے ضلع ہزارہ میں ایسی بڑی بارونق بستی
اور کوئی نہیں کچہری تحصیل کی یہاں ہوتی ہے اور صاحب اسسٹنٹ بھی ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر کے یہاں متعین
ہے سکھوں کے وقت میں سردار ہری سنگھ نلوہ نے یہہ موقع میدانی دیکھکر اس شہر کی آبادی کی بنیاد ڈالی اور اپنے
نام پر ہری پور اسکا نام رکھا چونکہ یہہ موقع میدانی علاقہ کے وسط میں اور پانی کے کٹھے یعنی نہرین جاری کی گئیں
بہت جلد یہہ بستی آباد ہو گئی اور سنہ ۱۸۰۹ بکرمی میں قصبہ آباد ہو گیا دیوار فصیل کے خام بنی اب بھی گرد اوسکے
خام بنی ہوئی ہیں مگر بعض عمارات پختہ ہیں ایک قلعہ اور باغ بھی ہری سنگھ کا بنوایا ہوا موجود ہے جسکو قلعہ ہرکشن گڈھ
اور باغ ہری سنگھ کہتے ہیں شہر کے اندر بھی کٹھے پانی کے جاری ہیں مقام نہایت سرسبز اور درختوں کی کثرت ہے

سو قائن اسطرح کے پیدا ہوتی ہین فی زمانہ ایکہزار چہ سو اٹہتر گہر پانسو دوکانین اور چار ہزار آٹھ سو مردم شماری
ہے بیوپار ہر ایک قسم کے اجناس کا یہان ہوتا ہے دور دور سے سوداگر مال لاکر اسجگہہ کہولتے ہین قصبہ مین کچی
ڈیہی بنی ہوئی ساہوکار مالدار شکل ہندو سنگہ زہوا ہیداس قسم جواہر وغیرہ رہتی ہین اور ہزارون
روپیہ کا بیوپار کرتے ہین اور نالہ دوڑ جو بڑا نالہ اس ضلع کا ہے شہر سے جانب شرق ایک میل کے فاصلہ پر جاری
ہے اوسی سے اور چہوٹے نہرین کہود کر شہر مین لائی گئے ہین اور علاقہ سیراب کیا گیا ہے تمام شہر مین صرف
ایک چاہ ہری سنگہ کا کہودوایا ہوا بہت عمیق ہے گہری بہت اوسکا پانی سرد ہوتا ہے سرکاری مکانات ڈاکبنگلہ
وشفاخانہ وڈاکخانہ وتہانہ پولیس ومقام تحصیل وغیرہ پختہ بنے ہوئے ہین عمارتی لکڑی کا بیوپار بہی اس قصبہ مین بہت
ہوتا ہے اور لکڑی یہان سے تمام علاقہ مین پہنچتی ہے اور اکثر سوداگر تبت ولداخ وکشمیر وکوہ ہندوکش وپشاور
وکابل وقندہار وغزنی وبخارا سے یہان مال ہر ایک قسم کا ہر سال لاتے ہین نالہ ڈور اس قصبہ کے پاس سے
گذر کر اور دس میل کا رستہ طے کر کر مقام تربیلہ دریای سندہ کے ساتھ شامل ہوجاتا ہے **ہری کشن گڈہ**
ضلع ہزارہ مین یہ ایک قلعہ دریای سندہ کے شرق کیطرف انکا فاصلہ دس میل ہے اوس سڑک پر جو درہ دب سے
گذر کر کشمیر کو جاتی ہے شہر ہری پور و سکندرپور کے درمیان بنا ہوا ہے یہ قلعہ سردار ہری سنگہ
نلوہ نے بوقت آبادی شہر ہری پور کے بنواکر اپنا قیام گاہ مقرر کیا تہا صورت قلعہ کی مربع اور دیوارین
ہین قلعہ کے اندر اچہی اچہی مکانات پختہ بنائے گئے تہے **قصبہ بگڑہ وتعلقہ بگڑہ** یہ قصبہ قوم افغان
گوت جدون کی ملکیت ہے اور قومین متفرق بہی آباد ہین کہتری اسجگہہ زیادہ رہتی ہین اونکا بیوپار اسطرح
ہے کہ وہ نمک کہانس سے کشمیر کو لیجاتے ہین اور وہان سے طرح طرح کا مال لاتے ہین کماد گنا یہان بہت پیدا ہوتا ہے
اور گڑ نہایت عمدہ سفید بتاشہ کے طرح یہان بنتا ہے اس قصبہ کے دو سو چہیاسی خانہ شماری اور ایکہزار دو سو
اٹہتر مردم شماری ہے اور قصبہ متعلقہ تحصیل ہری پور کے ہے **کہلابٹ** یہ قصبہ ضلع ہزارہ تحصیل ہری پور
کے متعلق خونگی خان مورث اعلی قوم تارخیل کا آباد کیا ہوا ہے جو دہی ایکسو تیئیس گہر اور سات سو مردم شماری
ہے سکہون کے وقت یہان ایک قلعہ تہا اور اب پولیس کی چوکی ہے **قصبہ تربیلہ** اس قصبہ کی آبادی دریا
سندہ کے کنارے پر واقع ہے اور دریا کے دوسرے طرف حد یاغستان علاقہ خیر ہے پہلی آبادی اس قصبہ کی
سردار ہری سنگہ نے اوجاڑ دی تہی کہ قصبہ کے رہنے والون نے پے درپے جنگ اوسکے ساتھ کئے تہے کسیقدر مدت
بعد پہر یہ قصبہ آباد ہوا جو اب تک آبادی ایکہزار ستاون گہر اور پانچہزار سات سو چوراسی مردم شماری ایکسو
کے قریب دوکان ہے قوم پٹہان گوت اتمان زئی وترین وسلیمانی اس قصبہ مین رہتے ہین پیداوار پوست کی بہت
ہے افیون بہی نکالی جاتی ہے اس مقام پر گہر بنا کر کے روز دریای سندہ پر بڑا میلا ہوتا ہے اور تہانہ پولیس کا

سرکار کیطرف سے مقرر ہے **قصبہ کہلابٹ** یہ قصبہ جانب گوشہ شمال و غرب شہر ہری پور سے آباد ہے
پہلے رقبہ اسکا شامل موضع کانڈل ملکیت گوجران تھا یہ قصبہ ڈیڑھ سو برس کا ہوا ہوگا کہ سعید خان علی زئی نے
دریای سندھ کے اوسطرف سے آکر باعانت اتفاق گوجر ساکن کانڈل کے یہ قصبہ آباد کیا وقت آبادی کے ایک
تہہ جانب شمال اسکی زمین بھی شامل کیا گیا تھا اور لوگ اسکو کہلابٹ کہتے تھے اوسیکے نام پر قصبہ کا نام مقرر
ہوگیا سکہوں کی عملداری میں جبکہ الہی بخش کمیدان افسر توپخانہ نے اسکو لوٹا اور جلایا دوسری دفعہ دیوان
ہری سنگھ نے لوٹ کر ویران کر دیا مدت تک یہ قصبہ غیر آباد رہا سرکار انگریزی کے وقت سعید خان کی اولاد نے
پہر اسکو آباد کیا جو اب تک آباد ہے دو سو اٹھاسی گہر اور ایک ہزار پانسو بارہ مردم شماری ہے آبادی خام
و پختہ دو قسم کے ہی خاندان سعید خانی اس قصبہ میں معزز شمار کیا گیا ہے اور تین ہزار چار سو ستانوین روپیہ
کی جاگیر اونکی گذارہ کے لئی مقرر ہے علاقہ سرسبز و شاداب ہے **ایبٹ آباد جہاونی ایبٹ آباد**
علاقہ دہمتوڑ میں یہ مقام مشہور و جائی آسائش ہے ایبٹ صاحب ڈپٹی کمشنر اول ہزارہ نے یہ مقام پسند کر کر
جہاونی کی بنیاد ڈالی اب یہ مقام ضلع ہزارہ کا صدر ہے بلازمان ضلع دوکاندار و متفرق اقوام یہاں آباد
ہیں دو جگہہ بازار ہیں ایک صدر ایبٹ میں دوسری پاٹن گوٹہ میں جہان انگریز کی چند بنگلے اور ایک سرکاری سرای
صدر بازار کی متصل ہے اور جہاں انگریز سکونت رکہتے ہیں وہان شرب بہار ولی رہتی ہے قصبہ جانوشہرہ گرما میں تو بہت آسائش کا مقام
ہے اسمیں چار سو اڑتالیس گہر اور چار ہزار تین سو چوالیس مردم شماری ہے **شیروان** یہ قصبہ ضلع ہزارہ تحصیل ایبٹ آباد
متعلق ہے آبادی اسکی بہت پرانی ہے قوم ترک کہ کسی بزرگ کی اپنی حکومت کی وقت یہ قصبہ آباد کیا تھا اور پانسو برس
اوسوقت تک میں سکہوں کی غارت و تاراج کی وقت اسکی آبادی کم ہوگئی تھی تاہم اب آبادیان اسکی متفرق ہی دوکان
موجود ہیں ایک سو ستاسی گہر اور آٹھ سو سات مردم شماری ہے پولیس کا تہانہ بہی یہاں موجود ہے **قصبہ نتہی**
یہ بہی ایک پرانی آبادی ضلع ہزارہ تحصیل ایبٹ آباد کے متعلق ہے ترکون نے پہلے اسکی بنیاد رکہی دو سو برس
کے عرصہ سے زمینداران قوم تنولی نے اسپر قبضہ کیا اور ترک جلا وطن ہو کر چلے گئے اب بہی قوم تنولی ستو لی خان
ہوس علی کی اولاد اسپر قابض و متصل ہیں دو سو بارہ گہر اور ایک ہزار ایک سو اکسٹھ کی مردم شماری ہے
قصبہ شیر گڑہ اسکی آبادی بہت پرانی ہے صوبہ خان قوم تنولی کی حکومت کے وقت اوٹا ہی ہزار گہر آبادی
آباد تھا اور ساٹھ سو دوکان تھے بعد صوبہ خان و فتح خان پائندہ خان حاکم ہوئی بعد جب شیر بلند خان بیٹا
نواب خان کا پیدا ہوا اسنے احمد علی خان و گل شیر خان کے باپ کو قتل کر دیا تو یہ قصبہ ویران ہونا شروع ہوا اور سکہون
کے وقت جہاندا خان تنولی نے دو دفعہ اسکو جلایا اوسی سے یہ ویران ہو گیا آبادی بہت کم رہ گئی ہری پور ہزارہ
جو کبہی جاگیر آباد ہوئی وہ دہقان بہی ہمراہ لیکر چلے گئے تھے عطا محمد خان تنولی جو رئیس کرسی نشین اسکا ہزارہ سات سو

سترہ روپیہ سالانہ کا جاگیردار ہی اسی قصبہ مین رہتا ہو دو سو چون گھر اور نوسو دو مردم شماری ہے ۔
موضع نارہ عرصہ چارسو برس کا گذرتا ہی کہ کسی غزنی خان قوم گکہڑ رال نے یہہ موضع آباد کیا او
رفتہ رفتہ اسکی اولاد مین ترقی ہوتی گئی اور اس موضع کا نوکی آبادی بڑہتی گئی سکہون کے وقت جب
شورش اس علاقہ مین برپا ہوئی تو دو مرتبہ سکہون نے یہہ قصبہ جلا دیا مگر غزنی خان کی اولاد یہان ہی تھی پھر
آباد ہوتی رہی چونکہ پانی کے کنارے یعنی نشیب یہان بارہی مین گئے تو تازہ مشہور ہی آبادی اسکی خام ہی
گانو کے گرداگرد چند چشمہ پانی کے جاری ہین جنسے رونق قصبہ کی زیادہ ہے ایک قلعہ خام سکہون نے یہان
بنوایا تھا جو اب گر گیا ہی اب سرکار انگریزی نے ایک قلعہ بناکر اوسمین تھانہ قائم کیا ہے یہہ قلعہ پختہ ہی اس قصبہ
مین تین سو اسی گھر اور چہ سو چالیس مردم شماری ہے **قصبہ** [illegible] قصبہ متعلق تحصیل ہزارہ تحصیل ایبٹ آباد
کے واقع ہے آبادی اسکی دریای سندہ سے سولہ میل مشرق کے طرف اور سڑک پر جو دہرہ دون سے
ہوکر کشمیر کو جاتی ہے واقع ہے یہہ آبادی بہت پرانی ہے پہلی قوم ترک آباد ہو وارث تھی بہت برس کا
عرصہ ہوا کہ قوم جادون اسملک مین آئی اور ترکون سے جنگ و جدال کرکے علاقہ لے لیا یہہ قصبہ بھی اونکے
تصرف مین آیا تو آبادی اسکی بڑہ گئی ابتدای آبادی سے اجتک یہہ برابر آباد ہی قوم جادون پٹہان و
کہتری وغیرہ متفرق قومین اسمین رہتی ہین قصبہ کے متصل ایک تالاب موسوم سرشاہ جمال غازی کا
تالاب ہی پانی اسکا موسم گرما مین سرد و صاف ہوتا ہی سوہلی بہی اوسمین بست ہی اس قصبہ کے نام پر تمام علاقہ دہمتوڑ
کا علاقہ کہلاتا ہے ایکہزار اکیاون گہر اور پانچہزار پانسو اکتالیس مردم شماری قصبہ کی ہے **قصبہ ہری پور**
اسکا نوکی آبادی نالہ ڈور کے کنارے پر واقع ہے اور قوم افغان گرسال دن اسمین سکونت پذیر و مالک
متفرق قوم کے لوگ بہی اکثر رہتی ہین پانسو چہہ گہر اور دو ہزار ایکسو چالیس مردم شماری ہی اور چالیس کے
قریب دکانین ہین جسمین تجارت غلہ کی ہوتی ہے **قصبہ** [illegible] یہہ قصبہ ایبٹ آباد سے جانب
شرق آباد ہے آبادی اسکی تمام دریاے جہلم کے کنارے پر واقع ہے اس مقام پر یا مین علاقہ سرکار انگریزی
و مہاراجہ جمون کے دریای جہلم حد فاصل شمار ہوتا ہے قصبہ مین قوم ڈہونڈ کثرت سی آباد ہی اور کچھہ کہتری لوگ
اور دوسری قومین کے بھی ہین آبادی کے ایکطرف دریای جہلم اور دوسری طرف ایک کس پانی کے
یعنی نہر خورد جاری ہے جس سی قصبہ کا علاقہ تمام سرسبز ہے چشمہ بہی پانی کے بہت جاری ہین موسم سرما مین بارش
برف بہی برستی ہی اور تابستان مین موسم سرد و خوش ہوتا ہی شکار بہی ہرن و کبک دری یہان دستیاب ہوتا ہی
پہاڑ مین چہہ جہت ہین پیدایش شالی و انگور و ماش وغیرہ کی بہت ہوتی ہی تھانہ سرکاری یہان ہے ڈاک بنگلہ بہی
صاحبان انگریز جو کوہ مری سی کشمیر کو جاتے ہین اس راستہ سی گذر کرتے ہین قصبہ مین ایکسو ... گہر اور ...

چھیالیس مردم شماری ہے **موضع مانسہرہ** آبادی اس قصبہ کی پرانی ہے عرصہ دو سو برس کا
گذرا ہے کہ جب سواتھ کے پہاڑ سے پٹھانوں نے اتر کر اسکو فتح کیا اور ترک قابضان سابق بیدخل ہوئے
تو پرانی شہر سے یہ آبادی قائم ہوئی اور قوم خان خیل نے سکونت اختیار کی عہد سکھی میں سردار ہری سنگھ
نے اسکو ویران کر دیا کسیقدر مدت کے بعد پھر آباد ہوا جو آجتک آباد ہے اب روز بروز آبادی اسکی ترقی پر
ہے اکثر اقوام قدیم جو [illegible] بھی اسمیں آباد ہیں پانسو ستائیس گھر اور دو ہزار آٹھ مردم شماری ہے تیس دکانیں
جنمیں تجارت ہوتی ہے یہاں مدرسہ و تحصیل و تھانہ وغیرہ مکانات سرکاری پختہ تعمیر ہوئی ہیں سکھی وقت کا
ایک قلعہ یہاں تھا وہ اب گر گیا ہے درہ کاگان وغیرہ کوہستان کے بلند سے مال یہاں بہت آتا ہے روغن زرد
و چاول و شہد کا بیوپار بکثرت ہوتا ہے اور نمک وغیرہ اشیا بھی بکثرت فروخت ہوتے ہیں **موضع گڑھی
حبیب اللہ** یہ آبادی حبیب اللہ خان قوم سواتی کی آباد کی ہوئی ہے اور ایک گڑھی یعنی چھوٹا قلعہ بھی
یہاں بنا ہوا دریائے جہلم کے کنارے پر یہ آبادی واقع ہے قوم سواتی اسمیں مالک ہے صمد خان رئیس [illegible]
سرور اس قصبہ کا مالک ہے جو نو ہزار ایکسو بارہ روپیہ کی جاگیر پاتا ہے آنریری مجسٹریٹ بھی وہ مقرر ہو چکا ہے
دو سو تین گھر ایک ہزار چار سو ستائیس مردم شماری ہے **موضع بفہ** لشکر سواتی کے فتح کے وقت یہ گاؤں
آباد ہوا اور وقت [illegible] سکھی میں یہ گاؤں لوٹا گیا اور چندے ویران رہا پھر آباد ہوا وہ آبادی اب تک
[illegible] رہنے [illegible] بہتری اس قصبہ کے بڑی بیوپاری ہیں غلہ
و چاول وغیرہ کا بکثرت بیوپار ہوتا [illegible] سے لوہا وغیرہ اجناس یہاں آکر فروخت ہوتا ہے
اس قصبہ کی آبادی [illegible] دکان و کاگان پہاڑی دروں کے مقابل ہے **اگرور** اس قصبہ کی ایک
آبادی [illegible] آبادیاں متفرق ہیں جو سرحد یاغستان پر واقع ہیں اور علاقہ ملکیت عطا محمد خان
[illegible] اور [illegible] کا بیوپار بہت ہوتا ہے شہد بھی بہت فروخت ہوتا ہے سرکار انگریزی نے ایک قلعہ یہاں
بنوایا ہے جسمیں تھانہ رہتا ہے سواروں کا ایک ترپ بھی یہاں قیام پذیر ہے تین سو گھر اور ایک ہزار چار سو
ستائیس مردم شماری ہے **بالاکوٹ** اس قصبہ کی آبادی قصبہ بفہ کی آبادی کے طرح ہے علاقہ نہایت
سرسبز ہے تجارت ہر ایک قسم کی ہوتی ہے ایک ہزار تین سو ایک گھر اور دس ہزار چھ سو بیاسی مردم شماری ہے
موضع شنکیاری یہ گاؤں سواتیوں نے بعد فتح اس ملک کے آباد کیا سکھوں کے وقت دیوان [illegible] نے
[illegible] کے اسکو ویران کر دیا تھا تھوڑے سے عرصہ کے بعد پھر آباد ہو گیا شرق کیطرف اسکی
ایک پرانا [illegible] اسکو لوگ [illegible] کے ساتھ منسوب کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہاں اوسکا قلعہ تھا آباد
اسکی [illegible] ایک قسم کا بیوپار ہوتا ہے قصبہ کے ساہوکار دو تین چند سو تامی آدمی ہیں [illegible] جو اسکا

فاخرہ و لباس ہے اس قصبہ میں عمدہ بنی جاتی ہے دو سو چھیاسٹھ گھر اور ایکہزار چار سو اٹھاسی مردم شماری ہے ایک سرکاری تھانہ پختہ عمارت کا یہاں بنا ہوا ہے **کاگان** یہ ایک پہاڑی ضلع اور دورہ کا نام ہے اور نیز ایک بستی اسی نام کی آباد ہے پہلے محل مسمی غازی بابا نے اوسکو آباد کیا اور وجہ تسمیہ کاگان کی یہ ہے کہ ہندوؤں کی عملداری میں ایک عورت سندنی راجہ کی عورت کاگی نام تھی اور دوسری کا نام راجوال تھا علاقہ کاگان تو کاگی کے نام سے مشہور ہے اور راجوال کے نام سے علاقہ راجوال داخل کاگان ناظر دیوی خاص کاگان کی آبادی بیچ مقام پر منقسم ہے علی القیاس راجوال کے اور شکل بھی کاگان مشہور ہے اسی مقام پر موسم سرما برف رہتی ہے اور گرمی میں موسم دلکش ہوتا ہے بہت سے لوگ موسم تابستان یہاں آکر قیام کرتے ہیں تجارت نمک کی زیادہ ہوتی ہے تھوڑی بہت تجارت ... ہوتی ہے دو سو پینسٹھ گھر اور دو ہزار تین سو پچیس مردم شماری ہے فقط **بقیہ حال ضلع ہزارہ** اس ضلع میں کوئی کان ایسی نہیں ہے جس سے کوئی معدنی دولت بافراط حاصل ہوتی ہو مگر سونے کا اٹک اور دریاے سندھ کی ریگ سے یہاں بہت جگہہ دستور ہے سونے کے ذرے ریگ میں ملے ہوئے ہوتے ہیں نیارگش لوگ جو قوم کے نیارئیے ہیں ریگ سے سونا نکالتے ہیں اٹھائیس مواضعات کی ریگ سے یہاں سونا نکالا جاتا ہے جسکی تفصیل سرکاری تاریخ ہزارہ میں درج ہے سمت ۱۹.. عملداری مہاراجہ شیر سنگھ میں جب دریاے سندھ نو ماہ تک بند رہا اور پھر ایکدفعہ پانی آگرنیکے ... دریا رد ہوگئے اوس طغیانی کے فرو ہونے کے بعد بہت سا سونا ریگ میں سے نکالا کرتا اور ایک نیارگش دن بھر میں ایک روپیہ تک کما لیتا تھا پھر سمت ۱۹.. انگریزی عملداری میں جب طغیانی ہوئی تو بھی ۸ روز تک مزدور سونا نکالتے رہے اب اگر کبھی سال طغیانی بخوبی ہوجاتی ہے تو چار آنہ یومیہ کی کمائی مزدور کرلیتا ہے ورنہ دو آنہ ڈیڑھ آنہ کا سونا تمام روز میں نکلتا ہے سواے اسکے سندورہ اور چونہ کا کنکر اور ابرق بھی اس سرزمین کی ہی نکلتا ہے مگر ابرق کے ورق چھوٹے ہوتے ہیں لوہے کا پتھر اور سرمہ کا پتھر اور سفیدرنگ کی مٹی بھی بہت ہوتی ہے سفید مٹی سے دیواریں سفید کیجاتی ہیں بڑی عمدہ کارآمد چیز جو اس پہاڑ سے حاصل ہوتی ہے مومیائی ہے اور یہ ایک قسم کا گوند ہے جو علاقہ بکوٹ موضع سنگل کے پتھروں سے نکلتا ہے اور درد ... کیلیے مفید ہے اور یہ جوڑوں اور ہڈیوں شکستگی کی بیماریوں میں بیمار کو دیتے ہیں کل ضلع کی پیداوار جو غلہ کی قسم سے ہوتی ہے گیہوں مکی گندم جو باجرہ موٹھ یعنی شالی اور مکی کا دہلری ہر صنف ہے اور تمام علاقہ تین قسم میں منقسم ہے ایک علاقہ گرم دوسرا معتدل تیسرا سرد پہر گرم علاقہ میدانی میں گنک یعنی گیہوں کی پیداوار زیادہ ہے ... گندم تمام اضلاع پنجاب سے قسم اعلی ہوتی ہے معتدل علاقہ جو میدان اور پہاڑ کے درمیان ہے اوسمیں چاول بھی پیدا ہوتے ہیں البتہ ... عمدہ قسم کا پیدا ہوتا ہے ... بھی عمدہ ہوتی ہے سرد علاقہ میں شالی کی پیداوار ...

زیادہ ہی اور اکثر علاقے برفانی بہی اسمین واقع ہین چانول اوسکا ذائقہ دار ہوتا ہی مختصر تاریخی حال ہزارہ
ضلع کا یہہ ہی کہ اسلام کے عملداری سے اول یہہ علاقہ ہزارہ کا ہندون کی حکومت مین تہا چنانچہ اب بہی آثار
عالیشان اوسوقت کے موجود ہین بعض مقام پر جو زمین کہودی گئی تو بت سنگین برآمد ہوئے اور ایک مرتبہ کئی سو
اشرفیان ہندونکی عہد کے سرکار انگریزی کے وقت ایک زمیندار کو دستیاب ہوئین جب سلطان محمود غزنوی
کا حملہ ہند پر ہوا تو مسلمانون کی لڑائی اس ضلع کے ہندو راجون کے ساتھہ میدانی علاقہ مین ہوئی اور
مقام ڈہاکہ پر راجون کی رانیان لڑائی دیکہہ رہی تہین جب سب راجہ قتل ہوگئی تو رانیان بے اختیار ہوکر
پہاڑ سے گر کر مرگئین بعد ازان قوم ککہڑ اس علاقہ پر حاکم ہوئی اونکی عملداری مدت مدید تک اسلام مین بہی
اور کئی سلاطین اس قوم کے ہوئی چنانچہ سلطان آدم ککہڑ کی اولاد اب بہی یہان رہتی ہی اور اب تک سردار
اوس خاندان کا حیات اللہ خان موجود ہی آٹہہ سو روپیہ سالانہ پنشن پاتا ہی او سلطان سارنگ کی اولاد
علاقہ خانپور مین سکونت پذیر ہی اور قوم کا سردار مقرر کرسی نشین راجہ جہانداد خان فرزند راجہ حیدر بخش خان
موجود ہی جب سلطنت چغتائی نے زور پکڑا تو اوسوقت بہی یہہ قوم معزز رہی اور شاہان وقت کے دربار مین انکی
عزت و حرمت باظہار اطاعت ہوتی رہی مگر چغتائی سلطنت سے اول اور پہلی بادشاہون کی اطاعت اونہون نے
کم کی تہی اور ہمیشہ اون سے ککہڑ لڑتے رہتے تہے اونہون نے بہت سی بستیان بہی یہان آباد کین اور سکونت پذیر
رہے چغتائی سلطنت کے ضعف کے بعد یہہ قوم بہی گرتا دیہہ گئی مقرب خان ککہڑ نے احمد شاہ درانی کی امداد ہند
کے حملون کے وقت دی اور بمقام گجرات سکہون کی لڑائی مین شہید ہوا راجہ کشمیر اسی خاندان سے کہلاتا تہا
اور بادشاہ انکو کشمیر کا دربان مشہور کرتے تہے جب عملداری سکہون کی پنجاب مین ترقی پکڑنے لگی تو پہلی سردار
مہان سنگہ سکرچکیہ نے اس طرف حملہ کیا پہر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار لاہور سے چونکہ اوسوقت ہزارہ کے
خانون کی آپسمین نا اتفاقی تہی سکہون کا دخل بہین ہوگیا جب سکہون نے ظلم و زیادتی شروع کی تو سب یکدل
ہوکر شورش برپا کی اور رنجیت سنگہ کے اہلکار بیزار ہوئے تنگ آکر رنجیت سنگہ نے رانی سدا کنور و شہزادہ شیر سنگہ
و دیوان رامدیال و جرنیل الٰہی بخش کو فوج دیکر ہزارہ کو بہیجا ہزارہ کے لوگ بڑی سختی کے ساتھہ لڑے اور بہت
خونریزی ہوئی دیوان رامدیال مارا گیا شہزادہ شیر سنگہ نے اگرچہ کسقدر بستیان جلائین اور علاقہ برباد کیا مگر
قبضہ جیسا چاہیے نہ پایا اور واپس چلا گیا سکہون کا اہلکار اوسوقت کسی کسی تعلقہ مین ٹہہرا ہوے تہے پہر رنجیت سنگہ
نے پہر سردار ہری سنگہ کو ہزارہ کیطرف مامور کیا چونکہ وہ سردار بہت بہادر و حلیم الطبع تہا اوسنے اپنی لیاقت
و تدبیر سے بہت سے علاقہ کا انتظام بخوبی کر لیا میدانی علاقہ اوسکی زیر حکومت بخوبی آگیا آخر جب حسن علیخان گکہڑ
کی شورش کی تو خود سردار ہری سنگہ بہوڑے بہائی کے قتل ہوا اس واقعہ کے بعد پہر شہزادہ شیر سنگہ و جرنیل الٰہی بخش

فوج دو توپخانہ لیکر آگئی اور تلا ہیری علاقہ کو اپنا مطیع کرکر اور بعض علاقجات سے نذرانہ لیکر واپس چلے گئے اور کسیقدر
مدت تک ہزارہ خود سر رہا جب سے رنجیت سنگھ نے کشمیر فتح کر لیا تو سردار ہری سنگھ ناظم کشمیر کا ہوا سردار امر سنگھ کو
رنجیت سنگھ نے بضرورت مہم منکیرہ کے اپنی طرف بلایا تو ہری سنگھ نلوہ کا گذر اس راستہ سے ہوا جب داخل علاقہ
ہزارہ ہوا تو محمد خان ترین اوسکا سد راہ ہوا اور چاہا کہ وہ اس راستہ سے جائے سردار ہری سنگھ نے
بہت عذرات کئے مگر خانان ہزارہ نے ایک نہ مانی ناچار وہ لڑائی پر مستعد ہوا اوسوقت ملکیہ قریب تیس ہزار
کے تھا اور اوسکے ساتھ دس ہزار سے بھی کم فوج تھی مگر وہ بہادرانہ لڑا اور دو ہزار ملکیہ مارا گیا اور ہزارہ بالکل فتح ہوا
سب ملکیہ بھاگ گیا آخر افغانان قوم جدون سردار کے پاس گئے اور بہت منت کی اور گناہ بخشوایا
چونکہ سردار ہری سنگھ اوسوقت رہگذر تھا تعلقہ والون سے اوسنے صرفی گھر وصول کیا اور اسی ہزارہ اسمی
بوستان خان محمد خان کے برادر زادہ کو لیکر رنجیت سنگھ کی لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد فتح منکیرہ حکومت ملک ہزارہ
کی سردار ہری سنگھ نلوہ کو ملی اور بیس ہزار روپیہ کی جاگیر محمد خان کو عنایت کی مگر محمد خان دل سے مطیع ہوا
زمینداران پکھلی کوٹ کو بھڑکا کر جنگ پر مستعد کر دیا اور تربیلہ کے زمینداروں نے اونکی مدد کی اس لڑائی میں
سردار ہری سنگھ کو شکست ہوئی اور سردار کوہی ملک سے دستبردار ہوکر میدانی ملک میں آیا اور شہر ہری پور
اور قلعہ ہرکشن گڈہ کی بنا رکھی سمت ۱۸۹۰ مین سردار ہری سنگھ کو رنجیت سنگھ نے اپنی پاس بلا لیا وہ اودہر گیا اور
سردار گوردت سنگھ اپنے فرزند اور مہا سنگھ اکالیہ کو معہ دو سو سوار اور پانسو پیادہ کے ہزارہ کی حکومت پر
چھوڑ گیا مہا سنگھ نے ایک درخت تالی کا موضع درویش محمد خان کے جاگیر سے کٹوا منگوایا اوس پر بھی شورش
برپا ہوئی قلعہ ہرکشن گڈہ کا ملکیہ والون نے محاصرہ کیا سرکاری سپاہ نے لیا قلعہ دربند کو قوم تنولی نے اور
قلعہ سنگلیاری کو قوم سواتی نے مار لیا سپاہ جسقدر قلعون مین تھی وہ قتل کر ڈالے سنگلیاری کے کہتریون پر کمال
ظلم کیا اور انکی جوان لڑکیون کے ساتھ افغانون نے زبردستی نکاح کر لیا جب اس شورش کی خبر مہاراجہ رنجیت سنگھ
کو پہونچی سردار بدہ سنگھ سندہانوالیہ معہ ایک برجستہ فوج کے اودہر کو مامور کیا اور سردار ہری سنگھ کو بھی پھر اودہر کو
بھیجا اوسوقت ملکیہ نے نوان شہر کے قریب مورچے باندھی ہوئی تھی وہ سکھی فوج نے توڑ دی اور ایک بستی
کو جہان ملکیہ جمع تھا آگ لگا دی چونکہ سردار بدہ سنگھ سردار ہری سنگھ سے اول ہزارہ میں پہونچ گیا تھا محمد خان ترین
جانے بھی اوسکے ساتھ اتفاق کر لیا تھا بابت ہری سنگھ کو ناگوار گذری اور مہاراجہ کو اطلاع دی او سردار بدہ سنگھ
واپس طلب ہوا اور سردار ہری سنگھ نے دوبارہ انتظام ہزارہ کا شروع کیا کئی گانو جلائے بہت سا ملکیہ قتل
کیا جن لوگون نے ہندوون کے لڑکیون کے ساتھ نکاح کئے تھے اونکو سخت سزا دی ایک ہزار زن بچہ
اونکا قید کر لیا اور ایک ایک عورت کی عوض مین دو دو عورتین مسلمانون کی ہندوون کو دلوائین

اور شہر و قلعہ سنگھاری مسمار کرا دیا موضع سنگھری کو جلا دیا سربلند خان اوسوقت رئیس سنگھری نے پھر ملک
جمع کیا اور شیر محمد خان پسر کلان اپنے کو سردار کے مقابلہ پر روانہ کیا پہلی شیر محمد خان نے فتح پائی اور سکھ
بھاگ گئے دوسری لڑائی میں شیر محمد خان مارا گیا پھر سردار نے اسی کوٹ و گنگا گڈہ پر چڑہائی کی اور
بکم اسوج سمت ۱۸۸۱ بکرمی کو لڑائی ہوئی ملکیہ لوگ نہایت سختی سے لڑے تمام سکھی فوج بھاگ گئی اور سردار
ہری سنگھ ایک کوٹھہ خام کے اندر گھر گیا جب دشمن دیکھا کہ اب جان پر آبنی ہے تو سردار جیوان سنگھ وغیرہ
ہمراہیوں کے کوٹھہ سے نکلکر مقابل ہوا ملکیون نے تلوارون کے وار بہت کئے مگر لیٹ زرہ پوشی کے کارگر
نہوئی لڑتے لڑتے شام ہو گئی اور سردار گھوڑی سے گر کر ایک گڑہی میں جا پڑا ملکیہ لوگ سردار کو قتل کرنے
کے لیئے ڈہونڈتے تھے جب وہ دور نکل گئے تو سردار کو اوٹھنے کی طاقت نہ تھی امیدوار امداد غیبی کا
تھا اتنے میں ایک سکھ بھاگی ہوئی فوج سے وہان آ پہونچا سردار نے اوسکو آہستہ آواز دی اور وہ سکھ
سردار کو اپنی پشت پر لیکے گیا سردار کو کوئی زخم تلوار کا نہ تھا مگر پتھرون کے بوچھاڑ سے تمام جسم اوسکا
چور چور ہو رہا تھا اس لڑائی میں سردار جیت سنگھ بڑا افسر مارا گیا چونسٹھ افسر اور فوج صدہا مقتول ہو گئے
جب حال سنکر رنجیت سنگھ نے توپخانہ اور فوج پیادہ و سوار بیشمار لاہور سے روانہ کیا اور خود بھی ہزارہ میں
جا پہونچا مہاراجہ کے جانے سے اکثر لوگ اطاعت میں آگئے اور بہت سو سزا یاب ہوئے کچھہ انتظام بھی عمل میں آیا
پٹھان خان ترین جلال خان محمد خان شیدین نذر پائندہ خان سلیم شاہ مشوانی سپاہ جیدون شیر محمد پیر داد جیار
روسا بدنام ہزارہ اوسوقت تو بچے اور اٹہ گئے غرض سکھی وقت میں ایسا ہی نشیب فراز و بدانتظامی کا
علاقہ میں رہی ہزارہ پورا پورا بھی اطاعت میں نہ آئی کہ اتنے میں سید احمد جہادی معہ اپنی فوج ہندوستانی کے ہزارہ میں
آیا ہزارہ کے لوگ سکھون سے بسبب مخالفت مذہب کے ناراض تھے فی الفور اوسکے مطیع ہو گئے اور اوسنے عشر بھی
کا زمینداروں سے لینا شروع کر دیا سکھون کے اہلکار ہزارہ سے نکالدئے اور تسلط اپنا تھوڑی جمالیا مگر آخرکار جب
اوسنے وہابیہ مذہب کے مسائل بیان کرنے شروع کئے اور عشر کے حق میں سے ملا کو محروم کر دیا اور معاملہ کے
لینے میں کمال سختی کرنی شروع کی تو سب کے سب اوس سے پھر گئے اتنے میں شہزادہ شیر سنگھ فوج لیکر سید احمد کی
سرکوبی کو ہزارہ میں جا پہونچا اور قلعہ بالاکوٹ کا جسمین سید احمد تھا محاصرہ کر لیا اگرچہ فوج سید احمد کے پاس
زیادہ تھی مگر اوسوقت آٹھہزار آدمی جنگی اوسکے پاس موجود تھا اوسنے تین گروہ تین تین سو آدمی کو لڑنے
کے لیئے تیار کئے ایک گروہ کا افسر مولوی اسمٰعیل تھا دوسرے کے ہمراہ مولوی جمیل اور تیسرے کا افسر خود
سید احمد بنا اور گالیون سے نکلکر لڑائی شروع کی ہندوستانی غازی سکھون کے ساتھہ لڑے مگر تھوڑے عرصے آخر مارے گئے
اور مولوی اسمٰعیل و سید احمد بیچ میدان شہید ہوئے سید احمد کا سر سکھہ کاٹ کر لے گئے اس سبب اوسکی نعش پہچانی

گئی جب تسلط ہندوستانیون کا اوٹھہ گیا لاہور سے سردار ہری سنگھ ناظم ہزارہ کا قرار پایا مہاراجہ شیر سنگھ کے قتل
بعد ملک کنور پرتاب سنگھ کے جاگیر مین ملا پھر راجہ گلاب سنگھ کے حوالہ ہوا پھر دیوان مولراج ناظم ہوا اوسکے وقت
بڑا فساد ہزارہ مین ہوا جسکا ذکر قبل آچکا ہے اونہین ایام مین سرکار انگریزی اور سکھون کی آپس مین لڑائی ہوئی اور
انگریز فتحیاب ہوئے اور اس انقلاب سلطنت مین مولراج ہزارہ سے چلا آیا ہزارہ والون نے سید اکبر شاہ کو بادشاہ
اپنا بنا لیا اور نواب خان تنولی و غلام خان مدار المہام مقرر ہوئے تھے انگریزون نے علاقہ ہزارہ بھی شامل ملک
کشمیر کے راجہ گلاب سنگھ کو دیدیا اور راجہ کی طرف سے دیوان ہری چند وغیرہ کاردار ہزارہ کے مقرر ہوئے
مگر انتظام نہوسکا پھر دیوان جوالا سہائے آیا وہ بھی واپس گیا اور راجہ گلاب سنگھ نے اس ملک کے لینے سے انکار کیا
اسواسطے یہ ملک پھر سرکار لاہور کا علاقہ شمار ہوا اور ایبٹ صاحب بعد دیوان اجودہیا پرشاد اسواسطے حد
بندی سرکار لاہور و سرکار جمون کے ہزارہ مین آیا اور حد بندی قائم ہوگئی اور انتظام ہزارہ کا بھی بموافقت
ایبٹ صاحب بہادر تجویز ہوا اسیوقت سردار چتر سنگھ اٹاریوالا گو لاہور کیطرف سے ناظم ہزارہ کا قرار پایا اسنے برخلاف سرکار کے شورش برپا کی
اور پشاور وغیرہ علاقجات پر قابض ہو کر باجتماع سکھون کے گجرات مین سرکار انگریز کے ساتھ لڑا اور شکست کھائی بعد ازان سرکار
لاہور کا ملک انگریزون نے ضبط کرلیا یہ علاقہ بھی انگریزی قبضہ مین آگیا اور کچھ بھی ابتک نہ ہوا انتظام حکومت انگریزی قابل
سرکار ایسا انتظام ہوا کہ کوئی مفسد فساد نہین کرسکتا انتظام ہزارہ مین دریا سندہ موضع کبلیان علاقہ کولائی کو حد ہزارہ
ہوتا ہے اسکی طرف بموضع ابنہ قاضی باشگاہ حد اکوڑہ خان پشاور سے جا ملتا ہے اسیطرح مقام سے نکلا جاتا ہے دریا اسمقام مین بہت
تیز چلتا ہے اور پانی بہت صاف ہے اور دریا کے ذریعہ سے ہزارہ دیودار کی لکڑی اس ضلع مین آتی ہے
جو عمارات مین خرچ ہوتی ہے دریا سندہ مین کشتی اس ضلع مین جاری ہوتی ہے اسیطرح اور سرنڈ ربو چالہ وغیرہ
وغیرہ کے ذریعہ لوگ دریا سے اوترتے ہین موضع ابنہ اسکا گھاٹ سکھون کے عہد مین تھا گندگر اس دریا کی بین ایک
گندگر و سنداد و دم گندگر ہے اور گندگر سے ہوسہٹ اور دریا ہی جہلم اس ضلع کے مشرق کیطرف جاری ہے اور علاقہ
پکھلی کے سرحد پر داخل اس ضلع مین ہوتا ہے یہ دریا دو شاخون مین منقسم ہوا ہوا آتا ہے
ایک وہ جو چین تاکر ملک کاغان کا پانی موضع بوسہ کے قریب شامل ہوتا ہے اور نام اسکا ندی کنہار
ہے دوسری شاخ کشمیر کے طرف سے آتی ہے وہ بھی اصل مین دو شاخین ہین ایک خاص شہر کشمیر کے درمیان
ہوکر آتی ہے اوسکا نام جہلم ہے دوسری شاخ ملک چلاس سے داخل ہوتی ہے اوسکا نام کشن گنگا ہے وہ دونو
قریب شہر مظفر آباد کے آپسمین ملجاتے ہین پھر آگے جو ہی کونا سے ملکر پورا دریا بن جاتا ہے ندی کو نار پایاب
ہے پل متصل گڑھی حبیب اللہ خان کی اور دوسرا پل موضع کوٹالہ کے قریب بنا ہوا ہے۔ اس ضلع مین
صدہا چھوٹی ندیون اور چشمون کے پانی پہاڑ سے آکر ملک کو سیراب کرتے ہین انکا شمار نہین ہوسکتا

تین نالے انہین کی بابت شہر مین ایک نالہ ہرو دوم نالہ ڈور تیسرا نالہ سرن ہے یہ تینون ہزارہ کی زمین کو سیراب
کرتے ہین آب وہوا اضلاع کی مختلف ہے یعنی چھچھ گرم ہے اور گرم مین گرم اور حصہ سرد مین سرد اور حصہ معتدل مین معتدل
ہے بلکہ اگر ایک ایک علاقہ کی آب وہوا علیحدہ علیحدہ تصور کیجائے تو بجا ہے ضلع کے رہنے والے نہایت
شوریدہ پشت و قوی دل و جنگ آور و دلیر و جوانمرد ہین مرنے سے ہرگز نہین ڈرتے ہین ہری پور
ضلع ہزارہ مین یہ شہر تھوڑی سی آبادی کا قلعہ ہرکشن گڈھ کے قریب واقع ہے آبادی اسکی بہت پرانی
اور قدیمی ہے سب عمارات وہان بعضی پختہ و خام عمارات بازار بارونق و تجارت ہے گڈھی
سیدی خان یہ ایک آباد و مستحکم قلعہ و قصبہ بعمارت پختہ بائین کنارے دریای کشن گنگا دریای
سندھ سے جو میل بسمت شمال مشرق اٹک کے مقام پر واقع ہے پہلے اس گڈھی کے عمارت صفدر خان افغان نے
بنائی اور صفدر خان کی گڈھی نام رکھا تھا اب سیدی خان کی گڈھی مشہور ہے لوه قصبہ اوس سڑک پر
جو اٹک کے قلعہ سے کشمیر کو جاتی ہے کشمیر کے حد سے بیس میل ورے مغربی بنیاد اون پہاڑون پر جو کشمیر کے مغربی
دامن مین آباد ہے گردی کا ملک اسکا نہایت خشک ہے زراعت مختلف مقامات پر تھوڑی و پہاڑیان خشک واقع
ہین دربند یہ ایک مقام بائین کنارے دریای سندھ شمالی و مغربی حد ملک پنجاب و سلطنت انگریزی
پر واقع ہے فوج انگریزی اکثر یہان رہتی ہے چونکہ اس مقام پر دریای سندھ پہاڑون کے اندر تنگ ہو کر چلتا
ہے اسلئے اس علاقہ کا نام دربند مشہور ہوا اسی نواح مین شیر سنگھ بن رنجیت سنگھ کے بیٹے نے سید احمد و مولوی
اسماعیل کے ساتھ جنگ کیا اور سخت لڑائی کے بعد اونھون نے مع اپنے رفیقون کے شہادت پائی قبرین انکی ابتک
وہان موجود ہین پکھلی یہ ایک چھوٹا سا علاقہ پہاڑ مین مشرق کے طرف دریای سندھ کے واقع ہے زمین اسکی
نہایت زرخیز و سیراب ہے پیداوار یعنی غلہ اور میوہ جات کی بہت ہوتی ہے خصوصاً مکئی کی پیداوار کا حد و حساب
نہین ہے رنجیت سنگھ کے عہد مین ہری سنگھ نلوہ فوج سکھی لیکر اس ملک مین گیا تو اونھون نے تمام اس علاقہ کو
لوٹ کر برباد کر دیا اور زبردست باشندہ جان حاکم یہان کا اپنی جان بچا کر بھاگ گیا سکھون نے تمام بستیان اوجاڑ
دین تھا کے بعد کچھ مدت اسکی آبادی کی ظاہر ہوئی اب بخوبی آبادی ہے ۔۔

دوسری فصل کشمیر کے بیان اور وہان کے شہرون و قصبون و دریاون و چشمون و جھیلون و گاون کے ذکر مین

کشمیر کا ملک مشہور اور خوبصورت اقلیم مین شمار ہوا ہے شمال کے طرف اسکی [illegible]
کشمیر [illegible] درمیان [illegible] پہاڑ [illegible]

بجانب مغرب کے جانب کو ملک ہزارہ و پکھلی و دھمتور دو دریاے کشن گنگا ہے چارو نطرف اسکے اونچے پہاڑ برفدار
سے ڈھکے ہوئے ہین پہاڑون کے بیچ مین کشمیر کا میدان ایک ہموار و زرخیز و سیراب زمین ہے اوس مین کہین صاف زمین اور
پانی کا ہموار پہاڑون کے کنارون کے نیچے ہے سرزمین خاص کشمیر کی ایکسو بیس میل لمبی اور بعرض اوسط پچیس میل
جسکی کل سطح اسکا چار ہزار پانسو میل شمار ہوتا ہے صورت اسکی اگرچہ بیضی سی تھی مگر بیضوی شکل سے مشابہت رکھتی ہے
اور بعض کہتے ہین کہ دبنا اسماعیل دوری سے مزیل تک طول ایکسو دس میل اور عرض مرکز سے قیصر ناگ تک ساٹھ میل
کل سطح پانچ ہزار ایکسو ساٹھ میل انگریزی ہے اور ایک مورخ انگریزی کا بیان ہے کہ صاف میدان کشمیر کا پچیس میل لمبا
اور چالیس میل چوڑا اور کل سطح دو ہزار میل ہے اصل ہنود اس ملک کی آبادی کا ابتدائی حال ایسا بیان کرتے ہین
کہ سابق کل کشمیر کی سطح کے اندر پانی بھرا ہوا رہتا تھا اور لوگ پہاڑون کی بستی سر کرتے تھے اوس وقت جلدیو نام ایک راکھشس
یعنی دیو اوس پانی مین آکر مقیم ہوا چونکہ وہ دیو آدم خوار تھا گرد نواحی علاقہ اوسنے تمام ویران کر دیا تھا تو
لوگ اوسکی خوف سے بھاگ گئے اور کچھ اوسکے لقمہ ظلم ہوئے بعد مدت کے وہان ایک شخص رشی یعنی خدا پرست
کشپ نام وارد ہوا اور تمام علاقہ کو ویران دیکھ کر اوسنے حال دریافت کیا بعد دریافت اوسنے جلدیو کی غارتگری
سے الہی عبادت شروع کی جب عبادت قبول ہوئی تو مہادیو کے حکم سے کارکنان کارخانہ الہی جلدیو کے مارنے پر
مستعد ہوئے اور ایکسو برس تک لڑائی رہی مگر وہ مردم خوار غائب ہو کر کسیطرح ہاتھ نہ آتا اور گرفتاری کے وقت
پانی مین چھپ جاتا آخر یہ تجویز ٹھہری کہ یہان کا پانی تمام و کمال نکال دیا جاوے پس بارہ مولہ کے درہ کے پاس
جہان اب دروازہ اور شاہی برج بنا ہوا ہے پہاڑ کو توڑا گیا جب پانی بہہ گیا تو جلدیو ہاتھ آیا اور بہت ضربون سے
مارا گیا زمین صاف ہونے کے بعد کشپ رشی یہان رہنے لگا چونکہ گوشہ خدا پرستون کی عبادت کے لئے بہت مفید
اچھا تھا اسواسطے دور دور سے عابد لوگ یہان آکر رہنے لگے کئی سو برس کے بعد یہان بہت آبادی ہو گئی اور
حاکم کی ضرورت پڑی اور ہیبت ملک جمون کے راجہ سے درخواست کی کہ وہ اس ملک مین اپنا عمل دخل کرے اوسنے اپنا
بیٹا یہان بھیجا اوس وقت سے سلطنت شروع ہوئی۔ مسلمان اس روایت کے برخلاف ایسا بیان کرتے ہین کہ
پہلے یہان پانی بھرا ہوا تھا حضرت سلیمان پیغمبر جو بتقریب سیر اپنی تخت رواں پر سوار یہان آپہنچے تو اونہون
نے کشپ دیو کی معرفت اسکا پانی نکلوایا اور رہنے کے لائق آباد کیا فقط خطہ کشمیر ایسا دلپذیر ہے کہ جو مسافر یہان آتا ہے
پھر جانے کو دل اوسکا نہین چاہتا حیثیت کی یہ ہے کہ یہان بہار کا موسم شروع ہوتا ہے جہان تک نظر کام کرے سواے سبزہ کے اور
اور سبزی کے کچھ نظر نہین آتا ہزارون طرح کے رنگا رنگ پھول اور قسم قسم کے نباتات اور سیکڑون درخت میوہ
انار و ناشپاتی و انگور وغیرہ جنکا تعداد شمار سے باہر ہے پیدا ہوتے ہین شاہجہان بادشاہ نے با ہمہ اپنے
مصورون کو حکم دیا کہ جتنی قسم کے پھول کشمیر مین ہین اونکی شبیہ اوتاری جاوے تین ہزار قسم کے پھول

تو اوس وقت ورق کتاب سے محو ہو جاتا کہ خالق حقیقی کی پیدائش کا شمار نہیں ہو سکتا تو چھوڑ دیا گیا اور اس عروج اس
ملک میں یہان میوں کی سینکڑی ہوتی ہے انگور اوس قدر کہ انگوری شراب کھینچی جاتی ہے تالابوں اور چشموں اور ندی نالوں
اور نالوں کا یہان شمار نہیں ہے جن سے تمام علاقہ پر گھر گھر اور جا بجا پانی پھیرتا ہے صرف شرقی پہاڑ کشمیر کا خشک
اور خالی ہے مغربی و جنوبی و شمالی پہاڑ سرسبز و شاداب ہے اور تمام پہاڑی چشمے و ندی و نالے جا بجا سے بہہ کر
بارہ مولہ کے درے کے پاس دریای جہلم سے ملجاتے ہیں کشمیر کے پہاڑ دروں کے درمیں مورخ مختلف بیان کرتے ہیں
ابوالفضل صاحب اور ابوالقاسم فرشتہ تین لکھتے ہیں صاحب انگریز سات اور پھول صاحب انگریز بارہ کہتے ہیں اور تحقیقات
ان چار دروں میں سے چار دری کثرت سے ہیں جو ہمیشہ جاری رہتی ہیں پہلا درہ ہے جو شرقی سمت ہے دوسرا بانہال
جو جنوبی حد پر ہے تیسرا درہ پونچھ پاس جو مغرب کی طرف ہے چوتھا درہ بارہ مولہ جو بھی مغربی حد کے اوپر واقع ہے
اسکے سوای ایک درہ درہ ہے جسکو درہ دوب بولتے ہیں وہ بھی بارہ مولہ کے پاس ہے ان دروں کے راستے
آمد و رفت لوگوں کی جاری ہے قطع نظر ان دروں سے اگر اوس ملک کا کوئی واقف آدمی ہو تو معمولی دروں کے
سوای پہاڑ کے اوس سے بھی وہ کشمیر میں داخل ہو سکتا ہے اون دروں میں گھوڑے کے راستے کے گیارہ درے
ہیں گاڑی کا راستہ کسی درہ میں نہیں ہے شاہان چغتائی اکثر اوقات پیر پنجال کے راستے سے زنانی سواریوں
کے ہاتھی لیکر کشمیر میں داخل ہوتے تھے رنجیت سنگھ نے بھی بارہ مولہ کے درے کے راستہ سے کشمیر پر حملہ کیا تھا اور بڑی
مشکلوں سے توپ اپنے ساتھ لے گیا تھا شاہنشاہ اکبر نے جب کشمیر پر قبضہ پایا تو اوسنے ہر درہ پر سات مقرر کر کر
سات سردار ایک ایک درہ پر ایک ایک نمایندہ مقرر فرمای اور ملک کا خطاب اونکو بخشا اور اون دروں کے علاقہ
سے اوپر سے جاگیر دون کے اونکو عطا فرمائی اور ارشاد کیا کہ وہ ساتوں سردار فوج مسلح و جرار اپنے
پاس ہمیشہ تیار رکھا کریں کہ بروقت حملہ کسی دشمن کے کام آوے چغتائی سلطنت کے اخیر تک وہ سردار بدستور
اپنے اپنے کام پر مستعد رہے اور کسیکو طاقت نہتھی کہ اون دروں کے راستہ کشمیر میں داخل ہو اون ملکوں کے
اولاد اگرچہ ابتک موجود ہے مگر سکھوں کے وقت اونکی جاگیریں ضبط ہوگئیں اور اونکے اختیار بھی بالکل چھن گئے
سکھا شاہی میں کسی نے اونکی قدامت کے طرف خیال نکیا - اس ملک میں کالا ریچھ و سفید ریچھ پہاڑوں میں
بہت ہوتا ہے مگر بھیڑیا بہت کم ہے جنگلی بکریاں جنگلی ہرن بارہ سنگے بکثرت اور نئی قسم کا ایک جانور ربلاؤ نام کا
ہیں پایا جاتا ہے جو دریا کے اندر رہکر مچھلیاں کھاتا ہے گھوڑے یہان کے اگرچہ چھوٹے ہیں مگر نہایت مضبوط
و بارکش و وفادار و تیز رو ہیں چالیس میل ایک دن میں اگر سفر کریں تو کچھہ ماندگی اونپر عاید نہیں ہوتی خوشبودار
و بنفشہ اس ملک میں بیشمار پیدا ہوتی ہے پہاڑ کے چوٹیاں سات ہزار سے لیکر بارہ ہزار فٹ تک سمندر کے سطح سے
اونچی ہیں پشمینہ بافی کے کارخانے بکثرت جاری ہیں اور پشمینہ کشمیر میں تبت کی طرف سے آتی ہے جسکا ہندی

شہر دلی لداخ کی دار السلطنت میں ہی عرصہ ہوا کہ کشمیر کے پشمینہ کے کارخانہ میں خسارہ آگیا اسکا یہہ باعث
ہوا کہ اصلی پشمینہ میں لوگ اونی پشمینہ ملاکر مال تیار کرنے لگے تھے اور انگلستان میں جاکر جب پہلے کشمیر کے پشمینہ
کے ساتھ اوسکی مقابلہ نہ کیا تو حال کے پشمینہ کی قدر کم ہوگئی علاوہ اسکے اب انگلستان میں بہت کارخانے پشمینہ کے
کے جاری ہوگئے اور کشمیر کے پشمینہ کی چندان ضرورت نہ رہی۔ بعد اسکے پہلے شہر آباد تھا مگر چند در چند صدمے
ایسے پہنچے کہ آبادی کم ہوگئی پہلے تو بہ سلاطین چک جو شیعہ مذہب تھے فتنہ میں سنی اور شیعہ کے سخت لڑائی
ہوکر بہت لوگ قتل ہوتے رہے اور ملک ویران ہوتا رہا اوس وقت بھی ایک ایسا بھونچال بسال ۱۲۳۸ ہجری کشمیر میں
آیا کہ چند مقامات ہو زمین غرق ہوگئے بہت گانو تباہ ہوگئے اور موضع جلوہ و امیر پور اپنی عمارت سمیت دریا
جہلم کے اس کنارے سے دوسرے کنارے ہوگئے اور زمین پھوٹ کر دریا کا راستہ بدل گیا اور موضع پادر کے
اوپر ایک پہاڑ گر پڑا اور اس بھونچال کے صدمے سے ساتھ ہزار آدمی کی جانیں تلف ہوگئیں بعد سنہ ۱۲۴۵ھ
میں ایک خوفناک بھونچال آیا جس سے ایکہزار دو سو آدمی مر گئے اوسکے دو تین برس بعد بیماری ہیضہ ایسی پھیلی کہ
چالیس دن کے عرصہ میں ایک لاکھ دو ہزار آدمی جان بحق تسلیم ہوگیا بعد سنہ ۱۲۴۱ ہجری میں موسم سرما میں برف ایک
ایسی گری کہ شالی کی فصل کا چہارم حصہ تلف ہوگیا اور ہزار در ہزار آدمی بہ سبب رسائی کاشتکار وغیرہ برف کے
نیچے دب کر مر گئے پھر ایسا قحط عاید ہوا کہ بار پیسے کو ایک دو سیر آٹا [illegible] فروخت کرتا اسپر کوئی
خریدار نہ تھا تو بھوک کے عذاب سے بچوں کو قسم کہکر [illegible] ان ہی صدمے کے بعد جب مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اسملک کو فتح کیا تو
سکھوں نے اسکو خوب لوٹا چند سال کے بعد جب [illegible] کشمیر کا ہوا تو اسنے کشمیریوں پر ایسی
سختی کی کہ تمام کشمیری وطن چھوڑ کر چلے آئے اور تمام پنجاب اور ہندوستان میں کشمیری [illegible] اور اونکی لاشوں سے اور
آدمی کم نظر آتا تھا اوس وقت سے پنجاب امرتسر و لودھیانہ و نور پور وغیرہ شہروں میں کشمیریوں کے محلوں کے
محلے آباد ہوگئے اسملک میں ہندو کم اور مسلمان [illegible]
بول چال اس خطہ کی ہفت اقلیم سے علیحدہ ہے کیونکہ سوائے اسملک کے اور کہیں یہ بولی نہیں بولی جاتی پوشش کشمیریوں کی
خراب اور میلی ہوتی ہے پاجامہ بھی نا عورتیں نہ مرد پہنتے ہیں ایک کرتہ لمبا [illegible] ٹخنوں تک پہنتے ہیں عورتیں سرپر
قصابہ اور مرد اکثر ٹوپی یا عمامہ رکھتے ہیں [illegible] سردی کے موسم میں انگیٹھی
یعنی کانگڑی آگ کی زیر دامن و بغل میں [illegible] اور اسی کانگڑی کے سبب سے
داغ و ابلے جلے ہوئے ہوتے ہیں کشمیر کے آدمی بہت [illegible] میں نقاشی [illegible]
لوہے کا کام یہاں خوب بنایا جاتا ہے [illegible] دولت دو قسم کی
کشمیر میں موجود ہے درختوں اور میووں اور غلہ کی پیدائش خصوصاً شالی کی پیداوار [illegible] ملکوں [illegible]

اور کانوں میں سے بلور کی کان اور بھی وسنگ چقماق وخاک سرخ وسیاہ وزرد وسنگ سیاہ وسنگ ابری و
سنگ سبز کی کانیں وغیرہ بہت سی کانیں جابجا یہاں موجود ہیں کوئلہ کی کان بھی دریافت ہوئی ہے ۔

تواریخ کشمیر اسلام سے پہلے جو راجے یہاں گذرے ہیں اونکا بیان موجب طوالت کلام ہی اسواسطے اسلام کے ظہور کے وقت سے مجمل حال شاہان کشمیر کا کتاب تواریخ اعظمی سے جو ایک مشہور ومعتبر کتاب ہے لکھا جاتا ہے کہ سال سات سو پانچ ہجری میں راجہ رنچن دیو کشمیر کا راجہ ہوا اوسنے بہدایت شیخ موید الدین بلبل شاہ کشمیری دین اسلام قبول کر کے سلطان صدر الدین کے نام سے موسوم ہوا جب ۷۲۷ھ میں فوت ہوا تو اوسکا بیٹا حیدر دیو جسکا نام اسلام کے بعد حیدر خان قرار پایا تھا خورد سال رہا اسواسطے راجہ اودن رنچن دیو کا بھائی قندھار سے آکر کشمیر کی حکومت پر قائم ہوا اگرچہ اوسکی عمر نے وفا نہ کیا اوسکے مرنے کے بعد کوتا دیو رنچن دیو کی عورت مسند نشین ہوئی اور شاہمیر وزیر کو مختار ریاست کیا تھوڑی مدت کے بعد شاہمیر وزیر کا نکاح رانی کوتا دیو سے ہوگیا اور شاہمیر بادشاہ با اختیار وملقب بلقب میر شمس الدین ہو کر حکومت کرنے لگا شاہمیر کے بعد سلطان جمشید پھر سلطان علیشاہ المخاطب بعلاء الدین پھر سلطان شہاب الدین پھر سلطان قطب الدین ایک دوسرے کے بعد بادشاہ ہوئے قطب الدین کے وقت سید میر علی ہمدانی کشمیر میں آئے اور بادشاہ اونکا مرید ہوا خانقاہ کی تعمیر عمل میں آئی وہ مر گیا تو سلطان سکندر بت شکن کشمیر کے تخت پر بیٹھا اور میر محمد علی میر علی ہمدانی کے صاحبزادہ کا مرید تھا اور دین اسلام کے شیوع وظہور میں اوسنے سخت کوششیں کیں اور ہزاروں مندر بتخانہ ہندوؤں کے جن سے کشمیر کا علاقہ بھرا ہوا تھا اوسنے منہدم کئے اور مسجدیں بنوائیں لاکھوں ہندوؤں کو مسلمان کیا بت شکن خطاب پایا اوسکے بعد سلطان علی پھر سلطان شاہی المخاطب زین العابدین پھر سلطان حیدر پھر سلطان حسن شاہ بن ادہم پھر محمد شاہ بن حسن پھر سلطان شمس الدین بن محمد شاہ پھر اسمٰعیل شاہ بن محمد شاہ غازی شاہ چک پھر حسین شاہ برادر غازی شاہ پھر [illegible] پھر یوسف شاہ پھر علیشاہ اپنے اپنے عہد میں تخت حکومت پر اجلاس فرماتے رہے غازی شاہ کے وقت سے شیعہ قوم کا کشمیر میں زور شور ہوا بسبب اسکے کہ حاکم بھی شیعہ مذہب رکھتا تھا اسلئے شیعہ اور سنیوں میں سخت لڑائیاں ہوئیں دونوں ملک کی جانی رہی گھر فساد ہی رہا آخر یوسف شاہ کے وقت رعایا کشمیر کی بہت تنگ ہوئی اور چند امرائے ملک نے شاہ اکبر کے خدمت میں التماس کی کہ وہ کشمیر کے ملک متصرف ہو اکبر شاہ نے وہ نیک موقع پاکر کشمیر کی طرف فوج سرگردگی قاسم خان میر بحری کے ساتھ روانہ کی قاسم خان نے کشمیر پہنچکر ملک فتح کیا اور چغتائی سلطنت کشمیر میں ہوگئی اکبر بادشاہ کے بعد شاہ جہانگیر پھر شاہجہان پھر اورنگ زیب عالمگیر پھر بہادر شاہ وغیرہ فرمانفرما رہے انکے وقت کشمیر کی آبادی کو بہت فروغ ملا اور شہر میں عمارتیں عالیشان بنیں احمد شاہ ابدالی کے وقت احمد شاہ درانی نے کشمیر فتح کیا او

بہہ کل ملک کابل کے سلطنت کو شامل ہو گیا آخر فتح خان کے وزارت کے وقت رنجیت سنگہ دو مرتبہ کشمیر پر حملہ آور ہوا
اور دوسرے حملہ میں محمد صادق خان ناظم کشمیر پر فتحیاب ہو کر قابض ہوا رنجیت سنگہ کے حکم سے موتی رام وہری سنگہ
وغیرہ نوبت بنوبت یہان کے ناظم ہوئے ہری سنگہ نے اپنی نام کا ہری سنگہ روپیہ کشمیر میں جاری کیا جسنے ازحد شمال
نے اپنی نظامت کے وقت کشمیر کو ایسا غارت کیا کہ کل ملک بے چراغ ہو گیا اور کشمیری اپنی وطن سے جلاوطن ہو کر
جابجا نکل گئے بعد ازان مہیان سنگہ وشیخ غلام محی الدین و امام الدین ناظم رہے آخر سال ۱۸۴۶ء میں ملک
انگریزون نے سرکار لاہور سے لیکر راجہ گلاب سنگہ رئیس جموں کے پاس فروخت کر ڈالا اوسکی حیات تک اوسکے
قبضہ میں رہا اب اوسکا بیٹا مہاراجہ رنبیر سنگہ اسی ملک کا مالک ہے **شہر سری نگر** یہہ شہر دارالسلطنت
و دارالریاست کشمیر کا ہے آبادی اسکی بہت پرانی ہے بسبب قدامت کے بخوبی دریافت نہیں ہوتا
کہ آیا کس راجہ نے پہلے پہل اسکو آباد کیا تھا ہنود تو ہزارون بلکہ لاکھون برس کی آبادی اسکی بیان کرتے ہین
مسلمان کشمیری اسکو سلیمان پیغمبر کا آباد کیا ہوا کہتے ہین مگر انگریزی مورخ فرماتے ہین کہ شہر سری نگر کی آباد
کرنیوالا اول راجہ پرورسین ہے جسنے بنا رکہی جسنے سنہ ۲۸ عیسوی سے سنہ ۶۰ء تک کشمیر کی سلطنت کی تھی بلکہ ایک اور
شہر بھی اسی نام کا اس علاقہ میں اوسکا آباد کیا ہوا تھا جسکے کہنڈرات بمقام ونتی پورہ میں ہے قابل دیکھنے کے
ہین اوس کے بعد باوقات مختلفہ یہہ ویران و آباد ہوتا رہا بلندی اس شہر کی سمندر کی سطح سے پانچہزار فیٹ ہے
اور آبادی شہر کی دریای جہلم کے دونو کنارون پر چار میل تک برابر ہوتی چلی گئی ہے اور عین آبادی
کے بیچمین دریا بہتا ہے ادہر اودہر کی آمد و رفت کے واسطے چوبی پل بنے ہوئے ہین کشتیان بھی جاری رہتی ہین
شمالی حصہ شہر کا جو دریا کے داہنے کنارہ پر ہے جنوبی حصہ سے بہت بڑا ہے اکثر پرانی عمارتین و نامور مکانات
ومزارات ومقبرے وغیرہ بھی شہر کے شمالی حصہ کی طرف واقع ہین مگر اوسوقت جنوبی حصہ میں رونق زیادہ ہے
کیونکہ فوج کی چہاونی اور ناظم کشمیر کا ادہر طرف رہتا ہے اور اسی طرف ایک قلعہ بنا ہوا ہے جسکو شیر گڑہی
کہتے ہین وہ قلعہ چندان مضبوط نہین ہے صرف حاکم و ناظم کے رہنے کا مکان ہے یہہ شیر گڑہی دو منزلہ مکانات
شہر کے فصیل سے بھی اونچا ہے سیڑہیان اسکی دریا کے کنارے تک پہیلی ہوئی ہین جسقدر مکانات کہ دریا کے کنارہ
پر بنے ہوئے ہین اونکی عمارت سب چوبی ہے کل پلین تعداد میں بارہ ہین اونمین سے بعض پل تو چہوٹے
اور بعض اسقدر بڑے ہین کہ اونکی اوپر دو رویہ دکان و بازار ہے اونمین سے ایک بڑا پل جو نہایت سات
محراب کا ہے جسکی کل عمارت دیودار لکڑی کی ہے اور بہت بھی اوسی لکڑی کی ڈالی گئی ہے خرابی شہر کی
بالکل ظاہر ہے جو تنگ و بیہودہ قطع گلیان ہین بازار تنگ فرش بھی بوسیدہ نالیان ناپاک [illegible]
اور میلا اور کیچڑ [illegible] ہو گئی گہرون اور دکانون کے آگے انبار لگے رہتے ہین [illegible]

بارش بھی ہو تو شہر مین چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا ہے اور اگر سفید کپڑے کو اوسکا داغ لگ جاوے تو کبھی چھوٹے
سکھون کی عملداری سے آج تک شہر کی صفائی کبھی ہوئی ہی نہیں بڑے بڑے ڈھیر انبار کوڑیون کے برسون کے جمع ہوئے
ہوئے موجود ہین دریا کے پاس کے رہنے والے دریا کے کنارے بیلچے کے انبار جمع کر دیتے ہین اور بستی اس قدر
ہے کہ آگے دریا اتر کر دریا مین بھی پھینکتے جب دریا طغیانی پر آتا ہے تو کل میلا اپنے کنارون کا بہا کر لیجاتا ہے
شہر کی عمارت چوبی بہت ہے اور مکانات تھوڑے بھی پنچین بڑے بھی ہوتے ہین دولتمندون کے گھرون کی پختہ
عمارات ہین اور حویلیون کی اندر باغ و حمام بنے ہین دریا سے شہر مین لیجا کر اوسمین چھوڑی گئی ہین شہر
کے اندر بڑے بڑے کارخانے جاری ہین شالبافی کا کام جیسی کہ صفا و پاکیزہ یہان بنتا ہے کہین ہفت اقلیم
مین نہین بنتا پشمینہ کی رنگت صفا و روشن ہوتی ہے کاغذ کشمیری صفائی و پختگی مین مشہور ہے نقاشی کے
کام مین یہان کے اوستاد بڑے اوستاد ہین کاغذی چوبی قلمدان و ڈبیہ وغیرہ منقش یہان خوب بنتے ہین
قلمتراش مقراض فولادی بہت تحفہ بنائے جاتے ہین پشمینہ و اون کے چوغے و پاجامے و جرابین خوب بنتے ہین
کاتب خوشخط فارسی عربی و شاستری نویس یہان بہت ہین اگرچہ وہ خواندہ نہین ہوتے مگر حروف کی نقل
بعینہ کر لیتے ہین سکھون کی عملداری مین اسملک مین بردہ فروشی عام تھی لاہور و امرتسر وغیرہ شہرون مین
کسبی الفنا کنیزکین کشمیر سے منگوا کر پیشہ کراتے تھے اب صاحبان انگریز کے سبب سے بالکل بردہ فروشی منقطع ہوئی یہانکے
کے لوگ غیرت کم رکھتے ہین اور بزدلی اور نامردی مین ثانی نہین رکھتے چور اکثر کشمیریون کی جانول ہے
اور چاہی بہت پیتے ہین حاکم کو سوای چور و تعدی کے کام نہین دیتی علاقہ کشمیر کا تحفہ ملکون مین جاتا ہے مثلاً
پشمینہ اور ہر قسم کے غلہ اور میوون کی کثرت ہے ۱۲۲۲ھ مین کل مردم شماری سرینگر کی دو لاکھ چالیس ہزار
تھی مگر اب ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی اسمین آبادی اور جمیع منزل آبادی کا تخفیف بسبب سختگیری حکام کے ہے
مگر اب مہاراجہ صاحب نے شالبافون کے محصول مین تخفیف دی ہے اور اور اجناس کا بھی محصول کم لیا جاتا ہے
امید ہے کہ آبادی مین ترقی ہو جاویگی۔ **جھیل ڈل** شرق کی طرف شہر سرینگر کے یہ ایک جھیل ہے
پڑی ہوئی موجود ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو پانچ میل اور عرض شرق سے غرب کو اڈھائی میل پانی اسکا
نہایت صفا و شفاف و سرد و خوش ذائقہ ہے مگر عمیق کم ہے زیادہ تر عمق اسکی دس فٹ تک ہے
تمام جھیل دو حصوں مین منقسم ہے درمیان ایک بند بنا ہوا ہے جو جنوب مغرب سے شمال مشرق کو جاتا ہے اور بند کے
اوپر نہر ارزون قسم کے آثار قدیمی بنے ہوئے ہین اور بند کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ چھوڑا ہوا ہے
جسکے اندر سے کشتیان ادہر اودہر آتی جاتی ہین ڈل کے اندر بہت سے جزیرے ہین
کے طور پر بھی ہین جنکے نام علیحدہ علیحدہ رکھے ہوئے ہین اس جھیل مین پانی بذریعہ و تیل سے آتا ہے

جو شمال شرق کی طرف کو پہاڑ سے نکلکر اور پھیلا ہوا ٹانک تک جھیل کو پر آب کرتی ہے یہہ جھیل دریاے جہلم کے ساتھ
بذریعہ ایک نہر کے آمد رفت رکہتی ہے اور بیچ میں اوسکی ایک دروازہ لگا ہوا ہے جب دریاے جہلم میں طغیانی
ہوتی ہے پانی دریا کا اوس نہر کے راستے ڈل میں آنا شروع ہوتا ہے تو پانی کے زور سے وہ دروازہ
خود بخود مسدود ہو جاتا ہے اور پانی دریا کا جھیل میں آنا موقوف ہو جاتا ہے اگر یہہ دروازہ مسدود نہو
تو جھیل میں طغیانی ہوکر شہر غرقاب ہو جاتا یہہ نہر شہر کے کئی مقامات کے اندر سے ہوتی ہوئی نکل جاتی ہے اور
اوسکے پانی سے صفائی شہر کی کیجاتی ہے سواے صفائی کے اور بھی فایدہ اس نہر سے شہر کو بہت ہوتے ہیں
علاوہ اسکے ایک اور نہر سری نگر میں چلتی ہے جسکا نام ماری ہے جو سلطان زین العابدین بادشاہ کشمیر نے بنوائی
تھی اوسمیں بھی کشتیاں چلتی ہیں چوڑان اسکی تیس فٹ سے زیادہ نہیں ہے اور کنارے نہر کے پختہ بنے ہوئے
ہیں پلیں اور محراب پلوں کے بہی سنگین ہیں اوسکے کناروں کے اوپر دیو دار لکڑی کے حویلیاں
بہت بلند بنی ہوئی ہیں اور قدیم مسلمان بادشاہوں کے رہنے کے مکانات بہی اسی کے کنارے پر تھے
جو اب مسمار ہو چلے ہیں ڈل کی جھیل ایک عجیب سیرگاہ ہے بسبب صفائی و سرسبزی و باغات و عمارات
شاہی کے جو اسکے کنارے پر ہیں اس جھیل کو سب جھیلوں پر فوقیت حاصل ہے شالامار باغ و نشاط باغ و نسیم باغ
بہت سی عمارتیں اسکے کنارے پر بنی ہوئی ہیں کنول کے پھول و سنگھاڑہ اسمیں بیشمار پیدا ہوتا ہے ہزارہا شوقین
کشتیوں پر سوار ہوکر اسمیں سیر کرتے ہیں ترند شکاری دونگا تین قسم کی کشتیاں اسمیں چلاتی ہیں ہانجی
یعنی ملاح زن و مرد کشتیان چلانے کا کام کرتے ہیں اس جھیل کے پانی کے اوپر مصنوعی کہیت بنائی جاتی ہیں اسطرح
کہ پانی کے درمیان اپنی کہیت کا نشان ہر ایک شخص علیحدہ علیحدہ بناتا ہے اور اسکے چاروں طرف چھوٹی چھوٹی
لکڑیاں گاڑکر نشان قایم کر دیتے ہیں جس سے حدود کہیت کے پہچانے جاتے ہیں اور اوسقدر جگہہ پر تختے یا لکڑیاں بچھاکر
اور اوس پر مٹی بچھا کر زمین بنا لیتے ہیں اور اسمیں ترکاری وغیرہ بوکر فروخت کرتے ہیں اور یہہ بات جو
لوگوں میں مشہور ہے کہ کشمیر میں کہیت چوری جاتے ہیں سو وہ یہی کہیت ہیں کہ لوگ ایک دوسرے کی زمین
کسیقدر کاٹ کر اپنی زمین کے ساتھ شامل کر لیتے ہیں **باغ شالامار** یہہ باغ ڈل کے کنارے جہانگیر بادشاہ
نے بنوایا تھا اگرچہ اب اجڑا ہوا ہے تو بھی چنار کے درخت اسمیں بہت ہیں کل باغ آٹھ سو گز لمبا اور دو سو
اسی گز چوڑا ہے اور بڑی عمارت بارہ دری جو اسکے اوپر کے حصہ میں بنی ہوئی ہے اوسمیں کالا سنگ مرمر لگا ہوا
نہایت صاف لگا ہوا ہے راستہ باغ کا اوسکے اندر سے گذرتا ہے اور سڑک کے دونو طرفوں پر دو کمرے بنے ہوئے ہیں
اس مکان کے شرق و غرب کی طرف ساڑھے چھہ گز چوڑا زینہ اور اندر مکان کے بشمار ستون تیرہ فیٹ بلند پہلو دار
بنے ہوئے ہیں اور مشہور ہے کہ یہہ پتھر و ستون مندروں کے کسی مندر کو گرا کر بادشاہ یہاں لایا اور مکان بنوایا تھا

عمارت اس مکان کی جو بیس گز بر بہ شمال سے جنوب کو بنی ہوئی ہے اور مکان کے وسط میں ایک مربع حوض
ہے جو کہ سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے اور گرد اوسکے ایکسو چالیس فوارے ہیں اور یہہ حوض نہر کے پانی سے
بھر جاتا ہے نہر کے فرش سے لیکر چھت تک بیس فیٹ یہہ مکان بلند ہے اور جس نہر سے کہ حوض بھر جاتا ہے
وہ نہر اسی باغ کے اندر سے ہو کر گذرتی ہے نہر کے کنارہ دونو پر بھی برابر سنگ مرمر کے سلین نصب ہوئی ہوئی
ہیں پھر وہاں سے یہہ نہر جھیلک تین دروازون کے ذریعہ سے ڈل میں جا پڑتی ہے **قلعہ ہری پربت**
شرق کی طرف سرینگر کے ایک پہاڑی ٹیلہ ہے جسکو ہری پربت کہتے ہیں مسلمانون نے میران کوہ اسکا نام
رکہا ہوا ہے یہہ ٹیلا ڈہائی سو فیٹ دریای جہلم سے اونچا ہے اسکی چوٹی پر ایک چہوٹا سا قلعہ بنا ہوا ہے اکبر شاہ
نے ایک دیوار چار ہزار قدم کے دورکی اس ٹیلے کے گرد بنوائی اور پانچ دروازے رکہے اور دیوار کے اندر
بڑی بڑی عالیشان عمارتین تعمیر کی تہین یا وہ عمارتین و دیوار سب گر گئی ہے صرف ایک دروازہ باقی ہے
اور اسپر یہہ لکہا ہے کہ سنہ ہجری میں یہہ عالیشان مکان بنا اور ایک کروڑ دس لاکہہ روپیہ اسکی تعمیر پر
صرف ہوا اور دو سو معمار ہر روز اسکی تعمیر کے واسطے ہاموجود تہا اس ٹیلے کے اوپر بڑی سیر شہر کی آبادی اور
ڈل کے پانی کی سیر خوب ہوتی ہے وجہ تسمیہ اس کوہ کی یہہ ہے کہ ہاری کشمیری زبان میں شارک کو کہتے ہیں
اور پہاڑی کی شکل کو شارک کے ساتھ نسبت دیتے ہیں **تخت سلیمان** سرینگر کے جنوب مشرق
کی طرف یہہ ایک بلند پہاڑ ہے اوسکو خاص و عام اہل اسلام تخت سلیمان اور ہندو شنکر آچارج کہتے ہیں
اسکی چوٹی پر ایک نہایت عمدہ مندر بدہ مذہب کے وقت کا بنا ہوا ہے اوسکی دیکہنے سے نشان قدامت
کے ثابت ہوتے ہیں مگر اسلامیہ بادشاہون نے اوسکو مسجد بنوا دیا ہندو کہتے ہیں کہ اصل میں یہہ شنکر آچارج
کا مندر تہا یہہ مکان بسبب اپنی بلندی کے دور سے نظر آتا ہے اور چہہ ہزار نو سو فیٹ سطح سمندر سے یہہ اونچا ہے
مغرب کی طرف ڈل کے کوہ ہری پربت اور مشرق میں تخت سلیمان ہے ایک اور عجیب پہاڑ ان دونو کی دیوار
ہے جسکی صورت ٹہیک ایک نعل کی شکل کمان سے یہہ تہوڑا سا پہاڑ شمال مشرق و جنوب مشرق کی طرف پہیلا ہوا خوبصورت
نظر آتا ہے اور شمال غرب کی سمت کوئی چوٹی بڑے پہاڑ کی بہی بلند و شاندار نظر آتی ہے اس خطہ کی زمین ڈل کے
پانی سے سیراب ہوتی ہے اور ہزارون قسم کے درخت ثمر و غیر ثمر و طرح طرح کے پہولون کی بہار وہان نظر
آتی ہے **جامع مسجد** شہر سرینگر میں یہہ عجیب و غریب مسجد سلطان سکندر بت شکن کے وقت کی
بنی ہوئی ہے وسعت اسکی اسقدر ہے کہ ساٹہہ ہزار آدمی جمع ہو کر ایک جماعت کے ساتھ وہان نماز پڑہ سکتے ہیں
نیچے کے حصہ کی عمارت اوسکی پتہر کی اور اوپر کے حصے کے خشتی ہے اوسکے اوپر بڑے بڑے برج و مینار
دیودار لکڑی کے بنے ہوئے ہیں تعداد ستونون کی جو مسجد کے اندر ہیں تین سو چوراسی ہے کل ستونون

سی شکل گول ایک فیٹ مربع ہوئی ہے جس سے بڑا ستون سبی فیٹ سے زیادہ نہین ہے اور وہ ستون ایسے
معقول تجویز کے ساتھ بنائے اور کھڑے کیے گئے ہین کہ بھونچال وغیرہ صدمون سے اونکو کچھ صدمہ نہین پہنچا
اس مسجد کی عمارت مین دیودار لکڑی ایسی مضبوط لگائی گئی ہے کہ باوجود گذرنے صدہا سال کے اوسمین
کچھ نقصان عاید نہین ہوا البتہ چھتی عمارت کچھ بھونچال کے صدمون سے گر گئی ہے **دوسری مسجد**
یہان شاہ ہمدان کی بنوائی ہوئی ہے وہ بھی دیودار لکڑی کی عمارت ہے اور محرابدار عمارتین اوسکی [illegible]
عمارت کے ساتھ [illegible] رکھتی ہین **دلاور خان کا باغ** یہ ایک نامی گرامی باغ شہر
کے باغون مین ہے متصل اسکے خواجہ محمد شاہ نقشبند کا مکان ہے اونکی اولاد صاحب سلسلہ شہر مین رہتی ہے
شیخ باغ یہ باغ اگرچہ پرانا ہے مگر شیخ غلام محی الدین ناظم کشمیر نے اسکو دوبارہ بنوایا اسواسطے
شیخ کا باغ مشہور ہوگیا **کارخانہ پشمینہ** سری نگر مین پشمینہ بافون کے دوکان اور کارخانے
کثرت سے جاری ہین رومال جامہ وار دوشالہ جوڑہ وغیرہ پشمینہ بافت تیار کرکے شالباف کے محکمہ مین لیجاتے ہین
وہان پہلی قیمت کا تخمینہ ہوکر محصول کی رقم قرار پاتی ہے بعد ازان اوسپر سرکاری مہر وچھاپہ لگایا جاتا ہے
جب تک وہ چھاپہ سرکاری جامہ پر نہ لگے کوئی جامہ فروخت ہونے نہین پاتا **حمام** سری نگر مین حمام
بہت ہین جاڑے کے موسم مین امیرون کے گھر گھر اور غریبون کے لیے بازار بازار کوچہ کوچہ حمام گرم
ہوتے ہین اور نہانے والے وہان نہاتے ہین بڑا لطف اوٹھاتے ہین **چار چنار** یہ مکان شہر سے
بفاصلہ چار میل ڈل کے پانی کے اندر ہے کشتی پر سوار ہوکر وہان جاتے ہین اور وہان ڈل کے بیچ سے ایک
پانی کا نالہ نکلکر اور شہر کے شمالی حصہ کے بیچ مین سے ہوکر دریاے جہلم مین جا پڑتا ہے اور اوسی راستے
کشتیون کی آمد و رفت جاری ہے اور جہان کہ وہ نالہ ڈل کے بیچ سے نکلتا ہے وہان دروازہ لگا ہے
جیسے کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے چار چنار کے مقام کو چار چمن بھی کہتے ہین چارون طرف اسکی پانی ہے اور جزیرہ
کے اندر دو چار درخت اور ایک بارہ دری دیوان کرپا رام ناظم کشمیر کی بنوائی ہوئی موجود ہے ؛
پان پور کشمیر کے ملک مین یہ ایک قصبہ شہر سری نگر سے پانچ میل جنوب مغرب کیطرف دریاے جہلم کے شمالی کنارے پر آباد ہے نہایت
ہموار اور زرخیز میدان مین واقع ہے اسکے پاس دریاے جہلم کے اوپر ایک پختہ پل بہت سی محرابون کا بنا ہوا ہے کل علاقہ
متعلقہ اس قصبہ کا باغات انگور و ناشپاتی و سیب و انار وغیرہ میوہ دار درختون سے بھرا ہوا ہے قصبہ مین چار سو گھر
آباد ہین اور بازار بہت بڑا بارونق و پر تجارت ہے مقبرے و مسجدین وغیرہ مکانات بڑے بہت بنے ہوے ہین پیداوار غلہ
کی خصوصاً شالی قسم عمدہ کی یہان اسقدر ہوتی ہے کہ کشمیر کے تمام علاقہ مین کہین نہین ہوتی زعفران جو ایک عمدہ
پیداوار کشمیر کی ہے وہ بھی اسی قصبہ کی زمین مین پیدا ہوتا ہے **پیدایش زعفران** پانپور کے متعلق

زمین مین زعفران بویا جاتا ہی بونے کے بعد ندی کا پانی اسکو نہین دیتی صرف بارش پر رکھتے ہین کاتک کے مہینے مین اوسکی کونپل زمین سے باہر نکل آتے ہین اور اوسی مہینے مین پھول جاتا ہی رنگ زعفران کے پھول کا اودا نافرمانی سا ہوتا ہی اور اوس پھول کے اندر ریزہ و ریشہ دو سہ زرد رنگ کے ہوتی ہین وہی زعفران کہلاتا ہے جب پھول زعفران کے اوتارنے کے لائق ہو جاتے ہین تو حاکم وقت بذات خود وہان آکر اپنی ہاتھ سے پھول توڑتا ہی بعد اوسکے زمیندار ہاتھ لگاتی ہین اور زعفران کے پیداوار سے نصف تو حاکم لے لیتا ہی اور نصف زمیندار لیتی ہین اور وہان قیمت زعفران کی دس روپیہ سیر تک ہوتی ہی اور آمدنی اس جنس کی پچاس ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ ہوتی ہی **اچھہ ول** یہہ ایک چشمہ کا نام ہی جو کشمیر کے پہاڑ کے اندر موضع برنگ سے دس میل مشرق کیطرف واقع ہی پانی اسکا نہایت شفاف و شیرین و سرد ہی سوراخ اس چشمہ کے پانچ ہین جنسے پانی جوش مارتا ہی جو انہین سے بڑا سوراخ ہے اوس سے پانی نہایت زور شور سے جاری ہوتا ہی اور وہ سوراخ سطح زمین سے ڈیڑھ فٹ اونچا ہی قطر اوسکا بارہ فٹ کا ہے وین صاحب مورخ انگریزی فرماتے ہین کہ یہہ نکاس اوس پانی کا ہے جو برنگ کے چشمہ سے نکلکر زمین کے اندر داخل ہو جاتا ہی اور پھر دس میل تک زمین کے اندر ہی اندر رہی پانی جنوب مشرق کو چلکر اس مقام سے آنکلتا ہی اگرچہ یہہ بات بھی قرین قیاس ہی مگر اتنا شک ہوتا ہی کہ برنگ کے چشمے کا پانی جسقدر زمین کے اندر جاتا ہی یہہ پانی اوس سے کئی درجہ زیادہ یہان سے نکلتا ہی شاید اسکی ساتھ زمین کے نیچے اور چشمون کے پانی شامل ہو جاتے ہون پانی اس چشمہ کا اسقدر سرد ہی کہ سردی کے سبب آدمی اوسکو ہاتھ لگا نہین سکتا چہ جائیکہ غسل کرے یا پئے اگر پئے تو دانت دکھنے لگ جاتی ہین اس چشمہ کے گرد بھی چشمہ ویرناگ کی طرح شاہ جہانگیر نے عمارت بنائی اور آراستہ کیا مگر اب وہ عمارت بے رونق اور مسمار ہو گئی ہے **سرینگ** کشمیر کے ملک مین سرینگ ایک پہاڑ کے قطار اور گھاٹی کا نام ہے جو جنوب مشرق کیطرف شمال مغرب کو پھیلتی ہوئی جاتی ہی اوسکی اونچی چوٹیون مین سے جو نہایت اونچی ہی وہ پنجال کے کوہ برفانی تک پہونچتی ہے جسکی مشرق کیطرف ملک کشمیر واقع ہے اور درہ میر بل کی سڑک جو اس پہاڑ سے نکلتی ہی اور وہ راستہ وہ گھاٹی آگے کو جاتی ہے اوس مقام سے دریا برنگ نکلتا ہی وین صاحب انگریز فرماتے ہین کہ یہہ گھاٹی بہت سے غارون اور پانی کے چشمون اور ندیون سے جو اسمین موجود ہین ایسی نظر آتی ہی جیسے کہ شہد کے مکھیون کا چھتہ ہوتا ہی اور وہ چشمے بہت تیز و پر آب چلتے ہین اونمین سے ٹھنڈا چشمہ جو سندہ برار و اچھہ ول بہت ہی تیز چلتا ہی بلکہ چشمہ اچھہ ول کو برنگ دریا کا منبع کہنا چاہئے کہ اوس سے اسکو بہت مدد پہونچتی ہی و ندیان اور بھی دریای برنگ مین شامل ہوتے ہین جنکے ملنے سے یہہ دریا بنکر بہتا ہی پھلا دریا آخر

اوسکا کوہ درہ دون سی ہے اور وہ وہان سے نکلکر جنوب کیطرف بہتا ہوا برنگ مین آپڑتا ہی دوسرا دریا
پیرپنجال کے مغربی گہاٹی سے نکلکر اسکے شامل ہوتا ہی یہہ تینون ندیان ملکر جب آگے چلتے ہین تو ایک بڑا
حصہ ان کے پانی کا پہاڑ کے غار مین گہستا چلا جاتا ہے اور معلوم نہین ہوتا کہ غار کے اندر سے پانی کدہر
اور کسطرف کو چلا جاتا ہے باقیماندہ پانی اونکا شمال مغرب کے طرف بہتا ہوا اسلام آباد کے نیچے دریای
لدر سے جا ملتا ہے پہر اسلام آباد سے جاکے جہلم مین جا پڑتا ہے کل طول دریای برنگ کا اسکی چشمہ سے قریب
چالیس میل کے ہوگا **پیرپنجال** یہہ ایک بلند قطار پہاڑون کی ملک کشمیر کے جنوب مغربی حد پر واقع
ہے یہہ قطار ین شمال مغرب سے جنوب مشرق کو چلتی ہین اسکا کل لمبان بارہ مولہ کے درہ سے مقام پنجال
یا نندن سر تک قریب چالیس میل کے ہے نہایت بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پندرہ ہزار اور نیچی کی سطح
سے بارہ ہزار فیٹ ہی بسبب برسنے برف کے درخت اس پہاڑ پر کم ہوتا ہی البتہ قسم قسم کے پتہر اس پہاڑ
کے اوس پہلو سے جو کشمیر کے طرف ہی نکلتے ہین اسکی جنوب مغربی انجام کے درہ کو درہ پیرپنجال یا نندن
بولتے ہین اور اسی نام کی وہان ایک جہیل ہے اور ایک پیر کا مکان بنا ہوا ہی قبر وہان کوئی نہین ہے
کہتے ہین کہ پنجال نام ایک جوگی ہندو یہان رہتا تہا اوسنے اہتمام پر بڑی ریاضت کی پہر جب دنون مین
کہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی یہان تشریف لائے تو وہ بہی اونکی خدمت مین حاضر ہوا حضرت نے اسکو
ہدایت کی کہ مسلمان ہوجاوے اوسنے عرض کی کہ اگر میرا جسم روحانی ہوجاوے اور مین زندہ جاوید ہوجاؤن
تو اسلام قبول کرون حضرت نے اوسکے حق مین دعا کی اور وہ اپنی مراد کو پہنچکر مسلمان ہوگیا اور حضرت نے
اسکا نام شیخ احمد کریم رکہا اب زیارتگاہ اوسکی بنی ہوئی ہے اور مجاور وہان رہتا ہی اونکی خیال مین پیر کل
قیامت تک زندہ ہی اور رہیگا اور اوسی کے نام سے یہہ پہاڑ پیرپنجال کہلاتا ہی درہ پیرپنجال کا سال تمام
مین بہت مہینے کہلا رہتا ہی کاتک کے اخیر تک اسمین برف نہین پڑتی اور ایک دریا بہی اسکو اوتار سے نکلتا ہی
جسکو دریای پیرپنجال کہتے ہین وہ دریا یہان سے نکلکر پینتالیس میل تو سیدہا شمال مغرب کو جاتا ہی پہر اسکا
خاص مغرب کے سمت کو موڑ کر اور تریسٹہہ میل کا راستہ طی کرکر دریای جہلم کے شامل ہوجاتا ہی **چشمہ دن** شہر
کشمیر کے پہاڑ مین یہہ ایک چہوٹی سی جہیل ہے اور چار جہیلون کے شمال کیطرف کوہ پیرپنجال اور تہوڑے سے
دور بسمت شمال درہ نندن سر سے واقع ہے یہہ جہیل ہمیشہ برآمد ہوتی ہی اور دریای ویدم جسکو دریا ویہہ بہی
بہی کہتے ہین اس جہیل سے نکلتا ہی بلکہ دریای ہیرم گنگ بہی اسی جہیل کے مغربی کنارے سے جاری ہوتا ہی اور
دریای ویدم کا اجرا شمال مشرق کے گوشہ سے ظہور مین آتا ہی اس جہیل کو ہنود بہت متبرک جانتے ہین اور دور
دور سے یہان غسل کرنے کے واسطے آتے ہین **فتح پنجال** کشمیر کے پہاڑ مین یہہ ایک قطار پہاڑون کے سب

پنجالون سے جنوب کیطرف ہو بلندی اسکی چار ہزار فیٹ سے زیادہ ہی جو کہ دایرہ اسکا ور بھی بطور کمان کے
نظر آتا ہے اسکو کان گوشہ بھی کہتے ہین چوٹی اسکی کسا ناگ جہیل سے نکلتی ہے آغاز انجام اسکا شرقی ہے غربی
کو ہے اور خط اسکی شکل کے اوپر چالیس میل برابر اسکی لمبائی ہے **دیدہم** کشمیر کے پہاڑ مین یہہ ایک پہاڑ کی
گہاٹی ایک راہ کے اوپر واقع ہے جو درہ کوہ پنجال و پیر پنجال کے درمیان ہے اوس درہ کو بعض لوگ
درہ پیر پنجال اور بعض درہ نندن سر کہتے ہین یہہ پہاڑ گیارہ ہزار آٹھ سو فیٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے
اسکے سامنے وہ سڑک جاری ہے جو پنجاب سے کشمیر کو براہ رجوڑی جاتی ہے اور دریای پنجرا اسکی چوٹی سے نکلکر [illegible]
مشرق کے سمت کو بہتا ہوا دریاے جہلم مین جا ملتا ہے **رجوڑی** کوہ شمالی پنجاب مین یہہ ایک چھوٹا
شہر ایک ندی کے کنارے ہے اور جو کوہ پیر پنجال سے نکلکر ادہر آتی ہے اور پھر یہان سے آگے بہتی ہوئی
دریاے چناب مین جا پڑتی ہے آبادی اگرچہ یہہ شہر کشمیر کے پہاڑ و احاطہ سے باہر ہے مگر چونکہ ہمیشہ تابع
سلطنت کشمیر کے رہا ہے اسواسطے یہان اسکا بھی اسی موقع پر تذکرہ آیا عمارت اسکی ایک بلند گریوہ
پر کچی پکی بنی ہوئی ہے مگر بسبب کہ لکڑی یہان کے عمارتون مین بہت سی خرچ ہوئی ہوئی ہے پختہ عمارتون
کے طرح مضبوط رہتی ہے دولتمندون کے مکانات البتہ پختہ و عالیشان بنے ہوئے سو جو وہین خصوصاً راجہ کے
حویلیان تو بلند و منقش و عمدہ عمارت کے ہین جو ہین متعلقہ اسکی نفاست سے سبز و سیراب ہو راجہ رحیم اللہ خان انہین
بزرگون کے وقت سے یہان قابض چلا آتا تھا رنجیت سنگھ نے دو مرتبہ اوسپر حملہ کیا شہر لوٹا چلا یا ہوا سطے
آبادی اسکی کم ہوگئی ہے ایک پختہ اکبر بادشاہ کی بنوائی ہوئی یہان موجود ہے سرای مین ایک مسجد بھی پختہ تعمیر
ہوئی ہوئی موجود ہے یہہ شہر سنہ ۱۸۴۶ء تک راجہ رحیم اللہ خان کے بیٹے کے قبضہ مین تھا پھر چند برسون مین کچھ انتظام
تا ہم کشمیر نے راجہ گلاب سنگھ کی فوج کی شاہ نشین خلاف حکم دربار لاہور مقابلہ کیا اور فساد کی صورت پیدا ہوئی تو راجہ رجوڑی بھی شامل
شامل ہو گیا اسواسطے بعد تصفیہ اوس مقدمہ کے راجہ فقیر اللہ خان مالک جو رہتا اسی پر مقید ہوا اور سرکار نے نقد روپیہ اوسکا گذارہ
مقرر کرکے اوسکو کانگڑہ کے ضلع مین بھیجد یا کہ اتباک وہان رہتا ہے اور یہہ علاقہ کشمیر کے ساتھ راجہ گلاب سنگھ کی تحت مین آگیا راجہ
گلاب سنگھ نے رجوڑی کا نام اسکا بدل کر رام پور رکھدیا شہر کے محاذ پر ایک قلعہ راجہ کا بنوایا ہوا یہان موجود ہے
اور ایک باغ بھی راجہ رحیم اللہ خان کی بنوائی ہوئی ہے سنہ ۱۲۶۲ھ مین تعمیر ہوئی ہے یہہ شہر کوہ کشمیر پار ہو کے
گلی کے اندر ایک چھوٹی سی ندی کے کنارے پر جو پہاڑ سے نکلکر چناب مین جا ملتی ہے دریاے چناب سے تخمیناً
چالیس میل آبادی عمارت اس شہر کی پختہ و خام ہے تجارت یہان کی انگریزی اور ڈیڑہ سو دوکان ہیں
آبادی ہے اول یہہ شہر راجہ سلطان خان کے قبضہ مین تھا اور وہ مسلمان پہاڑی راجون مین شمار ہوتا تھا
با توقیر راجہ تھا جسوقت کہ وہ سبھا لیا اوسکی ملک کی آمدنی تھی رنجیت سنگھ نے کئی حملون مین اوسکو زیر کر

کل ملک چہین لیا ایک مسجد اور سرای اکبری یہان بہی بنی ہوئی ہے اس جگہہ سے پہاڑون کا سلسلہ برابر شروع ہوجاتا ہے
جسکا راستہ بڑا مشکل گذار ہے چار پہاڑ اونچے بہت سخت ہین اول بہمبر گہاٹہ دوسرا کمان گوشہ تیسرا رتن پنجال
چوتہا پیر پنجال انمین سے رتن پنجال کا پہاڑ بہت بلند اور راستہ اوسکا بہت سخت ہے اس پہاڑ کے نواح مین
قوم بنبیال و جہلاق و جال رہتی ہین اوسمین ہندو اور مسلمان دونو مذہب کے لوگ ہین ہندوون کی لڑکیان
مسلمانون اور مسلمانون کی ہندوون کے ساتہ بیاہی جاتی ہین ہندو اور مسلمان مین صرف اتنا فرق ہے کہ ہندو
چوکے کے اندر اور مسلمان چوکے کے باہر کہانا کہاتے ہین نکاح کے وقت ملا اور برہمن دونو بلائے جاتے ہین
ملا خطبہ پڑہتا ہے برہمن گنیش پوجا کراتا ہے اور پہیری دلاتا ہے یہہ لوگ رہزنی کرتے ہین اگر کوئی مسافر اونکے
گہر چلا جاوے تو اوسکی بڑی خاطر کرتے ہین اور مال اوسکا حفاظت رکہتے ہین اور اپنے علاقہ سے حفاظت کیساتہ نکالدیتے
ہین سوای غارتگری کے یہہ لوگ زراعت کا کام بہی کرتے ہین **سرای نوشہرہ** یہہ ایک فراخ و
مضبوط سرای اوس سڑک پر جو پنجاب سے کشمیر کو براہ درہ پیر پنجال جاتی ہے واقع ہے عمارت اسکی پختہ دو دروازہ
پتہر کا ہے مضبوطی مین قلعہ سے بہی زیادہ ہے متصل اسکے ایک ندی جاری ہے جو کہ یہان سے چالیس میل چلکر چناب
مین جا گرتی ہے اس سرای کو شاہنشاہ اکبر نے بنوایا تہا بلکہ اب تک نام بادشاہ کا اوسکے دروازہ پر لکہا ہوا ہے
مگر بسبب عدم خبرگیری حکام کے عمارت اسکی خراب و شکستہ و منہدم ہوگئی ہے اور عمارت کے دیکہنے سے ثابت ہوتا ہے
کہ کسی زمانہ مین جب یہہ عمارت بنی ہوگی ہزار ون عمارتون سے عمدہ و اعلی ہوگی اس سرای سے علاوہ
حکام دو کام لیتے تہے یعنی کسی غنیم کی جنگ کے وقت اسمین دشمن کے حملے سے امان پاتے تہے اور امن کے وقت مسافرون کے لئے
اسکا دروازہ کہلا رہتا تہا **لوہچہہ** کشمیر کے جنوبی پہاڑ مین یہہ ایک قصبہ پہاڑ کے جنوبی ڈہلوان مین آباد ہے آبادی
اسکی درہ لوہچہہ کی بنیاد اور دریای لوہچہہ کے کنارے کے اوپر واقع ہے جو یہان سے آگے چلتا ہوا چناب مین
جا گرتا ہے اور دو سڑکین جو ایک مقام توتہ گلی اور دوسری راجوڑی سے آتی ہین یہان آکر ایک ہو جاتی ہین
اور پہر بارہ مولہ کے درہ کے راستے وہ سڑک کشمیر مین داخل ہوتی ہے بلندی درہ لوہچہہ کی تین ہزار
دوسو اسی فیٹ ہے **مری پور** کشمیر کے جنوبی پہاڑ مین مقام درہ لوہچہہ مین سڑک کے اوپر اور پہاڑ
کے گہاٹیون کے اندر دہنے کنارے دریای زنبیرا کے یہہ ایک قصبہ آباد ہے اسجگہہ دریای زنبیرا کو دریای پہری تو
بولتے ہین یہہ قصبہ اگرچہ چہوٹا سا ہے اور بازار بہی چہوٹا و آبادی کم ہے مگر چونکہ پیر پنجال کے نیچے ہے اور گرد و نواح
اسکا سبزہ اور پہولون سے بہرا ہوا ہے اسو اسطے نمایش اسکی اچہی ہے اور نام اسکا بہت مشہور ہے اسکی جنوب
کیطرف ایک پہاڑ کی چوٹی بہت بلند ہے جس پر ہمیشہ برف جمی رہتی ہے دریای زنبیرا کا آغاز کوہ و سدہ صندلن
کی جہیل سے ہے اور دوسری یہہ ہوتا ہوا ادہر کو آتا ہے اور ادہر سے جاتا ہوا جہلم مین داخل ہوتا ہے +

بہراوک یہہ ایک قلعہ شمال کیطرف ملک پنجاب کے اوس سڑک پر جو لاہور سے کشمیر کو درہ بنی ہال سے گذر کر جاتی ہی کشمیر سے جنوب کو بفاصلہ اٹھائیس میل واقع ہے پاس اس قلعہ کے ایک ندی بہتی ہی جو قلعہ کے نیچے ہوتی ہوئی چند میل کا راستہ طے کر کر دریای چناب مین گرتی ہی عمارت قلعہ کی چوبی ہے اور اچھی موقع پر بنا ہوا ہے **گھونپا ناگ** کشمیر کے ملک مین یہہ ایک پہاڑی گھاٹی کوہ پیر پنجال یا کوہ دریچل کے شمال کی طرف ہے یہہ پہاڑ تین میل لمبا اور چوڑا نہایت خوبصورت نظر آتا ہے آبادی اسمین بکثرت و ملک زرخیز ہے تھوڑا سا حصہ اسکا جنگلی پھولون پر درختون سے بھرا ہوا ہی اور اون درختون کے اندر سے موسم بہار نہایت خوشبو ہوا نکلتی ہی جو دور دور تک ملک کو معطر کرتی ہی کشمیر کے لوگ بہار کے موسم مین یہان سیر کو آتی مین اسکی پاس ایک اور گھاٹی پہاڑ کی ہے وہ بھی بہت سرسبز و شاداب ہی بہار مین ہزارون قسم کے پھول وہان پھولے ہوی دکھائی دیتی مین اور مشہور ہی کہ کبھی پانہیں اوس گھاٹی کے اوپر ایک لنبا سا سانپ رہتا تھا جسکی دم پہاڑ کے بنیاد مین اور سر چوٹی کے سر پر ہوتا تھا کوہ کھونہ پر سب سے زیادہ ترسبزی ای کے سردی بھی زیادہ ہوتی ہے اور بلندی اوسکی سمندر کے سطح سے چھہ ہزار فیٹ ہی **کوکرناگ** کوہ کشمیر مین یہہ ایک مشہور چشمہ پیر پنجال کے شمالی بنیاد مین واقع ہے و نیز پانی اسکا نکلا ہوا اور ٹکانے تہرون کے پہاڑ کی اندر بذریعہ چہہ سوراخون سے کے چلتا ہوا دریای برنگ مین جاپڑتا ہی اس چشمہ کا پانی بہت افضل نہایت صاف وسبک و شیرین مشہور ہی اگلی سلطانون کے وقت جو کشمیر کا حاکم مقرر ہوتا تھا وہ پانی اسی چشمہ سے منگوا کر پیتا تھا یہہ پانی ہاضم اسقدر ہی کہ اگر کھانا کھانے کے بعد پیا جاوے تو کھانا فی الفور ہضم ہو جاتا ہی **کسا ناگ یا قیصر ناگ** کشمیر کے ملک مین شمال کیطرف کوہ پیر پنجال کے یہہ ایک جہیل کسا ناگ کر کے مشہور ہی یہہ جہیل دو پانچ میل لنبی اور پاو کوس چوڑی ہے پاس کے پہاڑون کے اوپر سے برف پگھل کر پانی اسمین بھرجاتا ہی بعض وقت تو اسقدر طغیانی ہوتی ہے کہ اصلی سطح سے چالیس فیٹ اونچا پانی اسمین ہو جاتا ہے اسمین سے دریا ویشو نکلکر جہلم مین جاپڑتا ہی وہ دریا اس جہیل کے مغربی کنارے سے نہایت پر آبی اور تیزی کے ساتھہ نکلکر بہتا ہی دریا کے منبع کے مقام پر پہاڑون کے انبوہ اور بڑی اونچی پہاڑ نظر آتی مین کنارے اس جہیل کے ایسی سرسبز و خوشنما مین کہ انکو دیکھ کر نظر کو طراوت حاصل ہوتی ہی ہزارون طرح کے رنگا رنگ پھول و خوشبودار بوٹیان و قسم قسم کے درخت ثمردار و غیر مثمر سایہ دار وہان موجود مین ہندو اس جہیل کو بہت متبرک جانتے ہین اور کہتے ہین کہ اسی جگہ پر جب بیان اگر حیران یعنی قدیم کہا تو یہہ جہیل ظاہر ہوئی دور دور سے ہندو جاتی یہان آکر غسل کرتے ہین بلندی اسکی سمندر کی سطح سے بارہ ہزار فٹ شمار ہوتی ہی - ۰ -

ویرناگ یہہ چشمہ سری نگر سے جنوب کیطرف بفاصلہ اٹھارہ کوس کے پہاڑ کے اندر سے دریای بہت

جہلم کا ابتدا و اخراج اسی کے اندر سے ہوتا ہی لطافت اور صفائی مین یہہ چشمہ کشمیر کے تمام چشموں سے بہتر و اعلی ہے
پہلی یہہ چشمہ بے تعمیر و خراب تھا شاہ جہانگیر جنتمانی نے سنگ سرخ سے اسکو ہشت پہلو بنوایا اسکا ایک پہلو اسکا
پندرہ ہاتھہ لمبا اور عمق ساڑہی اکتیس ہاتھہ کا ہی اور دو مقام پر ابیات مندرجہ ذیل کالی پتھر مین کندہ کر کر
وہان لگائی گئے ہین **بیت** حیدر بحکم شاہ جہان بادشاہ عصر * شکر خدا کہ ساخت چنین آبشار وجو *
این جوی داده است ز جوی بہشت یاد * وزین آبشار یافتہ کشمیر آبرو * تاریخ آب جوی بگفتا سروش غیب
از چشمہ بہشت برون آمد است جو * دوسری عبارت نثر و ابیات مندرجہ ذیل چار دیواری کے حلقہ کے اندر
ایک کالی پتھر کے ٹکڑی پر کندہ ہین **بیت** از جہانگیر شاہ اکبر شاہ * این بنا سر کشید بر افلاک * بانی عقل یافت
تاریخش * قصر آباد و چشمہ ورناگ * بادشاہ ہفت کشور شہنشاہ عدالت گستر ابو المظفر نور الدین جہانگیر بادشاہ
ابن اکبر شاہ غازی بتاریخ سنہ ۱۵ جلوس درین سرچشمہ فیض آئین نزول اجلال فرمودند و این عمارت بحکم
آنحضرت صورت اتمام یافت فقط یہہ تالاب ہمیشہ لبریز رہتا ہی اور پانی کے خروج کے مقام سے ایک بڑی
شاخ پانی کی ساٹھہ ستر ہاتھہ کی اونچی پر نکلتی رہتی ہے اور باوجود نکلنے اسقدر پانی کے سطح پانی کی بالکل
نہین ہلتی بادشاہی عمارات اس چشمہ کے کنارون پر بہت خوشنما معلوم ہوتی ہین **لکہاون** کشمیر مین
یہہ ایک گانو شمال مغربی انجام ایک بلند قطار پہاڑ کی جو برفانی قطار پیر پنجال سے شروع ہوتی ہی اور درجہ
بدرجہ گہٹتی ہوئی میدان سے جا ملتی ہی آباد ہی گو کہ یہان آبادی بہت کم ہی مگر پرانے کہنڈرات اور قدیمی
مکانات و تالاب اور حامون کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی زمانہ مین یہہ ایک شہر آباد ہوگا — +
نیلہ ناگ معنی اسکے نیلی جہیل ہے کشمیر کے ملک پرگنہ اسچہ مین یہہ بڑا اور مشہور چشمہ ہی اور اوس سے
ایک بڑی ندی نکلکر بارہ مولہ کے درہ کے راستے دریای جہلم مین جا پڑتی ہی ہنود اس چشمہ اور جہیل کو
بڑا متبرک سمجہتے ہین اور دور دور سے آکر اسمین نہاتے ہین یہہ جہیل پیر پنجال کے پہاڑ کے شمال مشرقی گہاٹی کے
اندر واقع ہے **امرناتھہ** اس مقام کا حال ہندؤن کے عبادت گاہون مین تحریر ہوگا —
حوض عجیب موضع دول پرگنہ ناگ سونده براری نام ایک مربع حوض ہی شمال کیطرف اوسکی
ایک پتھر کا پیالہ کہا ہی بنا رہو ہین بیساکہ سے ۵ اجیٹہہ تک ایک دن مین تین تین چار چار مرتبہ اوس
حوض کے تہہ سے پانی جوش زن ہو کر حوض پر ہو جاتا ہی پہر خالی ہو جاتا ہی اسقدر کہ ایک قطرہ پانی کا اسمین
نہین رہ جاتا پہلی اس حوض کے سات مقام سے پانی نکلنا شروع ہوتا ہی جب تک کہ وہ پیالہ نہ بہرلے
پانی بند نہین ہوتا جب پیالہ بہر جاتا ہے تو لگاتار پانی کم ہوتا ہی یہان تک کہ ایک قطرہ اوسمین باقی نہین
رہتا **پون سند ہیا** پرگنہ شاہ آباد مین ایک چشمہ پون سند ہیا نام ہی پانی اوسکا اسطرح نکلتا ہی

جیسے کوئی سانس لیتا ہی اوپر کے دم مین بہت سا پانی اوس سے نکلتا ہے اور نیچے کے دم مین وہ تمام پانی غائب ہوجاتا ہے ایک قطرہ پانی نہین رہتا ہمیشہ دن رات ماہ وسال اوسکا یہی حال رہتا ہی **غار شاہ آباد** شاہ آباد کے پرگنہ مین بھی ایک بڑی غار ہی جو کوئی اوسکے اندر جاتا ہی اوسکو برف کے ٹکڑے ملتے ہین اگر وہان ہی کہولے تو برف ہوتا ہے اور اگر باہر لاوی تو وہ برف پتہر ہوجاتا ہے **واسک ناگ** پرگنہ دیوسر مین اسی نام کا ایک چشمہ ہی پانی اوسکا نہایت سبک اور سرد ہی ابتدا بہار سے جب تک کہ شالی پختہ نہو جاوی پانی اوس سے نکلتا ہی جب سردی شروع ہوتی ہے پانی اوسکا بالکل خشک ہوجاتا ہی اور پچھلی موقع سے کم ہوکر پہاڑ کے دوسری طرف مقام گلاب گڈہ کے قریب ظاہر ہوجاتا ہی غرضکہ تمام سال مین چھ مہینے تک پہاڑ کے اسطرف اور چھ مہینے اوسطرف جاری رہتا ہے **غار آرہی رامی** پرگنہ ماتر منہ موضع لوکٹہ مین اسی نام سے ایک اسقدر بڑی غار ہی کہ اجتک کسی نے اسکا انتہا نہین پایا ہے منہہ اوسکا بہت تنگ اور اندر سے فراخ اور تاریک ہی غرض اوسکا قریب پانچ درعہ ارتفاع چار درعہ ہی چونکہ شیر وغیرہ پرند جانورون کے وہان گہونسلے ہین اونکی سنجال کے سبب اندر سے بدبو آتی ہے جہانگیر بادشاہ جب وہان پہنچا تو سنیہ بارہ آدمی کو ایک یکے بعد ایک ایک سہ ٹیل دیکر اوس غار کے اندر بہیجا کہ اوسکا انتہا دریافت کرین جب وہ غار مین داخل ہوئی تو چند میل ایک ہی راستہ چلے گئے آگے جاکر ایک گنبد پایا جسکے چھت سے پانی ٹپکتا تھا گنبد کا ارتفاع پانچ سو درعہ اور پچاس درعہ چوڑا تھا اسکی آگے بڑہ کر تین راستے نکلتے تھے دہنی طرف کا راستہ پہاڑ کی طرف کا تھا اور پیچھے بلندی پر جاتا تھا اور پیچیدہ راستہ سمت الشرقی کو اونہون نے ایک پتہر بیچ کے راستے مین پہینکا اور سمجھا کیا کہ کسقدر عمیق ہے ایک گہری تک صدا اوسکی نیچے جانے کی آواز سنتے رہے چونکہ آگے جانے کے لیے تیل کم تھا وہ لوگ واپس چلے آئے **گنگہ جھن** موضع ہوننامہ پرگنہ ویہو مین گنگہ جھن نام ایک مقام ہے کہ پانی وہان بہت کم ہی اہاڑ دن سدی آٹھی کو دن پہاڑ کے ایک بغل سے پانی آہی چلی کے موافق جاری ہوتا ہی اور کبھی ایک مقام سے بادل کیطرح پانی برستا ہی تمام روز یہی حال رہتا ہی پھر بند ہوجاتا ہی تمام سال ایک قطرہ نظر نہین آتا **تالاب کوسر** پرگنہ ناگہ نامہ مین قصبہ مذکور کے متصل اسی نام کا ایک تالاب ہے اوسمین چند جزیرے واقع ہین زمیندار اوسمین مویشیان چرا لیتے ہین مگر جب کبھی شدت کے ساتھ ہوا چلتی ہی تو وہ جزیرون کے زمین کشتی کی طرح حرکت کرکرا ایک طرف سے دوسری طرف کو چلے جاتی ہین کشتی کے مانند تیرتی ہوئی نظر آتے ہین **چنار سہ ریاک** پرگنہ بیا بدامہ الموا خضر پائین جس جگہ دریائے سندھ دریائے بہت پاس آگئی ہین قدیم زمانہ سی ایک چنار کا درخت موجود ہے سہ یاک کہتے اوسکا نام ہے وہان کے لوگ اوسکی عمر کئی ہزار برس کی بیان کرتے ہین کبھی وہ خشک نہین ہوتا پانی کی طغیانی اور سیلاب سے بھی نقصان نہین پاتا

تھی اوسکے چبوترہ کے اوپر کوئی عمارت یا چبوترہ نہ تھا جب شیل دھار پنڈت حاکم کشمیر نے سنہ ۱۹۱۸ بکرمی میں اوسکی جگہ
پر ایک چبوترہ بنا دیا تھا کہ استحکام رہے **سوہم** پرگنہ کا پراج سے چھوٹی پورہ میں ایک زمین سرخ رنگ کی ہے
وہان کے لوگ اوسکو سوہم کہتے ہین بے تعداد اوسال کے بعد کبھی کبھی اوس زمین میں ایسی حرارت
پیدا ہوتی ہے کہ جلنی لگتی ہے اوسوقت وہان کے ہندو چاول اور پانی دیگچون میں بھرکر زمین میں دبا
دیتے ہین ایک دو ساعت میں وہ پک جاتی ہین تو زمین سے نکالکر اپنے بزرگون کے نام پر خیرات کرتے ہین
کچھ مدت کے بعد وہ زمین گرم رہکر پھر سرد ہو جاتی ہے **موضع شتلہ مولہ** پرگنہ ساترالمواضع
پانین خشک زمین میں شکاری لوگ لکڑی کی مچھلی کے نیچے لوہے کے پتھر اوپر ہو چھپین بنا کر دبا
دیتے ہین دو ساعت کے بعد نکالتے ہین تو جو لکڑی کے آہنی ہوجاتی ہین ساتھ پانچ یا سات چھ مچھلیان زندہ
ہوکر نکل آتی ہین **چشمہ رنگین** موضع تغلہ مول کے پاس ایک چشمہ ہے جسکا نام اہلود ہی اوسکا پانی ایکدن
میں چند رنگ بدلتا ہی کبھی سیاہ کبھی سرخ کبھی زنگاری کبھی نارنجی کبھی اودا کبھی سبز کبھی زرد
کبھی سفید رنگ ہر رنگ نکلتا ہے کبھی ایک ہی رنگت کا پانی تمام دن جاری رہتا ہی **عین الفوشنت**
پرگنہ اولر موضع ونتی پور کے قریب ایک چشمہ ہی جسکو عین الفوشنت کہتے ہین جس کے بیماری کا بیمار اگر اوسمین نہاے
تو شفا پاتی قولنج کے مرض کے مریض کو بھی اوسمین بٹھانا اور نہلانا مناسب ہے **کوہ یخ بستہ**
پرگنہ پھاک پہاڑ کے درہ میں گرمیون کے موسم میں بھی پہاڑ یخ بستہ رہتا ہی اور دور دور سے لوگ
وہان جاکر پانی سرد کرنے کے لیے برف لاتی ہین **ہلہ** پرگنہ لال میں ایک گاؤن کے پاس ہلہ نام
ایک پتھر ہی جب لوگ اوس پتھر کے پاس جاکر بلند آواز سی بولتی ہین تو اوس پتھر کے نیچے سے پانی جاری
ہوجاتا ہے **اہربل** پرگنہ اوڑون میں ایک دلچسپ مقام اہربل نام ہی دریای ویشو پہاڑ کے
اوپر سے وہان ایک مقام پر گرتا ہے اور وہی جگہ وہان مشہور ہی ایک قریب چھ سات گز اور دوسر
قریب چالیس گز کے پانی کی صفائی اور آبشار کی وہان عجیب سیر معلوم دیتی ہے **مینار رنگین**
اوسی پرگنہ یعنی اوڑون کے پہاڑ پر چند مینار ایک ایک گز کے پتھر کے بنے ہوئے موجود ہین اونکو ہندو کوروکشیتر
کہتے ہین اون میناروں کی دیکھنی سے عقل حیران ہے کہ آیا کس بادشاہ نے یہ مینار بنائے ہین اور اسقدر
بڑے بڑے پتھرون کو کس مقام سے منگوائے گئے **دودہ ناگ** کوہ کھنبل پرگنہ دیچھن پار میں
اس نام کا ایک چشمہ جاری ہی چونکہ پتھر اور زمین اوسکی سفید ہین اور چشمہ کا پانی بھی سفید نظر آتا ہی اسلیے
اسکو دودہ ناگ کہتے ہین پانی اس کا بہت ٹھنڈا نکلتا ہی ہندوستان میں برف سے ٹھنڈا ہے زیادہ اوسمین
ہوتی ہی اور گرمیون میں اسقدر ٹھنڈا ہوتا ہے کہ تابستان میں اکثر لوگ برف وہانسے لایا کرتی ہین پانی ٹھنڈا کرنیکو

چشمہ سے نکلکر دریای لدر کے ساتھ ملتا ہے **بسیم ناگ** کوہ گنجہ بل پر دودو ناگ چشمہ کے نیچے
سے چشمہ جاری ہے چارون طرف اسکی پتھر کی عمارت بنی ہے پانی اسکا بھی لدر دریا کے ساتھ ملتا ہے
کنٹھ ناگ کوہ دیوسر پر کنٹھ ناگ نام ایک بڑا چشمہ عمیق ہے برف کے بڑے بڑے ٹکڑے کی طرح
ناگ کے پہاڑون سے ٹکڑون کی طرح اسکی اندر بہتی ہوے نظر آتی ہین تین حصہ پانی اس چشمہ کا پہاڑ کے
اندر چلا جاتا ہے اور ایک حصہ دریای ویشو کے شامل ہوتا ہے **ابلابل** کوہ ادر پرگنہ دچھن پارہ
میں ایک بڑا چشمہ جاری ہے کہ دریای سنگل اور بہشت کہی اسے نکلتی ہین **سکھ ناگ** کوہ بیرو
مین یہ چشمہ جاری ہے اور اسکا پانی پرگنہ بیرو کے زراعتون کو سیراب کرتا ہوا جو ہلسنی مین آکر
شامل ہو جاتا ہے **ککر ناگ** موضع ارکم پرگنہ برنگ مین اس نام کا ایک چشمہ نکلتا ہے پانچ مقام سے
پانی اسکا زمین سے جوش مارتا ہے پانی اسکا خاصیت لطیف اور سبک ہے **مٹن ناگ** موضع مٹن
پرگنہ [illegible] مین ایک چشمہ پہاڑ کے نیچے سے نکلتا ہے اور سیر باغ و عمارات پرانے بنی ہوی ہین ہنود اسکو بڑا
متبرک سمجھتے ہین **پانڈرتن ناگ** موضع پانڈرتن پرگنہ دیوسر مین یہ ایک چشمہ جاری ہے نارسنگ کوہ سبانگ
کا [illegible] اور اسی پہاڑ پر ایک دوسرا چشمہ جسکا نارنام ہے بہتا ہے **شیشرم ناگ**
کوہ [illegible] کے اوپر اس نام کا چشمہ جاری ہے پانی اسکا خاصیت شفابخش و خوشگوار ہے **چوہیر ناگ**
پرگنہ [illegible] مین یہ چشمہ جاری ہے پانی اسمین سے بکثرت نکلتا ہے عجائب یہ ہے کہ اس چشمہ کے ایک طرف پانی کے
[illegible] سے برتن نظر آتے ہین اگر کوئی شخص انمین سے کوئی برتن باہر نکالکر دیکھتا ہے تو برتن فی الفور ٹوٹ
جاتا ہے ٹکڑے اوسکی اوسی پانی مین گر پڑتے ہین **کرشن سر** کوہ کلنی [illegible] پہاڑ کے شرق کی طرف ایک کنارا
[illegible] واقع ہے جو منبع دریای کشن گنگا کا ہے اوسکے پاس دو تالاب ہین ایک کا نام [illegible] سر دوسرے کا
[illegible] دونو تالاب ہمیشہ پر آب رہتے ہین **خوشحال سر** یہ ایک تالاب نوشہرہ کے نزدیک
کشمیر کے نامی تالابون مین ہے **اچار سر** موضع [illegible] کے نزدیک واقع ہے اس سے بھی [illegible] فیض
پاتا ہے [illegible] تالاب [illegible] سر موضع [illegible] کے پاس واقع ہے پانی اسمین بھی باافراط جمع رہتا ہے **سرل**
کوہ [illegible] یہ چشمہ ایک [illegible] کشمیر کے بڑے چشمون مین سے شمار کیا گیا ہے اور دریای سیاندرن کا یہ منبع
کہا جاتا ہے **دریای بہت** اگرچہ حال مفصل اس دریا کا مع پنجاب کے پانچون دریاون کے احوال
مین تحریر ہو چکا ہے مگر ایسا ہے کہ یہ دریا کشمیر کے علاقہ کا کل پانی اپنے ذریعہ سے پنجاب کے میدانون مین لیجاتا ہے
ضرور ہوا کہ کچھ احوال اس دریا کا اور اسکے مددگار ندی نالون کا جنکی تشریح اول مفصل نہین کی گئی اسمقام پر
بھی تحریر کیا جاوے اور واضح ہو کہ کشمیر کے ملک مین اس دریا کا نام دریای بہت مشہور ہے اور ابتدای چشمہ اس دریا کا

پرگنہ شاہ آباد موضع ویلی میں بقرب جوار پرگنہ چشمہ ویرناگ کے ہے اور بہت شاستری زبان میں اوس فاصلہ کو کہتے ہیں جو کھلے ہوئے ہاتھ اور پنجہ کے وقت انسان کی نر انگشت اور سبابہ کے درمیان واقع ہوا ہے یہہ مراد ہے کہ ابتدائی منبع اس چشمہ کا اسقدر ہی ہے جسقدر فاصلہ انگوٹھی اور سبابہ کے درمیان ہے تاہم بہی بہت ہوتا ہے اسیواسطے نام اس دریا کا بہی بہت رکہا گیا وہاں سے چلکے یہہ بہت چہوٹی سی نہر جاری ہوتی ہے جیسا کہ [illegible] کے مقدار پر اپنا راستہ طے کرتی ہے تو ساتھ رکہیشوروں کے چشمہ کا پانی اس سے ملکر آتا ہے کشتی چلانے کے قابل پانی اسمیں ہو جاتا ہے وہانسے چلکر یہہ نہر بڑی چشمہ ویرناگ میں داخل ہو جاتی ہے اور اسیواسطے عام منبع اس دریا کا چشمہ ویرناگ تصور فرماتے ہیں پہر جیسا کہ خروج اسکا چشمہ ویرناگ سے ہوتا ہے تو جیسا اوس چشمہ کا بہت سا پانی لیکر اور وتہہ وترو نام پاکر چلتی ہے اور مظفر آباد تک پہونچتی ہے سنکڑوں ندی نالوں اور چشموں کے پانی اسکے ساتھ شمول پاکر بہت بڑا دریا بنجاتا ہے اگرچہ اون ندی نالوں کا شمار جو اسکے ساتھ شمول پاتے ہیں ایک امر محال ہے مگر چند مشہور مشہور ندیوں کا ذکر اسمقام پر بہی لکہا جاتا ہے جوبی ساندرن یہہ نہر کوہ سیداری سے نکلکر آتی ہے اور بہت کے ساتھ اسمقام پر جہاں اوسکا نام وتہہ وترو ہے آکر شامل ہو جاتی ہے جوبی کاوبرن یہہ نہر پرگنہ شاہ آباد چشمہ سیرل سے نکلتی ہے شمول اوسکا بہی وتہہ وترو کے ساتھ ہوتا ہے جوبی [illegible] ناگ یہہ دونو نہریں پرگنہ [illegible] موضع [illegible] سے آتی ہیں اور وتہہ وترو کے شامل ہو جاتی ہیں جوبی [illegible] اس نہر کا منبع کوہ کرمن و نو باٹ ہے پرگنہ برنگ میں [illegible] اسمیں بہی بہت سی نہریں اور چشموں کے پانی داخل ہوتے ہیں چنانچہ گنگا ناگ و آرہ بل بہی اسی کے شامل ہوتی ہیں جو کوہ لامہ پرگنہ کوتہار سے نکلکر یہہ [illegible] پانی اپنے ساتھ ملاتے ہوئے اسمیں آپڑتے ہیں پانی اسکا کہنہ بل کے مقام پر اسقدر عمیق ہو جاتا ہے کہ چہوٹی چہوٹی کشتیاں وہاں آسانی چل سکتی ہیں دریائی لمبودری یا لدر ہوت یہہ دریا بہی کشمیر کے اونچے پہاڑ سے نکلکر امرناتہ کے راستے پرگنہ دچہن پارہ میں پہنچتا ہے وہاں اکثر [illegible] چشموں کا بڑی شاخ اسکی [illegible] کہلاتی ہے یہہ دریا بہی بہت کے [illegible] جاتی ہے [illegible] ابتدائی راستہ تیزی و تندی کے ساتھ طے کر کے دریائی بہت کے شامل [illegible] راستہ میں [illegible] چہوٹی نہروں اور چشموں کے [illegible] بہی شامل ہوتے ہیں یاول جوبی [illegible] یہہ پرگنہ لال سے آتی ہے وہ نہر [illegible] جسکا کوہ دارا و [illegible] پرگنہ لال سے اخراج ہے [illegible] جسکا پانی کوہ [illegible] سے آتا ہے [illegible] جسکا چشمہ ششرم ناگ مشہور ہے پانچویں جوبی [illegible] موضع [illegible] کے چشموں اور دچہن پارہ کے چشموں کے پانی سے [illegible] جاری ہوتی ہے دریائی ویشو یا وشاو [illegible] دریا کا [illegible] ناگ [illegible] دریا بہی تیزی و تندی کے ساتھ نکلکر دریائی بہت کے شامل ہوتا ہے اسکو [illegible]

بھی بہت سی ندیوں اور نالوں و چشموں کے پانی اسمیں شامل ہوتے ہیں جنمیں سے چند بڑی نالوں کا ذکر ذیل میں
لکھا ہوگا چوپی رمبئی آرہ اسکا منبع کوہ دہرال اور پیر پنجال سے قریب ہے موضع منگہ کے
پاس اسکا شمول دریا پونچھ کے ساتھ ہوتا ہے نالہ مذکور کی ایک شاخ کا نام ہیرا ہے موضع
[illegible] تک جاکر دریا کے شامل ہوجاتی ہے دوسری شاخ رمبئی آرہ کے مقام [illegible] اور کرلو ہ اور [illegible]
سے آتی ہے اور [illegible] کے مقام پر [illegible] اسکا شمول بھی دریا کے ساتھ ہوتا ہے تیسری شاخ اسکی نالہ
ربنی [illegible] مشہور ہے جسکا اتصال موضع [illegible] کے پاس دریا کے ساتھ ہوتا ہے نالہ تارستان بھی
ایک نالہ کشمیر میں ہے جو تارستان وغیرہ مواضعات کے چشموں کا پانی لیکر اور [illegible] سے گذر کر دریا میں
ملجاتا ہے چوپی ننگل [illegible] بھی [illegible] اسکی لمبائی [illegible] ہے اور [illegible] کام پورہ [illegible]
کے مقام پر اسکا شمول دریا کے ساتھ ہوتا ہے چوپی راسٹی اسکا منبع کوہ [illegible] کوہستان [illegible]
[illegible] ہے آخر مقام [illegible] اسکا اتصال دریا کے ساتھ ہوتا ہے چوپی ننگل نالہ
[illegible] بھی [illegible] کے مقام [illegible] دریا کے شامل ہوجاتی ہے چوپی آب سفید بھی کوہستان
ناگام [illegible] سے نکلکر [illegible] آتی ہے اور [illegible] مقام پر دریا کے
ساتھ شامل ہوجاتی ہے نالہ چوپی کل [illegible] تالاب ڈل سے نکلکر شیرگڈھ کے پاس دریا [illegible] کے
شامل ہوجاتا ہے نالہ سیمرو [illegible] واقع ہیں انکی پانی [illegible]
جاری ہوکر شہر [illegible] آتی ہیں نالہ [illegible] پل [illegible] سے نکلا ہے
سندھ کا پانی بھی [illegible] کے وقت انکو شامل ہوجاتا ہے [illegible] شالامار و نشاط باغ بھی
دو نہریں [illegible] جاری ہیں تالاب ڈل کے ساتھ انکا
شمول ہے ندی دودھ گنگا اسکا [illegible] کوہ [illegible] سفید [illegible] ہے [illegible] کدل کے درمیان
تالاب ڈل کے شامل ہوجاتی ہے چوپی [illegible] کوہ [illegible] ہے جو [illegible]
نکلکر [illegible] کے درمیان [illegible] گذر کر مقام [illegible] آتی ہے دریائی سندھ اس دریا کا
منبع کوہ [illegible] ساتھ [illegible] شامل ہوتی ہیں [illegible] گنگا [illegible] دریا
[illegible] آتی ہے اور نالہ [illegible] تالاب ڈل سے
نکلا ہے [illegible] شامل ہوکر [illegible] آخر کشمیر
کے [illegible] کے پاس دریا بہت کے شامل ہوجاتا ہے
تالاب مانسبل [illegible] بھی کشمیر میں ایک [illegible] تالاب ہے جو اسکو اندر سے ایک نالہ جاری ہوکر [illegible]

اندر کرشٹری دریا سے شامل ہو جاتا ہے اسکے اندر بھی بہت سی نہریں آکر پڑتی ہیں چنانچہ نہر سندھ کل جو لال کوہ
سے آتی ہے اسی میں آکر شامل ہو جاتی ہے **تالاب منسبل** یہ بھی کشمیر میں بڑا تالاب ہے بڑی بڑی نہریں اس
میں داخل ہوتی ہیں ایک نہر کا منبع ہے جو چشمہ سکھ ناگ پرگنہ بیروہ جو بیری پالس کوہ پرگنہ بانگل کا مجموعہ
ہے مقام کا ہمنا اسمیں پڑتی ہے دوسری جوے تاسنجی دنیرہ کہ یہ بھی جو بیری پالس کی ایک شاخ ہے جو قریہ
شنگلدار میں ملتی ہے تیسری شاخ جو بیری پالس جو سلطان پورہ میں ملحق ہوتی ہے اس اجتماع کے بعد منسبل کا پانی
اسی مقام سے چلکر راہ تارہ تارہ ڈبری تالاب ولر میں داخل ہو جاتا ہے **جوی تادی سنازہ** اسکا منبع
کوہ کوتھامہ سے ہے وہانسے چلکر بیاوی نار کے مقام سے تالاب ولر کے ساتھ ملجاتی ہے **جوے**
تادی پل یہ نہر کوہ ارن پرگنہ کوتھامہ سے نکلتی ہے اور مقام تادی پل کے پاس ولر کے
ساتھ ملجاتی ہے **جوی سندہ پور** یہ نہر ایک شاخ جوی تادی پل کی ہے یہ سندہ پور کے مقام پر
تالاب ولر کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے **جوی آرہ کلان** یہ نہر کوہ پیر پنجال کو ہپا سے نکلتی ہے اور موضع ناہمہ پور میں پہنچکر ولر
کے اندر داخل ہو جاتی ہے **جوی لوہنہ تار** یہ نہر بھی کوہ کوتھامہ سے روان ہوتی ہے اور موضع آلو کے پاس
ولر میں ملجاتی ہے **جوی [illegible] گل** منبع اسکا چشمہ ایلا پتیری ہے جو کوہ افروٹ پرگنہ کروہن میں واقع ہے وہانسے
چلکر مقام [illegible] پور دریاے بہت کے ساتھ ملجاتی ہے **دریاے کشن گنگا** یہ دریا بھی ایک بڑا دریا ہے بہت کا
منبع اسکا کوہ تبت [illegible] ہے بہت سی نہریں اسکے ساتھ شامل ہوتی ہیں اول جوی کہل جسکا اجرا کوہ تبت اور سرہ مقام کوہلہ
میں اسکا اتصال ہے دوسری جوی ناور جو کوہ یا پورہ سے آکر مقام دو کولہ پل اسی ملتی ہے تیسری جوی رجل جو کوہ تبت جل سے آکر دو
کولہ پل کے پاس ملتی ہے یہ نہریں کل مجموعہ مقام دو آب جسکو لالہ کل کہتے ہیں دریاے بہت کے ساتھ ملجاتا ہے
جوی دالکن یہ نہر جوی رجل کی ایک شاخ ہے اوس سے علیحدہ ہوکر مقام تادی پل آتی ہے اور اسی
مقام پر دریاے بہت کے ساتھ ملجاتی ہے **جوی دفیت** اس نہر کا اخراج بھی تبت جل سے ہے اور مقام
دوار اوسکا اتصال ہے **جوے منشار ری** اسکا اخراج کوہ [illegible] دریتارہ ہے وہان سے آکر
[illegible] موضع سپیری کہاون پار کے دریاے بہت سے ملجاتی ہے **جوی دودہ گل** یہ نہر کوہ [illegible]
علاقہ [illegible] سے نکلتی ہے اور کہاون پار کے مقام پر بہت سے ملجاتی ہے **جوی لونشہرہ** یہ نہر
کوہ ساہیہ اور کوہ لونیار کے مقام سے نکلتی ہے اور نوشہرہ کے متصل بہت سے شامل ہو جاتی ہے **جوے**
ہفت کہی اسکا منبع کوہ ایلا پتری ہے اور کالس پور لونیار میں بہت کے ساتھ اسکا اتصال ہے
جوی سنگروی منبع اس نہر کا کوہ پیر پنجال ہے اور مقام ادری بہت کے ساتھ اسکا اتصال ہے
فایدہ واضح ہو کہ کشمیر کے علاقہ کے ملحق اور اوسکی نواح میں اور بھی بہت سے نالے ہیں شامل [illegible]

و بھمبر و راجوڑی و پونچھ و کہل و کلاک و کاغان و کہسال و دوسیال و کرناہ و دراوہ و ہتورہ و
مرواڈون و بانہال وغیرہ اور چھ میجال ہردو تبت گلگت اسکردو و کنجو زنگری حصہ اورہ لداخ
سبھی قدیم سے اسکے شامل تھے پرگنے کشمیر کے پہلے چھتیس تھے اس زمانہ میں چھتیس مشہور ہیں اور کل علاقہ دو نام
کامراج و مراج کے نام سے موسوم ہے مراج کا علاقہ نہایت سیر و شاداب اور کامراج اوس سے کم سیراب
و ویران ہے مراج کے علاقہ میں پرگنہ مراج شاہ آباد برنگ کوٹھار ماتن شہر اننت ناگ دچھن پارہ کھاور
ولر و پھاک دیوہ سراڈون بانگل بیہرو دمن شکروہ شاورہ زینہ پور ناگام اچھہ ... متعلق ہیں
اور علاقہ کامراج میں پرگنات مفصلہ ذیل متعلق ہیں لعل کوٹھار پیسور سایر المواضع پانمین ماچپا
تیلگام کروہن کہوہی زینہ گیر خاص کامراج خاص کامراج کے حصہ ہیں تاثیر چمل ... لولاب ... اوتر
تیمچھی لارہ ... رام میجال ... کشمیر کے مضافات میں علاقہ دچھنہ و کہاورہ ہیں جو شمال و جنوب
دریای بہت کے واقع ہیں دچھنہ کے رہنے والے ... اور کہاورہ کے رہنے والے کہکہہ کہلاتے ہیں دچھنہ سے
ریاست کہوری مظفر آباد دوسرے کرناہ و دراوہ تیسری ریاست ... چوتھی ریاست دچھنہ
و کہاورہ و چھی ... اور کہاورہ کے متعلق ریاستیں ... اور بونیار ہے اور یہ کل علاقہ فی زمانہ
سلطنت مہاراج ... جموں کے ماتحت و زیر حکم ہے اچھہ ایک قصبہ کشمیر کے ملک میں ... کنارے
دریای بیہت کے خاص سری نگر سے ... جنوب مشرق کو آباد ہے **ترکی** یہ ایک بلند چوٹی پہاڑ کی کشمیر
کے جنوبی پہاڑ کے اندر واقع ہے بلندی اسکی اسقدر ہے کہ وہاں بارہ مہینے برابر برف جمی رہتی ہے
شمال کی طرف اسکے اندر سے ایک چشمہ نکلتا ہے جسکے اندر سے پانی بہت تھوڑا اور کم کم اخراج پاتا ہے گویا نبض کی
حرکت کی طرح نکاس پانی کا اوس سے ہوتا ہے چشمہ کا پانی نکلکر ایک حوض کے اندر جمع ہوتا ہے ماہ دسمبر و جنوری و
فروری میں اسکا پانی اسقدر گرم ہوجاتا ہے کہ ہاتھ بھی اوسمیں ڈالا نہیں جاتا مگر اور موسم میں پانی اوسکا
سرد اور خوشگوار ہوتا ہے اصل میں یہ چشمہ گرم پانی کا ہے اور سرد ہوجانا اوسکا اسواسطے ہے کہ گرمیوں میں جو سرد
پانی برف کا اوسمیں آتا ہے وہ اسکو سرد کر دیتا ہے اور سردیوں میں جو برف کا پگھلنا موقوف ہوجاتا ہے تو
چشمہ کا پانی اپنی اصلی حالت کی موجب گرم ہوجاتا ہے اس چشمہ کو ہندو نہایت متبرک سمجھتے ہیں اور غسل کرنے کو آتے ہیں
شوپیان یہ ایک قصبہ سری نگر سے جنوب کی طرف ... کوس کے فاصلہ پر آباد ہے سرزمین اسکی نہایت سبز
و سرسبز ہے جسقدر میوہ پھول و نباتات اس ملک سری نگر میں ملتی ہیں اوسیقدر یہاں بھی دستیاب ہوجاتی ہیں
طرح طرح کے میوے سیب انگور وغیرہ کی یہاں پیدا ہوتی ہے ایک مقام ہیرپل نام یہاں سے چار کوس
پر ہے وہ ہندوں کا پرستشگاہ ہے ایک آبشار ... پہاڑ کے نیچے بنا ہوا ہے اور پہاڑ کی بلندی سے پانی

گرتا ہے **اسلام آباد** کشمیر کے پہاڑ مین یہہ شہر شمال کے طرف دریای جہلم کے آباد ہے مقام
ہیرہ دریا جہلم نہایت عمیق و چوڑا ہو کر جاتا ہے عرض دریا کا یہان اسی گز سے کم نہین ہوتا لکڑیون کا پل
بادشاہی وقت کا بنا ہوا یہان موجود ہے جسکی بڑی لمبی لکڑیان دیو دار کے اوسمین لگی ہین یہہ شہر کوہ کے
نیچے اور پست ٹیلون کے اندر بستا ہے اور انھین ٹیلون کی بنیاد کے اندر ایک فراخ چشمہ اننت ناگ نام
بشکل مثلث جاری ہے جسمین سے پانی نہایت افراط کے ساتھہ نکلتا ہے اگرچہ اس چشمہ کا پانی سرد و شفاف و صفا
ہے مگر گندہک کی بو اوسکے پانی سے آتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوس پہاڑ کے نیچے گندہک کی کان ضرور ہے
مچھلیان اس چشمہ مین بیشمار ہین ہندؤن کا اعتقاد ہے کہ یہہ چشمہ بشن جی نے پیدا کیا اور مچھلیان اس چشمہ کے
کبھی نہین کہاتے بلکہ اون مچھلیون کو نہایت پاک و متبرک و لائق پرستش تصور کرتے ہین شہر اسلام آباد کی
عمارت پختہ و بازار کشادہ و خوشنما ہے تاجر گلگت و لداخ و تبت کے سوداگر یہان مال لا کر جمع کرتے ہین
اور پھر ہندوستان و ہزارہ و پشاور و ڈیرہ جات کو لیجاتے ہین پشمینہ کے شال یہان پانچ ہزار تین سو کارخانے
شالبافی کے یہان جاری ہین قسم قسم کی چھینٹ اور لحافون کے ابرے یہان رنگے جاتے ہین انکی خوش رنگی
و خوبی خود رنگ سفید کشمیر ایہان بہت اچھا بنا جاتا ہے اول اس شہر کا نام بھی چشمے کے نام پر اننت ناگ تھا
مگر اسلامیہ سلطنت کے وقت اسلام آباد کے نام سے موسوم ہوا **مظفر آباد** پنجاب کے شمالی پہاڑ مین یہہ
ایک قصبہ اور مقام ہے کہ جہان دریای کشن گنگا جہلم سے آکر شامل ہوتا ہے آباد ہے یہہ شہر بڑا مشہور شہر ہے
اور اگر کوئی غنیم بارہ مولہ کے درہ کے راستے کشمیر مین داخل ہونا چاہے تو یہہ شہر اوسکو اسکی نہایت روک
کا مقام ہے اس جگہہ دونو دریاون یعنی کشن گنگا و جہلم پر شاہ گذر واقع ہین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے قلعہ
یہان ایک مستحکم بنایا اور فوج مامور کی پہر بوقت سلطنت کابلی افغان کے عطا محمد خان ناظم کشمیر نے اوس قلعہ کے
اندر اور عمارتین اینٹ و کہین اور سامان بنایا **دریای کشن گنگ** یہہ دریا اپنی منبع کرشنہ سر کوہ کلنو
ہر مکہہ گنگا کے شرق کوہ شمال مشرقی حد کشمیر کے ملک پر واقع ہے نکلتا ہے اور مقام پر جگہہ جگہہ کے چشمے اور
ندیان اپنی موقع پر اسکو شامل ہوتی جاتی ہین جنکی بدولت یہہ ایک بڑا دریا بنجاتا ہے پہر یہہ اپنی منبع سے
ایکسو بیس میل کا راستہ طے کرکے مقام مظفر آباد کو آکر اپنی رسا دری کے راستے آکر دریای جہلم مین آ ملتا ہے
شمول کے مقام پر ترقی و تندی زیادہ ہوتی اس دریا کی دریای جہلم سے کچھ ہی کم ہوتی ہے پہلے بمقام شمول
ان دونو دریاون کے لکڑی کا پل بندھا ہوا تھا مگر اب خراب ہو کر اوترنے کے لائق نہین رہا اسلئے بذریعہ
کشتیون کے آمد و رفت ہوتی ہے **دوب** یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو اٹک سے کشمیر کو بارہ مولہ کے درہ کے راستے
جاتی ہے آباد ہے رنجیت سنگہ کے وقت ہری سنگہ نلوہ نے یہان آکر حملہ کیا اور اس پر جمعی کے ساتھہ قتل و غارت

کی کہ تمام قصبہ اُجڑ گیا رہنے والے یہان کے کچھ تو قتل ہوئے اور کچھ گھر چھوڑ کر بھاگ گئے اب پھر کچھ آبادی کی صورت نمایان ہوئی ہی اسموضع کے نام سے یہان کا درہ بھی درۂ دب کہلاتا ہی جسکا راستہ دریائے جہلم و کشن گنگا کے کنارے کنارے چلا جاتا ہی **مانس بل** کشمیر کے ملک مین ایک خوبصورت وخوشنما جھیل شمال کیطرف دریائے جہلم کے واقع ہے پانی اسکا نکلکر دریائے جہلم مین پڑتا ہی گرد و نواح کی زمین نہایت سرسبز و شاداب طرح طرح کے درخت سبزہ وکیوال اسمین پیدا ہوتے ہین اس جھیل کے شمالی کنارے کے اوپر نورجہان بیگم شاہ جہانگیر کی ملکہ نے ایک محل سیرگاہ بنایا تھا جو اب مسمار ہوگیا ہی کھنڈر اوسکی موجود ہین **مٹن** کشمیر کے ملک مین اس نام کا ایک پہاڑ ہے جو اسلام آباد سے نکلکر مشرق کیطرف کے گھاٹ تک جاتا ہے اس پہاڑ کے مغربی سمت کی انتہا کے ٹیلون کے اندر قدیمی عمارات کے کھنڈرات موجود ہین جنکے دیکھنے سے ایک عبرت وحیرت حاصل ہوتی ہی کہ آیا ایسی عمدہ و سخت و سنگین عمارتین کس طرح کے زمانہ مین بنی ہونگی یہان ایک بڑا مندر ہندون کی پرستشگاہ کا بھی بنا ہوا ہی جسکی عمارت بھی اوسی قدیمی عمارتون سے شمار کیجاتی ہے وہان ہندو جا کر سب لنگ کی پرستش کرتے ہین سیاحان فرنگ فرماتے ہین کہ یہہ بڑا مندر راون پانڈو کے عہد سے بنا ہوا ہے کہ جب برہمنی مذہب والون نے غلبہ پاکر بدھ مذہب والون کو یہان سے نکالدیا تھا **ونتی پور** کشمیر کے ملک مین یہہ ایک گانو ایک پرانے کھنڈرات کے اندر واقع ہی مورخان انگریزی فرماتے ہین کہ اصل مین یہہ شہر کشمیر کے ملک کا دار السلطنت تھا آبادی اسکی دریائے جہلم کے دہنے کنارے روس سڑک پر جو سری نگر سے اسلام آباد کو آتی ہے سری نگر سے جنوب مشرق کو سولہ میل کے فاصلہ پر ہی اصل کشمیر کے پرانی تواریخ کے بموجب یہہ گانو آٹھسو چہتر سنہ عیسوی مین اونتی ورمن راجہ کشمیر نے بنایا اور آباد کیا اور اپنے نام پر اوسکا نام اونتی پور رکھا اور بڑے عمارات عالیشان بنا کر اپنی سکونت بھی یہان اختیار کی عمارات اور کھنڈرات اسکی تصنیف پر انیش کے عمارات سے مشابہت رکھتی ہین چونکہ یہان بڑا مندر تھا سلطان سکندر بت شکن نے تمام مندر گرادئیے اور شہر والون نے جب اسلام قبول کیا تو انکو بھی جلا توڑ کر سب مکانات گرادئیے لیکن کھنڈرات کے اندر ایک مندر و لنکا واتی دیوی کا ہی یعنی اوسکو ونتھا واتی دیوی کہتی ہین اوسکی پرستش ہوتی ہے **شاہ آباد** یہہ قصبہ کشمیر مین اکبر شاہ بادشاہ نے آباد کیا اور شاہ جہانگیر و شاہ جہان و عالمگیر بھی جب کشمیر مین آتے تو یہان ہی اکثر ٹھہرتے اوسوقت آبادی اسکی بڑی اوج مین تھی شاہی مکانات کا بارہ دری تیار ہی کہ یہان تعمیر ہوئی تھے سلطنت مغلیہ کے اخیر تک بدستور سابق یہہ آباد رہا آخر جب رنجیت سنگھ نے کشمیر پر حملہ کیا تو سکھون نے اسکو لوٹکر ویران کردیا عمارات گرادیں اب تھوڑی سی آبادی باقی ہے یہہ قصبہ ایک تنگ و لمبی پہاڑ کے گھاٹی کے اندر بستا ہی اسکی جنوب مغرب کو

پیر پنجال درہ یا پنجال شمال شرق کو کشمیر کے پہاڑ کے سرسبز قطار میں بہت سی میلوں تک پھیلی ہوئی نظر آتے ہیں ہرمنگ کا پہاڑ اس علاقہ کے درمیان ہے اس پہاڑ کی گھاٹی بعض مقامات پر ایک ہزار گز سے زیادہ چوڑی ہے بہت سے سندرین ندی اسی پہاڑ کے اندر سے نکلتی ہے اور بہت سی چشموں کے پانی جو اس پہاڑ میں جاری ہیں لیکر جاری ہوتی ہے نہایت عمدہ لوہے اور تانبے کی کان بھی اسی گھاٹی کے اندر موجود ہے یہہ علاقہ میوہ دار درختوں اور گلزار و سرسبزی سے بھرا ہوا ہے میوہ اس پہاڑ کے لذت میں کشمیر کے کل میووں سے زیادہ ہوتی ہیں اس قصبہ میں ہفتہ بازار ہر پہاڑ رہتا ہے اور روئی غلہ اور کپڑے اور شہد کی تجارت بہت ہوتی ہے پہلے یہہ قصبہ بڑا طاقت مکان کشمیر کے ساتوں پشتوں کے سکونت کی جگہہ جو ساتوں دروں کے محافظ و جاگیردار تھے تھا اور جسمین کے پاس خاص شاہ آباد کی جاگیر تھی وہ درہ پنجال کا محافظ تھا اور بڑی آمدنی اس جاگیر کی اوسکو ملتی تھی سکھوں کے وقت تک جاگیر اوسکی بحال رہی جب سکھہ گئے تو گویا اون پر آفت آئی جاگیریں ضبط ہوئیں مال لٹگیا ٹکڑے کے محتاج ہوگئے اب اونکی اولاد اور کاشتکاروں کی طرح زراعت کرتی ہے بلندی شاہ آباد کی سمندر کی سطح سے پانچہزار چھہ سو فیٹ ہے اور پرانے عمارات کے کہنڈرات بہت پڑے ہیں **شاہ پور** یہہ ایک قصبہ کشمیر کے ملک میں دریای جہلم کے بائیں کنارہ [illegible] آباد ہے آٹھہ میل اور شہر سری نگر سے ترانوین میل آباد ہے **چھتر** ویہہ قصبہ کشمیر کے ملک میں نواسی میل مغرب کے طرف سری نگر سے اور چوبیس میل سمت شمال و شمال شرق راولپنڈی کے آباد ہے **پاٹن** کشمیر میں یہہ ایک گانو سری نگر سے سترہ میل شمال مغرب کو آباد ہے مسلمانوں کے سلطنت سے پہلے یہہ بڑا آباد شہر تھا اسکی پرانے عمارتوں کے کہنڈرات اون کی عمارات کے طرح موجود ہیں ہندوؤں کے عبادت گاہیں یہاں بہت ہیں اب بھی جاتری لوگ وہاں جاکر پرستش کرتے ہیں **سوگام** یہہ ایک قصبہ کشمیر کے ملک میں دریای جہلم کے بائیں کنارے شہر سری نگر سے شمال مغرب کو بفاصلہ ستئیس میل آباد ہے **ہرمکھہ** یہہ ایک بلند چوٹی پہاڑ کی کشمیر کے شمالی پہاڑ کے اندر ہے اسکی بلندی کے اندر ایک جھیل بنام گنگبل کے مشہور ہے جو ہندوؤں کا تیرتھہ کہلاتا ہے سمندر کی سطح سے یہہ چوٹی تیرہ ہزار فیٹ بلند شمار ہوتی ہے **گنگبل** یہہ ایک جھیل ہندوؤں کے تیرتھہ کا کشمیر کے ملک میں ہرمکھہ کے پہاڑ کے اندر ڈیڑھ میل چوڑی اور تین میل لمبی ہے جاتری لوگ یہاں غسل کے واسطے بہت جاتے ہیں بلکہ جسقدر ہندو کشمیر کے ملک میں رہتے ہیں اونکی جلی ہوئی ہڈیاں اس جھیل میں ڈالی جاتی ہیں اور ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ یہاں مردہ کے ہڈیاں ڈالنے سے مردہ کی نجات ہوتی ہے اور غسل یہاں کا ہردوار گنگا کے برابر ثواب رکھتا ہے بلکہ یہہ بھی کہتے ہیں کہ گنگا ندی اسکا پانی نیچے زمین کے ہوکے نیچے سے آکر یہاں ظہور کیا ہے اور سب جا دیوتا [illegible] کہ یہاں عبادت کرتے رہے ہیں **گنگبل**

یہہ ایک عبادتگاہ ہندوون کی کوہ کشمیر مین سے ایک لاکے اوس شہر سے جو سری نگر سی امرناتہہ کو جاتی
ہے واقع ہی اصل مین یہہ ایک ٹکڑا پہاڑ کا دریای لیدر کے پاس ہی اور قدرتی شکل اوسکی بطور ہاتھی کے
بنی ہوئی ہی اوسکو ہندو لوگ گنیش کا روپ تصور کرکر پوجتے ہین اور اگرچہ وہ جاتریون کا وہان رہتا ہی جسقدر
جاتری امرناتہہ کے درشن کو جاتے ہین یہان بھی ٹھہر کر پرستش کرتے ہین انگریزی تاریخون مین لکہا ہے
کہ وہ شکل ہاتھی صنعتی بنی ہوئی ہی قدرتی نہین ہی بلکہ چندان شباہت اوسکی بہی ہاتھی کے شبہہ سے مطابق نہین
ہے اور نہ وہان کوئی ہاتھی پتہر وغیرہ کا بنا ہوا ہے صرف پوجاری وہانکے اپنے طمع سے
یاتری بچاری بے چارہ کہ جاتریون کو دکہلاتے ہین کہ یہہ گنیش کا سر اور یہہ آنکہین اور یہہ ناک اور یہہ پاؤن ہین
کہنتال یہہ ایک بلند گہاٹی پہاڑ کی کشمیر کے شمال مشرقی پہاڑون مین اوس مقام پر واقع ہی جسکو درہ تلیل
یا بلتستان بولتے ہین اور اوس درہ کے اندر سی سڑک کشمیر سے لداخ و تبت خورد کے طرف جاتی ہی کوہ
کہنتال دریای سندہ اور جہلم کے درمیان واقع ہی اور دریا اس سے نکلکر بہتا ہی جسکے شمال کیطرف دریای سندہ اور
جنوب کو دریای جہلم ہی بلندی کہنتال کی سمندر کے سطح سے دس ہزار پانسو فیٹ ہی **درہ بلتل** یہہ درہ تبت اور
کشمیر کے ملک کے درمیان کوہ کہنتال مین واقع ہے اسکی شمالی گہاٹی کے طرف دریاے دراس بہتا ہی جسکا جال
لداخ کے ملک مین تخمینا ہوگا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار پانسو فیٹ کے ہی اسکو درہ شہر جیلہ
و کہنتال بہی کہتے ہین **تالاب ولر** یہہ ایک بڑی جہیل کشمیر کے ملک مین سری نگر سے براہ خشکی تیرہ
کوس اور براہ دریا چہتیس کوس پرگنہ کہاماہ مین واقع ہی یہہ جہیل اکیس میل لمبی شرق سے غرب کو اور نو میل
چوڑی شمال سے جنوب کو ہی اسکی کیفیت اور پانی کی سیر لائق دید ہے دریای جہلم شہر سے نکلکر شرق کو جاتا
اور اس جہیل کے غربی شمالی گوشہ سے اوسمین داخل ہوتا ہی اور معلوم نہین ہوتا کہ پانی اوسکا کدہر گیا یہہ
دوسری طرف سی اوسیقدر چوڑا ہوکر یہہ دریا نکل جاتا ہی کنول پہول اور سنگہاڑے اسمین بے حساب ہوتی ہین
اور ہزارون دریائی جانور مرغابی و مچہلی وغیرہ اسمین تیرتے پہرتے ہین سابق طول و عرض اس جہیل کا بہت
تہا اب کم رہگیا ہی اس باعث سی کہ جب دریای جہلم مین طغیانی ہوتی ہے تو بہت سا مٹی و کوڑا اور جنگل کا گہاس
پہوس بہکر اس جہیل مین جا پڑتا ہی اور اوسی مین رہتا ہی اور وہی کوڑا کنارون پر لگکر زمین کے ساتھ مل جاتا ہے
اسواسطے زمین خشک بنتی چلی جاتی ہے اور سلطان زین العابدین نے جو عمارت اسکے اندر بنائی تہی وہ اب
خشکی مین آگئی ہے غرض اب بہی اس سی بڑی جہیل کوئی کشمیر کے ملک مین نہین ہی برسات کے موسم اور برف
پگہلنے کے وقت اسمین طغیانی ہوتی ہے اور پہاڑون کے اوپر سے پانی کا سیلاب آکر اسمین داخل ہوتا ہے
بندی پور یا بندر پور یہہ قصبہ کشمیر کے ملک مین اوس شہر کے پاس واقع ہی جو سری نگر سے اسکر دو

کرجاتی ہے اس قصبہ کے پاس ان پہاڑون کی قطار ہے جنکو کشمیر کے ملک کی سرحد قرار دیا جاتا ہے اسکے پاس دو چھوٹی ندیان جاری ہین جو پہاڑون سے نکلکر دلر کے جھیل مین جا پڑتی ہین دلر کا پانی پہلے اس قصبہ تک تھا اب ایک میل دور ہے عمارت اس قصبہ کی سنگین اکثر پتھرون کی بنی ہوئی ہے اور رہنیوالے کشمیری زبان بولی مخلوط بولا بولتے ہین **کارگل** کشمیر کے ملک مین یہہ ایک قصبہ دریاے دراس کے دہنے کنارے پر بفاصلہ دو میل اور سری نگر سے بسمت شمال مشرق اسی میل آباد ہے عمارت قصبہ کی پختہ اور بازار رونق اور بازار آباد ہے

دریاے لدر کشمیر کے ملک مین یہہ ایک دریا کشمیر کے شمال مشرقی سرحدی پہاڑ کے جنوب کی سمت سے نکلتا ہے چشمہ اسکا سمندر کے سطح سے چودہ ہزار فٹ بلند ہے چونکہ اول یہہ دریا بڑی بلندی سے پستی کو بہتا آتا ہے اسلیے تیزی و تندی اسکے پانی مین بہت ہوتی ہے مگر جب میدان مین پہونچ جاتا ہے تو بہت ہی کم رفتار اور آہستگی سے چلتا ہے پانی اسکا بہت ہی شیرین سپید اور رنگ سرخ خاک آمیختہ ہوتا ہے پہر بعد طے کرنے مسافت پچاس میل کے چشمہ کے مقام سے اسلام آباد کے پاس تین میل نیچے دریاے جہلم کے ساتھ ملجاتا ہے ابتدا اسکی انتہا تک راستہ شمال مشرق سے جنوب مغرب کو ہے **لوہاگلی** کشمیر کے ملک کے شرقی و سرحدی پہاڑ مین جو ملک کشمیر اور کوہ مرو وردون کے درمیان فاصل شمار ہوتا ہے بلندی اس درہ کی بارہ ہزار فٹ ہے اور سوا اسکے اور جو قطارین پہاڑون کی کشمیر کے چارون طرف مین اسکی شکل و شباہت سب سے علیحدہ ہے کیسا تھ بہت ملتی **ننشی قادری** یہہ ایک بلند قطار پہاڑ کے کشمیر مین شمال مشرق کہاٹیون کے اندر پہیلی ہے اسپر ایک درہ ہے جسکو درہ بندرکوٹ کہتے ہین جو کشمیر کے حد سے تبت کے ملک کو جاتا ہے اس پہاڑ کے اندر ایک چشمہ ابلتے ہوے گرم پانی کا جاری ہے بلندی اسکی گیارہ ہزار فٹ اہل تاریخ لکھتے ہین اسکے متصل ایک اور پہاڑ ننگا پربت نام ہے وہ اس سے بہت بلند ہے **پاتن** کشمیر کے ملک مین یہہ ایک مندر قدیم اور ہندوون کی عبادت کا مقام ہے یہان اکثر ہندو وشن کی پرستش کرتے ہین اسکے پاس قلعہ بھی عمارتون کے کہنڈرات بہت ہین جنکو مسلمان بادشاہون نے گرادیا تھا اب بھی جو بقیہ اوس عمارت کا موجود ہے اوسکی دیکھنے سے عقل حیران ہوتی ہے کہ بنانے والون نے اوسکو کس مضبوطی اور زیبایش سے بنوایا تھا یہہ مقام شمالی بنیاد کوہ کارون کے اندر واقع ہے **سوفاہن** کشمیر مین یہہ ایک چھوٹا سا قصبہ کوہ کشمیر کے جنوب مشرقی انجام مین آباد ہے اس مقام پر ایک لوہے کی کان ہے مگر لوہا وہان سے کم نکالا جاتا ہے اور ادنی لوہے کے کانون سے جو علاقہ باجوڑ و چینی تاتار مین ہین لوہا اس کان کا ادنی قسم کا ہے **پاندریتھن** کشمیر مین یہہ ایک قدیمی مندر ہندوون کی پرستش کا مکان شہر سری نگر سے بسمت جنوب مشرق بفاصلہ چار میل بنا ہوا ہے عمارت اسکی خوبصورت کم قدر کی محراب دار ہے گویا یہہ اگلے مندرون کے عمارات مین سے بھی

ایک پرانی لامون کی تعمیر یادگار ہی جسکا اسکی قالبوتی گنبددار ہی چار طرف چار دروازے محرابی ہین اور کل عمارت بیس فٹ مربع دروازون اور دیوارون کے اوپر پتھر اور لکڑی کے اندر صناعان چابکدست نے اچھی اچھی رنگریزی کے بیل بوٹے اور نقاشی کا کام کیا ہوا ہی یہہ مندر ایک تالاب کے وسط مین تختہ بنا ہوا ہی اور تالاب ہمیشہ پر آب رہتا ہی جاتری لوگ یہان تیر کر دہان جاتے اور پوجا کرتے ہین مگر اوس مندر کے اندر کسی دیوتی دیوتا کا بت یا تصویر نہین رکھی صرف مکان ہی آرزش ہوتی ہین مورخان انگریزی فرماتے ہین کہ یہہ عمارت اوسوقت کی بنی ہوئی ہی کہ جب اسکا ملک ہنود کا لامہ مذہب پہیلا ہوا تھا اونہون نے کسی تقریب سے یہان یہہ عمارت بنوائی ہوگی جو اب تک باقی ہی اگر ہندون کے مذہب وقدیم اسکے بانی ہوتی تو یہان ضرور کسی نہ کسی دیوی دیوتے کی تصویر ہوتی اور درصورت ہونے تصویر کے کبہی مسلمان بادشاہون کے ہاتھہ سی یہہ نہ بچتا اور مندر کے اندر کچہہ لکہا ہوا نہین ہی صرف مکان کے اندر چہت کے قریب ایک کنول کے پہول کی شکل بنی ہوئی ہی

کہاکہہ و بمبہ یہہ دو علاقی علحدہ علحدہ کشمیر کے ملک سے خاص جنوب سمت کو دریای جہلم کے دونو کنارون کے اوپر واقع ہین شرقی کنارے پر تو کہاکہہ اور غربی پر بمبہ آباد ہین دونو قومین کہاکہہ و بمبہ انہین سکونت پذیر ہین علاقہ بہت اچہا اور زمین اسکی سیراب ہی مگر رعایا بہت مفلس و خراب ہی سکہون کی عملداری سی پہلی یہہ علاقی بہت آباد تھی تمام رہنی والے خوش و دلشاد تھے سردار ہری سنگہ نلوہ نے رنجیت سنگہ کے حکم سی ان علاقون مین جاکر رعایا کو ایسا لوٹا کہ اونکو کہانے کو ٹکڑا اور پہننے کو کپڑا نہ چہوڑا اسکہون کے ظلم سے تنگ ہو کر تمام لوگ اپنی آبادیان اور گہر چہوڑ کر بہاگ گئے اب اگرچہ کچہہ صورت آبادی کی نمودار ہی مگر رعایا اوسی طرح مفلس و نادار ہی

تیسری تقسیم ملک تبت و لداخ و گلگت و کشتوار وغیرہ کی احوال مین

یہہ ملک سب ایک دوسری سی علحدہ علحدہ حدود اور علحدہ علحدہ نام اور الگ الگ علاقی رکہتی ہین حال کی عملداری سی پہلی ریاستین اور حکومتین انکی بہی جدا جدا تہین اب ایک حکومت جمون کے رئیس کی یہان جاری ہی چونکہ مولف کو اوس حکومت سے پہلا حال بہی لکہنا منظور ہی اسواسطی ہر ایک علاقہ کا الگ الگ حال تحریر کیا گیا

زابستان اس علاقی کو بلتی و بلتستان و تبت خورد بہی کہتی ہین اسکی شمال کیطرف چینی تاتار ہی اور دونو کے درمیان کوہ ترنانغ و کارکورم رکوہ ہندو کش حد فاصل گنا جاتا ہی جو شمالی حد سی شروع ہو کر مشرق تک چلا ہوا ہی مشرق کے سمت اسکی لداخ و تبت کلان کا علاقہ ہی جنوب کے سمت کوہ دیواتسو و ویرانہ جنگل جو کشمیر کے ملک اور اسمین حد ہی مغرب کیطرف ملک گلگت دا باسین پر اسطور واقع ہی کل علاقہ اسی میل لمبا اور ساٹہ میل چوڑا ہی یہہ ملک کشمیر کے ملک سے شمال مشرق کیطرف ہی رہنی والی اسکی عموماً سپاہی سخت کوش بے رحم جنگجو ہین اسواسطی حاکم یہاں کا سپاہ کثیر رکہتا تہا بوقت ضرورت اپنی علاقہ کے رعایا جمع کر لیتا تہا

یہان کی گندم جو مشہور شالی ہی میوہ بھی قسم قسم کے زرد آلو و خربوزہ و انگور وغیرہ پیدا ہوتے ہین مگر انگور کی پیداوار
کم ہوتی ہی سیسہ کی کان اور بلور کی اس پہاڑ مین موجود ہی دریای سندھ کے کنارے سی اکثر سونا بھی نکلتا ہے۔
اسکردو یہہ ایک مشہور شہر ملک ابلستان یعنی تبت خورد کا دارالسلطنت و دارالخلافت ہی آبادی
اسکی پہاڑ کے اندر عین میدان مین واقع ہے جو اس پہاڑ کے کل میدانون سے اونچا و بلند ہی متصل شہر کے ایک قلعہ
نہایت مضبوط و قدیمی پتھر کی عمارت کا بنا ہوا ہی اس قلعہ کے نیچے دریای سندھ و دریای شگر آپسمین ملتے ہین
اور قلعہ باہن کناری دریای سندھ کے ہی قلعہ کے نیچے دریای سندھ کی چوڑان ڈیڑھ سو گز کے ہی تیزی رفتار کی
اور عمق بھی بدرجہ غایت ہی قلعہ کے تین طرف ریتہ دار زمین سوای مغربی سمت کے اوسطرف ڈھلوان پہاڑ ہی
سوای اس قلعہ کے ایک اور قلعہ بھی راجگان اسکردو کا بنوایا ہوا ایک سو گز کے قدرتی چبوترے کے اوپر دریا کے
متصل ہی عمارت اسکی پتھر اور لکڑی دونو قسم کی ہے اور قلعہ کے اندر اچھی مکانات و حفاظت گاہین
و عالیشان محل بنی ہوئی ہین اونکی دریچون مین بیٹھکر دریا کی سیر خوب ہوتی ہی اسکردو کے پہاڑ کی چوٹی پر مثلث
شکل کا ایک قدرتی میدان ہی اوسپر اگر تھوڑے سے آدمی چڑھ بیٹھین تو نیچے والون کے ہمراہ چاہی کتنی ہی
فوج ہو تو بھی وہ اونکے مقابلہ نہین کرسکتی راجگان اسکردو اس میدان مین بہت سی گول گول پتھر و تان جمع کر رکھتے
تھے کہ وقت ضرورت اوس بلندی سی وہ پتھر وہ دشمن پر مارین اسکردو کا قلعہ بہت بلند ہی سوای سمت مغرب کے
اور کسی سمت سی آدمی اوسمین جا نہین سکتا بلکہ مغرب کے طرف بھی دو سو فٹ بلند دیوار مضبوط مثل پشتہ بنی ہوئی اور
برجون کے بنی ہوئی ہی اس قلعہ کے اوپر کے حصہ مین پانی نہین ہی مگر قلعہ کے نیچے ایک عمدہ چشمہ جاری
ہے جسکا پانی قلعہ مین لے سکتی ہین خاص اسکردو مین سو گھرون سے آبادی ہی بلکہ علاقہ اسکا نہایت سرسبز و زرخیز
ہی میوہ ہر ایک قسم کے پیدا ہوتے ہین اس پہاڑ کی بنیاد مین دریای شگر بہتا ہی اوسکا پانی تمام ملک کو سیراب کرتا ہی
قلعہ کے پاس کھڑے ہوکر [illegible] بلند چوٹیان تبت کے پہاڑون کے نظر آتے ہین شہر اسکردو کا وجہ تسمیہ
وہان کے لوگ بیان کرتے ہین کہ جب سکندر اعظم چین کے طرف جانیکا عزم کرکے یہان آیا تو سنا کہ علاقہ کو تھلی
شتک یا ستک کا راستہ جو کہ یہان [illegible] بسبب پڑ جانے برف کے مسدود ہی تو ناچار اوسکو چند ماہ
اوسوقت تک کہ راستہ صاف ہو یہان ٹھہرنا پڑا اس واسطے یہان ٹھہرکر یہہ قدیمی قلعہ بنوایا اور فضول اسباب
اسباب بہت سی اپنی لشکر کے جو ضعیف یا لڑکے تھے اوسکو یہان ہی چھوڑا اور خود بہار کے موسم مین چین کو چلا گیا
پس جو لوگ سکندر کی فوج کے یہان رہی اونہون نے اپنی بستی کو اسکی نسبت قصبہ آباد کیا اور اسکندریہ نام رکھا
اور بسبب گذرنے سینکڑون برسون کے اسکندریہ نام بگڑتے بگڑتے اسکردو مشہور ہوگیا یہہ بات اگرچہ قرین قیاس
ہے اور فارسی مورخ یہہ بھی لکھتے ہین کہ اسکندر چین تک پہونچا اور چین کو فتح کیا مگر انگریزی تاریخ والون کے

نزدیک یہہ بات غلط ہی وہ کہتے ہین کہ اسکندر اعظم ترمذ کے طرف گیا اور نہ فتح کیا بلکہ ہندوستان کی فتح بھی اوسکو نصیب نہین ہوئی صرف پنجاب کو فتح کر کر ستلج تک گیا اور فوج کے انکار کے سبب سے ملتان کے راستے واپس چلا گیا ایک انگریزی مورخ لکھتا ہے کہ پہلے اس شہر کا نام ساگرد و یعنی دو دریا تھا اور یہہ نام اسواسطی رکھا گیا تھا کہ یہان سند و شگر دو دریا آپس ملتے ہین اب وہ نام ساگرد و بگڑکر اسکردو ہوگیا ہی تیسری روایت یہہ ہی کہ پہلے اسکا نام ساگر خورد تھا اسکی معنی دریائی پہاڑ ہین کیونکہ دریا کو ساگر اور خورد کو پہاڑ کی چوٹی کہتے ہین اب وہ نام بگڑ کر اسکردو مشہور ہوگیا ہی مگر اب بھی بعض لوگ وہان کی اسکو ساگر خورد کی نام سے پکارتے ہین میدان اسکردو کا سمندر کے سطح سے چہہ ہزار تین سو فٹ بلند ہی اور چوٹی اسکی پہاڑ کی ساتہ ہزار دو سو فٹ سمندر کی سطح سے بلندی رکہتی ہے ۔ **تواریخ تبت خورد** رنجیت سنگہ کی عملداری سے پہلے ملک کا حاکم اسملک کا راجہ احمد خان تھا اوسکے چار بیٹے تھے محمد شاہ مراد شاہ سلطان علی شاہ شیر شاہ احمد خان نے اپنے حین حیات یہہ ملک چارون بیٹون کو تقسیم کر دیا اور شاہ مراد کو خاص اسکردو کا حاکم بنایا شاہ مراد کو بیٹا اوسکا بیٹا رفیع خان پہر ظفر خان پہر علی شیر خان حاکم ہوتے رہے پہر علی شیر کا بیٹا راجہ احمد خان حاکم ہوا یہہ شخص بڑا عالی حوصلہ تھا اسنے سب کو مطیع کر لیا اور انگریزون سے بھی راہ و رسم دوستی کی شروع کی یہانتک کہ ویڈ صاحب ایجنٹ و ریذیڈنٹ بہادر نے اسکی سفارش دربار لاہور مین کی اور کہا کہ راجہ گلاب سنگہ کبہی اسکی ریاست کا مزاحم نہو جب رنجیت سنگہ فوت ہوا تو گلاب سنگہ نے اس علاقے کے لینے کیواسطے فوج بہیجی اور تہوڑی سی لڑائی کے بعد راجہ احمد خان ماخوذ ہوگیا اور راجہ محمد شاہ جو باپ کے برخلاف و عاق تھا یہان کا حاکم بنا اور چالیس ہزار روپیہ سالانہ دینا کرکے اوسنے راجہ گلاب سنگہ سے یہان کی حکومت پائی مگر اسقدر روپیہ اوس سے ادا نہو سکا اسلیے وہ راجگی سے معزول ہوا اور ایک اور کوہستانی حاکم بحکم وزیر زور آور سنگہ کے قرار پایا اوسوقت احمد شاہ والی سون کہ اون دنون جمون کے حاکم کیطرف سے مہم ہو رہی تہی جا ملا اور بعد قتل ہو جانے وزیر زور آور سنگہ کے دوبارہ اس ملک پر وہ قابض ہوا تہوڑی مدت کے بعد جمون کی فوج پہر اسکردو کے فتح کو مامور ہوئی اور بعد المقابلہ راجہ احمد شاہ بحالت تباہ گرفتار ہوکر جمون پہنچا گیا اوس روز سے یہہ ملک جمون کی ریاست کے ماتحت ہی اور راجہ گلاب سنگہ نے پرانا قلعہ گرا کر نیا قلعہ اور اپنی قورکا بنوایا ہی **لداخ** اسملک کو وسط تبت اور اسکی گرد نواح کو تبت کلان کہتے ہین یہین اسکی ناہموار راہ پہاڑسی ہی اگرچہ اوسمین سے انگریزون کے تحت کے علاقے سپتی و لاہول نکالڈالین تو یہہ ملک پانچ حصون مین تقسیم ہوتا ہی ایک نبرہ دوسرا لداخ تیسرا زنسکار چوتہا رکہو پانچوان یہہ سب ملا کر اس ملک کے شمالی اضلاع کی جنوبی سرحد چینی تاتار و ترکستان و ختن کے ساتھ ملتی ہے شمال مشرق مین بہی وہی چینی علاقہ ختن کا علاقہ چانتھان و رودوک اضلاع متعلقہ تبت ہین جنوب مین سپتی وغیرہ جنوب مغرب مین لاہول و چنبہ و کشتواڑ ہی غرب مین ملک کشمیر و بلتستان یعنی تبت خورد کا سطح

اسکا چھتیس ہزار چھتیس میل مربع ہی اسمین دریای سندھ جنوب شرق سے شمال غرب کو بہتا ہے اور کیولن و قنز تاغ
نیسے کار کرم کے پہاڑ و کوہ رشو و سیتی ذریسکار کے بیچمین مہہ کر دونو علاقون کو آپسمین سے جدا کرتا ہے چونکہ
اسملک کے پہاڑون کے اسقدر اونچے ہین کہ ردی زمین پر کبھی اور پہاڑ کی نہین آب و ہوا اسملک کی سرد
خشک ہے دو لاکھ کے قریب آدمی اسمین آباد ہے صورت و شباہت اسملک کے لوگون کی کشمیریون سے اکثر
مشابہت رکھتی ہے عورتین یہان کی خوبصورت سرخ رنگ آہو چشم روشن چہرہ نیک خلق مہربان وفادار
پرحذر ہین مگر پوشش چرکین و میلی رکھتی ہین مردون کا حسن چندان لائق تعریف نہین ہے شراب سے کا عورت
مرد کو شوق ہے کمینہ و رذیل قوم سو نہین یہہ رسم ہے کہ ایک عورت کے چند خاوند ہون مگر اشراف و دولتمند ایسا کو
عار سمجھتے ہین بڑی بیٹی کی یہان بڑی عزت و قدر ہے وہی اپنی باپ کی کل جایداد کا مالک ہوتا ہے اور چھوٹی بیٹی
اوسکے مطیع و فرمانبردار رہتی ہین لداخیون کی پوشاک ادنی ہوتی ہے غریب غربا بھیڑ کی پوستین کرتہ
کی جگہہ پہنتی ہین مالدار لوگ بنات کے کپڑے رکھتے ہین مذہب لداخیون و تبتیون کا بدھا لامہ ہے اور لامہ
انکا زرد پوشاک پہنتا ہے اور بڑا لامہ جسکے مرید ہزارون اور لامی ہوتی ہین سرخ پوشاک پہنکر سر پر چکدار
ٹوپی رکھتا ہے زبان یہانکی ایسی ہے کہ جسمین ہندی و تاتاری و فارسی ملی ہوئی ہے سوای اونکے اور کوئی کم
بولتا ہے مسلمانی مذہب کے لوگ بھی اگرچہ یہان بہت ہین مگر کثرت بدھا مذہب کی ہے رعایا اسملک کے حاکم کو اللہ
سمانا بھی نہین دیتے غلہ اور میوہ کی پیداوار بانٹ دیتی ہے اور جسم کے وقت راجہ اپنی رعایا کو جمع کرلیتا ہے اونکے
لوگون کے پاس توڑے دار بندوقین و تیرکمان ہوتی ہین

تواریخ ملک تبت و لداخ

تین سو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ لداخ و تبت کے لوگ خود مختار بے فکری سے گذران کرتے تھے اور ایک راجہ
با اختیار اپنے ملک کی حکومت رکھتا تھا مگر جب کشمیر مین چک کی قوم نے حکومت پائی تو اونھون نے اپنی
آمد و رفت اسملک مین جاری کی اور ایک دو حملون مین اسملک کو غارت کیا چونکہ لداخ مین ایک مدت مدید
سے رسم قایم تھی کہ ہر ایک سوداگر مالدار دولتمند لوگ لامہ دیوتا کے نام کا خزانہ جمع کرتے تھے اور جسم ہوگیا ہو
وہ خزانہ بہت ہوگیا تھا اورنگ زیب عالمگیر کے وقت یہہ ملک اوسکی حکومت مین آیا اور وہ خزانہ لٹ لگیا
۱۸۳۵ء مین راجہ گلاب سنگھ نے حسب الاجازت رنجیت سنگھ کے اسملک پر یورش کی اور وزیر زورآور سنگھ کو
اسکی تسخیر کے واسطے معہ فوج روانہ کیا لداخ کے حاکم نے بھی اپنی فوج کے مقابلہ کو بھیجا آپسمین لڑائی ہوکر جمون
کی فوج غالب آئی اور وہان کا حاکم مطیع ہوا اور زورآور سنگھ نے پچاس ہزار روپیہ تو نقد وصول کیا اور تیس ہزار
روپیہ سالانہ تمام او پر خراج ٹھہرایا اور معہ فوج آگے بڑھا اوسکی جاتے ہی لداخ کے حاکم نے پھر سرکشی کی اسلیے زورآور سنگھ
نے واپس آکر ملک غارت اور سلطنت کو برباد کرکے اپنا تسلط جمایا رنجیت سنگھ کے مرنے کے بعد راجہ گلاب سنگھ نے پھر

وزیر زورآور سنگھ کو اسکردو یعنی تبت خورد کے تسخیر کو مامور کیا جب وہان پہنچا تو راجہ احمد خان بمقابلہ پیش آیا
اس لڑائی مین راجہ معزول لداخ کا جو احمد خان کے مدد کو آیا تھا مقتول ہوا اور فوج جمون کی فتحیاب ہوئی اسکردو
مین بھی زورآور سنگھ دخیل ہو گیا پھر ایک برس کے بعد جمون سے دس ہزار فوج لیکر گردگی زورآور سنگھ بتسخیر
ملک اورنج ولاسہ وغیرہ روانہ ہوئی راجہ احمد شاہ پسر احمد خان بھی اس مہم مین ہمراہ تھا یہہ فوج پہاڑ مین
فتوحات کرتے ہوئی ایک چینی کے راستہ تک آگے کو بڑھتی چلے گئی ناگاہ برف کا موسم آگیا اور رسد بھی
اور اگلے طرف کا بھی کچھہ ٹھکانا نظر نہ آتا تھا اور پیچھا دور تھا ناگاہ لاسہ فوج کوہ برفانی سے آموجود ہوئی
اور فوج وزیر کی ایک بلند پہاڑ کے اوپر گھر گئی اور اسی رات اسقدر برف کی بارش ہوئی کہ تمام آدمی سردی سے بیتاب
ہوگئی دشمن کی فوج پہاڑ پر چڑھ آئی اور نیم مردہ آدمیون کے سر کاٹ کاٹ کر پھینکنے شروع کئے آٹھہ ہزار آدمی
تو قتل ہوئی اور دو ہزار جوان گرفتاری مین آئی غرضکہ کل فوج وہان ہی رہی زورآور سنگھ بھی بہت ہی کمزور
ہو کر مارا گیا راجہ احمد خان پہلے ہی اس فوج سے جدا ہو کر لاسیون سے جا ملا تھا اس فتح کے بعد وزیر راشتہ و وزیر رنگا
و راجہ احمد شاہ لاسیون کی فوج لیکر لداخ مین آئی اور احمد شاہ پھر اسکردو پر متسلط ہو گیا راجہ گلاب سنگھ کی فوج جو
اسکردو مین تھی قلعہ بند ہو بیٹھے اور تمام ملک راجہ گلاب سنگھ سے پھر گیا صرف دو شخص ہرگون و جلدن راجہ
لداخ کے پہلی نوکر راجہ گلاب سنگھ کے خیرخواہ رہی جنہون نے زورآور سنگھ کے قتل کو جمون تک پہونچایا لاسیون
نے وہ قلعہ جسمین جمون کی فوج قلعہ بند تھی گھیر لیا اونکی مدد کو وزیر رتنو دیہر سنگھ سے فوج جمون سے نامزد ہو کر
اس فوج نے فوج محصور کو جا کر چھوڑایا اور لاسیون سے خوب لڑائی کی اسمین وزیر رنگا لاسی مارا گیا آخر کار
بعد جنگ و پیکار فریقین مین صلح ہوئی اور جو قدیم سے حد تبت کی تھی قایم رکھہ کر جمون کی فوج واپس ہوئی
بعد چند سال کے پھر گلاب سنگھ نے تبت پر چڑہائی کی اور کل ملک اوسکی تصرف مین آگیا ہرگون و جلدن خیرخواہ قدیمی
راجہ گلاب سنگھ کے وہان کے کاردار مقرر ہوئی اور بستی رام حاکم لداخ کا قرار پایا الیس پرگنے اس ملک کے متعلق ہین
انہین سے پرگنہ رشتو مین گندھک کی کان ہی اور نمک بھی نکلتا ہے اور ون لدہ کے پرگنہ مین لوہی کی کان علاوہ
ہے پیدایش اس ملک کی گندم مسور جو کال شنک گلاب سنگھ کے قبضہ سے پہلی یہان نکی اور پوست پیدا نہین
ہوتا تھا اب اوسکی پیدایش بھی بہت ہی اور افیون بکثرت نکالی جاتی ہے شہر لیہ ملک لداخ یا ولایت تبت
کا دار السلطنت و دار الریاست ہے ایک مشہور و قدیمی شہر ہے اسکو شہر لداخ بھی کہتے ہین آبادی اسکی دریا
سندہ کے دہنی کنارے سے بفاصلہ دو میل پہاڑون کے سلسلے اور دریا کے درمیان دو ہزار فٹ کے اونچے ٹیلے
کے اوپر واقع ہے دریا سندہ کو یہان سندھ کوئی نہین کہتا بلکہ سنگ کاب بولتی ہین شہر کے چارون کونون پر
چار مینار مربع شکل کے بہت اونچے بنے ہوئے ہین جنکی چوٹیان پہاڑ کی چوٹیون سے برابر چلی گئی ہین شہر کے

گلی کوچے بازار بیقاعدہ و تنگ نہین ہین بعضی چہتے ہوئے اور بعض کہلے ہوئے ہین گہر یہان کے پکی اینٹ و پتہر
مربع پر ہوا و پنچی پتہر کے اینٹون اور چونے کے بنائے ہوئے ہین اور بعض کے اینٹون مین صرف مٹی لگائی گئی ہے بعض مکانون
کے پختہ عمارت سفید کئی ہوئے بصفا جوڑی چہتون کے سبب بہت ہی خوبصورت نظر آتی ہے چہتون کے اوپر بڑی بڑی چوبی
شہتیر ڈالے جاتے ہین رات کو زمین پر فرش بچہا کر سونا یہان عام رسم ہے پلنگ چارپائی کو [illegible]
یہان بہت ہی کم ہے راجہ کے رہنے کا محل یہان بڑا اونچا و عالیشان بنا ہوا ہے یہہ شہر بڑا تجارتگاہ رہا ہے اور قدیم
سوداگران ملک کشمیر و پنجاب و چینی تاتار وغیرہ بڑی اعلی سوداگری یہان پشم کی ہوتی ہے کہ ہزار ولایت
من پشم ہوکر سوداگرون کے پاس فروخت کیجاتی ہے پہلی آبادی اس شہر کی پانچ کوس طول اور تین کوس
عرض مین تہی اور بڑا بازار آباد تہا مگر راجہ گلاب سنگہ کے ظلمون کے وقت یہہ شہر اجڑ گیا فقط دو چہہ ہزار آدمی
کی آبادی باقی رہگئی اب پہر آبادی اوسکی ترقی پر ہے یقین ہے کہ چند سال مین پہر اپنی اصلی حالت پر آجاویگا

دریاے سپتی اگرچہ یہہ دریا ایک بڑا مددگار دریاے ستلج کا ہے اور مناسب تہا کہ دریاے ستلج کے حال کے
ہمراہ اسکا بیان تحریر ہوتا مگر بنظر اس بات کے کہ اخراج و آغاز اسکا علاقہ تبت مین ہے مفصل حال اسکا اسمقام پر
زیب اندراج پایا اور ستلج کے علاقہ مین صرف اسکے مجمل حال پر اکتفا کیا گیا اس دریا کو دریاے سپتی بھی کہتے
ہین برسات کے موسم مین عمق و عرض و تیز رفتاری و بہاو آبی اسکی ستلج سے کچہہ کم نہین ہوتی اخراج اسکا شمال
کی طرف سے ڈہلوان قطار دن کوہ پارالاسہ علاقہ تبت کلان سے ہے وہان سے نکلکر یہہ دریاے ستلج و دریا
چناب کے مددگار ندیون کے درمیان بہتا ہوا آتا ہے اپنی چشمہ کے نزدیک یہہ دریا پایاب ہے اور اوس مقام پر
اسکو رہرو گذار ہو لیتے ہین اسکے راستہ مین بیشمار ندیان جو پہاڑون کے برف پگہلنے سے جاری ہوتی ہین وہ اسمین
اکثر شامل ہوتی چلی آتی ہین بلکہ [illegible] ایک [illegible] کا خاص اس دریا کے سطح پر اسقدر اکہٹا [illegible]
کہ دریا پر ایک پل بنا رہتا ہے یہہ دریا چکر کہاتا ہوا چلتا ہے اور راستہ اسکا اکثر شمال مغرب سے جنوب شرق کی طرف
چونکہ یہہ دریا اپنے چشمہ سے ساٹہہ میل نکلکر راستہ طے کرلیتا ہے تو دریاے [illegible] سے نکلکر بعد طے کرنے اسی میل
[illegible] اپنے چشمہ کے مقام سے [illegible] آملتا ہے شپول کے مقام پر اٹہائیس اور اصلی چشمہ سے [illegible]
چلکر [illegible] دریا [illegible] نام [illegible] آملتا ہے اور وہ دریا پار اسکو [illegible] جنگلون کے اندر [illegible]
یہان آتا ہوا شپول کے مقام پر عرض دریا کا ستر فٹ اور دریا پار اسکا چورانوین فٹ ہے اور
تیزی [illegible] پہنچے [illegible] زیادہ ہے اور عمق پانی کا اوسمقام پر یہان تک ہے کہ دریافت کرنا اوسکا
ایسا [illegible] مقام سے چند میل چلکر یہہ دریا شاکر کے مقام تک پہنچتا ہے جس مقام پر
دریا کا سمندر کے سطح سے دس ہزار چہ سو فٹ بلند ہے چونکہ اسمقام تک کل لنبان اسکی ایک سو اسی میل چشمہ سے

اور چشمہ اسکا سترہ ہزار فٹ سمندر کی سطح سے اونچا شمار میں آتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہہ دریا فی میل اٹھتر فٹ
بلندی سے پستی کو آیا دریای پارک کے شمول کے مقام سے یہہ دریا بسمت جنوب بیس میل چلکر دریای ستلج میں
شامل ہو جاتا ہے اسقدر راستہ میں بھی بیشمار چھوٹے چھوٹے ندیوں اور چشموں کے پانی آ کر اس میں داخل ہو جاتے
ہیں اور دو بڑی ندیاں ایک لولانگ اور دوسری لیباک بھی مغرب کی سمت سے اگر بمعہ تیزی و تندی و زور کے
کے ساتھہ اسمیں داخل ہوتے ہیں ان دونوں کے ملنے سے یہہ دریا پر امواج و پر آب ہو کر دریای ستلج کے شمول کے
مقام پر بلندی اسکی سمندر کی سطح سے آٹھہ ہزار چار سو چورانوین فٹ ہے **چھمورل جھیل** لداخ کے ملک
میں یہہ ایک بڑی جھیل کوہ رپشو کے اندر واقع ہے جسکے قطار میں دریای ستلج اور سندہ کے درمیان پہاڑی ہوئی
ہیں اس مقام پر اس جھیل کا نام نہری سنگ بھی مشہور ہے یہہ جھیل سترہ ہزار فٹ سمندر کی سطح سے بلند اور پہاڑوں
گھری ہوئی ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو پندرہ میل و عرض شرق سے غرب کو آٹھ میل ہے پانی اسکا نہایت
صاف نیلی رنگ کا ہے جسمیں کدورت کا کہیں نام بھی نہیں جھیل کے کنارے ہزاروں قسم کے درخت سرسبز سایہ دار
کھڑی ہیں مچھلی و مرغابی اور دریای جانوروں کا اسمیں بہت کچھ حد و حساب نہیں ہے **درہ رپشو** لداخ کے ملک کے
پہاڑوں میں یہہ ایک درہ ہے اسکے گرد بڑی بڑی بلند پہاڑ اور فراخ میدان ہیں جن پر نہ تو کوئی درخت اور نہ کسی
قسم کے نباتات ہیں اور برف کا یہہ حال ہے کہ گرمی کے موسم میں بھی برف ہمیشہ یہاں جمی رہتی ہے اور ہوا اسقدر
سرد اور تیز چلتی ہے کہ اس درہ کی بلندی پر کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی کوہ رپشو کی چوٹیاں بڑی بڑی بلند ہیں کم سے کم بلندی
اونکی سولہ ہزار فٹ سے کم نہیں ہے آب و ہوا یہاں کی سرد و خشک اور آبادی کم پشم کے بکریوں کی پیدایش بیشمار
ہے اور ہر سال بہت سی پشم وہاں سے جمع ہو کر شہر لداخ میں آتی ہے **دیگر** یہہ ایک قصبہ لداخ کے ملک میں شہر
لیہہ سے شمال مشرق کو بیس میل اور کشمیر سے ایک سو چوبیس میل بطرف کو آباد ہے **دراس** لداخ کے متعلق
کشمیر کی سرحد پر یہہ ایک قصبہ بطور قلعہ کے آبادی ہے پہاڑ کی گھاٹی بھی اسی کے نام سے دراس مشہور ہے اس قصبہ کے
متصل ایک نہر کا جاری ہے جو شہر لیہہ سے پکتل کے درہ کو آتی ہے اور پھر درہ کے اندر سے گذر کر کشمیر کے ملک میں داخل
ہوتی ہے اس گھاٹی کے وسط میں دریای دراس درہ پکتل یا گنتال کے اندر سے جاری ہوتا ہے اور وہ دریا یہاں سے نکلکر
پہلی تھوڑی فاصلہ تک جنوب کی طرف کو بہتا ہے اور پھر شمال کی طرف کو بہتا ہوا موضع مرال کے متصل دریای سندہ کے شامل
ہو جاتا ہے اور کوہ دراس کی گھاٹی نو ہزار فٹ سطح سمندر سے اونچی ہے **پان دراس** لداخ کے ملک میں
یہہ قصبہ بھی اوسی سڑک پر ہے جو شہر لیہہ سے براہ درہ پکتل کشمیر کو آتی ہے درہ پکتل سے بفاصلہ بیس میل کے آباد ہے گرد
کا ملک اسکا مویشی کی چراگاہ ہے جسمیں گھاس بہت پیدا ہوتی ہے یعنی خود اندہ لوگ بانڈہ اس کے بدلی اسکو پانڈہ(?)
دراس کہتے ہیں یعنی کوہ دراس کے پہلے قصبہ نیچے واقع ہے آبادی کی جگہ اس قصبہ کی گرد کے پہاڑ بلند ہیں

بالاکوہ دراس بھی اسی قصبہ کے نام سے موسوم ہے بلندی اسکی سطح سمندر سے نو ہزار فیٹ ہے **لنسکار** ریاست لداخ
کے ملک میں یہہ ایک بلند سطح اور پہاڑی علاقہ دریای سندھ اور دریای چناب کے درمیان واقع ہے یہہ علاقہ قریب
اسّی میل کے لمبا جنوب مشرق سے شمال غرب کو اور ساٹھہ میل چوڑا اسمین ٹیڑہی ٹیڑہی جنگل اور آبادیان واقع ہیں
اور سطح اسکا سرسبز و زرخیز ہے **کلت زئی** یہہ ایک بڑا آباد قصبہ یعنی پا شمالی کنارے دریای سندھ
کے آباد ہے اسکے آبادی کے نیچے ایک اور پہاڑی ندی پچیس گز چوڑی بہتی ہے شہر اسکے جنوب کی طرف ایک پہاڑ
کی قطار جسکے چوٹیان بطور مینارون کے بلند ہیں دور تک پہیلتی ہوئی چلی جاتی ہے جسکا پہیلاو مشرق سے غرب
کی طرف ہے زراعت اس علاقہ میں بہت اچھی ہوتی ہے غلہ یہان تین مہینے میں پکجاتا ہے ایک برس میں
دو دفعہ لیبہ فصل زراعت گندم شلغم جو وغیرہ بوئی جاتے ہیں رہنے والے یہان کے مسلمان کم اور بدہالاسم
مذہب کے معتقد ہیں جو تبت کے بڑی لاما کے چیلے ہیں اس قصبہ سے بفاصلہ پونے میل کے ایک لکڑی کا پل بنا ہوا
لیا دریای سندھ کے سطح سے بارہ فیٹ اونچا بنا ہوا ہے دونو طرف اوس پل کے پہاڑ کے دو ٹیلون کے اوپر
ہیں اور نیچے اوسکی دریا بہتا ہے عرض دریا کا وہان بیس گز سے زیادہ نہین ہے مگر عمیق اور تیز چلتا ہے سردی کے
موسم مین پل کے نیچے دریا کا پانی پینتالیس فیٹ عمیق اور بہار کے موسم میں اوس سے زیادہ قدر دریا کے طغیانی
سے ہوتا ہے **نگر** تبت خورد کے شمال مغرب اور کوہ ہندوکش کے جنوب کو یہہ ایک ریاست گاہ ایک رئیس کی ہے
جسکا دارالریاست شہر نگر چہوٹی سی آبادی کا ہے اس ریاست کا علاقہ تین دن کا سفر لمبان میں ہے اور
میل چوڑان میں ہے اسمین ایک ندی بہی چلتی ہے جسکا پانی دریای گلگت میں جاکر داخل ہوتا ہے اس پہاڑ کا
عورتین نہایت خوبصورت و شوخ و طناز و وفادار ہین اور نزاکت اونکی یہانتک مشہور ہے کہ جب وہ پانی پیتی
ہین تو گلے کے اندر پانی اوترتا ہوا معلوم ہوتا ہے خاص آبادی نگر کی دریا کے کنارے پر ہے اور ایک قلعہ بھی پختہ
بنا ہوا ہے **گلگت** یہہ ایک پہاڑی علاقہ ہندوکوہ کے گہاٹی کے اوپر ہے جسکے مشرق کی طرف
علاقہ زابلستان یعنی بلتی خورد اور مغربی سمت کو علاقہ چترال ہے یہہ علاقہ بڑی اونچے پہاڑ کے اوپر واقع ہے
اور نیچے اسکے ایک ندی بہتی ہے جسکو دریای گلگت کہتے ہیں وہ اس علاقہ میں شمال مغرب کے سمت کو بہتا ہوا دریای
سندھ کے جاکر شامل ہو جاتا ہے خاص شہر گلگت ایک عمدہ آباد مقام اسی دریا کے کنارے پر آبادی فاصلہ اسکا
سرینگر سے اسقدر ہے کہ فوج اور قافلہ بآسانی بیس روز اور پیادہ پندرہ دن میں پہونچ سکتا ہے جوڑہ
جلاس وغیرہ بہت بستیان اور پرگنے اسکے بیچ میں واقع ہیں جوڑہ کا زادہ شاہ سلطان نام احمد شاہ سکردو
کے حاکم کا بہنوئی تھا جب وہ مرگیا تو اوسکا بیٹا جبار خان راجہ ہوا شیر سنگھ ناظم کشمیر اسکے وقت میں اسبات پر
مستعد ہوا کہ وہ گلگت کے علاقہ کو تسخیر کرے اس ارادہ پر سرینگر سے فوج مامور ہوئی مگر جبار خان نے لڑائی

کی اور نامہ و پیغام کے ذریعے سے اطاعت قبول کرلی پھر میہان سنگھ ناظم کشمیر نے جبار خان کو اپنے پاس بلا کر
فریب سے قید کر لیا اور گلگت چوترہ کے علاقہ میں اپنے کاردار مامور کر دئے اور اوسی زمین سے کچھ تھوڑا سا علاقہ جبار خان کے
گذارہ کیواسطے مقرر کر دیا میہان سنگھ ناظم کشمیر کے وقت حاکم خاص گلگت کا سلیمان خان تھا اور اوسکے دو بیٹے
محمد خان و عباس خان تھے اوسوقت سلیمان شاہ نام برادرزادہ راجہ ملک یاسین اور دارہ والہ کا بحال تباہ ہو کر اوسکے
پاس آیا اور گذارہ پاکر رہنے لگا مگر براہ بدطینتی اوسنے سلیمان خان کی عورت سے آشنائی کر کے سلیمان خان کو
قتل کر ڈالا اور چاہا کہ خود حاکم ہو جاوے مگر ممکن نہوا گلگتیوں نے سلیمان خان کے بڑے بیٹے محمد خان کو حاکم بنایا
اور سلیمان شاہ بحسرت و آہ ذلیل ہو کے ملک کی طرف بھاگ گیا جب چار برس محمد خان کی حکومت کو گذرے تو
عباس خان چھوٹا بھائی محمد خان کا طالب حکومت ہو کے راجہ بیچو اوسکا خسر تھا وہ لیکر گلگت میں آیا اور محمد خان کو
اپنے بھائی کو قتل کر کے خود حاکم بنا اوسوقت سلیمان خان کی عیاش جورو نے سلیمان شاہ اپنے یار کو دارہ کے
ملک سے بلایا اور وہ بڑی جمعیت کے ساتھ آیا اور باہم لڑائی ہو کر عباس خان مقتول ہوا اور سلیمان شاہ حاکم بنا
آٹھ برس تک اوسکی حکومت رہی اوسکے وقت میں ملک یاسین اور دارہ کا راجہ مر گیا اوسکی ملک پر بھی سلیمان شاہ
قابض ہوا اور گوہر امان کے بیٹے نے جو خورد سال تھا سلیمان شاہ کی اطاعت قبول کی چونکہ دارہ کا ملک گلگت سے خاصکر
سے زیادہ تر سلیمان شاہ کو مطبوع تھا اسواسطے اوسنے ایک شخص آزاد خان کو گلگت کا حاکم مقرر کر کے اپنی سکونت
دارہ میں مقرر کی مگر آزاد خان نے سلیمان شاہ سے باغی ہو کر اوسکا مقابلہ کیا اور لڑائی میں سلیمان شاہ مارا گیا
جب آزاد خان کی حکومت کل علاقہ میں قرار پا گئی تو اوسنے گوہر امان ملک امان کے بیٹے کو اپنا داماد بنایا اور
موروثی دارہ کا اوسکو دیدیا بعد ازان طاہر خان نگر کے حاکم نے آزاد خان پر یورش کر کے اوسکو قتل کیا اور
خود حاکم گلگت کا بنا طاہر خان کے بیٹے سکندر خان نے حکومت پائی چونکہ تمام حاکم چوترہ و پیال و نگر و دارہ اوسکے
اوسکے دشمن ہو گئے تھے اسواسطے اوسنے شیخ غلام محی الدین ناظم کشمیر کی اطاعت قبول کر لی اور کشمیر سے سپاہی تھانہ
گلگت میں منگا لیا پیچھے بابت سنگھ گوہر امان دارہ والا اوسکی ہمسایہ تھا اور سکندر خان کو قتل کر کے خود حاکم بنا
پیچھے چھ سکھ سپاہیان راجہ کریم خان و سلیمان خان کے غلام محی الدین ناظم کشمیر نے فوج جرار گلگت پر مامور کی گوہر امان
بمقابلہ پیش آیا تین بھائی اور ساٹھ سپاہی اوسکے مارے گئے اور خود وہ شکست کھا کر بدخشان کو بھاگ گیا ناظم کشمیر
کیطرف سے نتھو شاہ علی شاہ گلگت کا حاکم مقرر ہوا پھر جب سکھ ملک ربار لاہور سے راجہ گلاب سنگھ کو سپرد ہوا تو
اوسکیطرف سے بھی یہی ناظم بحال رہا مگر گوہر امان کیطرف سے جو قریب قمرہ بدخشان کے حد کا بدخشان کے
بادشاہ کیطرف سے ناظم مقرر ہوا تھا گلگت کی ناظم کو بڑی تکلیف رہتی تھی نذر علی شاہ کو لیکر نتھو شاہ حاکم کی جگہ وہاں
سے وہان ناظم ہوا مگر اوس سے انتظام نہو سکا اوسکے وقت میں ادھر غضنفر نے قلعہ لے لیا اور گوہر امان نے

دیا راجہ کریم خان و غوثر شاہ لڑائی میں مارے گئے اور دو سو آدمی غوثر شاہ کے غضنفر نے گرفتار کرکے کشمیر کو
بھیجے فروخت ہوئے اور باقی قتل کر دیے گئے جب جموں میں خبر پہنچی تو اور فوج بسرکردگی نذر علی شاہ کے اودھم
مامور ہوئی مگر بسبب نااتفاقی افسروں کے کچھ انتظام نہ ہو سکا اور قلعوں اور ملک پر گوہر امان نے اپنا قبضہ کر لیا آخر
دربار جموں سے میاں جواہر سنگھ اور دیوان ہری چند مامور ہوا مگر جواہر سنگھ نے بھی بباعث اسکے کہ فوج مامورہ گلگت اوسکا
حکم نہیں مانتی تھی تو انکا کچھ انتظام نہ کیا اوس وقت گوہر امان گلگت میں آکر آدمی بیچا کرتا پکڑ لیتا تھا اور بدخشان
لیجا کر فروخت کرتا اس بد انتظامی کے بعد والی جموں نے سنتی ہری سنگھ کو کمان افسر و ناظم گلگت کا مقرر
کرکے بھیجا اوسنے وہاں پہنچکر گوہر امان سے صلح کی اور اطاعت نامہ لکھا لیا اور قلعہ چپرہ وغیرہ جنپر گوہر امان
کا قبضہ ہو چکا تھا اوسکی پاس رہنے دئیے اور نذر علی شاہ کو وہاں کا ناظم مقرر کیا اور فوج مامورہ جواہر سنگھ
کے ساتھ تھی سنہ ۱۸۵۸ع میں واپس آکر داخل کشمیر ہوئی نذر علی شاہ نے بھی گوہر امان کے ساتھ دوستی کر کے
اسکا ملک خوب لوٹا اور بظاہر بلازم دربار جموں بنا جب مہاراجہ گلاب سنگھ مر گیا اور اسکا فرزند رنبیر
حال مہاراجگی کی گدی پر بیٹھا تو اوسکی وقت میں گلگت کا انتظام بخوبی ہوا کسی سرکش کو مقابلہ کی
طاقت نہ رہی۔ شہر خاص گلگت معتدل ملک ہے شہر میں برف نہیں پڑتی مگر شہر کے گرد و نواح کے پہاڑوں پر برف
پڑتی ہے قلعہ سنگین حاکم نشین وہاں بنا ہوا ہے اڈھائی سو گھر کی آبادی شہر کے اندر ہے ہر قسم قسم کے میوہ
پیدا ہوتے ہیں زراعت یہاں ہر ایک شخص بلکہ خود حاکم بھی زراعت کرتا ہے خراج میں بھی میوہ و غلہ جو کچھ پیدا
ہوا لیا جاتا ہے اور بسبب ناطاقتی دوسرے ملک والوں کے یہ ملک کسی وقت ویران نہ ہوا آدمی یہاں کے بہ نسبت
بہت خوبصورت کے جو اکثر دوڑ کا ورد سپاہی ہیں لڑتے ہیں دیگر ملک کی کانیں بھی اس علاقہ میں ہیں دریا کی ریت
میں سونا بھی نکلتا ہے مسلمانی مذہب والا مذہب کے لوگ بہت ہیں [illegible] اور یہ ایک علاقہ بہت مشہور
اور کوہستانی ہے سکھوں کے عہد اور ہی تھی یہاں ایک حاکم با اختیار حکومت کرتا تھا جسکے تصرف میں الغرض
کئی حد و ملک تھا مگر جب بخت سنگھ نے کشمیر لے لیا تو راجہ گلاب سنگھ وغیرہ کی معرفت اوسپر بھی حملہ کیا گیا
ہوا اور سکھوں نے چند بار لوٹ کر اسکو ویران کر دیا اور یہاں راجہ کو بالکل بیدخل کرکے ملک اوسکا چھین
لیا اسکی ملک جموں کی سلطنت کے ماتحت ہے اور [illegible] نام ایک شہر بھی چھوٹا سا کوہ ہمالیہ کی ڈھلوان گیا ہوا
کے اندر کنار دریا سندھ کے واقع ہے اور دریا سندھ سے انتہا شمال پہاڑوں کی اندر ہے تا ملک تاتار
جنگلی چوٹیاں انکے ارد گرد [illegible] اس شہر کے پاس دریا سندھ ایک دریا اور دریا ملا ہے وہ دامن
شمال [illegible] ہے اس شہر کی آبادی بہت کم ہے اور لوگ خستہ حال و مفلس و نادار اور [illegible]
انتظام و بندوبست دربار [illegible] بہت چھوٹا قلعہ بھی [illegible] البتہ [illegible] یہاں جاری ہے

اونی کپڑا اور سوتی کپڑا بھی بنایا جاتا ہے ہندو کم مسلمان بکثرت اسمین بستے ہین مگر دونو فریق بیچارے نادار از حد طاری ہین لداخ ولایت کیطرف سے تجارت کا مال اکثر اسمین فروخت ہوتا ہے سطح اس شہر کا سمندر کے سطح سے پانچہزار فٹ بلند ہے چھوٹے دور دون کوہ ہمالیہ کے پہاڑ دامن میں ایک لمبی اور اونچی قطار پہاڑ کی اسی نام سے مشہور ہے اور اسی نام کا ایک دریا بھی اس پہاڑ کے [illegible] ہے جو بمقام [illegible] اور دریای چناب سے ملتا ہے اور بانک گاؤن بھی اسی نام کا اس پہاڑ مین آباد ہے جسکی آبادی کے مقابل درہ [illegible] واقع ہے اسی درہ سے کشمیر کی طرف اس پہاڑ سے راستہ جاتا ہے بلندی اسکی بارہ ہزار فٹ سمندر کی سطح سے ہے

چوتھی تقسیم جموں اور دوالان کی ریاست اور بعض شہر دن اور قلعون و قصبون کے ذکر مین جو سوا کشمیر و تبت و لداخ وغیرہ کے جموں کی ریاست کے متعلق ہین

شہر جموں پنجاب کے شمال کی طرف کوہ ہمالیہ کے جنوبی قطار دون مین دریای توی کے کنارے پر آباد ہے اس پہاڑ کے مشرق جنوب کیطرف دریای توی بہتا ہے یہ دریا کوہ راتو پیر سے نکلکر ادہر کو آتا ہے اور ادہر پہاڑ سے اسکے ابتدا کر کے قریب مسافت چوبیس میل کے سمت جنوب مغرب بہتا ہوا دریای چناب سے ملجاتا ہے اگرچہ یہ ندی پایاب رہتی ہے مگر طغیانی کے وقت مسافرون کو بہت تکلیف دیتی ہے غرض اس ندی کا منبع [illegible] ایک دریا [illegible] بعض جگہ پانی بھی بہت عمیق ہے اسی ندی کے اس پار ایک پہاڑ ہے اور اسکی بلندی [illegible] دریا کے سطح سے ایکسو پچاس فٹ اونچا ایک قلعہ بنا ہوا ہے اسکو باہو کا قلعہ کہتے ہین خاص شہر جموں [illegible] ہوتا چلا گیا ہے سابق یہ دونون شہر کی بہت کم تھی مگر اب بوجہ [illegible] حال کے [illegible] عمارتین اور [illegible] بازار ایسا بارونق آباد ہو گیا ہے کہ اسکو دیکھنے سے روح کو تازگی حاصل ہوتی ہے بنا راج محل مہاراج کا اور اسیطرح حویلیاں عالیشان شہر کے زیبا و زینت ہین اور [illegible] کہ شہر کی آبادی بھی بلندی پر ہے اور ایک مسجد عالیشان حویلیاں [illegible] نظر آتی ہین اس شہر کے اندر [illegible] کم آتی ہے اور کوئی [illegible] مسافر [illegible] رہنے والے [illegible] ندی کا پانی پیتے ہین اور وہ [illegible] سے لایا جاتا ہے [illegible] خاص قلعہ جموں کا حال [illegible] راج [illegible] اور [illegible] پاس [illegible] اس شہر کا [illegible] تصور کیا جاتا ہے [illegible] پر حملہ نہین کر سکتا اس پہاڑ مین طرح طرح کا شکار [illegible] ایک عجیب بہار ہے مہاراج [illegible]

شکار کھیلا کرتے ہین سرور اجواہر سنگھ وزیر کے وقت جب سکھون نے جمون پر یورش کی تو فتح سنگھ مان نے کیملا
اسی جا رسنگھ کے اندر مارا گیا تھا اُسکے مقبرے اور مسجدین مسلمانون کی اس شہر مین بہت ہین بادشاہ اسکا معمور ہوا
کہ جنکے ذہن مین اسلامیہ سلطنت گذری ہوئی اور سکھون کی عملداری مین خراب ہو گئی اور گری قصبہ یا شہر
باکا نوا ونکی عمارت و مکان راجہ سوچیت سنگھ اوسوقت مین تمام راجہ رنجیت دیو کے جمون مین مقامات اس تھا
چونکہ وہ راجہ نیکذات بے تعصب تھا اور ہندو مسلمان ہندو دونکا اسکے عزیز رکھتا تھا اسواسطے اکثر
اجودھیہ مین بشغل تجارتی پٹھان ترتیب ہی اسیر شاہ کے وہ اپنے چلا وطن ہو کر یہان آرہے اور سبھی لین
مقرر ہی ہوا اسی سکھون کی اس وقت بعد شہر کے [illegible] پہلا ہوا اور جاتا کہ اسطرح اسکو لوٹین سب سے اول
وسعات ہوا اور اہلکار نے رنجیت سنگھ کے باپ جسکا خلاف تریک تھا سپید سنی کی اور سکھی فوج لیکر جمون پر چڑھ
آیا اور اسی غارت کی کہ لوگون کے گھر تنس کے برتن بھی اوٹھا لیے اس غارت کے بعد جب کچھ سال
گذرے اور راجہ برج راج دیو کا بیٹا باپ کے مرنے کے بعد تخت نشین ہوا تو دوبارہ سکھون نے ادہر توجہ کیا
اور شہر کو لوٹ کر ویران کر دیا راجہ برج راج دیو بھی مارا گیا ۔ اس شہر مین سیر تہا کا مقبرہ نامی مکان ہے
رعیت اس شہر کے ہندو مسلمان ہین بیوپار کا گرم بازار ہی تجارت کی بھاری تاجر قیمتی اسباب لیکر دور دور ملکون سے
لاکھون روپیہ کے فائدہ اوٹھاتے ہین ملک ملک کا آدمی دور دور کا مسافر یہان نظر آتا ہی مہاراج کی دریا دلی
سے فائدہ اوٹھاتا ہے **مختصر حال ریاست جمون** شہر جمون قدیم سے دار الحکومت و دار الریاست
تھا اس شہر کے سلطنت کار تا مہاراجہ گلاب سنگھ کی سلطنت کے پہلے یہان راجہ رنجیت دیو و برج راج دیو راجہ حاکم با اختیار
تھے اگر اس ریاست کی شرقی شمالی حد [illegible] اسکے تا تار چین کے علاقے سے ملتے ہین کشمیر و لداخ و تبت
خورد و کلان و گلگت اور غیر تبت سب کوہستانی ملک اس ریاست کی سمت مین ہے مہاراجہ رنبیر سنگھ خلف مہاراجہ
گلاب سنگھ اس تمام ملک کے حاکم با اختیار ہین جنکے بزرگ قوم کے ڈوگرہ بلند راجپوت قدیم سے جمون کے راج کے
چلے آتے ہین انکے بزرگون سے ایک بڑا راجہ سارنگ دیو جمون کے راج کا مشہور راجہ تھا اسکے بعد راجہ بالی دیو اور
بعد راجہ [illegible] سنگھ اسکے بعد راجہ دیوی دیو اسکے بعد راجہ دھرت دیو جانشین ہوئے جب آخر راجہ دھرت دیو
کے بعد [illegible] اسکا رنجیت دیو راجہ ہوا اسکے بعد برج راج دیو کے وقت جمون کی سلطنت کا کارخانہ برہم
و درہم ہو گیا اگر دھرت دیو کے چار بیٹے اور بھی تھے ایک کا نام [illegible] دوسرا ملوت دیو تیسرا [illegible] چوتھا
سورت سنگھ [illegible] سورت سنگھ کے چار بیٹے تھے [illegible]
[illegible]
[illegible]

کسور سنگھ بھلی بھاڑی ڈوگری سالہ میں بعد اپنے بیٹوں کے رنجیت سنگھ کی فوج میں نوکر ہوا اور اوسکے بیٹے تینوں نے رنجیت سنگھ کی مہربانی سے بعد ارج حاصل کیے گلاب سنگھ کو راجگی کا خطاب پایا جاگیرین بیش قرار حاصل کیں دھیان سنگھ کو وزیر اعظم کا خطاب ملا انہیں بھی دھیان سنگھ تو جیت سنگھ و لہنا سنگھ سندھانوالیوں کے ہاتھ سے بمقام قلعہ لاہور بروز قتل مہاراجہ شیر سنگھ قتل ہوا اوسکا بدلا راجہ ہیرا سنگھ اوسکے بیٹے نے لیکر سندھانوالیوں کو قتل کیا اور خود مہاراجہ دلیپ سنگھ کا وزیر بنا اور راجہ سوچیت سنگھ اپنے چچا کو بھی ہیرا سنگھ نے بمقام لاہور سکھوں کے ہاتھ سے قتل کرایا اور چند مہینے بعد خود بھی سکھوں کے ہاتھ سے قتل ہوا راجہ گلاب سنگھ کہ بڑا مستقل مزاج تھا اسی بے وقت وقت میں دو بار لاہور میں دخل دیا اور الگ ہو بیٹھا جب انگریز لاہور آئے تو بعوض مبلغ پچھتر لاکھ روپیہ کے اونسے کل علاقہ کشمیر وتبت لداخ وغیرہ کوہستانی علاقہ انگریزوں سے خرید کرکے اپنی علیحدہ سلطنت قائم کی اور انگریزوں سے مہاراجگی کا خطاب پایا اور بعزت آبرو اپنی طبعی عمر کو پہونچکر فوت ہوا اوسکے بعد مہاراجہ رنبیر سنگھ اوسکا بیٹا اس گدی پر راج کرتا ہے یہ سلطنت انگریزوں سے مطیع ہے اور اون شرائط کی جو وقت عہدنامہ باہم قرار پائی ہیں بخوبی تعمیل ہوتی ہے تمام پہاڑ میں کوئی عورت ستی نہیں ہوتی باوجودیکہ پہلے یہ ایک عام رسم جاری تھی ــ بردہ فروشی بالکل منع ہو گئی ہے باوجودیکہ کشمیریوں میں لڑکی لڑکا کا فروخت کرنا بڑی رواج والا تھا اب کسی کی مجال نہیں ہے کہ برملا یہ ممنوع کام کرے بوقت ضرورت کیوقت یہ رئیس دل و جان سے سرکار کی مدد کو تیار ہو جاتا ہے چنانچہ دہلی کے مفسدہ میں مہاراجہ جموں کی فوج بھی اسی طرف روانہ ہوئی جانفشانیاں بدقت تمام ایکی اجتک خود صاحبان انگریز اوسکی ثنا خوان ہیں بلکہ ایک شہزادہ دیوان افسر فوج جموں کا دہلی میں جانثار ہوا یہ ریاست حسب شرائط عہدنامہ انگریزی کے سلاطین نسل و بطنا بعد نسل اپنی ریاست پر حکومت کریگی اس ریاست کے علاقہ میں اب سرکار انگریزی کو کچھ مداخلت نہیں ہے صرف اتنا ہے کہ کوئی شرط خلاف شرائط عہدنامہ کے وقوع میں نہ آوے مورخان انگریزی کے بیان کے بموجب ریاست جموں کے علاقہ کا طول شرقاً غرباً تین سو پچاس میل اور عرض جنوب سے شمال تک دو سو میل اور کل مساحت ... میل ہے اس ریاست کی کچہری میں بڑے بڑے امیر مشیر و وزیر با تدبیر ہیں ... راجہ دیہان سنگھ ... جوالا سہای و دیوان اننت رام ... دیوان کرپا رام ... وغیرہ ہیں اور رنبیر سنگھ کا بیٹا مہاراج کا ولیعہد ہے

اکھنور یہ ایک قلعہ کوہستانی ریاست جموں میں واقع ہے اور ... جو پنجاب سے کشمیر کو جاتی ہے ایک پہاڑی ندی کے کنارے پر آباد ہے یہ قلعہ ... والی جموں رہتی ہیں ... قلعہ کے ایک طرف ... آبادی کا یہان موجود ہے

چنیالی یہ ایک مشہور قصبہ ہے ... کوہستانی ... دریائے توی ...

سر کنارے کے اوپر آباد ہے یہ قصبہ بہت بڑا آباد اور ایک راجہ سنگھ ریٹھی کا مقام تھا تجارت و بیوپار یہاں عام
راجہ با اختیار با عزت و وقار یہاں حکومت کرتا تھا آخر جب راجہ گلاب سنگھ نے قوت پائی تو اوسنے آفت آسمانی
مثل بلائے ناگہانی اسکا ملک جموں کے ریاست کو شامل کر لیا اور راجہ کو بند قتل کیا اوس روز سے یہ علاقہ جموں کے تحت
ہے پہلے راجہ کے حویلیاں و مکانات ابتک موجود ہیں قصبہ کی عمارت پختہ ہے پتھر کے مکانات بنے ہیں بہت اچھا
بازار ہے ہر ایک دکاندار مالدار ہے راجپوت و دیگر کوہستانی یہاں بکثرت رہتے ہیں **ریاسی**
جموں کی سلطنت کے متعلق ہے ایک قصبہ بالکل کنارے دریائے چناب اور جنوبی آغاز کوہ ہمالیہ میں آباد ہے
اس مقام پر ایک قلعہ نہایت مضبوط و پختہ ایک پہاڑ کے اوپر جسکی گاؤ دم شکل ہے بنا ہوا ہے صورت قلعہ کی
مربع اور دیواریں بہت بلند پتھر کے بنی ہوئی ہیں ممکن نہیں ہے کہ غنیم اوپر سیڑھی لگاکر اوسکے فصیل پر چڑھ
جاوے چاروں کونوں پر چار برج خوش قطع و جنگی بنے ہیں قلعہ کے اندر دو تالاب ہیں جو ہمیشہ پر آب رہتے ہیں
فوج والی جموں کی یہاں قلعہ کی حفاظت پر مامور ہے یہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک نیلا پہاڑ ہے جسکے
اندر سے ایک دریا جاری ہوکر پہاڑ کے اندر بہتا ہے قصبہ ریاسی بھی اچھی آبادی کا قصبہ ہے اکثر آدمی
قریب اوسکے بستے ہیں بازار با موقع و عمارت پختہ و خوشنما ہے **ناسو مو** کوہ شمالی پنجاب میں دریا کنارے
دریائے چناب کے اوس سڑک پر جو پنجاب سے کشمیر کو جاتی ہے آباد ہے متصل اسکے دریائے چناب بذریعہ جہولے کے
اترتے ہیں جسکی تعریف مولف پہلے حصہ میں درج کرچکا ہے **چنینی** ریاست جموں کوہ شمالی پنجاب میں
ہے ایک قصبہ شہر سری نگر سے جنوب و جنوب مشرق بفاصلہ تہتر میل اور خاص شہر جموں سے پینتیس میل پر آباد ہے
یہ قصبہ ایک راجہ کا دار الریاست ہے جو راجہ چنینی والا کہلاتا ہے اور ماتحتی و تابعداری ریاست جموں
اپنے علاقہ پر قابض ہے اس قصبہ کے عمارتیں پتھر کے اور رہنے والے بکثرت ہندو راجپوت راجہ کے ہیں
کی محل شہر کے اندر خوبصورت و عالیشان بنے ہیں **گوندی** کوہ شمالی ریاست جموں کے متعلق ہے ایک
قصبہ دریائے چناب کے ایک شاخ کے اوپر شہر وزیر آباد سے شمال مشرق کو نواسی میل آباد ہے زمین اسکی کچھ
ناہموار ہے مگر زرخیز و لائق کاریگر کاشتکاری بہت ہوتی ہے غلہ و ترکاری اور ہر ایک قسم کا میوہ بھی یہاں
بہت پیدا ہوتا ہے **پنگانگ جھیل** یہ ایک بہت لمبی جھیل علاقہ جموں کے شرقی حد کے اوپر واقع
ہے لمبان اسکا اکیانوے میل اور چوڑان بدرجہ اوسط تین میل پانی اسکا نہایت صاف مگر نمکین ہے بلندی
اسکی سمندر کی سطح سے چودہ ہزار دو سو چوبیس فٹ ہے **کھیالو** جموں کے سلطنت کے متعلق ہے ایک قلعہ بلند
پہاڑ کے اوپر دریائے سندھ کے بائیں ڈھلوان کنارے کے بنا ہوا ہے اور مضبوطی اور مستحکمی اوسکی اسقدر ہے
کہ اوس نواح میں دوسرا کوئی قلعہ ایسا مضبوط جنگی بنا ہوا نہیں ہے گرد اس قلعہ کے دو دو میل تک سیدھا فراخ

وسیع میدان اوسمین درخت شمر وغیر شمر بکثرت موجود ہین یہہ میدان دریای سندھ کی سطح سی ایکہزار فیٹ بلند ہی اگر اوس قلعہ کی فصیل سے توپ سر ہو تو گولا اوسکا بسبب میدان فراخ کی دور دور تک مار کرتا ہی

پانچوین تقسیم کوہ کانگڑہ اور پہاڑی شہرون و قصبون و ریاستون کی جو سرکار انگریزی کی تحت اپنی اپنی علاقون مین با اختیار حاکم ہین

شہر کانگڑہ کی بڑی پرانی آبادی ہی ہندو راجون کی وقت اسکا نگر کوٹ نام تھا آبادی اسکی دو مقام پر ہی ایک تو قلعہ کی متصل جسکو کانگڑہ کہتی ہین دوسری آبادی کانگڑہ سی آدہ کوس جہان بھاون کا مندر بنا ہوا ہی اور اوسکو دیوی کا بہون کہتی ہین یہہ آبادی کانگڑہ سی زیادہ تر بارونق ہی اس شہر کی آبادی دو دریاؤن کی اندر بطور جزیرہ کی ہی ایک طرف اسکی تو بان گنگا اور دوسری طرف پتال گنگا بہتی ہی یہہ دونو ندیان کانگڑہ کی قلعہ کی نیچے باہم ملجاتی ہین برہمنون کا قول ہی کہ اس سنجول کی پانی مین تین سو ساٹھ تیرتہ کا پانی آکر جمع ہوتا ہی اسواسطی اس اجتماع کو سنگم کہتی ہین اور غسل کرنا اسمقام پر موجب ثواب تصور کرتی ہین یہہ شہر ضلع کا مقام ہی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ماتحت صاحب کمشنر جالندہر کی یہان ضلع کی حاکم ہین پانچ تحصیلین اس ضلع مین علاقہ رکہتی ہین اول صدر تحصیل کانگڑہ دوسری تحصیل نورپور تیسری تحصیل ہمیرپور چوتھی تحصیل نادون پانچوین تحصیل کلو اور علاقہ کل ضلع کا نہایت سرسبز و شاداب و زرخیز ہی اور آبادیان بہت بہاڑی واقع ہین مگر خاص کانگڑہ کی قرب و جوار مین سوای کانگڑہ و بہون کی اور کوئی بڑی بستی واقع نہین شہر مین پختہ مکانات ہی بازار آباد و تجارت عام ہی ہر ایک قسم و قوم کا آدمی وہان بستا ہی اچہی اچہی سفید لین سفید پوشی کی کہار بکثرت ملتی ہین آدمی وہان رہتی ہین خاص کانگڑہ کی آبادی بہی اچہی ہی مگر بہون کی آبادی و رونق زیادہ ہی کانگڑہ کی اندر چند گہر ایسی کاریگرون کی آباد ہین جو کٹی ہوی ناک کو پہر درست کر دیتی ہین اگرچہ تہوڑا سا فرق رہجاتا ہی مگر تو بہی دور دور سی نک کٹی وہان آکر ہزار منت و ادای اجرت اپنی ناک اوسی درست کراتی ہین خصوصاً سکہون کی وقت مین تو اونکا بڑا رتبہ اور بہت قدر تہی کیونکہ دربار لاہور کی حکم سی اکثر مجرمون کو ناک کاٹ دینی کی سزا ملتی تہی تو وہ فی الفور ناک کٹوا کر کانگڑہ کو چل دیتی تہی کانگڑہ کا پہاڑ بہت ہرا بہرا ہی جابجا چشمی اور نہرین جاری ہین سرکار انگریزی کی حکم سی کئی جہان ایسی عمدہ بن گئی ہین کہ گنگا ڈبان جاتی ہین نتیجہ یہان بڑا اعلی قسم کا پیدا ہوتا ہی اور چانول ایسی باریک خوشبو و لذیذ ہوتی ہین کہ باڑہ کی چانول کی ساتھ مقابلہ کرتی ہین چای کی پیدایش کی یہان اسقدر کثرت ہی کہ کہین ۱۵ ہزار مین سرکار کی طرف سی ابتدا میں یہان تہوڑی چای بوئی جب وہ چای اعلی و عمدہ قسم کی ہوئی تو دن بدن کاشت اوسکی بڑہتی گئی

اب چنبہ تک برابر اوسکی کاشت ہوتی ہے اور لاکہون روپیہ کی چاے فروخت ہوکر دور دور کے ملکون مین جاتی ہے کانگڑہ کی چاے چین کی چاے سے رنگت اور خوشبوئی اور ذائقے سے کچھ کم ہے ورنہ کچھ فرق نہین ہے اس ضلع کے جنوبی حصہ کی آب و ہوا منڈی کے حدود تک گرم و خشک ہے اور پہاڑ کہین خشک اور کہین سرسبز اور کہین جنگل اور کہین آباد ہے اور دوسرے حصہ مین گلیر و جوالامکہی و سجان پور ٹیرہ کا ملک اور بڑے بڑے شہر ہری پور وغیرہ ہین اوسکے پیچھے اوسکی دریاے ستلج و بیاس کے درمیان پہاڑ کے آغاز سے منڈی کے حد تک ملک گرم اور اکثر پہاڑ خشک اور کچھ سرسبز ہے حاجی پور و اونا پور کے پہاڑ مین بانس اور ہڑ کا بن ہے اوسکے آگے آخر تک کہین جنگل اور کہین پہاڑ اور کہین خشکی و کہین گلزار ہے کل ضلع کی مردم شماری چھ لاکہ بانوین ہزار نو سو ستہتر ہے آگے اس ضلع مین کچھ علم سیکھنے کا رواج نہ تھا اب سرکار انگریزی کے توجہ سے ہزارون آدمی فارسی و انگریزی و عربی پڑھکر عالم ہوگئے ہین بیشتر شہر و دیہہ بدیہہ مدرسے جاری ہین اور ایک کمیٹی انجمن فوائد عام و ترقی علم کے واسطے رؤساے کانگڑہ نے مقرر کی ہوئی ہے جسمین برابر تجویزین معقول رفاہ عام کی ہوتی رہتی ہین اور واضح رہے کہ کانگڑہ ایک خاص ضلع کا مقام ہے حدود اربعہ جسکے یہ ہین حد غربی شاہپور جولت دریاے راوی کے واقع ہے شرقی حد چینی تاتار کی سرزمین کے ساتھ ملحق ہے شمالی حد پر لداخ کا علاقہ اور جنوبی حد سرزمین دوآبہ بست جالندھر کا ملک ہے کل رقبہ اس ضلع کا تخمیناً آٹھ ہزار میل مربع ہے اس ملک کے رہنے والے لوگ مختلف الالوان اور مختلف اللسان ہین بڑی بڑی بلند چوٹیان پہاڑون کے اس علاقہ مین ہین جنکی بلندی کوہ اٹلس کے چوٹی سے بھی زیادہ ہے آب و ہوا بھی اس علاقہ کی ہر ایک علاقہ مین علیحدہ علیحدہ ہے اور نباتات و درخت لاکہون قسم کے برفانی پہاڑ جو اس علاقہ مین ہین وہان کوئی سبزہ و درخت نہین ہوتا تقسیم اسملک کی قدرتی طور پر دو حصون مین منقسم ہے ایک کانگڑہ خاص اسمین نیچے کے تمام پہاڑیان شامل ہین جو قریب دو ہزار پانسو میل مربع کے ہین دوسرا جنگلی حصہ اور کوہستانی ملک کلو و لاہل وسپتی کہلاتا ہے اسکا رقبہ پانچ ہزار میل تک ہوگا اس ضلع کے تین طرف پہاڑی ریاستین بسی ہوئی ہین جو ماتحت سرکار انگریزی اور محروس محفوظ بالاقتدار ہین غرب کے طرف اسکی دریاے راوی بہتا ہے جو اس ضلع کو ریاست جمون کے علاقہ سے علیحدہ کرتا ہے شمال کی طرف ایک بڑی قطار پہاڑون کی ہے جسکے اکثر چوٹیان سولہ ہزار فٹ تک سطح سمندر سے بلند ہین اور اس ضلع اور چنبہ کی ریاست کے درمیان حد فاصل ہین شرق مین منڈی اور کہلور کے ریاستین ہین اور کلو کچھ سے جنوب کے طرف سرزمین میدانی دوآبہ بست جالندھر کی ہے دریاے بیاس اسضلع مین بڑی تیزی و تندی کے ساتھ چلتا ہے اور کلو و منڈی کے ریاست سے گذر کر کانگڑہ خاص کے علاقہ مین داخل ہوتا ہے اور تھوڑا بجانب غرب جنوب بہکر جوالامکہی والی قطار پہاڑون کے کاٹتا ہوا میدان کو آتا ہے اس علاقہ مین بھی

گوشتی کی حدود ریاست کے شامل ہوتی ہین اول نیوان ندی جو کوہ ہمالیہ کے اوپر کے حصہ سے نکلکر اور نالا آو وغیرہ نالون کو اپنے ساتھ ملاکر بمقام سنگول بیاس سے ملجاتی ہے دوسری لُگل ندی جو شہرہ بھاون پور کے پاس جاکر بیاس مین گرتی ہے تیسری بان گنگا جو کانگڑہ کے دیوارون کے نیچے روان ہے چوتھی گج ندی پانچوین دہر جو جوکوٹلہ کے قلعہ کے نیچے بہتی ہے سوا اُنکے ندی بول جو بہری پور اور ندونہ کے درمیانی پہاڑون سے نکلکر اور ندی چکی جو جنبہ کے پہاڑون سے نکلکر آتی ہے اور پانی اسکا پاس [illegible] کے دونون طرف [illegible] وہان نادون کے متصل ملتی ہین اور سوان نام ندی تلواڑہ کے گہاٹ کے پاس ملتی ہے دریای راوی کا رستہ اس ضلع کے متعلق صرف اٹھارہ میل ہے اور دریای ستلج کا تخمیناً بیس میل اور ریاستین جو ضلع کے متعلق ہین انکا یہہ نام ہے چنبہ نورپور سیبہ داتارپور گلیر شیوان سکیت منڈی کلو جسوان گوال [illegible] ریاستین جو راج کانگڑہ کے ماتحت ہین پھر رنجیت سنگہ والی لاہور کے خراج گذار رہین اب سرکار انگریزی کے ماتحت ہین اور خاندان کٹوچ کا قدیمی اور بزرگ شمار کیا جاتا ہے نباتاتی وجماداتی دولت اس پہاڑ مین بہت ہے [illegible] وغیرہ اقسام جو بکا حد وحساب نہین اور رنگ برنگ کی قسم کے میوہ پیدا ہوتے ہین کہ لوگون کے ذریعہ [illegible] تمام پہاڑ مین پالی پھرتا ہے غلہ بھی قسم قسم کا پیدا ہوتا ہے خصوصاً گل معصفر یعنی کسونبہ کے پھول پیدا وار [illegible] کو کسونبہ بہت اچھا ہوتا ہے کانگڑہ کے اوپر کی زمین مین ہزارون من شالی قسم عمدہ پیدا ہوتی ہے [illegible] اور کچھ بھی اس پہاڑ کی خاص پیدائش ہے ایک لاکھ پندرہ ہزار کے جاگیردار قدیمی [illegible] اس ملک مین [illegible] ہین جنکی تفصیل یہہ ہے راجہ پرتاپ سنگہ کٹوچ اولاد والی کانگڑہ چھتیس ہزار کا جاگیردار دوسرے راجہ [illegible] تینتیس ہزار کا جاگیردار تیسرے راجہ رام سنگہ سیبہ والے بیس ہزار کا جاگیردار چوتھے راجہ شمشیر سنگہ [illegible] بیس ہزار کا جاگیردار پانچوین میان السری سنگہ پٹھانیہ دو ہزار چار سو چار کا جاگیردار چھٹے میان [illegible] پٹھانیہ ایک ہزار چھ سو سترہ کا جاگیردار ہے **قلعہ کانگڑہ** یہہ قلعہ کل ہندوستان کے قلعون مین [illegible] اور مستحکم قلعہ ہے نسبت زیادہ تر اسکے قدامت کچھ ثابت نہین ہوتا کہ آیا پہلی کس راجہ [illegible] بنیاد کی اور کانگڑہ کی وجہہ تسمیہ کیا ہے ہندوون کا اعتقاد ہے کہ یہہ قلعہ آدمیون نے نہین بنایا دیوتاون نے ملکر تعمیر کیا تہا جو قلعے کے اندر بالا اور چھتی جاتی ہین انکی زیارتین اس قلعہ کا ایک چھوٹا سا دہنا دروازہ تہا اور کمند کے ذریعے سے اوسکے اندر جاتے تھے یا بذریعہ سیڑہی کے کاربرآری ہوتی تھی شاہ جہانگیر نے جب قبضہ اسپر پایا تو دستی دیوارین توڑکر بڑے دروازے بنوائے صاحب خلاصۃ التواریخ لکھتا ہے کہ کل دور اس قلعہ کا ایک کوس اور پندرہ جریب ہے جسمین طول [illegible] کوس کے اور [illegible] ارتفاع دیوار ایکسو چار درعہ تیس برج اور سات [illegible] قلعہ [illegible] راجون کے تصرف مین تہا اور سوای سلطان محمود غزنوی وسلطان

فیروز شاہ بادشاہ جہانگیر چغتائی کی کوئی مسلمان بادشاہ اسپر قابض و متصرف نہین ہوا مگر شاہ جہانگیر
کے بعد برابر اخیر سلطنت کے وقت تک یہ سلاطین چغتائی کے قبضہ مین تا اس قلعہ کے اندر ایک قدیمی مندر
امبکا دیوی اور بہیرو کا ہے جنکا مفصل حال ہندوونکی عبادتگاہون مین تحریر ہوگا قلعہ کے اندر کہود کر
تالاب بڑا عمیق اور شاہ جہانگیر کی بنوائی ہوئی ایک مسجد بہی تہی اب قلعہ کے اندر انگریزی فوج گورہ
کی رہتی ہی جو برابر نگاہبانی کرتے ہین اور مندر و مسجد و دروازہ مرمت کر دیئے ہوئے ہین **ریاست و حکومت**
کانگڑہ کانگڑہ کی سلطنت بہت بہاری اور قدیمی تہی پانڈون کے بادشاہی کے وقت راجہ کانگڑہ کا
سسرم چند رتہا اوسنے تمام پہاڑ کے اندر اپنی حکومت پہیلائی اور میدانی علاقہ مین بہی کچہہ تو مشلح جالندہر
پٹیالہ اور دوابہ بست دوابہ مین تا دریای راوی اوسکا راج تہا اوسی راجہ نے یہ قلعہ کانگڑہ کا اپنا یادگار
بنایا مگر جب وہ راجہ کیرون اور پانڈون کی لڑائی مین مارا گیا تو اوسکے بعد تا عہد سلطنت راجہ سنگہ چند
دو سو بائیس پشت بہ پشت راجہ ہوتی آئے اوسکے وقت مین فیروز شاہ باربک بادشاہ دہلی نے کانگڑہ پر
یورش کی اور مدت تک محاصرہ قلعہ کا رکہا آخر اوسنے اطاعت قبول کی اور قلعہ پر بادشاہ نے
دخل پاکر نام قلعہ کا محمد آباد رکہا اور دیوی کی تصویر جو قلعہ کے اندر تہی اوسکو اوٹہا کر مدینہ معلی مین بہجوا دیا
کہ ہمیشہ مسجد کے دروازہ کے آگے بجائی زینہ رکہی جاوے جب راجہ سنگہ چند مر گیا تو کرم چند جانشین ہوا اوسکے
وقت سے راجہ رام چند کے عہد تک یہ جانشین ہوئے اوسکے عہد مین سلطان سکندر افغان اکبر بادشاہ سے
بہاگ کر اس پہاڑ مین آ چہپا تہا رامچند نے اوسکی بہت خاطر کی چندے وہ وہان رہا پہر اوپر کے پہاڑ پر
چڑہ گیا جب اکبر اوسکے تعاقب سے لوٹ کر ہندوستان کو چلا گیا تو سکندر نے پہاڑ سے اوترکر پنجاب مین شورش
مچائی اکبر شاہ پہر اوسکے پیچہے آیا اور سکندر کے تعاقب مین نورپور تک پہونچا اوسوقت رامچند نے اکبر شاہ
سے دوستانہ ملاقات کی جب رامچند مرا تو دہرم چند اور دہرم چند کے بعد مانک چند پہر جی چند پہر
بدن چند راجہ ہوا اس راجہ نے اکبر بادشاہ سے جنگ کیا اور اکبر کو اپنی علاقہ مین متسلط ہونی دیا اوسکے
بعد تلوک چند مالک ہوا اوسنی اکبری فوج سے شکست کہائی اور بگڑ گیا مگر بسفارش شہزادہ سلیم جہانگیر
پہر اوسکو تاج بخشی ہوئی اوسکی بعد راجہ پریتھی چند راجہ بنا اوسنی بادشاہی اطاعت نہ کی جہانگیری فوج
اوسکی تنبیہ کو مامور ہوئی اور راجہ بکرماجیت بادشاہی فوج کا افسر بنکر آیا اور مدت تک قلعہ کا محاصرہ رہا
آخر جب محصور طول محاصرہ سے تنگ آئے تو قلعہ چہوڑ کر نکل گئے راجہ پریتھی چند کے بعد اوسکا کوئی وارث
نرہا مگر بادشاہ کے بہیان سے کلیان چند پریتھی چند کے بہتیجے کو علاقہ راجگیر جاگیر عطا ہوکر راجگی کا خطاب
عطا ہوا اوسکی بعد سچی رام قایم مقام اپنے باپ کا ہوا مگر یہ بہی لا ولد مرا اسلیئے عالمگیر اورنگزیب بادشاہ

نے بہیم چند اوسکے بھائی کے بیٹے کو راجگی عطا کی بعد ازان راجہ عالم چند راجہ بنا اسکے عہد مین چونکہ چغتائی
سلطنت ضعیف ہوگئی تھی اس لئے اس راجہ نے کچھہ کوشش کرکے سوائے جاگیر مقررہ کے اور بھی تسلط اپنا
بڑہا لیا اوسکے بعد بہیم چند نے حکومت پائی مگر اوسکی اولاد نہوئی اسلئے اوسنے ایک شخص تیغ چند برادرزادہ
اپنے گود مین لیکر بیٹا بنایا لیکن بہیم چند کے مرنے کے بعد کہیم چند اوسکا بھائی تیغ چند کا باپ جانشین ہوا
اوسنے بجل جلیبہ کا قلعہ فتح کیا اور کوٹلہر کے راجے کی علاقہ کو بھی لے لیا اوسکے بعد راجہ تیغ چند گدی پر بیٹھا اور
رامگڑہیہ سکھون کے ساتھ لڑکر کامیاب ہوا اور راجگان جموال سے اوسکا مقابلہ ہوا اور فتح پائی جسکے بعد مرگیا
راجہ سنسار چند اوسکا بیٹا دس سال کی عمر مین گدی نشین ہوا اور بارہ برس کی عمر مین اوسنے کلو والہ راجہ سے
لڑائی کی اور اوسکو مطیع کیا پہر پہاڑ سے اوترکر دوابست کے میدان کیطرف آیا اور علاقہ ہوشیارپور و
بجواڑہ اوسنے سکہون سے چہین لئے اور بجواڑہ مین ایک سنگین قلعہ بنایا اس کام سے فارغ ہوکر کانگڑہ کے
قلعہ کے لینے کا اوسنے عزم کیا اوسوقت کانگڑہ کے قلعہ مین سیف علی خان نواب قلعدار جو محمد شاہ بادشاہ کے
وقت سے قلعدار مقرر تھا اور قلعہ کے متعلق و گرد نواحی علاقون پر وہ بطور خود مختار حکومت کرتا تھا اور
ایک فقیر ہندو کے زبانی اوسکو بشارت ہوچکی تھی کہ جب تک تو زندہ رہیگا قلعہ کسی اور کو نملیگا سنسار چند
نے کئی سال قلعہ کا محاصرہ رکہا مگر فتح نصیب نہوئی اتفاقاً اوسی محاصرہ کے اندر سیف علی خان بتقضائے
ربانی جہان فانی سے گذر گیا اور میر جیون سنگ اوسکے نالائق بیٹے نے باپ کے مرنے کے بعد فی الفور قلعہ چہوڑ
دیا اوسوقت جی سنگہ کنہیہ اپنی فوج کے راجہ سنسار کی مدد کو گیا ہوا تھا اوسنے سنسار چند کا دخل قلعہ پر ہونے
دیا اور قلعہ کے دروازے کہلتے ہی خود قلعہ مین چلا گیا اور دخیل ہو بیٹھا یہہ حال دیکہہ کر سنسار چند ناامید ہوکر
اپنی علاقہ کو چلا گیا چند سال کے بعد جب مہان سنگہ رنجیت سنگہ کے باپ اور سنسار چند نے ملکر چاہا کہ کل علاقہ جو
جی سنگہ کا لیلیا جاوے اور اس ارادہ پر فوج کا بڑا اجتماع ہوا تو جی سنگہ نے خوف کہا کر کانگڑہ کا قلعہ سنسار چند
کو دیدیا اور مہا سنگہ کے بیٹے رنجیت سنگہ کے ساتھ اپنی پوتی کی نسبت کرکے دونو کو راضی کردیا قلعہ پر دخل
پاتے ہی راجہ سنسار چند نے اپنا تسلط بڑہایا تمام پہاڑی راجون کو مطیع بنایا کل سردارون کو تابعدار کیا خود
مختارون کو بے اختیار کیا نئے خراجون کو خراج گذار کیا اسلئے کل راجے جاگیردار سردار با اختیار پہاڑ کے
اوسکے دشمن ہوگئے اور سب نے ملکر پوشیدہ پوشیدہ راجہ رن بہادر والی نیپال سے مدد طلب کی اور اوسکو اسبات
پر آمادہ کیا کہ وہ یہان آکر اور کل پہاڑ کا مالک بنجاوے راجہ رن بہادر نے باوجود اسقدر بعد مسافت کے فوج
جرار بسرکردگی امر سنگہ سپہ سالار پہاڑ کے فتح کے لئے مقرر کی اور وہ فوج تمام پہاڑ ستلج پار کو فتح کرتے ہوئے اور
وہان کے راجون کو مطیع کرتے ہوئے سنسار چند کے علاقہ مین آپہنچی اور محل موری کے مقام پر ڈیرہ کیا ادہر سے

بھی لڑائی کی طیاری ہوئی اور کل راجہ یدد کو بلائے گئے تمام راجگان جو بظاہر تابع فرمان اور دل سے دشمن
جان تھے اپنی اپنی فوجین لیکر حاضر ہوئے سنسار چند نے اپنی اور راجون کی فوج جمع کر کے سرکردگی غلام محمد خان اپنے
بیٹے کے گورکھہ فوج کے مقابلہ کے واسطے نامور کی جب مقابلہ ہوا تو سب سے اول پہاڑی راجون کی فوج حسب الایماء
امر سنگھ سپہ سالار گورکھہ کے بھاگ نکلی اور کانگڑہ کی فوج نے سخت شکست کھائی اس فتح کے بعد امر سنگھ آگے
بڑھا اور قلعہ کانگڑہ کا محاصرہ کر لیا ساڑھے تین سال تک برابر محاصرہ رہا تمام علاقہ غارت ہو گیا آخر
سنسار چند نے سخت تنگ آکر رنجیت سنگھ والی لاہور سے مدد طلب کی اور اقرار ہوا کہ اگر رنجیت سنگھ آکر
گورکھہ فوج کو ستلج پار اوتار دیوے تو قلعہ کانگڑہ پر اوسکا دخل کرا دیا جاویگا مگر سوا اسی قلعہ کے اور پہاڑ
علاقہ سے اوسکو سروکار نہوگا رنجیت سنگھ اس پیغام کے پہونچتے ہی سکھی فوج لیکر کانگڑہ جا پہونچا چونکہ گورکھہ
فوج مین سال کے محاصرہ اور قلعہ کے نہ مفتوح ہونے سے تنگ آگئی ہوئی تھی علاوہ اسکے اونمین بیماری وبا
پھیلی ہوئی تھی اونہون نے رنجیت سنگھ کے جانے کے بعد محاصرہ چھوڑ دیا اور باربرداری لیکر ستلج پار اوتر
گئے اونکے جانے کے بعد قطع نظر قلعہ کانگڑہ کے تمام پہاڑ مین رنجیت سنگھ نے اپنے تھانہ جا دئیے اور انتظام اپنا کر لیا
قلعہ مین بھی ایک جرار سکھی فوج ناموبہ ہوئی اور تمام پہاڑ مین سے صرف نادون و کوٹلہر وغیرہ چند علاقے
راجہ سنسار چند کو واگذار کئے اس تنزل کے بعد سنسار چند [illegible] مین مر گیا اور انرودھ چند اوسکا بیٹا
جانشین ہوا مگر رنجیت سنگھ کے تشدد اور فتح چند اپنے چچا کے نفاق سے تنگ آکر انگریزون کے ملک مین جا بیٹھا
اوسکے جانے کے بعد رنجیت سنگھ نے جودہبیر چند سنسار چند کے دوسرے بیٹے کو جو رانی گدن کے بطن سے تھا راجگی
کا خطاب دیا اور اوسکی دونو بہنون سے جو نہایت خوبصورت تھیں شادی کر لی اور فتح چند سنسار چند کے بھائی
کو علاقہ راجگیر جاگیر مین دیکر راجگی کا خطاب بخشا آخر راجہ انرودھ چند سمت ۱۸۸۷ مین مقام ہردوار مر گیا دربیر چند
و پرمودہ چند دو بیٹے اوسکے باقی رہے اونہون نے اپنی حق رسی کے واسطے حضور لارڈ گورنر جنرل بہادر
استغاثہ کیا اور بذریعہ ونڈ صاحب اجنٹ رزیڈنٹ بہادر کے اونکی سفارش دربار لاہور مین ہوئی رنجیت سنگھ نے
انگریزون کے کہنے کے موجب علاقہ مہوری محل جمعی پچاس ہزار روپیہ اونکی جاگیر مین دیکر انرودھ چند کے
بڑے بیٹے رنبیر چند کو راجگی کا خطاب دیا اور یہہ علاقہ اونکی جاگیر مین دلیپ سنگھ کی ریاست تک بدستور قائم رہا
سمت ۱۹۰۵ مین رنبیر چند مر گیا اور بحکم مسٹر کارنک صاحب حاکم کوہستان پرمودہ چند اوسکے بھائی کو راجگی کا خطاب
عطا ہوا مگر اوسی سال مین جب سکھون نے جمع ہو کر پنجاب مین فساد برپا کیا تو پرمودہ چند نے بھی سرکشی کی اور مسٹر
بارنس صاحب کے ساتھ لڑائی کر کے مقید ہوا اور بحالت قید الموڑہ کو بھیجا گیا اور وہان ہی سمت ۱۹۰۶ مین مر گیا
علاقہ تو اسطرح سرکار کے ضبطی مین آیا اور دوسرے خاندان فتح چند کا یہہ حال ہوا کہ جب وہ مر گیا تو لدر چند

اوسکا بیٹا جانشین ہوا جب وہ مرا تو پرتاپ چند اور دو اور بیٹے وارث چھوڑے صاحبان انگریز کا حکم ہوا کہ وراثت اس خاندان کی کل وارثون کو تقسیم کردیجاوے پرتاپ چند نے اپنے بھائیون کو راضی کرکر درخواست کی کہ وراثت ہماری تقسیم نہو چنانچہ بسفارش مسٹر بارنس صاحب سنہ ۱۸۵۹ مین خطاب راجگی کا پرتاپ چند کو عطا ہوا مگر تقسیم کا حکم بدستور قایم رہا غرضکہ پینسٹھ دن برسون کی حکومت اس خاندان کی فوج کی چند سال مین بحکم احکم الحاکمین ناگہان درہم برہم ہوگئی اللہ باقی والکل فانی

دہرمسال یا کوہ بہاگسو یہ ایک سرد پہاڑ اور آرامگاہ انگریزون کا کانگڑہ کے ضلع مین کانگڑہ سے آٹھ میل اور لاہور سے بسمت شمال شرق ایکسو چھبیس میل شملہ سے بیانوے میل واقع ہے ضلع کانگڑہ کی کچہری تمام گرمیون مین یہان رہتی ہے اور پنجاب سے بڑے بڑے عہدہ دار انگریز یہان آکر گرمی کا موسم بسر کرتے ہین گورہ فوج کی چہاونی بھی یہان مقرر ہے آب وہوا اس پہاڑ کی نہایت عمدہ وفایدہ بخش ہے اور برفانی پہاڑ اس مقام سے بہت نزدیک ہے -- ٠ --

جوالامکھی کانگڑہ کے ضلع مین یہہ شہر بہت قدیم دریاے بیاس کے غربی کنارے کانگڑہ سے سولہ میل یا بارہ کوس آبادی گرد و نواح اسکا سب پرگنہ ارسعدان پہاڑ پانی کہیا اسکا خوشگوار شہر کے پختہ بازار جسمین بڑے تجار بیوپار کرتے ہین تمام شہر کا فرش پتھر کا صاف وآراستہ دوکانون پر پتھرون کے چھپر لگی ہوئی گلی کوچہ باموقع مکانات پختہ وباسلیقہ بنی ہوے ہین تمام اس پہاڑ مین جیسی یہہ شہر عمدہ وباسلیقہ وباموقع بنا ہوا ہے اور کوئی نہین ہے یہان ایک قوم اور بشی کے لوگ وہان موجود ہین مگر مسلمان کم اور ہندو زیادہ خصوصاً بھوجکیون کے گھر تو بکثرت آباد ہین آدمی خوبصورت حسن اچہا آب وہوا معتدل ہے کل آبادی شہر کی قریب تین ہزار گہر کے ہے شہر کے اندر و باہر شوالے وٹھاکردوارے ہندؤن کے عبادتگاہ بیشمار ہین بڑا مندر جوالامکھی کا ہے جسکا مفصل حال علیحدہ تحریر ہوگا شہر کے پاس ایک قدرتی چشمہ جاری ہے اوسکی پانی کی یہہ تاثیر ہے کہ جسکا گلا سوج جاوے اور گلہڑ آزار مین گرفتار ہو اسکی پینے سے گلا اوسکا اچہا ہوجاتا ہے

نادون ضلع کانگڑہ مین یہہ ایک قصبہ مشہور ومعلوم مقام ہے پاس اسکے دریاے بیاس بہتا ہے دریا کے کنارے ایک اونچے ٹیلے کے اوپر اسکی آبادی واقع ہے اس مقام پر دریا بہت عمیق اور تیز چلتا ہے پانی نہایت صاف وشفاف ڈیڑہ سو گز چوڑان رفتار فی گہنٹہ تین میل ہے دہنا کنارہ دریا کا اس مقام پر پتھریلا سنگین بلند اور بایان کنارہ زمین کے ساتھ ہموار ہے شاہ گذر یہانکا مشہور ہے اس گذر سے ایک سڑک گذر کر ہندوستان سے کشمیر کو جاتی ہے راجہ سنسار چند کے وقت مین یہہ شہر بڑا آباد تہا اور اسیوقت کی مثل زبان زد لوگون کے ہے کہ جائیگا نادون آئیگا کون جس اس شہر کے عورتون کا مشہور ومعلوم ہے اور رعایا غریب کم زبان اب بھی آبادی اسکی اچہی اور بازار آباد ہے تجارت غلہ وغیرہ کی ہوتی ہے اور تحصیلدار رہتا ہے صاحب بہادر ضلع کانگڑہ کو یہان

تحصیل کا کام دیتا ہی **نورپور** باری دوآب کے پہاڑ نچلے قطاروں کوہ ہمالہ کے اوس سڑک پر جو پنجاب
اور ہندوستان سے کشمیر کو جاتی ہی ایک شہر بطور مثلثی میدان میں کچھ ایک چھوٹا سا شہر آبادی طول آبادی کا
ایک کوس سے کچھ اور عرض سب ہوئے شکل مثلث کی مختلف ہی یعنی ایک طرف کو زمین اسکی زیادہ چوڑی ہے
اور دوسری طرف پونا کوس اور دوسرے طرف سو دو سو قدم تک ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے شہر کی ایک طرف ایک قلعہ
پتھر کی عمارت کا دو سو فیٹ کے اونچی ٹیلے کے اوپر بنا ہوا مضبوط و مستحکم بنا ہوا ہی عمارت شہر کی سنگین بارونق ہی
بازار میں تخمینا چار سو دوکان ہی کل شہر میں آٹھ ہزار آدمی کے آباد ہی شہر کے اندر جانے کے واسطے ایک ہی
دروازہ بہت اونچا بنا ہوا ہے شہر کی سیڑھیاں بہت چڑھ کر دروازے تک پہنچتے ہیں تعداد سیڑھیوں کی ستر
سے زیادہ ہی قلعہ میں راجہ کے رہنے کے گھر بہت عمدہ و مطبوع بنے ہوئے ہیں کچھ آبادی اس شہر کی گرد
شہر کے بھی ہی جہان جولاہی وغیرہ رذیل قوم رہتی ہیں راجہ باسو نے کہ اول پٹھانکوٹ میں رہتا تھا اس مقام کو
پسند کر کے راجدھانی اختیار کی اور آبادی کرا کر سال جلوس جہانگیری قلعہ بنانا شروع کیا چند روز میں کہ
جہانگیر بادشاہ نے کانگڑہ پر مہم کی تو اوسوقت راجہ سورج مل بیٹا راجہ باسو کا یہانکا راجہ تھا جہانگیر نے
اوسکو بھی اپنا فرمانبردار بنایا اور نام اس شہر کا جو پہلے دھمڑی مشہور تھا بدل کر بنام نورجہان اپنی ملکہ کے
نورپور رکھا و جانب شرق و شمال کی طرف شہر کے اور قلعہ کی بنیاد کے نیچے دریای چکی بہتا ہے ان کچھ جو پہاڑ سے
آگے بیس میل چلکر دریای راوی کے ساتھ جا ملتا ہی شہر کے اندر بسبب سختی و بلندی زمین کے کنوئیں بہت ہی
کم ہیں اور گرمی کے موسم میں پانی کی شہر میں بہت قلت ہوتی ہے مگر قلعہ کے پاس ایک تھوڑا تالاب قدیمی بنا ہوا ہی
اور برسات کے پانی سے وہ بھر جاتا ہی اوس تالاب سے شہر والے پانی پیتے ہیں شہر کے اندر طرح طرح کے
اہل حرفہ و پیشہ صاحب علم و ہنر رہتے ہیں مگر کشمیری مسلمانوں کی بہت کثرت ہے جو شالبافی کا کام کرتی
ہیں اعلیٰ سوداگری یہان پشمینہ کی ہے اور تجارت غلہ وغیرہ کی ہندو اروڑہ کھتری کرتے ہیں کوہ
چنبہ و کشمیر و لداخ و تبت و یارقند سے سوداگری کا مال یہان آکر فروخت ہوتا ہی اور یہان کا مال لدکر
اور ملکوں میں جاتا ہی آب و ہوا یہان کی معتدل ہے ملک زرخیز و سیراب ہی قلعہ کے چاروں طرف اور
پہاڑ اور باہر شہر کے بفاصلہ تین میل ایک باغ بہت عمدہ بنا ہوا ہی اوسمین عالیشان عمارتیں اور
میوہ دار درخت بیشمار رہیں - بلندی اس شہر کی سمندر کی سطح سے اکہتر سو فیٹ ہی پہلے یہ شہر
دار الریاست راجگان قوم کٹوچ تھا عرصہ اٹھارہ سو سال گذرا ہی کہ راجہ جیت پال نے اس خاندان کا دہلی
کی سلطنت میں بسبب غلبہ قوم چوہان کے بیدخل ہوکر اوس جگہ آیا اور قوم پٹھانیان سے جو بارہ دہمو و دہمو کو
اپنے تصرف میں لاکر راجہ بنا اوسکے بعد جب سولہ پشتیں اوسکی اسی طرح راج کرتی چلی آئیں تو بعد اون کے

ریان کیلاس حکومت کرتا رہا اسنے اپنی حکومت زیادہ کی اس راجہ کے پیچھے پانچوان جانشین راجہ بھاڑو مل تھا
اوسنے اکبر بادشاہ کی اطاعت قبول کی ایک تیہہ راجہ نے شکار کھیلتا اسمقام پر جہان شہر آباد ہی ہو سکتا تھا
سطلوع و دیکھکر آبادی شہر شروع کی اور یہان انتظار رہنا اختیار کیا چونکہ شہر کی آبادی سے پہلے ایک مندر مہادیو
دہمرم نام کا یہان بنا ہوا تھا اوسنے بھی اوسی کے نام پر شہر کا نام بھی دہمرم شہر رکھا اوسکی پیچھے راجہ
باسو نے قلعہ کی تعمیر کی بنا رکھی اور شہر بخوبی آباد کر آیا اوسکی بعد سورج مل گدی نشین ہوا اوسکی وقت میں
یہہ شہر جہانگیر کے حکم سے نور پور کے نام سے موسوم ہوا اوسکی بعد جب راجہ پرتھی سنگہ یہان کا راجہ ہوا تو اوس
شہر کی آبادی اس اوج پر پہونچائی کہ پہاڑ میں اور کوئی شہر اسکی ساتھ کا آباد نہ تھا اوسکی بعد چوتھی پشت
تک یہہ ریاست قایم رہی آخر رنجیت سنگہ نے بعد فتح کانگڑہ اس خاندان کے راجہ کو بھی ایسا غارت کیا کہ شہر بھی اوسکا
تک و ندار اور یہہ شہر برباد ہو گیا جب ریاست مفلس ہو گئی تو اسکی قوم کے ہاتھ سے تجارت ہی اب یہان ایک
تحصیلدار حاکم ماتحت صاحب ضلع کانگڑہ رہکر تحصیل کا کام دیتا ہے **تلوک ناتھ یا ترلوک ناتھ**
یہہ شہر نور پور سے مشرق میں کانگڑہ اور نور پور کے درمیان ایک پہاڑی گنڈ کے کنارے پر آباد ہے آبادی
اسکی اگرچہ بہت ہے مگر رونق قدیمی شہروں سے بھی زیادہ تر پہلے یہان تلوکناتھ نام ایک مندر شیوجی مہادیو کا
بنا ہوا تھا اوسکی پاس گلیر کے ریاست کے وزیر سمی دہیان سنگہ نے باغ بنایا اور کچھ تھوڑی سی آبادی بعد ازان
تلوکناتھ کا مندر بہت مشہور ہوا اور تھوڑی سی مدت بعد جب سردار لہنا سنگہ مجیٹھیہ رنجیت سنگہ کے
حکم سے کل پہاڑ کا ناظم مقرر ہو گیا تو سردار لہنا سنگہ کو یہہ موقعہ بہت پسند آیا اور اوسنے اسکی آبادی میں
بدل و جان کوشش کی بلکہ ایسا حکم دیا کہ جو کوئی مجرم یا تقصیری کسی ریاست کا اسمقام پر آکر آباد ہو وہ
اس جرم سے آزاد ہوا اور اگر کوئی مفلس نادار رہنے کے ارادے پر یہان آوے وہ پہلی ششماہی کا غلہ
سرکار سے لے یہہ بات جب مشہور ہوئی تو سینکڑوں آدمی ہندو و مسلمان اسجگہ آکر آباد ہوئی اور تھوڑی
سی مدت میں پرانی شہروں کے طرح یہہ قصبہ بخوبی آباد ہو گیا کارخانہ پشمینہ کا یہان بہت جاری ہے یہان کا
بنا ہوا پشمینہ دور دور جاتا ہے تجارت ہر ایک جنس کی یہان بہ نسبت نور پور کے زیادہ ہے یہہ مقام سرد و سیرات
ہوا آب ہوا معتدل ہے بہت سی رہنے والے یہان کے ہندو کہتری اور ڈوگرے مسلمان تھوڑی سی ہیں حسن و صورت
اچھا ہے مگر پوشش کثیف ہے شمال طرف اسکی بہت بلند پہاڑ پر سبزہ اور جنگل پیدا رہتا ہے علاقہ کانگڑہ شہر کے
پاس تلوکناتھ شیو مہادیو کا مندر ہندوؤں کا تیرتھ گاہ ہے اور اوسی کے نام سے یہہ شہر موسوم ہے
ہری پور کانگڑہ کے ضلع میں یہہ بھی ایک تحصیل کا مقام ہے ہری پور اسکا نام ہے پختہ بازار ہے اور ایک
دو دکاندار مشہور ہیں اور ایک پختہ قلعہ سنگین کا بہت مضبوط یہان بنا ہے یہہ شہر ہندوؤں کے نزدیک گلیر

سکان ہیں اونکا بیان ہے کہ کشن جی نے یہاں اوتار لیا اسواسطے اسکا نام ہری پور رکھا گیا کہ ہری اصل میں کشن
کا نام ہے کشن جی کا مندر یہاں پرستش کا مقام ہے دور دور سے لوگ وہاں آتے ہیں پرستش کرتے ہیں

سلطان پور ضلع کانگڑہ میں یہہ ایک قصبہ کوہ ہمالہ کے جنوب ڈھلوان ایک شاخ سنگلاخ کی
زمین کے اوپر دریا سے بیاس اور ایک دوسرے دریا کے درمیان ہوا اوسکو ... آباد ہے
کوس آباد ہے پہلی یہہ شہر کلو کی ریاست کا دار الریاست تھا ... صاحب ... کانگڑہ
یہاں رہتا ہے جنوب کی طرف اسکے ایک دریا بہتی ہے راجہ کے رہنے کے مکانات یہاں بنے ہوئے ہیں
شمال کی طرف اسکے ایک بڑا بازار ہے جہاں تجارت کا گرم بازار ہے ... کا جاری ہے بیوپاری اور
شہر کے اور حصے میں سوداگر اور دوکاندار اور کاریگروں کے رہنے کے علیحدہ مکان بنے ہوئے ہیں
دراصل اس شہر کی حیثیت دیوتا کی ... اور اوس جشن کے عوض ... انہوں کو ... اور گوسائیں لوگ
جو دور دور کے ملکوں سے اس پہاڑ کے مندروں میں پرستش کرنے آتے ہیں وہ سوداگری کا مال
بہت سا لاکر یہاں عوض معاوضہ کرتے ہیں یہہ شہر سلطان خان راجپوت نے بعہد سلطنت شاہان لودیہ
آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام سلطان پور رکھا ہر ایک قسم کا آدمی اہل حرفہ کہتری اور بڑے مسلمان
سید مغل پٹھان یہاں آباد ہیں علاقہ زرخیز و دریا ... علاقہ **علاقہ کلو** یہہ علاقہ ہندوستان کے ملک
شمال اور کانگڑہ سے شرق کی طرف سرکار انگریزی کے ... حکومت کے ... واقع ہے شرق میں اسکی چینی تاتار
کے ساتھ ملتی ہے اور غرب اور شمال کی طرف ... کے ریاست کا علاقہ اور کوہ ... جنوب کی سمت کو علاقہ ...
وجنوب شرق کی طرف علاقہ ... واقع ہے اور تمام ملک کوہستان و دشوار گذار ... و جنگل
کثرت سے اور رسم و عادات اسملک کے لوگوں کی ہر ایک ملک سے علیحدہ ہیں افیون ... و ریشم کی بہت
پیدائش ہے گھوڑا اسملک کا کم قد و فربہ ... گوشت کھاتے ہیں بہت ... و ... جنگلی ...
... یہاں خوب ... کستوری ... ازان ... متعلق ...
ڈھلوین کھائیوں کے اندر آباد ہیں جنمیں پیدا وار ... زیادہ ہے مگر راجے اس خاندان کی
قدیمی ہے اول راجگان دگن سے ایک کہتری راجہ بوہیم پال نام اس پہاڑ میں ... آگیا اور
اسملک پر قابض ہوا اوسکے بعد راجہ کیلاس پال کے ... پشت بہ پشت اس پہاڑ کی حکومت
کرتے رہے مگر ایک ہی علاقہ پر جسکا نام وزیری ہے قائم رہے کیلاس پال کے ... سنگھ راجہ ہوا تو
اسنے علاقہ ... اور ... علاقے ... ملک کے اوسنے ... اوسکی ...
علاقہ ... سنگھ راجہ ہوا تو اوسنے ... کو ... اوسکے بعد ... سنگھ

پھر جگت سنگھ نے حکومت پائی اوسنے پانچ تعلقے سراج کے الٹ لئے اوسکے بعد پرتھی سنگھ ثانی راجہ بنا اوسنے کل علاقہ سراج کا اپنے تصرف مین کرلیا اور بھی بساط اپنا بڑھایا بلکہ دریاے ستلج سے اوتر کر کوٹ گڑھ پر قابض ہوا بعد اوسکے چار پشت تک ایسا ہی رہا پانچوین جانشین بکرمان سنگھ کے بعد مین وزیری کا چہارم علاقہ منڈی کے راجہ نے اوس سے چھین لیا اور علاقہ کوٹ گڑھ بھی اوسکے دخل سے نکل گیا اوسکے بعد جیت سنگھ نے گدی پائی اوسکے وقت سمت ۱۸۹۹ مین لاہور کی سکھی فوج مرگ مفاجات کیطرح اوسکے سر پر جا پہونچی اور کل ملک اور راجہ کا مال و اسباب و خزانہ سب لوٹ لیا اور کل علاقہ ضبط ہوکر شامل سلطنت لاہور کے ہوا اسی غم مین راجہ جیت سنگھ تباہ حال ہوکر مرگیا اور کوئی وارث اوسکا باقی نہ رہا مگر شیر سنگھ والی لاہور نے اس خاندان کی قدامت اور لہنا سنگھ مجیٹھیہ ناظم کوہستان کی سفارش کیطرف توجہ کرکے جیت سنگھ کے چچا ٹھاکر سنگھ کو راجہ بنایا اور علاقہ وزیری جو موروثی ورثہ اس خاندان کا تھا اوسکو عطا کیا اور باقی ملک سب کا سب ضبطی مین لے لیا۔

سمت ۱۹۰۳ مین جب یہ پہاڑ سرکار انگریزی کے تصرف مین آیا تو حکام انگریزی نے بھی بعوض بارہ ہزار روپیہ کے وہ علاقہ بدستور ٹھاکر سنگھ کے پاس رہنے دیا تھا۔ مگر یہ ایک قصبہ دریاے بیاس کے پار کے پہاڑ ریاست کلو مین لودہیانہ سے شمال مشرق کو بفاصلہ ... میل آباد ہے **سہری گرتہ** یہ ایک قصبہ شمال مشرقی انجام کوہ شمالی پہاڑ ریاست کلو مین بیاس کے ... بسمت جنوب و جنوب مشرق بفاصلہ پینتالیس میل کے آبادی ہے **نگوانی** کلو کے پہاڑ کے علاقہ مین یہ ایک ندی پہاڑ کے اندر سے نکلکر اور بسمت جنوب مغرب بیس میل کا راستہ طے کرکے دریاے بیاس مین شامل ہوجاتی ہے۔ **چنبہ** یہ شہر کوہ سوالک کے جنوبی قطاروں کے علاقہ کے جنوب کیطرف دریاے راوی کے کنارہ کے اوپر آباد ہے شرق کیطرف اسکے دریاے راوی ہے جسکو وہان کے باشندے ایراوتی کہتے ہین اور مغرب کی طرف دریاے سیاوا بہتا ہے اور دونو دریا اسی شہر کے نیچے باہم ملجاتے ہین اسلئے شہر کی آبادی کی شکل مستطیل ہے اور یہ متساوی الساقین کے طور پر ہے دو طرف اسکو دونو دریا اور تیسرے طرف ایک بلند پہاڑ ہے یہ شہر اس پہاڑ مین خوبصورتی اور لطافت مین ضرب المثل اور تجارت و سوداگری یہان لاثانی ہے مگر آبادی اسکی قرینہ کے ساتھ نہین اور طرز عمارت کا بھی ناپسند ہے مکانات اسکے دو منزلہ سہ منزلہ ہین اور چھتین ... کے صرف ... ہوئی ہین ہر ایک گھر کے آگے کھلا صحن اور چوڑے میدان ہین باشندے خوبصورت چنبیلی کے پھول کیطرح نازک بدن دلربا خلیق صاف پوش ہندو بکثرت مسلمان کم بلکہ کالعدم آبادی کی ابتدا سے یہ شہر دارالحکومت چلا آتا ہے پرانی قدیمی بڑے بڑے مندر اسکے ... دریاے راوی سے کچھ بلندی پر چڑھکے آبادی شہر کی شروع ہوتی ہے اور یہ سیڑھی ... تک کم چوڑی آبادی بطور رسالے کے قیاس کرنی چاہیے اس آبادی سے آگے تخمینا پانسو قدم لمبا اور دوسو قدم چوڑا ہموار میدان ہے

اوسمین سبزی اور پہولون کی بہار چار ونطرف گلزار رہتی ہے اوسکا اوپر فارچی آبادی ہے گہڑی دن ہی جب
آفتاب غروب ہونے کو ہوتا ہے باہر کے لوگ اس میدان مین سیر کے واسطے جمع ہوتے ہین شہر کے وسط مین ایک اونچا
پہاڑ لوکامن بڑا عالیشان بنا ہوا ہے اور یہان کے راجہ نے ایک نہر پچہلے پہاڑ سے لاکر شہر کی رونق کو دوچند
کر دیا ہے قدرتی انتظام اس شہر کا ایسا ہے کہ اور کسی کا نہین ہے کہ تین راستون کے سوا اور کوئی راستہ شہر
کے اندر جانے کے واسطے نہین ہے دو راستہ تو دونو دریاؤن پر سے اوترکر شہر کے اندر جاتے ہین اور ایک راستہ
پچہلے پہاڑ کے طرف سے آتا ہے دونو دریاؤن کے پل نہایت پختہ بنے ہوے ہین شہر کا پختہ بازار ہے بڑے
بڑے ساہوکار مالدار یہان دوکانین کرتے ہین کوئی ایسی چیز کسی ملک کی نہین ہے جو وہان دستیاب نہین
ہوتی دور دور سے تجارت کا مال آتا ہے ایک ایک سوداگر ہزارون روپیہ کا فایدہ اوٹہاتا ہے کل
شہر مین ایکہزار گہر کی عمارت اور پانچہزار آدمی کی آبادی ہے قلعہ کے اندر راجہ کے رہنے کے حویلیان بڑی
بلند و عالیشان بنی ہین گردنواحی علاقہ اس شہر کا ہر ایک صفت سے موصوف ہے آب وہوا معتدل ہے نہ بہت زیادہ
گرمی ہین بہی یہان موسم سرد رہتا ہے سردی مین برف پڑتی ہے پیداوار غلہ کی بہت ہے چانول بہت ہی اعلیٰ
ہوتی ہین اخروٹ زیرہ دہوپ یہان بہت ہوتا ہے پالم کے چانول سب علاقہ سے عمدہ ہوتی ہین اونکی
تجارت یہان بہت ہے راجپوت ہندو ان کے رہنے کا یہ مقام ہو رہا گویا کہ سب طرح کا آرام ہے - چنبہ کی ریاست
قدیم سے چلی آتی ہے اب بہی راجہ سری سنگہ یہان کا راجہ زیر حکومت صاحبان انگریز اپنے علاقہ پر خود مختار و با
اختیار رہین سرکار مین انکی بڑی عزت و توقیر ہے رنجیت سنگہ کی عملداری سے اول اس ریاست کی تحت
بہت علاقہ تہا مگر رنجیت سنگہ نے بہت سا علاقہ اس ریاست سے چہین کر اپنی سلطنت کو شامل کر لیا جو بعد انقضاء
سلطنت لاہور کے انگریزون نے راجہ گلاب سنگہ کے پاس فروخت کر ڈالا اب کل سطح اس ریاست کا چار ہزار پانسو
میل مربع ہے جو دریاے راوی کے دونو کنارہ پر کانگڑہ سے سمت شمال اور برفانی پہاڑ سے جنوب کو
واقع ہے طول اوسکا لاحل سے کشتواڑ تک ایک سو کوس اور عرض انہیں کا منتہی دہارہ سے جسکا کہ اسی کوس ہے شرق کی طرف علاقہ
لاحل وکلو جنوب کے سمت کو علاقہ نورپور کانگڑہ غرب کے سمت بسوہلی وجموں و شمال کیطرف جسکرہ کشتواڑ
وبہادرواہ ہین گرچہ تمام ملک سردی خیز ہے مگر موسم مین بسبب برسنے برف کے تمام علاقہ سفید نظر آتا ہے
پہاڑ کے موسم مین جو بہار ہوتی ہے کہ اوسکو دیکہ کر سیر کرنیوالون کو بہشت کا باغ یاد آتا ہے - +

لاحل چنبہ یہ علاقہ ایک حصہ ریاست چنبہ کا ہے جو خاص چنبہ سے جنوب کے طرف لاحل کلو سے ملحق ہے اس علاقہ
مین تمام سال برف پڑی رہتی ہے اگر برسات کے موسم مین برسات اچہی طرح سے ہو گئی تو برف پگہلجاتی ہے
ورنہ اسی طرح برف کا عالم رہتا اس علاقہ مین گدی قوم آباد ہے سنہرت و خدمات انکی وحشیانہ کسی سے اختلاط

بھینس کرتے اسملک کے زمین مین دونو فصلونکا غلہ ایک ہی وقت بویا جاتا ہی اور گیارہ مہینے کے بعد فصل کاٹی
جاتی ہی اوایل اسوج مین تخم ریزی ہوکر بھادون کے ابتدا مین غلہ کاٹا جاتا ہی زن و مرد یہان کے نہایت حسین
و جمیل لیکن پوشش کثیف و غلیظ و بولی خراب **پانگی پاڈر** یہ علاقہ بھی چنبہ کے شمال کیطرف لداخ کے
حدود مین ملحق ہندستان مین واقع ہے قوم ٹھکر راجپوت اوسمین بستی ہی چوری اور ڈاکہ اونکا کام ہی زراعت
و عمارت اونکی یہان بعلم ہی دونو فصلون کی پیدا یہان ہوتی ہی آدمی حسین و خوبصورت ہوتی ہین اگر کوئی مسافر
اونکی گھر پہونچ جاوے تو اوسکی خاطر کرتے ہین درحتی الامکان محافظت مال و جان اوسکو اپنی گانو کے سرحد سے
باہر کر دیتے ہین **پرگنہ سور کلہ مین** یہ علاقہ چنبہ کے شرق کے طرف کوہ مین بہتیں اور چنبہ کے درمیان
واقع ہے برف کی یہان بہت کثرت ہی اور جو سطح برف سے خالی ہی وہ سرسبز و شاداب ہی غلہ کی پیداوار
وہان بے حساب ہی جنگل یہان برابر کوسون مین چلا جاتا ہی رعایا یہان کی قوم گدی وحشی ہین وحوش خصلت
مگر حسن و جمال وحشی و چالاکی و محنت کشی مین زن و مرد نامی ہین رہتی کوہستان دشوار گذار پر بآسانی چڑھ
جاتے ہین **کوہ مین بہیش** یہ پہاڑ شرقی حد ریاست چنبہ ہی شیرتی حد اسکی کلو کے علاقہ سے ملتی
اور شمالی لاحق ہے ملحق ہی اس پہاڑ پر برف و سردی بحد کمال موجود اور گرمی مفقود ہی یہان بھی وہی
قوم گدی سکونت پذیر ہی **منڈی** جالندھر دواب کے مشرق پہاڑ کے قریب ڈہلوان دریای بیاس
کے بائین کنارے کانگڑہ سے … جنوب کو بفاصلہ ساٹھ کوس آباد ہی یہ شہر قدیم راجگان راج
منڈی دارالحکومت چلا آیا ہی پہلی شہر منڈی راجہ کرک سین نے جو سکیت کی ریاست کی وارثون مین سے
ایک راجہ تھا سکیت سے علیحدہ ہوکر آباد کیا اور اپنی راج کا علاقہ سکیت کی راج سے الگ بنایا چونکہ کرک سین نے
سب سے اول اپنا محل یہان آکر بنوایا تھا اور پہاڑی زبان مین منڈی راجہ کے رہنے کے محل کو بولتے ہین
اسواسطے اسکا نام بھی منڈی مشہور ہوا اگرچہ پہلی منڈی راجہ کرک سین کی آباد کی ہوئی بیاس کے دہنے
یا غربی کنارہ پر … آباد تھا مگر اب یہ شہر موجودہ جسکی عمارت شرقی کنارہ پر بیاس کے
واقع ہے … راجہ … کے وقت مین آباد ہوا آبادی اس شہر کی دریای بیاس سے ملی ہوئی ہی اور منڈی دریا اسکے
… ایک طرف … بیاس … کہا جاتا ہی اسکو … دریای بیاس … گہرا اور بہت عمیق ہوکر بہتا ہی اور
منڈی کا … اگرچہ … مقام … راجہ کے رہنے کے محل … عالیشان بنے ہوئے ہین …
… باغ اندر راجہ کا محل اور محل کے گرد … گلزار درخت میوہ دار … طرح طرح
باقی … اکثر … عمارت بھی … بازار … تجارت و بیوپار … خوبصورتی …
… پایا جاتا ہی ہندو یہان اکثر مسلمان کم ہین شاذ و نادر اگرچہ اور اسلام

کے دین اسلام سے مخالف ہے مگر مسلمان اپنی نام رہنماؤن کے سے کام کرتے ہین جبکہ سین کے وقت سے شتر والاسین کے عہد تک
سنین راجہ پشت بہ پشت یہان راج کرتے آئے جوالاسین کے بعد شمشیر سین بہر ایسری سین جانشین ہوا جبکہ ظالم سین ایسری سین کے بھائی
نے حکومت پائی اوسکے عہد مین رنجیت سنگھ کی حکومت نے یہان دخل لیا اور ہر دو ریزہ نذرانہ لینا اور تکلیفین دینی شروع ہوئین
ظالم سین کے بعد بلبیر سین یا بلبیر سنگھ راجہ ہوا اوسنے بڑا بھاری نذرانہ سرکار لاہور مین دیکر گدی کا حاصل کی مگر پھر جا بجا نذرانہ
کو نذرانہ دیتے دیتے تنگ آگیا اور ریاست مفلس ہو گئی رنجیت سنگھ کے مرنے کے بعد نونہال سنگھ نے بسبب نہ وصول ہونے
نذرانہ کے منڈی کے اوپر فوج کشی کی اور بلبیر سین گرفتار ہو کر قلعہ گوبند گڈھ مین محبوس ہوا چند سال محبوس
رہا جب شیر سنگھ کا وقت آیا تو پھر اوسکو سرفرازی ہوئی اور کچھہ نوکری اوسکے ذمہ قرار پائی جب راجہ
بست انگریزون کے علاقہ مین آیا تو سرکار نے بھی ایک لاکھہ روپیہ سالانہ کی نوکری اس راجہ کے ذمہ قرار
دیکر راج کو بدستور قایم و بحال رکھا اور رئیس منڈی کار وزنکے خلش اور دربار لاہور کی تکلیف دہی سے
مامون و مصئون ہو کر بیٹھا صاحب بلبیر سین ۱۸۵۱ء مین مرگیا تو راجہ بیجے سین اوسکا بیٹا خورد سال رہگیا اسواسطے
سرکار انگریزی نے انتظام اوس ریاست کا اپنے ذمہ پر لیا اور صاحب کمشنر جالندہر مہتمم مقرر ہوئے اور وزیر
گوسائون جو ایک خیرخواہ و نمک حلال وزیر ریاست کا تھا صاحب کمشنر کے نیابت مین ریاست کا کام انجام
دیتا رہا ۱۸۶۶ء مین راجہ منڈی بحد بلوغ پہونچ گئے اور صاحب کمشنر جالندہر نے ایک دربار منعقد کرکے اوسکو پورے
کے اختیارات عطا کئے یہہ راجہ گدی نشین حال ہر ایک علم مین صاحب کمال ہے انگریزی کی تربیت اوسنے مسٹر
کلارک صاحب سے پائی اختیارات کے سپرد ہوتے ہی راجہ صاحب نے ایک لاکھہ روپیہ نقد صاحب کمشنر کی خدمت مین
بھیجا اور درخواست کی کہ یہہ روپیہ کارہای مفید عام و رفاہ خلق مین خرچ کیا جاوے اس کار خیر سے اونکی
بڑی نیکنامی ہوئی۔ علاقہ راج منڈی کا بہت زرخیز و سیراب علاقہ ہے معدنی دولت بھی یہان بہت ہے
دو جگہہ نمک کی کان ہے جس سے بکثرت نمک نکلکر فروخت ہوتا ہے ایک کان کو گمہ دوسری کو درنگ
کہتے ہین ان کانون مین سے نمک سیاہ رنگ مایل بسرخی نکلتا ہے گمہ ایک چھوٹا سا قصبہ جنوبی ڈھلوین
گھاٹیون کوہ ہمالہ کے اندر آباد ہے عمارت گھرون کی پختہ پتھرون کی بنی ہوئی ہے نمک کانون کے اوپر بڑی
بڑی شہتیر کے لکڑیون کے چھتین قینچی دار پڑی ہوئی جو بیچ سے اونچی اور دونو طرف سے نیچے ہین اسمقام سے
ایک نمک کی کان ہے جس سے اکثر گلابی رنگ کا نمک نکلتا ہے یہہ کان ماتحت ریاست منڈی ہے راجہ کے
ملازمون کے معرفت نمک نکالا جاتا ہے **کملا گڈھ** یہہ قلعہ کوہ ہمالہ کے چوٹی سے اوپر بائین یا جنوبی
کنارے دریای بیاس کے کچھہ تعمیری اور کچھہ قدرتی بنا ہوا ہے پاس پاس اسکے اور بھی پہاڑی قلعہ پہاڑ کے
نیلے چوٹیون پر بنی ہوئی ہین جو شمال سے جنوب کو تین میل کے فاصلے کے اندر اندر ہین اس پہاڑ مین ایک

اسکی چوٹی بلند ایسی ہے جو سب چوٹیوں سے اکیسو پچاس فٹ بلند اور بیاس کے سطح سے پندرہ سو فٹ بلند ہے اور سمندر کے سطح سے تین ہزار فٹ بلند ہے سطح اس چوٹی کا جسپر یہ قلعہ بنا ہوا ہے آٹھ میل لمبا اور پانچ میل چوڑا ہے جسکے گرد کئی جگہ گہری کندریاں پہنچتی ہیں دہلوں میں گھاٹیاں بھی اسکی چاروں طرف بعض میں جو اسی اور سو اور ڈیڑھ سو فٹ تک بلندی سے گرتی ہیں بسبب قلعہ زادہ بندی کے قدرت میں ہیں پہلے راجہ سنسار چند راجہ بہادر کانگڑہ نے اس قلعہ کے اوپر یورش کی مگر کامیاب نہ ہوا بعد ازان رنجیت سنگھ کی فوج سپرد کی گئی جنرل ونتورا صاحب کی بھیجی ہوئی نامور ہوئی اور بڑی محنت سے یہ قلعہ لیا **سکیت** یہ شہر ریاست میں بہت پرانا شہر اور قدیمی راجدہانی ہے اور ریاست ... ہے بلکہ منڈی کی ریاست بھی اسی ریاست کی ایک شاخ ہے آبادی شہر کی پہاڑ کے دامن میں بہت اچھے موقعہ کے اندر واقع ہے بیچ میں شہر کی زمین نہایت پر فضا اور سرسبز ہے شہر کے بیچ بازار ہے سب عمارتیں خوش نما ہیں راجہ کا محل سادہ عمارت کا بنا ہوا ہے رہنے والے شہر کے خوبصورت سادہ مزاج حلیم الطبع اشراف علاقہ اس ریاست کا باون میل لمبا اور بیس میل چوڑا ہے کل سطح اسکا چار سو بیس میل مربع شمار میں آتا ہے کل علاقہ میں چوالیس ہزار پانسو باون آدمی رہتے ہیں اور اسی ہزار روپیہ ریاست کی آمدنی ہے **جھتلی** یہ ایک قصبہ ریاست سکیت کے متعلق دوابہ ستلج و بیاس کے پہاڑ میں سکیت سے دس میل بسمت جنوب مغرب اور کوہ شملہ سے پچیس میل شمال کی طرف کو آبادی ہے **چچوٹی** یہ ایک قصبہ ریاست سکیت اور دوابہ ستلج کے پہاڑ کے متعلق شہر سکیت سے اٹھائیس میل بسمت جنوب مشرق اور شملہ سے شمال مشرق کو فاصلہ میں آباد ہے **سیبہ** یہ علاقہ دون کے شمال دریائی بیاس کے کنارے سیبہ کا علاقہ ہے علاقہ اسکا تمام پہاڑ ناہموار دشوار گذار اور جنگل خاردار ویرانہ پر خار ہے رہنے والے اسکے عموماً راجپوت ہیں ... جنگل اس علاقہ میں بہت ہے اور دیار وکریانہ بھی اسمیں بہت پیدا ہوتے ہیں خوشبودار پھول بافراط خاص قصبہ سیبہ میں آبادی اچھی ہے لوگ غریب طلب مالدار ساہوکار رہتے ہیں عطر پھول نکالا ہوا نسخہ مشہور ہے سیبہ کی ریاست کا کچھ حال ہے کہ پہلے راجہ ہرنس چند کٹوچ راجہ سنسار چند کٹوچ کا بیٹا اپنے بھائی کرم چند سے ناراض ہوکر گلیر کا راجہ بنا اور شہر ہری پور آباد کرکے رہنے لگا اوسکی بعد تیسرا جانشین سومرن چند ہوا اسو سومرن چند کے چار بیٹے ہوئے اور ہر ایک نے الگ الگ خاندان بنا او تین ہو گئیاں چند بڑے بیٹے نے باپ کی گدی پائی اور دوسری چند بیٹے بیٹے نے اپنے بھائیوں سے علیحدہ ہو کر سیبہ کا مالک ہو بنا اور جنگل سے اٹھا آباد کرلیا بعد اوسکی بھی چند نانک چند تک کئی پشتوں برابر راج کرتی ہوئی چلی آئیں نانک چند کے دو بیٹے ہوئے بڑا بیٹا انکو ... چند تو باپ کی گدی کا مالک بنا اور دوسری بیٹی ... چند ... پور کا مالک علیحدہ کرکے اپنا الگ راج

قائم کیا پھر اوتکرسین چند رکا بیٹا اجی چند راجہ ہوا اجی چند سے پرتھی چند تک آٹھ راجہ علی الاتصال حکومت کرتے
چلے آئے پرتھی چند نے عالمگیر بادشاہ کی اطاعت قبول کی بعد اوسکے امر سنگھ پھر جسونت سنگھ پھر بھاؤ سنگھ پھر بادھو
سنگھ پھر شیو سنگھ پھر گوبند سنگھ برابر حکومت کرتے چلے آئے گوبند سنگھ نے رنجیت سنگھ کی اطاعت قبول کی اوسکے پیچھے
امر سنگھ جاگیردار رہ کر محض پنشن دار بنا راجہ کا لقب جاگیر پر بعض مستصرف ہوا اور جموں اسکا کی تین پشت
رہ کر گلیر کوہ شمالی پنجاب باری دوآب کے متعلق ہے ایک قصبہ و سنی کنارے دریائے بیاس لاہور سے
بفاصلہ ایکسو بیس میل آباد ہے یہ قصبہ قدیم سے دارالریاست رہی ہے راج مشابہ اسیکا کانگڑہ سے منسوب
دریائے بان گنگا اور بیاس کے کنارون پر واقع ہے حال اس ریاست کا اس طرح پر ثابت ہوا کہ راجہ سنگھ چند
کٹوچ کے دو بیٹے ہوئے ایک کا نام چندر و دوسرا پرتھی چند کرم چند اپنے باپ کی جگہ جانشین ہوا اور پرتھی چند
اوسکا دوسرا بیٹا بحکم ریاست ہو کر گلیر میں آیا اور بنایا راج بنایا اور شہر سیری پور آباد کرکے رہنے لگا پرتھی چند
کا بیٹا گنیش چند راوسکا بیٹا اودے چند راوسکا بیٹا سوہن چند ہوا سوہن چند کے اولاد سے خاندان
سیبہ کا بنا اور گلیر کی حکومت کا مالک گیان چند ہوا گیان چند سے ... چند تک بارہ جانشین علی الاتصال جانشین
ہوتے چلے آئے ... ہندوستان کا ... ہوا اور کشمیر کی مہم میں ہمراہ نجابت علی خان فوجدار کے مارا گیا
بعد اوسکے ... نے ریاست ... راجہ ... عالمگیر کے عہد میں بہت صاحب اقتدار ہوا اوسکے بعد کرم سنگھ
اوسکے بعد ... سنگھ تک ... راجہ ہوئے پھر ... سنگھ کا بیٹا راجہ شمشیر سنگھ راجہ بنا اوسنے سکھون کی اطاعت
قبول کی اور اب تک ... پور میں موجود ہے ... بسوہلی پنجاب کے شمال مشرقی گوشہ کوہ ہمالہ کے
چھوٹی قطار دون دریائے راوی کے کنارے پر ایک قدیمی شہر آباد ہے بازار اس شہر کا اگرچہ ٹوٹا ہے
مگر ... بنا ہوا ہے راجہ کے رہنے کے مکان یہان خوبصورت و عالیشان بنے ہوئے ہیں اور ایک خاص ...
ہوا یا ہوا یہان موجود ہے ایک ... تھا ... کہتے ہیں یہان بہت عالیشان و مقطع
بنا ہے دریائے راوی اس قصبہ کے نیچے قریب اسی کے گزر کے بہتا ہے ٭ ٭ —

چوتھا حصہ پنجاب کے حاکمون اور ناظمون کے تفصیل میں اسمیں تین قسمین ہیں پہلی قسم مسلمان بادشاہون اور حاکمون اور ناظمون کے ذکر میں جو سلاطین غزنی سے لیکر چغتائی و دورانی سلطنت کے اخیر تک پنجاب میں حاکم رہے ہے

مسلمان بادشاہوں سے اول ناصرالدین سبکتگین شاہ غزنی نے پنجاب پر چڑہائی کی اور راجہ جیپال والی
پنجاب کے ساتھہ لڑکر فتحیاب ہوا اگرچہ لاہور تک نہیں پہونچا مگر اصل تو اریخ اوسکو پہلا عازم ملک پنجاب
کا شمار کرتے ہین بعد ازان **سلطان محمود غزنوی** نے راجہ جیپال و اننگ پال پر فتح پاکر پنجاب
پر قبضہ پایا اور ملک ایاز بندہ جان باز اپنے کو پنجاب کی حکومت عطا کی ایاز نے شہر لاہور کو جو غزنوی فوج
کے حملون سے ویران ہوچکا تھا دوبارہ آباد کیا اوسکی وقت مین پنجاب نے پہر آبادی کی صورت پیدا کی سلطان
محمود کے بعد جب **سلطان مسعود** اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا تو اوسنے احمد بن التگین کو پنجاب کا
حاکم بنایا لیکن احمد تہوڑے ہی دنون کے بعد باغی ہوگیا اسواسطے بادشاہ نے فوج جرار بسرکردگی سہی ناتہہ کے
پنجاب کو بانسرکی و دسع فوج لاہور مین آیا اور ایک مہینے تک محاصرہ رکہا آخر باہم لڑائی ہوکر شاہی افسر
مارا گیا اور فوج متفرق ہوگئی اس واردات کے بعد مودود بن حسین غزنی سے فوج لیکر آیا اور لاہور
پہونچکر اوسنے احمد کو شکست دی احمد شکست کہاکر کشتی مین بیٹہا اور چاہا کہ دریای راوی کے راستے بہاگ
کو بہاگ جاوے مگر فوج شاہی نے کشتی کو جا گہیرا اور کشتی غرق ہوگئی اوسکے بعد وہی مودود پنجاب کا حاکم بنا
پہر چند برس کہ سلطان مسعود ہانسی کی مہم فتح کرکے لاہور آیا تو اوسنے شہزادہ ابوالمجد اپنے بیٹے کو پنجاب
کا حاکم بنایا اور ایاز خاص کو حکم دیا کہ شہزادہ کا اتالیق ہوکر اوسکے پاس رہے چنانچہ ایاز شہزادہ کا نائب
بنکر پنجاب کی حکومت کرنے لگا پہر جب سلطان مسعود اپنے بہائی ابو محمد کے ہاتہہ سے قتل ہوا اور **سلطان
مودود** بن سلطان مسعود بادشاہ ہوا تو اوسوقت ابوالمجد حاکم پنجاب نے باعانت ایاز جان باز کے
دریای سندہ سے تہانیسر تک کل ملک اپنے قبضہ مین کرلیا ہوا تہا جب اوسنے سنا کہ مودود بادشاہ ہوا ہے
تو اوسنے بہی اپنے آپ کو پنجاب کا بادشاہ مشہور کیا اور اپنے بہائی سے بغاوت اختیار کی اسواسطے سلطان مودود
نے بسال ۴۳۴ ہجری لشکر جرار پنجاب کے لینے کے واسطے مامور کیا اون دنون ابوالمجد اپنی فوج کے ساتھہ ہانسی
کے مقام پر تہا اور ارادہ تہا کہ دہلی پر حملہ کرے اسی اسواسطے غزنی کا لشکر بے روک ٹوک لاہور تک آپہونچا اسپر
عجیب غضب ہوا کہ اونہین دنون مین ایاز مصاحب و مشار ابوالمجد کا مرگیا اس خبر کے سنتے ہی ابوالمجد ہانسی سے
بافوج بلغار لاہور آیا ابہی لڑائی کی نوبت نہ آئی تہی کہ سلطان مودود بہی غزنین سے اپنی فوج کے امداد
کو لاہور آپہونچا اور دونو طرفون سے لڑائیون کے تیاریان ہوئین کہ ناگاہ بروز عید الضحیٰ ابوالمجد
کو لوگون نے اوسکی استراحت کے بستر پر مرا ہوا پایا اور کچہہ سبب دریافت مین نہ آیا کہ اوسنے خودکشی کی یا
کسی نے قصد سے مارا اوسکی مرنے کے بعد سلطان مودود نے کل انتظام پنجاب کا کرکے احسن اللہ سبکتگین غزنوی کو
پنجاب کا حاکم مقرر کیا اور خود غزنی کو روانہ ہوا مگر اوس ناظم سے کچہہ انتظام ملک کا نہوا اور تمام پنجاب میں

بے انتظامی پھیل گئی اور بادشاہ کیطرف سے بھی اسمین کچھہ توجہ وقوع مین نہ آئی ایسا حال دیکھہ کر راجہ اننگپال
راجہ معزول کے متعلق لوگ راجگان ہند کی دلدہی اور مدد سے لاہور کے لینے پر آمادہ ہوے اور دس ہزار
فوج لیکر لاہور کا محاصرہ کیا لاہور کے ناظم نے بہت سی عرضیان بادشاہ کی خدمت مین لکھین اور امداد
مانگی مگر وہان سے جواب تک آیا اسواسطے ناظم خود غزنی کو چلا گیا جب دار السلطنت ناظم سے خالی ہوگیا
تو باہر کا انتظام تو ہندون نے کر لیا مگر لاہور فتح نہوا کیونکہ سرداران معزول عہد شہزادہ ابو المجد کے باہم
متفق ہوکر شہر کو بدستور بند رکہا اور ہندون کے فوج سے سات مہینے تک لڑتے رہے ہنوز وہی معاملہ درپیش تھا
کہ ۴۳۴ھ مین سلطان مودود نے ابو القاسم محمود و محمد منصور اپنے دونو فرزندون کو پنجاب کے انتظام کو روانہ
لاہور کیا منصور تو پشاور مین آکر وہان کا ناظم بنا اور ابو القاسم محمود ایک بڑی فوج لیکر داخل لاہور ہوا
اوسکی آتے ہی ہندون کا لشکر پنجاب کو خالی کر کر چلا گیا بعد وفات شاہ مودود کے جب **ابو الحسن
علی بن مودود** بادشاہ ہوا تو اوسکی وقت علی بن ربیع بن مسعود نے باتفاق میرک وکیل اپنے کے
پشاور و لاہور و ملتان بلکہ کل پنجاب کے ملک پر قبضہ کر لیا اور لاہور کو دار الحکومت بنایا اوسکی عہد مین
سید مخدوم علی گنج بخش ہجویری غزنین سے لاہور مین تشریف لائے اور یہان ہی قیام رکہا اوسکے بعد جب
سلطان عبد الرشید کے سلطنت کا وقت آیا تو اوسنے علی قابض پنجاب کو تسلی و دلاسا
دیکر اپنے پاس بلایا اور سمی توشتکین حاجب غلام وفادار اپنے کو انتظام پنجاب کا سپرد فرمایا بعد چندے پنجاب
مین خبر آئی کہ سلطان عبد الرشید کو طغرل حاجب ناظم سیستان نے دغا سے قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا ہے
یہہ خبر سنکر حاکم پنجاب غصہ مین آیا اور پنجاب کے لشکر کو غزنین کیطرف جانے کا حکم دیا اور امراے غزنین کو لکھا
کہ کسیطرح میرے آنے سے اول ہی طغرل نمک حرام کا کام تمام کر دو ورنہ مین خود آکر اوسکا کام تمام کرونگا
مگر اوسکی پہونچنے سے اول ہی امراے غزنین کے ہاتھہ سے وہ مقتول ہوا اوسکی بعد جب **سلطان ابراہیم
بادشاہ** ہوا تو اوسنے بھی اوسی توشتکین کو ناظم و سپہ سالار پنجاب کا مقرر رکہا اور خود بھی ہندوستان
کے مہم کے وقت دو مرتبہ آکر لاہور مین مقیم ہوا اوسکے بعد **سلطان مسعود ثانی بن ابراہیم**
نے سلطنت پائی اوسکے حکم سے طغاتگین حاجب پنجاب کا حاکم بنکر آیا پہر **سلطان ارسلان شاہ**
کے وقت محمد باہلیم پنجاب کا ناظم قرار پایا مگر اوسنے **سلطان بہرام شاہ** کے وقت بغاوت اختیار کی اور قبضہ لاہور پر کر
کے دریاے سندہ کیطرف فوج بہیجی یہہ خبر پاکر بہرام شاہ بذات خود بشکر بہاری لشکر لیکر پنجاب پر چڑہ آیا لڑائی مین جب محمد باہلیم
گرفتار ہوا مگر جب بادشاہ کے روبرو گیا تو بادشاہ نے بسبب اوسکی کہ عالم طفلی بادشاہ زادہ اوسکی گود مین پلا تہا وہ پہلی تقصیر اوسکی
معاف کی اور دوبارہ خلعت دیکر نظامت پنجاب کی اوسکو سپرد کی اس انتظام کے بعد کہ بادشاہ غزنین سے سپاہ لیکر پنجاب پر متوجہ ہوا اور بار

استقلال بہم پہنچا کر باغی ہوا اور فوج افغانی اور گکھڑ لوگوں کی نوکر رکھ کر چاہا کہ غزنین پر یورش کرے
یہ خبر پا کر پھر بادشاہ بفوج کثیر براہ ملتان کے رستے پنجاب میں آیا صوبہ پنجاب نے اپنے دونوں لڑکوں کو جو
ایک رستم میدان جنگ تھا مع ہتیار لشکر کے بادشاہ کے مقابلہ کے واسطے روانہ کیا اور پیچھے خود جریدہ جریدہ
فوج لیکر ملتان کے پاس جا اور جب بادشاہ وہاں آ پہونچا تو فریقین میں ایک سخت مقابلہ ہوا آخرکار تقدیر
کے ادبار نے محمد بہلیم کو آ گھیرا اور پنجاب کے فوج کو شکست فاش ہوئی [illegible] کا قصد تھا کہ کشتی میں
بیٹھ کر سندھ کے ملک کو بھاگ جاوے اتفاقاً دریا میں [illegible] اور کشتی اوس حاکم کی مع دو سو
ملازموں کے دریا میں غرق ہوگئی جب وہ حاکم اپنے اعمال کی سزا کو پہونچا تو بادشاہ نے [illegible] حسن
بن علوی کو پنجاب کا صوبہ مقرر کیا اور خود غزنی کو چلا گیا پھر بوقت زوال سلطنت اپنی کے بہرام علاء الدین
غوری سے بھاگ کر لاہور میں آیا اور یہاں ہی فوت ہوا [illegible] فوت ہونے بہرام کے خسرو شاہ بیٹا
اوسکا لاہور کے تخت پر بیٹھا [illegible] برس تک کل پنجاب کی حکومت کرکے مرگیا اوسکے مرنے کے بعد سلطان
ملک خسرو بیٹا اوسکا جانشین ہوا یہ بادشاہ [illegible] تمام ملک خارج از پنجاب [illegible]
جہان تک سلطان ابراہیم غزنوی نے فتح کی تھی ہند کے راجوں نے چھین لیا مگر سلطان علاء الدین
غوری نے اوسکو آرام سے بیٹھنے نہ دیا اور تین حملوں میں لاہور لے لیا اور خسرو ملک علاء الدین کے
قید میں آگیا اور سلطنت غزنویہ تمام ہوئی پنجاب لیکر سلطان غوری دہلی و ہندوستان کے فتح کو روانہ ہوا
اور قطب الدین ایبک اپنے غلام وفادار کو پنجاب کی حکومت سپرد کر گیا سلطان غوری کے مرنے کے بعد سلطان
قطب الدین ایبک [illegible] لاہور [illegible] تخت پر بیٹھ کر بادشاہ ہوا اور ایک شخص [illegible]
کو پنجاب کی حکومت سپرد کرکے دہلی کو چلا گیا اوسکے جانے کے بعد سلطان تاج الدین یلدوز
حاکم غزنین بارادہ تسخیر پنجاب داخل پنجاب ہوا اور لاہور کا محاصرہ کرکے [illegible] کو شکست
[illegible] اوس وقت بادشاہی فوج لاہور میں کم تھی [illegible] جنگ میں [illegible] سلطان
قطب الدین یہ خبر سنکر کوچ بکوچ دہلی سے لاہور آیا اور تاج الدین یلدوز کے ساتھ ایسی سرگرمی کے ساتھ
لڑائی کی کہ تاج الدین بھاگ گیا اور غزنین جاکر دم لیا سلطان قطب الدین بھی تعاقب [illegible] غزنین پہونچا
اور چند روز وہاں رہکر واپس چلا آیا اور لاہور میں [illegible] گھوڑے سے گر کر مرگیا اوسکے بعد اوسکا
بیٹا آرام شاہ تخت نشین ہوا مگر بسبب عدم لیاقت معزول ہوکر تخت سے اوتارا گیا اور سلطان
شمس الدین التمش بادشاہ بنا آرام شاہ کے وقت میں پنجاب میں کچھ آرام نہ تھا کیونکہ قباچہ
حاکم سندھ و ملتان [illegible] تک [illegible] کو لوٹ کر لیا [illegible] سلطان شمس الدین التمش

بادشاہ غزنی کو کچھ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ تاج الدین یلدوز شاہ غزنین نے پھر پنجاب پر یورش کی اور کل پنجاب یہاں تک کہ تھانیسر تک ملک اپنے قبضہ میں کر لیا اسلیے سلطان شمس الدین نے بڑی جمعیت کے ساتھ اوسکا مقابلہ کیا اور آخری جنگ [illegible] ترائن کے قریب ہوکر تاج الدین بندہ گرفتار ہوا اس جنگ سے فراغت پاکر دوسری لڑائی شمس الدین کی قباچہ بیگ حاکم سندھ کے ساتھ ہوئی جس میں شمس الدین نے فتح پائی ۶۱۸ ہجری میں سلطان جلال الدین شاہزادہ خوارزم جو چنگیز خان تاتاری کے ساتھ لڑتا ہوا وارد ہند ہوا تھا لاہور آپہونچا اور لاہور پر قبضہ پاکر خوب غارت کی اور اپنے ایک سردار کو شہر لاہور سپرد کر کے خود تا دریاے سندھ [illegible] غارت کرتا ہوا چلا گیا سلطان شمس الدین پھر یہ خبر سنکر پھر لاہور آیا اور رکن الدین اپنے بیٹے کو پنجاب کا حاکم بنا کر پھر دہلی کو چلا گیا جب سلطان ۶۳۳ھ میں مر گیا تو رکن الدین بیٹا اوسکا سمی علاء الدین جانی کو پنجاب کا ناظم بنا کر خود بارادہ تخت نشینی دہلی پہونچا مگر اوسکی تخت نشینی کے بعد علاء الدین حاکم پنجاب و عز الدین ناظم ملتان و [illegible] خان ناظم [illegible] نے باہم صلاح ہو کر بغاوت اختیار کی اس حال سے آگاہ ہوکر سلطان رکن الدین نے دہلی سے پنجاب کو کوچ کیا پیچھے اوسکے امراے سلطنت نے سلطان رضیہ بیگم سلطان شمس الدین کی بیٹی کو بادشاہ بنایا اور رکن الدین فیروز شاہ کو معزول کیا رضیہ بیگم کے وقت اعزاز الدین کبیر خان ناظم ملتان کل پنجاب کا حاکم بنا مگر تھوڑی سی مدت کے بعد علانیہ باغی ہو گیا اوسکی سزا دہی کو جو [illegible] سلطنت [illegible] پنجاب کے طرف متوجہ ہوئی جب یہ خبر پہونچی تو صوبہ پنجاب نے اطاعت قبول کی اسواسطے بلکہ [illegible] چلی گئی رضیہ بیگم کے معزول ہونے کے بعد جب بہرام شاہ بن سلطان شمس الدین بادشاہ ہوا تو سیف الدین [illegible] قراقش کو پنجاب کی نظامت پر مامور کیا اوسکے وقت میں تاتاری فوج پنجاب میں آئی اور تمام علاقہ کو غارت کرتے ہوئے لاہور پہونچی شہر کا محاصرہ کیا پھر دخل پاکر قتل عام کی کہ شہر کے گلیوں اور بازاروں میں کشتوں کے پشتے لگ گئے بہت سے علما و صلحا و مشائخ و سادات نے اس قتل میں شہادت پائی حاکم ملک کا اپنی جان بچا کر بھاگ گیا جب یہ خبر دہلی پہونچی تو بادشاہ نے قطب الدین حسن غوری ایک امیر کو سلطانی فوج کے ساتھ تاتاریوں کے سرکوبی کے واسطے مامور کیا چونکہ وہ فوج اور افسر بادشاہ سے سرکش ہو گئی تھی اسلیے وہ فوج بیاس تک پہونچکر واپس چلی گئی اور دہلی میں پہونچکر بادشاہ کو قید کر لیا ادہر تاتاری فوج کا کوئی شخص جواب دہ نہ تھا تو اونھوں نے پنجاب کو خوب لوٹا اور جسقدر کہ ارادہ تھا [illegible] واپس چلے گئے بعد ازاں جب سلطان علاء الدین مسعود شاہ نے دہلی کے تخت پر اجلاس کیا تو اوسکے وقت میں بھی مغلیہ تاتاری فوج لشکروں کے ملک سے راستہ پنجاب میں آئی [illegible] دریا [illegible] کے کنارے [illegible] غارت کرتے ہوئے [illegible] تک جا پہونچے اور [illegible] کے قلعہ کا

محاصرہ کر لیا یہہ خبر پاکر خود بادشاہ دہلی سے پنجاب مین آیا اوسکی آنے کی خبر سنکر کل تاتاری پنجاب سے نکل گئے
اور بادشاہ نے ایک امیر شیر خان نام کو جو غیاث الدین بلبن وزیر کے چچا کا بیٹا تھا خان معظم خان خطاب دیکر
پنجاب کا ناظم بنایا اس ناظم نے قوم گھکڑ سے جو اوسوقت بر سر فساد تھی بہت لڑائیان کین اور انکو خوب سزا دی
اسی کے عہد مین بادشاہ پھر لاہور تک آیا اور دیپالپور کا صوبہ لاہور سے الگ کر کے شیر خان کو ناظم دیپالپور
اور جلال الدین کو لاہور کا صوبہ مقرر کیا سلطان مسعود کے مرنے کے بعد جب **سلطان غیاث الدین**
بلبن وزیر بادشاہ بنا تو یہہ بھی بذات خود پنجاب مین آیا اور لاہور کے قلعہ کے تعمیر کا حکم دیا سال سنہ ۶۶۶ھ
ہجری مین شیر خان صوبہ لاہور مر گیا اوسکی مرنے کے بعد مغلیہ فوج نے پھر پنجاب کی طرف رخ کیا اور لاہور تک
پہونچکر دو مہینے شہر کے گرد محاصرہ کیا ابھی لاہور کے اندر داخل نہین ہوا تھا کہ شاہزادہ سلطان محمد بادشاہ
کا بڑا بیٹا پنجاب کا حاکم بنکر لاہور آپہونچا اوسکی آتے ہی تاتاری متفرق ہو گئے چند سال کے بعد جب سلطان غیاث
الدین لکھنوتی کے مہم سے واپس آکر دہلی مین داخل ہوا تو شاہزادہ سلطان محمد بھی باپ کے سلام کے واسطے
پنجاب سے دہلی کو گیا اوسکے جاتے ہی فوج مغلیہ پھر آموجود ہوئی رعایا نے عرضی اپنی حال کی شہزادہ کی خدمت مین
تحریر کی اسواسطے شہزادہ پس پا واپس چلا آیا اوسکی آنے کی خبر پاکر دشمن سب بھاگ گئی پھر سال سنہ ۶۸۳ھ
ہجری مین تیمور خان مغل ایک امیر الامرائے خاندان چنگیزی سے تھا قندہار و غزنین و شاور پر متصرف ہوکر
مع فوج پنجاب مین داخل ہوا شہزادہ محمد سلطان اوسوقت ملتان مین تھا تیمور نے آکر لاہور کا محاصرہ
کر لیا ایک ہفتہ کے بعد شہزادہ کی فوج ملتان سے لاہور آپہونچی اور مغلیہ فوج نے محاصرہ سے اوٹھہ کر لاہور
و دیپالپور کے درمیانی ملک کو خوب لوٹا اور ملتان کو روانہ ہوئی ملتان کے قریب پہونچی شہزادہ کی لشکر اور مغلون کی فوج
مین سخت لڑائی ہوکر شہزادہ فتحیاب ہوا اور مغل بھاگ نکلے مگر قضائے ربانی ایسا موقع ہوا کہ شہزادہ کا
لشکر مغلون کے تعاقب اور انکی لوٹنی مین مشغول ہو گیا اور شہزادہ کے ساتھہ صرف پانسو سوار رہ گئے جو کہ
ظہر کے نماز کا وقت آپہونچا شاہزادہ سواری سے اوتر کر مع سوارون کے نماز پڑھنی مین مصروف ہوا
اوسوقت ایک افسر مغل مع دو ہزار سوار کے جو ملتانی لشکر سے چھپ کر جنگل مین پوشیدہ کھڑا تھا شاہزادہ کو
مشغول بنماز دیکھہ کر وہ کمینگاہ سے باہر نکلا اور سب کو مع شہزادہ نماز پڑھتی ہوئی شہید کر دیا اگرچہ بعد آخری
فتح مغلون کے نصیب ہوئی مگر وہ بھی بسبب اسکی کہ ہزارون قتل و غارت ہو چکی تھی بیگانی ملک مین ٹھہر نہ سکی
اور جلد ہی قندہار کی راہ لی سلطان محمد کے شہادت کے بعد کیخسرو اوسکا بیٹا پنجاب کا حاکم قرار پایا اسکی
وقت مین نہایت امن تھا کسی دشمن نے سر نہ اوٹھایا سلطان غیاث الدین کے مرنے کے بعد جب **سلطان**
کیقباد خسرو کا بھائی دہلی کے تخت پر بیٹھا تو شاہزادہ کیخسرو کو اوسنے اپنے پاس بلاکر بکمال

وزیر کے کہنے کے بموجب شہید کرا دیا کیخسرو کے مرنے کے بعد پنجاب کا ملک پھر تاراج ہوگیا اور مغلون کی فوج پھر
اتہو جو دہوی لاہور لٹ گیا قتل عام ہوئی یہ خبر پاکر بادشاہ نے ملک باربک خانجہان کو فوج دیکر پنجاب کو
روانہ کیا اوسنے بڑی لڑائیان کرکر مغلون کو پنجاب سے نکالا اسکے بعد **سلطان جلال الدین**
فیروز شاہ خلجی کے سلطنت کی وقت ہلاکو خان تاتاری چنگیز خان کا پوتا جسنے بغداد کو قتل و تاراج
کیا تھا بڑی بھاری فوج لیکر پنجاب مین داخل ہوا اور پنجاب کا انتظام کرکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا شاہ دہلی
اور اوسکی خوب لڑائی ہوئی جسمین ہلاکو خان نے شکست کہائی اور اپنی ولایت کو معاودت کی اوسکے
جانے کے بعد شاہ دہلی نے شہزادہ ارکلی خان اپنے بیٹے کو کل پنجاب کی حکومت عطا کی مگر جب بادشاہ نے
شہادت پائی اور **سلطان علاء الدین خلجی** قاتل بادشاہ کا بادشاہ بنا تو رکن الدین
چھوٹا بھائی سلطان جلال الدین دہلی سے بھاگ کر پنجاب کو چلا آیا اور پچاس ہزار سوار مع الماس بیگ
الغ خان و ملک ظفر خان امیرون کے ہمراہ گرفتاری شہزادہ ارکلی خان و رکن الدین کے دہلی سے مامور
ہوئی اور دونو شہزادے اون امیرون کے قول و قسم پر اعتماد کرکے بلا جنگ و جدل اونکے ساتھ ہولیے جب
دہلی پہونچے تو بادشاہ نے اون دونو بیگناہ کو بیگناہ نابینا کرا دیا تب بھی اونکی واسطے دائم الحبس کا حکم
نافذ فرمایا اونہیں ایام مین دوز خان بادشاہ ماوراء النہر پنجاب کے لینے کے ارادہ پر معہ ایک لاکھ سوار کے
داخل پنجاب ہوا دہلی سے بھی الف خان و مظفر خان مع سپاہ کینہ خواہ مامور ہوئی اور آپسمین لڑائی ہوکر دہلی کے
کی فوج نے فتح پائی اس فتح کے بعد ظفر خان نے پنجاب کا انتظام بخوبی کرلیا مگر دوسرے سال ازخلق خواجہ دوا خان
شاہ ماوراء النہر کا بیٹا دو لاکھ سوار لیکر پنجاب پر چڑہ آیا اور پنجاب مین بے روک ٹوک اوسکا دخل ہوکر ایکبار فیصلہ
معاملہ وصول ہوگیا اس کام سے فراغت پاکر وہ دہلی کے لینے کو آگے بڑہا اور دہلی کے پاس شاہ دہلی اور اوسمین
سخت لڑائی ہوئی جسمین اوسنے شکست فاحش کہائی اور بحالت ابتر ماوراء النہر کو چلا گیا اوسکے جانے کے بعد ظفر خان
پھر پنجاب کے انتظام مین مصروف ہوا ابھو بخوبی انتظام ہونے نہین پایا تھا کہ ۷۰۴ ہجری مین پھر مغلون کی فوج آ موجود
ہوئی اور امروہہ تک ملک کو فتح کرتی ہوئی چلی گئی آخر سلطانی فوج کے ہاتھ سے شکست کہاکر پسپا ہوئی اسکے
صدمہ کے بعد غازی ملک تغلق دہلی سے پنجاب کی نظامت پر مامور ہوا اوسنے دس سال لاہور مین قیام رکہا اور
تاج الدین ملک نائب صوبہ لاہور کا حاکم بنا اوسکے وقت مین کیک نامی ایک مغل فوج لیکر پنجاب مین آیا اور
صوبہ کے فوج سے اوسنے شکست کہائی مابعد **سلطان شہاب الدین و سلطان**
قطب الدین مبارک شاہ خلجی کی سلطنت کے وقت بھی وہی ملک غازی خان تغلق پر
پنجاب کا صوبہ مقرر رہا جب سلطان قطب الدین مبارک شاہ خسرو خان اپنے معشوق کے ہاتھ سے مع اپنے فرزندو

قتل ہوا تو یہہ خبر سنکر غازی بیگ تغلق صوبہ ملتان کی فوج لیکر دہلی گیا اور خسرو خان نمک حرام کو بعوض
آقا کشی کے گرفتار کرکے قتل کیا اور خود سلطان غیاث الدین تغلق خطاب پاکر بادشاہ
ہوا اور اپنے بھائی بہرام ناظم ملتان کو کل پنجاب کا صوبہ بنایا سلطان غیاث الدین جب ۷۲۵ ہجری میں مر گیا
تو سلطان محمد تغلق اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا اوسکے وقت میں ترمشیری خان بن داؤد خان مغل
حاکم الوس بیشمار فوج لیکے ۷۲۷ میں داخل پنجاب ہوا اور پنجاب کو لوٹتا ہوا دہلی پہونچا سلطان محمد نے جب اپنے
آپکو دشمن کے سامہنے کمزور پایا تو بہت سا روپیہ نقد دیکر اوسکو واپس کیا اور انہیں دنوں میں بہرام صوبہ پنجاب
و ملتان باغی ہو گیا اور بادشاہ نے خود آکر اوسکے ساتہہ جنگ کیا اور بہرام اوس میں مارا گیا اور تاتار خان
صوبہ بنا اوسکے وقت ۷۴۳ ہجری میں ملک چندر سردار قوم کہکہڑ نے سرکشی کی اور بڑی فوج لیکر چڑہ آیا اور
جنگ کے وقت تاتار خان مارا گیا اور ملک چندر نے لاہور و دیپالپور کے علاقہ پر قبضہ پاکر مدت تک
اقتدار رہا یہہ خبر پاکر بادشاہ نے خانجہان امیر لشکر کو مع فوج روانہ پنجاب کیا اور اوسنے ملک چندر کو شکست دیکر
کے ساتہہ لاہور سے نکالا کہکہڑوں کی فوج تمام و کمال قتل ہوئی اور ملک چندر نے ... کہکہڑ نکالا گیا کل نقد
و خزانہ و اسباب جاہ وحشم کہکہڑوں کا خانجہان نے اپنی فوج کو تقسیم کیا کہکہڑوں ... فتح کے بعد ایک ...
جہان نام شاہ دہلی کی طرف سے پنجاب میں صوبہ ... قائم ... بادشاہ
مر گیا اور فیروز شاہ بادشاہ تخت نشین ہوا اوسکے وقت میں مغل کی فوج ملتان کے رستہ
سے پنجاب میں آئی چونکہ بادشاہ اوسوقت ٹہٹہ اور کانگڑہ کے ... میں مصروف تہا صوبہ پنجاب کی مدد کو نہ آ سکا
اور مغل خاطر خواہ پنجاب کو لوٹ کر اپنے وطن کو چلے گئے ۷۵۵ میں کل پنجاب تا سرحد سندہ ...
ملک مردان خان کے سپرد ہوا اس ناظم نے بہت آباد و ویران کرایا اور ...
۷۹۰ ہجری میں فیروز شاہ بادشاہ مرگیا اوسکے بعد سلطان تغلق شاہ و سلطان
ابوبکر شاہ کے وقت میں ... ناصر الملک ناظم رہا جب نوبت سلطنت محمد شاہ بن فیروز شاہ
کی پہونچی تو اوسکے وقت میں ... کہکہڑوں نے پنجاب میں شورش کی اور لاہور و دیپالپور و ملتان پر دخل ہو گیا
بادشاہ نے اپنے بیٹے ہمایوں کو اونکی سزا دہی کو روانہ کیا ابھی ... ہوا تہا کہ بادشاہ
دہلی میں مر گیا اور ناصر الدین محمود شاہ نے سلطنت پائی اور سارنگ خان ... خضر خان
کو ... پنجاب کو بہیجا امیر ... کہکہڑوں کو ... شکست دی ... فتح کے بعد
... سارنگ خان صوبہ لاہور سارنگ خان ناظم دیپالپور خضر خان حاکم ملتان قرار پائے ...
بعد خضر خان و سارنگ خان کے درمیان فساد برپا ہوا اور سارنگ خان نے بادشاہ سے باغی ہوکر علاقہ ملتان

ولاہور وغیرہ اپنے قبضہ میں کرلیا بادشاہ نے تاتارخان و ملک الیاس کو سارنگ خان کی سزا دہی کیواسطے
نامزد کیا اور بمقام لاہور فریقین میں لڑائی ہوئی اور سارنگ خان شکست کھا کر ملتان کو بھاگ گیا اسی عرصہ میں
میرزا محمد جہانگیر امیر تیمور صاحبقران کا پوتا فوج لیکر ملتان آیا اور قلعہ ملتان اپنے قبضہ میں لیکر
سارنگ خان کو قید کیا مگر وہ قید سے بھاگ گیا اور انہیں دنوں میں جناب امیر تیمور صاحبقران خود
داخل پنجاب ہوا تو جسرت کھکر باغی اوس سے جا ملا بادشاہ نے اوسپر بڑی مہربانی کی لیکن اوسنے سر خلاف
حکم امیر کے لاہور آکر شہر کا محاصرہ کرلیا اور قلعہ فتح کرکے قلعہ میں بیٹھا اسواسطے فوج تیموری اوسکی سزا دہی
کیواسطے نامزد ہوئی اور تھوڑے سے جنگ کے بعد وہ گرفتار ہوکر امیر کے روبرو گیا اور مقتول ہوا اوسوقت
امیر تیمور نے اپنی طرف سے خضر خان کو پنجاب کا حاکم بنایا اور دہلی کو چلدیا اور دہلی کے فتح کے بعد سمرقند کو معاودت
کی اوسکے چلے جانیکے بعد خضر خان نے بہت استقلال بہم پہونچایا اور دہلی جاکر بادشاہ بن گیا سلطان
خضر خان کے بادشاہ ہونیکے بعد عبد الرحیم عماد الملک جو سلطان خضر خان کے بیٹے کا متبنی تھا پنجاب
کا ناظم بنا اور خضر خان کی حیات تک حاکم رہا خضر شاہ کے وفات کے بعد ابو الفتح مبارک شاہ
بادشاہ ہوا اوسنے ملک رجب کو پنجاب کا صوبہ قرار دیا اوسکے وقت میں بڑا انقلاب پنجاب میں پیدا ہوا
جسرت کھکر بہت سی فوج لیکر پنجاب پر چڑھ آیا اور تمام علاقہ کو غارت کرتا ہوا لاہور پہونچا اور بخاطر جمع
کل پنجاب پر دخیل ہوگیا سلطان دہلی اوسکی تادیب کیواسطے خود مستعد ہوا جب قریب پہونچا تو جسرت خود
پنجاب چھوڑکر بھاگ گیا ۸۳۵ھ میں بادشاہ لاہور میں آیا اور لاہور کو جو جسرت کی غارتگری سے ویران ہوگیا تھا
پھر آباد کرایا اور ملک ایک امیر کو نظامت پنجاب کی عطا کی اور دہلی کو روانہ ہوا بادشاہ کے روانہ
ہونیکے ساتھ ہی جسرت پھر آموجود ہوا اور کلانور وغیرہ کے طرف تاراج کرتا ہوا جموں پہونچا اور شہر جموں کو
تاراج کرکے ۸۳۶ھ میں پھر لاہور پہونچا اور دیپالپور تک لوٹتا ہوا چلا گیا اس لڑائی کے بعد ملک سکندر
تحفہ صوبہ پنجاب کا بنا وہ ابھی انتظام میں ہی مصروف تھا کہ ۸۳۷ھ میں شیخ علی امیر کابل ایک بھاری لشکر
لیکر پنجاب پر چڑھ آیا اور تمام علاقوں کو لوٹتا ہوا لاہور پہونچا مگر سکندر تحفہ نے بہت سا روپیہ دیکر اوسکو
لاہور کے محاصرہ سے ہٹایا بعد ازان عماد الملک جو دہلی کی طرف سے ناظم پنجاب کا تھا آکر شیخ علی کے ساتھ
بڑی بڑی لڑائیاں کرکے اسنے اوسکو پنجاب سے نکالا اوسکے وقت میں پھر کسی شخص کی جرات نہ ہوئی کہ پنجاب
میں قدم رکھے لیکن شاہ دہلی کو کسی دشمن نے کہنا سنا اوسکی نسبت مشتبہ ہوگیا اور اوسکی تبدیلی ہوگئی
سکندر تحفہ پھر پنجاب میں آیا اوسکے آتے ہی جسرت کھکر اور شیخ علی دونوں پنجاب میں آموجود ہوئے اور
جسرت نے لاہور پہونچکر شہر کا محاصرہ کرلیا چند عرصہ بعد خود دہلی میں بادشاہ زادہ ہوا اور ملک سرور

وزیر ناظم قرار پایا فوج شاہی بیکے بیاس پر پہونچی تھی دونو غارتگر پنجاب سے نکل گئے ملک سرور وزیر نے
تھوڑی مدت کا انتظام بخوبی انتظام کیا اور نصرت خان کرک انداز کو پنجاب کا صوبہ بنایا وزیر کے جانے کے بعد شیخ علی
پھر آموجود ہوا اور لاہور میں دخل پاکر اور دو ہزار فوج محافظ قلعہ چھوڑ کر دیپالپور کو چلا گیا یہ خبر پاکر
بادشاہ نے عمادالملک کو ناظم بنایا اور خود بھی دہلی سے کوچ کیا بادشاہی توجہ کی خبر پاکر امیر شیخ علی
کابل کو روانہ ہوا بادشاہی فوج نے لاہور کے قلعہ کو آکر محصور کیا دو ہزار سپاہی امیر شیخ علی کے نوکروں نے
پناہ مانگی اور جان بچاکر چلے گئے سنہ ۸۳۷ھ میں بادشاہ سرور الملک وزیر کے ہاتھ سے شہید ہوا اور
محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان بادشاہ ہوا اوسکے وقت میں ملک بہلول
لودی نے جو سرہند صوبہ دیپالپور کا ناظم تھا بلا اجازت شاہی خود لاہور پر آکر قابض ہوگیا اور کل مملکت
پنجاب کی اپنے قبضہ میں کر لی جو کہ مہم جسرت گکھر کے رات دن پنجاب کے ناظم کو درپیش رہتی تھی بادشاہ نے
بہلول کو طوعاً و کرہاً حاکم کل پنجاب کا اپنی طرف سے بھی مقرر کر دیا اور جسرت کی سزا دہی کے واسطے فرمان
جاری کیا بہلول نے پنجاب کا حاکم بنکر سکونت اپنی خاص لاہور میں رکھی اور افغانی فوج نوکر رکھکر پنجاب
مامور کی اور بادشاہ سے جنگ کرنے کے ارادہ سے جسرت گکھر کے ساتھ اوسنے رابطہ محبت کا پیدا کیا آخر شوکت و حشمت
کمال بہم پہونچاکر دہلی پر یورش کی اور بسازش حمید خان وزیر کے بادشاہ بن گیا سلطان بہلول
لودی کے وقت دولت خان لودی پنجاب کا صوبہ قرار پایا سنہ ۸۹۴ھ میں یہ بادشاہ مر گیا اس بادشاہ
کے وقت سلطنت لنگاہوں کی ملتان میں بحال رہی یہ مقرر ہوگئی اسواسطے بادشاہ نے شیخ یوسف قریشی کی
جس سے حکومت ملتان کی لنگاہوں نے چھین لی تھی حمایت کر کے بار بار اپنے بیٹے کو فوج دیکر ملتان کی مہم کو
مامور کیا مگر شاہی فوج نے ہمیشہ شکست کھائی بعد فوت سلطان بہلول کے سلطان سکندر
لودی سلطان بہلول کا بیٹا تخت نشین ہوا اوسکے وقت میں بھی پنجاب کا صوبہ
دولتخان ہی مقرر رہا سکندر شاہ کے مرنے کے بعد سلطان ابراہیم شاہ لودی نے
بادشاہت پائی مگر بادشاہ کے ساتھ دولت خان کا کمال بگاڑ پیدا ہوا اسواسطے دولتخان نے بابر شاہ
کو کابل سے بلا بھیجا سنہ ۹۳۰ھ میں بابر شاہ لاہور آیا تو دولتخان اوس وقت موجود تھا دریا خان و مبارک خان
لودی و بہکن خان لوہانی نے کچھ فوج جمع کر کے مقابلہ بابر کا کیا مگر شکست کہائی اور بادشاہ لاہور
قبضہ پاکر دیپالپور کو تیار ہوا اوس وقت دولتخان نے بھی ملازمت حاصل کی اور ہمرکاب بادشاہ کے
دیپالپور پہونچا دولتخان کے چھوٹے بیٹے نے جو اوسکا دشمن تھا بابر کے حضور شکایتیں بادشاہ کی
خدمت میں کیں اسواسطے بادشاہ نے بدظن ہوکر دولت خان کو قید کر دیا مگر چند روز کے بعد بتقدیر قضا

اوسکا معاف ہوکر جاگیر قدیم اوسکی بحال ہوئی مگر وہ قید سے خلاص ہوتے ہی معہ غازیخان اپنے بیٹے کے
بادشاہ سے پوشیدہ بھاگ گیا اوسوقت بادشاہ اگرچہ سرہند تک گیا مگر بخیال فساد دولت خان
کے پھر واپس چلا آیا اور لاہور میں پہونچکر اوسنے امیر عبد العزیز کو پنجاب کا حاکم بنایا اور کابل کو چلا گیا اوسکے
جاتے ہی دولت خان نے بڑی ترچھی فساد مچائی کبھی دہلی کے فوج کے ساتھ مقابلہ اور کبھی امرائے بابر کے
ساتھ لڑائی کرتا ۹۳۲ھ میں پھر بابر شاہ پنجاب میں آیا تو اوسنے اس ملک کا انتظام کیا پھر دہلی فتح کی اور
تخت نشین ہوا چار برس چند مہینے اوسنے سلطنت کی تخت نصیب ہوا اوسکے مرنے کے بعد **ہمایون**
شاہ بادشاہ تخت نشین ہوا اوسنے کل پنجاب کا ملک اور صوبہ ملتان جو لنگاہوں کی سلطنت کی اخیر تھی
بعد صلح میں آیا تھا کامران اپنے بھائی کو دیدیا کامران نے شہر لاہور دار الریاست بنایا اور شہر کی آبادی
میں بہت توجہ کی بعد چند سال جب ہمایون شاہ سلطنت سے بیدل ہوکر ایران کو چلا گیا تو کامران بھی پنجاب کو
خالی چھوڑکر کابل میں جا بیٹھا **شیر شاہ افغان** تخت نشین ہوکر پنجاب کا انتظام کیا قلعہ رہتاس
بنوایا خواص خان اپنے غلام کو نظامت پنجاب کی عطا کی جب شیر شاہ قلعہ کالنجر کے مہم پر بارود میں آگ لگنے کے
سبب جلکر مرگیا اور **اسلام شاہ** اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا تو عادل شاہ اور اسلام شاہ دونوں بھائیوں
میں عداوت پیدا ہوکر لڑائیان ہوئیں اوسوقت خواص خان پنجاب کا ناظم عادل شاہ کا حامی بنا اور بادشاہ
سے صریح باغی ہوگیا بادشاہ نے خواجہ اویس شیروانی کو پنجاب کا صوبہ بنایا مگر اوسنے خواص خان سے
لڑکر شکست کھائی اوسکی مدد کو اور فوج دہلی سے آئی جسنے آتے ہی فتح پائی اور خواص خان کشمیر کو بھاگ کر
چلا گیا کشمیر کے حاکم نے بادشاہ کی تحریر کے بموجب فریب کرکے اوسکو اپنے پاس بلایا مگر وہ نہ آیا آخر لڑائی ہوکر
خواص خان ہار گیا اور سر اوسکا کٹکر دہلی کے دربار میں حاضر ہوا خواجہ اویس کی نظامت کے بعد اعظم خان
افغان پنجاب کا صوبہ بنا اور انتظام میں اوسنے بہت سرگرمی کی جب اسلام شاہ مرگیا تو **فیروز شاہ**
اسلام شاہ کا بیٹا دہلی کے تخت پر بیٹھا مگر مبارز خان اوسکے حقیقی ماموں نے کمال بیرحمی اوسکو
قتل کروالا اور خود مخاطب بخطاب **عادل شاہ** ہوکر تخت نشین ہوا دو سال کے بعد اوسکو ابراہیم
شیر شاہ کے چچا کے بیٹے نے اوسکو تخت سے اوتارا اور خود **محمد شاہ** کے لقب سے ملقب ہوکر تخت نشین ہوا
اوسکی وقت میں احمد خان افغان صوبہ پنجاب کو ادعاے سلطنت کا پیدا ہوا اور اوسنے اپنے آپ کو سکندر شاہ
کا خطاب دیکر بادشاہ بنایا اور اکبر آباد کے تخت پر جاکر اجلاس کیا محمد شاہ اور سکندر شاہ کی آپس میں
سخت سخت لڑائیاں ہوئیں آخر محمد شاہ بھاگ گیا اودھر تو یہ دشمنی افغانوں کی یہ حالت گذر رہی تھی اور اودھر ہمایون بادشاہ
نے کابل سے کوچ کیا اور ایک جرار فوج لیکر داخل پنجاب ہوا اور بلا جنگ و جدل کل پنجاب پر اسکا عمل دخل ہوگیا اسکے بعد ابو المعالی

کو سلطان فرزند ارجمند مخاطب تھا پنجاب کا صوبہ بنا کر خود دہلی کو روانہ ہوا وہان جاکر دوبارہ جلوس کیا اور اپنے
فرزند جلال الدین محمد اکبر کو معہ بیرم خان سپہ سالار سکندر شاہ کے استیصال اور پنجاب کے انتظام کیواسطے پنجاب کو روانہ
کیا مگر اسبات کو چھ مہینے گذرنے کے بعد ہمایون شاہ جنت آشیان ہوا اور سلطان جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ نے بعمر تیرہ سال بمقام کلانور مجلس شاہی اجلاس کیا اور سید ابو المعالی جو اپنے
آپکو بسبب خطاب فرزندی کے وارث شاہی جانتا تھا مقید ہوا اور خواجہ خضر خان کو پنجاب کی حکومت عطا
ہوئی اور خواجہ محمد سیستانی بعہدہ نیابت مامور ہوا اور خود بادشاہ کانگڑہ و نورپور ہوتا ہوا پنجاب کے طرف آیا اور
پھر ہیمو مفسد کے رفع فساد کے واسطے دہلی کو چلا گیا دو برس کے بعد پھر اکبر شاہ لاہور میں آیا اور چلتی مرتبہ
محمد کو نظامت پنجاب کی سپرد کی مگر محمد ناظم پنجاب سنہ ۹۶۸ھ وزارت کے عہدہ پر ممتاز ہوا اور قطب الدین محمد اسکا
بھائی پنجاب کا ناظم بنا سنہ ۹۷۳ھ میں محمد حکیم مرزا کابل سے بڑی فوج لیکر لاہور پہونچا اوسوقت محمد قطب الدین خان
و میر محمد خان نائب بنیت دو قلعہ بند ہوئے یہ خبر پاکر بادشاہ نے خود پنجاب کے طرف کوچ کیا مگر محمد حکیم بادشاہ
کے پہونچنے سے پہلے ہی معہ لشکر چلدیا لاہور میں پہونچکر نظامت کا عہدہ حسین قلی خان ترکمان کو ملا سنہ ۹۷۸ھ میں
بادشاہ پھر اکبر آباد سے لاہور آیا اور پاکپتن جاکر حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی کے مزار کی زیارت کی
سنہ ۹۸۰ھ میں حسین قلی خان ناظم کانگڑہ کے مہم پر بھیجا گیا اوسکے جانے کے بعد مرزا ابراہیم حسین و مسعود حسین
مفسدون نے بڑا فساد پنجاب کے علاقون میں برپا کیا یہ خبر پاکر حسین خان راجہ کانگڑہ سے صلح کرکے فی الفور پنجاب میں
آپہونچا عند المقابلہ مسعود حسین تو مقید ہوا اور ابراہیم حسین ملتان کو بھاگ گیا اور وہان پہونچکر مقتول ہوا سنہ ۹۸۱ھ
میں پنجاب کا صوبہ بنگالہ کے طرف مامور ہوا اور شاہ قلی خان کو نظامت پنجاب کی ملی سنہ ۹۸۹ھ میں شاہ قلی خان قلعہ
سیوالہ کے مہم پر بھیجا گیا و مرزا یوسف خان و سید عالی فتح خان و سید محمد بخاری و شیخ محمد غزنوی و سید قاسم بارہ والہ
پنجاب کے کام پر مامور ہوئے سنہ ۹۹۲ھ میں شاہ قلی خان سوانہ کے مہم کو انجام دیکر پھر صوبہ پنجاب میں ناظم بنا اور
چندے یہان رہکر بلوچستان کے انتظام کے واسطے چلا گیا اوسی سال پھر بادشاہ پنجاب میں آیا اور بعد زیارت مزار
خواجہ فرید گنج شکر کے لاہور پہونچا اور ایک بڑا جشن سالگرہ کا کرکے کل راجون و جاگیردارون و رئیسون امیرون
کا اجتماع کیا اور کئی روز تک ہنگامہ عیش و عشرت کا گرم رہا اس جشن کے بعد بادشاہ کوہ پہاڑ کو گیا اور
چندے وہان سیر و شکار میں مصروف رہا اور بعد سیر اکبر آباد کو مراجعت فرمائی اوسی سال میں محمد حکیم مرزا
کابل سے بارادہ تسخیر پنجاب بہت بھاری لشکر لیکر لاہور آپہونچا اور راستہ میں بادشاہی حکم سے کوئی اوسکا مزاحم
نہوا کیونکہ سب کے نام تاکیدی احکام جاری ہو گئے تھے کہ اگر حکیم مرزا دریائے سندھ سے اوترے تو کوئی شخص اوسکا مزاحم
نہو اسواسطے وہ بہت دلیر ہوکر لاہور آپہونچا راجہ بھگوان داس و کنور مانسنگھ صوبہ داران لاہور قلعہ میں

محصور ہوئی اتنی مین بادشاہ کے آنی کی خبر مشہور ہوئی اور محمد حکیم میرزا محاصرہ چھوڑ کر کابل کو چلا گیا جب بادشاہ لاہور آیا تو تھوڑی مدت مقام کر کے پشاور کو کوچ فرمایا اور قلعہ اٹک دریای سندھ کے کنارے پر بڑا مضبوط تعمیر کیا اور فوج شاہی کابل کی مہم پر مامور ہو کر فتحیاب ہوئی اور سلطنت کابل و قندہار و افغانستان اکبر کی تسلط مین آگئی اس مہم سے فراغت پا کر بادشاہ لاہور پہونچا اور شہزادہ سلیم کی شادی راجہ بھگوانداس کی بیٹی کے ساتھ بڑی دہوم دہام سے کی ۹۹۵ھ مین شہزادہ سلیم کے گہر راجہ بھگوانداس کی بیٹی کے بطن سے بمقام لاہور بیٹا پیدا ہوا جسکا نام خسرو رکہا گیا ۹۹۶ھ مین تمام سال بادشاہ لاہور مین رہا ۹۹۷ھ کے آغاز ہوتے ہی بادشاہ کشمیر کے سیر کو گیا وہان سے واپس آکر لاہور مین پہر بڑا جشن منعقد ہوا اور تمام شہر مین آئینہ بندی ہو کر روشنی ہوئی اور قلعہ لاہور کے تعمیر کے واسطے صوبہ کے نام تاکید ہی حکم جاری ہوا کہ پہلی چہوٹی قلعہ کو مسمار کر کر بڑا قلعہ پختہ تعمیر کرے اور قلعہ کے اندر دیوان عام و محل شاہی تعمیر ہو ۹۹۹ھ مین بہی بادشاہ بمقام لاہور رونق افروز رہا اور شہزادہ سلیم کے گہر راجہ موٹہ کے لڑکی کے بطن سے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام شہزادہ خورم قرار پایا ۱۰۰۰ھ مین بادشاہ پہر کشمیر کے سیر کو گیا اور فصل بہار وہان رہ کر واپس آیا ۱۰۰۲ھ مین تیسرا جشن سالگرہ کا لاہور مین ہوا اور شہزادہ خورم کا اتالیق راجہ مانسنگہ مقرر ہو کر ولایت اوڑیسہ کی شہزادہ کے جاگیر مین عطا ہوئی اوسی سال علی نام ایک حکیم نے ایک طلسم کا حوض لاہور مین بنایا حوض سے نیچے کے درجہ مین ایک مکان تہا جسمین طرح طرح کے پہول اور پوشاکین اور کتابین رکہی تہین اور فرش فروش سے آراستہ تہا حوض کے کنارے ایک تہہ بند طلسم کا رکہا رہتا جب کوئی شوقین چاہتا کہ اوس مکان کی سیر کرے تو وہ اپنے کپڑے اوتار کر اوس تہہ بند کو کمر مین باندہ لیتا اور حوض مین کود کر غوطہ لگاتا غوطہ لگاتے ہی جب وہ آنکہ کہولتا تو اپنے آپ کو اوس مکان کے اندر پاتا پس وہ تہہ بند کو اوتار دیتا اور مکان کے اندر کے پوشاکون مین سے ایک پوشاک پہن کر مکان کی سیر کرتا کتابون کو دیکہتا جب چاہتا کہ اوس مکان سے باہر آوے تو وہان کے پوشاک اوتار کر وہی اگلا تہہ بند باندہ لیتا اور آنکہہ بند کر بیٹہ جاتا جب کہولتا تو اپنے آپ کو حوض کے اندر کہڑا ہوا پاتا اس عجیب طلسم کی سیر خود بہی بادشاہ نے کی اور بڑا بہاری انعام حکیم کو بخشا ۱۰۰۸ھ دکن کی فتح کی خبر بادشاہ کو بمقام لاہور پہونچی اور بڑا جشن منعقد ہوا جشن کے بعد کوچ کی تیاری ہوئی خواجہ شمس الدین خوافی کو دیوان سپہر اور دکہنی کو بخشی خیر اللہ کو کوتوال مقرر کر کے اکبر آباد کو کوچ کیا مگر پہر لاہور تک آنے کا اتفاق نہوا اور ۱۰۱۴ھ مین عالم فانی کو کوچ کیا اکبر بادشاہ کے مرنے کے بعد شہزادہ سلیم الملقب نورالدین محمد جہانگیر شاہ بادشاہ ہوا اوسکے وقت مین محمد قلی بیگ ناظم پنجاب کی تبدیلی تجویز ہوئی اور دولاور خان افغان صوبہ پنجاب قرار پایا ابتدای سال جلوس مین شاہزادہ خسرو بادشاہ کی حکم

بیٹے نے سلطنت کی طمع سے بغاوت اختیار کی اور دار الحکومت سے باپ کے بلا اجازت اٹھ کر چلا آیا یہہ خبر پاکر خود بادشاہ با فوج کثیر خواہ شہزادہ کے تعاقب پر آیا دلاور خان صوبہ لاہور نے شاہزادے کے پہونچنے سے اول ہی لاہور پہونچکر شہر کے حصار پر توپین چڑہا دین اور قلعہ کو مستحکم کر دیا لاہور پہونچکر شہزادہ کو خبر پہونچی کہ امیر الامرا معہ فوج بیاس کے کنارے متصل سلطانپور آ پہونچا ہے اسواسطے فی الفور اوسطرف کوچ کیا اور فریقین مین سخت لڑائی ہوئی اگرچہ شاہزادہ کی فوج بہت اور بادشاہی فوج کم تھی تو بھی شہزادے کی کم نصیبی سے اوسکو شکست ہوئی اور ابتر حالت کے ساتھہ وہ ایسا بھاگا اس فتح کے بعد بادشاہ لاہور آیا اور شہزادے کے گرفتاری کے اشتہار جا بجا بھیجے گئے اوسوقت شہزادہ نے بصلاح میرزا حسن بیگ بدخشی جاگیردار رہتاس کے جو اوسکا بڑا ہی خیر خواہ تھا کابل کے سمت کو جانیکا ارادہ کیا جب دریای جہلم کے کنارے گذر شاہپور پر پہونچا تو کشتی نہ پائی وہان سودرہ کے گذر کے طرف آیا وہان ایک کشتی ملی اور ملاحون کو مع دیگر شاہزادہ کشتی پر سوار ہوا لیکن ملاح کو قول بادشاہی انعام کے طمع کے سبب سے بدنیتی آگئی او کشتی کو ریتہ کے طرف لگیا جب کشتی ریتہ مین پھنس گئی تو ملاح دریا مین کود پڑا اور تیر کر کنارے آ پہونچا اور سودہرہ کے چودہری کو خبر کر دی وہ اوسیوقت میر ابو القاسم گجرات کے فوجدار کے پاس آیا اور شاہزادہ کی گرفتاری کی خبر دی وہ فی الفور بہت سا لشکر لیکر وہان جا پہونچا اور شہزادہ معہ اوسکی امیرون و مشیرون کو گرفتار کرکے بادشاہ کے حضور مین بھیجدیا بادشاہ نے شہزادے کو سخت قید کیا اور حسن بیگ اور عبد الرحیم دونو اوسکے مصاحبون کو گای اور گدھے کے چمڑے مین سلوا کر بار دیا اور باقی باغیون کے مارنیکو اسلئے شہر کے دروازے سے شہزادہ کامران کے باغ تک برابر سولیان نصب ہوئین اور سب کے شہزادہ کے روبرو سولی پر چڑہائے گئے بعد اس انتظام کے بادشاہ کابل کو چلا گیا اور دو مہینے کے بعد واپس آیا اسی عرصہ مین بادشاہ کو خبر پہونچی کہ شہزادہ خسرو نے قید مین پڑے ہوے نور الدین آصف خان کے بیٹے کو جو اسکا محافظ تھا اپنے ساتھ ملا لیا اور اوسکی معرفت چارسو سے زیادہ امرای بادشاہی نے شاہزادہ کے ساتھہ سازش کرلی اور سبکے سب اسبات پر مستعد ہو گئے ہین کہ وہ بادشاہ کو قتل کرکے شہزادہ کو تخت پر بٹھلائین بلکہ مخبر نے اون سب امیرون کے نام کی ایک فہرست خاص شہزادے کے ہاتھہ کی لکھی ہوئی بادشاہ کے خدمت مین پیش کردی یہہ خبر پاکر بادشاہ نے قلعہ لاہور مین دربار عام کیا اور نور الدین و محمد شریف اعتماد الدولہ و امتیاز خان شہزادے کے محافظونکو قتل کیا اور سبکے نسبت چشم پوشی کرکے فہرست کے کاغذ کو سب کے روبرو جلا دیا اور شہزادہ کو تشہیر کرکے سخت تر قید مین رہنیکا حکم دیا اس انتظام کے بعد بادشاہ نے دار الخلافت کو کوچ کیا اور قلیچ خان صوبہ دار اور قوام الدین دیوان پنجاب کا قرار پایا ۱۰۲۱ھ مین مرتضی خان پنجاب کا صوبہ بنا ۱۰۲۵ھ مین پنجاب کے ملک مین ایک عجیب طرح کی وبا نمودار ہوئی کہ یعنی اول ایک چوہا مکان مین سے نکلتا اور در و دیوار سے سر کو ٹکرا ٹکرا کر مرجاتا اوسکے

مرنے کے بعد اگر کل آدمی اوس گھر کے جنگل کو نکل جاتے تو بچ جاتے ورنہ سب کے سب ایک ہی مرتبہ مرنے لگتے اس
وبا کے زور سے گانوں کے گانو اور محلوں کے محلے ویران ہوگئے یہ وبا اول پنجاب میں نمودار ہوئی پھر کشمیر و بہار و
ہندوستان کے ملکوں میں بھی اسکا اثر پہونچا [illegible] میں بادشاہ نے لاہور آنے کا ارادہ کیا اور حکم ہوا کہ
آگرہ سے لاہور تک سڑک پر دو طرفہ درخت لگائی جاویں اور مینار و سرائیں تعمیر ہوں مگر بادشاہ لاہور نہ آیا
اور کلانور کے راستے کشمیر کو چلا گیا کشمیر کے سیر کے بعد واپس دولت لاہور آیا اور مکانات شاہی جو قلعہ کے
اندر تعمیر ہو رہے تھے اونکا معاینہ کر کر ہندوستان کو چلا گیا [illegible] میں بادشاہ کانگڑہ کے پہاڑ کے سیر کو گیا اور
وہاں سے لاہور آیا اور اسی مقام پر شہزادہ خورم کے شور و فساد کی خبر پہونچی یہ خبر سنکر بادشاہ غضبناک ہوا
اور شہزادہ کی جاگیر جو حصار میں تھی اوسکی ضبطی کر کر شہزادہ شہریار کے نام مقرر فرمائی اور رنجش کا سبب
یہ تھا کہ نور جہان بیگم بادشاہ کی معشوقہ جسکو بادشاہ دل و جان سے چاہتا تھا شہزادہ شہریار کو بہت چاہتی تھی
اور علاقہ دھول پور شہریار کے جاگیر میں تھا شہزادہ خورم نے ایک دن موقع پاکر بادشاہ کے زبانی حکم
کے ذریعے سے دھول پور کا علاقہ اپنی جاگیر میں کرالیا اور اپنا ناظم وہاں مامور کر دیا مگر شہریار کے تابعدار نے
قبضہ نہ دیا اور باہم سخت لڑائی ہوئی اس بات پر بادشاہ سخت غضبناک ہوا یہ خبر سنکر شاہزادہ خورم برملا
باغی ہوگیا اور دکن سے اکبر آباد کی طرف کوچ کیا بادشاہ نے لاہور سے شہزادہ پرویز کو شہزادہ خورم کے
مقابلے کے واسطے روانہ کیا اور صادق خان کو لاہور کا صوبہ مقرر کر کے کشمیر کی راہ لی کشمیر کے پہنچنے کے بعد کابل
کے ملک کو معاینہ فرمایا [illegible] میں بادشاہ حسب العادت جو ہر سال بہار کے موسم میں کشمیر جاتا تھا کشمیر گیا تو
بسبب وہاں کی آب و ہوا ضیق النفس کے مرض نے زور کیا اور اوسی مرض کے صدمے سے جان بحق تسلیم کی آصفخان
و نور جہان بیگم بادشاہ کی نعش لاہور لائی اور نور جہان کے باغ میں دفنائی راستہ میں آصف خان وزیر نے
حسب الحکم نور جہان بیگم اپنی ہمشیرہ اور مصلحت وقت کی شاہزادہ شہریار کو بادشاہ بنایا اور
لاہور کے اندر شہزادہ داور بخش نے بجلوس شاہی اجلاس کیا جب شہریار لاہور پہونچا تو دو
شہزادوں میں لڑائی ہوئی آخر داور بخش پکڑا گیا اور شہریار کے حکم سے اندھا کیا گیا اتنے میں خبر پہونچی
کہ شہزادہ خورم دکن سے اکبر آباد آپہونچا اور بخطاب شاہجہان بادشاہ غازی سلطنت کے تخت پر جلوس کیا
چونکہ یہ کل معاملہ بسازش و اجازت آصف خان وزیر کے ہوا تھا یہ خبر پاکر وزیر نے فی الفور شہریار کو
قید کر لیا اور سب شہزادوں کو بحالت قید ہمراہ لیکر اکبر آباد گیا وہاں پہنچ کر کل شہزادوں کو جو تعداد
میں پانچ تھے شاہجہان نے قتل کروا دیا بادشاہ بنا اور شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ غازی کا
خطاب پایا اور ابو الحسن آصفخان کے سپرد نظامت پنجاب کی ہوئی اور شاہجہان کے مقرر ہوئے [illegible]

حکم بحکم نفاذ پایا تیسرے سال جلوس کے محمد علیم الدین المخاطب وزیر خان کا خطاب پاکر صوبہ لاہور پر مقرر ہوا اور
لاہور میں اکثر بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں اوسکی عمارتوں میں سے مسجد وزیر خان اب تک یادگار ہے نواب
سعد اللہ خان وزیر نے بھی دو حویلیاں بڑی بڑی عالیشان لاہور میں تعمیر کین ۱۰۴۶ھ میں بادشاہ خود
لاہور میں آیا اور باغ شالامار اور قلعہ کے عمارتون کے تعمیر کے واسطے تاکیدی احکام نافذ کئے اور سرای
گولیان والی وغیرہ بھی تیار کی گئی ۱۰۴۸ھ میں نواب علی مردان خان قلعہ دار قندہار خدمت میں حاضر ہوا
اور عرض کی کہ قندہار کا قلعہ حسب الارشاد حضور کے شاہی فوج کے سپرد کر دیا گیا بادشاہ اس خدمت کے بجا
لانے پر اوسپر بہت خوش ہوا اور اوسکو کشمیر کا صوبہ بنایا اور حکم دیا کہ راوی پر سے ایک نہر کھود کر واسطے سیرابی
باغ شالامار کے لاہور تک لاوے اوسی سال نواب وزیر خان صوبہ لاہور کی تبدیلی ہوکر علیمردان خان صوبہ
مقرر ہوا اور علی مردان خان کے کشمیر سے آنے تک صوبہ داری لاہور کی حوالہ ملتفت خان نائب صوبہ کے رہی
۱۰۵۵ھ میں چوتھی مرتبہ بادشاہ لاہور آیا اور اسی سال میں نورجہان بیگم فوت ہوکر لاہور میں مدفون ہوئی
۱۰۶۳ھ میں کل پنجاب کا ملک شہزادہ دارا شکوہ کے جاگیر میں عطا ہوا اور شہزادہ نے لاہور میں بہت سی
بڑی عمارات مثل روضہ حضرت میان میر ومقبرہ ملا شاہ قادری وچوک دارا شکوہ وغیرہ لاکھون روپیہ
خرچ کر کے بنوائیں اوسکے وقت میں لاہور کی آبادی بہت بڑھ گئی اور اصلی شہر سے دو چند ان شہر
سے باہر آباد ہو گیا ۱۰۶۸ھ میں شاہجہان بادشاہ بیمار ہوا اور دارا شکوہ اپنے باپ کے بیمار داری کے واسطے
لاہور سے آگرہ کو چلا گیا وہان جا کر اوسمین بھائیون کی سخت لڑائیان ہوئیں اور بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے
قید میں گیا اور دارا شکوہ عالمگیر سے شکست کھا کر لاہور پہنچا اور اورنگ زیب نے اوسکا تعاقب کیا
ہوا اسلئے دارا شکوہ کشتی کے راستہ ملتان پہنچا اوسکے جانے کے بعد عالمگیر نے مسمی طاہر خان کو اپنی طرف سے
لاہور کا صوبہ بنایا اور خود دارا شکوہ کے تعاقب میں ملتان کی طرف چلا گیا اور وہان سے پھر دہلی ہوکر
اور بخطاب ابو المظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی
تخت نشین ہوا ۱۰۷۲ھ میں عالمگیر لاہور آیا اور محمد امین الدین بدخشی کو پنجاب کی نظامت
سپرد کر کے کشمیر کو روانہ ہوا اسی مرتبہ فدائی خان کوکہ کے نام تاکیدی حکم نافذ ہوا کہ قلعہ کے غربی طرف
ایک مسجد عالیشان بعمارت سنگ سرخ تعمیر کرائی جاوے چنانچہ عمارت شروع ہو کر ۱۰۸۴ھ میں باختتام پہونچی
۱۱۱۸ھ میں یہ بادشاہ جنت نصیب ہوا اور محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ اوسکا بیٹا
اپنے بھائیون کا فیصلہ تمام کر کے تخت نشین ہوا اوسکے وقت نظامت پنجاب کی نواب ملک مکرم کے تفویض
ہوئی چونکہ مسمی بندا جوگی گرو گوبند سنگھ کے چیلے نے اوسوقت پنجاب میں سخت فساد برپا کیا ہوا تھا اسواسطے

بادشاہ خود لاہور مین آیا اور شالامار باغ کے پاس فروکش ہوا اور لاہور مین ہی بیمار ہوکر بسال سنہ ۱۱۲۴ ہجری
مرگیا نعش بادشاہ کی دہلی بھیجی گئی اور دربارہ حکومت ممالک محروسہ کے نواب ذوالفقار خان بخشی نے یہہ
تجویز کی کہ دریای راوی کے دہنی کنارے سے لیکر پشاور وکابل کا حاکم شاہزادہ رفیع الشان ہو اور اکبر آباد کہ
تا انہر دیوآب جمل وصوبجات جنوب گنگ و خاندیس و برہانپور دبجاپور شہزادہ محمد جہان شاہ کے تصرف مین ہو اور لاہور
ودہلی مستقر الخلافت اور نگ آباد تا بنگالہ وملتان وٹھٹہ متعلق شاہزادہ محمد معز الدین کے رہے اور بادشاہی
کل ملک کی بنام معز الدین قرار پاکر خطبہ وسکہ اوسکا اجرا پاوے یہہ تجویز تینون بھائیون کی باہم قرار پائی
اور چوتھے بھائی محمد عظیم الدین عظیم الشان کو صاف جواب دینے کی نیت ہوئی یہہ خبر پاکر شہزادہ عظیم الشان
جنگ کے واسطے آمادہ ہوا اور اسمین سخت لڑائی بمقام لاہور ہوکر عظیم الشان قتل ہوا اور مال و دولت
کثیر اوسکا باہم تینون بھائیون کے تقسیم ہونے لگا مگر تقسیم کے وقت اتفاق نرہا اور دو ایکطرف اور ایک ایکطرف
ہوگئے اور ایسی سرگرمی کے ساتھہ جنگ کیا کہ دونو مارے گئے اور محمد معز الدین جہاندار شاہ
تخت پر بیٹھا اور شاہزادہ محمد کریم محمد عظیم کے بیٹے کو قتل کرکے قصہ پاک کیا بعد اس انتظام کے بادشاہ نے
دہلی کو کوچ کیا اور نظامت پنجاب کی نواب زبردست خان کے سپرد ہوئی چونکہ صوبہ بہار مین شاہزادہ فرخ سیر
شہزادہ عظیم الشان کا بیٹا ناظم تھا باپ کے قتل کی خبر پاکر اوسنے سید عبد اللہ قطب الملک وسید حسین علیخان
وسید ناصر الدین علی وسید سیف الدین ونجم الدین سادات بارہ سے اپنی مدد کے واسطے التجا کی اور بڑی
فوج لیکر دہلی پر چڑھہ آیا اور جہاندار شاہ کو شکست دیکر ادسنے بخطاب جلال الدین محمد فرخ سیر
بادشاہ مخاطب ہوکر تخت نشین ہوا اوسکی وقت مین نواب عبد الصمد خان دلیر جنگ نے شیر بہادر
سے بندا جوگی گورو گوبند سنگہ کے چیلے کو پنجاب کے ملک سے گرفتار کرکے بادشاہ کے پاس بہیجا اور وہان جاکر
وہ مقتول ہوا اس خدمت کی عوض مین عبد الصمد خان کو پنجاب کی نظامت عطا ہوئی اسنے انتظام پنجاب کا بخوبی
کیا پھر جب بارہہ والے سیدون نے فرخ سیر بادشاہ کو مار ڈالا اور ابو الفتح ناصر الدین روشن اختر
محمد شاہ بادشاہ نے سلطنت پائی تو عبد الصمد خان ناظم ملتان اور نواب زکریا خان المشہور
خان بہادر نواب عبد الصمد خان کا بیٹا لاہور کا صوبہ ہوا اور دیوانی صوبہ کے دیوان لکہپت رای کے سپرد
ہوئی اس صوبہ نے سکہون کا شور وفساد شایستہ تدبیرون کے ساتھہ پنجاب سے رفع کیا اور آدینہ بیگ خان کو نائب
فوجدار بناکر ملک دامن کوہ شمالی کے انتظام کو مامور کیا اوسنے وہان جاکر شہر آدینہ نگر آباد کیا اور بہادر
نامی اس ناظم کے وقت مین نادر شاہ بادشاہ ایرانی حسب الطلب نواب نظام الملک وزیر دہلی
کے جسکی محمد شاہ بادشاہ کے ساتھہ صفائی نہتی براہ پشاور پنجاب مین وارد ہوا نواب زکریا خان نے

اگرچہ نادرشاہ سے جنگ کیا مگر شکست کھائی اور قلعہ لاہور میں محصور ہوا اور بادشاہ سے امان مانگی بادشاہ
نے بیس لاکھ روپیہ نقد اور دس ہاتھی نذر زکریا خان سے لیکے اوسکو امان دی اور خلعت دیکر اپنی طرف سے لاہور کا
صوبہ بنایا بعد اسکے انتظام کے نادرشاہ دہلی کو گیا اور بعد قتل و غارت دہلی دولت بے انتہا لیکر کابل کو
چلا گیا بعد چندے پھیر کابل سے ملتان تک آیا اور حیات اللہ خان عبد الصمد خان کے بیٹے کو شاہنواز خان کا
خطاب دیکر ہزارہ سیستان ایران کو روانہ ہوا اور راستہ میں مقتول ہوا اوسکے مارے جانے کے بعد احمد شاہ
ابدالی نے قندہار کے قلعہ میں بادشاہی جلوس کیا اوسکے وقت میں نواب زکریا خان صوبہ لاہور مر گیا اور
یحییٰ خان اوسکا بیٹا حاکم بنا اوسکے وقت میں سکھوں نے بہت سر اوٹھایا اور جسپت رائے دیوان لکھپت رائے
کے بھائی کو جو امین آباد کا فوجدار تھا اجتماع کر کر مار ڈالا اسواسطے خود دیوان لکھپت رائے فوج لیکر سکھوں کے
سر پر جا پہونچا گروہ اوسکے جانے سے اول بھاگ کر جموں جا پہونچے لکھپت رائے جموں گیا اور سکھوں کو محاصرہ
کر کر بہت سے سکھ تو وہیں قتل کر دیے اور دو ہزار سکھ کو مقید کر کے لاہور لے آیا اور نخاس کے چوک میں سب
کی گردن ماری گئی جہاں اب حقیقت سنگھ کے وقت سکھوں نے شہید گنج بنایا ہوا ہے اوس وقت بعد ایک عام اشتہار
ہوا کہ جو کوئی شخص سکھ کو قتل کر کے سر اوسکا حاضر لاوے انعام پاوے اس حکم کے جاری ہونے سے ہزاروں سکھ
قتل ہوئے اور ہزاروں روپیہ قاتلوں نے انعام پایا اوسی عرصہ میں شاہنواز خان ملتان کا صوبہ اپنے باپ عبد الصمد
خان کے جایداد کا جو بمقام لاہور تھی یحییٰ خان پر دعویدار ہو کر لاہور آیا پہلے تو چند روز معرفت صورت سنگھ نائب
دیوان کے سوال و جواب ہوتے رہے پھر نوبت کارزار آ گئی اور دونوں مدعی مدعا علیہ بمقام عیدگاہ مقابل ہوئے
وہاں دونوں کا آپس میں تکرار ہو پڑا اور لڑائی ہو کر یحییٰ خان گرفتار ہوا اور شاہنواز خان بلا اجازت بادشاہی لاہور کا
صوبہ بن بیٹھا اور دیوان لکھپت رائے بھی قید ہو کر محبس خانہ میں رکھا گیا تھوڑے دنوں بعد یحییٰ خان قصوری پٹھانوں
کے سازش سے قید سے بھاگ کر دہلی کو روانہ ہوا اور اوسکے جانے کے بعد شاہنواز خان کو جو بلا اجازت خود بخود
حاکم بنا ہوا تھا سخت اندیشہ پیدا ہوا اسواسطے اپنے مصاحب نعیم خان اپنے معتمد کو کابل کی طرف روانہ کیا اور احمد شاہ
ابدالی کی خدمت میں درخواست تشریف لانے کی اسکے لکھنے سے احمد شاہ فی الفور پنجاب کو آیا اور پشاور کے مقام
سے پہلے تو غر افغان اپنے ایک معتمد کو جو نسبت معاملات کے تصفیہ کے واسطے شاہنواز خان کے خدمت میں بھیجا مگر اس
درانی تحمیل نے اپنی سخت کلامی سے شاہنواز خان کو درہم برہم کر دیا اور بلا تصفیہ معاملات کے واپس گیا
اسلیے بہاس کے مقام سے احمد شاہ کی جانب سے شاہ اپنے شہزادہ کو روانہ لاہور کیا اوسنے آکر شاہنواز کے ساتھ
نہایت ہی سخت کلامی کی علاوہ اسکے شاہنواز خان اس عرصہ میں بذریعہ وزیر قمر الدین خان کے شاہ دہلی کا
مطیع ہو چکا تھا اسواسطے سفارت شاہ وکیل کو گردن مارا گیا یہ خبر پاکر احمد شاہ سخت غضبناک ہوا اور اثنا

سے بکوچ بلغیر لاہور آ پہونچا ہنوز دریائے راوی سے عبور نہین کیا تھا کہ شاہ نواز خان نے میر عبدالصمد بیگ بدخشی
بخشی کو تھوڑی ہزار لشکر کے ساتھ احمد شاہ کے مقابلہ کو روانہ کیا اور عند المقابلہ اگرچہ لاہوری فوج درانی فوج سے
دس حصے زیادہ تھی مگر قضا و قدر کے تقدیر سے درانیون نے فتح پائی اور لاہوری لشکر نے شکست کھائی بعد
فتح پا کر احمد شاہ دراوی سے اوتر آیا اور مغل پورہ محلہ جو حصار کے باہر تھا درانیون نے لوٹ لیا اوس وقت
شاہنواز خان تو دہلی کو بھاگ گیا اور احمد شاہ نے داخل لاہور ہو کر میر مومن خان اور قصوری پٹھانون
کو جو بعلت ہنگامہ دینے یحیی خان کے عہد دیوان لکھپت رائے کے قید تھے رہائی دی دیوان لکھپت رائے ناظم بنایا
اور قصوری افغان میر مومن خان اوسکا نائب و مشیر کار مقرر ہوئے اس انتظام کے بعد احمد شاہ دہلی کو روانہ
ہوا چونکہ شہزادہ احمد شاہ وزیر قمرالدین خان اور نواب میر معین الملک کو ہمراہ لیکر واسطے سرکوبی
افغانستان پنجاب کے دہلی سے پنجاب کی طرف چلے آتے تھے دونو لشکرون کا مقابلہ سرہند کے مقام پر ہو گیا اور لڑائی
شروع ہوئی وزیر قمرالدین خان تو پہلے گولے سے قتل ہوا مگر میر معین الملک اوسکے بیٹے نے ایسی سرگرمی کے
ساتھ لڑائی کی کہ درانی فوج بھاگ نکلی اور احمد شاہ درانی کو بحالت ناچاری پسپا ہونا پڑا میر معین الملک
نے دریائے ستلج تک درانیون کا تعاقب کیا اوس مقام سے شہزادہ احمد شاہ تو محمد شاہ بادشاہ اپنے باپ کی
علالت کی خبر سنکر دہلی کو واپس گیا اور میر معین الملک معہ فوج لاہور آ پہونچا اور فی الفور حکومت
پنجاب کی اپنے قبضہ مین کر لی اوس وقت سکھونکا پنجاب مین بڑا زور شور تھا اور امرتسر کے پاس اونہون نے
ایک کچا قلعہ بنا کر رام رونی نام رکھا تھا اکثر اوسی مقام پر اونکا اجتماع ہوا کرتا میر معین الملک نے
وہ قلعہ گرا دیا اور ایک اشتہار عام کل رعایا کے نام بدین مضمون سے جاری کیا کہ جو سکھ کیسا ہی ملے وہ
وہ اوسکو پکڑ لے اور داڑھی کیس اوسکی مونڈ دے اگر صوبہ کی خدمت مین حاضر لاوے تو انعام پاوے اس حکم
کے جاری ہونے ہی ہزار ہا سکھون کے سر اور ڈاڑھی پر استرے چل گئے اور مقتولون کا کوئی تعداد نہ رہا اکثر لوگ
بھاگ گئے سنگھ ون خود بخود کیس مونڈ واکر مونے بن گئے ایسی سرگرمی کے ساتھ ابھی میر معین الملک
انتظام پنجاب کا کر ہی رہا تھا کہ احمد شاہ ابدالی نے پھر دریائے سندھ سے عبور کیا یہ خبر پاکر صوبہ نے دہلی کو
لشکر منگوایا مگر نہ آیا تو بحالت ناچاری بدین بہانہ پنجاب کو غارت سے بچایا کہ احمد شاہ کی خدمت مین
لکھ بھیجا کہ مین آپکا تابعدار ہون آپ جو چاہین سو کرین اور خود بھی معہ فوج لاہور سے روانہ ہو کر مقام
سوہدرہ اور دریائے چناب کے کنارہ پر جا اترا احمد شاہ نے جو میر معین الملک کے سچا ارادون سے واقف تھا اوسکی
اطاعت کو غنیمت جانا اور لکھا کہ آمدنی علاقہ سیالکوٹ و گجرات و پسرور وغیرہ جو بادشاہ لیتا تھا ہمکو
دینا قبول کرو تو ہم واپس اپنے ملک کو چلے جائینگے اسبات کو حسب موقع وقت میر منو نے قبول کیا اور احمد شاہ

واپس اپنے ملک کو چلا گیا ایسی خبریں پنجاب کے انتظام کی جب دہلی میں پہونچیں تو ارکین دربار کو حسد پیدا ہوا اور شاہنواز سابق صوبہ دار لاہور کو صوبہ ملتان کا بنا کر دہلی سے روانہ کیا اور تجویز کی کہ میر منو کا دخل ملتان سے اوٹھا دیا جاوے میر منو نے یہہ بات سنکر فوراً دیوان کوڑا مل اپنے دیوان کو فوج دیکر ملتان بھیجا چنانچہ دیوان جب ملتان پہونچا اور شاہنواز خان کے دخل کا مانع ہوا تو فریقین میں لڑائی ہوئی شاہنواز خان مارا گیا اس خدمت کی انجام کے بعد دیوان کوڑا مل ملتان کا ناظم بنا اور راجہ کوڑا مل خطاب پایا ایسے جھگڑوں کے سبب سے جب میر معین الملک نے حسب اقرار روپیہ کابل نہ بھیجا تو تیسری مرتبہ احمد شاہ دریای چناب پر آموجود ہوا اور چونی کھتری اپنے معتبر کو روپیہ مانگنے کے واسطے لاہور کی طرف روانہ کیا میر منو نے جواب دیا کہ اگر کل فوج درانی کابل کو چلی جاوے تو میں روپیہ دیتا ہوں چونکہ ایلچی کے روانہ ہونے کے بعد خود بھی میر منو مع فوج اوسکے پیچھے پیچھے چلدیا اور دیوان کوڑا مل ملتان اور آدینہ بیگ خان دوآبہ جالندھر سے معہ فوجوں کے بلائے گئے لاہور کی فوج جب چناب پر پہونچی تو احمد شاہ کی فوج دریا کے کنارے سے اوٹھکر مشرق کی طرف چلا اور تین اتفاقاً دونوں فوجوں کا آپس میں خفیف سا مقابلہ ہو گیا مگر میر منو نے وہاں جنگ کرنا مناسب نہ سمجھا اور لاہور کو واپس ہوا احمد شاہ بھی پیچھے پیچھے ہو لیا جب قریب لاہور کے پہونچا تو میر منو اپنے مورچوں میں جو پہلے سے تیار کر رکھے تھے گھس گیا اور چار مہینے تک نکلا فریقین کے فوجیں اپنے اپنے مورچوں میں ایک دوسرے کے سامنے اتری رہیں جب غلہ کی تنگی اور گرانی حد نہایت پہونچی تو میر منو نے اپنی فوج مورچوں سے باہر نکالی اور لڑائی شروع کی آخیر اس میدان میں درانیوں کو فتح ہوئی دیوان کوڑا مل مارا گیا میر منو نے شکست کھائی اور داخل لاہور ہوا درانی فوج شالامار میں جا اوتری میر منو نے جب دیکھا کہ اب سوای اطاعت کی کوئی چارہ نہیں ہے تو خود جاکر احمد شاہ کے پاس حاضر ہوا بادشاہ نے اوسکی بڑی عزت کی اور خانجہان اپنے ایک امیر کو پیشوائی کے واسطے بھیجا فریقین میں بڑے تپاک سے ملاقات ہوئی پچاس لاکھ روپیہ نقد لیکر دوبارہ نظامت کا خلعت میر منو کو عطا ہوا عبد اللہ خان سپہ سالار بڑی فوج کے ساتھ کشمیر کے فتح کو روانہ ہوا جب احمد شاہ اور میر منو کا مقدمہ برابر ہو گیا تھا تو سکھوں کی خوب بن آئی تھی گاؤں کے گاؤں اونہوں نے لوٹ کر اوجاڑ دیئے تھے احمد شاہ کے جانے کے بعد میر منو سکھوں کے انتظام میں مصروف ہوا اور سنا کہ بڑا اجتماع سکھوں کا اب موضع ادانین جو لاہور سے چند کوس کے فاصلہ پر ہے ہوا ہے اسواسطے میر منو اپنی فوج لیکر شتاب وہاں جا پہونچا اور سکھ بیشمار قتل کئے گئے اسی عرصہ میں میر معین الملک شکار کھیلتا گھوڑے سے گرا اور اوسی صدمہ سے جنت نصیب ہوا اگرچہ میر امین الدین چار سالہ بیٹا اوسکا باقی رہا مگر وہ بھی دس مہینہ بعد چیچک نکلکر مر گیا اور مراد بیگم میر منو کی عورت نے پنجاب کی حکومت اپنے قبضہ میں کی اور

دہلی اور کابل کی طرف عرضیاں بھیجکر اپنی تقرری کی سندین منگوالین مراد بیگم کے دربار کے بڑے امرا کو
نواب میر بھکاری خان بانی مسجد طلائی و میر مومن خان و آدینہ بیگ خان تھے مگر تھوڑے ہی دنون بعد اعتماد
مراد بیگم کا اون پر نہ رہا اور کابل سے ایک میر خان جہان نام اوسنے جسکو احمد شاہ منگوا کر مختار کل بنایا
اوسکے آنے سے پہلے امیر بے اختیار ہوگئے آدینہ بیگ خان تو اپنے علاقہ دوآبہ بست مین چلا گیا میر مومن خان نے
دربار کی آمد رفت موقوف کی نواب بھکاری خان کو مراد بیگم نے زنانہ محل مین بلوا کر کنیزکون کے
ہاتھ سے مروا ڈالا اوسکی شہادت کا صرف یہی باعث تھا کہ نواب میر بھکاری خان آدمی جوان و
حسین و جمیل گو بذات نفیس عابد زاہد تھا مراد بیگم اوسکے شگفتہ حسن و جمال تھی طالب وصال تھی مگر بھکاری خان
زنا کو حرام جانتا عورت کا کہا نمانتا جب کوئی صورت نہ بن آئی تو عشق نے دشمنی کی صورت دکھائی مراد بیگم
نے اوسکو گھر بلایا اور وہی سوال درمیان مین آیا جب اوسنے انکار کیا تاب خواری کا اظہار کیا تو وہ
غضبناک کمال ہوئی غصہ سے لال ہوئی اور کنیزکون کو حکم دیکر اوس بیگناہ سید عالیجاہ کو محلون کے
اندر ہی پھانسی دیدیا مراد بیگم کے وقت انتظام پنجاب کا بالکل بگڑ گیا سکھون کے ڈاکے پڑنے لگے گانو اجڑنے
لگے ملک بے چراغ نہ کوئی حاکم نہ داور رعایا بے سر و پا یہہ خبر جب دہلی مین بدربار احمد شاہی پہونچی تو غازی الدین
عماد وزیر پنجاب کے انتظام کیواسطے مامور ہوا مراد بیگم نے جب جانا کہ اب ناظم سلطنت آتا ہے ملک میرے ہاتھ
سے جاتا ہے تو اوسنے اپنا وکیل بھیجکر وزیر کے ساتھ اپنی شادی کی ٹھہرائی اور خود جاکر مقام ماچھیواڑہ
وزیر سے ملاقات کی اور نکاح کر لیا اور بی بی میان باتفاق ایک دوسرے کے لاہور پہونچے وزیر نے اپنی
طرف سے ایک شخص سید جمیل نام کو پنجاب کا ناظم بنایا اور مراد بیگم کو اپنے محلون مین رہنے کا حکم دیا اس بات سے
بیگم ناراض ہوگئی اور وزیر سے پوشیدہ بھاگ کر کابل پہونچی اوسکی ترغیب سے احمد شاہ چوتھی مرتبہ پنجاب
مین آیا اوسکے آتے ہی سید جمیل ناظم دہلی کو چلدیا احمد شاہ بھی اوسکے پاشنہ کوب دہلی پہونچا اور دہلی
فتح کر کے احمد شاہ بادشاہ چغتائی کو پھر تاج بخشی کی اور سرہند تک اپنے ملک کی سرحد مقرر کر کے لاہور آیا
اور شاہزادہ تیمور اپنے بیٹے کو اسنے پنجاب کی نظامت سپرد کی اور کابل کو چلا گیا شہزادہ کے دربار مین سردار
خان جہان مراد خان و دیگر منتظم امیر تھے جنکی شائستہ تدبیرون سے پنجاب کا انتظام بہت اچھا ہوگیا اور
شہزادہ خود بھی آدمی بڑا عاقل و حلیم الطبع و سخی تھا اوسکے وقت سکھ جب جا بجا اپنے گھرونمین جا بیٹھے تھے آخر
یہہ عمدہ انتظام آدینہ بیگ خان کی سرکشی کے سبب ٹوٹ گیا اوسکا مجمل حال یہہ ہے کہ جب شہزادہ تیمور
پنجاب کا ناظم بنا تو اوسنے آدینہ بیگ خان کو دوابہ بست سے اپنے سلام کے واسطے بلایا مگر وہ نہ آیا اور چند
مدت تک باخبیہ در چند نذرات لکھتا رہا آخر اوسکی حاضری کیواسطے فوج درانی مامور ہوئی یہہ خبر پاکر اوسنے

مرہٹون کو جو دہلی کے گرد نواح وغیرہ ہندوستان کے ملکون مین قابض ہوگئی تھی پنجاب مین بلا یا اور مرہٹون کے
سردار ملہار راو و جنکو راو مع پلٹن لاکہ سوار کے ستلج پار آپہونچے انکے آتے ہی آدینہ بیگ خان انکو شامل ہو
اور وہ کوچ بکوچ لاہور کیطرف آئے یہہ خبر پاکر شہزادہ تیمور نے پنجاب کی حکومت ترک کی اور کابل کو چلا گیا
مرہٹون نے پنجاب مین آکر بے جنگ و جدل اپنا تسلط جما یا راگھو جی سپہ سالار کے حکم اور آدینہ بیگ کی تجویز
سے حکومت لاہور کی خواجہ میرزا افغان کو عطا ہوئی جو تیمور شاہ کے فوج کا افسر تھا کہ آدینہ بیگ خان
کے گرفتاری کو بھیجا گیا تھا اور وہان جاکر اسنے آدینہ بیگ کے ساتھ سازش کرلی تھی شام جی و رام جی
دو مرہٹہ کل پنجاب کے حاکم قرار پائے صاباجی مرہٹہ دس ہزار فوج کے ساتھ اٹک کے قلعہ مین مامور ہوا اور
آدینہ بیگ خان بدستور دوابست جالندہر کا ناظم رہا تھوڑی سی مدت کے بعد خواجہ میرزا لاہور کے
حکومت سے معزول ہوکر کوہ جمون کیطرف بھاگ گیا اور دو کس مرہٹہ بالو راؤ و ادورا راؤ لاہور کے
حاکم مقرر ہوئی ایسے نازک سان وقت مین سکھون لٹیرون کی خوب بن آئی تھی اور وہ بیہ لوٹ مار کرتے
تھے آدینہ بیگ خان نے جب سکھون کی یہہ حالت دیکھی تو فوراً ایک فوج لیکر ان پر چڑھ آیا مگر
سکھ ہاتھ نہ آئے اور مخالفین نے نوشہرہ مین کوٹلی افغانون اور آدینہ بیگ کی آپسمین سخت لڑائی ہوئی اور رجال خان
کو ملہ والہ یا مارا گیا سنہ ۱۱۷۱ ہجری مین پنجاب مین سخت قحط پڑا تمام ملک قحط کے صدمہ اور سکھون کے غارت سے
تباہ ہوگیا سنہ ۱۱۷۲ آدینہ بیگ خان مرگیا اور اسی سال احمد شاہ درانی نے پہر پنجاب کی طرف رخ کیا جب
اٹک پر پہونچا تو کل مرہٹہ پنجاب سے نکلکر چلے گئے احمد شاہ درانی نے لاہور آکر کریم داد خان کو لاہور کا حاکم بنایا
اور زین خان سے گجرات وغیرہ کی فوجداری سپرد کی اور خود ہندوستان کیطرف چلا گیا اور وہان جاکر
مرہٹون کے ساتھ ایسی زور شور سے لڑائی کی کہ باوجود کثرت فوج کے مرہٹہ بھاگ نکلے اور درانی فوج نے سوا
لاکھ آدمی قتل کئے جو ہوئے چلے گئے اسیوقت مین کہ تمام فوج اور سردار بادشاہ کے ساتھ مرہٹون سے لڑنے
گئے پنجاب مین سکھون نے خوب غدر مچایا جسا سنگہ آلووالیہ و جیت سنگہ کہنیہ و گوجر سنگہ و لہنا سنگہ نے امرتسر مین
جمع ہوکر لاہور کے لوٹنے کی تجویز کی اور سیدہے بازار تک آکر لاہور کا محاصرہ کرلیا اور حصار کے باہر کی عمارتون
کو آگ لگادی اور جسکو پایا لوٹ لیا مکانات گرا دیئے اونہین دنون لاہور کا حاکم جب بہت تنگ ہوا تو اوسنے
سکھون کے پاس صلح کا پیغام بہیجا اونہون نے جواب دیا کہ اگر تم خالصہ جی کو کڑاہ پرشاد کہلا دو تو جاتے ہین آخر
تیس ہزار روپیہ دیکر لاہور کے سر سے اونکو یہہ بلا ٹالی مگر حصار کے باہر کی آبادی مین سے کچہہ باقی نہ رہی
جب احمد شاہ مرہٹون پر فتحیاب ہوکر آیا تو سربلند خان کو ناظم ملتان و زین خان کو حاکم سرہند و خواجہ عبید اللہ خان
کو حاکم لاہور بنایا اور ولایت کو کوچ کیا مگر راستہ مین سکھون نے شاہی لشکر کے ساتھ مزاحمتین کین

اور شجون ہاری مگر چونکہ بادشاہ کو اپنی خانگی فساد کے رفع کرنے کے واسطے کابل جانا جلد تر ضرور تھا اوس وقت
اس گستاخی کی سزا وہ سکھون کو نہ دیسکا اور غصہ مین بھرا ہوا راستہ کو چلا گیا کابل پہونچتے ہی اوسنے
نورالدین خان نام سردار کو مع فوج سکھون کے سزادہی کے واسطے پنجاب طرف روانہ کیا جب وہ سردار
مع فوج جرار دریای چناب سے وار اترا تو چڑت سنگھ سردار نے بڑی ہمتی کے ساتھ اوسکا مقابلہ کیا جس مین
افغانی فوج کو شکست ہوئی اور نورالدین خان سیالکوٹ کے قلعہ مین بھاگ کر پناہ گزین ہوا
چڑت سنگھ نے سیالکوٹ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور نورالدین نے وہانسے بھاگ کر راجہ جمون کے پاس پناہ
پائی یہہ حال سنکر خواجہ عبید صوبہ لاہور اپنی فوج لیکر سکھون کی سزادہی کیواسطے سوار ہوا انکا اسنے
بھی عند المقابلہ شکست کہائی اس فتح کے بعد پنجاب مین سکھہ تار بکم الاعلی کا دم بھرنے لگے اور سکے
ملک گورو کا قلعہ اس گدی نشین جنڈیالہ پر جو مطیع الاسلام اور احمد شاہ بادشاہ کا محمد تھا اور ریش کی
جنڈیالہ کا محاصرہ کرلیا تھا قلعہ اس نے اس حال کی عرضی بادشاہ کی خدمت مین بھیجی عرضی کے پہونچتے ہی احمد شاہ
بفوج خاطرخواہ بکوچ ملیغار پنجاب کو روانہ ہوا اور سکھہ تھوڑی سی لڑائی لڑ کر بھاگ گئے اور ستلج سے اوتر
کر سرہند کے جنگلون مین جا چھپے یہہ خبر پاکر زین خان سرہند کا صوبہ اونکی سرکوبی کے واسطے سوار ہوا اور
رائیپور کے قریب سکھون سے لڑائی شروع ہوئی قریب تھا کہ زین خان کی فوج بھاگ نکلے کہ اتنے مین خود احمد شاہ
درانی رستم ثانی وہان جا پہونچا جب سکھون نے درانیون کے جھنڈیان دیکھین تو چاہا کہ بھاگ جائین مگر اوسوقت
کون بھاگنے دیتا تھا درانیون نے چارون طرف سے اونکو گھیر لیا اور اسقدر قتل عام ہوئی کہ عند الشمار بیس ہزار
نعش سکھون کی شمار مین آئی اس لڑائی کو سکھہ آج تک گہلوگہارا یعنی قتل بسیار کہتے ہین اس لڑائی کے بعد
الا سنگھ پٹیالہ والہ بھی بحالت قید بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا اور نہایت عجز و اطاعت بیان کی بادشاہ
نے کئی لاکھ روپیہ نقد اس سے لیکر گدی پٹیالہ کی اسکو بخشی اور راجگی کا خطاب دیا بعد اختتام اس مہم کے
احمد شاہ لاہور آیا اور نورالدین خان کو ناظم کشمیر مقرر کرکے حکم دیا کہ جیون مل کابلی جو پہلا صوبہ کشمیر کا
باغی ہے اوسکو گرفتار کرکے حضور مین بھیج دیوے اور راجہ جمون کی فوج اپنے ساتھ لیکر کشمیر جاوے ہنوز بادشاہ
لاہور مین ہی تھا کہ جیون باغی بحالت قید کشمیر سے آکر پیش ہوا اور بحکم بادشاہ اندھا کیا گیا اونہین
ایام مین بادشاہ کو خبر پہونچی کہ بتقریب میلہ دیوالی کے سکھون کا اجتماع امرتسر مین ہوگا یہہ خبر سنتے ہی
بادشاہ شتاب امرتسر گیا مگر سکھون کو بادشاہ کے پہونچنے سے تھوڑی دیر پہلے خبر ہوگئی تھی اسواسطے
سب بھاگ گئے اور مکان خالی پڑا رہگیا بادشاہ نے جب سکھون کو نہ پایا تو غضب سلطانی نے جوش مارا
اور دربار اسکا مندر جو سکھون نے بڑی تکلف سے بنوایا ہوا تھا بارود سے اڑوا دیا اور تالاب کے سیڑہیان

بارود سے دہر گرا دڑا دین کل تالابون مین مٹی ڈالکر زمین کے برابر کرا دیئے اور شہر کے اندر جو ہندو دیکہا سب کو
قتل کیا مکانات جلادئے رعایا کو لوٹ لیا یہہ کام جب انجام پا چکا تو بادشاہ لاہور آیا کابلی مل کہتری کو لاہور
کی نظامت عطا کی اور کابل کی سمت کو کوچ کیا بادشاہ کے جاتے ہی سکہہ پھر میدان مین نکل آئے پہلے انہون
نے قصور کو لوٹا اور بڑی دولت حاصل کی پھر بہت مجموعی سے سرہند پر چڑہ گئے وہان خوب لڑائی ہوئی زین خان
حاکم سرہند نے شہادت پائی سکہون نے شہر کو غارت کر کے آبادی کا نام نہ چھوڑا مکانات جلادئے مسجدین گرادین رعایا کو
لوٹ لیا اور جہان تک ہوسکا گورو گوبند سنگہہ کے وقت کا بدلا اوسکی اولاد سرہند مین ماری گئی تھی سکہون نے دل
کہول کر نکالا سرہند کی بربادی کے بعد سکہہ لاہور کیطرف آئے اور محاصرہ کر لیا اور کابلی مل حاکم کو
کہلا بہیجا کہ اگر تو گاؤکشی کرتا ہوں کو جو لاہور مین رہتے ہین قتل کر ڈالے تو تجہکو امان ہے کابلی مل نے
بمصلحت وقت چند قصابان گاؤکش کو ناک کان کٹوا کر شہر سے باہر نکلوا دیا ایسی ایسی خبرین پنجاب کے
احمد شاہ نے سنی تو پھر پنجاب کیطرف توجہ کی مگر اوسکے آتے ہی خالصہ جی ہرن ہو گئے کسی آبادی مین کسی
سکہہ کا پتا ملا یا جا بجا غصہ کہا کر جموں کے راستہ ولایت کو چلا گیا اوسکے جانے کے بعد پھر سکہہ فوج در فوج جنگلوں سے
نکل آئے اور بلا مزاحمت جہان جہان کسیکو جا پا قبضہ کر لیا کابلی مل لاہور کا ناظم جو بادشاہ کے ہمراہ جموں تک
گیا تھا بسبب مزاحمت ہجوم سکہون کے پھر لاہور تک آنے نہ پایا لہنا سنگہہ و گوجر سنگہہ و سوبہا سنگہہ سکہون نے لاہور
پر قبضہ کر لیا اور ایک شہر مین تین حاکم با اختیار بن گئے اور کابلی مل کے قبائل مدت تک ان کی قید مین رہے
سوا اسکے گاؤن گاؤن قصبہ قصبہ شہر شہر سکہون کی عملداری جم گئی شاہی عملداری بالکل اوٹہ گئی پہر خبر پاکر
احمد شاہ پھر پنجاب مین آیا اور سر افراز خان کو کشمیر سے طلب کر کے فوجداری رہتاس کی اسکو دی مگر بسبب
وقوع کسی تنازع خانگی کے فی الفور واپس چلا گیا چند روز کے بعد پھر بادشاہی لشکر داخل پنجاب ہوا جا بجا
سکہون کی تلاش ہونے لگی مگر گرفتاری اونکی خاطر خواہ عمل مین نہ آئی بادشاہ چندے لاہور مین رہا پھر داؤد خان
اور مولوی عبد اللہ لاہوری کو حکومت پنجاب کی دیکر سرہند کو روانہ ہوا چونکہ اون دنوں مین شہزادہ
تیمور اور بادشاہ کی کچہہ شکر رنجی وقوع مین آئی ہوئی تھی سرہند کے مقام سے بلا رضا شہزادہ تیمور ایک دستہ
بارہ ہزار سوار کا بادشاہ کے بلا اجازت اولٹ کر کابل چلا گیا اس بات کی وقوع مین آنے سے بادشاہ کو
سخت غم ہوا اور سرہند سے لوٹ کر ملتان کہہ راستے ولایت کو چلا گیا اوسکے جاتے ہی سکہون نے پھر اپنی
حکومتین سنبہالین اور تینون حاکم پہر لاہور مین آموجود ہوئے داؤد خان ناظم نے بحالت ناچاری اونکی
اطاعت قبول کی اور احمد شاہ بیمار ہو کر بسال ۱۱۸۶ھ بقضاے ربانی جہان فانی سے گذر گیا اوسکے بعد

تیمور شاہ بن احمد شاہ درانی کابل کے تخت پر بیٹھا ملک و امن کوہ مثل ڈیرہ جات پشاور

و کشمیر وغیرہ البتہ اوسکے وقت مین اوسکی زیر حکومت تھا مگر خاص پنجاب مین سوائے سکھون غارتگر و کن کسیکی
حکومت نہ تھی تیمور شاہ کے بعد زمان شاہ بادشاہ نے سلطنت پائی اور اوسنے کابل سے لاہور
کیطرف توجہ کی اور لاہور مین چند ماہ رہا مگر ہر چند سکھون کو ڈھونڈھا کہین نہ سراغ ملا ناچار واپس چلا گیا
اوسکے جانے کے بعد پھر وہی تینون سردار لاہور مین آموجود ہوئے اور سکھون نے جا بجا اپنے قدم جمائے
سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین پھر زمان شاہ بڑا بھاری لشکر لیکر لاہور آیا اور ہر چند چاہا کہ کسیطرح انتظام پنجاب کا درست
مین آوے اور اسکی سلطنت پنجاب مین قیام و نمو پاوے آخر جب دیکھا کہ سکھون کے ہاتھ سے اوسکی سلطنت کی پاؤن پنجاب سے اوکھڑتے ہین تو تھوڑے
ایک دو سہ روز گذارا اور چند روز یہان قیام رکھکر سکھون کی بہت جستجو کرائی مگر کہین سے اونکا کھوج تک نہ آیا گانوکے گانو خالی
پڑے دیکھے سوائی بادشاہ کوچ کرکے کابل کو چلا گیا وہان جا کر بسبب خرابی اپنے بھائی بندون کی مکحول ہو کر معزول الریاست
ہوا شاہ زمان کے دوسری مرتبہ آنے کے وقت بھی شہر لاہور حصار کے اندر سے بھی نصف سے زیادہ اُجڑا پڑا
تھا جا بجا کھنڈر پڑے گذر اور محلون کے محلہ ویران تھے کیونکہ اہل شہر قحط سے مرے اور سکھون کے لوٹ سے بھاگ کر
جا بجا نکل گئے تھے غرض اسمقام تک اہل اسلام کے سلطنت کا حال جو صدہا سال پنجاب مین رہی تھی ختم ہوا فقط

دوسری تقسیم سکھون کے ظہور و عروج و حکومت کے بیان مین بابا نانک کے عہد سے لیکر مہاراجہ رنجیت سنگھ و دلیپ سنگھ کی انقراض سلطنت تک

پنجابی زبان مین سکھ کے معنی مرید یا چیلے کے ہین اول بابا نانک نے اپنے مریدون کو اس لفظ سے
مخاطب کیا اور اوسکے مرید گورو کے سکھ کہلائے نانک کے بعد تو سجادہ نشین برابر ایک دوسرے کے بعد
سجادہ نشین ہوتے رہے اونکو سکھ دسون بادشاہ کہتے ہین اومین سے چار جانشین تو فی الحقیقت فقیر
تارک الدنیا صاحب عبادت و ریاضت تھے اور چھ باقیماندہ دنیا کی دولت و ثروت و جاہ و حشمت لشکر
و فوج و مال و خزانہ کے طرف راغب ہو چلے موجد اس مذہب کا گورو نانک تھا یہ شخص خدا پرستی
خدا شناسی و بے تعصبی مین مشہور ہے اچھے فقیر ہندو و مسلمان سے اسنے فیض پایا باتفاق بھائی
بالا و بھائی مردانہ کے اسنے تمام ہندوستان کی سیر کی مگر اسکی سیر کا حال جو کسی سکھ نے جنم ساکھی کے
پوتھی مین تحریر کیا ہے اوسکے دیکھنے سے عقل حیران ہوتی ہے کہ وہان یہ بھی لکھا ہے کہ گورو نانک آسمان
گیا اور بھگوان سے سرگون مین جا کر ملا اوسمین کل ہر زمین کی سیر کا حال تحریر ہے اور مندرج ہے کہ
بابا نانک بغداد مین گیا اور پیر دستگیر محی الدین عبدالقادر جیلانی سے ساتھ طریقت کے علم مین مباحثہ
ہوا جسمین نانک نے فتح پائی مگر افسوس ہے کہ وہ مصنف تاریخ کے علم سے واقف نہ تھا کیونکہ غوث الاعظم

محی الدین عبدالقادر جیلانی تخمیناً پانسو برس بابا نانک سے پہلے ہوئے ہین گورو نانک صاحب کے وقت وہ کہان موجود
تھے اور ہمین یہہ بھی لکھا ہے کہ دہلی مین نظام الدین اولیا ملتان مین خواجہ بہاء والحق زکریا ملتانی پاک پٹن مین
خواجہ فرید علی ہذ القیاس سب سے بابا نانک سے ملاقاتین کین اور بعض بابا جالانکہ یہہ کل حضرات سینکڑون برس
بابا نانک سے پہلے فوت ہو چکے تھے غرض وہ جنم ساکھی سکھ صاحبان کی ہی مضامین اور ہتھیلون کے گہڑنے اور سننے کے لائق
ہے ورنہ کچھ اصلی مطلب اوس سے حاصل نہین ہوتا۔ یہہ شخص بابا نانک کھتری کا نانک سمت ۱۵۲۶ بکرماجیتی مطابق
۸۷۰ ہجری بدہ کے دن کالو کھتری قوم بیدی موضع تلونڈی رای بہوا مین جو لاہور سے پچیس کوس سمت جنوب
مغرب دوآبہ رچنا کے سرزمین مین واقع ہے بعہد سلطان بہلول لودہی پیدا ہوا اور اواخر سمت ۱۵۹۶ بکرماجیت
۹۵۲ ہجری اسلام شاہ بادشاہ بن شیرشاہ افغان کے عہد مین بمقام ڈیرہ مر گیا اور مقام پر اب بھی قبر
نانک کا کنارہ دریا پر راوی بڑا عالیشان مکان بنا ہوا ہے **لہنا کھتری المشہور گورو انگد**
دوسرا جانشین یہہ شخص قوم کا تہن کھتری اول باشندہ ہری کے مہرائل کے کھدرامون موضع
کے نشکر سے سونوار کے رہ سمت ۱۵۹۶ آگیا رہوین بیساکھ کے پیدا ہوا سمت ۱۵۹۶ بکرمی مین ایک عورت مسماة
کہیوی کے ساتھ اوسکی شادی ہوئی اتفاقاً ایک سال جوالا دیوی کے درشن کو چلا جاتا تھا راہ مین نانک
اوسکو مل گیا اونکی صحبت مین وہ ایسا محو ہوا کہ دیوی کے درشن کرنے بھول گیا اور اپنی خدمت سے گورو کو
ایسا خوش کیا کہ اونہون نے باوجود موجود ہونے اپنی اولاد کے گدی فقر کی اسی کو عطا کی سمت ۱۶۰۹ مین یہہ شخص
مر گیا آدمی حلیم کل ہندو اور مسلمان سب اوسکی نظرون مین ایک سے تھے ڈیرہ اوسکا موضع کھندور
بیاس کے کنارے بنا ہوا ہے جو دہی **گورو امرداس تیسرا جانشین** یہہ شخص بسوین بیساکھ
سمت ۱۵۳۶ کو موضع بھان کھتری گوت بہلہ مسماة لکہو کے شکم سے پیدا ہوا اور تیاہوین ماگہ سمت ۱۵۸۸ موضع گہنہ
مسماة منسا دیوی کے ساتھ اوسکی شادی ہوئی اور آخری عمر مین گورو انگد دوسرے جانشین کا چیلہ بنا اور
صحبت ہی خدمت کر کر گورو کی خوشنودی سے گدی پائی بائیس سال پانچ مہینے گیارہ دن گدی نشینی کی آخر بھادون
کے مہینے سمت ۱۶۳۱ مین فوت ہوا ڈیرہ اوسکا موضع گوہند وال جو دہی **گورو رامداس چوتھا**
جانشین گورو رامداس کے باپ کا نام ہر داس تھا اور قوم کھتری سوڈہی تہی کاتک سمت ۱۵۹۱
بمقام لاہور مسماة دیا کے شکم سے پیدا ہوا اور اٹھارہ برس کی عمر مین گیارہوین پہاگن سمت ۱۵۹۹ مین شادی
اسکی مسماة بہانی امرداس کی لڑکی کے ساتھ ہوئی اور امرداس تیسرے جانشین نے بخاطر داری اپنی دختر
بہانی کے بیٹون کا بھی دم کر کر گدی گورو بابا کی رامداس کو بخشی بسبب خوش خوئی و حسن لیاقت و سلیقہ
مزاج کے تمام پنجاب مین زیادہ تر اسکی مشہوری ہوئی اکبر بادشاہ نے بہت سی زمین اسکو انعام مین دیکر

جسمین اسنے تالاب بنوایا امرتسر نام رکہا تالاب کے گرد شہر کے آبادی کی بنا ڈالی اسکے تین بیٹے تھے ایک پرتھی
دوسرا مہادیو تیسرا ارجن لیکن رامداس نے مسند گورپائی کی ارجن کو بخشی آخر بھادون کے پانچوین سمت ۱۶۳۸
مین مر گیا رامداس کا ڈیرہ گوبندوال مین تھا اگرچہ اب دربار ہوگیا ہے پر استہان نشستگاہ اسکا امرتسر کے تالاب
کے اندر مشہور ہے **گورو ارجن پانچوان جانشین** یہ شخص اٹھارہوین بیساکھ سمت ۱۶۱۰
منگل کے روز مسمات بھانی گورو رامداس کی لڑکی کے پیٹ سے بمقام گوبندوال پیدا ہوا اور نوین بیساکھ
سمت ۱۶۴۲ چندن سنگہ سوڈہی کی لڑکی سے اسکی شادی ہوئی امرتسر کی آبادی مین اسنے بہت کوشش کی
سنتوکہ سر رام سر دو تالاب کہدوائے سوائے انکے ایک اور تالاب امرتسر سے بفاصلہ دس میل کہدوا کے
نام اوسکا ترن تارن رکہا آخر چوبیس سال مسند نشینی کر کے جیٹہ کے مہینے سمت ۱۶۶۳ جمعہ کے دن بمقام لاہور
بادشاہی دیوان [illegible] چندو کے ہاتھ سے [illegible] ہلاک ہوا دیرہ اوسکا لاہور مین قلعہ کے دیوار کے
نیچے موجود ہے **گورو ہرگوبند چھٹا جانشین** یہ شخص پہلی ماہ اساڑہ سمت ۱۶۵۲ اتوار کے روز
گورو ارجن کے گہر مسمات گنگا [illegible] کے بطن سے بمقام [illegible] پیدا ہوا اسنے خود بھی تلوار باندہی اور اپنے
سکہون کو ہتہیار باندہنے کی ہدایت کی اور فقر کے خاندان کو سپاہگری سے ملا دیا اسکو جاگیر دار پنجاب
کے پاس کہ وہ شخص بہت دل عزیز تہا اسنے بہت رسوخ پیدا کیا اور اوسکے ذریعے چند بار حضور شاہجہان
بادشاہ بہی حاضر ہوا دو تالاب کول سر و بیبک سر اسنے امرتسر مین کہدوائے آخر چیت کے مہینے سمت ۱۶۹۵ اکتیس سال
گورپائی کر کے مر گیا **گورو ہررای ساتوان جانشین** یہ شخص ماہ ماگہ سمت ۱۶۸۶
جمعرات کے دن بخانہ گورو دتا پسر ہرگوبند پیدا ہوا اور بعد وفات اپنے دادا کے مسند نشین ہوا اکتیس سال آٹھ
چودہ روز گورپائی کی اور چھوٹے بیٹے ہرکشن چھوٹے فرزند کو گدی بخشی [illegible] بڑا لڑکا اوسکا رامرای
ہو کر شاہ دہلی کے پاس مستغیث ہوا مگر کچھ نہ چلی اور گورو ہررای کاتک کے مہینے سمت ۱۷۱۸ بمقام کرت پور مر گیا
اور اوسکا ڈیرہ وہان موجود ہے **گورو ہرکشن اٹھوان سجادہ نشین** اسکو گورو
بالا بھی کہتے ہیں یہ شخص ساون کے مہینے سمت ۱۷۱۳ بدہ کے روز بمقام کرت پور گورو ہررای کے گہر پیدا ہوا اور
سمت ۱۷۱۸ مین گدی نشین ہوا باپ کے مرنے کے بعد اورنگزیب عالمگیر نے بسبب شکایت رامرای کے اسکو دہلی مین
طلب کیا جب وہان پہنچا تو بعارضہ چیچک بدہ کے دن چیت کے مہینے سمت ۱۷۲۱ مین بمقام دہلی بعمر آٹھ سال مر گیا
گورو تیغ بہادر نوان سجادہ نشین یہ شخص [illegible] ماگہ جمعہ کے دن سمت ۱۶۷۹
بخانہ گورو ہرگوبند چھٹے جانشین کے پیدا ہوا اسکی والدہ کا نام نانکی اور پیدا امرتسر ہی سمت ۱۶۹۰ اسوج
مہینے بمقام کرتارپور مسمات گوجری [illegible] اسکی شادی ہوئی ہرکشن کے مرنے کے بعد سکہون نے [illegible]

گورو دسنا یا تیرہ سال آٹھہ مہینے اکیس روز اپنی مسندنشینی کی آخر بادشاہ کے حکم سے دہلی بلا یا گیا اور بگہر کے مہینے سومواری کے روز سمت ۱۷۳۲ کو مقتول ہوا ڈیرہ اوسکا دہلی مین موجود ہے

گورو گوبند سنگھ دسوان جانشین

یہ شخص بانگہ کے مہینے اتوار کے روز تیسرے پہر رات رہے سے وقت سمت ۱۷۲۳ گورو تیغ بہادر کے ہان جانشین کے گھر بمقام پٹنہ سے بمقام عظیم آباد پیدا ہوا اچیت کے مہینے سمت ۱۷۳۳ اسنات سندری کے ساتھہ اوسکی شادی ہوئی بعد قتل ہوجانے اپنے باپ کے مسندنشین ہوا اور سکہوں کو جمع کرکر اونکو چاہا کہ انکو سپاہی بناکر بادشاہ کا مقابلہ کرون اور اپنے باپ کا عوض لون اوس اجتماع مین اوسنے سہل طریق سنت لی دیئے اور بنا بر حسب اپنے طریق کا ایجاد کیا اور اونکو حکم دیا کہ آیندہ کوئی گورو کا سکھہ بال نہ منڈاوے بدن سے استرا نہ لگاوے ملاقات کے وقت رام رام کے بدلے آپسمین سکہہ واہگورو جی کی فتح کہین زنار جو کل ہندو گلے مین پہنتے ہین سکہہ نہ پہنا کرین انکی زنار توڑ ڈالین برہمنوں شب دیوی دیوتا کی پوجا بلکہ صرف گورو کو مانے اور اوسکو پرمیشر کا روپ جانے بید پوران شاستر کا دل سے اعتقاد اوٹھادے اونکی باتین سچی نہ سمجھے گرنتہ کو سچی کتاب جانے اوسکا پڑھنا ثواب جانے گرنتہ کے حکموں کی تعمیل کرے اونکی سمجھا مین یہ تعین دہرکہ کل سکہہ آپسمین ایک ہین چاہے کوئی پہلے برہمن تہا یا کہتری یا شودر سکہہ ہونے پر ذات اوسکی جاتی رہی اشراف کی توقیر اور رذیل کی ذلالت نہ رہی سب قدر و توقیر مین برابر ہو گئے کوئی گورو کا سکہہ تہا کوئی مسلمان کے ساتھہ جہانتک ہو دشمنی کرے اوسکا مال لوٹ جاوے تو مارے بلکہ کا مال چوری سے کہا جانا بہی حلال تصور کرے جو کوئی سکہہ ہوکر کسی مسلمان کو قتل کرے وہ مکت پاوے سیدہا سرگ کو جاوے اور اگر مسلمان کے ہاتہہ سے خود بہی مارا گیا تو بہی بہشتی ہوا مسلمان کا ذبح کیا ہوا حلال یا حرام جانے بکری کا جہٹکا اپنے ہاتہہ سے کرے گورو کا نام لیکر بکری کے گردن پر تلوار مارے اوسکا سر اوتارے تو وہ گوشت کہاوے ہر ایک سکہہ تلوار باندہے ہتیار کوئی نہ کوئی اپنے پاس رکہے نیلے کپڑے پہنے لوہے کا چکر پگڑی کے اوپر دہرے بال یعنی کیس اور کے طرف لیجاکر سر کے اوپر باندہے پگڑی سیدہی رکہے کنگہا ہمیشہ ایسا رہو یا جانب بہی گندہا بہی سنگار ہے سور کا گوشت تو یعنی پاک سمجھو بلاتشک کہاوے یہہ مسلمان کا دشمن تہا فقط غرض ایسی ایسی ہدایت جنکی تفصیل نہایت طول ہے گورو گوبند سنگھ کے تذکرہ مین لکہی ہے اوسنے سکہوں کو سکہلائی اور پاہل دینے کی رسم جاری کی پاہل دینے کا یہہ طریق ہے کہ بتاشوں کا شربت کرکر پہلے گورو اپنا دہنے پانو کا انگوٹہا اوسمین ڈبوتا ہے تلوار کے نوک سے اوسمین پہیرتا ہے تہوڑا سا اوسمین سے آپ پی لیتا ہے دوسرا باقی بچا ہوا اور اونکو شربت کو اوسکو منہہ پر مارتا ہے اور احکام جو گورو گوبند سنگھ کے ہین اونکو سنا کر اوسکی تعمیل کی تاکید کرتا ہے - اوس اجتماع مین گوبند سنگھ نے ایک ایک سکہہ کو علیحدہ علیحدہ بلا

دی اور گورو کے ساتھ جانفشانی کرنے کا عہد لیا جب بخوبی پنجاب سکھون کی طرف سے ہوگئی تو بارادہ لڑائی کے بہت
بڑی اجتماع کے ساتھ بہادر اونچی پہاڑی راجون کے اور پیرون کی آپس میں سخت لڑائیاں ہوئیں آخر سپاہ اقبال
ملکر اونپر حملہ کیا اور شہنشاہ عالمگیر کے نزدیک بھی سکھات کی اطلاع دی بادشاہ کے یہان سے صوبہ سرہند
کے نام ہوا وہ ان دنون وزیرخان تھا اس مہم کے انجام کیواسطے تاکیدی فرمان جاری ہوا جب چارون طرف
فوج کا اجتماع ہوا تو گوبند سنگھ قلعہ آنند پور میں محصور ہوگیا محاصرہ کے طول ہوجانے سے سکھ
بہت تنگ آئے اور آہستہ آہستہ بھاگنے لگے آخر یہان تک نوبت پہونچی کہ سکھات گورو کو چھوڑ گئے گوبند سنگھ کی والدہ
بھی اپنی دو پوتون زورآور سنگھ و فتح سنگھ گورو گوبند سنگھ کے بیٹون کو ساتھ لیکر بیٹے کی اجازت کے بغیر قلعہ
سے بھاگی مگر سرہند میں پہونچکر ایک ہندو کے مخبری سے گرفتار ہوئی سرہند کے صوبہ نے گورو گوبند سنگھ
کے دونو بیٹون کو گردن مارا اور گوجری کے قید رہنے کا حکم دیا مگر چند روز کے بعد گوجری بھی زہر کھا کر
ہلاک ہوگئی جب گورو گوبند سنگھ کے سب یار و دوست وسکھ چیلے بھاگ گئے تو وہ خود بھی پانچ آدمیون
کے ساتھ قلعہ سے پوشیدہ بھاگا اور مخالفون کی فوج سے بہت سانت بچکر نوشہرہ آیا پھر نوشہرہ سے مقام بہلول پور
پہونچا اور قاضی پیر محمد کے گھر ہوا اوسکا فارسی کے علم میں اوستاد تھا رہکر لباس بدلا اپنے سر کے بال جو اوسکے
ہو رہے تھے کر لٹکائے اور مونچھون کے بال کترا اکثر مسجد میں نیچے اپنی ہاتھی کو دیوار محراب کے ساتھ لگا کر
محراب وار بنایا جو نماز میں پڑھنی شروع کین تو بھی پوشیدہ نہ رہا ایک امیر مسلمان نے جو اوس شہر میں
رہتا تھا اوسکو پہچان لیا اور قاضی سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے جو ظاہر مسلمان اور باطن اس مذہب والون کا
دشمن جان معلوم ہوتا ہے قاضی پر شوت راضی نے قسم کھائی اور کہا کہ یہ شخص مسافر درویش نیک بخت
نیک اندیش صاحب اسلام نمازی نیک انجام ہے انکار اوس کا اب تجکو جا دین فائدہ دیتی اوٹھا دیر
میری مسجد میں بیٹھ رہتے ہیں نہ کسی سے لیتے نہ دیتے ہیں امیر نے کہا بہت اچھا اگر مسلمان ہیں تو شام کو میرے ساتھ
آئیں یہان کا کھانا میرے یہان کھائیں قاضی نے یہ خبر گورو گوبند سنگھ کو پہونچائی تو جان کے خوف کے
مارے اور کوئی تدبیر نہ بن آئی دعا کرکے دعوت قبول فرمائی اور شام کو اپنے سکھون کے ساتھ اس کے گھر
گیا جب کھانا روبرو آیا تو یہ حیلہ بنایا کہ ایک لوہے کے دستہ کی چھوٹی سی چھری نکالکر گورو گوبند سنگھ نے
کھانے کے اندر پھیری اور سکھون سے کہا کہ اگر ضرورتاً کسی کے گھر کا کھانا کھانا پڑے تو چاہئے کہ
لوہے کے دستہ کی چھری کھانے کے اندر پھیر لیا جاوے کہ اوسکے پھیرنے سے وہ کھانا پاک و پوتر ہو جاتا ہے اور جو
کھاتا ہے اوسکو مذہب میں فرق نہیں آتا ہے دوسرے دن علی الصباح گورو گوبند سنگھ [illegible]
پہونچا اور [illegible] ضلع گنج جاکر قیام کیا چند روز آرام کیا چونکہ وہان اوسکو شاید بہت تکلیف [illegible]

گھوڑا بھی سواری کا مل گیا اور چند آدمیوں کی جمعیت بھی ساتھ ہو لی وہاں سے چلکر بمقام ونتی کے مقام ہوا
اور خبر اوسکے آنے کی سکھوں نے پاکر اوسکے پاس جانا شروع کیا یہانتک کہ بارہ ہزار آدمی کے اجتماع
کی نوبت پہنچ گئی یہہ خبر پاکر سرہند کے صوبہ نے ایک افسر کو بمعہ فوج گورو گوبند سنگھ کے دفع شر کے لئے مامور کیا
اور بمقام مکتسر جہاں پہلے ویرانہ بے آب اور اب ایک شہر تالاب بنا ہوا ہے فریقین میں لڑائی ہوئی اور
دونوں طرف سے بہت سے آدمی مقتول ہوئے اور رفتہ رفتہ بعض تشنگی مارے گئے شراب کا موقع اور بے آب جنگل
سمجھکر صوبہ کی فوج وہاں سے واپس آئی اور گورو گوبند سنگھ وہاں بھی اونہار رہا مگر سکھ اوسکے پاس کم آئے
سخت بلا میں گرفتار تھے یہہ خبر جب دہلی میں پہونچی تو شاہ اورنگزیب عالمگیر نے ایک تاکیدی فرمان گورو
گوبند سنگھ کے حاضری کے واسطے لکھا اور بعض سلطانی پیادہ باحسب حکم بادشاہی فرمان لیکر آیا تو
گورو گوبند سنگھ نے اوسکو بہت سا انعام دیکر اپنے پاس ٹھہرایا اور ایک عرضی منظومہ با بیات فارسی
بادشاہ کے نام اس مضمون سے لکھی کہ یہہ فقیر درویش کی کیا مجال کہ بادشاہی فوج سے مقابلہ کرے یا بری
سکا دم بھرون اسقدر فساد جو مجھسے وقوع میں آیا ہے صرف اپنی جان بچانے کیواسطے ہوا اگر حضور سے
میری جان بخشی فرمائی جاوے اور شاہی فوج میرے مارنے کو نہ آوے تو آئندہ کبھی میں ایسی حرکت کا مرتکب
نہونگا یہہ عرضی جب بادشاہ نے سن پائی تو التماس اوسکی قبول فرمائی اور سرہند کے صوبہ کے نام فرمان
جاری کیا کہ اگر گورو گوبند سنگھ اپنی حرکات سے باز آوے اور اپنے بزرگوں کیطرح فقیرانہ وضع بنا دے تو کوئی
اوسکا مزاحم نہونا چاہیے اور اگر پھر کبھی شورش اوٹھاوے تو شاہی فوج مامور ہوکر سرکوبی اوسکی عمل میں لاوے
صوبہ نے اس فرمان کی فی الفور تعمیل کی اور اپنی فوج اوسکے تعاقب سے ہٹالی جب گورو گوبند سنگھ نے اس
مخمصہ سے خلاصی پائی تو دسویں ایک کتاب بنائی اوسکا نام گرنتھ رکھا اور بیدل ہوکر یہاں سے دکن کو چلا گیا
پھر عالمگیر اورنگزیب کے مرنے کے بعد ایک دفعہ پنجاب میں آیا مگر قیام نکیا اور تھوڑی مدت رہکر پھر
دکھن کو چلا گیا اور بمقام اچلا نگر ایک افغان مسلمان کے ہاتھہ سے زخمی ہوکر ماہ کاتک سمت ۱۷۶۵ میں مرگیا اوسکے
چار بیٹے تھے فتح سنگھ زور آور سنگھ جوجھار سنگھ جیت سنگھ اونمیں سے دو تو سرہند میں مارے گئے اور باقی دو یعنی
جیت سنگھ و جوجھار سنگھ بھی اونہیں دنوں میں جب گورو گوبند سنگھ قلعہ آنندپور میں محصور تھا اپنی والدہ
اور پانچ سکھوں کے ساتھہ مخفی قلعہ سے نکلے جب متصل موضع چمکور کے پہونچے تو سرہند کی فوج نے اونکو گھیرا
اور وہ اوسی جگہ لڑکر مارے گئے بعد اسکے کوئی شخص قابل گدی نشینی کا نہوا بعد ازاں
گورو گوبند سنگھ کا سکھ بندا مرنے سے پہلے گورو گوبند سنگھ نے اسکو سخت تاکید کی تھی کہ وہ حتی الامکان مسلمانوں سے
لڑائی اور سکھوں کے مذہب کی ترقی کرے پس گورو گوبند سنگھ کے مرنے کے بعد وہ اس کام پر مستعد ہوگیا

ہزاروں سکھ اوسنے اپنے پاس جمع کر لئے اور پنجاب کے ملک میں آکر ملک کو لوٹنا شروع کردیا جب سرہند کے
صوبہ وزیر خان کو خبر ہوئی تو وہ خود بڑی فوج لیکر اوسپر آیا مگر عبد الحمید کے ہاتھ سے شکست کہائی اور سکھوں
کی ایسی بن آئی کہ اونہوں نے سرہند و سادہورا و سامانہ و گہڑام وغیرہ بڑی بڑی بستیوں کو لوٹ کر ویرانا
کر دیا مقبرے و مسجدیں گرادیں لودہیانہ سے لیکر کرنال تک تمام ملک میں اپنے تہانے بٹھلا دئیے اور مسلمانوں
کی اسقدر قتل عام ہوئی کہ صرف قصبہ سامانہ کے اندر دس ہزار زن و مرد و بچہ مسلمان قتل ہوئے اور نعشیں
اونکی آگ میں جلائی گئیں شہر بٹالہ و کلانور کے زمیندار ایسے تنگ آئے کہ اونکے پاس ایک وقت کے کہانے کا
گذارہ نہ رہا اوس زمانہ میں لاہور کا صوبہ سید اسلم تہا اوسنے شہر کی بڑی حفاظت کی جب بندا بیاس سے اوتر کر
باری دوآب میں داخل ہوا تو پنجاب کی رعایا مسلمانان نے ایک اجتماع کیا جنکے سرگروہ محمد تقی موسوی
و حاجی سید اسماعیل و حاجی یار بیگ و سید عنایت اللہ و ملا پیر محمد تہے اور یہ لوگ ہر طرح مستعد ہو کر لاہور سے
باہر عیدگاہ کے پاس جا اوترے جب بندا آیا تو فریقین میں سخت لڑائی ہوئی اور صبح سے شام تک مقابلہ ہوتا رہا
اور دونو فریق لڑتے لڑتے تہک گئے آخر بندا دل پراگندہ ہو کے پیچہے کو ہٹ گیا اون دنوں میں بہادر شاہ
عالمگیر کا بیٹا دکہن کے ملک میں تہا اوسی وقت وہ سیدہا لاہور کو آیا اور فیروز خان و مہابت خان بارہہ
افغان قصوری و شمس الدین خان افغان کو بندا کے تنبیہ کے واسطے مامور کیا شاہی فوج نے قلعہ مخلص پور
المعروف لوہ گڈہ کو جسمیں بندا تہا جا کر محاصرہ کر لیا اور مدت تک محاصرہ رہا آخر بندا وہان سے بہاگ کر
پہاڑ میں گہس گیا اور بعد التعاقب بہی ہاتہہ نہ آیا ناچار فوج واپس آکر داخل لاہور ہوئی جب بہادر شاہ
مرگیا اور شہزادوں کی آپسمیں لڑائیاں و فساد ہو کر فرخ سیر کی سلطنت قائم ہوئی تو بندا پہر موقع پا کر پہاڑ
سے اوترا اور بہت قصبہ اور گانو اوسنے اپنے تصرف میں کرلئے دہلی سے نواب عبد الصمد خان دلیرجنگ
و محمد امین معہ فوج اوسکی سرکوبی کو مامور ہوئے مگر جب یہ فوج نزدیک پہونچی تو بندا پہر میدان چہوڑ کر گم
ہوگیا ایک سال کے بعد پہر بندا نے میدان سنبہالا اور قصبہ کلانور و [illegible] پر تسلط کرلیا شیخ محمد دایم
فوجدار بٹالہ کا ہرچند اوسنے لڑا مگر بسبب کثرت سکہوں کے اوسکو شکست ہوئی یہ خبر پاکر بادشاہ نے
بہت فوج جمع کی اور میر احمد خان فوجدار گجرات و ارادتمند خان فوجدار امین آباد و اور محمد جان
فوجدار اورنگ آباد و پسرور و شیخ محمد فوجدار بٹالہ و سید حفیظ اللہ خان فوجدار پٹی و
فوجدار کلانور و راجہ بہیم سنگہ کٹوچ و دہرب دیو جسروٹیہ و عارف بیگ خان ناظم لاہور کو معہ اونکے
فوجوں کے جمع کیا اور سب کا سرکردگی نواب عبد الصمد خان دلیرجنگ کی شاہ گنج کے پاس ڈیرہ کیا ادہر
سے بندا گورداسپورہ کے متصل ایک مستحکم مکان اور قابل جنگ میدان دیکہکر معہ فوج سکہوں کے

قیام کیا اور چار دن طرف اپنی پانی کی نہر کھود کر پانی چھوڑ دیا گویا اپنے واسطے اونہوں نے ایک مستحکم
قلعہ بنا لیا بادشاہی فوج نے جب ایسا دیکھا تو سکھوں کا ہر چہار طرف سے ایسا محاصرہ کیا کہ سوائے پانی کے
ایک دانہ غلہ کا اونکی فوج میں جانا ممکن نہ تھا جب اسقدر سامان موجودہ کھانے کی نہایت تنگی آئی اور بتدریج
آہستہ بندہ کی ہمراہی چھوڑ کر بھاگنے لگے مگر جو بھاگتا تھا شاہی فوج کے ہاتھ گرفتار ہو کر مارا جاتا تھا آخر سکھوں نے
اپنے گھوڑے اور باربرداری کے اونٹ ذبح کر کے کھا لیے جو دھنی نہیں تھے تو ناپاک ممنوعات کا کچھ لحاظ نہ کیا
تو یا پاسو ہضم کیا ایسی حالت کو پہنچ کر بندہ نے عبد الصمد خان کے خدمت میں بشرط جان بخشی کے حاضر ہونے کی
درخواست کی جب حاضر ہوا تو بحفاظت معمول بادشاہ کی خدمت میں دہلی بھیجا گیا اور وہان پہنچکر معہ فرزند بیبا لدا اپنے کے
متصل مزار قطب صاحب بحکم فرخ سیر گردن مارا گیا اسکے بعد جب سلطنت دہلی کی دن بدن ضعیف ہوتی گئی اور احمد شاہ درانی
نے ہم ثانی مر گیا اور کابلی سلطنت کی نا اتفاقیوں سے کوئی مسلمان بادشاہ مستحکم ہوکر نہ رہا تو سکھوں نے قوم پنجاب میں
بہت قصبہ قصبہ شہر بشہر پانچ دہا کم ہو گئے اوسوقت سکھوں کی بارہ مثلین بہت بن گئیں **پہلی مثل بھنگیون کی**
اسمین بارہ ہزار سوار تھے چھجا سنگھ نامی ایک شخص نے پہلے گورو گوبند سنگھ سے پاہل لیکر سکھی اختیار کی اور
غارتگری پر کمر بستہ ہوا اسکے بہت سے پیروان سنگھ کے لوگ اوسکو بھنگی کہتے تھے اصل میں وہ بھنگی نہ تھا جاٹ تھا
بعد ازان بھیمان سنگھ مہیان سنگھ جگت سنگھ ٹہیری بھاری لوٹ میں اوسکی شامل ہوئے اور سب نے ملکر ڈاکہ زنی شروع
کی چھجا سنگھ مر گیا تو بھیمان سنگھ سرگروہ ہوا اوسکے بعد ہری سنگھ نے افسری پائی ہری سنگھ نے تھوڑے دنوں میں
ترقی عظیم پہنچا کر بہت سے سکھ نوکر رکھ لیے نواح امرتسر وغیرہ بہت سا ملک اوسنے اپنے قبضہ میں کر لیا
اوسکے بعد جہیان سنگھ اوسکے بعد جھنڈا سنگھ گنڈا سنگھ دو نوں بھائیون نے سرداری پائی جھنڈا سنگھ تو
راجہ رنجیت دیو والی جمون سے لڑائی میں مارا گیا اور گنڈا سنگھ پٹھان کوٹ میں حقیقت سنگھ کنہیہ کے
ہاتھ سے قتل ہوا بعد ازان دیسو سنگھ چھوٹا بھائی گنڈا سنگھ کا سرگروہ بنا وہ مرا تو گلاب سنگھ نے سرداری
پائی وہ بمقام بھسین رنجیت سنگھ کی لڑائی میں مارا گیا اوسکے بعد اوسکا بیٹا گوردت سنگھ رہا جسکو رنجیت سنگھ
نے امرتسر سے نکالدیا اور کل اوسکی علاقہ مقبوضہ پر اپنا قبضہ کر کے تھوڑا سا گذارہ اوسکے واسطے
مقرر کیا وہ مرا تو گنڈا سنگھ دھول سنگھ دو بیٹے اوسکے رہے مگر بسبب ضبطی جاگیر کے نہایت مفلسی کے ساتھ
گذارہ کرتے رہے اب اونکی اولاد سے کوئی ایسا نامی آدمی لائق اندراج تواریخ نہیں رہا

دوسری مثل رامگڑھیون کی اس مثل کے گروہ میں تیرہ ہزار سوار تھے اور بانی
اسکا جسا سنگھ بھگوانا گیانی کا بیٹا تھا جو موضع اچھوگل لاہور سے شرق کیطرف بفاصلہ بارہ میل کے رہتا تھا جب
وہ مفلسی و ناداری سے سخت تنگ ہوا تو پاہل لیکر سکھ بنا اور چند بدمعاشوں کو جمع کر کے

قزاقی وغارت گری شروع کی رفتہ رفتہ مالدار بن گیا اور آدینہ بیگ خان ناظم دوآبہ بست کے پاس جاکر اپنا
علاقہ کی تحصیلداری پر مامور ہوا جب آدینہ بیگ خان مرگیا تو اوسی علاقہ مین جو اوسکے قبضہ مین تھا دوسرا حاکم بنا کنگیا سنگھ گوشہ نشینی
اور اوسپر غالب آکر اوسکو بیدخل کیا اسواسطے وہ ستلج پار جاکر چند ہی گذارہ اپنا صرف رہزنی وغارتگری
سے کرتا رہا آخر جب جی سنگھ و مہان سنگھ رنجیت سنگھ کے باپ کی آپس مین نزاع ہوگئی تو جسا سنگھ بھاگ
مہان سنگھ آیا اور گوربخش سنگھ جی سنگھ کے بیٹے کو قتل کرکے خود اپنے علاقہ مین دوبارہ قابض ہوا جب وہ مرگیا تو
اسکا بیٹا جودھ سنگھ سردار ہوا اوسکی دیوان سنگھ ... سنگھ تین بیٹے رہے اون مین باہم نفاق
مدد سے ... آیا اور ... منظور ہوا ... سنگھ تھے وہان بہوت بگاڑ ایسی
دشمنی کی کہ تمام ملک و مال و اسباب نقد وجنس اونکا اپنے قبضہ مین کر لیا اور اپنا خزانہ معمور کیا کہ بعد
کہ اونکی آپس مین فساد برپا ہوا

مسل کنہیون کی

بانی اس گروہ کا جی سنگھ کنہیا
ہو قوم کا ... کاہنہ ... سے یہ مسل بسبب ... آباد ہو رہتا تھا اصل مختصر حقیقت اسکی یہ ہے کہ اسکا باپ
مسمی خوشحال سنگھ کاہنہ کے رہنے والا ذات کا سندھو جاٹ مفلس نادار تھا اوسکی دہلی میں ایک ...
دوسرا ... اور مفلسی بخانت طاری ہوئی اور فاقہ کشی سے تنگ آکر تو جی سنگھ نے کپور سنگھ فیضلپوریہ
کے پاس جاکر پاہل لیا اور سکھ بنا جی سنگھ نام رکھا اور چند روز اونکے ساتھ قزاقی و غارتگری میں مصروف رہا
جب کچھ جمعیت ہوگئی تو اوسنے باتفاق اور چند غارتگرون کے اپنی مسل علیحدہ قائم کرلی اور رسوسیو کے
دور ... راستہ لوٹنا اور ملک کو غارت کرنا شروع کیا چند سال میں رفتہ رفتہ سردار جی سنگھ ہوگیا چونکہ
اون دنون میں راجہ سنسارچند نے پہاڑ کے راجون پر فتحیاب ہوکر قلعہ کانگڑہ ہی کے اوپر مورچے لگا رکھے تھا
اور نواب سیف علی خان قلعہدار خود کو تاب مقابلہ ... مدت سے وہان ... رہتا اندر سے قید کی ... اوسکا
جواب دیتا تھا جب محاصرہ کی مدت طول کھینچ گئی تو راجہ سنسارچند نے جی سنگھ کو اپنی مدد کو بلایا جب کچھ وہان پہنچا
تو قلعدار مرگیا اور جیون بیگ اوسکی بیٹے نے قلعہ جی سنگھ کے حوالے کردیا قلعہ مین داخل ہوتے ہی جی سنگھ
خود مالک بن بیٹھا اور راجہ سنسارچند کو صاف جواب دیا اور چند اور علاقہ کوہی دو اسن کوہ ... اپنے
کے قبضہ میں تھا سب پر جی سنگھ قابض و متصرف ہوا بلکہ جسا سنگھ رامگڑھیہ کا ملک بھی اوسنے چھین کر اپنی ریاست
کو اوسنے وسیع کیا چونکہ اوسی زمانہ مین مہان سنگھ شکرچکیہ رنجیت سنگھ کے باپ نے جمون کو لوٹ کر بہت سی دولت
حاصل کی تھی جی سنگھ نے اوس سے جمون کے لوٹ کا حصہ مانگنا شروع کیا اوسنے نہ دیا تو رفتہ رفتہ مین نزاع ہوکر
لڑائی شروع ہوئی مہان سنگھ کے ساتھ راجہ سنسارچند و جسا سنگھ رامگڑھیہ متفق ہوگئے اور لڑائی مین گوربخش سنگھ
جی سنگھ کا بیٹا مارا گیا اس سے جی سنگھ بہت گھبرایا اور راجہ سنسارچند و مہان سنگھ کے ساتھ صلح کا خواہان ہوا

اسوقت راجہ سنسار چند نے تو قلعہ کانگڑہ لیکر صلح کی اور مہان سنگہ نے مہتاب کنور جی سنگہ کی پوتی کے ساتھ رنجیت سنگہ
اپنے بیٹے کی نسبت کری جب جی سنگہ مرگیا تو ندھان سنگہ و بھاگ سنگہ بیٹے اوسکے خوردسال رہے اور مالک ریاست کی
سمات سدا کنور گوربخش سنگہ کی عورت جی سنگہ کی بہو رنجیت سنگہ کی ساس بنی وہ عقیل عورت ریاست کے
انتظام میں بڑی ہوشیار تھی اوسنے جی سنگہ کے مرنے کے بعد اپنی ریاست کا خوب انتظام رکھا بلکہ رنجیت سنگہ کی
سلطنت کو اوسنے ترقی دی لاہور کے لینے کے وقت وہ معہ فوج رنجیت سنگہ کے ساتھ تھی مگر رنجیت سنگہ نے اسکو
بھی نہ چھوڑا سب زر نقد اوسکا ضبط کرکے اوسکو قید میں ڈالدیا کہ وہ بہت بڑھاپے کے ساتھ مر گئی اور آزار پا
اس ریاست کا قصبہ بکیریان دوابہ جالندھر میں موجود ہے **چوتھی مسل سنگہپوریان کی** بانی
اس مسل کا ... فیض اللہ پورہ وال کے رہنے والا تھا اوسنے سکہ مذہب اختیار کیا ... ریاست کا بہت بڑی
کرکے ... پہنچایا ... گروہ ایک بنایا اور دریای کنارے کا ... ملک ... میں کل اوسکی ... آخر جب
پاک پتن کے اوپر چڑھائی کی تو شیخ سبحان دیوان کے فوج کے ہاتھ سے مارا گیا اور اوسکا بیٹا اوسکا خوردسال
رہگیا ... نارسنگہ برادر اوسکا جانشین ہوا وہ بھی تھوڑے عرصہ بعد مرگیا جب رنجیت سنگہ کے اقبال کا
ستارہ چمکا تو اوسنے بھگوان سنگہ گیان سنگہ خزان سنگہ بیٹوں کی ہمشیرہ سمات مہتاب کنور کے ساتھ شادی کیا
اوسکی بیٹوں سے کھڑک سنگہ ولیعہد پیدا ہوا تھا اوسکے بھگوان سنگہ بھی وزیر سنگہ کے ہاتھ سے مارا گیا اور گیان سنگہ
حاکم ہوا وزیر سنگہ کو دل سنگہ ... باقی مسل کے بیٹے نے مار ڈالا اور خود بھی وزیر سنگہ کے نوکروں کے ہاتھ سے
قتل ہوا وزیر سنگہ کے دو بیٹے ... سنگہ ... سنگہ باقی رہے گیان سنگہ کے بعد خزان سنگہ جانشین ہوا اور کاہن سنگہ
گیان سنگہ کا بیٹا جو خوردسال رہگیا تھا خزان سنگہ کے پاس پرورش پاتا رہا آخرکار رنجیت سنگہ نے کل ملک اونکا
ضبط کرلیا اور کچھ تھوڑی سی جاگیر ... گذارہ قایم رکھی اب بھی اس خاندان میں کاہن سنگہ جاگیردار کی اولاد بقید
حیات موجود ہے **پانچویں مسل الووالیون کی** اس مسل کا مفصل حال بابت شہر کپورتھلہ
اور والی ریاست کی ذکر میں ... ہوچکا ہے اب دوبارہ لکھنا تحصیل حاصل ہے **چھٹی مسل ڈلّے
والیون کی** اس مسل کی بنیاد گلاب کھتری ساکن ڈلہ والہ نے قایم ہوئی ہے ... اول وہی سکہ بنا اور
تاراسنگہ ... اور گروہ قایم کی وہ مرگیا تو تاراسنگہ قوم گھیبہ جو ... گانو کا مال چرایا کرتا تھا سردار بنا
... مسل کے ساتھ ملکر قصور کو لوٹا اور امیر ہوگیا اور فتح آباد وغیرہ کا انتظام کرلیا آخر رنجیت سنگہ نے اوسکا
کل ملک ... لیا صرف دو گانو گذارہ کو تھوڑے عرصہ چند سال کے بعد وہ دونو بھی ... سے اوسکے
بیٹون دسوندہ سنگہ و ... سنگہ سے لیے **ساتوین مسل نشان والون کی**
اس مسل کے بانی سنگت سنگہ و مہر سنگہ دو شخص تھے دس ہزار سوار ... انبالہ اور ... کے

کا ملک اونکے قبضہ مین تھا بسبب کشن نشان کے نشان والے مشہور ہوگئی تھے **آٹھوین مثل فیض اللہ
پوریون کی** بانی اس مثل کے کپور سنگھ و خوشحال سنگھ رہنے والے دار السلطنت جالندھر موضع فیض اللہ پور کے
پاس اڑھائی ہزار سوار اس مثل مین تھی سب سے اول گویا یہی مثل بنی اور رفتہ رفتہ جنگجوی و رہزنی انہین کے
طفیل سے سکھون مین رائج ہوا شہرون کے شہر اور قصبون کے قصبے اونہون نے لوٹے یہی باتین جمنا تک
کرنال تک سارا ملک انکا اداکرتا تھا کپور سنگھ مسلمانون کا سخت دشمن تھا یہان تک کہ بعض اوقات بستیون کا نام جو
مسلمانونکا تھا بدل کر سنگھ پوری رکھ دیا تھا دونو طرف ستلج کے بہت سا ملک انکے قبضہ مین تھا اب بھی اس
مثل کے سردار علاقہ سنگھ پوری و کھنولی و بہرولی و کوٹلہ پر قابض ہین اور علاقہ اسکا بھی بسبب ریاستون کے
تقسیم ہوا ہی **نوین مثل کروڑسنگھیون کی** بانی اس مثل کا کرور سنگھ تھا وہی
سکھ بنا اور اوسی نے نیا تگری سکھی اوسکے بعد بگھیل سنگھ سردار ہوا اوسکی وقت مین بارہ ہزار سوار اس مثل
مین تھا اور بہت سا ملک ستلج پار کا اونہون نے دبالیا تھا **دسوین مثل شہیدون یا نہنگون کی** بانی
اس مثل کی گور بخش سنگھ و کرم سنگھ تھی بعد غارت و رہزنی و حصول جمعیت اضلاع شرقی دریای ستلج پر قابض
ہوئی دو ہزار سوار ان کی مثل مین تھا چونکہ بہت سی اونکی مقام دمدمہ واقع سمت جنوب پٹیالہ اس مثل کی ہوگئی
اور وہان اونہون نے ایک شہید بونگا بنایا ہوا تھا اسلیے شہید بونگی مشہور ہوگئی **گیارہوین مثل
پھولکیون کی** اس مثل کا حال بھلی پٹیالہ کی ریاست کے ذکر مین تحریر ہوچکا ہی **بارہوین مثل
سکر چکیون کی** یہ مثل رنجیت سنگھ کے خاندان کی ہی اصل حال انکا یہ ہی کہ ایک سندھ و جات
کالو نام موضع سکر چکی مین رہتا تھا وہانسے اوٹھکر موضع سانسی متصل امرتسر کے آرہا اور قوم سانسی
سے ملکر قزاقی کرتا رہا اوسکا بیٹا جادو مین اوسکی مرنے کے بعد اوسکی پیشہ پر قائم ہوا آخر ایک قزاقی
کے وقت مارا گیا پھر اوسکا بیٹا غالب سنگھ جکی مین جو گوجرانوالہ سے ڈیڑھ کوس ہی جا رہا اور زراعت
اوسکی و بیٹی ہوئی راجہ بونیہ و راجہ بوجا کوکی دوکان کرتا تھا اوسکی تین بیٹی ہوئی ایک کشکلو دوسرا بدھ تیسرا چندا دشمن سے کشکلو تو ایک
جانجنکی مین مارا گیا اور بخشاد و بیٹی ہوئی بدھ و بہار اور لوڈا اکہ زنی مین مارا گیا اور بہار نے اپنی لیاقت سے کچھ
نصف زمین متعلقہ سکر چک پر قابض ہوگیا وہ مرگیا تو بدھو نام اوسکی بیٹی نے پاہل لی اور سکھ بنا
بدھ سنگھ نام رکھا اوسکی دو بیٹی ہوئی نودھ سنگھ و چندہ رکھان سنگھ نودھ سنگھ سے رنجیت سنگھ کا خاندان
اور چندہ رکھان سنگھ سے سندھانوالیون کا خاندان بنا نودھ سنگھ کے بعد چڑت سنگھ نے بڑی ترقی پائی
آخر مقام جمون بسبب پھٹ جانی اپنی بندوق کے مرگیا اوسکے بعد اوسکا بیٹا مہان سنگھ سردار ہوا اور
بہت سی تاراجگری کرکے اوسنے فوج رکھی عزت پائی اور جیند والی راجہ کی لڑکی سے اوسکی شادی ہوگئی

شخص جنون دستور دو مرتبہ غارت کرکے لاکھا روپیہ حاصل کیا اور بہت سا ملک گوجرانوالہ کے گرد نواح کا شہر
اپنے قبضہ میں کرکے سرداری بنائی آخر سنہ ۱۸۰۱ عیسوی میں نوجوانی ہی مرگیا حال رنجیت سنگھ

اور اوسکی ترقی اور سلطنت کا بیان

یہ شخص مہا سنگھ کے گھر [illegible] نومبر سنہ ۱۷۸۰
میں پیدا ہوا جب بارہ برس کی عمر کو پہونچا تو باپ اوسکا مرگیا اور انتظام ریاست کا رنجیت سنگھ کے والدہ
حوالہ ہوا اوسکی ایک دیوان نوجوان نہایت خوبصورت دشان تھا جو اوسکی طرف سے ریاست کے امور کو انجام
دیتا اوسکو لوگ [illegible] دیوان کہتے تھے جب رنجیت سنگھ سترہ برس کا ہوا تب لکھو [illegible] نامی دیوان کا [illegible]
[illegible] ہوا اوسکی والدہ کے [illegible] رنجیت سنگھ نے دیوان کو [illegible] ہاتھ سے مروا ڈالا بلکہ والدہ
کا بھی کام تمام کیا اور خود مختار ہوگیا ۱۷۹۷ع میں جب پہلی مرتبہ شاہ زمان داخل پنجاب ہوا تو [illegible]
رنجیت سنگھ بھی گوجرانوالہ چھوڑکر روپوش ہوگیا اوسی سال بادشاہ واپس چلا گیا اور ایک امیر اپنے [illegible]
[illegible] کو پنجاب میں چھوڑ گیا کہ وہ سکھوں [illegible] اور اونکا انتظام کرے وہ بھاگ [illegible] سردار [illegible]
[illegible] سکھوں [illegible] ۱۷۹۸ع میں شاہ زمان پھر بڑی بھاری فوج لیکر لاہور تک آیا اور
[illegible] واپس چلا گیا اور واپس جانے کے وقت بارہ توپیں بادشاہ کی دریائے جہلم میں
غرق ہوگئیں بادشاہ [illegible] رنجیت سنگھ کے نام فرمان جاری کر گیا کہ ہماری توپیں نکلوا کر بھیجدو
اوسکے عوض میں تمکو اجازت ہے کہ تم لاہور پر جاکر قبضہ کرو رنجیت سنگھ نے آٹھ توپیں نکلواکر بھیجدیں اور
چار توپیں کچھ مدت کے بعد [illegible] ۱۷۹۹ عیسوی میں رنجیت سنگھ لاہور پر چڑھ آیا اور [illegible]
[illegible] لاہوری دروازہ [illegible] لاہور میں داخل ہوا تینوں سردار لاہور کے [illegible]
چھوڑکر چلے گئے سال ۱۸۰۱ عیسوی میں رنجیت سنگھ کو قلعہ لاہور سے کچھ دفینہ خزانہ کا ملا جس سے اوسکو استقلال
ہوا اور زر [illegible] سکہ [illegible] رنجیت سنگھ کے روپیہ پر ایکطرف نام و سمت و مقام ضرب
لاہور یا امرتسر کا [illegible] اور دوسری طرف [illegible] دیگ و تیغ و فتح و نصرت بیدرنگ
یافت از نانک گورو گوبند سنگھ [illegible] جب رنجیت سنگھ کا قبضہ لاہور پر بخوبی ہوگیا اور دن بدن ترقی کی صورت
[illegible] بھنگی وغیرہ سردار [illegible] لاہور پر حملہ کرنے کی تجویز کی
مقام [illegible] جو لاہور سے [illegible] میل [illegible] سکھوں کا اجتماع ہوا رنجیت سنگھ نے یہ خبر پاکر [illegible]
[illegible] فوج کے ساتھ [illegible] اور گلاب سنگھ بھنگی سرگروہ سکھوں کا مارا گیا
اس فتح کے بعد [illegible] رنجیت سنگھ کا [illegible] اور [illegible] نزدیک کے گانو اور قصبے فتح ہوئے [illegible] سنہ ۱۸۰۱
میں نظام الدین افغان حاکم قصور نے اطاعت قبول کی اور شہر چنیوٹ جسا سنگھ کے قبضہ سے چھوڑا لیا گیا

علاقہ کو غارت کیا سدا کنور کی مدد لیکر راجہ سنسار چند والی کانگڑہ پر فتح پائی کی اور نورپور تک اسکا تعاقب کیا

جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اوسنے سدا کنور کے علاقہ سے لے لیا تھا واپس کیا گیا پھر دریا ... کو عبور کیا راجگان علاقہ ستلج

نے اطاعت قبول کی نواب مظفر خان والی ملتان پر نذرانہ مقرر ہوا اسی طرح نواب ... قصور سے بھی نذرانہ لیا

اور راجہ رنجیت سنگھ ... اور اسکو صاف جواب ملا

میں بابا صاحب سنگھ والی پٹیالہ اور راجہ نابھہ کا آپس میں ایک تنازعہ تھا اور جھگڑا ہو گیا والی پٹیالہ نے رنجیت سنگھ سے

مدد مانگی پٹیالہ کو کوچ ہوا ... اول بدھ سنگھ حاکم جالندھر سے نذرانہ لیا پھر شہر نکودر کو غارت کیا اور

... نذرانے

لئے اور بہت سی گاؤں ... غارت کئے پٹیالہ جا کر جس میں ... خود قابض ہو کر ...

نذرانہ کی اور چند ... اور زمین ... پٹیالہ سے بھی نذرانہ طلب ہوا اور اوسکو ...

... نذرانہ اور چند توپیں وصول کیں ... اور قصور پر فتح پائی اور قطب الدین خان قابض قصور

کو علاقہ ... عطا ہوا اور ... چالیس ہزار روپیہ نذرانہ لیا گیا کشن سنگھ والی

... کی لڑائی میں چار سو سکھ اور فتح سنگھ کا کیا ... مگر قلعہ لے لیا گیا

قلعہ ... کے قبضہ سے چھوڑ کر شامل خالصہ ہوا ... گجرات ...

المشہور ... کے قبضہ میں ...

... صاحب ... انگریزی لاہور میں آیا ...

... اور ... میں ...

... نذرانہ ... ہاتھی ...

کو ... قلعہ کانگڑہ ... رنجیت سنگھ بذات خود ... کیا اور ...

کا محاصرہ ... اور اسکا ... بعد انجام اس کام کے ...

کے قلعہ ... کی بلکہ کل ... کا مالک ... کر لیا ...

وغیرہ ... ۱۸۶۵ میں شاہزادگان کابل ... السلطنت ...

... اور ... جموں ... گجرات ...

قلعہ ... مفتوح ہوئے ... عزیز الدین ... سلطنت ...

... فتح پائی ... سنگھ نے ... کر لیا ... لاہور ...

... کا ... خالصہ ہوا ... خوشحال سنگھ ... کی خدمت ... سنگھ ...

کے قبضہ میں جالندھر کا ملک اور قصبہ پٹی لے لیا گیا سنہ ۱۲۲۶ھ میں کھڑک سنگھ ولیعہد کی شادی بمکانات چند کنور جیمل سنگھ
کنہیہ کی لڑکی کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے ہوئی شاہ شجاع سدوزئی کا بادشاہ وہاں سے منفرد ہو کر لاہور میں آ
داخل ہوا اوسی سال اٹک پر سازش ناظم کشمیر کے رنجیت سنگھ نے قبضہ پایا سنہ ۱۲۲۹ھ بادشاہی مسجد اور قلعہ کے مغربی
دروازہ کے درمیان حضوری باغ بنا اور ایک بارہ دری سنگ مرمر کی تعمیر ہوئی اوسکی تعمیر کے واسطے بعض
مقبروں سے پتھر اوتروائے گئے اسی سال میں جواہر گرانقیمت کوہ نور کا شاہ شجاع سے بجبر لے لیا گیا اور ایسا
تنگ کیا گیا کہ تین روز تک کھانا اور پانی بادشاہ کے مطبخ میں بند رہا جب بادشاہ اپنی زیست سے ناامید
ہوا تو پچاس ہزار روپیہ نقد اور تین لاکھ روپیہ کی جاگیر لینی کرکے ایسا الماس جسکی قیمت مقدر کرنے سے دنیا
کے جواہر شناس قاصر تھے رنجیت سنگھ کو دیا مگر رنجیت سنگھ نے الماس لیکر نہ تو پچاس ہزار روپیہ دیا اور نہ
جاگیر دی بلکہ یہ سلوک کیا کہ قاضی شیر شاہ کے مقبرہ کو بہت آمیزش اوسکے ساتھ ناظم کشمیر گرفتار کر کے رخصت
کیا اور شاہ کی بیس ہزار روپیہ نقد دیکر اوسکو رہا کرایا اسی سال میں وزیر فتح خان وزیر کابل نے اٹک کے
قلعہ کا محاصرہ کیا اور غوث خان و دیوان محکم چند اوسکی مہم پر بھیجے گئے اوسی سال میں بموجب مخبری کسی
مخبر کے شاہ شجاع کو کہا گیا کہ اور بھی تیرے پاس جواہرات ہیں سب دیدے جب اوسنے انکار کیا تو مردانہ
محل کی تلاشی بذریعہ سپاہیوں کے اور زنانہ حرم کی تلاشی بذریعہ عورات کے عمل میں آئی اور جسقدر زیورات کہ تھا
وہ جواہرات وغیرہ سب چھین لیا گیا اور ایسی بادشاہ مظلوم وجہان کی وہ خاطر داری ہوئی کہ آج
اوسکا ذکر تواریخوں میں برابر درج ہوتا چلا جاتا ہے ایسی بیجا حرکتوں سے جب شاہ دل تنگ آیا تو اول
اپنی عورات کو تبدیل لباس کر کے بہانہ سے بھیجا اور پھر خود بھی فراش خانہ کے دیوار کو توڑ کر روشندان سے نکلا اور
رنجیت کی قید سے رہائی پائی سنہ ۱۲۳۰ھ میں رنجیت سنگھ نے کشمیر پر مہم کی اور فوج لیکر خود گیا مگر عند المقابلہ شکست
کھائی اور خود واپس چلا آیا سنہ ۱۲۳۳ھ میں ملتان پر یورش ہوئی اور مدت تک محاصرہ رکھ کر ملتان لیا نواب
مظفر خان مع شہباز خان وشہنواز خان فرزندان وخیر اللہ خان برادرزادہ کے بدرجہ شہادت پہنچا اور نواب
سرفراز خان نے لاہور آکر قصبہ شرقپور جاگیر میں پایا اسی سال میں میاں دیان سنگھ کوتوال کی ترقی ہو کر قید
ڈیوڑھی کی اوسکو ملی ہوئی اور راجگی کا خطاب پایا اور رفتہ رفتہ پرورش ہو کر بقدر ندیدانہ جبار خان ناظم کشمیر
کے عہد میں سنہ ۱۲۳۴ھ میں دوبارہ کشمیر پر مہم ہوئی اور وہ ملک رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آگیا سنہ ۱۲۳۵ھ میں
ہری سنگھ کو کشمیر کا ناظم قرار دیا اور کھڑک سنگھ کے گھر نونہال سنگھ پیدا ہوا سنہ ۱۲۳۶ھ میں ...انکو کا ملک
کل قبضہ میں آگیا چونکہ اون سکھوں کی بربادی عمل میں آئی سنہ ۱۲۳۷ھ میں جب ... کے پٹھانوں نے فساد برپا کیا اور
ہزاروں جہادی لوگ وہاں جمع ہوئے اسو اسطے خود رنجیت سنگھ مع لشکر لیکر وہاں گیا اور عند المقابلہ اول

سکھون نے شکست کھائی اور دو دفعہ بھاگے آخر کو جب دوسری فوج مدد کو پہونچی تو افغان پراگندہ ہو گئے اسی سال
راجہ سنسار چند والی کوہستان راہی ملک بقا ہوا اور نواب [illegible] دار الحرب گیا شاہنواز خان اوسکے بیٹے نے سید اسمعیل خان [illegible]
پائی اور پشاور کے ملکستان میں بھی سکھون کا دخل ہو گیا سنہ ۱۸۳۱ء میں سید احمد و مولوی اسمعیل جہادیون نے
پشاور کے طرف شورش برپا کی پشاور اپنے قبضہ میں کر لیا اونکی بقیہ سکھ و اسکی فوج مامور ہوئی اور وہ
آخر شیر سنگھ کے فوج کے ہاتھ سے شہید ہوئے اوسی سال راجہ انرودھ چند سنسار چند کے بیٹے نے راجہ اودکر
بہن کا راجہ ہیرا سنگھ راجہ دھیان سنگھ کے بیٹے کے واسطے طلب کی اور مشتہر کیا تو اوسکے واسطے فوج
مامور ہوئی اور وہ بھاگ کر انگریزون کے علاقہ میں چلا گیا اوسکے جانے کے بعد کل علاقہ اوسکا ضبط ہو گیا
اور رنجیت سنگھ نے خود نادون جا کر راجہ سنسار چند کے دو لڑکیون کے ساتھ جو [illegible] سے تھین
اپنی شادی کر لی اور جو دو بیٹے راجہ سنسار چند کے دوسری [illegible] کو نادون کا ملک جاگیر دیا گیا ۱۸۳۱ء میں
بمقام روپڑ رنجیت سنگھ کی [illegible] صاحب انگریزی کے ساتھ ملاقات ہوئی اور الگزینڈر برنس صاحب
سفیر انگریزی نے چار گھوڑے [illegible] کی شاہ انگلستان کے طرف سے تحفہ گذرانا اور ملاقات رنجیت سنگھ کی بمقام
روپڑ نواب گورنر جنرل [illegible] کے ساتھ نہایت دھوم دھام سے عمل میں آئی اسی سال نواب بہاولپور
مہاراجہ رنجیت سنگھ کی اطاعت سے نکل کر انگریزی تابعدار تھا اور جمعدار خوشحال سنگھ کشمیر کا ناظم قرار پایا چونکہ اوسنے کشمیر
جا کر ناحق کے رعایا کو تباہ و برباد و جلا وطن کر دیا تھا اسواسطے اوسکی جگہ کرنیل مہان سنگھ ناظم ہوا اور وہ
لاہور بلا لیا گیا اور [illegible] نونہال سنگھ کے علاقہ پشاور [illegible] سلطان محمد خان [illegible] لیا [illegible] رہا
سنہ ۱۸۳۴ء میں کنور نونہال سنگھ کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی کل راجے و رئیس [illegible]
و دور دور سے بلا کر شادی کی شامل کئے گئے اسی سال میں دوست محمد خان امیر کابل [illegible] پشاور [illegible]
اور ہری سنگھ نلوہ مارا گیا اور جرنیل اویٹبیلا پشاور کا ناظم مقرر ہوا سنہ ۱۸۳۸ء میں ملاقات [illegible]
جنرل ہند کی رنجیت سنگھ کے ساتھ بمقام فیروزپور ہو کر [illegible] مہم کابل کی قرار پائی اور انگریزی فوج شاہ
کو ساتھ لیکر کابل کو روانہ ہوئی جب رنجیت سنگھ باتفاق نواب گورنر جنرل بہادر کے فیروزپور سے بمقام
آیا تو لقوہ کی مرض [illegible] اسی شدت [illegible] بند ہو گیا سنہ ۱۸۳۹ء [illegible]
میں بحالت بیماری دربار عام [illegible] کل امور ریاست کے کھڑک سنگھ اپنے بیٹے کے حوالے کئے اور پھر ایک [illegible]
سخت بیمار رہا آخر [illegible] ۱۸۳۹ء [illegible] وقت رنجیت سنگھ جہان فانی سے
سفر کیا دوسرے روز [illegible] نعش جلائی گئی رانی [illegible] دختر راجہ سنسار چند و رانی [illegible]
و رانی [illegible] چار رانیان اور گیارہ کنیزکین نعش کے ساتھ ستی ہوئین کل عمر رنجیت سنگھ کی [illegible]

مہاراجہ کی وفات سمت ۱۸۹۶ چالیس سال کابل پنجاب میں ہوا اولاد رنجیت سنگھ کے آٹھ بیٹے مشہور رہے اول کھڑک سنگھ

ولیعہد دوسرا اشیر سنگھ جو ایکسال کا ہو کر مر گیا تیسرا شیر سنگھ جسنے اڑہائی سال راج کیا چوتھا تارا سنگھ پانچواں

پشورا سنگھ چھٹا کشمیرا سنگھ ساتواں ملتانا سنگھ آٹھواں دلیپ سنگھ جو معزول الریاست ہو کر انگلستان میں موجود

ہے ان بیٹوں میں سے اگرچہ بعضوں کی نسبت لوگوں کو شک بھی ہے اور کہتے ہیں کہ وہ فی الحقیقت رنجیت سنگھ کے

بیٹے نہ تھے بلکہ اسکی رانیاں صرف اسواسطے پیدا کر لیتے کہ وہ اسکی نسل کا شمار کر [illegible]

اور رنجیت سنگھ کی اور کا بھی یہی سمجھا تھا کہ رانیاں ظاہر کر دیتی تھیں کہ یہ بچہ ہمارے پیٹ سے پیدا ہوا ہے ایسا ہی ہو مگر ہم

کے نزدیک [illegible] حال رنجیت سنگھ [illegible] رنجیت سنگھ کی زندگی میں شمار ہوا کیا

کہ [illegible] اور [illegible] راج [illegible] دوسرے کا [illegible] اور [illegible] رنجیت سنگھ [illegible]

اور [illegible] کا [illegible] اگر [illegible] الحقیقت ایسا ہی ہو تو [illegible] اسکی شادیاں [illegible]

جنمیں سے نو شادیاں تو باوا [illegible] سات ہوئیں اور سات شادیاں [illegible] اور [illegible] وقوع میں

آئیں کہ رنجیت سنگھ [illegible] دستور کے مطابق دستور تھا کہ جہاں خود شادی کرنے [illegible]

[illegible] رانی مہتاب کنور [illegible] لڑکی سردار گوربخش سنگھ [illegible] سردار [illegible]

کی تھی [illegible] شیر سنگھ و تارا سنگھ مشہور ہوئے دوسری راجکراں [illegible] لڑکی سردار [illegible] سنگھ [illegible] کی تھی [illegible]

سے کھڑک سنگھ پیدا ہوا اسکو لوگ مائی [illegible] کہتے تھے تیسری [illegible] کنور [illegible] لڑکی [illegible] سنگھ [illegible] دوسری [illegible]

[illegible] لڑکی [illegible] سنگھ [illegible] مشہور ہوا [illegible]

[illegible] کے وقت اسکا [illegible] ہوا پانچویں [illegible] مہتاب دیوی [illegible]

[illegible] کے راجہ [illegible] اور ایک ہی [illegible] دونوں کو شادیاں رنجیت سنگھ

کے ساتھ ہوئی [illegible] رنجیت سنگھ کے مرنے سے ستی ہو گئی اور مہتاب دیوی رنجیت سنگھ کے لاش کے ساتھ ستی ہو

ساتویں گل بیگم [illegible] ایک عورت مسلمان کشمیرن [illegible] امرتسر میں رہتی تھی رنجیت سنگھ کو اسکا خیال ہو گیا

اور [illegible] امرتسر اسکے ساتھ شادی کی آٹھویں [illegible] دیوی [illegible] لڑکی [illegible] سنگھ [illegible]

[illegible] لڑکی تھی [illegible] سنگھ جاٹ امرتسر کے [illegible] کی لڑکی تھی [illegible] ذکر

نوشادیوں کا ختم ہوا اور جو سات شادیاں [illegible] ہوئیں انکی تفصیل یہ ہے اول [illegible] دیوی [illegible]

[illegible] دوسری [illegible] تیسری رتن کنور [illegible] سردار [illegible] سنگھ [illegible]

[illegible] رنجیت سنگھ نے [illegible] کو [illegible] محل میں داخل کیا

[illegible] کی [illegible] اور [illegible] کنور کے بیٹے [illegible] کشمیرا سنگھ [illegible] پشورا سنگھ مشہور [illegible]

چوتھی چند کور جی سنگھ ساکن جہین پور ضلع امرتسر کی لڑکی پانچوین مہتاب کور جو دہری سبہان سنگہ جاٹ اتوال
ساکن پلہا ضلع گورداسپور کی لڑکی چھٹی سمن کور صوبا سنگہ جاٹ ملوی ساکن ضلع [...] کی بیٹی واکی لڑکی ساتوین گلاب کور
چکہ [...] چودہری کی لڑکی ہوا ہی انکی اور بھی رانیان کنیزکین تھین جو رانیان تھین تہا [...] ہردیوی جو دہری کی
سلہریہ راجپوت ساکن پال گڈہ ضلع گورداسپور کی لڑکی اور راج دیوی لڑکی بدہار راجپوت کی اور دیوان
سنگہ بہاری کھاوجٹ کی دختر یہ تینون مع رانی مہتاب دیوی کے رنجیت سنگہ کے ساتھ جلکر مرگئین رنجیت سنگہ
کے معشوقہ و محبوبہ عورتین پیشہ وار کسبی بھی بہت تھین مگر سب سے زیادہ موران [...] اسی رتبہ کو پہونچی کہ گویا
سلطنت پنجاب کی اوسکو گھر مین تھی وہ رنجیت سنگہ کو سرتا پا چاہتی تھی [...] لیتی تھی اور بخلاف [...]
اوسکی جو چاہتی سو کرتی کسیکی مجال دربار کا یارا نتھا کہ اوسکی مرضی کے سوی کام کر سکی رنجیت سنگہ جو موران
کے گہر گئے شادیون اور رسومون مین جاکر شامل ہوتا اوسکی نام کا سکہ لاہور مین بہت تک مضروب ہوتی تھی
چنانچہ آجتک ویسا ہی پیسہ موران شاہی مشہور ہین

ذکر سلطنت کہرک سنگہ و نونہال سنگہ و شیر سنگہ و دلیپ سنگہ پسران رنجیت سنگہ مغفور

جب رنجیت سنگہ فوت ہوا
کہرک سنگہ اوسکا بیٹا بموجب [...] با علانیہ [...] جلوس کرنا شروع کیا مگر بسبب [...] مزاجی و کم عقلی اوسکی کے سلطنت
کا کام چل نسکا سو اسطرح نونہال سنگہ اسکی بیٹے نے باپ کو محض معطل و بیکار کرکے کام سلطنت کا اپنے ہاتھ مین
لے لیا اور امرای دربار ور احکام جوال سب کی سازش نونہال سنگہ کے ساتھ ہوگئی اور سب کی تجویز سے
سردار چیت سنگہ جسکو کہرک سنگہ وزیر بنانا چاہتا تھا قتل کیا گیا سنہ [...] اختتام مین کہرک سنگہ بیمار ہوا اور
بیٹے کی صورت سے اسقدر بیزار تھا کہ مرنے دم تک اوسکی صورت اوسنی نہ دیکھی بلکہ کہتا تھا کہ نونہال سنگہ
جوانمرگ مریگا سو بعد سلطنت اوسکو نصیب نہوگی ادہی سال مین کہرک سنگہ مرگیا اور وہ حقیقی اوسکی استقامت
ہوئی کہ جب نونہال سنگہ کہرک سنگہ کی نعش کو جلا کر آیا اور قلعہ کے دروازہ کے قریب پہونچا اکثر سے توپین
سلامی کی سر ہوتی لگین دروازہ کے پاس پہونچا ہی تہا ایک پتہر دروازہ کی دیوار سے گر پڑا اور اوسکا
بیٹا راجہ گلاب سنگہ اور نونہال سنگہ کے سر پر ہو باہم ہاتھ مین ہاتھ لئی ہوئی پایا [...] چلو آتے تھی لگا [...] لگنی سی
دو نوجوان بحسرت و ارمان دنیا سی گذران سی گذر گئی نونہال سنگہ کے مرنے کے بعد امرای جوال نے شیر سنگہ کو گدی
دینی کی تجویز کی مگر سرداران سندہانوالیہ نے نمانا اور چند کور زوجہ کہرک سنگہ کو حکومت پر بٹھلایا اور خود کفیل
امورات وزارت کی ہوئی یہ بات دہیان سنگہ وزیر کو ناگوار گذری اور جمون کو چلا گیا اور شیر سنگہ بہی محرومی
کے ساتھ بٹالہ کو واپس گیا بٹالہ جاکر شیر سنگہ نے خفیہ خفیہ فوج کے کل افسرون کے ساتھ سازش کی اور سب کی
طرف سے خاطر جمع کر کے تھوڑی سی فوج لیکر لاہور پر چڑہ آیا اوسکی آتی ہی تمام فوج اوسکی ہمراہ ہوگئی اور قلعہ

لاہور میں آیا اور گلاب سنگھ و چیت کنور و سرداران سندھانوالیہ مصروف ہوئے شیر سنگھ نے آستانہ انتظار قلعہ کے گرد ایک مورچہ
لاہور کے پاس ایک باغ میں ... سپاہ کے ... روز بروز ... لڑائی شروع کی تین روز تک برابر لڑائی ہوتی رہی
... اور باہر سے لوگوں کی مار ہوتی تھی ... آدمی کام آئے
جب قلعہ کے دیواروں میں ... تو ... راجہ دھیان سنگھ جموں سے آیا اور ... صلح کرا دی
... صلح کرا کے شیر سنگھ کو گدی پر بٹھلایا اس امر کے ... سندھانوالیہ سردار ... بھاگ گئے ...
رانی چند کنور کو شیر سنگھ نے ... مروا دیا مگر اس قدر ... کے انجام کی ... ان کنیزوں کو سخت
سزا دی اور ان کے ناک کان کٹوا کر لوگوں پر ایسا ظاہر کیا گویا چند کنور ... مارا گیا
دو سال کے سلطنت کے اندر ... اور شیر سنگھ کی ... ہوئی اور ...
... سنگھ ... کی اختیار ... سندھانوالیہ کو انگریزی علاقہ
سے بلوایا اور ... سردار ... دھیان سنگھ اور شیر سنگھ
دونوں کے قتل کے فکر میں پڑے فروری ۱۸۴۳ء میں دوست محمد خان امیر کابل انگریزوں کی قید سے رہا ہو کر لاہور
آیا شیر سنگھ نے اس کی بڑی دھوم دھام سے ضیافت کی اور عہد نامہ دوستی کا لکھ لیا ... سپاہی گورکھا
... شیر سنگھ کا بڑا اعتبار تھا ... راجہ دھیان سنگھ ... سندھانوالیہ
کے ساتھ سازش کی اور ... شیر سنگھ کے قتل پر آمادہ ... دونوں کا کام تمام
کریں ... سنگھ ... کو گدی پر بٹھلائیں ... ستمبر ۱۸۴۳ء کو اجیت سنگھ
اپنی فوج کی حاضری دینے کے واسطے ... شاہ بلاول میں جہاں شیر سنگھ دربار کر رہا تھا گیا اور ایک
... تحفہ ولایتی دکھلانے کے بہانے پاس پہونچا جب ... شیر سنگھ نے ہاتھ لی تو اجیت سنگھ نے فی الفور ...
... دبا دی ... گولیاں ... شیر سنگھ کے سینہ میں لگا ... نوجوان
شیر سنگھ ... اس کام سے فراغت پا کر اجیت سنگھ و لہنا سنگھ باغ شاہ بلاول میں جہاں ... پرتاب سنگھ پسر شیر سنگھ کا
بیٹھا تھا پہونچے اور اس کا کام بھی تمام کیا اور راجہ دھیان سنگھ کو ساتھ لیکر دلیپ سنگھ کو گدی پر بٹھلانے کی واسطے
قلعہ میں آئے اور پوشیدہ حکم دیا کہ دھیان سنگھ کے ہمراہی فوج قلعہ میں آنے نہ پائے جب دھیان سنگھ کی فوج باہر رک
گئی اور خود ... کے پاس ... ساتھ ہوا تو اجیت سنگھ نے اس کو بھی ... ماری اور ایک ہی حملے سے
دھیان سنگھ کا کام تمام ہوا ... دلیپ سنگھ کو ... گدی پر بٹھلایا اور خود وزارت کا خطاب
پایا ... آگ ...
ادھر راجہ ہیرا سنگھ پسر دھیان سنگھ ... باپ کا ... استقلال تمام ...

تمام فوج کے افسرون کو بلا کر وعدہ کیا کہ اگر تم بادشاہ اور وزیر کے قتل کا بدلہ لینا چاہو تو مین تمہین فی پیادہ بارہ روپیہ اور فی سوار ایک روپیہ یومیہ دونگا اور افسرون کو جاگیرین اور انعام علاوہ عطا ہونگے یہ بات سنکر کل فوج ہیرا سنگہ کے ساتھ ہو گئی اور رات کے وقت کوچ کرکے قلعہ کا گہیرا اور توپین چلانی لگا تمام شہر پر اثر توپ چلی آخر لہنا سنگہ و اجیت سنگہ سندہانوالیہ معہ گہوڑا منصاحبون کے گرفتار ہو کر قتل ہوئے اور سنکا سر (؟) اور نکی تیلی (؟) شہر پائوین میان (؟) تمام شہر مین گہسا قصور وار تمام گہوڑا منصاحبون کو گرفتار کر کے قتل کیا اس کا قصور سنا اس کا لاش کرا اوسکو منہ مین دیا ہوا تہا سردار عطر سنگہ سندہانوالیہ وغیرہ معہ فوج پاکر سلامت بہاگ گئی اس کام سے فراغت پاکر راجہ ہیرا سنگہ نے باطلاعت (؟) دربار کیا دلیپ سنگہ مہاراجہ اور نیابت جلا یا وزیر و مختار السلطنت قرار پایا حویلیان و باغات سندہانوالیون کے جہان جہان تہی سب لوٹی گئین اور جاگیر اسکی ضبط کی گئی اور تمام اونکے رشتہ دار گرفتار ہو کر ویر یرہ قتل ہوا بہائی گورمکہ سنگہ پر بہی علی ہذا القیاس یہی حال گذرا چند ماہ بعد راجہ سوچیت سنگہ ہیرا سنگہ کا چچا فوج کی سازش سے بامید حصول عہدہ وزارت جدید وہ طور پر لاہور آیا اوسکو امید تہی کہ مجھ سے تمام کل فوج سکہی میرے شامل ہو جائیگی مگر وہ تمام رات بمقام خانقاہ شاہ بلاول (؟) مقیم رہا وہی اوسکو یاس ہوا علی الصباح تمام فوج کی پلٹنیان حسب الحکم ہیرا سنگہ کے اوسپر ہو گئی اور وہ چند سوار کو لیکر بہاگے سے اوتر گئے مگر اونہون نے بہی تلوارین ہاتہ مین لیکر خوب خوب حملے کئے آخر پاون سے گولون سے اوڑ گئے اسباب کے انعام مین راجہ ہیرا سنگہ نے فی پیادہ ایک ایک طلائی کل فوج کو انعام دیا اس سے چند ماہ بعد سردار جواہر سنگہ رنجیت سنگہ کے خسر پورہ اور دلیپ سنگہ کے ماموں نے فوج سے سازش کرلی اور کہا کہ اگر تم مجکو وزیر بناؤ تو مین فی کس ایک ایک طلائی انعام دونگا جب یہ خبر راجہ ہیرا سنگہ کو پہونچی تو وہ نہایت ناراض ہوا اور راجہ لعل سنگہ وغیرہ اوسکو مصلاح دی کہ کل علی الصباح لاہور سے جمون کو چل دو اور فوج والون کو ساتہ لیکر تم کو بڑی عزت دلوائینگے اور ساتہ دلا دی سو والیس لائینگے اور اوس کے بعد اوسکو جمون بہیجا کہ زیادہ نقصان ہوگی راجہ ہیرا سنگہ و پنڈت جلا باوجود ایسی ہوشیاری کے دشمنون کے دم مین آگیا اور ۲۱ - دسمبر سنہ ۱۸۴۴ع کو اہوتری علیہ کے دن لاہور سے سوار ہو کر جمون کو چلدیا اونکے جانے کے بعد جواہر سنگہ دلیپ سنگہ کو ساتہ لیکر فوج کے روبرو گیا اور دلیپ سنگہ کی زبانی فوج کو یہ سنایا کہ نمک حرام بہاگ گئی خزانہ لوٹ کر لیئے جاتی ہین اونکو پکڑ لاؤ اور مار دو سکہون کو تو خوش کرنیکا ذریعہ ایسی ہوا تہا کل توپخانہ اور پلٹنین اونکے تعاقب مین تیز چلنے لگیں اور چہار کوس پر پامیر راہ میں سے جا کر اونکو گہیر لیا اوسوقت راجہ ہیرا سنگہ و پنڈت جلا و سوہن سنگہ خلف راجہ گلاب سنگہ اور سرکار (؟) کے پہلوانوں نے بہت کچھ ہاتہ پاون مارے مگر آخر کار راجہ ہیرا سنگہ و پنڈت جلا و میان لابہ سنگہ وغیرہ قوم کے گولیون سے مارے گئے اور سکہ اونکے سر کاٹ کر لاہور لائے اور راجہ ہیرا سنگہ کے

وزارت کیوقت بڑا حادثہ بھائی بیر سنگہ کے قتل کا بھی قابل تحریر ہے کہ بھائی بیر سنگہ ایک فقیر خدا پرست
تھا سب سکہہ اوسکو اپنا گرو و مقتدا مانتے تھے دریاے گھارا کے کنارے اوسکا مقام تھا اوسکا معتقد خاص و عام
تھا اتفاقاً سردار عطر سنگہ سندہانوالیہ جو لاہور سے بھاگ کر ستلج پار چلا گیا ہوا تھا گدہ بہیری کے ہمراہ آکر وہان
آ موجود ہوا اصلی مطلب اوسکا یہ تھا کہ بیر سنگہ اپنی گور دیکے کہنے سے سکہون کی فوج میری مطیع ہو جاویگی اگر چہ
خالی نکلی لاہور مین جب یہ خبر ہوئی تو ہیرا سنگہ نے سکہون کی فوج پیادہ و سوار معہ توپخانہ اوتارے وہان
جا پہونچی اور بیر سنگہ کے مکان کو چارون طرف سے گہیر کر توپون سے اوڑا دیا بیر سنگہ و عطر سنگہ وغیرہ چند
فقیر پیادہ اوسمین بہت سے قتل ہوئے اس حادثہ کے تہوڑی ہی مدت بعد راجہ ہیرا سنگہ قتل ہوا
اور سردار جواہر سنگہ دلیپ سنگہ کے ماموں نے وزارت کا خلعت پہنا کل سکہہ سوار و پیادہ کو ایک ایک
طلائی انعام ملا اور راجہ ہیرا سنگہ و سوچیت سنگہ کی جاگیر اور ملک کے حساب کر دینے کے مانگنے کے واسطے راجہ گلاب سنگہ
پر سکہون کی چڑہائی ہوئی راجہ گلاب سنگہ نے مقابلہ نکیا اور سکہون کے ساتھ لاہور چلا آیا اور یہ اقرار کیا کہ کل جاگیر
راجہ سوچیت سنگہ و ہیرا سنگہ و شہزادہ جاگیر کی داخل سرکار کر دونگا اور بعوض ملک مقبوضہ اپنے کے تین لاکہ
روپیہ سالیانہ سرکار مین دیا کرونگا چونکہ راجہ لعل سنگہ و جواہر سنگہ اوسکی بربادی کی فکر مین تھے اسواسطے باقرار
وبہانہ ادائے ارسیٹہ لاکہ روپیہ جرمانہ کے اوسکو جکڑ لیا دس ہی بعد سکہی فوج واسطے وصول کرنے اٹہارہ لاکہ
روپیہ نذرانہ کے جو کہ بعد مرنے دیوان ساونمل ناظم ملتان کے دیوان مولراج پر قرار پایا تھا ملتان کو روانہ
ہوئی اور نذرانہ وصول ہوا اور انہیں ایام مین پشاورا سنگہ نے بغاوت کا نشان دکہایا اور قلعہ اٹک پر قبضہ پاکر
سلطنت کا مدعی بنا فتح خان ٹوانہ معہ مسلمانی فوج کے اوسکے استیصال کے واسطے مامور ہوا اور پشاورا سنگہ فتح خان
کے ہاتہہ سے قلعہ اٹک مین براہ فریب مارا گیا تہا اور پشاورا سنگہ کے مارے جانیکی خبر جب سکہون کو پہونچی تو کل فوج
جواہر سنگہ سے پہیر گئی اور رانی جنداں دلیپ سنگہ کی والدہ کو کہلا بہیجا کہ اگر جواہر سنگہ اپنے بہائی کو ہمارے پاس
بہیجدیوی تو بہتر ورنہ ہم قلعہ کو محاصرہ کر لینگے اول تین روز جواب و سوال درمیان رہی جب دیکہا کہ سکہہ
نہین رکتے تو رانی جنداں اور جواہر سنگہ اپنے بہائی اور دلیپ سنگہ کو ساتھ لیکر فوج مین گئی وہان پہونچتے ہی سکہہ
دوڑے اول دلیپ سنگہ کو ہاتہی سے اوتار لیا پہر جواہر سنگہ کا کام بندوقون سے ایک دم مین ہی تمام کیا اور بہت
وغیرہ چند آدمی جو ہمراہ جواہر سنگہ کے ساتھ تھے وہ بہی مقتول ہوے جب نعش جواہر سنگہ کی جلائی گئی
تو پہلے اوسکی چار رانیان بہی ساتہہ ستی ہوئین اور سکہون نے بڑی دست درازیان کین اور کان چیر کر
اونکی زیور اوتار لیے جواہر سنگہ کے بعد راجہ لعل سنگہ مختار ہوا اور بسبب اسکے کہ ایسی سرکش فوج کو قتل کرنی
کیواسطے انگریزون پر چڑہائی کی تجویز کی اور سکہون کو جمع کر کے حکم سنایا کہ انگریزون نے موضع موڑان کو جو

خالصہ جی کا کانونسل یار تھا اپنے علاقہ کے ساتھہ ملا لیا ہی یہہ بات سنکر یکلخت فوج انگریزون پر چڑہ گئی اور
گیارہ دسمبر ۱۸۴۵ء کو سکھون نے دریای ستلج سے عبور کیا اور پانچ لڑائیان بڑی انگریزون کے ساتھہ لڑے
پہلی لڑائی مدکی کے مقام پر ہوئی اس لڑائی مین پنتیس ہزار سکھون کی فوج راجہ لعل سنگہ کے باستحت انگریزون کی
فوج کے مقابل تھی اس فوج مین بیس ہزار پیادہ آٹھہ ہزار سوار گہوڑچڑہے اور بائیس ضرب توپین تھین تھوڑے
دن باقی رہنے لڑائی شروع ہوئی سکھہ بڑی بہادری سے لڑے اگر تھوڑی دیر سامنا اور قائم رہتے تو ضرور فتحیاب
ہوتے مگر سب سے اول راجہ لعل سنگہ بھاگ نکلا اور آٹھہ ہزار اوسکی فوج باستحت نے ایک ہاتھہ بھی نہ اوٹھایا گیارہ ہزار
فوج کل فوج مین سے تھوڑی تھی سے مقابلہ کرتی رہے آخر جب افسر ہی بھاگ گیا تو وہ بھی سترہ توپین میدان مین
چہوڑکر بھاگے چہہ سو تہتر آدمی انگریزون کے اسمین زخمی ہوئے اور دو سو بارہ مارے گئے اور براڈفٹ
صاحب ایجنٹ انگریزی بھی اس لڑائی مین کام آئے دوسری لڑائی پہیرو کے مقام پر ہوئی
اس مقام پر سکھی فوج بارہ پلٹن اور دس ہزار سواران اور سو ضرب توپ تھی اس فوج کے روبرو لارڈ
ہیوگف صاحب سپہ سالار اور لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل موجود تھے نہایت سرگرمی کے ساتھہ لڑائی
ہوئی آخر سردار تیجا سنگہ بھاگ نکلا اسکی بھاگتے ہی سکھون کی فوج بھی بے سروبے افسر ہوکر بھاگی اور آخر
میدان انگریزون کے ہاتھہ آیا اس لڑائی مین چہہ سو جوان سپاہی اور افسر مارے گئے اور ایکہزار
سات سو زخمی ہوئے اور ستر توپین سکھون کے میدان مین رہ گئین تیسری لڑائی یہہ فوج سکھون
کی بابت سردار رنجور سنگہ معہ فوج سردار بہال سنگہ آلووالیہ اور راجہ اجیت سنگہ لاڈوہ والہ لدہیانہ
کے متصل اوتری ہوئی تھی اور فرودگاہ موضع بدووال تھا جب انگریزی فوج باستحت جنرل سمتہہ صاحب
اونکے روبرو آئی سکھون نے اون پر آگ برسانی شروع کی جنرل صاحب نے بھی فی الفور صفین تیار کرلین
اور مقابلہ شروع کیا مگر آخر سکھی فوج کے میدان چہوڑکر لودہیانہ کو چلے گئے سکھی فوج نے اونکا تعاقب نکیا
اس لڑائی مین اونہتر آدمی انگریزون کے مارے گئے اور اٹہتر زخمی ہوئے اور ستہتر مفقود الخبر ہوئے اور بیرنز صاحب
اسسٹنٹ سہارجن اور چند گورون کو گرفتار کرکر لاہور کو روانہ کیا۔ اسی وقت مین کہ دونو سلطنتون مین
لڑائی ہو رہی تھی رانی جند انے راجہ گلاب سنگہ کو جمون سے طلب کیا اور وزارت دی چوتھی
لڑائی علیوال اور بوندری کے مقام پر ہوئی اسکا حال یہہ ہے کہ جب فوج باستحت جنرل سمتہہ صاحب
شکست کہاکر لودہیانہ مین پہونچی تو بڑی کمک اونہون نے بہ دیکہ اسکی طلب کیا جب فوج مدد کو آگئی تو لڑائی
ہوئی سردار رنجور سنگہ تو پہلے ہی بھاگ نکلا اوسکی بھاگتی کو پہ بھی فوج لڑتی رہی آخر بھاگ نکلی انگریزی فوج نے اونکا
تعاقب کیا سو اسطے سکھہ دریا مین ہزارہا ڈوبے اس لڑائی مین انگریزون کے ایک سو اکیاون آدمی مقتول اور

پانچ سو بیرہ زخمی اور پچیس گم ہوئے **پانچویں لڑائی سبھراؤں کے مقام پر ہوئی** اسمین سکھی فوج تیس ہزار جوان اور ستر توپین تھین جب لڑائی گرم ہوئی اول سردار تیج سنگھ سپہ سالار بھاگا پھر بھی فوج لڑتی رہی آخر بھاگ نکلی اور انگریزون کے تعاقب سے ہزارون سکھہ دریا مین ڈوب گئے اسمین تین سو بیس آدمی انگریزون کے مقتول اور دو ہزار تیرہ زخمی ہوئے بعد اس فتح کے کوئی لڑنے والا نہ رہا اور انگریزی فوج نے ستلج سے اوتر کر قصور مین ڈیرہ کیا وہان راجہ گلاب سنگھ حاضر ہوا اور یہہ بات بحضور گورنر جنرل قرار پائی کہ سرکار انگریزی بدستور دلیپ سنگھ کو اپنا دوست جانے گی مگر اس بے ادبی اور خلاف عہد نامہ جنگ کرنے کے سبب ستلج پار اور دو آبہ بست کا ملک ضبط ہو کر انگریزی سلطنت کی شامل ہوگا اور ڈیڑھ کرور روپیہ نقد اس مہم کا خرچ علاوہ سرکار لاہور سے لیا جاویگا وہان سے کوچ کر کے جب انگریزی فوج نے مقام للیانی ڈیرہ کیا تو راجہ گلاب سنگھ دلیپ سنگھ کو وہان لے گیا اور زبانی اوسکی بحضور نواب گورنر جنرل بہادر سب تقصیرات بالا کا اقبال کرایا مگر لاہور سے ڈیڑھ کرور روپیہ نقد سرکار لاہور سے ادا نہو سکا اسواسطے کل پہاڑ کا ملک مع کشمیر و تبت و لداخ وغیرہ سرکار انگریزی نے ضبط کر کے راجہ گلاب سنگھ کے پاس بعوض پچہتر لاکھہ روپیہ کو فروخت کر ڈالا اور اوسکو مہاراجگی کا خطاب دیکر سلطنت و راج اوسکا سرکار لاہور سے علیحدہ مقرر کر دیا اس انتظام کے بعد انگریزی فوج تو ہمیشہ کے واسطے لاہور مین رہنی تجویز ہوئی اور لارنس صاحب بہادر رزیڈنٹ قرار پائے اور راجہ لعل سنگھ وزیر ریاست مقرر ہوا ماہ جولائی ۱۸۴۶ع مین شیخ امام الدین ناظم کشمیر نے کشمیر کے دینے مین فساد برپا کیا یعنی جب راجہ گلاب سنگھ کا ناظم دخل لینے کے واسطے وہان گیا تو شیخ امام الدین نے دخل نہ دیا اور مقابلہ پیش آیا اسواسطے فوج کشی تک نوبت پہونچی آخر اکتوبر ۱۸۴۶ع شیخ امام الدین حاضر ہو گیا اور بعد الاستفسار بحضور رزیڈنٹ بیان کیا کہ مین نے یہہ سرکشی حسب الحکم راجہ لعل سنگھ کے کی اور اپنے بیان کے ثبوت مین چند پروانہ راجہ لعل سنگھ کے مہری پیش کیے تو اسکے انصاف کیواسطے ایک دربار منعقد ہوا راجہ لعل سنگھ نے اگرچہ عند الجواب محض انکار کیا مگر پورے خبردار تو اسکے کاتب نے گواہی دی کہ انہی حسب الحکم راجہ لعل سنگھ کے یہہ پروانہ لکھے آخر یہہ بات ثابت ہوئی جرم راجہ لعل سنگھ وزارت سے معزول ہو کر فتح آباد بھیجا گیا اور نو مہینہ کے بعد ماہ دسمبر انگریزی فوج نے لاہور سے روانگی کا قصد کیا چونکہ امرائے لاہور کو انتظام ریاست کا بسبب نا اتفاقی باہمی کے ایک بار گران نظر آتا تھا اسواسطے رزیڈنٹ کے حضور مین سب نے ملکر یہہ درخواست کی کہ مہاراج کے بالغ ہونے تک صاحبان انگریز یہان رہکر مہاراج کی سرپرستی کرین بعد از مشکل یہہ درخواست اونکی بحکم گورنمنٹ سے منظور ہوئی اور قرار پایا کہ مہاراج کے بلوغ تک انگریزی فوج لاہور مین رہے اور بائیس لاکھہ روپیہ سالانہ فوج اور افسرون کا خرچ سرکار لاہور سے لیا جاوے اور اختیار و انتظام کل ریاست کا صاحب رزیڈنٹ کے حوالہ ہو اس منظوری کے

بعد سردار تیج سنگھ و دیوان دینا ناتھ و سردار شیر سنگھ اٹاریوالہ کو راجگی کا خطاب معہ اضافہ جاگیر کے عطا ہوا
اور یہ تینوں بمع فقیر نور الدین مشیر خاص منیب مقرر ہوئے و سردار رنجور سنگھ و بھائی ندھان سنگھ و
عطر سنگھ کالیانوالہ و شمشیر سنگھ سندھانوالیہ بطور نائب تالیان دربار قرار پائے اور یہ تجویز ہوئی کہ جس کام
کے لئے یہ لوگ تجویز کریں رزیڈنٹ صاحب سے منظور کرالیں بعد ازاں چنداں والدہ دلیپ سنگھ کو یہ انتظام خوش
نہ آیا اور در پے فساد ہوئی اسواسطے نامہ لاہور سے نکالے جا کر شیخوپورہ کے قلعہ میں بھیج گئے اور حکم ہوا کہ کوئی
شخص بلا اجازت صاحب رزیڈنٹ کے اوسکے پاس آنا جانا نہ پاوے ماہ مارچ ۱۸۴۸ء میں مسٹر کری صاحب
لاہور کے رزیڈنٹ مقرر ہوئے اونکے وقت مولراج ملتان کے ناظم نے استعفا دیا وہ منظور ہو کر بجائے اوسکے سردار
کاہن سنگھ مان اور اگنیو صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ مقرر ہوئے جب وہ لاہور سے چلکر ملتان پہنچے تو مولراج نے
اونکو قتل کر ڈالا اور پھر بلا باغی ہو گیا لاہور سے بحکم رزیڈنٹ راجہ شیر سنگھ اٹاریوالہ و سردار شمشیر سنگھ
سندھانوالیہ و عطر سنگھ کالیانوالہ معہ فوج روانہ ملتان ہوئے اور فوج انگریزی کے افسر کپتان اڈورڈس
مقرر ہو کر گئے وہاں جنگ جدل ہو رہا تھا کہ اتنے میں چتر سنگھ اٹاریوالہ نے ہزارہ کیطرف فساد کیا اور
شیر سنگھ اٹاریوالہ جو چتر سنگھ کا بیٹا تھا انگریزی فوج سے الگ ہو کر مولراج سے جا ملا چونکہ مولراج نے بھی اوسکی
کچھ خاطر نہ کی اور نہ اوسپر اعتبار رکھا اسواسطے وہ ملتان سے پنڈ دادنخان کو چلا گیا ۲۲ جنوری ۱۸۴۹ء
مولراج کئی لڑائیوں میں شکست کھا کر خود اڈوارڈس صاحب کے پاس حاضر ہو گیا اور مقید ہو کر لاہور آیا
اور مہم ملتان کے ختم ہونے ماہ مئی ۱۸۴۸ء کو رانی چنداں لاہور سے ہندوستان کو بھیجی گئی ادہر تو یہ حال گذرا
اور ادہر چتر سنگھ اٹاریوالہ نے باتفاق اپنے بیٹے اور بہت سے سرداروں کے ہتھیار سکھوں کو اپنے
پاس جمع کیا اور جارج لارنس صاحب وغیرہ انگریزوں کو جو پشاور میں تھے قید کر لیا امیر دوست محمد خان
والی کابل کو معہ فوج اپنی مدد کو بلایا اور ایک اجتماع ہو کر انگریزوں کے ساتھ لڑائی کی ٹھہری ادہر سے
انگریزی فوج دریاموج اونکی سرکوبی کو روانہ ہوئی اور چار لڑائیاں انکے درمیان وقوع میں آئیں ــ

پہلی لڑائی رسول نگر کے مقام پر بتاریخ ۲۲ نومبر ۱۸۴۸ء بوقت نواخت ڈنڈہ بجے رات کے ہوئی
شیر سنگھ و چتر سنگھ اسمیں شریک تھے اسمیں انگریزوں کا بہت نقصان ہوا **دوسری لڑائی**
سعد اللہ پور کے مقام پر بتاریخ ۳۲ نومبر ۱۸۴۸ء کے ہوئی بعد لڑائی کے شیر سنگھ و چتر سنگھ وہان سے کوچ
کر کے موننگ رسول کو چلے گئے **تیسری لڑائی** مقام چلیانوالہ ہوئی یہ ایک سخت مقابلہ فریقین
فوج میں ہوا کہ تیرہ دسمبر سے گیارہ فروری تک دونو فوجیں ایک دوسرے کے مقابل میدان میں پڑی
رہیں آخر کار بارہ فروری کو شیر سنگھ و چتر سنگھ موننگ رسول کا مقام چھوڑ کر گجرات کو چلے گئے اور مستعد

مدت تک بہت مرتبہ مقابلہ و مجادلہ ہوتا رہا چوتھی لڑائی الکسندری کو بمقام گجرات نہایت سرگرمی
کے ساتھ ہوئی اور سکھوں کی فوج میدان چھوڑ کر بھاگ نکلی اور فوج انگریزی فتحیاب ہو کر واپس آئی۔ بعد اختتام ان
معرکوں کے چتر سنگھ و شیر سنگھ از خود انگریزی افسروں کے پاس حاضر ہو گئے اور کابلی امیر نے کابل کا راستہ لیا لاہور پر
اگرچہ چتر سنگھ و شیر سنگھ و دیوان مولراج وغیرہ بڑے بڑے مفسد تو پنجاب سے جلاوطن ہو کر ہندوستان کو روانہ کیے
اور چھوٹے مفسدوں کی نسبت حکم ہوا کہ وہ اپنے اپنے گاؤں میں رہیں بلا اجازت افسران انگریزی کے کہیں آیا جایا
نہ کریں بعد ازاں بموجب اشتہار ۲۹ مارچ سنہ ۱۸۴۹ء کے مہاراجہ دلیپ سنگھ لاہور کی سلطنت سے معزول ہو کر سالانہ
چار لاکھ روپیہ سالانہ اوسکی پنشن نقد قرار پائی اور چند ماہ کے بعد معہ سہدیو سنگھ خلف مہاراجہ شیر سنگھ لاہور سے
جلاوطن کر کے ہندوستان کو بھیجا گیا اور کل پنجاب کے ملک میں انگریزی انتظام شروع ہو گیا اور ایسا سکھوں کی سرکار نے
اپنا انتظام کیا کہ کل عام اسپ و ہتھیار چھین لیے اور بدوں اجازت و حصول لائسنس کسی کو ہتھیار رکھنے کی طاقت
نہ رہی اس واسطے پھر کوئی مفسد پیدا نہ ہوا اور رعایا نے بھی روز کے کشت و خون و غارت و تاراج سے خلاصی پائی

تیسری تقسیم انگریزی ہندوستانی فوج کی مفسدی کے ذکر میں جو کہ بسال ۱۸۵۷ء وقوع میں آیا

آغاز اس مفسدہ کا ضلع میرٹھ و دہلی سے وقوع میں ہوا اور وہاں ہی کے ہندوستانی فوج نے بسبب بلنی کارتوس
نو ساختہ کے اول خفا ہو کر سرکشی و بگڑا اپنی پکڑ پاتھی اور اپنے افسروں کو قتل کر کے سرکار سے مقابلہ پیش آئے چنانچہ
ستلج پار کے ملک کے حصہ میں اقسام دہلی و حصار و انبالہ و لدھیانہ و فیروزپور وغیرہ اضلاع کے ذکر میں ان
کے بگڑی ہوئی فوج کا حال بھی درج کیا گیا ہے اب خاص پنجاب کے مفسدہ کا حال اور سرکاری افسروں کے انتظام کی
اس تقسیم میں حتی الامکان ضلع وار مندرج ہونا مناسب متصور ہوا **ضلع جالندھر** فوج کی سرکشی
اور دہلی کے مفسدہ کے خبر جالندھر میں پہنچی تو کل ہندوستانی فوج سے انگریزوں کا اعتبار اٹھ گیا اور بارہ
مئی سنہ ۱۸۵۷ء کو مسٹر فرنگٹن صاحب ڈپٹی کمشنر نے کل انگریزوں کو جمع کر کے آپس میں مشورہ کیا جس میں یہ تجویز قرار پائی
کہ پھلور کا قلعہ فی الفور تیسرے نمبر کی ہندوستانی پلٹن سے بچایا جاوے اور اونکو نکال کر اپنا قبضہ قائم ہو اور
تاربرقی کا دفتر اوسی جگہ مامور ہو اسی مشورہ کے مطابق ایک سو پچاس سپاہی نمبر ۸ کے گورہ پلٹن کے ۱۳ امی
و اصل قلعہ ہوئے اور ہندوستانیوں کو وہاں سے نکالا گیا اور نیز دو توپیں پھلور کے قلعہ سے منگوا کر اور جالندھر
کے توپخانہ کے ساتھ شامل کر کر گورہ فوج کے حوالے ہوئیں بتفصیل کہ مکان قلعہ کے طور پر بہت مضبوطی سے بنا ہوا آئی
سپنسل لائیں پلٹن کے سپاہی مفصل سے منگوائی گئی خزانہ کلیم جمع کر کے ضلع کے ماتحت ہوا کل انگریزوں کی
رہنے کے واسطے ایک مکان قرار پایا راجہ کپورتھلہ کی فوج چھ توپیں اور دو سو سوار اور ایک ہزار ایک سو پیادہ

کپورتھلہ سے بالفعل ہمراہ آ پہونچے جنکے آنے سے صاحب ضلع کو کمال تقویت حاصل ہوئی خزانہ کے لیے بیشتر سے ہندوستانی
فوج نے کمال شور برپا کیا اور چاہا کہ خزانہ بدستور ہماری تحویل میں رہے اسواسطے گڈیر بارنس صاحب کمشنر کے
بموجب خزانہ برابر حصہ کر کے ہندوستانی پلٹنوں کے ماتحت کیا گیا مگر اوسوقت ڈپٹی کمشنر نے یہ انتظام کیا کہ ضلع کا
خزانہ تو اونھوں نے قلعہ پھلور میں بھیجدیا اور باقی کل روپیہ جو پلٹن والوں کے سپرد ہوا تھا اوسمیں سے جس قدر
دینا تھا باہستگی دیگر بانٹ دیا مفسدوں کے طور سے پہلے چھاونیوں میں آگ کا لگنا شروع ہوا اور بد علامتیں
ظاہر ہونے لگیں مگر جنگی افسروں نے ان باتوں کی طرف کچھ خیال نہ کیا اور فوج کے بے ہتھیار کرنے میں
غفلت کی ساتویں جون گیارہ بجے رات کے چھاونی میں آگ روشن ہوئی تب افسر پولیس پہونچانے کو گئے تو
ہندوستانیوں نے اونکو نزدیک آنے نہ دیا بندوقیں مار کر ہٹا دیا اور کل ہندوستانی فوج مستعد ہوئی توپخانہ کی پلٹن
سفید ہوگئی ایک بجے رات کے ایک فریق ہندوستانیوں کا ہوشیارپور کو کوچ کر کے چلا گیا اور دوسرے
گروہ نے دہلی کی سمت کا راستہ لیا تعاقب کرنے والی فوج آٹھویں پلٹن گورہ کے چھ توپیں اور کچھ پولیس کی
فوج تھی کرنیل صاحب نے اونکو کوچ کا حکم صبح کے سات بجے تک نہ دیا جب دہوپ کی گرمی سخت ہوگئی اور
رات کی سردی کا فائدہ جاتا رہا تو کوچ کا حکم ہوا اور نگلس صاحب ڈپٹی کمشنر نے کپورتھلہ کے فوج کا ڈیڑہ سو
آدمی ہمراہ لیکر مفسدوں کا تعاقب کیا اور صبح کے گیارہ بجے پھگواڑہ پہونچے مگر اوسوقت مفسد صحیح سلامت
آگے پھلور کے مقام پر پہونچ چکے تھے پھلور کے پہونچتے ہی تیسری پلٹن ہندوستانی ماسورہ پھلور اونکو شامل ہوگئی
اور کشتیوں کو پکڑ کر نہایت آرام سے ستلج سے وہ دریا پار ہوئے اور دہرمکوٹ ریکٹ صاحب صاحب ضلع لودہیانہ
نے بڑی استقلال کے ساتھ اون پر حملہ کیا اور رینگٹن صاحب بہادر نے بہادری سے مقابلہ کرتے رہے اور لفٹینٹ صاحب
جو سکھوں کی چوتھی پلٹن کے افسر تھے وہ بھی اس کام میں بہت سرگرم رہے جنرل نسبت صاحب جالندہر سے تعاقب کو
آئے تھے وہ شام کے وقت پھلور پہونچے اور لودہیانہ کی لڑائی دور سے دیکھا کئے اور دریا سے اوترکر کچھ امداد
صاحب ضلع لودہیانہ کی نہ کی مفسدوں نے لودہیانہ جاکر قلعہ پر قبضہ کرلیا اور رات بھر وہاں رہے دوسرے
دن اونھوں نے جیلخانہ کھولدیا دسویں جون کو گورہ کی فوج اور جرنیل صاحب دریا سے اوترے اور مفسدوں
نے لودہیانہ سے آگے کو کوچ کر دیا اوس کے وقت گورہ فوج موضع دہن کے متصل پہونچی اور مفسد
بارہ میل کے فاصلہ پر مالیر کوٹلہ کے مقام پر تھے مگر اوسوقت گورہ فوج تھک گئی تھی اور بہت سے سپاہیوں کے
پاؤں میں آبلے پڑ گئے تھے فوج کی بے غرضی دیکھکر جنرل صاحب نے تعاقب چھوڑ دیا اور مفسد بخوشی تمام
دہلی جا پہونچے دوسرا فریق مفسدوں کا جو ہوشیارپور کی طرف گیا تھا اونھوں نے صاحبان ضلع کے اقبال سے
پہلے ہی کہا تھا اندر اپنے بچاؤ کی صورت کرلی راستہ میں اونھوں نے کسی سے تعرض نہ کیا اور ایسی عجلت سے

سے جیسے کہ کوئی فوج کا سرکار رہ جاتی ہے۔ اس مفسدہ کے ہونے کے بعد یہ حکم جاری ہوا کہ تمام میمیں اور عورتیں انگریزوں
کے جالندھر چھوڑ کر لاہور کو چلی جاویں اور گورہ فوج نکلسن صاحب کے گشتی فوج کے شامل ہو کر کام دیوے ۔ چونتیسویں
کو پلٹن نمبر ۳۳ و ۳۵ ہندوستانی کی بمقام فلور ہتھیار لیے گئے اور گشتی فوج نے اوس کام میں بہت مدد کی
ہندوستانی نافرمان فوج کی جگہ تین سو آدمی ٹوانوں کی لاہور سے بھرتی ہو کر آئے اور ایک پلٹن سکھوں کی
میجر لیک صاحب بہادر کمشنر قسمت جالندھر نے بھرتی کی اور ایک سوار پولیس کا اور ڈیڑھ سو پیادہ ضلع کے انتظام
میں مامور ہوئی اور بہت فوج جاگیرداروں کی معرفت بھرتی کر کے منگوائی گئی بلکہ اس ضلع سے اور بھی فوج
بھرتی ہو کر دہلی کو مامور ہوتی رہی اور بہت سوار و پیادہ [illegible] روپیہ سینکڑہ سود پر [illegible] قرض لیا گیا ۔

ضلع ہوشیارپور دہلی کے غدر کے وقت مسٹر انیسلی صاحب ڈپٹی کمشنر حاکم اس ضلع کے تھے
اونہوں نے ۱۵ - مئی ۱۸۵۷ء کو تحصیل کے مقام کو مضبوط کیا اور اوس میں ہندوستانی [illegible] سے لا کر رکھے
رکھا کیونکہ یہ خوف تھا کہ شاید ۳۳ نمبر کی ہندوستانی پلٹن کچھ شرارت کرے تمام انگریزوں کی میمیں
ہوشیارپور سے دہرم سالہ کو بھیجی گئیں شہر کی حفاظت کے واسطے آٹھ سو آدمی ملازم راجہ اکو والیہ و راجہ [illegible]
[illegible] ٹوانہ ملازم فوج کے مامور ہوئے اور کچھ حصہ شیر دل پلٹن کا بھی اس کام میں مصروف رہا
[illegible] قیدی بجواڑہ کے قلعہ کو بھیجے گئے اور پولیس کے سپاہی پہنچے اونکی حفاظت کی ۱۲ - جولائی [illegible]
کو قیدیوں نے بلوا کر کے بھاگ جانیکا ارادہ کیا اور [illegible] پھانسی ملی سوائے اسکے اس ضلع میں
ہر طرح امن امان رہا سرکار کا [illegible] ہوا عدالت کھلی رہی اور لوگوں نے ایک لاکھ روپیہ قرض
چندہ روپیہ سینکڑہ سود پر سرکار کو دیا **ضلع کانگڑہ** مفسدہ کے وقت اس ضلع میں [illegible]
بہت میں صاحب ضلع کو ہر ایک ریاست کی خبر [illegible] واسطے صاحب نے نو ملازم فوج رکھ کر دریا کے گھاٹوں پر
مامور کی اور سنا کہ راجہ پرتاپ چند [illegible] میں سرگشتہ ہو کر کچھ فوج نوکر رکھتا ہے اسواسطے لیک صاحب کمشنر جالندھر
پہنچ کر [illegible] کے تھانہ دار کو [illegible] پرتاپ چند کی طرف بھیجا [illegible] اور ایک مسلمان تھانہ دار اپنا ملازم وہاں مامور کیا اور اوسکو حکم دیا کہ
پرتاپ چند کی خبریں [illegible] فساد [illegible] کر جاتا اور [illegible]
[illegible] پرتاپ سنگھ نام ایک شخص کو پھانسی دی اور سو آدمی [illegible] قید ہوئے [illegible] صاحب ڈپٹی کمشنر و لیک صاحب کمشنر
کو قلعہ میں [illegible] کسطرح قلعہ نورپور و کانگڑہ سے ہندوستانی پلٹنوں سے ہتھیار لیکر خالی کرایا جاوے یہ انتظام ۱۴ - مئی
کو کیا گیا اور کپتان [illegible] صاحب ایک حصہ شیر دل پولیس پلٹن لیکر قلعہ کانگڑہ میں داخل ہوا اور ہندوستانیوں
کو نکال کر قلعہ اپنے قبضہ میں کر لیا خزانہ ضلع کا وہاں رکھا گیا اور دہرم سالہ و بھاگسو کی کوٹھیوں پر
پولیس کی فوج روانہ ہوئی جیلخانہ بھی اونکی حفاظت میں رکھا گیا ڈاکخانہ کا سخت انتظام ہوا [illegible]

اور ۴۶ نمبر کی پلٹن ہندوستانی کو بھی دیولدیس کی فوج کے بے ہتھیار کیا گیا اور اوسی رات جبہون کانگڑہ کی فوج
کے ہتھیار لیے گئے تھے صاحب ضلع سکھون کے سوار اور پولیس کی فوج لیکر تمام روز مین جو تین میل کا رستہ
طے کر کے نورپور پہونچے اور چاہا کہ باقیماندہ پلٹن نمبر ۴ کے بھی ہتھیار جو نورپور کے قلعہ مین ہین لیے جاوین لیکن
جاکر معلوم ہوا کہ اونکے پہونچنے سے اول ہی مسٹر ونکی صاحب اونکے کمان افسر نے زبانی تسلی و دلاسا دیکر پلٹن والون
کے ہتھیار لے لئے ہین اور وہ پلٹن سرکار کی مطیع و فرمان بردار رہی بلکہ اخیر تک فرمان بردار رہی۔
لاہور کا بلوہ و فساد کے وقت ۱۲ مئی سنہ ۱۸۵۷ء میں پہلی لاہور کے افسرون کو خبر پہونچی کہ ہندوستانی فوج کا ارادہ ہے
کہ لاہور کا قلعہ جسمین بڑا خزانہ اور میگزین بکثرت ہے لے لیا جاوے اور چھاونی مین بلا فساد برپا کیا جاوے
اسواسطے اوسی تاریخ یعنے ۱۳ مئی کو تین کمپنیان ۸۱ نمبر پلٹن گورہ کے قلعہ مین آگئین اور ہندوستانی گارد
جو قلعہ مین تھی نکالی گئی سب سپاہ اور انگریزون کو قلعہ کے اندر رہنے کا حکم نافذ ہوا فوج ہندوستانی کے ہتھیار
لینے کیواسطے یہ تجویز ہوئی کہ ۸۱ نمبر کی گورہ پلٹن اور کئی توپخانہ پنجابی پولیس کے سپاہیون سے توپخانہ
بھر گیا اور اونکو حکم ملا کہ اگر ہندوستانی مقابلہ پیش آوین تو اوڑا دئیے جاوین تین پلٹن اور ایک رسالہ ہندوستانی
بھی پریڈ مین بلایا گیا اور اونکو ہتھیار رکھدینے کا حکم سنایا گیا حکم سنتے ہی پہلی پلٹن والون نے کل ہتھیار رکھدیے
اور پھر سوارون نے اپنی تلوارین خفگی سے آگے پھینک پھینک دین اور سارجنٹون کو حوالہ کیا اوسوقت سرکاری
نمک حلال فوج صرف تین پلٹن لاہور مین تھین جو باستثنا انگریزون کے تھانون اور سرکاری مکانات کی حفاظت
کرتی تھین مسٹر اجرٹن صاحب ڈپٹی کمشنر کی عرق ریزی و جانفشانی اوسوقت قابل تعریف تھی جو بڑی خبرداری
و ہوشیاری کے ساتھ کار سرکار کو انجام دیتے رات کو بھیس بدل کر شہر مین دورہ و گشت کرتے اور اونکو سوا
لاہور کے ہندوستانی ریتی تو ملازم فوج برابر نگاہ رکھکر دیکھی گورہ و انہہ میں ہی چودہ ۱۴ تاریخ مئی کو خبر پہونچی کہ
ہندوستانی فوج مین پھر ایک پلٹن بھاگنے کو ہے اگرچہ یہ اسبات کی سنتے سے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی تمام انگریز
شور کے واسطے چھاونی مین جمع ہوئے ۸۱ نمبر کی گورہ پلٹن بہت جلد تیار کی گئی مگر سپاہ باقیماندہ ہندوستانی جو
بھاگنی کو تیار تھی لیکن مین جا گھسے اور روتھا کے تھانہ دار نکو پاسکے زمیندارون نے گرفتار کر کے مسٹر رابرٹس صاحب
اسسٹنٹ کمشنر قصور کی خدمت مین پیش کیا اور وہ ابتدا کرکے سزا کو پہونچے چار سرا نمک حلال و اعتباری فوج
قلعہ لاہور مین مامور تھی دروازہ قلعہ کے سوا ایک دروازہ کے سب بند کئے گئے چھاونی سے لیکر شہر
سرا میں پہرہ پولیس کا سلسلہ مقرر ہوا انگریز صاحبون کی حفاظت ۳۵ نمبر کی پلٹن سپاہ کو دیکے دو آدمیون سے ہوا ازاد
فساد کا کیا تھا وہ ۹ جون کو اتار گئی کہ پلٹن ... کو اونکو ... اسکا انتظام اور ...
... ہندوستانی ...
... اور ...

اسسٹنٹ کمشنر اوسکے منتظم مقرر ہوئے گندہک وشورہ دُوسون کی بیچنے کی سخت ممانعت عمل مین آئی کل ہندوستانی
نوکر سوائے پلٹنون کے جہان جہان جسقدر تھے ۲۹- جون کو اونکے ہتھیار لئے گئے اور نوکری سے برخاست ہو کر
پنجاب سے خارج ہوئے ایک اور بھی ہندوستانی غیر ملازم جسقدر ضلع لاہور مین تھے بحفاظت پولیس گھر کو بھیجے
اوتار دئیے گئے اور اونکی تعداد پانسو چھتیس تھی ۳۰- جولائی کو ۲۶ نمبر کے ہندوستانی بے ہتھیار پلٹن نے
میان میر مین مفسدہ کیا اور میجر سپنسر صاحب اور ایک اور انگریز اور دو ہندوستانی افسرون کو مار کر بھاگ گئے
اتفاقاً اوس دن بڑی سخت آندھی آگئی اور جو فوج اونکی تعاقب کو گئی اوس سے یہ لوگ بچ گئے بلکہ کوپر صاحب
ڈپٹی کمشنر نے اونکو راوی کے کنارہ پر قتل کیا جب ایسی وارداتین وقوع مین آنی لگین تو پلٹنون اور ون
کی سخت حفاظت ہونی لگی چونکہ اوسوقت لاہور کے جیلخانہ مین دو ہزار تین سو اوناسی آدمی مقید تھے سرکار
کو یہ مناسب نظر آیا کہ جیلخانہ قیدیون سے خالی کر دیا جاوے اسلئے بہت سے قیدی باخذ ضمانت نیک چلنی
وعدہ بہاری چھوڑ دئے گئے اور سرکار نے جو لاہور کے ساہوکارون اور رئیسون سے روپیہ قرض بادای
چہرہ ونیم سیکڑہ سود طلب کیا تو اونہون نے بہت کم روپیہ دیا اور اسباب مین محض بے حوصلگی اونکی مفسدہ کے
وقت لاہور کے ضلع کا انتظام اچھا رہا عدالت کھلی رہی کل معاملہ مالیہ وصول ہوتا رہا ضلع امرتسر
اسضلع مین بوقت مفسدہ فوج کے قلعہ گوبندگڑہ مین ستر سپاہی ۵۹ نمبر کے ہندوستانی پلٹن کے مامور تھے اگرچہ
اوسقدر گورہ سپاہی بھی قلعہ کے اندر تھے مگر سرکار کو تسپر بھی ہندوستانیون کیطرف سے اندیشہ تھا اسواسطے
۸۱ نمبر کی گورہ پلٹن لاہور سے آکر داخل قلعہ ہوئی یہ انتظام ہنوز ہونے پایا تھا کہ ۹ تاریخ کو وقوع مین آیا جب اور
گورہ فوج قلعہ مین آگئی تو ۸۱ نمبر کی پلٹن پھر لاہور کیطرف روانہ ہوئی اور ۵۹ نمبر کی پلٹن ہندوستانی
کو بریگیڈیر جنرل نکلسن صاحب کمان افسر فوج گورہ گشتی نے ۱۹- جولائی کو امرتسر پہونچکر بے ہتھیار کیا اور قلعہ
گوبندگڑہ غلہ وغیرہ ذخیرہ سے پر کیا گیا اور مفرور سپاہیون کی گرفتاری کے واسطے اشتہار جاری ہوئے ۳۱
جولائی کو ایک گروہ بے ہتھیار بھاگے ہوئے سپاہیون کا جو لاہور سے بھاگے تھے راوی کے کنارہ پر بمقام بالا گھاٹ
ظاہر ہوا اور سپاہیون نے وہان پہونچکر زمیندارون سے پایاب راستہ دریا کا دریافت کیا چند زمیندار دغا
وہان تو اونکو باتون مین لگایا اور چند زمیندارون نے تحصیل اجنالہ مین پہونچکر تحصیلدار کو اونکے آنیکی خبر دی
تحصیلدار معہ جمعیت موجودہ وہان جا پہونچا اور لڑائی شروع ہوئی اور ایک سوار امرتسر کو روانہ کیا جسکے
کے وقت کوپر صاحب ڈپٹی کمشنر معہ اسی سوار وسردار جودہ سنگھ اکسٹرا اسسٹنٹ وہان آپہونچے اونکو آتے
اول ایکسو پچاس آدمی زمیندارون اور تحصیلدار نے قتل کر دئے تھے اور باقیماندہ ایک جزیرہ کے اندر کہ
چارونطرف پانی تھا جا کر محفوظ ہو گئے تھے دوسرے روز فجر کو وہ کل قتل ہوئے اور ۴۵ اونمین سے بسبب ہجوم کے

اور ماندگی کی خود بخود مر گئے تھے اور باقی دو سو تیس آدمی انگریزی فوج کے ہاتھ سے مارے گئے اور بٹالہ میں
سپاہی گرفتار کر کے لاہور بھیجے گئے وہ بمقام لاہور توپ سے اوڑائے گئے۔ کوپر صاحب ڈپٹی کمشنر نے امرتسر میں کمال
ہوشیاری و دلیری سے کام کیا کپتان لاچنسن صاحب بہادر نے انتظام کیواسطے مامور ہوئے میگڈانالڈ صاحب اسسٹنٹ کمشنر
نے بڑی کوشش کے ساتھ مہاراج سنگھ مفسد کو گرفتار کیا ایک سپاہی اور ایک نیٹیو ڈاکٹر ہندوستانی پلٹن نمبر ۲۵
نے باعث ذکر کرنے مفسدہ کے باتوں کے مخالف وقتوں میں پھانسی پائی امرتسر کے ساہوکاروں نے نقد
روپیہ سرکار کو قرض دینے میں بہت تامل کیا اور اگر دیا تو بہت تھوڑا دیا کہ جو لوگ پچاس پچاس لاکھ روپیہ
کی جمعیت رکھتے تھے انہوں نے ایک ایک ہزار روپیہ زیادہ نہ دیا **ضلع گورداسپورہ**
مفسدہ کے وقت کہ جب ۵۹ نمبر کے ہندوستانی پلٹن کا استقامت میں تھا اونکو نادر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے
امرتسر کو روانہ کیا اور سات لاکھ روپیہ خزانہ کا حفاظت پولیس قلعہ گوبندگڈہ کے طرف بھیجدیا اور پولیس نے
وہ خزانہ ایک رات میں ۴۴ میل کا راستہ طے کر کے امرتسر پہونچایا انتظام کچہری و حفاظت جیلخانہ وغیرہ
پولیس کے سپرد ہوئی اور سرشتہ دار کچہری و کاروں ہندوستانی سپاہیوں سے بتامہا دہولیکر خانہ شاہ نقد پہنچی
سپاہ کی تبدیلی ہو گئی دریا کے کنارے ٹوٹی لگی یا ان دیو دار کی جو کشتیوں کا کام دے سکتی تھیں آجواتی کی
لیکن اتنے میں وہاں خبر پہونچی کہ ہندوستانی ۴۶ نمبر کی پلٹن اور ۹ نمبر کا رسالہ جنہوں نے سیالکوٹ میں مفسدہ
کیا ہے امرتسر کو آتے ہیں یہ خبر جب نکلسن صاحب کو پہونچی تو وہ چھ توپیں ساتھ لیکر کپتان برجیز صاحب
اور چھ سو آدمی ۵۲ نمبر کے گورہ پلٹن اور کچھ نو ملازم فوج و نو ملازم سکھی رسالہ لیکر فی الفور وہاں جا پہونچے
رابرٹ صاحب کمشنر لاہور و پرکن صاحب اسسٹنٹ کمشنر بھی اوسوقت ساتھ تھے اور اسی وقت میں کہ مفسدہ
بمقام ترموں گہاٹ علاقہ تحصیل گورداسپورہ دریای راوی سے پایاب اتر رہی تھی انگریزی فوج اونکے روبرو
جا پہونچی ہوئی پہلی ۹ نمبر کے رسالہ نے سرکاری توپخانہ پر حملہ کیا اور اسقدر سخت آ پہونچی کہ چند گولہ اندازوں کو
بھی قتل کر ڈالا بعد اسکے ۴۶ نمبر کے مفسد پلٹن بھی آگے بڑھی اور بہادرانہ حملہ کر کے چاہا کہ توپیں لے لیں بلکہ
قریب تھا کہ وہ توپوں کا گریشاٹ یعنی چھرہ بند کر دیں کہ اتنے میں گورہ فوج اپنی سنگینیں لیکر اوپر چل
پڑی اور مفسدوں کو پسپا کر دیا بہت سے مفسد اوسوقت بھاگ گئے اور باقیماندہ مفسدوں نے دریا کے ایک
جزیرہ کے اندر جا کر پناہ لی جہاں کہ اونہوں نے سیالکوٹ کی لوٹ کا مال جمع کر کے مورچہ بنا رکھا تھا جب ۱۲ تاریخ
جولائی کا سورج نکلا تو سرکاری فوج نے اوس جزیرہ کے اوپر حملہ کیا مفسدوں میں سے نصف کے آدمی تو دو
سو آدمی اور بہت سے بھاگتے وقت مارے گئے اور بہت سے گرفتاری میں آئے توپ سے اوڑائے گئے ۱۴ جولائی
کو فوج ظفر موج گورداسپورہ میں داخل ہوئی اور زمینداروں نے بھی بہت سے بھاگتے ہوئے مفسدوں کو گرفتار کر کے

اور بہت سے جموں کے علاقہ میں پکڑے گئے اور سب نے موت کی سزا پائی ماہ اگست کے پہلے ہفتہ کے درمیان ایکسو
پچیس سپاہی مفسد ۲۶ نمبر کے پلٹن کے جو لاہور سے بھاگے ہوئے تھے اس ضلع میں آئے اونکی سزا دہی کیواسطے تو ملازم
فوج باتحت گاریٹ صاحب کے مامور ہوئی اور یہ ایک تعداد سوار نمبر ۲ بماتحتی جیکسن صاحب اونکے مدد کو بھیجی
انہیں مقابلہ ہو کر انگریزی فوج فتحیاب ہوئی اور مفسد سب مارے گئے مگر مسٹر جیکسن صاحب سخت زخمی ہوئے ضلع
گورداسپور میں نو ملازم فوج بہ تفویضگی کپتان آدم صاحب کے نئی بھرتی ہوئی اور رعایا نے سرکار کی امداد
میں مال اور جان سے تہیہ کی انتظام ضلع کا اچھا رہا عدالت جاری رہی معاملہ کل وصول ہوا

ضلع سیالکوٹ

ہندوستانی فوج کے مفسدہ کے وقت سیالکوٹ کی ضلع میں بسبب ہونے ضلع سرحدی کی کل فوج
بتفصیل ذیل موجود تھی ڈال صاحب کے سوار گھوڑ چلی توپخانہ کپتان بورچیر صاحب کا گورہ توپخانہ ۵۲ نمبر کی گوری
پلٹن نو نمبر کا ہندوستانی رسالہ ۳۵ نمبر کی ہندوستانی پلٹن ۴۶ نمبر کی ہندوستانی پلٹن ایک مجموعہ تو لوگ کا
۲۷ نمبر کی گوری پلٹن ۱۶ نمبر کی ہندوستانی پلٹن جب کہ گشتی فوج کا مجموعہ بنا یا گیا تو کل فوج سواے ہندوستانی پلٹن
نمبر ۴۶ اور رسالہ نمبر ۹ اور پلٹن بازو ۹ نمبر کے رسالہ کے اور فوج سب وہیں شامل ہو گئی اوسوقت برگیڈیر برنڈ
صاحب نے جو اوس تمام فوج کے افسر تھے انکار کیا کہ ہم ایسی نازک وقت میں ہندوستانی فوج کے ساتھ کوچ [illegible]
بلکہ اونکو بہت آرزو کی کہ اس کل فوج ہندوستانی کو بے ہتھیار کر دو مگر اسبات کا موقع نہ ملا اور فوج کو کوچ
اوسوقت مسٹر مونٹگمری صاحب ڈپٹی کمشنر و مکگان صاحب اسسٹنٹ کمشنر و جون صاحب سید قاسم علی اکسٹرا اسسٹنٹ ضلع
کے افسر تھے نوین جولائی ہندوستانی فوج کا مفسدہ سیالکوٹ میں ہوا اور ضلع کی حکومت بالکل معطل ہو گئی سوار
نے حملہ برگیڈیر صاحب پر کیا اور ایک سوار نے اونکی پیٹھ پر گولی ماری اگرچہ وہ اوسوقت زخمی ہوئے مگر دوسرے روز
اوسی زخم کے صدمہ سے مر گئے ڈاکٹر گراہم صاحب سپرنٹنڈنٹ صاحب اپنی بیٹی کو لیکر بھاگے جاتے تھے اونکو بھی گولی
لگی اور مارے گئے دوسرے ایک ڈاکٹر جو اسی خانہ کا داروغہ تھے اپنی بیوی کے ساتھ سوار جاتا تھا وہ بھی
گولی لگ کر مارا گیا اور ایک بچہ اوسکی بیوی میں تھا کا گولہ لگ کر بس گیا کپتان بشپ صاحب برگیڈیر میجر قلعہ کے
سامنے گولی سے جان بحق تسلیم ہوئے اور مسٹر صاحب اور اوسکی بیوی اور معصوم بچہ ایک ہندوستانی سپاہی
جیلخانہ کے ملازم کے ہاتھ سے قتل ہوئے باقی انگریز دوسرے چھاونی و ضلع سے بھاگ کر ایک قلعہ میں جو راجہ
جموں کے علاقہ کا بنا ہوا تھا جا کر پناہ لی اور جان سے بچ گئے الغرض مفسدوں نے تمام شہر اور چھاونی [illegible]
میں ایک حشر برپا کر دیا جا بجا انگریزوں کی تلاش میں مصروف ہوئے اور جو ملا اوسے قتل کیا جیلخانہ کو توڑ
[illegible] سے تمام قیدی جو اوسمیں تھے سب کو چھوڑ دیا اور کل خزانہ لوٹ لیا [illegible]
لوٹ لیا دفتر ضلع کا اور کچہری کے کاغذات جلا دئے سکھ پور تعمیر کو آگ لگا کر اوڑا دیا [illegible]

غارت کی بعد دیکھکے اپنے ہندوستانی افسرون کو ساتھ لیکر اور چھکڑون پر اسباب لاد کر گورداسپورہ کو روانہ
ہوئی جب شام نزدیک آئی تو ڈاکٹر ٹیلر صاحب مع عیال و اطفال و کپتان ساندرز صاحب قلعہ مین داخل ہوے
اور وہ تمام روز ایک وفادار سکھ کے باہر کے گھر مین چھپی رہی تھی مونٹگمری صاحب ڈپٹی کمشنر اوسوقت بیمار
تھی اونکو گاؤن والون نے اپنی ایک جھونپڑی مین چھپا رکھا تھا غدر کے وقت بعضی دستانیون اور زمیندارون
نے بھی آکر بہادری اور سرکاری مکانات مین دست اندازی کی تھی اور جو کچھ مال لوٹا گیا تھی پولیس کی
فوج اور پولیس کے سوارون نے مفسدون کا البتہ کچھ مقابلہ کیا مگر کچھ نہ چلی چند سپاہی کچہری کے قلعہ مین اسلحہ
خانے مین ہتھیار بھی درست نہین تھے اور کہیں اونکو بندوق بھی نہین چلانی تھی وہ مفسد واپس ہوے
ہوئے تھے غدر کے وقت لفٹنٹ منٹگمری نوین رسالہ کا ڈر کر گھوڑے پر سوار ہو کر گوجرانوالہ کو بھاگ گیا اور وہان سے
ڈاک پر سوار ہو کر لاہور آیا اور رابرٹ صاحب کمشنر لاہور کو یہ حال کہہ سنایا اور مفسدون کے مقابلہ کیواسطے
فوج گورداسپورہ کو مامور کرائی اس انتظام کے بعد کپتان کرسی صاحب ڈپٹی کمشنر اور لارنس صاحب افسر پولیس
سیالکوٹ کی مقرر ہوئے اونھون نے سیالکوٹ مین جاکر پہلے ڈپٹی پولیس کے افسرون کو جنھون نے بیوفائی کی تھی پھانسی
دیا پھانسی کے دوا ور مہیرون نے بھی موت کی سزا پائی اور بہت سے مفسد گرفتار ہو کر پھانسی پائی بہت سا زر
جرمانہ اون زمیندارون پر جنھون نے غدر کے وقت دست اندازی کی تھی قرار پایا اور غارت کا کل مال
اونسے واپس لیا گیا گورہ فوج بارکون مین اتاری گئی کچہری مکانات کی تعمیر شروع ہوئی لفٹنٹ میکماہن صاحب
اسسٹنٹ کمشنر جنھون نے مفسدہ کی وقت بڑی بہادری کی تھی تین سو آدمیون کے ساتھ پہاڑ کے سرحد پر مقرر
ہوئے اور ۱۲۹ آدمی مفسد جو جموں کے پہاڑ کے طرف بھاگ گئے تھے وہ بھی گرفتار ہو کر آئے اور توپ کے سامنے اوڑائے
گئے بعد ازان جب مسٹر السٹ صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی مقرر ہوئے تو اونھون نے تین ہزار روپیہ کا
اسباب منجملہ اسباب غارت شدہ کے نکلوایا اور اوسی وقت اکتالیس ہزار روپیہ نقد مفسدون کے پاس سے برآمد
ہو کر داخل خزانہ سرکار ہوا **ضلع گوجرانوالہ** مفسدہ کے وقت خزانہ اس ضلع کا ۴۶ نمبر کی پلٹن بامورہ
سیالکوٹ کے گارد کے تفویض تھا کپتان کرسی صاحب ڈپٹی کمشنر نے اوس گارد کو سیالکوٹ بھیجدیا اور رسالہ سیکھ
سواران و پیادگان پولیس کے ساتھ ضلع کا انتظام و حفاظت مکانات خزانہ جسمین دو لاکھ روپیہ تھا کی
چونکہ گوجرانوالہ مین افواہ ہو گئی تھی کہ فوج مفسدہ ناسورہ لاہور و سیالکوٹ اس ضلع پر حملہ کریگی اسلئے صاحب ضلع
نے ایک خانقاہ کی پختہ چار دیواری کو قلعہ گرد اسکے مضبوط کیا اور ذخیرہ ہر ایک طرح کا اوسمین بھیجکر خزانہ
لاہور کو روانہ کر دیا اور نوملازم فوج کی بھرتی شروع کی اوسوقت رعایا اس ضلع کی وفادار رہی اور
انتظام بخوبی رہا اور لوگون نے روپیہ بھی چھہ روپیہ سینکڑہ سود پر سرکار کو قرض دیا **ضلع جہلم** غدر کے وقت

ضلع جہلم میں ایک ہندوستانی توپخانہ اور دو پلٹنیں نمبر ۱۴ و ۳۹ تھی چونکہ گورہ فوج یہان بالکل نہ تھی اسواسطے
حکام کو ہندوستانیوں کے طرف سے سخت اندیشہ تھا اور چاہا کہ کسطرح اسفوج کو یہان سے نکالا جاوے اور یہہ تجویز
ہوکر ۳۹ نمبر کی پلٹن کو حکم ہوا کہ بغیر میگزین کے جہلم سے کوچ کر کے ڈیرہ اسماعیل خان چلی جاوے وہ پلٹن فی الفور
میگزین چھوڑ کر ڈیرہ اسماعیل خان کو چلی گئی پھر توپخانہ کو حکم ہوا کہ تم یہان سے کوچ کر کے لاہور چلے جاؤ وہ بموجب حکم
لاہور پہنچا اور وہان جو تھی ہی توپین اون سے چھین لی گئین اور بے ہتھیار کئے گئے باقی جہلم میں اب ایک پلٹن
ہندوستانی رہگئی چیف کمشنر صاحب بہادر کا ارادہ ہوا کہ اونکو بے ہتھیار کیا جاوے مگر جنرل افسران اوس پلٹن کے
انگریز تھے وہ اس بات پر رضامند نہ تھے اور کہتے تھے کہ یہہ پلٹن نمک حلال ہے مگر حکام کو بسبب اسکے کہ وہ ہندوستانی تھے
کمال اندیشہ دامنگیر تھا پس اوس پلٹن کو بھی کمزور کرنا منظور ہوا دو کمپنیان تو اوسمیں سے راولپنڈی کے
بھیجی گئیں اسطرح یہہ پلٹن بھی جا بجا کے تھوڑی سی بہت کم رہگئی اور کل پلٹن میں پانسو آدمی رہ گیا
سات جولائی کو سرکار کا اوس پانسو آدمی سے ہتھیار لینے کا ارادہ ہوا اور گورہ فوج معہ توپخانہ جو راولپنڈی
سے روانہ کی گئی تھی اور ۲۴ نمبر کی سکھی پلٹن ہندوستانیوں کے ہتھیار لینے کے واسطے پریڈ کو حاضر ہوئی ہندوستانیوں
نے جب اوس فوج کو آتے دیکھا تو موت کو سامنے دیکھکر افسرون کے طرف گولیان چلانی شروع کیں اور
کمپنیان توڑ کر لین میں گھس گئے سرکاری فوج نے اونکا تعاقب کیا اور آپسمیں سخت لڑائی ہوئی بہت سے انگریز مارے
گئے کرنیل الس صاحب کمان افسر پلٹن گورہ نمبر ۲۴ کمال زخمی ہوئے کپتان سپنسر صاحب مارے گئے ہندوستانی
لین سے نکلکر ایک گانو میں جو پاس تھا جا کر پناہ گزین ہوئے اور لڑائی ہوتی رہی آخر گورہ فوج بسبب گرمی کے
جو جولائی کے مہینہ میں ہوتی ہے بہت گھبرا گئی اور تین توپین سرکاری تھلی کے بالکل بیکار ہوگئین اور اونکو لوگون نے
گانو کے بھی دیوار کو بھی جسمیں ہندوستانی تھے نہ گرایا آخر بہت سی لڑائی اور گرمی اور دھوپ اور بھوک پیاس کے
باعث سے لشکر تھک گیا اور جب کرنیل جرود صاحب نے جنہون نے کرنیل الس صاحب کے مارے جانے پر اختیار لیا تھا حکم دیا
کہ جس گانو میں ہندوستانی جا چھپے ہیں اوسپر حملہ کیا جاوے اگرچہ پہلا ہوا انگلی کوچی گانو کی انگریزی لشکر کے واسطے
خالی از خطرہ نہ تھی توپون کو گہرون کے نزدیک لا کر لگا دیا گولہ انداز اور انگریزی سوار ہندوستانیوں کی آتش فشانی
سے قتل ہوئے اور سرکاری سکھ پلٹن بھی کم ہوگیا اسواسطے جیسی کا انگل ہوا لڑکا گیا اوسوقت تین توپون میں دو
توپین میدان سے واپس آگئین اور ایک توپ جو ہندوستانی غالب آکر لیگئی تھی اور اوسی کو سرکار کے سامنے
چلا سکتے تھے وہ واپس نہ آئی اگرچہ لفٹنٹ بیچیر صاحب ڈپٹی کمشنر نے پولیس نمبر کے سواران پولیس کے توپ لینے کے
واسطے بہت کوشش کی مگر ممکن نہوا القصہ دونون فریق بڑی سخت لڑائی کے بعد اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس آئے
اور رات بیچ جاگتے رہے دوسری صبح کو معلوم ہوا کہ ہندوستانی بھاگ گئے صرف ۱۵۰ اسواسطے کہ اونکے پاس میگزین

سہونی پر ناگہان حملہ سو آدمی تہا اور انہون نے کمشنر کو جا گہیرا مگر وہ ناسی گرفتار ہو کر آیا اور دستہ سپاہیون کو
پولیس والون نے گرفتار کر کے حاضر کیا اور وہ توپ سے اڑائے گئے اور بہت سے اونہین مین سے دریا مین ڈوب مرے اور بہاگ نکلے
چالیس لڑائی کے وقت میدان مین تمام آدمی قریب کل پانسو آدمیون مین سے چالیس آدمی گرفتار ہوئے اور سزا کو
پہنچے اور ان کی خبر نہ لی گئی پہانسی چڑہے ۔ چونکہ یہ ضلع سرحدی تہا اور ریاست کے بالکل رہنے والے لوگ بہی مسلح
کہ قتل کہیں اسد اسطور ریاست کہا شور ہو کر ڈاک کے چیتون کے سخت انتظام ہوا اور سپاہیون کو شہر
مین کل ہندوستانی ضلع سے نکالے گئے اور ایک ہندوستانی آدمی جسنے پنجاب کے تحصیلدار کے مار ڈالنے اور
خزانہ کے لوٹنے کا ارادہ کیا تہا گرفتار کیا گیا اور سزا پایا ہوا چونکہ ایک حصہ پولیس کے سپاہی ہندوستانی تہا اون کا
سرکشی ہوا تہا اور اسکی تنبیہ کے واسطے پولیس کی فوج مامور ہوئی اور ایک حصہ اسکی شرارت سے وہ سرکش
ہوکر گرفتار ہو کر پہانسی ملا ضلع راولپنڈی ہندوستانی فوج کے غدر کے وقت
صاحب ڈپٹی کمشنر تہا اور بہت خبردار تہے صاحب کمشنر راولپنڈی مین تحقیق ہوا انہون نے کہ ہندوستانی قوم
مستعد فساد پر ہین تو انہون نے یہ انتظام کیا کہ بہت سی فوجون کے سردار کو بلا لیا اور انکو
اچہا ... ہوا ... کیا اور قوم
... اختیار ... ہوا اور ... کہ مری کے اوپر حملہ کیا جاوے
... صاحب ... ایک ... قوم مین سے تہا ... کو ... خبر ہوئی
کوہ مری پر ... انگریز ... جگہ ... کیا اور پولیس کی فوج
کوہ مری پر ... کا حکم دیا اور ایک ... ضلع کے
... صاحب ڈپٹی کمشنر ... کیا اور ... رات کو ... لوگون کو
... فوج ... ملا ... المتاد ...
دشمنون کا مارا گیا اور ایک سپاہی پولیس کا زخمی ہوکر مر گیا ... بہاگ گئی بعد ازان انگریز
بہادر ... مقابلہ ہوا ... شام کو کمشنر صاحب ... راولپنڈی سے کوہ مری پر
جا پہنچے اور ... ان کے گانو جلا دئے مویشی ضبط کرلی ستائیس آدمیون کو
سے پہانسی دیا اور بہت سے جیلخانہ بہیجے گئے راولپنڈی مین دو ہندو ڈاکو مفسدہ کی علت مین پہانسی
لگے اور ڈیڑہ ہزار آدمی پولیس ... سرکار ... نوکر ... ہوا ... فوج
علاقہ کے انتظام کو بہیجے گئے کپتان ... صاحب اسسٹنٹ کمشنر قلعہ اٹک کے حفاظت کو بہیجی گئی اور قلعہ میں
ہر ایک قسم کا ذخیرہ جمع کیا گیا اٹک کے بہت ... حفاظت ہو گئی چونکہ ضلع راولپنڈی مین ...

بے قاعدہ سواروں اور ۵ نمبر کے ہندوستانی پلٹن اور کچھہ حصہ ۴ نمبر ہندوستانی پلٹن کا اور ایک
گورکھہ پلٹن اور ایک ہندوستانی اسپی توپخانہ موجود تھا اسلئے چیف کمشنر و کمشنر و ڈپٹی کمشنر سخت اندیشناک
تھے ساتویں جولائی کو سوائی گورکھہ پلٹن کے بڑی استحکام کے ساتھہ ہندوستانی فوج کے ہتھیار لئے گئے پہلا ایک
گھنٹہ تک فوج نے ہتھیار نہ دی جب دیکھا کہ اب خرابی ہوتی ہے تو ہتھیار رکھہ دئے جو ۵ نمبر کے پلٹن کے سپاہی
ہتھیار دیکر بڑی گستاخیاں کرنے لگے اسواسطے سب کے سب داخل جیلخانہ ہوئے گورکھہ پلٹن نمک حلال و وفادار
نکلی اور دہلی جاکر اونکی بڑی نمایاں خدمتیں وقوع میں آئیں ضلع شاہ پور مفسدہ کے وقت
اس ضلع میں مسٹر یوسی صاحب ڈپٹی کمشنر تھے انہوں نے بڑی سرگرمی سے اس ضلع کا انتظام کیا ایک سو آدمی سپاہی
افغان مسٹر [illegible] صاحب افسر کارخانہ نمک سے لیا جو کہ خزانہ اڑھائی لاکھہ روپیہ اس ضلع کا پہلی ۴۶ نمبر کے پلٹن کے
گارد کے ماتحت تھا اون سے خزانہ لے لیا اور ۲۲ مئی کو ایک بڑی مضبوط پولیس کی فوج لیکر افسران
ضلع نے تمام خزانہ ہندوستانیوں سے لے لیا بلکہ ہندوستانی فوج کو بڑی شائستہ تدابیر کے ساتھہ قلعہ شاہ پور
سے بھی باہر کرلیا اور ذخیرہ سب قسم کا قلعہ میں بھر کر قلعہ مستحکم کیا اس ضلع میں کوئی سرکشی نہوئی اور امن امان
رہا صرف ۹ نمبر کے بے قاعدہ سواروں میں سے کچھہ حصہ نے سرکشی کی تو ڈپٹی کمشنر اور افسران کا ان تک اونکو
تنبیہ کوگئے اور فساد رفع کیا اور ہندوستانی کلارک پرمٹ کے دفتر کا جو سرکار کے برخلاف لوگوں کو فساد پر
آمادہ کرتا تھا پھانسی پایا ضلع گجرات اس ضلع میں مفسدہ کے وقت ۳۵ نمبر کے ہندوستانی
پلٹن کا کچھہ حصہ موجود تھا اونکو حکم ہوا کہ چھاونی ضلع سے کوچ کر کر سیالکوٹ کی چھاونی میں جہاں
تمہاری پلٹن ہے چلے جاؤ وہ چھاونی سے نکل آئے مگر رات بھر انہوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دینے
اور ملامت کرنے میں کاٹی اس افسوس میں کہ خزانہ کیوں چھوڑا اور چھاونی سے نکلنے کے وقت حکام کا ساتھہ
کیوں نکیا یعنی الزام ایک دوسرے پر اور دوسرا تیسرے پر لگاتا جب یہانسے کوچ ہوا تو اونکو جنرل
نکلسن صاحب کے گشتی فوج کے شامل کیا گیا صاحب ممدوح اونکو فلور کے طرف لیگئے اور قلعہ فلور کے پاس جاکر اونکے
ہتھیار چھین لئے جب جہلم کا مفسدہ برپا ہوا تو ایک گروہ جہلم کے مفرور ہندوستانیوں کا اس ضلع میں آیا اور
دریای جہلم کے ایک جزیرہ میں جا ٹھہرا مقام ڈپٹی کمشنر کپتان ایلٹ صاحب نے اونکو گھیر کر مار دیا ضلع لیہ
اس ضلع میں غدر کے وقت امن و امان رہا صرف ایک یا دو شخصوں کو بجرم مفسدہ پردازی سزا ہوئی
چونکہ ۱۸ نمبر کے رسالہ کے سواران بے قاعدہ ہندوستانی ماتحت کپتان مالکم صاحب اس ضلع میں آگئے تھے اونکے
آنے سے البتہ خوف پیدا ہوا مگر وہ مفسد نہوئے بلکہ جب سرکشی قوم کہول کی شروع ہوئی تو کپتان مالکم صاحب
اپنے رسالہ کو کہرلوں کے مقابلہ کے واسطے لیگئے اور چالیس آدمی اوسمیں سے لیہ چھوڑ گئے وہ بھی بے شک نمک حلال رہے

اور لاسن صاحب کیپٹر اسسٹنٹ کمشنر کی اونکے ساتھ جو بتیس آدمی تھی لڑائی ہوئی اور صاحب بھی زخمی ہوئے ضلع کانگڑہ اگرچہ اس ضلع کے پاس مفسد پلٹنیں ملتان کی تھیں اور پنجاب و لیور کے پہاڑی حصے کے غارتگر بھی موجود تھی توبھی اس ضلع کے رعایا کو کچھ تاثیر مفسدہ کی نہیں ہوئی ابتدا میں صاحب ڈپٹی کمشنر نے خوب انتظام رکھا خزانہ و کچہری و دریا کے گھاٹوں کو مضبوط کیا نوملازم فوج بھرتی ہوکر اور اضلاع کو جاتی رہی ڈیرہ غازیخان مفسدہ کیوقت ڈپٹی کمشنر اس ضلع کے کپتان پالک صاحب تھے اونھوں نے تدبیر کی کہ کپتان ہوپس صاحب کمان افسر رسالہ پنجابی نمبر ایک کو اپنے پاس بلالیا اسپر یہ صاحب تین سو سوار کے ساتھ راستے میں ہی تھے کہ اونکی ماموری اور جگہہ ہوگئی اسلئے تین سو سوار اور تین سو پیادہ نوملازم رکھکر چوکیوں کی حفاظت کو مامور ہوا اور نوملازم فوج ہی جیلخانہ و خزانہ و کچہری و ملک کے حفاظت پر مامور ہوئی تھا چاروں طرف کے بد خبریں سنکر ایک قوم نے یہان بھی شورش کا ارادہ کیا تھا مگر اوس قوم کے اونکو روک لیا سردار اونکے طلب ہوکر ضلع میں کچہری و بعد انتظام کامل ضمانت پر رہا ہوئے ضلع کے اندر جن لوگوں نے مفسدہ کی باتیں کہیں وہ سزایاب ہوئے ضلع ڈیرہ اسماعیل خان [illegible] و چھاونی کے اندر بوقت مفسدہ فوج مفصلہ ذیل تھی دو پلٹن پنجابی پیادگان سواران پنجابی دو رسالے پنجابی توپخانہ دو سکھوں کے پلٹن ایک پلٹن پولیس کے ایک سو اور پولیس ایک سو اسی ہوا بہت سی فوج کو اسمین سے حکم ہوا کہ پشاور و جہلم وغیرہ کے طرف کوچ کر جاوین اور جب تک تین نمبر کی سکھی پلٹن نہ آوے چھاونی کی حفاظت پنجابی توپخانے اور دیسی لوگوں کے متعلق رہی جب یہ کل فوج یہان سے چلی گئی تو ملک والوں کو اندیشہ پیدا ہوا مگر کوک صاحب نے شہر والوں کی بہت تسلی کی پھر جب ۳۹ نمبر کی ہندوستانی پلٹن جہلم سے ڈیرہ اسماعیل خان میں پہونچی تو لوگوں میں سخت خوف و ہراس پیدا ہوا مگر صاحب ضلع نے حسب جناب نکلسن حکمت عملی و دلاسا اونکو بے ہتھیار کر دیا کپتان رینی صاحب ۳ نمبر کے سکھی پلٹن کے افسر نے صاحب ضلع کو اطلاع دی کہ ایک سازش درمیان ہندوستانیوں اور سکھوں کے ہوکر یہ اسبات پر آمادہ ہیں کہ افسروں کو قتل کر ڈالیں چنانچہ صاحب نے اوسی روز شام کو اون سکھوں کے ہتھیار جو تعداد میں ایکسو تیرہ تھے لے لئے اور پلٹن سے برخاست کر دئے اسیطرح ایک اور خبر ہوئی کہ ۳۹ نمبر کے ہندوستانیوں کا ارادہ ہے کہ قلعہ لے لیں اسواسطے قلعہ مضبوط کیا گیا اور بروقت کے خبر سے قلعہ بچا لیا جب ۹ نمبر کے بیقاعدہ سوار مفسد ہوئے تو کپتان کوک صاحب ملتانی سواران کی فوج لیکر دریا سندھ کو چلے اور ساٹھ میل سترہ گھنٹہ میں طے کر کر وہاں پہونچے اوسوقت کپتان ناکر صاحب کی فوج اور مسٹر کوپن صاحب کیپٹر اسسٹنٹ کمشنر بھی ساتھ تھی مگر ان کے پہونچنے سے اول گشتی فوج نے وہاں پہونچکر سواروں کو مفسدہ سے روک دیا تھا ضلع ملتان بوقت مفسدہ کے مسٹر ہملٹن صاحب کمشنر

و زیادہ بکام کے سبب اسکے کہ یہ شہر بمبئی کلکتہ وغیرہ سے تجارت کے سر راہ تھا بہت ہی پُر امن و امنگیر حال تھا اور فوج جو وہاں
ملتان میں بھی جو ۶۹ و ۶۲ نمبر کے ہندوستانی پلٹنیں اول نمبر کا رسالہ بے قاعدہ ہندوستانی دو توپخانہ اپنی ہندوستانی
اور ایک کمپنی گورہ توپخانہ بمقابلہ سرکار کو نسبت پلٹن نمبر ۶۹ کے بہت شک تھا اسواسطے قلعہ ملتان جو ۴۹ء میں
مولراج کی لڑائی کے وقت سے مسمار و خراب پڑا ہوا تھا فی الفور درست کرایا گیا اور قلعہ کو ذخیرہ سے بھر دیا
گیا پلٹن ... ملتان ... صاحب ... اور لفٹنٹ ... صاحب بہادر ... افسر
کیا گیا کہ وہ ... ملتان ... دریا ... جون کو ... صاحب ... دریا
... افسر رسالہ سوار ... بے قاعدہ نمبر ایک ... دیسی فوج کی مدد سے پلٹن نمبر ۶۹ و ۶۲ کو ...
آگیا ... وقت گورہ فوج ... کے توپخانہ کی بہت تھوڑی تھی اور ایک پلٹن اور بے قاعدہ سوار ...
میں بھی ہندوستانی آدمی بہت تھے مگر ... کی عنایت سے وہ سب فرمانبردار رہے اور ... باغیوں سے
وہ ... ہندوستانی پلٹنوں کے ہتھیار لئے گئے ۲۰ و ۲۱ جون کو بمبئی کی گورہ فوج ملتان میں پہنچ گئی ...
... اور فوج موجود ملتان ... اور ... دہلی کو بھیجی گئی اور پیدل رسالہ
بے قاعدہ سواران و کمپنی توپخانہ و پلٹن پولیس اور کوئی ... فوج ... ہندوستانیوں ...
... ہندوستانی ۶۹ پلٹن کا اور دس سپاہی کورٹ مارشل کے حکم سے
توپ سے اڑائے گئے اس جرم پر کہ وہ اور ... کا ... جب ہندوستانی فوج
بے ہتھیار ہوگئی تو ہندوستانی توپخانہ والوں سپاہیوں نے ... ہتھیار ...
... ۶۹ نمبر کے پلٹن گستاخ و نافرمان معلوم ہوتی تھی ۱۱ اگست کو ... توپخانہ کے سپاہی بھی
بے ہتھیار ہوگئے اور ... نمبر کی پنجابی پلٹن ... شروع ہوئی ... ایک مہینے ...
شروع ہوئی ... صاحب ... بے قاعدہ سواران نمبر اول و دو سپاہی ... فوج ...
... ہوئی ... ہندوستانی ملازم ... اور وہ خود ...
... گیا ... ہندوستانی ملازم ... سپاہی ... تعینات ہوا اور ایک رسالہ سوار ... کام ...
... نوکر ... اور ... ملتان ... لاہور ...
... تجارت ... پنجاب میں ... حفاظت ... ملتان ... لاہور کی
... اور ... حفاظت کے واسطے ... ہوا ... جو ... کھیرون
... کو ... ستمبر میں دوبارہ جاری ہوئی اور حکم ہوا کہ ... انگریز ...
... ۵ ... ضلع جھنگ علاقہ اس ضلع کا ... جنگل ... واقع ...
اور رہنے والے سب دہقان وحشی و کم عقل ... ضلع کے خزانہ ... سپاہ ... پلٹن

گیا اور یہ کام تھا کپتان ہاکنس صاحب ڈپٹی کمشنر نے اوس گارد کو روانہ لاہور کیا اور لاہور پہونچ کر اونکے ہتھیار لیے گئے
اور مفسدون کے دو فریق ایکتو ۴۶ نمبر سپاہی پلٹن نمبر ۴۶ ہندوستانی و دوسرے ۹ نمبر کے بیقاعدہ رسالہ کے سوار
جو یہان سرکشی کی وہ قتل کیے گئے ۱۷ ستمبر کو جب بار کی قومون میں سرکشی ہوئی تو اس ضلع کے لوگ بھی
دو دل ہو گئے اور آمد و رفت درمیان جھنگ اور لاہور کے تھوڑی مدت بند رہی اسلئے
ایک ہاتھی سو سوار رسالہ بیقاعدہ نمبر ۱۶ تحت کپتان ہاکنس صاحب کے اس ضلع میں آئے اور بعد ازان ٹوانہ
فوج بلیا اور گوجرانوالہ میں بھرتی ہوئے تھے یہان کچھ تھے اور جنوب کی طرف سے میجر چمبرلین صاحب اپنی فوج
لیکر جھنگ میں داخل ہوئے اور سیکھان صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر معہ فوج پولیس کوٹ کمالیہ ضلع گوگیرہ
کو روانہ ہوئی کیونکہ کوٹ کمالیہ اونکے پہونچنے سے پہلے ہی مفسدون نے لوٹ لیا تھا سو اسلئے وہ فوج جھنگ کو واپس
چلی آئی اور لفٹنٹ ایلین صاحب شورکوٹ کی طرف مفسدون کے تعاقب کو اسلئے بھیجے گئے وہان جاکر اونھون نے
بڑی جانفشانی کی مفسدون کو گرفتار کیا سو نشان اونکے ضبط کرلیے غرض حکام کی محنت و جانفشانی سے
تھوڑے ہی عرصہ میں ضلع کا انتظام بخوبی ہو گیا

ضلع گوگیرہ

مفسدہ کے وقت اس ضلع میں لفٹنٹ ایلفنسٹن صاحب بہادر
قائم مقام ڈپٹی کمشنر تھے اوس وقت خزانہ پر ۴۹ نمبر ہندوستانی پلٹن کا پہرہ تھا صاحب نے اونکو فی الفور رخصت
کر دیا اور لاہور کو روانہ کیا اور کٹارکھی کی پلٹن کے سپاہی سرکاری دفترون پر پاسبان ہوئے ۲۶ مئی کو
جب چھاونی کے مفسدون کی خبر پہونچی تو دو سو سوار تحت لفٹنٹ [illegible] صاحب بموجب حکم لفٹنٹ ایلفنسٹن صاحب
سیالکوٹ سے گوگیرہ کی حفاظت کو روانہ ہوئے جنہوں نے اپنے سوارون کے ساتھ تھانہ میں بڑی خدمتین ادا کین
اور نیز بیک ٹبی کو اس علاقہ سے سرسہ تک ٹہلائی گئی ۲۶ جون کو حسب مخبری ایک مخبر کے جیلخانہ
کی تلاشی ہوئی اور بعد التلاش تنباکو و افیون وغیرہ اشیا جنکی داخل جیلخانہ کرانے کی ممانعت تھی برآمد
ہوئیں اس جرم میں جیلخانہ کا داروغہ برخاست ہوا اور دفعہ کی نسبت کچھ بھی جرم تھا کہ اوسنے قیدیون کو
اجازت دیدی تھی کہ تم اپنے سردار احمد کھرل کو بلا لیا کرو اسلئے احمد کھرل کو بلا کر تحصیل میں نظر بند رکھا
۲۶ اگست کو قیدیون نے جیلخانہ میں شورش کی کٹارکھی پلٹن والون نے جو اونکی حفاظت پر مامور تھے اونکی
طرف گولیان چلائین اور مسٹر برکلی صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر نے تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ قیدیون کا مقابلہ
کیا جب کیاون قیدی مارے گئے تو باقیماندہ تسلیم ہو گئے احمد کھرل بھی اوسوقت نظر بندی سے بھاگ کر چلا گیا
اور پھر ضمانت پر طلب ہو کر حاضر ہوا اور قوم کو اور سردار بھی ضمانت پر حاضر ہوئے ۱۶ ستمبر کی رات کو
ایک آدمی نے لفٹنٹ ایلفنسٹن صاحب کو آکر خبر دی کہ تمام سردار جو ضلع میں ہیں وہ آج وہ سب گھرون کو
بلا اجازت چلے گئے ہیں اس ارادہ پر کہ گھرون میں جاکر فساد برپا کرین اور کھلی کھلی سرکشی ہو یہ بات سنکر

الفنسٹن صاحب کو سخت اندیشہ ہوا اور ایک ضروری واپس کرنی دو سو سوار و چند پیادگان کے جو چند روز
پہلے لاہور و پشاور کو روانہ ہوئی تھی روانہ کی اونہین سے اکیس پیادہ اور بتیس سوار واپس ہوئی قیدیون
کو جیلخانہ سے نکالکر ایک پختہ سرائے مین رکہا گیا تحصیل کا مکان بھی جو سرائے کے پاس تھا مضبوط ہوا برکلی صاحب
اسسٹنٹ کمشنر واسطے گرفتاری احمد کہرل کے جو سرگروہ مفسدون کا تہا روانہ ہوا اور احمد کہرل کو دریا کے
کنارے پہونچکر دریا کے دوسرے کنارہ پر پایا اوس صاحب کو آواز بلند کہا کہ مین نے اب سرکار انگریزی کی
اطاعت چہوڑ کر شاہ دہلی کی تابعداری مان لی ہے اسوقت ایک مولوی مسلمان مفسد گرفتار ہوا اور زمینداران
کی مویشی بہت سی پکڑ لی گئی اور جہامرہ ایک گاؤن جلا دیا گیا بعد مفسدہ کی خبر سنکر بموجب حکم سرکار کے کرنل
پاٹن صاحب لفٹنٹ گورنر ماسٹر جنرل ۱۰۳ میل کا فاصلہ ۳۰ گہنٹہ مین کاٹ کر لاہور سے گوگیرہ پہونچے
اونکی تحت مین تین توپین اور ایک ادہ گوری کی گورہ پلٹن اور کچھ حصہ سبحان خان کی پولیس پلٹن کا اور
تہوڑی سی نئی بہرتی کے سکہہ سوار تہی کرنل پاٹن صاحب اوسوقت سے ایک گہنٹہ پہلے پہونچے تہے جسوقت
مفسدون نے گوگیرہ کے محکمہ پر حملہ کیا تہا جب نزدیک پہونچی تو توپ کے چہرہ سے اونکو ہٹا دیا وہ ہٹ گئی تو
سرکاری فوج ساتہی لفٹنٹ آنریبل ای جی چیسٹر صاحب اونکی تعاقب کو گئی اور اسمین سخت لڑائی ہوئی
اس لڑائی مین احمد کہرل اور لفٹنٹ آنریبل ای جی چیسٹر دونو قتل ہوئی اور اس سے دوسری لڑائی مین
مسٹر برکلی صاحب اسسٹنٹ کمشنر قریشی گاؤن کے پاس ایک جنگل بار مین سرکشون کے ہاتہہ سے کام آیا اور جمعدار
سپاہی بھی برکلی صاحب کے ساتہہ تہی وہ بھی اوسی میدان مین جان نثار ہوئی یہہ حال دیکہہ کر لفٹنٹ الفنسٹن صاحب
جو ڈپٹی کمشنری کا کام دیتے تہی اجرٹن صاحب ڈپٹی کمشنر کو جو اوسی روز مع رابرٹ صاحب کمشنر کے لاہور
سے وہان گئی تہی اپنی جگہہ حاکم ضلع کا چہوڑ کر خود سرکشون کے سرکوبی کے واسطے چلے گئے اونہون نے سنا کہ
تحصیل ہڑپہ کے دشمنون نے لے لی ہے اور میجر چمبرلین صاحب جو ملتان سے مع رسالہ بے قاعدہ سواران ہمراہ
و فوج پیادہ سکہہ آئی تہی وہ چیچہ وطنی کے سرائے مین گہیری گئی ہین یہہ بات سنتے ہی لفٹنٹ الفنسٹن صاحب
و کرنل پاٹن صاحب مع فوج اونکی مدد کو چیچہ وطنی کو گئے اور وہان جاکر اونکو دشمنون کے گہیرے سے چہوڑایا
اور معلوم ہوا کہ چمبرلین صاحب تین روز وہان نہایت سخت اندیشہ مین رہی چیچہ وطنی کے رہنے والون نے بھی انکی
کچہہ مدد کی اور سرائے کو جہان چمبرلین صاحب اوترے ہوئے تہے مفسدون کے ساتہہ ملکر گہیر لیا اوسوقت
مسٹر بیم صاحب اور ٹیل صاحب جو انجنیر اور ڈاک خانہ کے افسر تہی دشمنون کو ٹبی سے ہٹا دینے سے ہٹا رہے تہے
اونہین دنون مین کپتان سنڈرز صاحب مع سواران انگریزی و کرانی فوج ساتہی کپتان سنو صاحب
کے بکوچ متواتر لاہور سے چلکر گوگیرہ پہونچے اور میجر ڈنس صاحب کی پنجابی پلٹن دو دستے توپخانہ ملتان کے

اٹھ گئین تھوڑے دن بعد ایک اور فوج باتحتی میجر وایل صاحب و کپتان تروٹن صاحب کی ملتان سے آگئی
جو پہلے سے شامل میجر چیمبرلین صاحب کے ہوئی جسکے ساتھ دوسری لمبر کے بقاعدہ سوار گوڑ ہ اسپو سے آئی تھی اور
کپتان فتنگ ریز صاحب معہ فوج کپتان ناکس صاحب معہ سواران بقاعدہ لمبر ۱ از جانب دوآبہ میں جاکر
مفسدون کے مقابل ہوئی اور میجر ملیش صاحب کمشنر میجر جیکسن صاحب کے جگہ ملکی انتظام مین مصروف رہے اور
میجر مارسڈن صاحب جو اسوقت سے گوگیرہ مین تھے وہ ڈپٹی کمشنر گوگیرہ کے ہوئے اور کپتان سنو صاحب کے ساتھ
خاص گوگیرہ کی حفاظت مین رہے اور لفٹنٹ الفنسٹن صاحب چمبرلین صاحب جیچہ وطنی سے چلکر براہ کونکا مفسدونکے
اجتماع کے مقام قلعہ جھلی پر حملہ کیا یہہ ایک ایسا مقام بار و جنگل کے اندر تھا جسکے چارونطرف پانچ میل لمبا
اور تین میل چوڑا گھنا جنگل اور بیچمین اوسکے ایک تالاب جاری تھا جس سے مفسدون کو بہت پشت پناہ تھی
گھاس اوسمین اسقدر بلند تھا کہ گھوڑا معہ سوار اوسمین دکھائی نہین دیتا تھا چہ جائیکہ سوار پیدل اون تک
پہونچے جب اپنی ہی فوج بمین قدم تک جنگل کے اندر جاتی تو اپنی آنکھون سے پوشیدہ ہوجاتی تھی بڑے بڑے درخت
بلند و موٹے خاردار بیشمار گھاس کا کاٹنا بسبب سختی اور جلانا بسبب سبزی کے دشوار تھا دشمنون کے اوترنے
کا مقام اور اونکی اجتماع کا اوس جنگل مین بخوبی دریافت نہین ہوتا تھا صرف اونکے ڈھولون کی آواز
سنکر معلوم ہوتا تھا کہ یہان سرکشون کا اجتماع ہے اسواسطے سرکاری فوج مین بھی ڈھول کا استعمال ہوا
جب تک دشمن اوس جنگل مین رہے سرکاری فوج کو اونکی مقابلہ مین سخت تکلیفین اوٹھانی پڑین اور کامیابی
نہوئی مگر بعد چندی سرکار کے اقبال نے یہہ شعبدہ دکھلایا کہ دشمن خود بخود اوس مقام کو چھوڑکر دریاے
ستلج کے پار ہوگئے پھر تو سرکار کو میدان ہاتھ آیا اور انکا تعاقب کرکے بہت سختی سے اونکے ساتھ مقابلہ کیا
جسمین کپتان سنو صاحب توڑیدار بندوق کی گولی سے زخمی ہوئے اور دشمن شکست کھاکر بھاگ گئے اور
بچے سردارون نے اطاعت اختیار کرلی اونہون نے اپنے آپ کو مسٹر رابرٹ صاحب کمشنر لاہور کے
سپرد کردیا بعد انتظام قرار واقعی کے چوتھی نومبر ۱۸۵۷ کو کمپو ٹوٹا مفسدون کو بڑی بڑی سزائین ہوئین
موشیان اونکی ضبط ہوکر نیلام کی گئین املاک ضبط ہوئی آئندہ کے واسطے بڑی بڑی ضمانتین سرکشون سے
لکہوائی گئین بیشمار جرمانہ وصول ہوئے لوٹ کا مال جسقدر اونھون نے تحصیل حجرہ اور کوٹ کمالیہ سے لیا تھا
سب واپس ہوا - اس ہنگامہ مین چار قومون کی زیادہ تر سرکشی اور بغاوت سرکار کے ساتھ ہوئی تھی پہلی
قوم کاٹھیا اونکا سردار احمد خان کا بیٹا تھا دوسری قوم کھرل جنکا سردار احمد خان کھرل تھا اور وہ بھی
لڑائی مین قتل ہوا تیسری قوم فتیانہ اونکا سردار بہاول خان فتیانہ تھا چوتھی قوم وٹو اونکے سردار کا نام
بخوبی معلوم نہین ہوا بعد سزا پانیکے یہہ سب قومین منقاد و تابعدار ہوگئین کسی کے ذہن مین سرکشی کا خیال

ضلع پشاور مفسدہ کے وقت پشاور مین ہندوستانی فوج بہت اور گورہ کم تھے اور سرکار کو یہ بھی
خیال سرحدی امیر کابل و قوم سواتی وغیرہ خودمختار قومون کی طرف سے بھی سخت اندیشہ تھا کہ وہ ایسے نازک
وقت مین کوئی مداخلت بیجا و مزاحمت ناروا سرکاری علاقہ مین نہ کر بیٹھین مگر انگریزی افسرون نے
اوسوقت بڑی جانفشانیان کین اور ہر طرح پر ملک کے انتظام مین سرگرمی رکھی بریگیڈیر جان نکلسن صاحب
اوسوقت ڈپٹی کمشنر پشاور کے تھے اور کل فوج دو ہزار آٹھ سو گورہ اور آٹھ ہزار ہندوستانی مسلح اٹھارہ
توپین اور ایک بڑی توپ پہاڑی مورچہ کے ماتحت بریگیڈیر سڈنی کاٹن صاحب کے بتفصیل ذیل تھی گورہ فوج
پلٹن نمبر ۲۷ و ۷۰ و ۸۷ اور رسالہ نمبر ۵ بے قاعدہ رسالہ نمبر ۷ و ۱۰ اور ۱۸ فوج کہ نمبر ہندوستانی پلٹن نمبر ۲۱
و ۲۴ و ۲۷ و ۵۱ و ۵۵ و ۶۴ کلات غلزئی فوج - سیاہ گان گولہ انداز و ہیان توپخانہ ایسی گولہ انداز
پہاڑی مورچہ کے توپ تھے مئی مہینہ کے گیارہوین تاریخ رات کو یہ خبر تار برقی کے ذریعہ سے پشاور مین پہنچی کہ
میرٹھ مین ہندوستانی فوج کا مفسدہ علانیہ ہو گیا اور دہلی سے تمام انگریزی افسر بدخل و قتل ہو گئے یہ بات
سنکر پشاور کے افسرون نے یہ انتظام کیا کہ ایک گشتی فوج معتبر فوج کی بنائی اور اونکو حکم دیا کہ وہ تمام علاقہ مین
گشت کرکر لوگون کو مفسدہ سے روکین اور ۵۵ نمبر کی پلٹن کو حکم دیا کہ وہ نوشہرہ سے کوچ کر مردان کے قلعہ مین چلی جاوے
اور گائیڈ فوج قلعہ مردان سے کوچ کر ۲۷ نمبر کی گورہ پلٹن کے ساتھ نوشہرہ مین شامل ہو وے اور ایک سخت امتحان
اونکا یعنی سپاہیون کے چٹھیون کا ہونا شروع ہوا اور ۲۴ و ۶۴ نمبر کے ہندوستانی پلٹن سے جو استوار معتبر تھی اونکو تین حصہ کرکر
علیحدہ تین مقامات پر پاسو بر کر دی اور اونکو حکم دیا کہ وہ غازیگران قوم مہمند کو جو سب علاقہ مین آ کر بسے اور کلین انتظام ہوا کہ
پلٹن کیسی اور پلٹن کے ساتھ خط کتابت کرنا نہ پاوے اور نہ اسٹیشن مین وہ تینون حصے ملنا اور باہم صلاح ہونا پاوین
جنرل ریڈ صاحب کمان افسر فوج قسمت پشاور و بریگیڈیر سڈنی کاٹن صاحب و بریگیڈیر نول چمبرلین صاحب و ڈپٹی کمشنر
ایڈورڈ صاحب کرنیل نکلسن صاحب نے اسٹیشن ۱۳ مئی ۱۸۵۷ کو مشورہ کر کر یہ تجویز کی کہ بریگیڈیر کاٹن صاحب تو پشاور
کی فوج کے کمان پر رہین اور گشتی فوج مقرر ہو کر جہلم کے سمت کو جاوے اور وہان سے آگے ہی چلکر جس مقام پر
مفسدہ ہو وہان کا انتظام کرے اور قلعہ اٹک سے ہندوستانی شکی فوج نکالکر اعتباری فوج مامور ہوا اور
ایک سو سپاہی افغان ماتحتی فتح خان خٹک کے جو سند آدمی تھے نوکر ملازم بھرتی ہو کر اٹک کے گذر پر بھیجا جاوے مگر
بریگیڈیر چمبرلین صاحب راولپنڈی مین بحضور چیف کمشنر صاحب حاضر ہو کر ہر ایک انتظام کے واسطے مشورہ لیوین
اوسی تاریخ یعنی ۱۳ مئی کو گائیڈ کی پلٹن نے مردان سے کوچ کیا جب اٹک پر پہونچی تو اونکو حکم ہوا کہ دہلی کو
کوچ کر جاوے چنانچہ وہ ماتحتی جنرل اینسن صاحب دہلی کو کوچ ہوتا تھا اور ۹ جون کو تین ہفتہ کے عرصہ مین
پانسو اسی میل طے کر کر دہلی جا پہونچی اور گھنٹہ کے بعد پہونچنے سے دشمنون کے ساتھ مقابلہ اونکا ہاتھون ہاتھ

اور بعد ازان چند کمشنر صاحب کے حکم سے دو ہزار سوار ملتانی پشاور مین نوملازم ہوا جو بیس لاکھہ روپیہ نقد جو
چھاونی کے واسطے مین کہا تھا وہ نالسی اوٹھا کر قلعہ کے پاس بمقام میکھہ زین گورہ کے گارد کے حوالہ ہوا فوج
قلعہ کی دو حصون مین تقسیم ہوئی اور دو کرنیل انگریز اونکا افسر ہوا اور ہر ایک حصہ کا توپخانہ بھی الگ الگ
اونکے شامل ہوا توپخانہ کے بیچ مین گورہ کا پہرہ قایم ہوا اور دریای سندہ کے کل گھاٹون کی مضبوطی ہوئی
چونکہ پشاور کے فارسی اخبار نویس نے یہہ خبر غلط چھاپی کہ کلات زئی کے پلٹن نے اپنے افسرون کو قتل کرڈالا
جسکا سو اسطی اڈیٹر اس اخبار کا قید ہوا اور اخبار کا چھپنا مسدود کیا گیا اور بسبب غلطی خبر سرکشی ۵۵ نمبر
ہندوستانی پلٹن اور چھبیسوے نمبر کے بیقاعدہ سوارون کے جو بمقام نوشہرہ و مردان مامور تھی ایک ٹکرا
گورہ فوج کا راولپنڈی سے طلب ہوا اور میجر صاحب ڈپٹی کمشنر ہزارہ نے دو بیقاعدہ پلٹن مامور ہزارہ
ہزارہ سے پشاور کو بھیجا اور ہندوستانی پلٹنون والون نے جو آپسمین چٹھیان مضمون برپا کرنے شور
وفساد کے تحریر کی تھین وہ پکڑی گئین اور اونکی مسدودی کے واسطے افسران ضلع بہت متوجہ ہوئے
اور بھرتی فوج کی پشاور مین شروع ہوکر سب اہل صاحب ضلع کوہاٹ سے مدد مانگی گئی اونھون نے سپاہی آفریدی
بہادر شیر خان سردار بنگش کے روانہ کئے اونھون نے پشاور آکر کچہری اور سرکاری مکانون کی حفاظت
کی چند روز کے بعد ہندوستانی فوج کے مفسدہ کا شعلہ چمکا اور ایک ٹکڑا ۵۵ نمبر کے فوج کا جو اٹک کے گھاٹ
پر مامور تھا سرکش ہوکر نوشہرہ کو کوچ کر گیا راستہ مین ایک دستہ ۲۴ نمبر کے ہندوستانی پلٹن کا جو پشاور
کو کمسریٹ کا گودام لئے جاتا تھا اونکے شامل ہوا پھر وہ لوگ قریب چالیس یا پچاس آدمیون کے تھے
یہہ خبرین بذریعہ ایک سوار کی یارسکے نوشہرہ مین پہنچی گئین اور مفسد چھاونی کے دروازہ پر
دمدمین لگے تاکہ وہ سوارون کے ساتھہ مقابل ہوئے اور بے ہتھیار ہوکر محبوس کئے گئے جب یہہ خبر ۵۵
نمبر کے پلٹنی کو نوشہرہ کے مقام پر پہونچی تو وہ بھی سرکش ہوگئے اور سوارون پر بندوقین چلائین اور
ایک افسر کو جو اونکا اس حرکت بدسے منع کرتا تھا غارت کرکے نکال دیا اور چاہا کہ سواران بنگال کو نکال دیا جائے
اسواسطے جمع ہوکر اونپر جا پڑے اور اونکو متفرق کردیا وہ قریب سو جوان و مضبوط آدمی تھے سرکشی کے
بعد وہ بسکاندہ زین پر گری اور مسکندہ زین لیکر اپنا سر انجام بخوبی کرلیا پھر کشتیون کے مجموعہ پر جو دریا پر جمع
تھین حملہ کیا اور چاہا کہ دریای کابل کے پار ہوکر ۵۵ نمبر کے ہندوستانی پلٹن سے جو بمقام مردان تھی شامل
ہون اوسوقت پل دریا کا مسٹر شل صاحب انجنیر نے توڑ دیا سپاہی کشتیان لیکر بہت سی تو دریا میں گر
گئی اور کچھہ غرق ہوگئے اوسوقت ۱۰ نمبر کے بیقاعدہ سوار اگرچہ مفسدون کے شامل نہ تھے مگر اونکی برخلافی
اونھون نے کچھہ کام نکیا آدھی رات کے بعد یہہ خبر پشاور مین پہونچی اور یہہ ارادہ ہوا کہ ہندوستانی فوج

کو انگلی روز بے ہتھیار کیا جاوے اور ہتھیار لینے کے بارہ میں سخت تشدد ہر ایک بات میں عمل میں آیا مگر افسر انگریزی اوس فوج کی دعوی کرتے تھے کہ ہماری فوج نافرمان نہیں ہے تو بھی اونکی مرضی کے برخلاف ۲۲ - مئی کو فوج کے ہتھیار لینے کی تجویز قرار پائی اور ارادہ ہوا کہ پہلی پانچ نمبر کا رسالہ اور نمبر ۲۴ و ۲۷ و ۵۱ نمبر کے پلٹن کے ہتھیار لئے جاویں اور ۲۱ نمبر کے ہندوستانی پلٹن اس سے اسواسطے بری رہی کہ اوسنے اون مفسدون کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کیا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ کل صاحب مجسٹریٹ کے کام کرنیکے واسطے ایک پلٹن کا باقی رہنا ضرور ہے اگر وہ بھی سرکش ہوگی تو وہ اور نمبر ۔ ۔ و ۱۰ نمبر کے بے قاعدہ سوار دیکر ہتھیار رکھا لئے جاوینگے کیونکہ پہلی سرکشی میں وہ سوار بھی شامل تھے اور اونکی ابھی تک کوئی شرارت ثابت نہیں ہوئی تھی باعث تاریخ مقرر کے وقت معینہ پر فوج کو مع ہتھیارون کے پریڈ پر بلایا اور گورہ پلٹن نمبر ۸۷ و ۸۱ اور توپخانہ ہوا دلی کے انتظام کے سامنے جیسا کہ حکم تھا موجود ہوئے اور حکم ہوا کہ وہ تیار رہیں پیچھے فوج ہندوستانی فوج کی اپنی نزدیک سے بھی تھی کہ ہندوستانی اونکو دیکھکر خفا ہو جاوینگے اور لڑنے کو تیار ہوں پریڈ کے وقت فوج کو الگ الگ کھڑا کیا گیا اور اسقدر اونکو فرصت نہ ملی کہ وہ آپس میں مشورہ کرلیں آخر کار سب فوج نے اپنے ہتھیار رکھدئے ہتھیار و ترکش لیتے ہی اونکو واپس کیا گیا اوسوقت انگریزی افسرون نے بھی جو اونکے ہتھیار لینے سے ناراض تھے اپنے گریبان و کانٹھی وغیرہ اتار کر رکھدئے اور نوکری چھوڑ دی اس اجتماع کے وقت ملکی سردار و جاگیردار وغیرہ بھی حاضر تھے اور دیکھتے تھے کہ آیا آخر نتیجہ اسکا کیا ہوتا ہے اس تجویز کے ظہور سے سب کو یقین کامل ہوگیا کہ اب پھر انگریزی سلطنت مضبوط و قائم ہوگئی اور ملک والون کی دلدہی و دلداری کے واسطے نوملازم فوج سوار و پیادہ رکھنی شروع ہوئی اور اونکی خاطر کیسا ہی سوار ہوتا یا جوان اور برا یا بھلا گھوڑا ہوتا فی الفور نوکر رکھ لیا جاتا اوسوقت ہندوستانیوں کو بھی یقین کامل ہوگیا کہ اب ملک رہا یا سب انگریزون کے ساتھ ہے - نوشہرہ سے پشاور کو خبر پہونچی کہ ۵۵ نمبر کے سپاہی اور ۱۰ نمبر کے بے قاعدہ سواران مردان میں بڑا شورش کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے افسر قتل کر ڈالینگے اسواسطے سرکار سے اونکے انتظام کی تدبیرین ہوئیں اور پیچھے مردان صاحب کو حکم ہوا کہ ایک سے نوشہرہ کو واسطے حفاظت گورہ پلٹن کے اہل و عیال کی جاوے اور اگر مفسدہ برپا ہو تو اونکو مفسدون کے ہاتھ سے بچاوے ۲۳ مئی کو وقت گیارہ بجے رات کے ایک فوج تین سو گورہ پیادگان اور اڈہائی سو قاعدہ سوار نوملازم و فوج پولیس اور آٹھ ضرب توپ بماتحتی کرنیل چوٹ صاحب و ۷۰ نمبر گورہ پلٹن کے افسر تھے اور کرنیل نکلسن صاحب معہ دو سو پنجابی پیادگان مردان کو مفسدون کے سرکوبی کے واسطے روانہ ہوئے ۲۴ تاریخ آفتاب نکلنے کے وقت وہان پہونچ گئے انکو آنے کی خبر پا کر ۵۵ نمبر کے ہندوستانی پیادگان سوا

ایک سو بیس آدمی سکھے قلعہ سے نکلکر بھاگ گئے فوج نے اونکا تعاقب کیا مگر بسبب اسکی کہ مفسد پہلے کے چلے ہوئے تھے
تھا فوج چلنے اور ان تک پہونچ سکے توپین اور پیادہ فوج راستہ مین رہ گئی مگر سوارون نے اس کام مین
بہت جانفشانی کی اور کرنیل نکلسن صاحب نے جو چوبیس گھنٹہ سے زین پر سوار تھے ایسی سخت گرمی اور دھوپ
مین اکثر زنگے اندر ستر میل چلکر اپنی آپ کو مفسدون تک پہونچایا اور تھوڑی سی پولیس کے سوارون کی ساتھ
اپنی آپ کو مفسدون مین پھینکا اکثر پچاس سپاہی مفسد وہان ہی قتل ہوئے اور ڈیڑہ سو قید مین آئے اور بہ
بقیہ اون مین سے چند زخمی ہو کر گرے اور پانسو آدمی سے اوپر ہی کوہ سوات مین جا کر پناہ لی اوسوقت
کرنیل سپوٹس وڈی صاحب پچپن پلٹن کے افسر نے کمال غیرت اور غم کے سبب سے خودکشی کی اور گولی
کہا کر مر گئے اور پیچھے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پلٹن نمبر ۵۵ و ۶۴ و ۱۰ نمبر کے بیقاعدہ سوارون کی
خط کتابت باہمی تھی وہ اونھون کے ساتھ ہو رہی تھی بلکہ عین لڑائی کے وقت بھی ایک گروہ بھاری کا
پہاڑ پر جا ہوا نظر آیا جسکا افسر ایک جوان ہو آگئی تھا اور مفسدون نے اپنی مدد کیواسطے اونکو بلایا تھا مگر وہ
سرکاری فوج کے ساتھ مقابل ہوئی اس فتح کے حاصل ہونے سے رعب سرکار کا دوبارہ قائم ہو گیا اور
متصلات کی اندیشہ ناک مقامات مین بخوبی انتظام ہوا اور چیف کمشنر کی طرف سے ایک اشتہار جاری ہوا کہ جو کوئی شخص
کسی مفرور سپاہی ہندوستانی کو قتل یا گرفتار کر کر لا دیگا اسکا کل اسباب و زر نقد جو اوس سے برآمد ہو قاتل
یا دیگر اس اشتہار کے جاری ہونے سے بہت سے سپاہی قتل و گرفتار ہوئے اور ایک پنجابی پلٹن بھرتی
ہو کر جہان جہان کہ ہندوستانی پلٹنی مامور تھی مامور ہوئی اور ۲۴ نمبر کی پلٹن کے سپاہی جس جس مقام پر کہ مامور
تھے وہان جا کر کرنیل نکلسن صاحب نے پہونچکر اونکو بے ہتھیار کیا جرنیل کاٹن صاحب کی تجویز سے گیارہ پلٹن کے سپاہی
سوار نکالے گئے اور پانچ نمبر کے رسالہ کے ہتھیار اونکو دیکر مسلح کیا اور بنایا دوسری رسالہ اسکا نام رکھا گیا پہلے
سے چند سوار رسالہ نمبر پانچ کے بھی انتخاب کر کر اوسمین شامل ہوئے سکھون اور پنجابی چیدہ جوانون کی
ایک عمدہ پلٹن تیار ہوئی توپین سات ہی چار سیری تھیلی کے جو سیکھ زین کے اندر سرکاری پڑی ہوئی تھین نکالکر
تیار کی گئین اور پلٹن کے گورون کی اون پر تعیناتی کر کر توپخانہ بنایا گیا اس توپخانہ مین گھوڑے
پانچ نمبر رسالہ کی دی گئی اور ہندوستانی توپخانہ بھی اونسے چھین کر گورون کے سپرد ہو گیا اور ایک ذخیرہ
افغانیون کا جمع کر ۸ نمبر کی پلٹن اور تین رسالہ بیقاعدہ سوارون کے بھرتی ہوئی اوسوقت سرکار کو سبب دشمنی
سرحدی علاقہ سوات بہت خیال تھا کہ شاید وہ وحشی قوم ایسی نازک وقت مین اسطرف آکر خلل انداز انتظام
سرکار کے ہون مگر وہان ایسا اتفاق جسنہ ہوا کہ اوس سے پہلے سوآتیون نے ایک سید اکبر شاہ نام کو اپنا بادشاہ
بنا کر دسوان حصہ اپنی پیداوار کا اوسکو خراج دینا کیا تھا وہ بادشاہ ۱۱ - مئی ۱۸۵۷ء کو کہ اوسی روز دہلی

کے مفسدہ کے خبر پشاور میں پہونچی تھی مر گیا اور سید مبارک شاہ اوسکا بیٹا باپ کے بعد جانشین ہوا اور اوسکے
سازش سے پانسو سپاہی پلٹن نمبر ۵۵ و قلعہ مردان سے بھاگ کر اوسکے پاس چلے گئے مبارک شاہ نے اگرچہ جانتے ہی
اونکو نوکر رکھہ لیا اور ایک جگہہ مقابلہ پر بھیجا مگر جب اونہوں نے تنخواہ مانگی تو اونکو کا بلکہ اونمیں سے
ایک سردار سے ہزار روپیہ قرض لیکر بطور قرض اونکو دیا سپاہیوں نے جب دیکہا کہ مبارک شاہ ہندوستانی
فوج نوکر رکھہ کر ہمکو زیر کیا چاہتا ہے تو اخون صاحب کے کہنے سے سب اوس سے پھر گئے اور مبارک شاہ کے رہنے کو
نامبارک تصور کر کر معہ ہندوستانیوں کے اپنے علاقہ سے نکالدیا سوات سے نکلکر کچہہ سپاہی تو کوہ کشمیر و تبت و
لداخ کو چلے گئے اور کچہہ بہوک اور پیاس کے عذاب سے مر گئے اونہیں ایام میں کرنیل ایڈورڈس صاحب ڈپٹی کمشنر
پشاور کل فوج گشتی پنجاب کی ایڈجوٹنٹ جنرل بعوض چمبرلین صاحب اجوٹن جنرل کے مقرر ہوئے اور مسٹر جیمس صاحب
سکتر چیف کمشنر صاحب کے پشاور کے ڈپٹی کمشنر ہوئے اور رسالہ سواران بے قاعدہ نمبر ۱۰ جو بسبب فساد کے تھا اوسکے
گہوڑے و ہتہیار و مال و اسباب ضبط کر کر اور فی کس دو دو روپیہ خرچ دیکر اٹک کو روانہ کئے کل فوج معزول شدہ
پشاور کی تنخواہ و ہتہیار ضبط ہو کر بعد نفرت خوراک اونکو ملتی رہی اور قرضہ اور رلیں اونکی کا حساب ہو کر ساٹھہ
ہزار روپیہ کی رقم قرضہ کی قرار پائی اور تمام گہوڑے و مال و اسباب اونکا فروخت ہو کر ادا ہوا اسر حد سے ملکانا
قلعہ پاڑ ابو میکشن میں ۲۴ نمبر کے ہندوستانی فوج رہتی تھی مگر جب معلوم ہوا کہ اونہوں نے آفریدی قوم سے
سازش کر کر یہہ ارادہ کیا ہے کہ وہ اونکی امداد سے دریای سندھ کے گذر دن سے پار ہو جاوینگی تو سرکار
نے اونکے ہتہیار لیکر قلعہ سے نکالدیا اور ملتانی فوج قلعوں میں مامور کی ۱۹ جولائی کو دو آفریدی ملک
سراج الدین خیبری اپنے سردار کا خط لیکر ۱۸ نمبر کے رسالہ بے قاعدہ کے پاس آئے خط کا مضمون یہہ تھا کہ جو ہندوستانی
میرے پاس پناہ پاوینگے سواروں نے وہ خط افسروں کو دیدیا اوسکی مطابق ملک سراج الدین بلایا گیا
اوسنے خط سے انکار کر کر کہا کہ میری نیت یہہ تھی کہ جو ہندوستانی میرے پاس آوینگے میں اوسکو گرفتار کرادونگا
سید مبارک جو معہ پشاور کے مفرور ہندوستانی سپاہیوں کے سوات سے نکالا گیا تھا ستہانہ کے گہاٹوں کو جو
کے علاقہ کے طرف علاقہ پشاور سے شامل ہوتی ہے گیا اور وہانکی رہنے والوں وہابی مسلمانوں سے جنکا پیر
مولوی عنایت تھا سازش کر رہا تھا کہ فساد برپا کرے اسواسطے اوسنے مقرب خان پنجتار والے کو اپنا حامی بنایا
مقرب خان نے تمام علاقہ کو اغوا کرنا شروع کیا اور ایک شخص مہر باز خان نام کو اسکام پر مقرر کر کر حکم دیا کہ
وہ انگریزی علاقہ میں جا کر وہانکے رعایا کو اغوا کرے دیا تھا اوسکی اغوا سے شورش پیدا ہوئی یہہ بات سنکر
میجر وان صاحب کپتان افسر فوجداران کے اپنے چار سو سوار اور دو شتری توپین لیکر اوس پر جا پڑے
مہرباز خان قتل ہوا اور پہلے سردار گرفتار ہوا اور بہت پانسی ملادو گاؤں جو سرکش ہوئے تھے جلائی گئی اور وہ

رفو ہوا اوسکے کپتان جیمس صاحب پٹھان تھے اور کل علاقہ یوسفزئی میں مفسدہ کی آگ مشتعل کی مگر سبب اسکے
کہ دہلی کی خبرین وہان پہنچانیکو تھے اور بہت سے ہندوستانی سپاہی وغیرہ جا بجا سے بھاگ کر اوس علاقہ
مین پناہ گزین ہوئے ہوئے تھے اونھون نے اونکو بہکایا اور چار سو آدمی نے جمع ہو کر نحری میں جھنڈا قایم کیا آخر
اجتماع کی خبر پا کر کپتان جیمس صاحب آٹھ سو فوج سوار و پیادہ اور چار تڑی توپون کے جنگی افسر میجر
وان صاحب وہان گئے اور الغرض مفسدون کو شکست فاش ہوئی سب سے اول اونکا مولوی بھاگا پچاس
ساٹھ غازی شہید ہوئے اور نرنجی کا قصبہ مفسدون نرنجی کا غارت ہو گیا سرکاری فوج نے گرمی کے موسم او تپ
جانے کے سبب سے اونکا تعاقب نکیا مولوی اونکا فرصت پاکر دوبارہ بڑی اجتماع کے ساتھ سرکاری فوج
آیا اور لڑائی ہوئی پھر ستمبر میں کو کپتان جیمس صاحب اور میجر وان صاحب معہ ایکہزار تین سو فوج
کے ارون پر حملہ کیا اودھر سے غازی بھی بڑی جرات اور اجتماع کے ساتھ آگے بڑھے اونکو آتے ہی انگریزی
فوج نے بڑی دلیری سے مقابلہ کیا اور فی الفور نرنجی پہاڑ پر چڑھ گئے فوج کے پہنچتے ہی غازی بھاگ نکلے اور پچاس
تیس غازی تو دوڑتے ہوئے پہاڑ سے گر کر مر گئے اور تین گرفتار آئے جنمین سے ایک بریلی کا مولوی ہندوستانی
تھا اوسنے پھانسی پائی اس کوشش کے ساتھ یہہ شورش رفع ہوا چونکہ سرکار کو اوسوقت روپیہ کی بہت
ضرورت تھی اسواسطے پشاور کے بہت ساہوکار طلب کر کے صاحب کمشنر نے اونکو حکم دیا کہ روپیہ سرکار کو چھ روپیہ
سیکڑہ پر قرض دین مگر اونکو دو نہین یقین تھا کہ اب انگریزی عملداری نہین رہیگی اسواسطے عذرات خندہ
پیش کیے جب تنگ طلبی ہوئی تو اقرار کیا کہ آپس مین مشورہ کر کر عرض کرینگے کئی روز اونہون نے مشورہ میں
گذرا اسی واسطے صاحب کمشنر نے اون پر سختی کرنے شروع کی اور روپیہ کے دینے کے باب مین کفایت
ہی سخت تاکید کی اوسحالت مین اونھون نے پندرہ ہزار روپیہ دینا منظور کیا صاحب کمشنر نے پانچ لاکھ روپیہ
طلب کیا اور صرف ایک روز کی مہلت دی اوسپر ساہوکارون نے ایک فہرست اسامی وار لکھکر پیشکی
اور کہا کہ ہمکو کوئی روپیہ نہین دینا سرکار خود وصول کرے سرکار سے وہ فہرست مال خزانچی کے سپرد
ہوئی اور اوسی چار لاکھ روپیہ کل شہر والون مالدارون ساہوکارون سے چندہ کر کر داخل سرکار کیا۔
۱۵ اگست ۱۸۵۷ع کو خبر پہونچی کہ سید امیر نام مولوی خاندان کشمیر بادشاہ سے جو کہ مدینہ و قسطنطنیہ کی طرف
گیا ہوا تھا درہ خیبر مین آیا ہے اوسنے کوکی خیل ساری قوم کو اپنے پاس بلایا ہے اور چاہتا ہے کہ انگریزی سرکار کے
برخلاف فساد برپا کرے کوکی خیلون نے اوسکے پاس آنے سے انکار کیا ہے مگر قوم مہمند نے اقرار کیا ہے اس خبر
کے پہونچنے سے وسط سید امیر نے مہمندون کی گروہ اور بہت سے ہندوستانی لُچّے اسکے ساتھ مل کر دو سو اون
کے ساتھ قلعہ مچنی پر حملہ کیا قلعہ کے اندر کالا انگریزی پلٹن ہندوستانی کے سپاہی تھے اوسوقت تک تسلیم

دشمن اس شہر و سے سرکوب تھا فقط قلعہ کے ہندوستانی ہین اونکو کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنا مذہب اور دین بچانا چاہتے ہو
تو قلعہ خالی کردو یہ خبر پاکر صاحب ضلع نے ایک کمپنی آفریدی پلٹن کی قلعہ والون کی مدد کو امرسر کی طرف
تھوڑے آدمی تھی کافی ہوتی اور ہندیون نے اپنی خرابیون سے قلعہ کھول لیا اور چاہا کہ بڑا اجتماع کرکے ضلع پر
حملہ کرین اوسوقت سرکاری فوج ضلع مین اسقدر نہ تھی کہ اونکو سزا دینے کے واسطے مامور ہو اور وقت
ایسا تھا کہ سرکار اونکے ساتھ جلدی پیش آوے اور اپنی ملک کو دشمنون کے حملون سے بچا دے اسواسطے اونکو
پیغام دیا کہ اگر تمہارا یہ مطلب ہے کہ تم اپنی چھینی ہوئی علاقہ سرکار سے واپس لو تو اسوقت سرکار کی
کی خدمت کرو اوسکی عوض مین گورنمنٹ تم پر مہربانی کریگی نہ کہ لڑنے پر مستعد ہوکر دشمنی پیدا کرو
اور ہمیشہ کے واسطے لگاڑ لو تمکو چاہیئے کہ سید امیر کو کابل کیطرف روانہ کرو اپنے عیال ضلع مین بھیجو
کہ دہلی کی لڑائی ختم ہو تک وہ یہان رہین جب تمہاری طرف سے پوری صفائی و اطاعت پائی جاویگی
تو تمہاری علاقون کی واپسی کے واسطے حکام ضلع گورنمنٹ مین رپورٹ کرینگے اور یہ بھی شرط اوپر علاقہ تمکو دیا جاویگا
یہ باتیں ہندیون نے قبول کی اور عیال اپنی پشاور بھیجدی اور فساد رفع ہوگیا سید امیر اونکی طرف سے
ناامید ہوکر کابل چلاگیا اور ضمن دونون بھی قبول کیا تھوڑے فساد سے بچا کیا مسلح و مستعد ہوکر
اونکی ہندوستانی فوج کیطرف بھی آئین اور سرکار کو بھی یقین ہوگیا کہ اب یہ ہندوستانی ہماری بھی
شورش کرینگے اور چاہتے ہین کہ کسیطرح اپنی سپاہ لیکن بیشک یہ خبر سچی تھی کہ ہندوستانی
ہتھیار چھین لیوین اسواسطے جنرل کوٹن صاحب نے آفریدی پلٹن کے ساتھ ہندوستانیون کو ہتھیار
باہر نکالکر تلاشی لی اور بہت سے ہتھیار اونکی لاین سے نکالے اور ضبط کرلئے اسواسطے ہندوستانی
بہت غضبناک ہوئی اور وہ المیرے پنجابی پلٹن پر حملہ آور ہوئی اور غالب آکر بہت سے ہتھیار چھین لئے
مرنے لگے اوسوقت آفریدی پلٹن نے ہندوستانیون پر حملہ کیا اور باقیماندہ ہتھیار اونکے ہاتھ سے چھین
اور تھوڑی دیر ہندوستانیون سے اونکے ساتھ لڑائی شروع کیا تھوڑی لڑائی ہوا ورنگ بیرشاہی شروع ہوئی اور چھاؤنی
کے قلعہ کے بالکل ختم ہوئی جب ایسا معاملہ ظہور مین آیا تو جنرل کاٹن صاحب نے تمام فوج سوار اور پیادہ
کو مسلح کیا اور مفرورون کے پیچھے دوڑے اور دیر تک لڑائی ہوتی چلی گئی کل آٹھ سو ہندوستانی
سپاہیون سے ساٹھ یا ستر تو پہاڑون میں چھپ گئے باقیماندہ مین سے کچھ تو مقتول ہوئے اور کچھ گرفتار اسکے
علاوہ حکم کورٹ مارشل توپ سے اڑائے گئے علاوہ اسکے اور جو کل ضلع کی ہندوستانی فوج منتشر تھی
پانسو تیس سرکش ہوکر مفرور ہوئے اونمین سے بیس آدمی تو گرفتار ہوکر پھانسی ملی چالیس توپ سے اڑائے گئے
چارسو اونسٹھ بندوق کی گولی سے مارے گئے اور سارے ضلع مین انگریز دشمن سے ایکسو بیاسی

کل دو ہزار تین سو بیس آدمی نوکر لازم جنگی بھرتی ہوا اور اگر وہ فوج جو ڈیرہ جات اور کوہاٹ سے بھرتی ہو کر پشاور مین آئی تھی اوسمین شمار کی جاوین تو پانچ ہزار چھ سو سترہ آدمی شمار مین آتی ہین انمین سے ایکہزار آٹھ سو سات سپاہی تو دہلی کو مامور ہوئی اور باقی پشاور کے ضلع کے انتظام مین رہی آخر جب ۲ ستمبر ۱۸۵۷ء کو دہلی کے فتح کی خبر پشاور مین پہنچی تو امن و امان ہو گیا

ضلع ہزارہ ۵ صفحہ دیکھو

ضلع ہزارہ چھاونی ایبٹ آباد مین فوج رجمنٹ سکھہ نمبر ۴ اور توپخانہ پہاڑی موسومہ کا جمعیت تھی ہتیار تیار ہوا اور اوسکی ضلع کے کام کیواسطی ایکسو پچاس سوار اور ساٹھہ پیادے جو پولیس انفنٹری یا تحت بچر صاحب ڈپٹی کمشنر کے تحت تھی سوا اسکی فوج مین سے تین کمپنیان نمبر ۴ پیادہ سکھہ کے نیلی گوہ مری کو روانہ ہوئین اور ۱۵ تاریخ مئی کو نمبر ۴ سکھہ پلٹن دہلی کو چلی گئی صرف تین سو اکتالیس سپاہی ایبٹ آباد مین بطور اسواسطی اول ڈیڑھ سو سوار اور پانسو پیادون کے نوکر رکھنی کا حکم آیا اور بچر صاحب نے جنگی اختیار پا کر تمام سپاہیون کی بھرتی ہزارہ کے رئیسون اور سردارون سے لی گئی اونھون نے اچھے اچھے سپاہی سلح جنگی جنکے پاس اپنے ہتیار تھی بھیجے اور وہ دریای سندھ کے گذرون اور سڑکون کی حفاظت پر مامور ہوئے ۸ جون کو کماون کی گورکہہ پلٹن ہزارہ مین آئی سرکار نے اونکی اطاعت کے امتحان کیواسطی چند مفرور و گرفتار شدہ سپاہی مردان کی پلٹن کے سزا دہی کیواسطی گورکہہ پلٹن کے افسرون کا کورٹ مارشل مقرر کیا اور حکم دیا کہ اسمین سوا ہندوستانی افسرون کے کوئی انگریز شامل ہو گورکہہ افسرون نے بعد تجویز ان سپاہیون کی نسبت حکم دیا کہ توپ سے اڑائے جاوین پس وہ توپ سے اڑائے گئے اور گورکہہ پلٹن امتحان مین پوری مطیع نکلی اور دہلی کے مہم پر مامور ہوئی اونکی جانے کے بعد ضلع کی فوج اور انتظام شورش کے صاحب ضلع نے ہری پور کے قلعہ کی مرمت کرائی سکھہ زمین اور رسد کے ذخیرون سے پر کیا اور قلعہ بھی مضبوط کئی کل ضلع کے سردارون و امیرون کو بلا کر سرکار کی مہربانی اور عنایت کا امیدوار کیا اور اونکو سرحدی ہمسایون کے مطیع رکہنی کے واسطی تاکید کی اتنے مین خبر آئی کہ وہ ۵۵ نمبر کی پلٹن کے سپاہی مقام ہوتی مردان سے مفسد ہو کر سوات کو چلے گئے تھے اور سوات سے بھی سواتیون نے اونکو نکال دیا تھا وہ اب اس علاقہ کے راستے سے کشمیر کو جاتے ہین اور ایک چٹھی ملک پکھلی کی معرفت ایک ... رئیس کی ... آدمی مسلم ہندوستانی مفرور اس علاقہ مین آئی ہین اور دریای سندھ سے پار ... اور ستہانہ کے پار ہو گئی ہین اب ڈیرہ اونکا اولٹی کے مقام پر ہی کیونکہ اولٹی کا علاقہ کوہستان کے علاقہ سے ... کا مفسد ہو اور سردار ... خان کے جاگیر کا وہان علاقہ ہے اور یہین آزاد قوم تناول کے جو سواتیون کے ہم جنس ہی رہتی ہین اسواسطی تمام جنگی و پہاڑی توپین بموجب تجویز افسرون سوات کے سپاہیون کے ساتھ مقابلہ

اب اگر سپاہی سیدہی راستے سے جاوین تو کوہستان کے طرف آہنگی درہ ایک سہ اور راستہ پہاڑی پر مشکل گذار ہے
اونکے واسطے سوچ وہی یہہ خبر پا کر مسٹر صاحب ڈپٹی کمشنر نے سردار محمد ایوب خان کو معہ اور سرداران اور
خانوں کے بلایا اور بلکہ فوج کے جمع کرنے کے واسطے حکم دیا اور فرمایا کہ کسطرح سے یہاں فوج منزل بہ منزل جاوے اور
لفٹنٹ ولدرسن صاحب اسسٹنٹ کمشنر کو حکومت ضلع کی سپرد کر کے خود وہی بھی ساتھ … فوج … کے
فوج پولیس و ملازم کے اودہر کو کوچ کیا اور مقام … وہاں جو وہاں … سردار وہی جا کر …
جب یہہ خبر پہونچی تو یہہ راستہ چہوڑ کر دوسرے مشکل راستے کی طرف ہو گئی اوس راستے کے … واسطے …
اونکو یہہ سوجہی کہ اونکا افسر جمعدار خود گولی کہا کر مر گیا اوسکی مرنے کا یہہ سبب ہوا کہ وہ جمعدار چاہتا تہا کہ
ہم سیدہی راستے سے چلیں اگر صاحب ضلع ہزارہ مقابلہ کرے تو لڑائی میں مارا جانا بہتر ہے اوس سے کہ بہوک اور
پیاس اور ماندگی سے ہلاک ہوں سپاہیوں نے اونکا کہنا نہ مانا اور اوسنے اپنا مرنا مناسب جانا … راستے بدلنے
کی خبر جب ڈپٹی کمشنر کو پہونچی تو یہہ انتظام ہوا کہ اوس علاقے کے سرداروں کو اسباب میں تاکید لکہی اور فوج کو
کو اجتماع کے واسطے حکم بہیجا اور خود بہی آئے … جب ہندوستانیوں کے پاس پہونچی تو آگے سے گوجر اور …
صاحب ضلع نے اونپر حملہ کیا … پہاڑ کے اوپر سے اونپر … آٹھ سپاہی مارے گئے اور …
سردار اور … صاحب کے طرف سے زخمی ہوا اور ایک پہاڑی آدمی کو گولی لگی دوسرا مقابلہ پہاڑ کے …
کے ساتھ مقام … ہوا جس میں ہندوستانی بہت مارے گئے پانچوں جو … حال …
پیاسے سیلاب دریا کے کنارے پر جو ایک … دریای سندہ کا ہی پہونچے اور یہہ آدمی …
کے واسطے پاس کے ایک گانوں میں گئے گانو والوں نے چار تو اونمیں سے گرفتار کر لئے اور دو باقی …
سب کو خبر کری وہ … گانوں میں جا کر … آدمی چہوڑ لائیں اتنے میں کوہستانی فوج اور …
سر پر جا پہونچی اور پہاڑ کے اوپر … مقابلہ پیش آیا
اور دو پہر … صبح تک برابر لڑائی رہی بہت سے ہندوستانی قتل اور زخمی اور …
غرق ہوئے اور بہتیرے گرفتار ہوئے … آخر کار بعد بڑی بے تحاشا اور سخت لڑائی کے پل اور گانوں کا قبضہ
ہندوستانیوں نے پالیا اور … تکلیفات اونکی رفع ہو گئیں … اوس گانوں کے رہنے والا …
ہو جب … اخوند سوات کی اونکی حمایت کی اور آسایش کا سامان مہیا کر دیا بلکہ اوسنے اپنی حمایت اور
آدمیوں کے ساتھ اونکو … کے جہیل کے پاس … کی سرحد پر پہونچا دیا جب وہ وہان پہونچے
اور حمایتی لوگ اون سے الگ ہوئے تو کوہستانی اور سیدوں کی فوج نے اونپر جا گہیرا اگرچہ وہ کچھ اسوقت
مقابلہ پیش آئے مگر اونکی … کا یہہ حال تہا کہ پانوں میں چہالے … ہو گئے تہی بہوک پیاسے … زخمی …

تھی بارش ہو رہی تھی سردی کے مارے کانپ رہی تھی آخر جب اونھون نے اپنی آپ کو قابل جنگ کے نہ پایا تو
چند آدمیون کے قتل کے بعد متابعت اختیار کر لی اور ہتھیار رکھ دیئے ۱۲۴-۳ آدمی اوسوقت زندہ گرفتار ہوئے
تینتالیس سپاہی جو کشمیر کے حد کے اندر پہونچ گئے تھے وہ انتے گرفتار ہو کر آئے اور کل لڑائی مین کھیت رہے
گرفتار شدہ سپاہی کورٹ مارشل کے حکم سے مقتول ہوئے اسطرح ۵۵ نمبر کی بدنصیب پلٹن کا انجام ہوا کہ
بہت سی خواری اور ذلت کے ساتھ مارے گئے صرف تھوڑے سے ہندوؤن نے جو بمقام سوات اسلام قبول کیا
اور چند سپاہی جو چلی کے مقام پر غلام بنائے گئے جان سے سلامت رہے اوسکے دن کا حال جسطرح کہ پشاور اور
ہزارہ کے علاقے مین تحریر ہوا ہے ہوا اگر اس پلٹن نے سزا پائی ہے اور پلٹن والون کو سخت عبرت ہوئی
اس انتظام کے بعد فوج ہزارہ کی چھاونی کو واپس آئی اور ملکی فوج انعام و اکرام پاکر رخصت ہوئی ضلع مین
امن و امان ہو گیا تو بھی دہلی کے فتح ہونے تک رعایا ہزارہ کی دو دلی دور نہ ہو سکی اوسوقت انتظام
میجر ایبٹ صاحب کا باوجود قلت فوج کے قابل تحسین ہے کیونکہ فوج کی قلت بیقدر تھی کہ جب صاحب نے تین کمپنیان
کو مری کو روانہ کین تو ہزارہ مین صرف ۶۰ سپاہی لائق قواعد آموختہ اور ۲۰۰ سپاہی نوملازم باقی
رہگئے تھے مگر صاحب نے اپنی نیک خلقی و حسن نیت کے ساتھ ایسا انتظام کیا کہ ہزارہ کی رعایا ہی سے فوج کا کام
لیا اور بڑا باعث یہہ تھا کہ صاحب ضلع دس برس کے عرصہ سے ہزارہ کے حاکم تھے اور اپنی حسن خلق سے
سب رعایا کو راضی و خوشنود رکھا ہوا تھا **ضلع کوہاٹ** اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر مفسدہ کے وقت
کپتان لی ہنڈرسن صاحب تھے تین ہزار پانسو آدمی فوج کی متفصلہ ذیل تھی پنجابی رجمنٹ سواران
پنجابی توپخانہ اوسمین سے عند الضرورت بہت سی فوج قلعہ اٹک اور ضلع پشاور کو بھیجی گئی اور کل
فوج مین سے صرف پانچوان حصہ یہان رہگیا اوسمین سے بھی تھوڑے تھوڑے آدمی مختلف اوقات مین جنرل
نکلسن صاحب کی فوج کے شمول کے واسطے مامور ہوتے رہے ۱۵-مئی ۱۸۵۷ء کو دہلی کے مفسدہ کی خبر کوہاٹ مین
پہونچی اور صاحب ضلع انتظام کیطرف راغب ہوئے اور بسبب ضرورت افغانی نوملازم فوج نوکر رکھکر ضلع کی
محافظت پر مامور کی بلکہ ایکہزار چارسو آدمی نوملازم پشاور کے صاحب ضلع کے خدمت مین بھیجا اور بر
مشتبہ چہرے سے کارتوس تھے اور فوج اونکے لینے مین عذر کرتے تھے وہ سب واپس کئے خزانہ اور سر رشتہ
قلعہ کوہاٹ مین بھیجا اور دیسی فوج کی حفاظت مین رکھا توپخانہ کی حفاظت نیزہ بردار سپاہیون کے
ساتھ کی اور چند ایسے انتظامات سبب ہوئے تھے کہ خبرون دہلی کے ضلع مین ہوتین اور شریر لوگون کے
دلون مین ارادہ فساد کا ہوا اوسکو رفع کرنیکے واسطے اچھی اچھی تدبیرین وقوع مین آئین اور امن و
امان رہا صرف ایکبار جو ایکسو بیس مفسد نے جمع ہو کر ارادہ فساد کا کیا تو صاحب مجسٹریٹ نے بڑی ہوشیاری سے اونکا حملہ

روکا اور اونکو متفرق کیا اور جسقدر قوم توری اور بوری کے غارت گر مفسد ہو کر گرفتار آئی اونسے آئندہ کے واسطے سخت ضمانتیں لی گئیں اور قوم آفریدی جو کوہاٹ کے سرحد کے پاس بہت چالاک اور مشہور تھی وہ بالکل چپ چاپ رہی بلکہ اپنے آدمی اونھون نے سرکار کی مدد کیواسطے بہت خوشی کے ساتھ بھیجے اور کچھ کسیطرح کا فساد برپا نکیا کل ضلع میں بعلت مفسدہ پردازی کوئی سزایاب نہوا صرف پانسو آدمی بعلت گفتگو کرنے مفسدہ کے ماخوذ جرمانہ اور قید کو پہونچے اور تین کمپنیاں ۵۰ نمبر کے پلٹن ہندوستانی کے جو پشاور سے آئی تھیں بے ہتھیار کی گئیں ÷ — ÷ —

پانچواں حصہ پنجاب کے میدان اور کوہستان کے متفرق احوال میں اسمیں چار تقسیمیں ہیں پہلی تقسیم مسلمانوں اور ہندوؤں کے مزارات و مساجد و پرستشگاہوں کے ذکر میں

جناسی لیکر دریای ستلج تک جسقدر میدانی و کوہستانی علاقہ کا حال اس کتاب کے حصو نمین لکھا گیا ہے وہانکے مزارات مقابر و پرستشگاہوں کا بیان اونکی موقع بموقع درج ہو چکا ہے مگر خاص علاقہ پنجاب و کوہستان شمالی پنجاب میں جو اکثر مسلمان بزرگوں کے مقبرے اور مسجدیں اور ہندوؤں کے مندر و پرستشگاہیں ہیں انکا حال بیان نہیں ہوا اسلئے اس تقسیم میں کچھ مجمل طور پر اونکا ذکر اندراج پاتا ہے کشمیر کے پہاڑ میں اکثر چشمہ تالاب ہندوؤں کے تیرتھ ہیں اونکا حال بھی بر موقع اکثر تحریر ہو چکا ہے باقیماندہ اس حصہ میں ختم ہوگا ۔

مقبرہ مخدوم علی ہجویری گنج بخش لاہوری یہ مقبرہ متبرکہ لاہور میں سب مقبروں سے پہلے کا ہے ہندو و مسلمان انکے معتقد ہیں یہ حضرت علمداری شاہان غزنین میں غزنین سے لاہور میں آئے اور مدت تک سلسلہ تعلیم و تدریس و تلقین جاری رکھا سنہ ۴۶۵ ہجری میں حضرت نے وفات پائی اور یہاں مدفون ہوئے سرور از (۴۶۵) اور کاشف دین (۴۶۵) انکی تاریخ وفات ہے ماہ صفر میں حضرت کا عرس بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے سلسلہ حضرت کا جنیدیہ اور آپکے مرشد کا نام ابوالفضل بن حسن ختلی ہے خانقاہ باوہو

لال حسین حضرت لال حسین فرات کو نسلم لاہور خاص کے رہنے والے تھے انکے باپ کا نام کلس رای تھا جنے مسلمان ہو کر بافندگی کا کام سیکھا اونہون نے خورد سالی میں بھی شیخ بہلول دریائی قادری سے فیض پایا اور بیعت و تجدید رہنے لگے طریق آپکا ملامتیہ تھا اور لال پوشاک پہنتے تھے اسواسطے لال حسین مشہور ہوئے یا دھو ایک برہمنوں کا لڑکا خوبصورت شاہدرہ کے رہنے والا تھا حضرت کو اوسپر عاشقانہ نظر ہو گئی تو وہ بھی مسلمان ہو کر کمال کو پہونچا اور

حضرت کی وفات کے بعد وہی خلیفہ و جانشین ہوا لال حسین ۱۰۰۸ھ میں عہد سلطنت اکبر شاہ فوت ہوئے اور
شاہدرہ کے متصل دفنائے گئے اتفاقاً وہ مکان دریا کی طغیانی سے غرق ہو گیا تو بارہ برس کے بعد نعش
وہاں سے نکالی اور یہاں رکھی گئی شیخ مادھو ہنتالیس برس بعد لال حسین کے فوت ہونے سے بسال ۱۰۵۵ھ
شاہجہان بادشاہ کے وقت فوت ہوئے اور پہلو بہ پہلو اپنے مرشد کے دفنائے گئے اس مزار پر میلہ چراغاں
اور بسنت پنچمی کا ہر سال دو مرتبہ بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے **مقبرہ میران محمد شاہ موج دریا**
بخاری یہ حضرت سید بخاری اچی سید جلال الدین مخدوم جہانیان جہان گشت کی اولاد میں
اچ سے لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئے اکبر بادشاہ کو انکی نسبت بڑا اعتقاد تھا اسواسطے اوسنے ایک لاکھ
روپیہ کی جاگیر حضرت کو ضلع بٹالہ اور لاہور میں جسکی آمدنی حضرت کے لنگر خانہ میں صرف ہوتی تھی حضرت کے
دو صاحبزادے سید صفی الدین و سید شہاب الدین تھے جنکی اولاد لاہور و بٹالہ میں رہتی ہے تیسرے صاحبزادے
سجاد الدین لاولد گئے سلسلہ انکا سہروردیہ تھا مقبرہ حضرت کا ان کے حیات میں بحکم اکبر بادشاہ بنایا
گیا جب حضرت نے سال ۱۰۱۲ھ ہجری میں وفات پائی تو یہاں مدفون ہوئے ہر سال یہاں عرس حضرت کا
ہوتا ہے اور اعتقادمند لوگ حاضر ہوتے ہیں خواجہ محمد شاہ حضرت کی تاریخ وفات ہے ۱۰۱۲ **مقبرہ شاہ**
چراغ گیلانی لاہور کے مزارات میں یہ مقبرہ بھی مشہور مکان ہے صاحب مقبرہ سید گیلانی [illegible]
اچی کی اولاد میں سے ہیں بزرگی اور ولایت اور کرامت حضرت کا ورثہ موروثی تھا ۱۰۶۵ھ میں حضرت نے
وفات پائی اور عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ کے حکم سے یہ مقبرہ تعمیر ہوا **مقبرہ شاہ ابو اسحاق**
قادری یہ مقبرہ لاہور کے باہر متصل [illegible] مزنگ کے بڑا عالیشان بنا ہوا ہے یہ حضرت شیخ داود
کرمانی کے خلیفہ تھے جنکا مقبرہ شیر گڑھ میں مشہور ہے ۹۸۵ھ میں حضرت نے وفات پائی اور یہاں مدفون ہوئے
پانچویں محرم کو حضرت کا عرس ہوتا ہے مقبرہ کے پاس ایک مسجد بھی قدیمی بنی ہوئی موجود ہے **مقبرہ شیخ**
موسی سہروردی یہ مقبرہ شہر لاہور کے باہر قلعہ گوجر سنگھ کے پاس [illegible]
موجود ہے صاحب مقبرہ سلسلہ سہروردیہ میں خلیفہ قطب العالم شیخ عبد الجلیل چوہڑ کے مرید تھے ۹۳۵ھ میں حضرت نے
وفات پائی اور مقبرہ سلطان ابراہیم لودھی کے حکم سے تعمیر ہوا اور کچھ عمارت روضہ کے حضرت کی [illegible]
بھی تعمیر ہو چکی تھی یہ حضرت اگرچہ ذات کے لوہار تھے مگر بڑے بزرگ ولی باوقار تھے **مقبرہ شیخ**
عبد الجلیل چوہڑ قریشی سہروردی یہ مقبرہ باہر [illegible]
شیخ موسی کے مقبرہ کے اندر ہے یہ حضرت صاحب مقبرہ سہروردیہ خاندان میں [illegible]
میں شیخ ابو الفتح اپنے باپ سے انہوں نے ولایت حاصل کر کے قطب العالم کا خطاب پایا سلطان بہلول [illegible]

کی دختر کے ساتھ حضرت کی شادی ہوئی سنہ ۹۱۰ھ میں فوت ہو کر یہیں مدفون ہوئی شیخ با فضل آپ کی تاریخ
وفات ہے اولاد آپ کی اب تک موضع رتہ میں رہتی ہے جو قریشی ہاشمی کہلاتے ہیں **مقبرہ شاہ
ابو المعالی قادری کرمانی** یہ مقبرہ لاہور کے باہر بڑا متبرک و مشہور مکان ہے عمارت
بھی روضہ کی بڑی عالیشان ہے صاحب مقبرہ شیخ داؤد کرمانی شیرگڈھی کے مرید و خلیفہ و ہمشیرہ زادی تھے
اونکی حکم سے یہ لاہور میں آئے اور فیض جاری کیا اور یہیں سنہ ۱۰۲۴ھ میں وفات پائی سال بھر میں
تین میلے یہاں ہوتے ہیں ایک حضرت کے وفات کے دن ماہ ربیع الثانی اور دو نو عید دن کے روز مرید
اس خاندان کے اب تک ہزاروں ہیں اور اولاد حضرت کی بھی لاہور میں رہتی ہے **مقبرہ شاہ
محمد غوث قادری گیلانی** یہ مقبرہ لاہور کے باہر دہلی و اکبری دروازہ کے درمیان
ایک پر فیض مکان ہے صاحب مزار سید گیلانی سید حسن شاہ قادری کے فرزند دلبند تھے بہت بزرگوں سے
انھوں نے فیض پایا اپنے باپ سے بھی نعمت باطنی حاصل کی سنہ ۱۱۵۲ھ میں حضرت نے وفات پائی اور یہاں
مدفون ہوئے پہلا مکان اور چار دیواری وسیع نونہال سنگھ رنجیت سنگھ کے پوتے نے مسمار کرا دیا تھا
اور کل درخت موجودہ کٹوا دیئے تھے ہنوز خاص مزار کا چبوترہ گرنے نہیں پایا تھا کہ اوسی روز نونہال سنگھ
قلعہ کی دیوار کے نیچے گر کے سر پھٹ گیا او سکے مرتے ہی یہ متبرک مکان مسلمانوں نے دوبارہ تعمیر کرایا
اور درخت بھی جو کٹ گئے تھے دوبارہ خود بخود سرسبز ہو گئے تاج ہمت حضرت کی تاریخ وفات ہے۔ **مقبرہ شاہ بلاول قادری** یہ مقبرہ لاہور سے شرق کی طرف دو کوس کے فاصلہ پر
واقع ہے صاحب مقبرہ سید حسینی سید شمس الدین لاہوری کے خلیفہ تھے شاہجہان بادشاہ انکا بڑا معتقد تھا
سنہ ۱۰۴۶ھ میں حضرت نے وفات پائی اور دریائے راوی کے کنارے مدفون ہوئے شاہجہان بادشاہ نے وہاں
بڑا عالیشان مقبرہ بنایا مگر رنجیت سنگھ کے وقت دریا حضرت کے روضہ تک آپہونچا تو صندوق حضرت کا
وہاں سے نکلوایا گیا اور یہاں ابھی وہاں مدفون ہو کر پختہ مزار بنوایا گیا ہر سال ۲۰ ماہ شعبان یہاں
میلہ ہوتا ہے مقبول حق سرشت آپ کی تاریخ وفات ہے **مقبرہ شیخ محمد طاہر لاہوری
قادری** یہ مزار سید انوار سو غضم مزنگ کے پاس لاہور سے ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر موجود ہے ایک
عجیب پر فیض مکان ہے صاحب مقبرہ سلسلہ قادریہ میں شاہ اسکندر بن شاہ کمال کیتہلی کے مرید و خلیفہ تھے اونکی
حکم سے لاہور آئے اور رشد و تلقین جاری کی سنہ ۱۰۴۰ھ میں حضرت نے وفات پائی اور یہاں مدفون ہوئے
سنہ ۱۰۴۰ھ کے لفظ سے انکی تاریخ وفات حاصل ہوتی ہے ان کے خاندان کی گدی اب تک قصبہ بٹالہ میں موجود ہے
اور یہ حسین شاہ وہاں کے گدی نشین ہیں **مقبرہ میاں میر بالا پیر قادری لاہوری**

یہہ مقبرہ لاہور سے تین میل کے فاصلہ پر سمت جنوب مشرق واقع ہے صاحب مقبرہ بڑے بزرگ ولی عالم فاضل صاحب سلسلہ قادریہ میں مرید شیخ خضر سیوستانی کے تہے ساٹھہ سال اپنی عمر کے اونھوں نے لاہور میں گذارے شاہجہان بادشاہ اور اوسکا بیٹا دارا شکوہ حضرت کا بڑا معتقد تہا بلکہ جب حضرت ۱۰۴۵ھ میں فوت ہوئے تو مقبرہ کی عمارت باوجود دارا شکوہ کے حکم سے تعمیر ہوئی انکی خاندان میں بڑے بڑے بزرگ وعالم وموحد ہو گذرے ہیں اور فیض سلسلہ کا اب تک جاری ہے معتقدان تحقیق انکی تاریخ وفات ہی پر سوین وزسالینہ عرس حضرت کا بڑی دہوم دہام سے ہوتا ہے اور عمارت مقبرہ ایسی عالیشان بنی ہے کہ سبحان اللہ دیکہنے سے روح خوش ہوتی ہے۔

مقبرہ ملا شاہ قادری یہہ مقبرہ میان میر بالا پیر کے مقبرے کے پاس ہے اور چار دیواری اسکے چار دیواری پختہ بطور قلعہ کے بنی ہے جسکے اندر پہلے باغ تہا اور اب موضع میان میر آباد ہے صاحب مقبرہ میان میر صاحب کے خلیفہ اور شہزادہ دارا شکوہ کے پیر تہے انکی حین حیات دارا شکوہ نے لاکہون روپیہ کے تیاری کی یہہ عمارت بنوائی ۱۰۷۲ھ میں یہہ حضرت فوت ہوکر یہان دفنائے گئے اسلامیہ سلطنت کے اخیر تک یہہ مکان آراستہ رہا جب سکہ کی عملداری ہوئی تو اونہون کل پتہر اس مقبرہ کے اوکہڑوا لئے اور مکان ویران کر دیا بعد چندے اوسی چار دیواری میں زمینداروں نے آبادی کر لی

مزارات بی بی پاک دامنان یہہ مزارات لاہور سے جنوب مشرق کو بفاصلہ ڈیڑہ میل واقع ہیں صاحب مزارات مستورات اہل بیت نبوی سے مشہور ہیں اسامی گرامی اونکی بی بی حاج و بی بی تاج و بی بی نور و بی بی حور و بی بی گوہر و بی بی شہباز ہیں یہہ مکان ایسا پرفیض و پربرکت ہے کہ لاکہون ولیون کو فیض یہان حاصل ہوئی اگرچہ مفصل حال انکا کسی کتاب سے دریافت نہیں ہوتا کہ آیا یہہ بی بیان کب اور کہان سے یہان آئیں تہین مگر اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جب سنہ ۴۳۱ھ میں پیر علی مخدوم گنج بخش ہجویری لاہور میں آئے تو اونکو انکی اول یہہ مزارات بنے ہوئے تہین اور حضرت بابرہنہ یہان آکر زیارت سے مشرف ہوتے تہے بادشاہون کے وقت یہان بڑی بڑی عمارتین بنی تہین جو اب اکثر منہدم ہوگئین اور کچہہ باقی ہیں

مقبرہ حضرت ایشان یہہ مقبرہ بڑی بلند عمارت کا لاہور سے مشرق کو بفاصلہ دو میل واقع ہے صاحب مقبرہ کا نام خواجہ خاوند محمود تہا اور نقشبندیہ خاندان میں بڑے بزرگ وعالم و ولی تہے نسب آپکا سینہ بسینہ ہے اور شجرہ انساب خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند سے ملتا ہے پہلے یہہ بخارا میں رہتے تہے وہان سے کشمیر آئے کشمیر سے شاہجہان بادشاہ نے انکو لاہور بلوالیا سنہ ۱۰۵۲ھ میں وفات پائی پہلے مقبرہ وحنہ محمد شاہی خاندوران بنوایا پہر زکریا خان بہادر نے یہہ عالی عمارت تعمیر کی اولاد انکی اب تک کشمیر میں موجود ہے۔

مزار سید جہولن شاہ المشہور گہوڑے شاہ بخاری یہہ مزار لاہور کے

مشہور مزار دن میں ہی یہ صاحب مزار سید عثمان جھولہ بخاری کے پوتے تھے انکی مزار قلعہ لاہور کے اندر موجود
ہی ولایت مادرزاد انکو حاصل تھی اور بعمر خوردسالی حضرت کو مٹی کے گھوڑے دن سے بڑی الفت تھی جو شخص
اہل حاجت مٹی کا گھوڑا لیکر انکی خدمت میں آتا فی الفور مراد پاتا جب یہہ خبر حضرت کے باپ کو ہوئی تو وہ
انکشاف و اظہار کرامت سے بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اگر تو ایسا ہی خداوند تعالیٰ کے راز کو ظاہر کرتا ہی
تو ابھی مر جائے تو حضرت اوسیوقت بعمر دہ سالہ فوت ہو گئے اوس وقت سے آجتک یہہ کرامت حضرت کی ظاہر
ہی کہ جو اہل حاجت مزار پر آکر مٹی کا گھوڑا چڑہاتے اپنی مراد پاتے لاکھوں گھوڑے مٹی کے حضرت کے مزار پر رکھے ہیں اور
سنہ [illegible] میں حضرت کی وفات بعہد اکبر شاہ وقوع میں آئی سلسلہ آپکا سہروردیہ اور اصلی وطن قصبہ اُچ
متعلقہ اداوچ [illegible] اول اُچ سے لاہور کو آئے چونکہ اونکی بازو میں جھولہ یعنی رعشہ کا اثر تھا اسواسطے جھولہ بخاری
مشہور تھے اونکی اولاد اب بھی لاہور میں موجود ہی **مزار شیخ محمد اسماعیل المشہور میاں**
وڈا یہہ مزار بیرون شہر لاہور کی طرف بفاصلہ تین میل کے ہی صاحب مزار بڑے بزرگ عالم صاحب
کرامت تھے سہروردیہ سلسلہ کے پیر تھے حضرت کے وقت سے آجتک برابر یہان قرآن کا درس پڑہایا جاتا ہے
اب بھی دو دو [illegible] درویش نابینا و بینا اس خانقاہ کے درس میں قرآن پڑہتے ہین اور سب کے واسطے
دو وقت کا کھانا اور کپڑا حافظ احمد دین سجادہ نشین دیتے ہین بلکہ خانقاہ کے درویشون کے سوائے بھی کوئی
اور مسکین یا مسافر آجاتا ہے تو کھانا پاتا ہی حضرت میان [illegible] ہجری بعہد عالمگیری مین فوت ہوئے اور
مسجد و چار دیواری بھی قدیمی بنی ہوئی تھی مگر رنجیت سنگھ کی سلطنت اور ہیرا سنگھ کی وزارت کے وقت جب
سوچیت سنگھ ہیرا سنگھ کا چچا بامید حصول وزارت لاہور آیا تو یہان آکر اترا ہیرا سنگھ نے سکھی فوج اور توپین
اوسکے مارنے کو لاہور سے بہیجین فوج نے آکر خانقاہ کا مکان گھیر لیا اور توپین چلانی شروع کین اوسوقت
کی چار دیواری توپون کے گولون سے مسمار ہو گئی اور درویش بھی بہت مارے گئے سوچیت سنگھ کے قتل ہونے
[illegible] **مقبرہ سید جان محمد حضوری** یہہ مقبرہ لاہور سے آدہ میل سمت
[illegible] بیرون مکان ہی عمارت بھی پختہ وعالیشان ہی صاحب مقبرہ سید حسینی قادریہ خاندان کے
[illegible] سنہ [illegible] میں بعہد عالمگیر بادشاہ فوت ہوئے **مسجد وزیرخان** شہر لاہور کی حصار کے
اندر ہی ایک عالیشان مسجد شاہجہانی عہد کی بنی ہوئی ہی بانی اسکا نواب علم الدین وزیرخان صوبہ لاہور تھا جو پہلی
طبابت کا کام کرتا تھا اور پھر مقرب بارگاہ شاہجہانی ہوکر لاہور کا صوبہ بنا عمارت اس مسجد کی خشتی کاشی کاری اور
[illegible] پنجاب کے ملک میں اور کوئی خشتی عمارت اسکے ثانی نہین ہی اور کاشی کا رنگ ایسا روشن اور
[illegible] ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا آج ہی [illegible] عمارت [illegible]

بہت وسیع اور بیچ میں حوض فوارہ دار ہے چار گوشوں پر چار مینار بہت بلند و عالیشان ہیں صحن کے اندر مزار پر انوار سید اسحاق گاذرونی
زیارتگاہ خلق ہے یہہ حضرت بڑے بزرگ ولی صاحب کرامت و خوارق تھے ہندو مسلمان خاص و عام انکے معتقد تھے میران بادشاہ
حضرت کا خطاب ہے ۷۸۶ھ میں حضرت نے وفات پائی اور یہان مدفون ہوئے جب شاہجہانی عہد آیا اور نواب وزیرخان نے
اس مسجد کی بنیاد رکھی تو مزار حضرت کا مسجد کے صحن میں آگیا جو اب تہ خانہ میں موجود ہے اس مسجد کے باہر بتیس دروازے ہیں اور بیچ میں
صحافوں اور جلدگرون کے واسطے دوکانیں بنی ہیں تحویل دروازہ شرقی مسجد کے اوپر تاریخ بنا اس مسجد کی یہہ لکہی ہے
تاریخ این بنا چو پرسیدم از خرد ٭ گفتا بگو کہ بانی مسجد وزیرخان ٭ ۱۰۵۴ھ جب نواب وزیرخان اس مسجد کو تعمیر کر چکا تو تولیت
اوسکی سید غلام محمد کو دی پہر اسکا بہائی مولوی محمد حنیف کو حوالہ کی وہ فوت ہوگیا تو حافظ محمد صدیق جو ایک فاضل اجل
تہا امام بنا اس بزرگ نے کتابیں بہت تصنیف کی ہیں چنانچہ کتاب مسالک الدرر فی نقط بجواب تفسیر بے نقط فیضی کے لکہی علاوہ
اسکے کتاب توضیح السنت و تفضیح البدعت و ازالۃ الفسادات فی مناقب السادات و تبییض الرق و مدارس الاسلام
تحریر کین جو اب تک انکی یادگار موجود ہین ۱۱۹۳ھ میں فوت ہوگیا اوسکے بعد حافظ غلام محمد المشہور گامی
امام ہوا یہہ فقیر بہی تہا اور شیخ عبداللہ شاہ بلوچ کا مرید تہا اسنے کتاب گنج مخفی منظوم لکہی اور ۱۲۱۴ھ میں فوت ہوا
پہر حافظ الہ بخش اوسکا بیٹا امام بنا یہہ بزرگ واعظ صاحب کمال تہا سنہ ۱۲۷۴ھ میں فوت ہوگیا اور حافظ محمد اسکا
بیٹا اب امامت کرتا ہے اور چار دوکان کا کرایہ مسجد کے دوکانون میں سے کہاتا ہے تولیت مسجد میں اب
میرزا انور علی کے ہے جو نواب وزیرخان کی اولاد کہلاتا ہے مسجد طلائی یہہ ایک عجیب خوشنما مسجد
شہر لاہور کے اندر ہے جسکو ۱۱۶۳ھ میں نواب سید بہکاری خان نے معین الملک صوبہ لاہور کے نائب نے
تعمیر کیا چونکہ تین بڑے گنبد و چہوٹی گنبدیان اس مسجد کے طلائی زرنگار ہیں اسواسطے سنہری مسجد مشہور ہے اس مسجد کا
بانی قوم کا سید سید میران بہیکہ چشتی کا مرید تہا چونکہ جوان خوبصورت و جمیل تہا میر معین الملک کے مرنے کے
بعد اوسکی عورت مراد بیگم اسپر عاشق ہوگئی اور وصل کی آرزو کی جب اسنے نا مانا تو اوس عورت نے
نے اسپر نمک حلال دیانتدار اسکو قتل و شہید کرا دیا بادشاہی مسجد یہہ مسجد لاہور کے
قلعہ کے غربی طرف بڑی عالیشان و وسیع سرخ پتہر کی عمارت سے بنی ہے اورنگزیب عالمگیر بادشاہ باہتمام
فدائی خان کوکہ تعمیر ہوئی تہی تینون بڑے گنبد اور چارون مینارون کے گنبد اسکے سنگ مرمر کے بنائے گئے تہے سوا
مینارون کے چارون گنبد مسمار ہوگئے اور تین گنبد مسجد کے اوپر کے بہت بلند موجود ہین عمارت اس مسجد
کی اس پختگی کے ساتہہ بنائی گئی ہے کہ ہزارون برسون تک جنبش نہ کہائے مگر جب رنجیت سنگہ کے حکم سے اوپر
توپخانہ گولہ و بارود و فوج رہنے لگی تو فرش اوکہڑ گیا اور سکہہ شہر کے سلاطین بہت اتار کر لیگئے مینارون
کے گنبدون کا سنگ مرمر رنجیت سنگہ نے اوکہڑوالیا اور چارون مینارون کو بے گنبد کر دیا اسکی سلطنت

کے زوال کے بعد اب سرکار انگریزی نے یہہ مسجد مسلمانون کے حوالی کر دی ہی اور عیدین و جمعہ کو مسلمان
اسمین نماز پڑھتی ہین شرقی دروازہ کے اوپر تاریخ اختتام اس عمارت کی کندہ تحریر ہی **زیارات**
عالیات یہہ زیارات عالیات خاص لاہور مین دو مقام پر رکھی ہین ایک تو قلعہ لاہور کے اندر
بحفاظت سرکاری دوسری خاندان فقیر عزیز الدین و نور الدین مرحوم و مغفور کے قبضہ مین رکھی ہین اصلی
حال ان زیارات کا بادشاہی اسناد کے بموجب ایسا ثابت ہوتا ہی کہ جب امیر تیمور گورگان صاحب قران نے
بسال [illegible] ہجری عرب کے ملک پر یورش کی اور شہر دمشق کا محاصرہ کر لیا تو وہان شہر کے علما و فضلا و مشائخ
کرام بہت سی تحایف و تبرکات لیکر امیر کے خدمت مین حاضر ہوئے اور امان حاصل کی کچھہ تو تبرکات اسوقت
امیر تیمور کو ملی اور باقیماندہ زیارات و آثار عالیات لیکر سہیل سلطان قسطنطنیہ کا شہزادہ بحضور امیر حاضر
ہوا اور یہہ تمام زیارات تیموری خاندان مین آگئین آخر جب بابر شاہ دہلی آیا تو وہ ان زیارات کو ساتھ
لایا اور مدتون برابر یہہ دہلی مین رہی اور شاہان چغتائی پشت بپشت ان پر قابض چلی آئی احمد شاہ محمد شاہ
کے بیٹے کے وقت جب دہلی کی سلطنت کمزور ہوگئی اور احمد شاہ درانی نے کابل سے آکر دہلی پر فتح پائی تو
وہ مغلانی بیگم احمد شاہ کی بہن اور محمد شاہ کی بیٹی کی شادی اپنے بیٹے تیمور کے ساتھہ کر کے مغلانی بیگم کو کابل لے گیا
کابل مین جا کر مغلانی بیگم بیمار ہوگئی اور اوسکی والدہ ملکہ زمانی محمد شاہ بادشاہ کی عورت اپنی بیٹی کی تیمارداری
کے واسطے کابل کے سمت کو دہلی سے روانہ ہوئی اوسوقت ملکہ کے ساتھہ بہت مال نقد و زیور و اسباب تھا اور
کل زیارات بھی دستور روانگی کے وقت اپنی ساتھہ لے لین تھین کیونکہ اوسکا ارادہ تھا کہ پھر دہلی کی طرف
نہ آوے اور جب تک زندہ رہے اپنی بیٹی مغلانی بیگم کے پاس رہے جب ملکہ زمانی بصد حیرت و پریشانی قلعہ سیالکوٹ
کے متصل پہونچی تو سکھان کفن دزد نے کل مال و اموال ملکہ کا غارت کر لیا اور ان زیارات کو ناکارہ مال
تصور کر کے چھوڑ گئے بعد اس حیرانی کے ملکہ زمانی راجہ رنجیت دیو والی جمون کے پاس گئی اور چاہا کہ وہان سے
سامان درست کر کے کابل کو روانہ ہو اتنے مین وہان ملکہ کو بیٹی کے مرجانے اور نعش کے سندھ کے طرف روانہ
ہونے کی خبر پہونچی اور وہ چندے جمون مین ٹھہری رہی جب نعش مغلانی بیگم کی معہ اوسکے کل مال و اموال
و جہیز کے سیالکوٹ آئی تو گوجر سنگہ وغیرہ سکھون نے ملکہ و مردہ کا مال بھی لوٹ لیا اور مردہ کے پاس سوا اوسکے
کفن کے باقی نہ چھوڑا جب نعش جمون مین گئی تو ملکہ زمانی بسبب کم خرچی اور بے سامانی کے سخت حیرانی مین تھی اور
رنجیت دیو نے بھی ہر چند چاہا کہ ملکہ راستہ کا خرچ مجھہ سے لین مگر منظور نہوا آخر اوسنے ان زیارات کو بعوض اپنی
روپیہ کے ایک سوداگر کے پاس گرو رکھا اور روپیہ لیکر بحفاظت فوج راجہ جمون کے بہار پہنچی اور ترہی جب
قصبہ چنیوٹ کے پاس آئی تو شاہ محمد رضا حاکم چنیوٹ و چودھری حبیب حاکم رسول نگر سعد شیخ سوہدرا و غلام محمد گوجرانوالہ

خود رسال اپنے کے ملک کی خدمت مین حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ حضرت ملک وہ زیارات عالیات ہمکو بخش دین
بلکہ زبانی براہ مہربانی پچیس ہزار روپیہ بدیہ سوای زر رہن کے لینا کرکے اسبات پر راضی ہوئے اور روپیہ لیکر سند
عطایات بمہر خود اونکو لکھدی اور اجازت دی کہ وہ اسی ہزار روپیہ مرتہن کو دیکر زیارتین لے لین پس
شاہ محمد رضا و غلام محمد نے کل زیارات حاصل کرکے آپسمین بنصف نصف تقسیم کرلین اور اب وہی تقسیم کی
ہوئی زیارتین دو مقام پر رکھی ہین جنکا حال علیحدہ علیحدہ تحریر ہوتا ہے اول حصہ میں جو حاکم رسول نگر کا تھا
حال یہ ہے کہ یہہ زیارتین اوسکی حصہ کی بمقام رسول نگر پیر محمد کے قبضہ مین رہین اوسکے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا
غلام محمد قابض ہوا اوسکی وقت ۱۸۰۰ء مین جب رنجیت سنگھ کے باپ مہان سنگھ نے قسم اوٹھا کر غلام محمد کو
قید کرلیا اور اوسکی کل ملک پر قابض ہوا تو صرف موضع [illegible] اوسکی گذارہ کیواسطے بحال رکھا تو غلام محمد
اپنی عیال و اطفال و زیارات کو لیکر موضع [illegible] چلا گیا مگر مہان سنگھ نے وہان بھی اوسکو چین نہ دیا اور تھوڑے
ہی مدت کے بعد [illegible] بھی اوس سے لیکر زیارات بھی چھین لین یہہ زیارات گوجرانوالہ کے قلعہ مین لاکر
رکھی گئین مہان سنگھ کے مرنے کے بعد ۱۷۹۲ء مین جب شاہ زمان درانی کابل سے آیا تو رنجیت سنگھ نے خوف
کے مارے اچھا اچھا مال و اسباب و یہہ زیارتین گوجرانوالہ سے اپنی ساس سدا کنور کے پاس قلعہ کیریان بھیجدین
وہان یہہ تبرکات ایک بالاخانہ مین رکھی گئی اتفاقاً اوس قلعہ مین ایک مرتبہ آگ لگ گئی اور تمام قلعہ
جل گیا مگر جس بالاخانہ مین یہہ تبرکات تھے اور اوسکے نیچے منزل مین بارود بھرا ہوا تھا آگ وہان تک پہونچکر
خود بخود منطفی ہوگئی اسپر [illegible] سدا کنور کو ان زیارات کی نسبت نہایت اعتقاد پیدا ہوا اور رنجیت سنگھ
باوجودیکہ چند بار انکی لینے کے واسطے [illegible] ہوا مگر اوسنی نہ دین جب سخت تاکید ہوئی تو اوسنی یہہ زیارات قلعہ
کیریان سے نکالکر قلعہ چوندہ کو بھیجدین آخر جب کل ملک سدا کنور کا رنجیت سنگھ نے چھین لیا تو اوسنی یہہ زیارات
شیر سنگھ اپنی [illegible] رنجیت سنگھ کے بیٹے کو دیدین اور وہ اپنے قتل کے دن تک اپنے پاس رکھتا رہا جب وہ مارا گیا
تو راجہ ہیرا سنگھ وزیر نے یہہ زیارت اپنی حویلی مین رکھین وہان جو کوئی ایسی بے احتیاطی ہوئی تو جسقدر
موی مبارک نلکیون مین تھے وہ سب گم ہوگئی اور نلکیان خالی رہگئین جب ہیرا سنگھ مارا گیا تو سردار جواہر سنگھ
وزیر نے یہہ زیارات ہیرا سنگھ کے حویلی سی نکالکر قلعہ لاہور مین رکھین کہ اب تک قلعہ مین موجود ہین دوسرا
حصہ ان زیارات کا جو شاہ محمد رضا حاکم چنیوٹ کے پاس تھا اوسکا یہہ حال ہے کہ شاہ محمد رضا تا حین حیات اونکے
قابض رہا بعد [illegible] شیخ فضل الٰہی و شیخ جیون کے قبضہ مین آئین اور کسی وقت مین بحکم رنجیت سنگھ
فقیر نورالدین مرحوم چنیوٹ کی تسخیر کیواسطے مامور ہوا اونھون نے اطاعت قبول کی اور حکومت سے دستبردار
ہوئی اوسوقت یہہ کل زیارات فقیر صاحب مرحوم نے شیخ جیون و فضل الٰہی سی چند مرتبہ کرکے خرید لین اور [illegible]

دست آویزی لکھا الین **تفصیل زیارات موجودہ قلعہ لاہور** ان زیارات عالیات مین
اٹھارہ تو متعلق بحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہین اول عمامہ مقدس سبز رنگ معہ تاج دست مبارک سے
باندھا ہوا دوم جبہ مبارک سبز رنگ سوم دلق مبارک مخطوط سفید و سرخ چہارم پاجامہ سبز رنگ سفید پنجم نقش قدم
شریف پر سنگ سبز رنگ صندلی ششم نعل مبارک چرمی اقدر چہار دہ انگشت ہفتم عصای مبارک چوبی ڈیڑہ گز لمبا ہشتم
پرچم علم شریف سفید رنگ آمیزہ دار ایک اور زیارات متعلق بجناب علی المرتضی علیہ السلام تین ہین اول
پہلا سیپارہ قران شریف کا حضرت کے دستخطی بخط کوفی لکھا ہوا سفید کاغذ پر دوسری دستار مبارک معہ تاج حضرت
کے ہاتھ کی باندہی ہوئی تیسری تعویذ صدور صد خاص دستخطی جناب کا اور زیارات متعلق بفاطمۃ الزہرا کے
قیامت نسبت النبی علیہا السلام دو ہین اول ایک رومال جسپر حضرت بی بی صاحبہ کے ہاتھ کا چکن نکالا ہوا ہے
دوسری ایک جای نماز اوسپر بھی کشیدہ چکن کا ہے اور زیارات متعلق بجناب امام حسن علیہ السلام دو ہین
اول ایک سورہ یاسین و سورہ صافات دستخطی حضرت کے بخط کوفی لکہی ہوئی دوسری دستار مبارک حضرت کی
صندلی رنگ باندہی ہوئی اور تبرکات متعلق بسید الکونین امام حسین تین ہین اول تیسرا سیپارہ قران کا
حضرت کی دستخطی لکھا ہوا بخط کوفی و قلم ریاضی و کاغذ سفید دوسری دستار مبارک ایک ہاتھ کی بنی ہوئی صندلی
رنگ تیسری تاج مبارک صندلی رنگ ایک اور تبرکات متعلق بحضرت غوث الاعظم قطب العالم محی الدین
ابو محمد عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ تین ہین اول دستار ریشمی ابریشمی ہاتھ کی بنی ہوئی دوسری پٹکا
پارچہ قصب مصری کی ابریشمی نما تیسری جانماز دوہری جسکا ابرہ سرخ اور آستر زرد رنگ مایل بسرخی ہے
اور تبرک متعلق بطاؤس یمنی اویس قرنی صرف ایک دانت آنحضرت کا ڈبہ مین رکہا ہوا ہے اور تبرکات متفرق
سات عدد ہین اول ایک صندوقچہ جسمین موی مبارک کے نلیان خالی رکھی ہین دوسری بیت اللہ کے غلاف
کا ٹکڑا سبز رنگ سیاہ تیسری غلاف روضہ مطہرہ امام حسن و حسین علیہما السلام دو عدد چوتھی غلاف روضہ عالیہ حضرت
غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پانچوین خاک کربلا معلی خون آلودہ ایک ٹین مین چھٹی نقش نعلین سرور کونین علیہ الصلوۃ
والسلام پر کاغذ لکہنہ ساتوین غلاف کسی روضہ نامعلوم الاسم کا مجمل کل اونتیس زیارتین قلعہ لاہور مین بقبضہ
سرکار انگریزی علیحدہ مکان مین بحفاظت تمام بتحویل منشی غلام محمد صاحب تحویلدار رکہی ہین **تفصیل زیارات**

حصہ دوم جو فقیر صاحبون کے خاندان مین ہین ان کی زیارات عالیات
مین سے گیارہ زیارتین تو متعلق بسرور کاینات خلاصہ موجودات علیہم السلام والصلوۃ ہین اول موی مبارک
حضرت کا رنگ سیاہ دوم جبہ مبارک تیسری نقش پنجہ دست مبارک کالی پتھر پر بعمر خورد سالی نقش شدہ اسکے
وقت کا چوتھی تاج مبارک رنگ سیاہ پانچوین نعل چرمی ایک پاؤن جسکی ساتھہ کا دوسرا قلعہ کے زیارات مین

ہے چھٹی قدم مبارک پتھر پر ساتوین موی مبارک حنائی رنگ آٹھوین شانہ مبارک نوین الفی دسوین مسواک گیارھوین پانی پینیکا جام اور زیارت متعلق بخلیفہ عالی جناب عمر ابن الخطاب رضی اللہ صرف ایک تسبیح شریف ہے اور زیارات تعلق بعلی المرتضی علیہ السلام پانچ ہین اول موی مبارک دوسرے جبہ مبارک تیسری تاج مبارک چوتھی عصای مبارک پانچوین پنجہ مبارک پتھر پر اور زیارت متعلق بحضرت فاطمۃ الزہرا خاتون قیامت علیہا السلام صرف ایک ردای مبارک ہے اور تبرکات متعلق بجناب امام حسن علیہ السلام سات ہین اول موی مبارک دوسری کمربند تیسری زلف شریف چوتھی اوراق قرآن شریف حضرت کے دستخطی ہرن کے چمڑے پر پانچوین چھٹی دو زلفین حضرت کے ساتوین تمام وکمال قرآن شریف حضرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا اور زیارات متعلق بجناب امام حسین علیہ السلام چار ہین اول کمربند دوسرے زلفین مبارک تیسرے قرآن شریف کے اوراق ہرن کے چمڑے پر لکھی ہوئی چوتھی تسبیح اور زیارات متعلق بامام زین العابدین رضی اللہ عنہ دو ہین ایک قرآن شریف کے اوراق حضرت کے لکھے ہوئے دوسرے ذرہ علم مبارک حضرت عباس کا اور تبرکات متعلق بامام جعفر صادق رضی اللہ عنہ صرف ایک کتاب جامع جفر حضرت کے لکھی ہوئی موجود ہے اور تبرک متعلق بحضرات امام حسن حسین علیہما السلام دونو حضرات کی دو زلفین ہین جو یکجا رکھی ہین اور تبرکات متعلق بغوث الارض والسماوات محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ پانچ ہین اول حضرت کا موی مبارک دوم قرآن شریف حضرت کے ہاتھ کا لکھا بغدادی لکھا ہوا تیسری تسبیح چوتھی جانماز پانچوین پانی پینیکا کاسہ علاوہ ان کے متفرق زیارتین سات عدد ہین اول علم مبارک خاص کربلا کے جنگ کا دوسری تسبیح خاک شفا کی تیسری ایک ڈبہ خاک کربلا سے بھرا ہوا چوتھی ایک پتھر کہ جسپر سورہ انا فتحنا لکھی ہے پانچوین بیت اللہ کا غلاف چھٹا غلاف روضہ عالیہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ساتوین غلاف روضہ عالیہ امام حسن علیہ السلام اور یہ کل چھیالیس زیارات ٹری ایک عالیشان علیحدہ مکان مین جسکو دربار شریف کہتے ہین رکھی ہین اور حافظ وظیفہ خوار دائم قرآن و وظائف پڑھنے کے واسطے مامور ہین مکان عالیشان بنا ہوا ہے اور ہر ایک زیارت چاندی اور سونے اور پتھر قیمتی کے نلکیون مین بکمال حفاظت رکھی ہوئی ہین فقیر شمس الدین مرحوم ومغفور نے بکمال محبت اور شوق کے بہت سا روپیہ خرچ کرکے وہ چاندی سونے کے نلکیان بنوائی تھین خدا انکی اس سعی جمیلہ کا اجر عنایت مین بخشے

مزارات حجرہ شاہ محمد مقیم یہ خاندان سادات گیلانی قادریہ سلسلہ کا قدیم سے متبرک چلا آیا ہے سب سے پہلے سید بہاول شیر قادری یہان آئے اور قیام کیا اور ۹۷۳ھ مین فوت ہوگئے پھر اونکے پوتے سید محمد مقیم محکم الدین قادری صاحب ولایت اہل خوارق وکرامات پیدا ہوئے جنہون نے حضرت غیاث المیر سے فیض پایا اور ۱۰۵۵ھ مین فوت ہوکر یہان مدفون ہوئے روضہ انکا یہان بنا یادگار

بنے ہوئے ہیں اب بھی اس خاندان کے ہزاروں مرید پنجاب میں ہیں اور سید بدر علی جانشین ہیں مقبرہ شیخ
داؤد بندگی شیر گڈہی یہہ متبرک مقبرہ بمقام شیر گڈہ ضلع منٹگمری بنا ہوا ہے یہہ دن روز میان بڑا میلا ہوتا ہے دور دور
خلقت زیارت کو آتی ہے صاحب مقبرہ سید کرمانی سلسلہ قادریہ میں ولی الثانی تھے سید حامد گیلانی سے اونہون نے
فقر کی نعمت پائی آخر ۹۸۲ھ ہجری میں فوت ہوکر یہان مدفون ہوئے روضہ حضرت کا اکبر بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوا اب بھی اس
خاندان کے مرید پنجاب میں بیشمار ہیں

روضہ عالیہ خواجہ فرید الدین گنجشکر چشتی

یہہ مقبرہ بمقام اجودہن المشہور پاک پتن ضلع منٹگمری نہایت عالیشان پرفیض مکان ہے صاحب مقبرہ
بڑے بزرگ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت ہوگذرے ہیں لاکھوں اولیاء اللہ نے اونسے فیض پایا ہے حضرت کے
پیر طریقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تھے جنکا مزار دہلی میں ہے پانچوین محرم ۶۶۴ھ میں حضرت نے وفات
پائی تھی ددیاضت و ار تاریخ وفات ہے ہرسوین روز محرم کے پانچوین یہان بڑی دہوم دہام سے میلہ ہوتا
اور ایک دروازہ روضہ کا جو سال بہر بند رہتا ہے اوس روز کہلتا ہے اوسکو لوگ بہشتی دروازہ کہتے ہیں
حضرت کے اوصاف سے کتابیں بھری ہوئی ہیں اور تواریخ میں انکے زہد و ریاضت کا مفصل حال لکہا ہے

مقبرہ خواجہ سلیمان چشتی

یہہ مقبرہ بمقام تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان ایک عالیشان متبرک مکان
ہے صاحب مقبرہ خاندان چشتیہ نظامیہ سلسلہ فخریہ میں خواجہ نور محمد چشتی کے خلیفہ تھے ۱۲۶۷ھ میں حضرت فوت
ہوکر یہان دفن ہوگئے اور صاحبزادہ اللہ بخش سجادہ نشین نے پچاس ہزار روپیہ خرچ کرکے یہہ مکان بنوایا۔
ہرسوین روز یہان بڑا میلہ ہوتا ہے اور دور دور سے لوگ جوق جوق زیارت کو آتے ہیں آغنب دین حضرت
کی تاریخ وفات ہے

روضہ سید احمد سخی سرور سلطان

ضلع ڈیرہ غازیخان
نگاہہ کے مقام پر یہہ ایک مقبرہ زیارتگاہ خاص و عام ہے صاحب مقبرہ سید حسینی سید زین العابدین کے فرزند تھے
حضرت غوث الاعظم وغیرہ بزرگوں سے اونہوں نے فیض پایا اور دور تک شہرت ہوئی دہونکل ضلع گوجرانوالہ
میں بھی حضرت کا چلہ ہے وہان بھی ہرسوین روز میلہ ہوتا ہے اس نگاہہ کے میلہ کی دہوم بھی قابل دید ہے کئی لاکہ
آدمی ہندو مسلمان سینکڑوں کوسوں سے قافلے باندہ کر آتے ہیں اور زیارت کرتے ہیں مفصل حال اسکا
موضع نگاہہ کے حال میں تحریر ہوچکا ہے وفات حضرت کی ۵۷۷ھ میں ہوئی اور حضرت اپنے خالہ زاد بہائیون
کے ہاتھ سے شہید ہوئے سید سراج الدین اپنی صاحبزادہ کے شہید ہوئے سرور ربانی اور قطب سرور حضرت کی تاریخ
وفات ہے

مقبرہ متبرکہ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی قریشی سہروردی

یہہ روضہ ملتان کے قلعہ کے اندر ہے صاحب مقبرہ ذات کے قریشی اسدی عالم فاضل اپنے وقت کے قطب
و غوث تھے شیخ شہاب الدین سہروردی بغدادی سے ہرادہ اونہوں نے فیض پایا اور ملتان کو مامور ہوئے ۶۶۶ھ

ہے میں حضرت نے وفات پائی عاشق صادق حضرت کی تاریخ وفات ہے شاہ رکن عالم انکی پوتی کا روضہ بھی ملتان میں مشہور ہے بندہ احقر غلام سرور جامع اوراق بھی حضرت کی اولاد سے ہے اور شجرۂ نسب بندہ کا حضرت کی صاحبزادی شیخ شہاب الدین سے ملتا ہے **مقبرہ سید شمس الدین قمر وینزی** یہہ مقبرہ ملتان کے مزارات میں بہت مشہور و معروف ہے صاحب روضہ قوم کے سید سلطان محمود غزنوی کے بہنوئی تھے انکی اولاد پنجاب میں بھی بکثرت رہتی ہے جو شمسی سید کہلاتے ہیں مرید بھی اونکے ہندو و مسلمان خوجے میراچی رذیل قوم بہت سے گروہ اور اونکے مرید سب کے سب شیعہ مذہب رکھتے ہیں ہندو بھی محرم کے عشرہ میں ماتم کے مجلسیں کرتے ہیں ۱۲۷۶ھ میں حضرت نے وفات پائی اور یہاں مدفون ہوئے **مزارات خاندان نقشبندیہ قصور** یہہ مزارات قصبہ قصور ضلع لاہور میں واقع ہیں مورث اعلی اس خاندان کے حضرت حافظ حاجی قاری عبد المالک تھے جنہوں نے علم ظاہری و باطنی میں بڑا رتبہ پایا اور حسب الناس ساکنان قصور ملک سندہ میں سے ہجرت کرکے قصور میں متوطن ہوئے ہیں بعدہ شیخ مرتضی نے اس خاندان میں بہت مرتبہ حاصل کیا ہزاروں آدمی انکو علم ظاہری میں شاگرد اور باطنی میں مرید تھے پھر حضرت بابا ہی بانی پشاور میں گئے اور وہاں رہکر لوگوں کو ہدایت کی وہ ۱۲۲۰ھ میں فوت ہوئے یہہ بزرگ حضرت حاجی قاری صاحب کے پوتے اور حضرت حاجی فتح علی چشتی سیالکوٹی کے جانشین و خلیفہ تھے چاروں طریق قادری چشتی و نقشبندیہ و سہروردی میں اونکو اجازت حاصل تھی اونکے بیٹے حضرت شیخ غلام محی الدین بن شیخ مرتضی بھی مرد یگانہ آفاق ہوئے علوم دینی و دنیاوی حسن صورت و سیرت و بذل و ایثار و ہدایت و ارشاد میں اونکا خاتم تحقیقی نہ تھا مراتب چشتی مذہب انکا حنفی اور سلسلہ نقشبندیہ میں وہ تھا کہ یہہ اپنے عم بزرگوار حافظ شیخ محمد کے مرید ہوئے جب وہ مر گئے تو دہلی میں جاکر حضرت سید غلام علیشاہ نقشبندی مجددی کے حاضر ہو کر تکمیل پائی یہہ سب حضرات قوم کے قریشی صدیقی تھے اور شجرہ نسب انکا حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول و جانشین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملتا ہے حضرت شیخ غلام محی الدین کی ولادت ۱۲۰۲ھ میں اور وفات ۱۲۷۰ھ میں واقع ہوئی اور قصور میں مدفون ہوئے ظاہر کرامات ان بزرگوں کے خاک پاک سے اب تک یہہ ظاہر ہے کہ جو تربت جو بنی حضرات کے مزارات کا ابتدا ہی شہر ہے میں ہرگز گرم نہیں ہوتا ہمیشہ سرد رہتا ہے شیخ غلام محی الدین کے فرزند دلبند شیخ عبد الرسول خدا کے مقبول عالم اعلم و فاضل افضل و کامل اکمل جامع شرافت و نجابت ہادی شریعت و طریقت و متقی تھے حضرت کی ذات بابرکات ایسی زمانہ میں کہ مردان خدا عنقا ہو ہیں غنیمت وقت تھی مولف کتاب بھی اونکی دیدار پر انوار سے مستفید ہوا ہے سبحان اللہ کیسے مرد خدا بزرگ تھے جنکی زیارت کرنیسے انسان کو خدا یاد آتا تھا جب وعظ کے منبر پر حضرت تشریف فرما ہوتے تھے اور نہ

اپنی کلام فیض التیام سے لوگونکو مستفیض فرماتے تھے تمام مجلس مین ایک سکتہ کا عالم ہوجاتا تھا گریہ زاری اسقدر اہل مجلس پر طاری ہوتی تھی کہ رو دیتے اور کئی لوگ بیہوش ہوجاتے تھے خود بھی حضرت کے آنسو وعظ کے وقت خشک نہیں ہوتے تھے اور ریش مبارک آنسوؤں کے پانی سے تر ہوجاتی تھی افسوس کہ یہہ بزرگ بھی اسی سال مین کہ ۱۲۹۴ ہجری سال طبع کتاب ہذا ہے اس جہان فانی سے گذر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون **مقبرہ سید جلال الدین مخدوم جہانیان اچی** یہہ روضہ اچ کے مقام ریاست بہاولپور کے متعلق بڑا متبرک مقام ہے صاحب مقبرہ سید بخاری سہروردیہ خاندان مین مرید شیخ ابو الفتح شاہ رکن عالم قریشی ملتانی کے مرید تھے [illegible] بھی سینکڑون مریدون سے انہون نے خلافت پائی اور تمام جہان مین دو مرتبہ سیر کی اور مخدوم جہانیان جہان گشت خطاب پایا انکے دادا شیخ جلال سرخ بخاری پہلے بخارا سے ملتان آئے اور ملتان سے اچ مین آکر سکونت پذیر ہوئے اس خاندان کے اور بھی مقبرے اچ مین ہین اور دوسری اچ گیلانیون مین سادات گیلانی کے روضے بنے ہوئے ہین غرضکہ پنجاب مین اس قصبہ کو سادات بخاری و گیلانی کا معدن و اصل سمجھنا چاہئے جو بخاری گیلانی عبد الوہابی سید ہین گیلانی تو حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی کی اولاد مین اور بخاری سید ہین وہ مخدوم جہانیان کے ساتھ اپنا شجرہ ملاتے ہین حضرت مخدوم نے ۷۸۵ھ مین وفات پائی مخدوم زمان انکی تاریخ وفات ہے **مقبرہ شاہ دولا دریائی** یہہ مشہور مقبرہ شہر گجرات مین ایک پرفیض مکان ہے صاحب مقبرہ سلسلہ چشتیہ و سہروردیہ مین شیخ صاحب کمال تھے فقر کی نعمت انہون نے شاہ سیدن سے پائی تھی لنگر آپکا جاری تھا عمارت کا آپکو اسقدر شوق تھا کہ بہت سے مکان اور پل اب تک انکے بنوائے ہوئے موجود ہین وفات حضرت کی ۱۰۸۵ ہجری مین ہوئی اور مشہور ہے کہ جو کوئی بے اولاد انکی مزار پر آکر حصول اولاد کیواسطے خدا کی جناب مین دعا مانگتا ہے قبول ہوتی ہے مگر اوسکی اولاد مین سے ایک لڑکی یا لڑکا مست و مجذوب چھوٹے سر اور بڑے کانون کا نسبتہ قد پیدا ہوتا ہے جسکو شاہ دولا کا چوہا کہتے ہین ماں باپ اوسکو مزار پر آکر چھوڑ جاتے ہین اور وہ وہان ہی رہتا ہے مجاور لوگ اوسکو ساتھ لیکر دیس بدیس بھیک مانگتے پھرتے ہین راقم کے نظر سے بھی شاہ دولا کے چوہے بہت گذرے ہین اور یہہ شہرت فی الحقیقت راست اور کرامت ولی کی برحق ہے خواجہ عشق حضرت کی تاریخ وفات ہے **مقبرہ شیخ بہلول دریائی قادری** یہہ مقبرہ ضلع گوجرانوالہ دریائے چناب کے کنارے پر واقع ہے صاحب مقبرہ بڑے بزرگ و ولی شاہ [illegible] کے مرید تھے اور سال [illegible] مین حضرت نے وفات پائی اور شیخ بہلول کے جلوے تاریخ وفات نکلتی ہے **مقبرہ شاہ لطیف بری قادری** یہہ ایک مشہور و معروف مقبرہ ضلع راولپنڈی مین بمقام نور پور شاہان واقع ہے ہر سال بڑے ہجوم سے یہان میلہ ہوتا ہے سات رات سات دن برابر مخلوق کا اژدہام رہتا ہے حضرت کے شیخ

حیات المیر حضرت غوث الاعظم کے پوتے مشہور ہین اور فیض آپکے فقر کا آجتک وہی زمین پر جاری ہے — **مقبرہ شاہ بدر گیلانی قادری** موضع دہستانیان(?) ضلع بٹالہ مین ہے ایک مقبرہ زیارتگاہ خلق ہے صاحب مقبرہ سید گیلانی عبد الرزاق ثانی مشہور ہین ہر برس یہان مزار پر بڑی دہوم دہام سے میلا ہوتا ہے اور دور دور سے لوگ زیارت کو آتی ہین **مقبرہ حضرت فاضل شاہ قادری** یہہ مقبرہ خاص قصبہ بٹالہ مین بڑی متبرک و پر فیض جگہہ ہے صاحب مقبرہ نے شیخ محمد فضل بٹالوی سے فیض پایا انکا سلسلہ شیخ ابو محمد کے واسطے سے شیخ محمد طاہر قادری لاہوری کو پہونچتا ہے حضرت کے وقت سے آجتک اس خانقاہ مین ظاہری باطنی علم کا درس پڑہایا جاتا ہے اور لنگر جاری ہے پیر حسین شاہ یہانکے سجادہ نشین ہین حضرت نے ۱۱۵۱ھ مین وفات پائی اور غم عام آپکی تاریخ وفات ہے **خانقاہ رتڑ چہتر** یہہ خانقاہ تمام ملک پنجاب بلکہ کل ہندوستان مین مشہور ہے سید امام علی گیلانی سامری نقشبندی مجددی یہان کے سجادہ نشین تھے سلسلہ انکا مجددیہ تھا لاکہون آدمی پنجاب مین انکے مرید ہوے اب وہ ۱۲۸۲ھ مین فوت ہوگئے اور صادق علیشاہ انکے صاحبزادہ باپ کے سجادہ پر قایم ہوے ہین اور لوگون کو سیدہا راستہ ہدایت کا دکھلاتے ہین مسافرون کو بیانسے دو وقتہ کہانا ملتا ہے اور فیض ظاہری و باطنی جاری ہے **مقبرہ شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی کابلی سرہندی** یہہ مقبرہ سرہند کو علاقہ ریاست پٹیالہ مین واقع ہے صاحب مقبرہ بڑے بزرگ عالم فاضل صاحب شریعت و طریقت تھے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ انہین سے شروع ہوا ہے حضرت نے فیض سلسلہ نقشبندیہ خواجہ باقی دہلوی اور قادریہ شاہ اسکندر کیتہلی سے پایا اور بیعت سلسلہ چشتیہ و سہروردی کے بخدمت شیخ عبد الاحد اپنے والد بزرگوار کے کی اور چارون سلسلون کے فیض کو ملاکر سلسلہ مجددیہ نام رکہا سنہ ۱۰۳۴ھ مین حضرت نے وفات پائی اور سرہند مین مدفون ہوئے اس سلسلہ مین بڑے بڑے مشہور بزرگ صاحب کمال ہوئے ہین اور حضرت اس طریق کے امام ہین **مقبرہ شاہ شیخ حمزہ کشمیری** یہہ مقبرہ روضہ کشمیر مین پہاڑ شیر کے پاس ہے اور سلسلہ سہروردیہ مین صاحب مقبرہ بڑے بزرگ و صاحب ارشاد ہوگذرے ہین مرشد انکے سید جمال الدین ابن سید عبد الوہاب بخاری دہلی مین رہتے تھے سنہ ۹۸۴ھ مین حضرت نے وفات پائی شیخ پاکان حضرت کی تاریخ وفات ہے اس سلسلہ مین اب بہی بہت سے اولیا بزرگ کشمیر وغیرہ مین صاحب ارشاد ہین چنانچہ ایک حضرت صاحب کمال سید منور علیشاہ نام لاہور مین بہی رہتے تھے فالکم کشف انکو ایسا منکشف تھا کہ حاجتمند کو اپنی حاجت کو عرض کرنے کی حاجت نہین پڑتی تھی وہ اگرچہ سنہ ۱۲۹۶ھ مین فوت ہوگئے مگر اب اونکا صاحبزادہ سید احمد شاہ جامع و متقی و عابد و زاہد اسرست لاہور مین موجود ہے **جامع مسجد کشمیر** حال اس مسجد کا حال کشمیر کے حال مین تحریر ہوچکا ہے **خانقاہ شاہ ہمدان** یہہ مکان لنکا(?)

وخانقاہ عالیجا کشمیر میں شاہ صاحب خانقاہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی جب کشمیر میں تشریف لائے تو سلطان قطب الدین
بادشاہ کشمیر اونکا مرید ہوا اسی مکان عالیشان اونہی حضرت کی رہنے کیواسطے تیار ہوکے زیارتگاہ ہوا یا اور حضرت جو
دوسری دفعہ کشمیر میں آئے تو یہان بھی رہتے رہے جب ۷۸۶ھ میں فوت ہوکر بمقام ختلان مدفون ہوئے تو اونکے
صاحبزادہ میر محمد علی ہمدانی یہان تشریف رکھتے رہے اور سلطان سکندر بت شکن اونکا مرید ہوا اب تک
یہہ پر فیض مکان موجود ہے اور حضرت کا خاص مقبرہ شہر ختلان میں زیارتگاہ بنا ہوا ہے اور تاریخ وفات
کی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے حاصل ہوتی ہے **مقبرہ شیخ نور الدین ولی کشمیری** یہہ مقبرہ
مشہور کشمیر میں ہے اور صاحب مقبرہ بڑے بزرگ ولی سلسلہ کبرویہ و سہروردیہ کے تھے میر محمد بن سید علی ہمدانی
سے اونھون نے فیض طریقت کا حاصل کیا ۸۴۲ھ میں وفات پائی شمس العارفین حضرت کی تاریخ وفات
ہے بابا نصیب الدین زین الدین انکے خلفا صاحب کمال مشہور ہیں **ہندوؤن کے پرستشگاہون
کا حال** واضح ہو کہ پنجاب کے ملک میں ہندوؤن کے قدیمی پرستشگاہیں بہت کم ہیں کیونکہ صدہا سال
تک مسلمان بادشاہون کی زور زیادتی اور تعصب بدرجۂ غایت رہی اور حتی الامکان کسی بادشاہ نے اونکی
انہدام اور بت شکنی میں فرق روا نہیں رکھا ہزارون بت خانہ اور سینکڑون مندر ہزارون برسون کے
پرانے اونکی حکم سے فی الفور مسمار ہوگئی ذکر اسکا سلطان محمود غزنوی و شاہان غوریہ و شاہ اورنگزیب عالمگیر
و سلطان سکندر بت شکن کے تاریخون میں مفصل درج ہے بعد ازان ہندوؤن نے بھی سکھون کے سلطنت کے
وقت میں عوض پورا کیا سینکڑون مسجدیں مقبرے مزاریں مسمار کرا کے مندر بنوائی ہزارون مقبرون کے پتھر اتروا کر
اپنی عبادتگاہون کے تعمیر میں صرف کئے قدیمی مندر ہندوؤن کے کہیں کہیں بچا رہ گئے جہان نشان اہل اسلام
کا بسبب صلح ہوجانے راجون کے قدم نہیں پہونچا موجود ہیں میدانی ملک میں جتنے معابد ہیں چغتائی
سلطنت کی بعد تعمیر ہوئے ہیں اب انہیں سے بعض بعض مشہورہ کا ذکر کیا جاتا ہے **مندر کالی**
یہہ مندر لاہور سے جنوب کی طرف بفاصلہ تین میل قصبہ نیازبیگ کے پاس ہے پہلے کچھی عمارت کا ایک چبوترہ تھا
رنجیت سنگھ کے وقت یہان گنبد بنوایا گیا اور پتھر کی مورت کالی دیوی کی رکھی گئی ہر سال چیت کے مہینے
میں یہان بڑا میلہ ہوتا ہے اور ہندو زن و مرد وہان جاکر رات دو دن رہتے ہیں **مندر وکٹی تہاڑہ**
یہہ مندر لاہور سے دو میل جنوب کی طرف موضع اچھرہ کے پاس ہے پہلے ایک کچی چبوترہ وہان بنا ہوا تھا سنہ ۱
سکہ شاہی میں ایک جوگی دمنی ناتھ نام یہان آبیٹھا اور امرای دربار لاہور سے تعارف کرکے یہہ عمارت
موجود بنوائی اور تالاب ہو جو دھولراج ناظم ملتان نے بنوایا تہا آٹھوین روز اتوار کے دن یہان میلہ ہوتا
اور ہندو دور دراز سے اکثر آتے ہیں **چھو بارہ گھڑگک** یہہ مندر عبادتگاہ ہندوؤنکا لاہور کے باہر

واقع ہی صاحب بند رجہانگیری وشاہجہانی عہد مین اچہا آدمی تارک الدنیا وخدا پرست تہا اوسکی مرنیکی بعد راکہہ اوسکی یہان رکہی گئی رنجیت سنگہ کے وقت سی پہلے یہہ چہوٹا سا کچا مکان بنا ہوا تہا رنجیت سنگہ نے پختہ عمارت سنگینہ پختہ کی یہان بنوادی سوموار او منگل کے روز ہر ہفتہ یہان میلہ اور سماع ہوتا ہی اور ہندؤن کی عورتین اور مرد جمع ہوکر سنتی ہین گورو ارجن کی سمادہ یہہ مکان قلعہ لاہور کے غرب کی طرف زیر دیوار موجود ہی اور گورو ارجن سکہون کے گورون مین سی پانچوان گورو تہا اور مقام لاہور چندو دیوان کے ہاتہہ سی قتل ہوا راکہہ اوسکی یہان رکہی گئی اور چبوترہ خشتی بنایا گیا رنجیت سنگہ کے وقت یہان بڑا بلند گنبد اور عالیشان مکان سنگین پختہ رکہا گیا اور پرستش شروع ہوئی رنجیت سنگہ کی سمادہ یہہ مکان رنجیت سنگہ کے مرنے کے بعد شیر سنگہ وغیرہ گدی نشینون نے بنوانا شروع کیا اور تجویز ہوئی کہ کل عمارت اسکی سنگ مرمر و سنگ سرخ مرصع کی بنوائی جاوی مگر اسکی انجام ہونے سی اول ہی سلطنت تو زوال آگیا اور باقی عمارت صرف خشتی تیار ہوئی رات دن یہان گرنتہہ پڑہا جاتا ہی بہائی لوگ اور فراش وغیرہ نوکر سرکار سی پنشن پاتی ہین [illegible] تیار ہوکر تقسیم ہوتا ہی کہڑک سنگہ و نونہال سنگہ کی سمادہ بہی اسی مکان کے اندر بنی ہوئی ہین — امرتسر مشہور پرستگاہ امرتسر سی پانچ کوس گوشہ شمال مغرب موجود ہی اور ایک بڑا تالاب بنا ہوا ہی [illegible] ہندؤن کا قول ہی کہ یہان راجہ رامچندر جی کا بیٹا آیا اور بہت [illegible] تالاب [illegible] بادشاہ ہوا [illegible] اوسکی [illegible] اجازت [illegible] لاہور [illegible] رنجیت سنگہ کے وقت اس مکان کی بڑی رونق ہوئی اور [illegible] بنوایا گیا [illegible] تالاب امرتسر [illegible] ترن تارن [illegible] تالاب [illegible] یہان [illegible] گورو نانک [illegible] یہان سکہون کی ایک خشتی چبوترہ اور سمادہ کا نشان بنوایا گیا تہا رنجیت سنگہ کے وقت یہان بڑا عالیشان گنبد بنوایا گیا اور [illegible] عمارت [illegible] سکہون [illegible] مکان ننکانہ صاحب یہہ ایک بڑا استہان علاقہ تحصیل شرقپور ضلع لاہور مین ہی اور یہہ وہ مقام ہی جہان نانک گورو سکہون کا پیدا ہوا اور [illegible] رنجیت سنگہ نے اپنے وقت یہان بڑا مندر بنوادیا اور جاگیر مقرر کردی [illegible] یہان ایک تالاب [illegible] پختہ [illegible] بنا ہوا

چونکہ گورگوبند سنگھ دسوین گورو کے ساتھ وزیر خان صوبہ سرہند کی فوج نے بحکم عالمگیر اورنگ زیب بھاری
جنگ کیا اور سکھ بہت قتل ہوئی تھے اسواسطے سکھون نے یہان تالاب بنوایا اور مکت سر یعنی نجات کا تالاب
نام رکہا یہہ تالاب ضلع فیروزپور کے علاقہ مین دریای گہارا کے پار ہی **کوٹ کانگڑہ والی**
دیوی کا مندر کانگڑہ کے قلعہ کے اندر یہہ بہت مشہور اور قدیمی مندر اسکا دیوی کا ہی اونسکی
ساتھ بہیرو جی کی مورت بھی بنی ہوئی ہی مسلمانون نے اپنی حملون کے وقت اس دیوی کی تحقیر کیا بیان
کین اول سلطان محمود غزنوی نے جب قلعہ کانگڑہ کو فتح کیا تو سات لاکہہ دینار زر سرخ اور سات سو من
آلات زرین وسیمین اور زیور دیوی جی کے پہنی کا اور دو سو من طلای خالص اور دو ہزار من نقرہ خام اور بیس
من جواہرات جو اس مندر کے خزانہ مین جمع تھا لے گیا بلکہ دیوی کی مورت بھی غزنین لیجا کر مسجد کے دروازہ
کے آگے زیر زینہ رکہہ دی مندر کو بالکل منہدم کر دیا اور قلعہ اپنی ایک قلعہ دار کے سپرد کرکے چلا گیا
مین یہان کے راجی نے دہلی کی راجہ کے مددسی چاہا کہ اس قلعہ پر پھر قبضہ کرکے دیوی کا مندر بنوا دی اور تہوڑا
سی فوج جمع کرکے قلعہ کا محاصرہ کیا جب کئی مہینی تک قلعہ فتح نہوا اور راجہ نے دیکہا کہ شاہان اسلام کے
خوف سی ہندون کی فوج لڑائی مین تن نہین دیتی تو اسنے یہہ مذہبی حیلہ بنایا کہ پوشیدہ پوشیدہ اوسی پہلی
دیوی کی صورت جیسی دیوی کی مورت بنوائی اور اپنی باغ کے درختون مین چھپا کر وہ تہوڑا اپوا تہوڑا جہانکا
رکہہ دی دوسری دن علی الصباح باغبان نے آکر خبر دی کہ فلانی جگہہ درختون مین ایک دیوی جی کی مورت
رکہی ہی راجہ خود ہی بند و وہان گیا دیکہتی ہی سب نے پہچان لیا کہ فی الحقیقت یہہ وہی قدیمی دیوی ہی جسکو سلطان
محمود غزنین لیگیا تہا اور سب کو یقین کامل ہوگیا کہ دیوی جی نے بزور کرامت غزنین سی چلکر یہان آگئی ہین پھر تو
کل فوج نی بہت مضبوط ہوکر زور شور سی قلعہ کا محاصرہ کیا اور قلعہ دار کو تنگ کرکر قلعہ لے لیا اور دیوی کا
قدیمی مندر ازسرنو تعمیر ہوکر دیوی جی کا وہان استہاپن کردیا دوسری مرتبہ جب فیروزشاہ بادشاہ نے
یہہ قلعہ لیا تو اوسنے بہی بڑی بےادبی کی دیوی کی مورت اٹھوا کر مدینہ منورہ کو بہجوا دی اور وہان توڑ دا
حرم کے زینہ کے آگے رکہی گئی تیسری مرتبہ جب جہانگیر شاہ بادشاہ اس قلعہ پر قابض ہوا اوسنے مندر توڑ دا
نہ کیا مگر ایک مسجد بنوائی کا قلعہ کے اندر حکم دیا اور قلعہ دار مسلمان مامور کیا اوس روز سی برابر قبضہ اہل اسلام
کا سلاطین سلطنت کی آخر تک قلعہ پر رہا اور ہندو بڑی مشکل سی قلعہ کے اندر پرستش کے واسطی جاتی تہی راجہ
سنسار چند ورنجیت سنگہہ کے وقت پہر اس دیوی کی بڑی زور شور سی پرستش شروع ہوئی اور دور دور کے
ملکون سی ہر سال ہندو قافلون کے قافلے وہان جاتے اور پرستش کرتے تہی آخر جب انگریزی قبضہ قلعہ پر ہوا تو اوسکو
یہہ تجویز ہوئی کہ دیوی کے واسطے مندر قلعہ سی علیحدہ بنوایا جاوی مگر پہر جان لارنس صاحب کمشنر نے قدیمی مندر

قایم رکھا مگر اب مندر کا دروازہ بالکل مسدود ہے کیونکہ قلعہ کے اندر اکثر گورہ فوج رہتی ہے اور گاوکشی وغیرہ
ہوا کرتی ہین **کوہ مالکہ اور مندر مہامائی** قلعہ کانگڑہ کے متصل مالکہ نام ایک دیوی
پرانی پہاڑی ہے اوس ندی کے کنارے پر جو بادون ہے کانگڑہ کوٹ مین اس پہاڑ کے اوپر اگر توپ چلے تو گولہ
قلعہ کے اندر جا پڑتا ہے بلکہ شاہ جہانگیر نے بوقت محاصرہ قلعہ کانگڑہ کے توپین یہان نصب کرکے اہل
محصورین کو قلعہ کے اندر رہنے سے تنگ کردیا تھا اسی پہاڑ کے اوپر ایک بڑا مندر مہامائی دیوی کا
بنا ہوا ہے اسکو سری جینتی دیوی بھی کہتے ہین اس مقام پر ہنود کا اعتقاد ہے کہ ستی دیوی پاربتی کی عورت کا
جو زندہ آگ مین جل گئی تھی کمر سے اوپر اور گلے سے نیچے کا جسم یہان گرا تھا اور قصہ اسکا اسطرح ہے کہ ہنود کی کتابون
مین درج ہے کہ پاربتی جی اپنے جسم سے آگ نکال کر ستی ہو گئی تو شب جی اوسکی مرنے کی خبر پاکر بہت غمگین ہوا اور
ستی کے نعش پر جاکر نعش اوسکی نیم سوختہ آگ سے نکالکر ہاتھون پر اوٹھا لی اور دیوانہ ہو کر کوہ بکوہ
دیس بدیس پھرتا رہا پس جس جس مقام پر جو جو عضو ستی جی کا گرا وہان ہی مندر بنایا گیا اور پرستش ہونے لگی
جیسے سر اوسکا تو جوالا مکھی کے مقام پر گرا جہان سے آگ کے شعلے نکلتے ہین اور گلے سے نیچے اور کمر سے اوپر کا بدن
اس مقام پر گرا جہان مہامائی کا مندر بنا ہوا ہے اور چرن یعنی پاؤن اوس مقام پر گرے جہان چرنا دیوی کا
مندر ہے اور نین یعنی آنکھین نینا دیوی کے مندر کے مقام پر گرین اب کل ہنود قلعہ کے دیوی کے عوض
اسی مہامائی دیوی کی پرستش کرتے ہین **بان گنگا و پاتال گنگا** نشیب مین دو ندیان
کانگڑہ شہر کے دونو طرف جاری ہین اور شہر جزیرہ کے طرح درمیان ہے اور قلعہ کانگڑہ کے نیچے جاکر دونو
ندیان آپس مین ملجاتی ہین اس سنجوگ کا نام ہندون نے سنگم رکھا ہوا ہے اور کہتے ہین کہ اس سنگم مین تین
ساتھ تیرتھ کا پانی آتا ہے اور اس جگہ اشنان کرنا بڑا دھرم اور موجب نجات ہے **گیا کنڈ** شہر کانگڑہ
سے آدہ کوس شرق شمال کی طرف بیر بھدر مہادیو کے مندر کے نشیب مین ایک حوض بنا ہوا ہے اور
حوض کے وسط مین چار چوکیان پتھر کی بنی ہوئی موجود ہین اونکی اوپر بیٹھ کر ہندو گیادان کرنا برابر اصل
گیا جی کے دان کے سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ جو کوئی یہان گیادان کرے اوسکو گیا جی جانے کی کچھ حاجت نہین رہتی
ہے **سورج کنڈ رام کنڈ ناسا کور چھیتر و چپلکو پہسر و اَر بیر بھدر** مہادیو
سوای بیر بھدر مہادیو کے اور بھی بہت پانی کے چشمہ ہین اور پانی سرد و خوشگوار ان سے نکلتا ہے کوہ
کانگڑہ کے لوگ ان چشمون کو نہایت متبرک اور تیرتھ جانتے ہین اور انکے پانی سے غسل کرنا موجب نجات
تصور کرتے ہین گرد نواح ان چشمون کا نہایت پرفضا و سرسبز ہے جسکے سیر سے روح کو تازگی حاصل
ہوتی ہے **گپت گنگا** کوہ کانگڑہ مین اس نام کا ایک حوض اور چشمہ ہے اوس مین سے پانی بکثرت نکلتا ہے

ہنود بڑی اعتقاد سے وہاں غسل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گنگا کا پانی اس حوض کے اندر سے نکلتا ہے الشہر الوناد

المعروف اچھرا کونڈ کوہ کانگڑہ میں یہ بھی ایک چشمہ کا نام ہے پانی اسکا نہایت خوشگوار ہے اور بیاس گز بلندی سے پانی حوض کے اندر گرتا ہے وہاں کے نہانے کا ہندوؤں کے ہاں بڑا ثواب لکھا ہے

متفرق مندر کوہ کانگڑہ اور وہاں کے متبرک حوض وغیرہ کا نام

ان متبرک مقاموں میں پہلا ہردوار ہے دریائے گنگا کے کنارہ پر واقع ہے یہ دوسرا ہردوار کہلاتا ہے مشہور ہے کہ جو اشنان کرے خاص ہردوار کے اشنان کا ثواب پاوے دوسرے چاہ چندر کوپ کانگڑہ کے مندر کے پاس ہے اشنان ہے تیسرا بھرپور سکر تالاب بیناسنگ کے بارہ دری کے پاس متبرک تالاب ہے چوتھی گوری کنڈ پانچویں لکہمن کنڈ چھٹی جلکو کنڈ ساتویں سپہ کنڈ ناتھ بڑے بزرگ پیدا ہوتے ہیں آٹھویں بسری آنچنی دیوی کا مندر کانگڑہ کے شرق شمال کی طرف ایک مکان پر تھا اور ایک مندر نویں بسری کالکا کا مندر بہون کے مقام غرب میں ایک پہاڑ کی بلندی پر یہ مکان واقع ہے ہنود بڑی اعتقاد سے وہاں درشن کو جاتے ہیں دسویں مہاکال گیارہویں تہکالیشر بارہویں کوجلیشر تیرہویں ٹنڈلیشر یہ بڑی عالیشان عبادت خانہ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہیں چنانچہ بیجناتھ سے تخمینا کوس قریب بیجناتھ کے مندر سے مہاکال غرب میں کوجلیشر دکھن کی طرف نادون کے نیچے دریائے بیاس کے شرقی کنارہ پر ہوتے بیس کوس پر سیکاستہ کا مندر اور تیر کے طرف دس کوس کے فاصلہ پر ٹنڈلیشر کا مندر ہے اور ہنود اس سرزمین کو نہایت متبرک گنتے اور کہتے ہیں کہ اس زمین کے اندر دچہ کا جگ ہوا تھا اور ستی جی نے اپنے شریر یعنی بدن میں سے آگ نکال کر بدن اپنا دگدہ کیا یعنی جلا دیا تھا **بیجناتھ مہادیو** کانگڑہ سے پورب کی طرف ہے بیجناتھ کا مندر بہت پرانا بنا ہوا موجود ہے شاید کہ شاہان اسلام کا گذر وہاں تک نہیں ہوا ہوگا کہ وہ مکان مسمار ہونے سے بچ گیا اس مندر کی صحیح قدامت تو معلوم نہیں ہوتی مگر مندر کی پشت پر ایک پتھر کے اندر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ منک اور رنوک نام ایک مہاجن کے دو بیٹے مہادیو کے بھگت تھے انہوں نے اس مندر کو بہت پرانا دیکھ کر نئے سرے سے بنوایا پھر انہوں نے ... میں راجی چندر نام ایک چھتری اسلاک کا راجہ ہو گیا اسکی بیٹی لکھمن چند نے زرانی بارہ کروڑ روپیہ جو عالم میں رہتی ہے اس مندر کو بنوایا سمت ۲۲ ساکہ سالباہن میں تعمیر شروع ہوئی اور ستاسی برس کے عرصہ میں عمارت کا کام باختتام پہنچا اس حساب سے اب تک اس مندر کے تعمیر ہونے کو پندرہ سو نو برس کا عرصہ گذر چکا ہے اب اس مندر کی عمارت اگرچہ بہت پرانی ہو چکی ہے مگر تو بھی دیکھنے سے متعلق ہے کہ کس کس طرح کی عجیب صنعتیں اور عمدہ کاریگریاں عمارت کی پتھروں میں بنائی ہیں **مندر مہیش مہادیو**

چنبہ کی ریاست کے علاقہ کوہستانی میں کانگڑہ سے شمال کو چالیس کوس بعید ایک بلند چوٹی پہاڑ کی ہے وہاں مہیش

تک برف اسکو چھپائی رکھتی ہی ماہ ساون کی شروع ہوتی ہی بہادون کی پندرہ ہوتی ہی جاتری جاتی ہی اور جاتری کہانا [illegible]
صرف دینا وار گرہستی لوگ جاتی ہین دوسری جاترا کو جوگی جاتری اور لوگ جاتی ہین اسمین فقیر سادہ سنت جاکر زیارت
کرتی ہین پہلی جاترا مین مسافر برف کی صعوبت سی ذرا تکلیف اوٹھاتی ہین دوسری جاترا مین اگر خاطر خواہ
بارش ہوگئی تو برف ڈہل جاتی ہی اور جاتری تکلیف نہین پاتی اوس جگہ کوئی مندر بنا ہوا نہین ہی مگر
پہاڑ کی چوٹی کی جسپر ہمیشہ برف پڑی رہتی ہی چہ سات کوس کے فاصلہ سی درشن ہوتی ہین جاترا کی مقام پر
مکانات نہی ہوتی ہین جب جاتری پرمیسر کے مقام پر پہونچ جاتی ہین تو اوس سی نیچی کی درہ کا
نام چیلا ہوا ہی پیسر اوپر بیٹھا ہوا نظر آتا ہی ہر ایک شخص اوس سی ہوکر آگی جا نہین سکتا اگر وہ
جانی سی مانع ہو اور جانی والا اوسکی مرضی کی برخلاف آگی کو قدم اوٹھاوی تو فی الفور اندہا ہوجاتا ہی
اور طرفہ یہ ہی کہ اوس وقت اگر وہ قدم پیچھی کو رکھی تو بینا اور آگی کو چلی تو اندھا ہوجاتا ہی مقولہ اوس جگہ
رہنی والون کا ہی آگی راست یا دروغ بخدا ہون یہ ادمی تاریخ کا [illegible] ہی کہ جو شخص ہو آگی علاقہ لاہول
علاقہ چنبہ مین تلوک ناتھ مہادیو کا مندر ہی اور واضح رہی کہ لاہول کی علاقہ پہاڑ مین دو ہین ایک مقام
کانگڑہ مین کلو کی اوسطرف دوسرا لاہول وہی لاہول ہی جو چنبہ کی علاقہ مین داخل ہی راستہ اسکا از بس
دشوار گذار ہی اور وہ لوگ کم جاتی ہین وہان ایک پانی کی چشمی او مہادیو کی مورت بنی ہی اور مورت کی
شہروں کی مقام سی پانی نکلتا ہی اوسکی اوپر بھی بڑا عالیشان مندر بعمارت سنگین بنا ہوا ہی ہندو وہان
بڑی اعتقاد سی جاتی اور زیارت کرتی ہین منی کرن کلو کی علاقہ مین یہ مہادیو کا تیرتھ اور بڑی
عالی زیارت گاہ ہی کہ دو پہاڑون کی اندر جہان کہ دریائی بیاس پہاڑ سی نکلتا ہی سو قدم چوڑی
اور ایکسو قدم لمبی ایک زمین ہی اوسمین ایک چشمہ و حوض ہی چشمہ سی نہایت گرم پانی نکلکر دریا سی
بیاس ہوا ٹھیہ نکلتا ہی اور دریا کا سرد پانی اوس سی ملکر معتدل پانی نیم گرم لائق غسل ہوجاتا ہی اوس نواح
کی رہنی والی اپنی گھرون مین روٹیان کم پکاتی ہین دال و آٹا و چاول لاتی ہین پہلی دال کو سند یا برتن
ڈالکر اور کچھ پانی بقدر مناسب اوسمین بھر کر چشمہ کی اوپر رکھہ دیتی ہین دال فی الفور گل جاتی ہی پھر آٹی
کی روٹی چوڑی کرکی پانی مین ڈالدیتی ہین روٹی نیچی چلی جاتی ہی دم بھر کی بعد خوب پک کر اور سرخ ہو
پانی کی اوپر آجاتی ہی مگر بہ نسبت دال کی چاول بہان خوب پکتی ہین چاولون کو کپڑی مین باندہ کر حوض
مین ڈال دیتی ہین تھوڑی دیر کی بعد وہ پوٹلی سندھی سند پانی کی اوپر آجاتی ہی نکال کر اور ذرا ہوا
دکہلا کر کہا لیتی ہین بہان دو جگہ زمین سی گرم پانی کا فوارہ نکلتا ہی کبھی وہ دونو فوارہ قد آدم بلند
ہوکر چلتی ہین اور کبھی کبھی بقدر بالشت یا کم و زیادہ رہتی ہین ان فوارون کی اوپر بہت جگہ پتھر [illegible]

بلکہ وہ دودہ کے ابکانی کا عجب لطف ہوتا ہی یعنی دودہ کو برتن میں بھر اور سر پوش اوسکے اوپر رکھہ کر چار پہر دن
کے بھاری سی چشمہ کے اوپر رکھہ دیتے ہیں تھوڑی دیر میں وہ دودہ جلکر بالائی آجاتی ہی جسقدر چاہو دودہ جلالو
تسپر لطف یہہ ہی کہ دودہ میں جوش نہیں آتا اور نہ ابلکر برتن سی باہر گرتا ہی اس چشمہ کے پانی سی گندہک کی
بو آتی ہی شاید زمین کے نیچے گندہک کی کان ہو مگر ہندو اسکو عبادتگاہ اور بڑا تیرتھہ سمجھتے ہیں **ریوالسر**
کا اور کانگڑہ کے علاقہ کے درمیان ریاست منڈی کے متعلق یہہ ایک جہیل ہی جسکو ہندو بڑا اوتم تیرتھہ تصور
کرتے ہیں اونچی پہاڑوں کے اندر جنکی بلندی سات کوس نیچے کے پہاڑوں سی ہی پہاڑی چوٹیاں کے حلقہ
کے درمیان یہہ جہیل واقع ہی ایک میل اسکا دور اور عمق اندازہ خیال سے بھی زیادہ ہی پانی اسکا نہایت
سرد و شفاف کنارہ پر سبزہ پر فضا ہیں اسکے اندر قدرت قادر حقیقی سے سات ٹکڑے پہاڑ کے بطور کشتیوں
کے تیرتے تھے اب دو ٹکڑے تو قایم ہو گئے ہیں اور پانچ ٹکڑے کشتی کی طرح ادہر اودہر تیرتے پھرتے ہیں
اونمیں سی ایک ٹکڑا انیس ہاتھ لمبا اور چار یا پانچ ہاتھ چوڑا ہی اوسپر ایک درخت جامن کا اور بہت درخت نرسل
کے ہیں باقی چار چھوٹی بیڑیاں ہیں مگر درخت نرسل کے اور بھی بیشمار ہیں ہندو وجہ تسمیہ اسکا ریوالسر
اسطرح بیان کرتے ہیں کہ دریای ریوکا یہہ اصلی چشمہ ہی اور لومس رکہی نے تپسیا سی اس جہیل کو ظاہر کیا تھا
اور وہی اسکا بانی ہی جوالا دیوی کے درشن کے بعد جاتری لوگ یہاں بھی آکر غسل کرتے ہیں دونو طرف جہیل کے
چھوٹا بازار بہت صفا اور پتھر دونکے اندر کوٹھریاں کہدی ہوئی ہیں — اس نواح میں سوا اس مکان کے
سری نینا دیوی اور دیوی ہنسنشٹ اور ... کے مندر بھی بڑی شہرت کے مندر ہیں اور ہندو اونکو بڑی اعتقاد کے ساتھہ پرستش
کرتے ہیں **نینا جہیل** کوہ ہمالہ کے قطار دونکے اندر یہہ ایک جہیل ایک میل لمبی اور آدہ میل چوڑی بہی بتحقیق
عمق کے واقع ہی ہندو اس جہیل کو بہت متبرک جانتے ہیں اور ہزاروں جاتری غسل کے واسطے آتے ہیں غسل کے بعد
جہیل کے گرد طواف یعنی پردکہنا کرتے ہیں اور دیوی کے مندر پر جو جہیل کے کنارے پر بڑی عالیشان عمارت کا بنا
ہی جاکر نینا دیوی کا چڑہاوا چڑہاتی اور پرستش کرتے ہیں **جوالا دیوی کا مندر** یہہ ایک متبرک
پرستشگاہ ہندؤں کی کانگڑہ سی اٹھارہ کوس جنوب کی اور شہر نادون سی بسمت شمال مغرب دریای بیاس کے
کنارے پہاڑ کے ایک بلند ٹیلے کے اوپر واقع ہی دور دور کے ملکوں سی ہندو یہاں قافلے بنکر آتی اور درشن کرتی
ہیں ہندؤں کا قول ہی کہ جب ستی جی نی اپنی آپ کو آگ میں جلایا اور شو جی اوسکی جلی ہوئی نعش کو اوٹھا کر
لئی پھرتے تو ستی جی کا سر یہاں آکر گرا اور آگ پہاڑ کے اندر سی اسقدر ظاہر ہوئی کہ قریب تھا کہ تمام پہاڑ
وہ جلا دیتی شو جی نے یہہ حالت دیکہی تو اوس آگ کو روکا اور حکم دیا کہ جب تک زمین و آسمان قایم رہیں تو
اسی پہاڑ کے اندر قایم رہو تب سی یہہ آگ یہاں شعلہ زن ہوتی ہی مندر اس دیوی کا بہت عمدہ اونچا اور پختہ

بنا ہوا ہی مندر کے گنبد کے اوپر طلائی ملمع ہی اور مندر کے اندر جہان سی شعلہ نکلتا ہی ایک چھوٹا سا حوض فرش کے اندر بنا ہوا ہی جسکو دیوی کا کنڈ کہتی ہین اوس کنڈ سی بغیر کسی مدد کے ہمیشہ آگ کا شعلہ نکلتا ہی اوسکی سوا اور پانچ شعلی اور جگہہ جگہہ سی شعلہ زن ہین جو بعض اوقات آگ کی روشنی سی بھی روشن کئے جاتے ہین ہندو لوگ طرح طرح کے تیل اور گھی اور میوجات وہان لاکر جلاتے اور ہوم کرتے ہین اسواسطے اندر سے مندر بسبب ہوم کے تمام سیاہ ہوگیا ہی اور ہوم کی یہان اسقدر کثرت ہی کہ سنہ ۱۸۳۹ عیسوی مین جب رنجیت سنگہ لاہور مین بیمار ہوا تو اوسکی حکم سے پندرہ ہزار روپیہ کا گھی اور انگہر اور نوسو ساتھہ من یہان لاکر ہوم کرایا اور جلایا گیا کہتی ہین کہ جو کوئی چیز کوئی ہندو یہان لاکر دیوی کی نذر کرتا ہی دیوی جی منظور کرکے کہا لیتی ہین اسیطرح جیسے چڑھاوی چیزین وہ شعلہ کے پاس لاکر رکھی جاوی تو شعلہ لپک اوسکو جلا دیتا ہی اور اگر کوئی برتن مین دودہ ڈالکر رکھ دیوی تو آگ کا شعلہ برتن کے اندر گھس جاتا ہی اور وہ پکنی لگتا ہی یہانتک کہ کبھی آدہا اور کبھی تمام جلاکر نکلجاتا ہی علی ہذالقیاس اور بھی ایسی ایسی شعبدی اِن شعلون کی ہندو بیان کرتی ہین صاحبان انگریز دانایان فرنگستان کا یہہ قول ہی کہ ایک قسم کی ہوا ہوتی ہی جسکا گیس نام ہی اوسکا کام ہی کہ جس مقام کے اندر وہ گھس جاتی ہی آگ کے شعلی وہان سی نکلنی شروع ہو جاتے ہین بلکہ اگر وہ کسی چشمی کے اندر گھسی ہوئی ہو تو پانی اوس چشمہ کا بھی جلتا اور ابلتا ہوا نکلتا ہی اور جن پہاڑون کے اندر وہ گھسی ہوئی ہوتی ہی ہمیشہ وہ پہاڑ جلتے اور آگ کی شعلی نکلتی رہتی ہین شاہان اسلام بھی اسکی امتحان اور دریافت حال کی طرف بہت متوجہ رہی مگر سوا قدرت قادر حقیقی کی کچہہ دریافت نہوا لکھا ہی کہ سنہ ۷۶۶ ہجری مین جب سلطان فیروزشاہ بادشاہ کانگڑہ فتح کیا ہوا تو اس مقام پر بھی آیا اور اس پہاڑ کے نیچے گندہک کی کان تصور کرکے اوسنی پہاڑ کہدوایا پانی نکلتی رہا مگر نہ تو کوئی کان نکلی اور نہ آگ کے شعلی نکلنی بند ہوئی اسواسطی بادشاہ نی بعد امتحان پھر مندر بنوادیا سلطان فیروزشاہ کے وقت اِس مندر مین بڑا کتب خانہ شاستری علم کا تہا وہ سب بادشاہ اوٹھوا کر لیگیا بعد ازان جہانگیر بادشاہ نے کانگڑہ کے فتح کے بعد اِس آگ کا امتحان شروع کیا مکان کہدوا دیا بحفر چوڑی اسطرح عالمگیر اورنگ زیب بھی اِس امتحان کی طرف متوجہ ہوا اور بہت سیر پہاڑ اگر اِس جگہہ اسطرح پڑتی ہی کہ ایک مندر کا حال ہی جو اور دوسری مندر کے باہر ادہر آبشار پہاڑ کی بلندی سی اِس خوبی کے ساتھہ آتی ہی کہ کیفیت اوسکی قابل دید ہی پہاڑ کے اوپر اور بھی چشمی بہت جاری ہین بڑے مندر کے پاس ایک اور مندر بالائی دہ گورکہنا تہہ کا بنا ہوا ہی کہتی ہین کہ وہ مندر راجہ بہت قدیمی ہی جب مذہب والون کے وقت کا بنا ہوا ہی مندر کے پاس ایک بڑا احاطہ بنا ہوا ہی جسمین جاتری لوگ جاکر اوترتی ہین اور جو کوئی ہندو جاتری جاتا ہی پہلی وقت کا کہانا اوسکو دیوی جی کے پجاری دیتی ہین اور پہلے کے دنون مین مندر کی احاطہ

پرمنڈل جمون کے پہاڑون مین ایک استھان ہے اسکے اندر ہجوم ہوتی ہے کہ بڑی دشواری سے درشن ہوتے ہین
بڑی استھانگاہ اور قدیمی مکان ہے مہاراجہ گلاب سنگھ والی جمون نے بہت روپیہ خرچ کرکے اسکو از سر نو بنوایا
اس جگہ دیوکا ندی کے کنارے پر کنارے پر بنے ہوئے تعمیر ہوئے ہین اور شب جی کے لنگ اور مورتین
اوسمین رکھی ہوئی ہین ہندو تمام ان پہاڑون کے وہان جاکر پرستش کرتے ہین بخرہ صاحب اسکا حال
حسن ابدال مین تحریر ہوچکا ہے کہ **کہا ناس** یعنی استھان و عبادتگاہ ہنود کی پہاڑون کے اندر بطور تالاب
کے ہے اسکے اندر ایک چشمہ پانی کا ابلتا ہے اور چشمہ نہایت عمیق ہے ہندون کا قول ہے کہ یہان سے طبقہ زمین
تک پہونچا ہے آب چشمہ اس کا بدون ملنی گرد کے نہایت سبز ہے یہ پرستشگاہ ہنود کے بہت بڑی ہے
شہر اسلام آباد اور دور دور سے لوگ غسل کو آتے ہین **نرسنگھ اوتار** یہ مندر کا مکان خوشاب سے
نیچے کی طرف پہاڑ کے اوپر واقع ہے پہاڑ کی بلندی سے اسطرح ہمیشہ پانی کا قطرہ ٹپکتا رہتا ہے اور ہمیشہ
معلوم ہوتی ہے وہان ہندون نے ٹھاکر دوارہ بنا رکھا ہے اور اونکا قول ہے کہ جب ملتان مین نرسنگھ اوتار نے
ظہور کرکے وہان کے راجہ ہرناکش کو قتل کیا تو اوسی شکل سے بھگوان یہان تشریف لائے اور تب سے
پہاڑ سے پانی ٹپکنا اور پانی کا گرنا شروع ہوا کہ آجتک برابر جاری ہے **پرہلاد بھگت کا استھان**
یہ مندر مکان اور پرستشگاہ ہندون کی ملتان مین ہے وہ اعتقاد رکھتے ہین کہ اگلے زمانہ مین ہرناکش نام ایک
راجہ ملتان کا تھا وہ اپنے آپ کو خدا کہتا اور اپنی پوجا کرواتا تھا مگر اسکا بیٹا پرہلاد بھگت
بھگوان کا بھگت تھا اسواسطے ہرناکش نے اپنے بیٹے کو قید کیا اور طرح طرح کی ایذا دی
کی اور ایک لوہے کا ستون تپایا اور آگ مین لال کرکے پرہلاد کو کہا کہ اس ستون کو گلے لگاؤ
جو اوس نے اپنے دل مین ٹھیرایا کہ جسکی تو پرستش کرتا ہے وہ بھگوان تجھکو بچا لیگا
اور ستون کو تپا کر جب دیکھا کہ ایک چیونٹی اوس گرم و افروختہ ستون کو
خوشی سے اپنے دل مین خیال کیا کہ اسکا خوف جاتا رہا اور سوچا کہ جس طرح اس چیونٹی کو جلنے سے بچایا
حافظ حقیقی نے اوسی طرح مجھکو بھی بچائیگا اور وہ ہاتھ پسار کر دوڑا اور چاہا کہ ستون سے لپٹ جاوے اتنے مین وہ ستون
پھٹ گیا اور بھگوان نے نرسنگھ کی صورت بنکر ستون کے اندر سے ظہور کیا اور ہرناکش کو وہین ستون کے اندر
لیجا کر چیر ڈالا اور اسکا پیٹ چاک کر ڈالا اور نرسنگھ کی صورت آدھی شیر اور آدھی آدمی کی تھی اسکا سبب
یہ کہا ہے کہ ہرناکش کا بیٹا پہلی دعا قبول ہو چکی تھی کہ وہ نہ تو کسی ہتھیار سے قتل ہو اور نہ کوئی
وحشی درندہ اوسکو مارے برگ کا وقت اوسکا نہ دن ہو اور نہ رات اور مرنے کی جگہ نہ زمین ہو نہ آسمان نہ چولہے
ہو نہ مکان نہ شہر ہو نہ میدان اسواسطے جناب بھگوان نرسنگھ کی صورت ہو کر ظاہر ہوئے کہ نہ انسان تھے اور نہ

اور شام کا وقت تھا جب وہ قتل ہوا اور ستون کی اندر لیجا کر اوسکو مارا کہ نہ زمین تھا نہ آسمان نہ گھر تھا
نہ میدان اسیواسطے وہ مقام یہان بھگوان کا ظہور ہوا تھا ملتان کے قلعہ کی اندر بنا ہوا ہی اور پہلا دیبگڑھ کا
استھان اوسکو کہتے ہین بلیشنو دیوی کا مندر جموں کی پہاڑ سے تین کوس کی فاصلہ پر پہاڑ کی عین غار کی اندر
بیچ دیوی کی پرستش گاہ بنی ہوئی ہی اوس غار کا منہ بہت چھوٹا سا ہی اوسکے اندر بیس قدم کا راستہ چلکر دیوی کی درشن
ہوتی ہین یہان کوئی تصویر یا مورت دیوی کی بنی ہوئی نہین ہے بطور سادہ ایک پتھر کی پنڈی بنی ہی جو بیچ سے
شق ہو کر دو ٹکڑی ہو رہی ہی اس غار مین آفتاب کی روشنی کا دخل نہین ہے چراغون کی روشنی سی زیارت ہوتی ہے
اور مشہور ہے کہ اگر کوئی پاپی یعنی گنہگار وہان جا پہونچے تو چراغ گل ہو جاتی ہین اسواسطے پوجاری سبکو نکالکر
پھر چراغ روشن کر دیتے ہین اور بعضون کا قول ہی کہ جب اوس مکان کی اندر جو بہت تنگ اور نیچا بھی ہے اوسکا چھوٹا سا
ہی ہجوم آدمیون کا بہت ہو جاتا ہی تو ہوا بند ہو کر چراغ گل ہو جاتی ہین اوسوقت پوجاری لوگون کو پاپی پاپی کہکر
نکالدیتی ہین اسی پہاڑ کی ایک دوسرے کنگری پر حضرت امام مہدی کا چبوترہ بنا ہوا ہی اور ہر سال وہان بڑا میلا ہوتا ہے
اور ہندو مسلمان بڑے اعتقاد سی وہان حاضر ہوتی ہین **سری امرناتھ** یہ عبادت گاہ ہندون کی بڑی بلند
برفانی پہاڑ شمال شرقی حد ملک کشمیر کی اوپر واقع ہی وہان ایک قدرتی غار پہاڑ کے اندر بطور ایک کوٹھہ کی بنا
ہوئی ہی جسمین سو ڈیڑہ سو آدمی بیٹھ سکے پہاڑ وہان کا بے سبزہ بیرنگ سرخ اور خاکستری جلی ہوئی مٹی کی طرح
نظر آتا ہی دس مہینے تک برابر برف اوسپر پڑی رہتی ہی ہر سال ساون سدی پورنما کو جسروز رکھیا بندن ہوتا ہے
ہندو لوگ خصوصاً سنیاسی فقیر دور دور سے وہان زیارت کیواسطے حاضر ہوتی ہین جب استھان سے فاصلہ پانچ کوس کا
رہجاتا ہے تو تمام مال و اسباب اپنا جاتری اوسی جگہ چھوڑکر تن تنہا جاتی ہین استھان کی قریب چرن گنگا بہتی ہی وہان
جاکر سب نہاتی ہین پھر وہان سے سبکے سب عریان تن برہنہ جسم اور بعض بھوج پتہ کی لنگوٹ باندہ کر آگے
بڑہتے ہین استھان کے اندر جاکر برف کی بنی ہوئی شب لنگ کے درشن ہوتی ہین اور اوس غار کی وسط مین سے
جو پانی قطرہ قطرہ ٹپکتا ہی وہ بیچ بستہ اور منجمد ہو کر بشکل شب لنگ بنتا ہی ہندؤن کا قول ہے کہ پندرہ روز
چاند کی طلوع مین یہ شکل بڑہنی شروع ہوتی ہی اور دوسری پندرہ روز ایام تاریکی مین وہ شکل برف کی
بنی ہوئی گلکر پانی ہو جاتی ہے اور اوس غار کی چھت سی اور چند جگہہ بھی پانی ٹپکتا رہتا ہے مگر سوای وسط کی
اور مقام پر نہ تو برف جمتی ہے اور نہ شب لنگ بنتا ہے اور باوجود ایسی سردی اور برف کے اوس غار مین
ایک جوڑا کبوترون کا رہتا ہے جاتری کبوترون کی درشن کو نہایت غنیمت سمجھتے ہین اور جنکو کبوترون کے
درشن نہین ہوتے وہ سمجھتے ہین کہ شب جی مہاراج ہمپر خوش نہین ہین اور اوس تمام برفانی پہاڑ مین سوا ے
اوس جوڑی کبوتر کے اور کوئی جانور وحش یا طیر نہین رہ سکتا ہندون کا اعتقاد ہے کہ جب شب جی مہاراج

مینے امر کتھا پاربتی اپنی عورت کو سنائی اون کبوتروں نے بھی جو اس تقریر میں تھے سنی اور شبجی اور پاربتی کیطرح زندہ جاوید ہوگئی امر کتھا اوس شعر کو کہتے ہیں جسکو سننے سے آدمی جیتا اور مرنے سے پاک ہوجاتا ہے اور مرگ کے صدمے سے نجات پاتا ہے سو وہ امر کتھا شبجی نے اسی غار کے اندر بیٹھکر کہی اور پاربتی نے سنی ہے اسلئے اس مقام کا نام امرناتھ مشہور ہوگیا ہے مورخان فرنگ لکھتے ہیں کہ یہ غار سو گز چوڑا اتیس گز بلند پانسو گز عمیق ہے اور ایک اثرا گردہ [illegible] اوسمیں رہتا ہے جب ہندو وہان درشن کو جاتے ہیں تو وہ اونسے ڈر کر اوڑ جاتے ہیں اور یہ بھی مشہور ہے کہ جب اوس غار کے اندر رکھتے ہیں تو [illegible] کی آبادیوں کے کتون کی آواز آتی ہے — —

چشمہ گنگا [illegible] علاقہ کشمیر میں یہ ایک حوض ہے کہ ماہ ساون اور بھادون میں ہندو وہان درشن کو جاتے ہیں بظاہر اس مقام پر قادر حقیقی کی عجیب قدرت نمایان ہے کہ درشن کے دنون میں وہ حوض دو تین بلکہ تین مرتبہ دن میں کبھی تو بالب پرآب اور کبھی خشک ہوجاتا ہے — **شنکر اچاریہ** تلک کشمیر کوہ تخت سلیمان پر ایک مندر ایک قدیمی بنا ہوا ہے ہندو اسکو درشن کے واسطے دور دور سے آتے ہیں — **گنگا** یہ مقام بھی کشمیر میں [illegible] کی [illegible] جیسا کہ گنگا کا سرچشمہ وہان ہے اور اس پر ہندو وہان دور دور سے آتے ہیں — **مٹن مہاتمیہ** اسکی قدر اسکا حال [illegible] یہان [illegible] تالاب بنا ہوا ہے اور اسکی [illegible] عمارتیں ہندؤون کے مکانون کے ہیں اور تالاب کے اوسپر ایک [illegible] اور [illegible] اندر [illegible] یہان [illegible] اسکا [illegible] کیا جاتا ہے کہ کریا کرم [illegible] یہان ہوجاتا ہے وہ مکت کو پراپت ہوجاتا ہے اور یہانتک جب کوئی ہندو مرجاتا ہے تو اوسکا کریا کرم [illegible] یہان [illegible] اور [illegible] ہندؤون کی طرح [illegible] جاتی ہے اور انکا نام اپنی قدیمی پوتھیون میں [illegible] شمار کرتا ہے [illegible] اندر ہی ہندو اسکو بہت متبرک جانتے اور پرستش کرتے ہیں —

ذکر [illegible] ہندؤون اور مسلمانون کی قومون کے بیان میں

واضح ہو کہ پنجاب کے میدان کے جنوبی و شرقی خطہ میں سب قومون سے زیادہ سکھ کی قوم ہے اور محض بسبب اسکے کہ اس ملک میں مدت تک سکھون کی سلطنت رہی اونکی عزت و توقیر دیکھکر اکثر ہندو سکھ بنتے رہے ہیں تاکہ [illegible] اور جب اصلی [illegible] کھلانے لگے اس قوم میں ہندؤون کے [illegible] جب اصلی [illegible] اور سکھ بنا [illegible] ذات اور سکی بالکل بدل گئی اور سکھ بن گیا مگر اس زمانہ میں [illegible] سرکار انگریزی کی [illegible] کوئی ہندو سکھ نہیں بنتا بلکہ پہلے سکھ [illegible] بال منڈا کر [illegible] ہوجاتے ہیں ابتدا اس قوم کی جسطرح کہ ہوئی ذکر اوسکا پہلے [illegible] ہندو [illegible] ملک میں [illegible] کی ذات [illegible]

کوئی شخص نہین تھا پھر انکی اصل اسطرح ظہور مین آئی کہ جب پرسرام اوتار نے چھتریون کو بالکل قتل کر ڈالا اور ارادہ
کیا کہ انکی نسل دنیا مین باقی نہ رہے اوسوقت بالابعورتین چھتریون کے برہمنون کے گھر مین جا چھپین جب پرسرام
کو خبر ہوئی اور سنی وہ عورتین برہمنون کے گھرون سے پکڑوا لوائین اور برہمنون سے انکا حال پوچھا اونہون نے
جواب دیا کہ یہہ ہماری عورتین ہین عورتون نے بھی برہمنون کے بیان کو تصدیق کیا پرسرام نے برہمنون کو
کہا کہ اگر یہہ عورتین فی الحقیقت تمہاری ہین تو تم انکو ہاتھہ کا پکایا ہوا کھانا کھلاؤ تو برہمنون نے بخوف جان
اور بیچاری جانے اپنی کے فی الفور کہا لیا پھر جو اون عورتون کے شکم سے اولاد ہوئی وہ کھتری کہلانے لگے
اور وہ برہمن کھتریون کے پروہت بنے اس قوم مین سے پہلے زمانہ مین بھی اچھے اچھے راجے امیر وزیر پہلوان
سپاہی ہوگذرے ہین اب بھی یہہ ساہوکاری و اعلی پیشہ کرتے ہین اس قوم کی گوت بکثرت ہین جنکی تفصیل
سے طوالت ہوتی ہے **برہمن** برہمنون کی پیدایش بقول ہندوان کے برہما کے مکہہ سے ہوئی ہے اور
ہندوان کے چار برن مین انکا بڑا درجہ ہے اور اب انکا ہندوؤن کے مذہب رو سے دہرم شاستر کے فرض
و واجب ہے مگر کل ہندو برخلاف اوسکے برہمنون سے ذلیل و ادنی کام لیتے ہین کہ انکا خدمتگاری کھانا
پانی بھرنا ہندو امیر و دولتمند برہمنون سے جو ایسے کرتے ہین اور وہ بیچارے آفت کے مارے اپنی شکم پوری
کے واسطے ذاتی شرافت کو بالائی طاق رکہکر ذلیل کامون مین ذلت اوٹھاتے رہتے ہین بلکہ کئی جگہہ
سوا خدمتگاری کے کفش برداری و فراشی وغیرہ بھی برہمنون سے متعلق ہوتی ہے یہہ حال غریب
برہمنون کا ہے اور جو مالدار ہین وہ مصرجی و مہاراج جی و پنڈت جی و پروہت کہلاتے ہین **اروڑے**
ہندوؤن کی یہہ قوم بھی کھتریون کی قوم سے نکلی ہے اصل حال انکا یہہ ہے کہ کسیطرح عورت شودرانی اور
کھتری آپسمین مصاحبت ہوئی کھتری کے تخم اور شودرانی عورت کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا اوسکا خطاب
اروڑا مقرر ہوا اگرچہ کھتری اوسکو کہانے اور برتنے مین اپنے ساتھہ نہین ملاتے تھے اور شودر قوم کے لوگ
اسکو بھی نیچ تصور کرتے تھے آخرکار اروڑا اسکی بہت اولاد ہو کر اونکو پیالیور ہے کے جاکر نالشی ہوا چونکہ وہ کھتریون
کے گورو تھے اونکی کہنے سے کھتریون نے اروڑون کو ساتھہ ملا لیا اس قوم مین بھی سینکڑون گوت ہین پیشہ
محنت کشی کا کرتے ہین **اچھوت** یہہ قوم پنجاب اور شمالی پہاڑ مین ہندو و مسلمان بکثرت رہتی ہے گوت
انکی بیشمار ہین اگر کل بیان کیجاوین تو ایک علیحدہ کتاب لکہی جاوے اسواسطے چند ذاتون کا احوال جنکے
مورث اعلی کا حال بخوبی دریافت ہوا تحریر کیا جاتا ہے **بھٹی راجپوت** اس قوم کی نسل جادو بنسی
خاندان مین ہے کہ وہ بھی چندربنسی کہلاتے ہین اصل تواریخ انکی اسطرح ہے کہ اول کسی زمانہ مین بھاٹی
بھٹی ایک شخص مشہور ہوا اوسکے گہر ضلع حصار مین آئی بیجا کی دختری نسل سے تو جو یہہ راجپوت ہوئے اور بھٹی کی نسل

سے چند پشت بعد راجہ رسالو پیدا ہوا جسکے دو بیٹے تھے دوسل و جیپل جیپل نے تو شہر جیپال آباد کیا
اولاد اوسکی ابتک وہان مالک و قابض چلی آتی ہے اور دوسل حدبار کے ملک میں ہی رہا اوسکی اولاد
وہان موجود ہے بہٹی کی نسل سے ایک شخص بھونی نام شہر بھیرہ علاقہ سے بسبب اوٹھکہ کے پنجاب میں
آیا اور علاقہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں سکونت اختیار کی اوسکی اولاد پنجاب میں بہت پہیل گئی
اب بھی قصبہ پنڈی بہٹیان و جلالپور و شیرہ میں بکثرت یہ لوگ آباد ہیں بلکہ اور مقامون میں بھی ہندو و
مسلمان بکثرت پائی جاتی ہیں بجوہ یا باجوہ راجپوت قوم بجوہ بجوات کے علاقہ سکونت رکھتی ہے وہ اپنا اصل
سورج بنسی راجپوتون سے بتلاتے ہیں اور سلسلہ اپنا راجہ رامچندر کے ساتھ ملاتے ہیں بجوہ یا باجوہ دونو فرقون کا
حال اسطرح درج تواریخ ہے کہ سلطان سکندر لودی کے وقت شلیپ نام ایک راجہ بمقام اوچ ضلع جہنگ تعلقدار
و خراج گذار بادشاہ کا تھا اتفاقاً اوسکی ناراضگی صوبہ پنجاب سے ہوگئی اوسنے بادشاہ کو اوس سے ناراض کر دیا اور بادشاہی فوج
اوسکے استیصال کے واسطے مامور ہوئی آپس میں بڑی لڑائی ہوئی راجہ نے شکست کھائی اور مارا گیا اوسکے
دو بیٹے ایک کلس دوسرا لیس ہاتھون پر باز رکھکر اور بازدارون کی گروہ میں ہوکر قلعہ سے نکل اور جہنگ کی
کے علاقہ میں ایک زمیندار جاٹ سندہو کے گہر جا چہپے کچھ عرصہ کے بعد کلس نے ایک سندہو جاٹ کی لڑکی سے شادی
کر لی اور لیس نے جموں جاکر راجہ کی نوکری اختیار کی اور بموضع کول علاقہ جموں میں آباد ہوا راجہ نے اوسکی
گہر کی ابتدا اوسکے جب اولاد اوسکی کثرت سے ہوئی تو علاقہ بجوات پر جو غیر آباد پڑا تھا قابض ہو گیا چونکہ اولاد اوسکی
بجو راجپوت کہلاتی تھی وہ علاقہ بھی اونہین کے نام سے بجوات مشہور ہو گیا مگر کلس کی اولاد اور لیس کی اولاد
بسبب اسکے کہ کلس کی اولاد راجپوتنی کی بیٹی سے نہ تھی بالکل علیحدہ رہی مگر دونو میں بجوہ یا باجوہ کہلاتی
تھی لیس اور کلس دونو کو لوگ بجوہ کہتے تھے اسواسطے کہ وہ بعد مرجانے باپ کے ہاتھون پر باز رکھکر قلعہ سے باہر نکلے تھے
اور دیہاتی لوگ اکثر باز کو باج اور بازدارون کو باجو کہدیتے ہیں اسواسطے وہ بھی باجو مشہور ہوئی اس قوم میں
اکثر ہندو و مسلمان دونو مذہب کے آدمی ہیں پہلوون راجپوت اس قوم کے لوگ اپنے آپ کو سورج بنسی
خاندان چندر بنسیون میں سے بیان کرتے ہیں انکا مورث اعلی مسمی پہلوڑون فیروز شاہ بادشاہ کے وقت مسلمان
ہوگیا اور بہت سی زمین ضلع جہنگ میں انعام پائی اور موضع بہرووال آباد کیا پانچ پشت تک اوسکی اولاد
قابض رہی بعد ازان اوسکی اولاد میں سے کسی مانگا نے کچھ ایسا قصور کیا کہ بادشاہ کے حکم سے کل کا کل کنبا
کا کا قتل ہو گیا مگر مانگا اصل مجرم جو پہلی ہی بہاگ گیا تھا بچ رہا اب جسقدر لوگ اس قوم کے پنجاب میں
موجود ہیں مانگا کی اولاد ہیں سلہریہ راجپوت یہ قوم بھی چندر بنسیون کی اولاد کہلاتی ہے
اور سلسلہ اپنا راجہ سنکل تک پہونچاتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ یہ راجہ بعد افراسیاب ایرانی کا خواہرزادہ

وترادان کی طرف سے ہند پر حملہ آور ہوا تھا اس ملک میں راج کرتا تھا جب افراسیاب دریاے سندھ پر پہنچا
تو اس راجہ نے اطاعت قبول کی اور ملک مال اپنا محفوظ رکھا بعد ازان سکندر اعظم پنجاب میں تو اس خاندان
کے راجہ نے پھر بھی بذریعہ اطاعت کے اپنا راج بچایا اور راجہ پورس راجہ لاہور کی لڑائی میں سکندر کی ساتھ
شامل ہوا پھر جب سلطان سبکتگین غزنوی ہند پر چڑھائی کی تو اوسوقت راجہ جیپال اسی خاندان کا
سے پنجاب کے کل ملک پر قابض تھا وہ مقابلہ پیش آیا اور آپس میں سخت سخت جنگ ہوتی رہی آخر
بلا فیصلہ بادشاہ غزنین کو واپس چلا گیا بعد ازان سلطان محمود غزنوی نے ہند پر یورش کی تو راجہ جیپال
نے کل ہند کی راجون سے مدد لی اور بڑی اجتماع کی ساتھ سلطان کو مقابلہ کو گیا اٹھارہ روز باہم لڑائی رہی آخر
میں ہاتھی ایک وقت راجہ کا ہاتھی میدان جنگ سے خود بخود بھاگا ہر چند فیلبان نے کوشش کی پیچھے کو نہ پھرا اسوقت کے
لشکر میں ہزیمت وقوع میں آئی اور ہزارون قتل ہوے اوسوقت راجہ اگرچہ جنگ کے میدان سے گھر میں سلامت پہنچا
مگر نہایت شکستہ خاطر اور دلتنگ تھا آخر اوسنے اپنے بیٹے انندپال کو تخت نشین کیا اور خود آگ میں جلکر مر گیا انندپال
نے سلطان محمود کی اطاعت قبول اور دوبارہ سلطنت پائی مگر سلطان نے چار برس کی بعد پھر راجہ سے رنجیدہ ہوکر راج
اوسکا چھین لیا اور انندپال ومن کو بھاگ گیا اور وہان ہی مر گیا اوسکی اولاد بھی سلطنت کی زوال کی بعد پریشان حال
ہوگئی اور بادشاہون کی نوکری کرکر گزران کرتی رہی پھر جب سلطان فیروز شاہ کا وقت آیا تو راجہ سکت پکیر راجپال کا
بیٹا اس خاندان سے بادشاہ کا نوکر ہوکر سیقہ رفیع کا افسر قرار پایا اور اوسکی فوج کھنچا کی رفع فساد کے
واسطے مامور ہوئی جنہنے پنجاب میں سخت فساد برپا کرکر کئی مرتبہ لاہور کو لوٹ لیا تھا راجہ سکت پکیر نے پنجاب میں
آکر دریاے چناب پر بیرکوہ جہون دیرہ کیا اور کھنچا کی فساد کی روکنے میں بڑی بڑی بہادریان کین تھوڑی مدت کی بعد
بسبب تغیر تبدل سلاطین دہلی راجہ سکت پکیر پنجاب میں بہت سے علاقہ کا قابض ہوگیا اور اپنی ریاست اوسنے
علیحدہ قایم کرلی اور قصبہ سیل پھری اپنی باپ سیل کی خاطب کہلوریہ کی نام آباد کیا اوسکے بعد بھی چند پشت تک راج
اوسکا قایم رہا جب راجہ سومپال بیٹے مالدیپال کا بیٹا گدی نشین ہوا تو سلطان بہلول لودی نے افغانی فوج اوسپر
مامور کی اور کہا کہ اگر تم اسلام قبول کرو تو سلطنت و ریاست تمہاری تمہارے قبضہ میں رہیگی چنانچہ اوسنے
معہ اپنے بیٹون اور بھتیجون کی مسلمان ہوگیا جب وہ مر گیا تو اولاد اوسکی بہت باقی رہی اور آپس میں نزاع
ہوکر اسقدر بڑہا کہ بہت سے مارے گئے اور ریاست تباہ ہوئی ریاست کی جاتے رہنے کی بعد اولاد اوسکی کاشتکاری سے
گذارہ کرنے لگی اب یہ قوم مسلمان راجپوت سلطان علاقہ سنگر گڈہ و تاروال وغیرہ میں موجود ہی اور راجہ سومپال
کا ایک بھائی سنت پال نامی ہندو رہا تھا اوسکی اولاد ہندو چلی آتی ہے مگر بہت کم ہیں اسماس راجپوت
یہ قوم اپنے آپ کو راجہ رامچند کی نسل سے بیان کرتی ہیں اور سورج بنسی راجون سی اپنا شجرہ ملاتے ہیں

اصلی حال انکا یہہ ہیکہ راجہ رام چند کے وفات کے بعد جمبو مرت نام مورث اعلی اس قوم کا اپنے بھائیون کے
ساتھہ رنجیدہ ہوکر اودھیا سے اول کشمیر کو آیا پھر وہان سے واپس ہوکر جہان اب قصبہ سنکوٹ آباد ہے ریاست
مقیم ہوا چند پشت کے بعد اوسکی نسل سے ایک راجہ جامبو لوچن نام پیدا ہوا جسنے اپنی سلطنت اوس علاقہ
کے ملک مین قائم کی اور شہر جاموں جو اب جموں کے نام سے مشہور ہے اپنے نام پر آباد کیا پھر اوسکی بیسوین پشت
مین جوگ راج ایک نامی راجہ ہوا جو [illegible] بکرمی مین جموں کا راج کرتا تھا اور اوسکی گیارھوین پشت مین راجہ
مال دیو ہوا جسکے تین بیٹے تھے بھجے دیو راجہ جگو سنسار دیو بھجے دیو کے دو بیٹے ہوئے [illegible] دیو جبر سنگہ دیو
کالو تاجو دہ دیو ہوا جسکے دو بیٹے تھے مال دیو جگ دیو [illegible] اسکی اولاد مین سے راجگان جموں کا خاندان
ہے جو جموال کہلاتے ہین اور جبر سنگہ دیو کی اولاد سے [illegible] ہوا جسنے زراعت کا کام کرنا شروع کیا اوسکی اولاد
منہاس مشہور ہوئی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ چونکہ زراعت کا کام کرنا راجپوتون مین منع تھا اور انہون نے
اختیار کر لیا اسواسطے بطور تمسخر کے منہاس کہلائے [illegible] دیو جو مورث اعلی راجگان جموں کا تھا اوسکے تین بیٹے ہوئے
بکہار دیو سمیر دیو ناگ دیو اونمین سے بکہار دیو تو وطنی کے علاقہ مین جا کر آباد ہوا اوسکی اولاد اب تک
زمیندارہ وغیرہ کامون پر گذارہ کرتی ہے اور اوسی علاقہ مین رہتی ہے اور انمین سے [illegible] کے لوگ رانا کہلاتے
ہین ناگ دیو نے قصبہ منکوٹ آباد کیا جو جموں سے [illegible] کوس مشرق کو ہے اور ناگ دیو کی اولاد منکوٹہ
کہلاتی ہے سمیر دیو جموں کا راجہ ہوا اوسکی چوتھی پشت مین راجہ [illegible] دیو ہوا جسکے ایک بیٹے [illegible] نے شہر [illegible]
آباد کیا اوسکی اولاد [illegible] مشہور ہے دوسرا بیٹا [illegible] دیو کا [illegible] تھا جسکے ایک بیٹا [illegible] بسایا
اوسکی نسل [illegible] راجپوت کہلاتی ہے [illegible] دیو [illegible] پشت مین راجہ [illegible] ہوا اوسکے
چار بیٹے تھے راجہ [illegible] دیو بلونت دیو [illegible] دیو [illegible] ان چارون مین سے [illegible] انکا نام اور باقی
راجہ ہو گذرا ہے اوسکے وقت مین مہاراجہ رنجیت سنگہ نے [illegible] جموں کو غارت کیا اوسکے بعد اوسکا
[illegible] دیو گدی نشین ہوا جو [illegible] سکھون کی لڑائی مین مارا گیا اور گدی راج کی
کے خاندان سے جاتی رہی [illegible]
جموں مین [illegible]
[illegible]
اوسکے تین بیٹے تھے [illegible] گلاب سنگہ دہیان سنگہ سوچیت سنگہ [illegible]
خطاب پایا راجہ گلاب سنگہ کا بیٹا مہاراجہ رنبیر سنگہ [illegible] سلطنت جموں [illegible] راجہ سوچیت سنگہ لاولد [illegible]
[illegible] دہیان سنگہ کے [illegible] راجہ ہیرا سنگہ [illegible]

قتل ہوا راجہ جواہر سنگہ والد مہاراجہ موتی سنگہ جموں میں موجود ہی انکی خاندان میں ٹہاٹہیا ریاست کا مالک
ہوتا ہی اور راجہ کہلاتا ہی اور چہوٹے میان کہلاتے ہیں چہوٹا لڑکی کو جی دیا سلام کے عوض کہتا ہی بلکہ [illegible]
یا جموال راجپوت بہی [illegible] انکو جی دیا کہتی ہیں اسیطرح منہاس راجپوت بہی سب چہوٹا لڑکون کو جی دیا اور [illegible]
منہاس کو رام رام کہا کرتے ہیں منہاس قوم ضلع سیالکوٹ میں ہندو بکثرت اور مسلمان کم رہتی ہیں۔

اعوان یہہ لوگ اپنے آپکو امام قاسم حضرت علی کے صاحبزادہ کی اولاد کہتی ہیں [illegible] اور انکا مسمی
قطب شاہ [illegible] غزنی میں آیا اور اولاد اوسکی غزنین و کابل و پشاور وغیرہ میں آباد ہوئی وجہ تسمیہ
اعوان اسطرح [illegible] ہی کہ جب یہہ لوگ کابل و غزنین وغیرہ میں تہے تو انکا یہہ طریق رہا
کہ جو بادشاہ غزنی کے طرف سے ہندوستان کے ملک پر حملہ آور ہوتا تہا یہہ لوگ لوٹ مار غارت و تاراج مال اوسکو [illegible]
[illegible] بادشاہ کو اعوان یعنی مددگار رہتی اسطرح بادشاہی فوج میں انکو اعوان یعنی مددگار کہنے لگے [illegible]
اسوقت [illegible] فوج بادشاہوں کے ساتہہ سوا سلطانی فوج کے ہوتی تہی وہ سب اعوانی کہلاتی تہی اس فوج
یہہ پنجاب میں آکر جا بجا رہگئی اور اونہی اعوان کے لقب سے ملقب ہو گئے [illegible] قوم میں [illegible] اونکی بزرگوں کے نام
مشہور ہیں **کہو کہران راجپوت** یہہ قوم راجگان دہلی کی اولاد ہیں انکی بزرگون کی سلطنت
بعد شکست دہلی [illegible] تاریخ کے کتابوں میں لکہا ہی یہہ [illegible] راجپوتوں کے ساتہہ
ملا [illegible] پنجاب میں یہہ قوم اب بکثرت مسلمان ہو گئی ہی بعض ہندو بہی ہیں **کہوکہر راجپوت**
یہہ قوم کوئی خاص [illegible] اصلی [illegible] معلوم نہیں ہوسکتی ہی ہر ایک گوت والی اپنی آپکو الگ الگ [illegible]
کے ساتہہ منسوب کرتے ہیں اور [illegible] راجپوت کہلاتے ہیں **قوم جاٹ** یہہ قوم پنجاب میں بکثرت
آباد ہی کوئی ایسا شہر یا قصبہ یا گاؤں نہیں ہی جسمیں یہہ قوم آباد نہو کیونکہ بڑا ہی زمیندار ہی پنجاب میں جاٹوں کی
بہت سی [illegible] مسلمان ہو گئی ہیں اور سکہہ بکثرت ہیں رنجیت سنگہ والی لاہور بہی سانسی گوت کا جاٹ تہا اوسکی وقت میں
جاٹوں نے بڑی ترقی پائی [illegible] سردار جرنیل کرنیل رنجیت سنگہ کے دربار اور فوج میں مقرر ہوکے
جاگیریں پائیں مگر یہہ لوگ اصلی جاٹ کے سب شخص نہیں ہیں بلکہ اور قوموں راجپوتوں وغیرہ سے بگڑ کر جاٹ
بن گئی ہیں اصلی جاٹوں کا قول ہی کہ مہادیو کی جٹا سی پیدا ہوا تہا اسم اسکا شیو جی [illegible] اوسکا نام
جاٹ رکہا [illegible] کا کام [illegible] یہہ لوگ نہایت محنتی ہوتی ہیں اور زن و مرد اپنا کام [illegible]
[illegible] مصروف رہتی ہیں رنجیت سنگہ کی فوج میں یا انگریزی کی کام بہی انہوں نے اچہا [illegible] اب بہی
انگریزی فوج میں جاٹ بہت [illegible] ہیں خاص لاہور کے اندر بہی مسلمان جاٹ بہت ہیں [illegible] خراس چلا کر
آٹا پیسنے کا کام کرتے ہیں [illegible] اس قوم کا اصلی [illegible] سرکشی [illegible]

بہن ملی ہوئی ہے دوستی کرنے کے مطلب کی پکے ہین جاٹون سے ہزارون گوت ہین جنکی تفصیل کیواسطے
ایک علیحدہ دفتر چاہیئے اسواسطے چند قومون کا مختصر حال تحریر ہوتا ہی یا جوہی جاٹ اس قوم کا اصلی
بجو راجپوتون مین تحریر ہو چکا ہی اور چونکہ انکی مورث اعلی کالس راجہ شلب کی بیٹے نے شادی اپنی سنار
کی لڑکی سی کرلی تھی اسواسطے یہ ہم جدی راجپوتون سے الگ ہوکر جاٹ بن گیا چیمہ جاٹ اس قوم
کا نکاس راجپوتونسے ہی اور اونکا قول ہی کہ بزرگ ہمارا راجہ پرتھی راج المشہور رای پتھورا دہلی کا راجہ تھا جب وہ
سلطان شہاب الدین وعلاء الدین غوری کی لڑائی مین گرفتار ہوکر قتل ہوا تو اوسکے بعد اوسکا بیٹا پہوتھ ملی
پھر اوسکا بیٹا رانا کہسک ہوا کہسک کی آٹھ بیٹے تھے جسمین سی آٹھوان رانا دہول تھا دہول چار بیٹے تھی جنمین
چوتھا چیمہ تھا جو اس قوم کا مورث اعلی ہی اور اوسیکے نام سے یہ قوم موسوم ہی رای پتھورا کی مرنے کے بعد پتھو ملی
اوسکا بیٹا دہلی سے نکلکر موضع کانگر علاقہ دہلی آباد ہوا اور چار پشتین اوسکی وہان رہتی رہین آخر اون مین اودہن
بن چیمہ وہانسے چلا آیا اور بیاس کی کنارہ ہرگوبندپورہ کی متصل آباد ہوا اور ایک گانو آباد کرکے اپنی دادا کی نام پر
نام اوسکا چیمہ رکھا مدت تک اولاد اوسکی وہان رہتی رہی پھر بعہد فیروز شاہ و اورنگ زیب عالمگیر اوسکی اولاد
مسلمان ہوگئی اور بسبب اسکے کہ رشتہ اونکی پنجاب مین جاٹون کی ہوگئی تھی جاٹ کہلانے لگے ناگری جاٹ
یہ لوگ بھی اپنی آپکو رای پتھورا کی اولاد کہتے ہین اور اونکا بیان ہی کہ مسمی ناگر مورث اعلی ہمارا اول دہلی سے
نکلکر پنجاب مین آیا اور ضلع جالندھر مین آکر اوسنے کاشتکاری شروع کی تھی جب اوسکی اولاد کثرت سے ہوگئی تو پنجاب پھیل
گئی اور بسبب ہونی رشتون کی جاٹونکی ساتھ جاٹ کہلانے لگے ورکو جاٹ یہ قوم ضلع گوجرانوالہ [illegible] و
سیالکوٹ مین بکثرت آباد ہی انکا بیان ہی کہ پہلے مسمی مہاج بزرگ ہمارا الکھی جنگل سے پنجاب مین آیا اوسکے پانچ بیٹے تھی
اورک سوال کور دیول دلو سوہر ایک کی اولاد کا اونکی نام سے علیحدہ علیحدہ گوت ہی اورک کی
اولاد ورکو جاٹ کہلاتی ہی سندہو جاٹ اس قوم کا بیان ہی کہ ہم اصل مین سورج بنسی راجپوتون کی
ایک شاخ ہین جو رگھو بنسی مشہور ہین راجہ راجیند ہمارا بزرگ تھا مگر جاٹ اسواسطے مشہور ہوگئے کہ جب شاہان اسلام
کی آمد و رفت ہند مین ہوئی تو ہمارے بزرگ جنکی حکومت و سلطنت تباہ ہوچکی تھی اونکی نوکر ہوگئے سب سے پہلے
اونہون نے نوکری سلطان محمود غزنوی کی اختیار کی اور اوسکے ساتھ غزنی کو چلے گئے اور اوسی جگہ سکونت
اختیار کی پھر بھی جب جب بادشاہ کا ہند پر حملہ ہوتا رہا تو اونکی فوج مین بھی ہمارے بزرگ نوکر ہوکر ساتھ آیا
کرتے تھے اسی آمد و رفت مین بہت سے تو اونمین پنجاب مین رہے اور بہتون نے ہندوستان کی سکونت اختیار
کی اور بہت سے پھر ولایت کو چلے گئے اکبرشاہ بادشاہ کے وقت مسمی اگر بزرگ ہمارے نے نوکری چھوڑ کر
کاشتکاری شروع کی اور موضع جگدیو کلان جو لاہور سے چودہ کوس پر آباد ہی رہنے لگا اوسکے پانچ بیٹے ہوئے

سندہو ساہی گوترا یا جیسے نتیج ان پانچون سے پانچ گوت شروع ہوئی پھر سندہو کا بیٹا مسمی گن ہوا اوسکی اولاد سندہو کہلانے لگے اونمین سے بہت سے مسلمان ہوگئے اور بہت سے سکہہ ہے اب پنجاب مین اس قوم کو سکہہ بہت ہین

کاہلون جاٹ یہہ قوم اپنے آپ کو راجہ بکرماجیت کی اولاد بیان کرتی ہے اور کہتی ہے کہ بکرماجیت سے کئی پشت پیچہے راجہ جگدیو ہوا جو دہارانگری کا راج کرتا تھا راجہ جگدیو کی ذات پنوار تھی جب اوسکی چوتھی پشت سے مسمی کاہلون پیدا ہوا تو اوسکی اولاد اضلاع متفرق مین پہیل گئی اور اوسکے نام سے اپنا گوت کاہلون اونہون نے مقرر کیا پھر مسمی سولی جو کاہلون کے بعد چوتھی پشت سے پیدا ہوا وہ دہارانگری سے پنجاب مین آیا اور قصبہ بہاگووال متصل بٹالہ متعلق ضلع گورداسپور وہ اوسنے آباد کیا اب تمام پنجاب مین یہہ قوم پہیلی ہے اور رشتہ داری جاٹون سے جاٹ کہلاتی ہے

گہمن جاٹ وجنجوعہ راجپوت یہہ لوگ اپنے آپ کو راجہ دلیپ راجہ دہلی کی اولاد بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ راجہ دلیپ کے دوسری پشت مین راجہ بالکیسر تہا اوسکی اولاد سے ایک شخص جنجوعہ نام راجپوت ہوا جسکی اولاد جنجوعہ راجپوت ہین جنجوعہ کے بعد پانچوین پشت مین مسمی چودہ ہوا اوسکے ہرپال رتپال سنپال تین بیٹے تہے ہرپال و رتپال کی اولاد اب تک جنجوعہ کہلاتی ہے مگر سنپال امیر آدمی تہا اوسنے بہت سی عورتین غیر قومون کی گہر مین ڈال لین اور بہت بیٹے پیدا ہوئے اونمین ایک گہمن مورث اعلی گہمنون کا ہوا اوسکی اولاد کو بسبب اسکے کہ والدہ اسکی غیر قوم سے تہی راجپوتون نے اپنے سے علیحدہ کر دیا اسواسطے وہ جاٹون سے مل گئے بلکہ سنپال کے بائیس بیٹون کی اولاد جو اب بائیس گوت ہین سب جاٹ کہلاتی ہین پھر گہمن کے چہٹی پشت مین مسمی تخت پیدا ہوا وہ گدہ نامیالہ مین رہتا تہا پہلے اوسنے فیروز شاہ بادشاہ کی نوکری کی پھر راجہ جمون کا نوکر ہوا جمون کے نوکری چہوڑکر اوسنے سکونت اپنی موضع روڑیانوالہ ضلع سیالکوٹ جو اب اجڑا ہوا ہے اختیار کی اور زمینداری کرنے لگا اوسکی بہت سی اولاد پنجاب مین موجود ہے اور گہمن جاٹ کہلاتی ہے بعضی ہندو بعضی مسلمان بعضی سکہہ ہین

گوراہی وساہی جاٹ یہہ دونو گوت سندہو جاٹون کی ایک شاخ ہے جسکا حال سندہون کے ذکر مین تحریر ہو چکا ہے

پلہی جاٹ یہہ قوم بہی چندربنسی ہے اور راجہ پیدا جیت کی اولاد سے ہے بڑا انکا مسمی پلہی اپنے ملک سے مفلس و نادار ہو کر مع اپنے سات بیٹون کے پنجاب مین آیا اور مدت تک بدوش پہرتا رہا اوسکی چوتہی پشت سے مسمی نتہر پیدا ہوا اوسنے ایک گانو قصور کے علاقہ مین آباد کیا اور اوسکا نام رکہا اوسکی اولاد تمام پنجاب مین پہیل گئی اور رشتہ داری جاٹون سے جاٹ ہوگئی

ورک جاٹ یہہ قوم اپنے آپ کو راجگان جمون کی اولاد کہتی ہے اور بعض کہتے ہین کہ یہہ قوم منہاس کے مورث اعلی کے ساتہ اپنا شجرہ ملاتی ہے اور کہتی ہے کہ منہاس کی اولاد سے مسمی ورک پیدا ہوا جو بڑا صاحب عزت تہا

درویش تھا ایک روز وہ اپنی کوٹھے پر کھڑا تھا دیکھا کہ کوئی مست سانڈ یعنی جاموس کھلا ہوا بھاگا جاتا ہے
اور بہت سی عورتیں بچے بہت سے جوان اوسکو پکڑتے ہیں مگر ہاتھ نہیں آتا اور جو پکڑتا ہے اوسکو سینگوں سے اوٹھا کر دے مارتا ہے
اتفاقاً ایک عورت جوان پاکرہ سر پر دو گھڑے پانی کے اوٹھائے ہوئے وہاں آپہونچی اوسنے بہت جستی کے ساتھ
جاموس کو ایک ہاتھ سے پکڑ لیا اور ایسی مضبوطی سے روکا اور اوسکی سینگ پکڑ رکھے کہ اوسکو پھیر ہلنے کی طاقت نہیں رہی
جب درک نے اوس عورت کا ایسا صاحب قدرت دیکھا تو اوس سے شادی کرلی جب حمل ہوا اور نو مہینے کی میعاد
پوری ہونے کو تھی تو درک خود مرگیا اور عورت ساتھ ستی ہوئی جس وقت آگ دی گئی اوس وقت عورت کا پیٹ پھٹ گیا
اور ایک لڑکا پیٹ سے نکلکر آگ کے باہر آپڑا لوگوں نے چاہا کہ اسکو بھی کاٹ کر آگ میں ڈالدیں مگر بعض لوگ
مانع ہوئے اور اسکو ایک میراثی اٹھا کر لیگیا فقط آیا وہ کے علاقہ میں لے گیا اور پرورش کی اوسکا نام انگیار رکھا
چونکہ باپ اوسکا راجپوت اور ماں جاٹنی تھی اور پرورش بھی اوسکی میراثی کے گھر ہوئی اسواسطے راجپوتوں
نے اوسکو اپنے ساتھ نہ ملایا اور وہ جاٹ کہلانے لگا اب جسقدر درک جاٹ ہیں اوسی انگیار کی اولاد ہیں
اور اکثر مسلمانی مذہب رکھتے ہیں **منڈل جاٹ** یہ قوم اپنے آپکو سورج بنسی راجپوت بیان کرتی
ہے اور شجرہ اپنا راجہ رامچندر کے ساتھ ملاتی ہے انکا قول ہے کہ مسمی منڈل جد بزرگ ہمارا خاص اجودھیا کے رہنے والا
تھا اوس سے پانچویں پشت میں مسمی سارسیدا پیدا ہوا اوس سے جو کوئی حرکت خلاف رواج برادری کے ہوئی برادری
نے اوس سے ملنا چھوڑ دیا تب سارا چو دیا اپنی ملک پنجاب کو آیا اور موضع بوبکر ضلع امرتسر میں رہکر کاشتکاری
کرنے لگا اوسکی اولاد کثرت سے ہوئی کہ تمام پنجاب میں پھیل گئی اور بسبب رشتہ داری جاٹوں کے جاٹ کہلانے لگی
اب اس قوم میں ہندو مسلمان دونوں مذہب کے لوگ ہیں **چیمہ و جھول جاٹ** یہ دونوں قومیں
انکاس اپنا سورج بنسی راجپوتوں کو بتلاتی ہیں اور یہ کہتی ہیں کہ پہلی جا مورث اعلی ہمارا شہر اجودھیا علاقہ ملتان سے
پنجاب کو آیا اور سیالکوٹ کے علاقہ میں رہنے لگا اوسکے دو بیٹے چیمہ و جھول ہوئے جنہوں نے پہلے علاقہ تسر وغیرہ میں موضع
گوجرانوالہ آباد کیا پھر اونکی اولاد متفرق مقاموں میں جا کر آباد ہوئی اور بسبب رشتہ داری جاٹوں کے جاٹ کہلانے
لگی **قوم سیال و کھرل و دیدھر و ٹوانہ و گھیسہ و کھیر** انکاس ان قوموں کا راجپوت ہے اور
قوم پنوار سے مورث اعلی ان سب قوموں کا ایک ہی ہے چنانچہ مفصل حال ان سب کا اندر دیو تواریخ جھنگ کے
معلوم ہوسکتا ہے سیال جھنگ کو ذکر میں درج ہو چکا ہے **گورسی جاٹ** یہ لوگ
اپنے کو اصلی جاٹ کہتے ہیں اور انہیں کا قول ہے کہ بڑا مہاراج شیوجی کی جٹا سے پیدا ہوا اور جٹ بھدر اسکے نام سے
مشہور ہوا اسکا بیٹا ہیہر نام ہوا انون کی سلطنت میں بڑا نامی ہو گذرا ہے اور اپنی قوت بازو سے اوسنے
بیکانیر کے علاقہ میں کسی قدر علاقہ اپنے قبضہ میں کرلیا تھا اوسکی بارہ بیٹے تھے پونیان و کاسان چہاج پایا اور

پرنہرہ سو لکھیں چڑہایا جاتا ہے کیونکہ وہ ہناج لیٹر لگر کہ اون بارہ شبدون کے نام ہے اب بارہ قومین مشہور ہین
کاشب گوتری جاٹ یہہ قوم راجپوتون سے بگڑکر جاٹ بنے ہوئے ہین گوت انکی چھپی تین
لامبا تارو سندھو جانجل راٹھور پنوار ہین اون سرویا وغیرہ شمار ہین کاشب گوتری انکا ہوا
نام ہے کہ کاشب دوتا سہما کا بیٹا تھا جب کوئی ہندوؤن مین سے بسبب بگڑ جانے اپنی ذات کی برادری سے نکل
جاتا ہے تو وہ کاشب گوتری کہلاتا ہے **قوم چھپا** وہ یہہ لوگ پچھم کے طرف سے آکر آباد ہوکر
مسلمان زیادہ کہلاتے ہین اور بسبب اسکے کہ اصلی وطن اونکا چھپانہ ہے وہ اپنے آپ کو چھپی بھی کہلاتے ہین بعض
اونکو راٹھور بولتے ہین کہ راٹھور کے معنی سخت دل اور رہزن کے ہین یہہ انکے راجپوت تھے بگڑکر
جاٹ کہلانے لگے ہین انکی گوت بیشمار ہین مگر چار گوت اونمین مشہور ہین اول ہوہو جو ہانڈہ راجپوتون کے
قوم سے نکلی ہین دوسرے سوہن جنکے نام سے سوہو کہلاتے ہین دوسری یہہ لوگ بھائی ٹھٹور راجپوت
تھے اونکا مورث اعلی چھتری پال نام اپنی جاٹنی عورت پر عاشق ہوکر اوسکے بیاہ کا اور ذات نکل ہوکر
ہوا جاٹ کہلانے لگا تیسرے یہہ اون یہہ لوگ سروپہ راجپوتون کی نسل سے نکلے ہین بزرگ انکے حمزہ وسالم
مسلمان ہوئے اب یہہ قوم کل مسلمان ہے اور جاٹ کہلاتی ہے پٹیالہ کے علاقہ مین بمقام بانگر وغیرہ مین وہ زیادہ
بھی آباد ہین پہیادہ جاٹون کی قوم مین ہے ایک قوم گہنترا ایک گوت ہے جو خاص لاہور مین قنوجا کہتے ہین ——
ٹھٹور راجپوت اسقوم کا شجرہ چندر بنسی راجون کے ساتھ ملتا ہے اور مورث اعلی اسقوم کا راجہ
اننگ پال تنور دہلی کے راج کا راجہ تھا اور یہہ پال اننگ پال کے بھائی نے حملہ مسار جاگیر بن یا کر قصبہ
بہونہ آباد کیا اب یہہ قوم ریاست پٹیالہ مین بہت آباد ہے **سید** اہل اسلام مین یہہ قوم سب سے بزرگ شریف
کہلاتی ہے اگرچہ بخاری سبزواری بہاکھری ترمذی گیلانی سامری وغیرہ گوت انکی بہت ہین مگر اصل مین حسنی
وحسینی دو قسم کے سید مشہور ہین حسنی سید تو امام حسن علیہ السلام اور حسینی امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد
ہین پنجاب مین حسنی گیلانی سنی مذہب حضرت غوث الاعظم محی الدین گیلانی کی اولاد سے ہین اور حسینی سید شیعہ
ہین وہ بارہ امامون مین سے کسی نہ کسی امام کے ساتھ اپنا شجرہ ملا دیتے ہین مگر ان مین سے بعضے شیعہ مذہب اور بعضے
سنی ہین مگر شمسی سیادت کے سب شیعہ ہین سنی مذہب اونکو عار ہے **قریشی** اہل اسلام مین یہہ قوم بھی
شریف قوم ہے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریشی تھے گوت انکی بہت ہین جو قریشی کہلاتے ہین اصحابہ کی
اولاد ہین انھین کے نام سے اونکا گوت ہے مثلاً صدیقی ابوبکر صدیق فاروقی عمر فاروق عثمانی حضرت عثمان علوی
ہوا ہے ذریعہ امام حسن وحسین کے مرتضی علی کی اولاد کہلاتے ہین عارفی وسعدی قریشی اپنے آپ کو حضرت عارف
و اسعد سے منسوب کرتے ہین علی ہذا القیاس پنجاب مین اکثر صدیقی واسدی وعارفی قریشی رہتے ہین اور یہہ مشہور ہین

ذکریا ملتانی کے اولاد ملتانی اسدی مین عام و خاص مسلمان اس قوم کا ہی سیدون کے طرح ادب کرتی ہی —

مغل اصل اسقوم کا ملک تاتار چنگیز خان تاتاری امین سی بڑا بادشاہ ہوگذرا ہی مذہب انکا پہلی بت پرستی تھا مگر جب چنگیز خان کا پوتا مسلمان ہوا تو یہہ قوم بکثرت مسلمان ہوگئی شاہان چغتائی بھی چغتائی خان سے لیکر بابر شاہ تک سب مسلمان تھی چونکہ پہلی بادشاہون کے وقت بھی مغلیہ فوج کے حملے واسطے پنجاب پر ہوتی رہی اور پھر انکی سو برس تک مغلیہ سلطنت رہی اسواسطے یہہ قوم ہند و پنجاب مین بکثرت آباد ہوگئی اب اونہین کی اولاد [illegible] مرزا کہلاتے ہین اور انکی نام کے ساتھہ بیگ کا لفظ ضرور شامل ہوتا ہی زراعت کا کام یہہ قوم کم کرتی ہی سپاہیگری یا نوکری پیشہ ہین قریشی و سید وغیرہ بھی انکے لڑکیون کے ناطہ ہوجاتی ہین **افغان** یا **پٹھان** مورث اعلی اسقوم کا قیس تھا جسنے بحضور جناب علی المرتضی کرم اللہ وجہہ اسلام قبول کرلیا — عبدالرشید خطاب پایا یہہ قوم اول کوہ غور مین رہتی تھی بعد ازان کوہ سلیمان و کوہ خیبر و سوات و تیرہ و کابل و قندھار مین پھیل گئی اور وہ کل علاقہ افغانستان کہلانے لگا اور سبب اسکے کہ شاہان لودی و شیر شاہ و احمد شاہ درانی کی مدت تک پنجاب مین سلطنت رہی اسواسطے یہہ قوم پنجاب مین بھی بکثرت آباد ہوگئی یہہ لوگ سپاہگری و محنتی ہین [illegible] وسفاکی و قتل و غارت انکی ذات پر ختم ہی گوت انکی بیشمار ہین اگر بیان ہون تو بہت طوالت ہوتی ہی **شیخ** اصل [illegible] اور بزرگ کی [illegible] زبان [illegible] بھی شیخ کہلاتے ہین فقیر لوگ بھی اپنے مرشد کو شیخ کہتی ہین مگر پنجاب مین شیخ اوسکو کہتی ہین جو ہندو مذہب چھوڑکر اسلام قبول کری **خوجہ** پنجاب مین یہہ قوم بہت ہی انکی بزرگ ہندو اروڑے تھی عالمگیر اورنگزیب کے وقت یہہ لوگ بزور شمشیر اور بعض برضا و رغبت مسلمان ہوگئے گوت انکی اب بھی پہلی اروڑہ و کھتری گوت ہین اور دوکانداری وغیرہ کا کام کرتے ہین **ڈوگر** یہہ لوگ پنجاب کے جنوبی حصہ مین بکثرت آباد ہین راجپوت قوم سی انکا نکاس ہی وجہ تسمیہ یہہ ہی کہ اسلامی سلطنت کی وقت انکی بزرگ [illegible] بھاگ گئے تھی اسواسطے دھوکر مشہور تھی اب بکثرت استعمال دھوکر ڈوگر باقی رہ گیا اور انکا خاص بیان یہہ ہی کہ بزرگ ہمارا [illegible] جمون ملک ڈوگرہ سی نکل آئی تھی اسواسطے ہمارا گوت ڈوگر ہی کہ اصل مین ہم ڈوگرہ کے ملک [illegible] مین ڈیڈہ سو کے قریب اسقوم کی گوت ہین اور مذہب مسلمانی ہی چوری غارتگری [illegible] مین رکھتی **قوم کشمیری** یہہ قوم پنجاب مین بہت ہی نکاس اپنا کھتریون سی بتلاتی ہین مورث اعلی انکا [illegible] نام [illegible] یہہ قوم [illegible] گوت انکی بہت ہین مذہب انکا مسلمانی ہی بعض ہندو [illegible] دغا بازی انکی مشہور ہی اسلامیہ سلطنت کے ضعف کی وقت اسقوم [illegible] اور [illegible] جب [illegible] انکی کثرت [illegible] کو بھی [illegible] علاقہ پاکپتن و جہرہ و چونیان کے طرف بکثرت رہتی ہین **ساہو مسلمان** اصلی وطن انکا کشمیر [illegible]

عرصہ ہوا کہ یہہ لوگ کشمیر سے پنجاب میں آکر خاص لاہور میں سکونت پذیر ہوئے مدت تک انکا یہی کام تھا اور ریشم کے واسطے غیر معین مقام پنجاب یہہ حال ہے کہ انکی ترقی کمال ہے لاہور میں ایک محلہ صرف انہیں کے نام سے مشہور ہوگیا ہے سابق سب کرایہ دار تھے سرگشتہ پریشان روزگار تھے اب بڑی بڑی عالیشان مکان میں فراغت کے سامان ہیں معاش انکا یہہ بھی کہ یہہ لوگ ہندوستان کے دور دور ملکون میں نکل جاتے ہیں اور بھیس بدل کر کوئی مجذوب فقیر کوئی سالک پیر کوئی مفلس کوئی غریب کوئی حکیم کوئی طبیب کوئی عالم کوئی عامل کوئی تاجر کوئی بیوپاری بنکر سادہ لوح سنت بن جاتا ہے اور پھر ایک روپیہ میں آکر دس کا لاتا ہے اکثر غریب انکا فقیری و مجذوبی کے مقبرہ دنیا میں لوگ بہت کھا جاتے ہیں اور بعضوں کو تو ایسا موقع نیک حاصل ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی ایک راجہ یا رئیس سے خاطرخواہ روپیہ حاصل ہو جاتا ہے پردیس میں جاکر یہہ اپنے نام بھی بدل لیتے ہیں کسیکا نام شطرنجی شاہ وفا کسیکا قلندر شاہ کسیکا زنجیر شاہ علی ہذا القیاس ہوتا ہے بولی فارسی ہندوستانی پشتو کشمیری پنجابی سطرح کی صاف شستہ بولتے ہیں جب یہہ روپیہ خاطرخواہ پیدا ہوجاتا ہے تو لاہور میں آکر گھر میں بیٹھ حال دو سال تک آرام تمام کہاتے ہیں جب ختم ہو جاتا ہے تو پھر سفر کی تیاری ہوتی ہے اسیطرح سب کا گذارہ ہے مگر اب بعض ساہوکار کتاب فروشی و تجارت بھی کرتے ہیں

قوم بلوچ یہہ قوم ترکمان قوم سے نکلی ہے پہلے اسقوم کا قیام ماوراء النہر کے علاقہ میں تھا وہان ہمراہ کسی بادشاہ کے ایران میں آئی اور قیام اونکا اوس ملک میں مدت تک رہا دائمی جب شاہان وقت انکی طرف بعلت مفسدہ پردازی بدظن ہوگئے تو یہہ وہان سے بھی نکلے اور جابجا منتشر ہوکر بطور خانہ بدوش ہندوستان پہنچے لگے زبان انکی اوسوقت فارسی تھی ایک فرقہ تو کیچ و مکران میں آکر آباد ہوا اور ایک فرقہ خراسان کے متعلقہ جنگلون اور پہاڑون میں پھیل گیا زبان میں بھی تغیر پیدا ہوگیا چنانچہ اب بھی بلوچی زبان میں فارسی الفاظ بہت ہیں فتح مکران سے یہہ نکلکر ضلع ڈیرہ غازیخان و اسماعیل خان وغیرہ علاقجات دامان کوہ غربی میں آبسے یہہ لوگ اونٹ بہت رکھتے ہیں زمینداری بھی کرتے ہیں اور اگر بلوچون سے انکا اصل پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ ہم حضرت امیر حمزہ رسول مقبول علیہ السلام کے چچا کی اولاد ہیں اور ہمارے بزرگ عرب سے آئے تھے بعض اپنا شجرہ بدیع الزمان پسر امیر حمزہ اور بعض عمر پسر امیر حمزہ کے ساتھ ملاتے ہیں خلفاء بنی امیہ کے وقت جب محمد قاسم نے خراسان فتح کر کے بلوچستان فتح کیا تو اوسکے ہاتھ پر یہہ سب قوم مسلمان ہوگئی یہہ قوم عموماً جاہل بے علم دہقان بادیہ نشین ہے نہ باسہ اسلام میں کچھ لیاقت انہوں نے حاصل کی اور بعض مقامات پر فرمان فرما بھی ہوئی چنانچہ غازیخان بانی ڈیرہ غازیخان بھی بلوچ تھا اور ریاست خیلات قلات کی اب تک موجود ہے انکی علیحدہ علیحدہ خاندانون کو تمن کہتے ہیں اور تمن میں ایک تمندار ہوتا ہے اس زمانہ میں زیادہ تر یہہ قوم کنارہ نہر سندھ پر آباد ہے کہ نام اوسکا بلوچستان مشہور ہے دریائے سندھ سے لیکر جلیم

فارس کے دہانہ تک اسکے ملک کی وسعت ہی بلوچستان کے شمالی حد پر ریگستان بہت ہین اور چند پہاڑ بھی واقع ہین
جب ہمایون بادشاہ دوبارہ خراسان سے دہلی کو آیا اوسوقت میر چاکر سردار قوم بلوچ کا معہ اپنی قوم کے ہمراہ
بادشاہ دہلی تک گیا اور جنگ کے معرکون مین خدمات شائستہ بجالایا بادشاہ نے بعوض خدمت اوسکو علاقہ
ستگہرہ جاگیر مین عنایت کیا اور وہ ستگہرہ مین قیام پذیر ہوکر وہان ہی مرگیا اس سبب سے اوس علاقہ مین بھی
یہ لوگ بکثرت آباد ہین رفتہ رفتہ یہ قوم اتنی بڑہی کہ افغانستان تک انکی آبادیان ہوتی چلی گئی اور ملتان
تک پہیلتی ہوئی چلی آئی شاہ حسین لنگاہ حاکم ملتان کے وقت بھی اسقوم کی بڑی ترقی ہوئی اور سہراب بلوچ منظور
شاہ حسین ہوا اور جاگیردار بنا اور بلوچ بھی اوسکے وقت جاگیردار تھے جنکی جاگیرین دریای سندہ کے کنارے تہین
غرض کثرت اس قوم کی سوای علاقجات مذکورہ کے اور شہرون مین نہین ہے چونکہ اسقوم کے ذکر مین نصیر خان قلات کا
درمیان آگیا ہی مناسب ہے کہ اوسکا ذکر مختصراً درج کتاب ہو **ذکر ریاست قلات** یہ ایک علیحدہ ریاست
خودمختار ہی مین علاقہ والی کابل اور سرکار انگریزی کی ہی تمام قوم بلوچ مین سے یہی آجکل ایک بڑی ریاست ہی ابتدای حال اسکا یہ
ہی کہ عبداللہ خان قوم بروہی کا سردار ایک بڑا بہادر آدمی تھا اوسنے اپنا تصرف قلات کے علاقہ پر
کرلیا چونکہ اسی علاقہ مین سے کچھہ علاقہ یار محمد خان ہمرائی کے تصرف مین تھا عبداللہ خان اور یار محمد خان
کی آپسمین لڑائی ہوئی تھی عبداللہ خان لڑائی مین مارا گیا احمد شاہ بادشاہ خراسان نے محبت خان عبداللہ خان
کے بیٹے کو اور دیگر کچھہ علاقہ بطور خون بہا عبداللہ خان کے یار محمد خان سے دلا دیا چونکہ محبت خان چاہتا تھا کہ کل علاقہ
یار محمد خان کا [illegible] بادشاہی حکم سے منحرف ہوکر یار محمد خان کے ساتھہ مستعد جنگ ہوا بادشاہ نے اپنا فرمان
پہنچنا [illegible] ہوکر [illegible] فوج محبت خان کو معہ اوسکے فرزند نصیر خان کے گرفتار کرلیا محبت خان تو قتل کیا گیا
اور نصیر خان چند روز قید رہا اتنے عرصہ مین علیمردان خان ہرات مین باغی ہوگیا بادشاہ نے نصیر خان کو رہا
کرکے افسر فوج بنایا اور ہرات کے مہم پر مامور کیا نصیر خان ہرات جاکر فتحیاب ہوا اوس خدمت کے عوض مین
بادشاہ نے قلات کا ملک نصیر خان کو بخش دیا بعد ازان جب بادشاہ پنجاب مین آیا تو بھی نصیر خان خدمات
شائستہ بجالایا اور اونکی عوض علاقہ ہرند جاگیر مین پایا یہ نصیر خان بڑا نامور بہادر دلیر لایق سردار تھا تمام
قوم بلوچ نے اسکو اپنا افسر فرمانروا کیا تھا اسکا [illegible] ہزار [illegible] قافلے سوداگرون کے اسکے وقت
درہ بولن سے آتے اور لاکہون روپیہ کا مال ہرات و قندہار سے لاکر ہندوستان مین فروخت کرتے اسکے تین بیٹے تھے
مصطفی خان محمد رحیم خان محمود خان بعد وفات اسکے مصطفی خان مسندنشین ہوا اوسکو محمد رحیم خان اوسکے بھائی
نے مار ڈالا اور ہرند کو بھاگ آیا اوسوقت محمود خان خوردسال تھا معاملات ریاست اونکی والدہ کی تسلی و دلاسا
دیکر محمد رحیم خان کو اپنے پاس بلایا مگر وہ راہ مین مرگیا اور اسکے مرگ کا باعث معلوم نہوا اوسکے بعد محمود خان جانشین

ہوا اسیطرح علاقہ ہرند مہاراجہ رنجیت سنگہ نے چہین لیا اور قلات کے ملک مین بے انتظامی ہوگئی محمود خان کے
بعد مہراب خان اوسکا بیٹا جانشین ہوا ۱۸۳۹ع مین جب سرکار انگریزی بحمایت شاہ شجاع الملک کے فوج
لیکر اِس ملک سے گذری تو وہ ناعاقبت اندیش مقابلہ پیش آیا اور لڑائی مین مارا گیا اور ملک سرکار
کے قبضہ مین آگیا تہوڑے سال کے پیچہے یہہ ملک نصیر خان پسر مہراب خان کو عطا کر دیا بلکہ واسطے حفاظت
درہ بولن کے پچاس ہزار روپیہ نقد سالانہ دینا منظور کیا چند سال انتظام اچہا رہا اور آمد رفت سوداگرون کی
ہوتی رہی ۱۸۵۷ع مین نصیر خان مرگیا اور خداداد خان بیٹا اوسکا مسند نشین ہوا اسکے وقت پہر ملک مین بے انتظامی
پہیلی اور اکثر سرداران سلطنت بگڑ گئے کشت و خون ہونے لگا پچاس ہزار روپیہ سالانہ سرکاری بہی دینا بند کر دیا جب نہایت
ابتری ہوئی تو سرکار نے پہر اس ریاست کے انتظام کی طرف متوجہ ہوئی چنانچہ اب یہہ ریاست زیر حمایت سرکار
انگریزی کے ہے **گوجر** یہہ قوم پنجاب مین بکثرت رہتی ہے مویشی پالنا اور دودہ بیچنا اونکا کام ہے
اصل مین گوچر انکا نام ہے کہ گؤ چرانے والے کو کہتے ہین اب گوچر کا لفظ بگڑ کر گوجر بن گیا یہہ لوگ دودہ
مین پانی بہی اکثر ڈالدیتے ہین اصلی دودہ بیچنے والا انمین کوئی بہت ہی کم ہوگا مذہب انکا مسلمانی ہے —
ارائین اسقوم کے گوت بیشمار ہین نکاس اپنا یہہ راجپوتون اور کہتریون سے بیان کرتے ہین پہلے یہہ لوگ
اُچ کے علاقہ مین رہتے تہے آخر لنگاہی سلطنت کی زور تعدی سے تنگ آکر پنجاب کیطرف آئے اور اسقدر پہیلے کہ
اب کوئی شہر و قصبہ دیکہا تو انسے خالی نہین ہے انمین کاشتکار بہت ہین اور بعض سبزی فروشی وغیرہ کا شغل
بہی مصروف ہین انگریزی سلطنت مین یہہ قوم فارسی و انگریزی علم بہی بہت پڑہ گئی ہے **پافندہ**
اصل مین یہہ ایک پیشہ سفید بافی کا ہے مگر اب یہہ ایک قوم مشہور ہوگئی ہے قومین اور گوت انکی مختلف ہین اچ
جولاہہ کہلاتے ہین **بہاٹیہ** یہہ ایک قوم ہندوؤن کے قومون مین سے مثل اروڑون کے مشہور ہے دودہ کا
بیوپار انکا کام ہے **بہیروپیہ** یہہ قوم نکاس اپنا چوہان راجپوتون سے بتلاتی ہے پہلے یہہ بطور خانہ بدوشون
کے رہتی تہی اور طرح طرح مکر و فریب سے معاش پیدا کرتی تہی اسواسطے بہروپیہ مشہور ہوئی اور یہہ لوگ اکثر لوگون کو
سوانگ و نقل بہی کرتے ہین **بلہی وارہ** یہہ ایک آوارہ و خانہ بدوش قوم پنجاب مین ہے جو ملک
ملک و علاقہ بعلاقہ پہرتے رہتے ہین کسی مذہب کے پابند نہین ہین **تیلی** یہہ قوم تیل نکالنے کا کام کرتی ہے
گوت انکی بہت ہین مسلمانی مذہب رکہتے ہین **لوہار ترکہان** یہہ دو قومین فی الحقیقت ایک ذات
لکڑی و لوہے و معماری کا کام کرتے ہین پنجاب مین مسلمان بہت ہین بلکہ بے شمار ہین بعض سکہہ و ہندو بہی ہین گوت
انکی بیشمار ہین **چہینبا یا دہوبی** یہہ قوم کپڑے دہونے اور رنگنے کا کام کرتی ہین خیاطی کرنا بہی انکا کام
ہے مسلمان بہت ہندو کم ہین **جہینور** یہہ قوم ہندو و مسلمان دونو قسم کی ہے ہندو جہینور کہار نان پز کا

کام کرتی اور ڈھولکی کی سواری اوٹھاتے ہین گوت انکی بکثرت ہین مسلمان جھینور مشک اوٹھاتے ہین اور
دیہات مین نان پزی و خدمتگاری کرتے ہین **چمار** یہہ لوگ پنجاب مین اکثر دیہات مین ہین مگر پنجابی موچے
علیحدہ ہین گوت انکی بہت ہین موچی تمام مسلمان ہین چمارون کا کوئی مذہب نہین ہے **چنگڑ** یہہ لوگ
کبھی باہر ہوتے ہین کسی گانو یا شہر مین مقیم نہین رہتی جاڑون کے دنون مین شہرون اور قصبون کے باہر آکر
کہیمان لگاتی ہین محنت مزدوری انکا کام ہی یا ہے انکا اسلام یعنی انمین سے اب شہرون اور قصبون مین مقیم
بھی ہوگئی ہین اور مکانات بنالیے ہین **نائی** یہہ لوگ بھی اپنی گوت بہت رکھتی ہین موتراشی و حجامت و جراحی
و خدمتگاری انکا کام ہی ہے **راول** یہہ لوگ جوگی کہلاتی ہین کام انکا اصلی گدائی ہے بعض انمین سے فال بینی
اور رمالی کا کام کرتی ہین اور بعض مدح خوانی کر کے مانگتی ہین بعض بیدحکیم کہہ کر گانون مین پھرتی ہین گوت
انکی بہت ہین لاہور مین خاص ایک محلہ انکا آبادی ہے **سانسی** یہہ لوگ آوارہ گرد اور خانہ بدوش ہین
مردار خواری اور چوری انکا کام ہے ہر ایک جانور کو مار کر کہا لیتی ہین کتی بلی گیدڑ چوہا لومڑ وغیرہ کسی جانور
کے کہانے سے پرہیز نہین کرتے گانو گانو دیرہ بدیرہ پھرتے اور چوری کرتے ہین **ککی زئی** یعنی یہہ لوگ
ہندو کلال تھی جب مسلمان ہوئی تو کوئی شخص مسمی ککا انکا مورث اعلی ہوا اوسکی نام سے یہہ ککی زئی مشہور ہوے
اور زئی پشتو زبان مین اولاد کو کہتی ہین اگرچہ یہہ لفظ افغانون کے قوم مین رائج ہے مگر انمین بھی مستعمل ہوگیا ہے
اب یہہ لوگ شیخ بھی کہلاتے ہین پیشہ انکا غلہ کا بیوپار و پشمینہ فروشی و سوداگری و دوکانداری وغیرہ ہے
[illegible] پنجاب مین یہہ ایک قوم ہندو و مسلمان سے الگ ہے اگرچہ وہ اپنی آپ کو ہندو ظاہر کرتی ہین مگر
اونکی عادات و اطوار ایسی ہین کہ ہندو و مسلمان ہردو قوم انسی پرہیز کرتے ہین مگر چمارون اور چوہڑون اور
سانسیون سے یہہ اپنے آپ کو افضل سمجھتے ہین حرام نہین کہاتے اب ضلع لاہور و سیالکوٹ وغیرہ مین یہہ لوگ بہت
ہین اور کشتکاری کرتے ہین موضع لیان والہ وغیرہ مین انکی ملکیت بھی ہے **مصلی** یعنی یہہ لوگ
بھنگی قوم چوہڑی تھے پھر مسلمان ہوئے او مصلے یعنی نمازی کہلانے لگے پنجاب مین یہہ قوم بکثرت ہے **میراثی**
یہہ لوگ پیشہ کرسی خوانی و خدمتگاری زمیندارون کا کام رکھتی ہین ہر ایک ججمان کا کرسی نامہ نام بنام انکو
یاد ہوتا ہے نسبت و شادی کے وقت مجموعہ عام مین کرسی نامہ پڑھتی ہین حق حقوق انکو زمیندارون سے اوپر
جو مقرر ہین اوسی انکا گذارہ ہے چونکہ یہہ کام انکا قدیمی ارث ہے اسواسطے میراثی کہلاتی ہین **کشمیری**
یہہ نام اگرچہ کشمیر کے ملک کی ساتھہ منسوب ہے مگر پنجاب مین اب یہہ ایک قوم مقرر ہوگئی انکی گوت ہزارون ہین
جنمین [illegible] وغیرہ ہر ایک طرح کے لوگ ہین اونمین سے ایک ہندو کشمیری پنڈت ہین جو فارسی
خواندہ ہوتی ہین اور اچھی اچھی عہدون پر مامور ہین مسلمان کشمیری ڈار و بٹ وغیرہ اکثر پنجاب مین شالبافی

خشت فروشی و بارکشی وغیرہ کا کام کرتے ہین بعضی سفیدبافی مین مصروف ہین شالی کوبی بھی انہین کا کام ہے

ڈہولیے یہہ قوم خاص پنجاب مین رہتی ہے سیداحمد سخی سرور سلطان کے یہہ مداح و ملازم ہین اور انکا پیشہ
ہین گدائی و دریوزہ گری ہے انکا گزارہ ہی گدائی کے وقت ایک کے ہاتھہ مین علم ہوتا ہی اور دوسرا ڈہول بجاتا
اور منہہ سے حضرت کی تعریف کے گیت گاتے جاتے ہین ڈہولکی اور نگاہے کے میلے کے قافلون کے ساتھہ یہہ شریک
ہوتے ہین اور ڈہول بجاتے اور ناچتے ہوئے قافلے کے ساتھہ جاتے ہین لاہور مین جو سرور کے قدمون کا میلہ
ہوتا ہی اوسوقت بھی یہہ ہزارون جمع ہوکر آتے ہین **سپیلہی** یہہ قوم بھی خانہ بدوش قوم ہے انکا کام
سانپ پکڑنا اور بین بجانا اور لوگون کو سانپ دکہانا اور گدائی کرنا اسکا کام ہے اکثر انہین جوگیون کی طرح
کانون مین مندرین پہنی رکہتی ہین اور گورو گورکہناتہہ کے چیلے کہلاتے ہین ہندو و مسلمان کی انمین کچہہ تمیز
نہین ہی دونو کے ہاتھہ کا کہانا کہالیتی ہین **قصاب** یہہ ایک مشہور قوم ہی اخراج انکا اکثر تیلیون کی
سے ہے گوت انکی بیشمار ہین گوشت کا بیچنا اور بکرون وغیرہ جانورون کا ذبح کرنا انکا کام ہے **میراثی یعنی**
ڈوم پنجاب مین یہہ قوم شہرون اور قصبون مین بکثرت ہی یہہ لوگ راگ گاتے اور سارنگی و ستار
وطبلہ وساز بجاتے ہین بعض تو انمین قوال ہین جو مشایخ کے سماع کی مجلسون مین جاتے ہین اور بعضی ناچنے والی
کنچنیون فاحشہ کو تعلیم دیکر رقص کے وقت اونکے پیچھے ساز بجانے کے واسطے کھڑے ہوتے ہین اکثر
اشرافون کے ستر دار گہرون مین بموقع شادی کے جاکر گاتے اور ناچتی ہین بعضی انمین سے بہانڈ اور نقال کہلاتے
ہین جو راگ بہی گاتے اور نقلین اور سوانگ بھی بہرتے ہین **بہنگی خاکروب** پنجاب مین یہہ قوم
مشہور ہین تعداد مین یہہ بڑی قوم ہی اور گوت انکی بھی بیشمار ہین انکا قول ہے کہ لال بیگ فقیر
وقت کا ایک بزرگ تھا یہہ مذہب اسنے ایجاد کیا اور ہمکو اپنا چیلہ بنایا خاکسار ہمارا نام ہے خاکروبی ہمارا کام ہے بندگی
خدا کی کام ہے نہ کچہہ حلال ہی نہ حرام ہی اسواسطے ہم سب کچھہ کہالیتی ہین جیسا ہندو مسلمان مرا ہوا مردار انکے نزدیک
ہمارے نزدیک اچہا ہے کہ خدا کا مارا ہوا ہی جسکو خدانی مارا وہ ہمنے کہایا و دوبارہ جسکو کاٹکر کہانا ہمارے نزدیک گناہ
ہے ہر بہنگی بستی محلہ مین لعل بیگ کا چبوترہ بنا رکہا ہی جمعرات کی رات وہان چراغان اور شیرینی تقسیم
کرتے ہین شادی مین انکی ملا مسلمان آکر نکاح لڑکی لڑکا کا پڑہ دیتا ہی جب کوئی مرجاتا ہی تو بھی ملا کو جنازہ
کے واسطی بلالاتے ہین اور کوئی نہ کوئی بیوقوف بی علم ملا وہان جاکر یہہ کام کرتا ہی مردہ انکا دفن
دفنائی جاتے ہین قبرستان انکی مسلمانون سے علیحدہ ہین **مذہبی چوہڑے** یہہ قوم پنجاب مین
سکھہ قوم کے ایک شاخ ہی اصلی یہہ بھی بہنگی خاکروب دیہاتی تھی گورو گوبند سنگہ سکہون کے دسوین گورو نے
انکو پاہل دیکر سکھہ بنایا کیس رکہوائی مسلم کیا چوری و غارتگری کی ہدایت کی انکو سب سکہون کے مطابق

ہین سرکار نے دہلی کے غدر کے وقت چند پلٹنین انکی بھرتی کی گورو صاحب کی ہدایت کے موجب یہہ مسلمانون سے سخت دشمنی رکھتے ہین اسیسبب سے چوری و دغابازی کے سرکار انکی ہر وقت نگران رہتی ہے چنانچہ اضلاع جسقدر یہہ پیدا ہوتے اور مرتے ہین فہرست انکی دفتر و تھانہ مین تیار رہتی ہے

طوائف یعنی کسبی کنچن

پنجاب مین اس قوم کو کنچن کہتے ہین کل قومون مین سے یہہ ارذل بے غیرت دیوث قوم ہے پیشہ انکا مادری ہے باپ انکا دیہہ ہی لڑکیان اور کنیزکین اپنی یہہ زنا کے پیشہ پر بٹھلا دیتی ہین زنا کی خرچی جمع کر لیتی ہین جسقدر لڑکیان انکی زیادہ ہوتی ہین اسیقدر زنا کرین اسیقدر انکی لائق سمجھی جاتی ہے اور اگر اتفاقاً کسی شخص سے کسی لڑکی کی محبت ہوگئی تو وہ بہوری والی یعنی نالائق محض کہلاتی ہے بعضی شریرہ ایسی ہوتی ہین کہ جب کوئی امیر عقل کا اندہا گرہ کا پورا انکی دام مین آیا تو تہوڑی ہی دنون مین اوسکو لوٹ کر برباد کر دیتی ہین تماشبین ہوتی مردون مین سے بعض شریر ایسی ہوتی ہین کہ رنڈی کو معہ زیور اوڑا لیجاتے ہین اور کنچن منہ دیکھتے رہجاتے ہین غرضکہ انکی محبت و دشمنی دونو بلاء عظیم ہے دانا لوگ انکی سایہ سے ڈرتے ہین اگر کوئی کنچن یا کنچنی روبرو آجاوی تو لاحول پڑہتی ہین رنجیت سنگہ کے وقت اس قوم کی بڑی ترقی ہوئی بسبب اسکی کہ موران کنچنی کے رنجیت سنگہ کو اسقدر عشق ہوا کہ وہ کنچنی کے گہر آتا ہر طرح کی اوسکی نازبرداری اوٹہاتا اوسکے نام سکہ اوسکا جاری کرایا اوسکا گہر دارالضرب بنایا کل سلطنت کو سہائی کنچنون کے گہر مین تفصیل ہوتی ایک ایک کنچنی اپنے آپ کو شریک سلطنت سمجہا اسی واسطے سکہون کی سلطنت کی اخیر تک یہہ لوگ خوشحال رہتی ہزار لڑلیان کشمیر اور پہاڑ سے منگوا کر انہون نے پیشہ پر بٹھلا دین اپنی گہرون مین بیڑیان جو لانے کا ٹھٹہ تیار کر رکھی جو کنیزک یا لڑکی ان کی ذرا بہی انکی حکم سے سرپہیرتی تو فوراً اوسکی پاؤن مین زنجیر پہنا دیتی اندہیری کوٹہریون مین بے آب و دانہ قید کر دیتی چاہی اسی بار کے مار دیتی کوئی پرسان حال نہوتا مدت تک یہی حال رہا آخر خدا کو یہہ ظلم پسند نہ آیا سکہون کا دورا اوٹہا یا سلطنت انگریزی کا وقت آیا کنچنون کے بیڑیان ٹوٹین کٹہ کہل گئی ہزارون کنیزکون نے اپنی دل والی دوستون سے نکاح کرلئی ہزارون علیحدہ ہوکر بازار مین جا بیٹہین آئندہ کو بردہ و غلام خریدنی کی ممانعت ہوگئی لڑکیان کم پیدا ہوئین اور حکم ہوگیا کہ جب عورت اٹہارہ سال کی ہوجاوے تو یہہ پیشہ پر لگائین ایسی ایسی صدمات سے بازار اس قوم کا سرد ہوگیا اگر اب بہی جو کوئی ناکردہ گناہ انکی پنجہ مین گرفتار ہوجاتی اوسکا خدا حافظ ہے

سنار

یہہ قوم پنجاب مین زیور بنانے کا کام کرتی ہے ہندو مسلمان دونو قسم کے سنار ہین گوت انکی بیشمار ہین خیانت اور چوری انکی مشہور ہے جب بیگانہ مال انکی پاس آتا ہے تو نیت انکی بہر جاتی ہے اوسکی عوض کہوٹ اسکی ہزار طرح کا فریب اور دغابازیان کرتے ہین کہین ٹانکا زیادہ لگا دیتے ہین کہین اصلی چاندی یا سونے مین کہوٹ ملا دیتے ہین کہین وزن کے وقت اوڑا لیتے ہین غرضکہ انکی فریب اور دغابازیون کا شمار

نہین اور جو نہ کرین وہ سنار ہوتی ہین بیگانے مال کے ہضم کرنے مین انکا پیٹ بہت فراخ ہی روپیہ لیکر بارہ آنہ واپس
دیتی تو بڑی دیانت دارون سنارون کا کام ہی سو اس کام کے کرنے والی جو ہندو سنار ہین تو البتہ دیانتدار
ہین مسلمان بڑے عیار ہین کل مال سی اگر نصف بھی صاحب مال کو دیدین تو غنیمت ہی بعض تو ایسی ہوتی ہین جو
لوگون کا مال ہی لیکر وطن چھوڑ جاتی ہین بعض دوالے نکالتے ہین اور پنجاب مین یہہ مشہور بات ہی کہ سنار نے
اپنی والدہ کے ہنسلی بنانیکے واسطی لی جبتک وسنی اوسمین سی مال چورا نلیا آرام نہ آیا **پراچہ**
یہہ قوم بھی پنجاب کے ملک مین بکثرت رہتی ہی مذہب انکا مسلمانی ہی تجارت دوکانداری کام ہی انکا دعوی ہے
کہ ہم ان مین حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد مین اول کسی بزرگ ہمارے نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے حاضر ہوکر خلعت اسلام پہنا مورث اعلی ہمارا پراچہ پنجاب مین آیا اوسی نام سے ہمارا یہہ نام قرار پایا قوم
کی کوٹ بہت ہین کفایت شعاری ورکم خرچی مین یہہ لوگ مشہور ہین ان مین مردشتہ روزینہ ریشم فروشی و ریشم سازی کی کام مین مصروف

تیسری تقسیم ہندو اور مسلمانی وغیرہ مذہبون کے عقاید بیان مین

فی زماننا پنجاب مین بہت طرح کے مذہب رایج ہین جنمین سی بہت قدیم و پرانا مذہب **ہندو مذہب** ہے
تمام پنجاب بلکہ کل ہندوستان مین اسکا رواج ہی اسواسطی چند اعتقاد اس مذہب والون کی لکھی جاتی ہین اول
انکا قول ہی کہ برہما بشن مہیش سب دیوتاؤن سی بڑی دیوتی ہین جنکی تفویض مین کل جہان کا مدار ہی اور خالق حقیقی
برہما کی صورت بنکر دنیا کو پیدا کرتا ہی بشن کی شکل بنکر پالتا ہے مہیش یعنی شب کی صورت بنکر مارتا اور فنا کرتا ہے
اور جہان کے پیدایش کی ابتدا اسطرح ہوئی کہ سب سے اول بشن کے ناف سی کنول کا پہول نکلا اوسمین سے برہما
پیدا ہوا برہما اور بشن آپسمین جھگڑنے لگی برہما نے کہا مینے تجھکو پیدا کیا ہی بشن نے کہا مینے تجھکو پیدا کیا ہی اتنے مین
آسمان سی ایک دفعہ آواز ظاہر ہوا اسمین سی برہما کو خطاب ہوا کہ تو برہما ہی اور یہہ بشن ہی جسکی ناف سی کنول کا
پہول نکلا اور اوس سی تو نکلا ہی اب تو خلقت کو پیدا کر جب برہما نے اوس ہوین کیطرف غور سی دیکھا تو اوسمین
ایک لنگ نظر آیا برہما سواری ہنس لنگ کی پیمایش کے واسطی اوپر کو اوڑا اور بشن سواری گرڑ پاتال
کو دوڑا دس ہزار برس تک دونو پیمایش کرتے رہی مگر لنگ کا انتہا نہ پایا تب برہما نے جان لیا کہ میرا مالک
اور پیدا کرنے والا یہی لنگ ہی دوسرے اعتقاد ہندو یہ رکھتے ہین کہ اس مرتبہ بھگوان یعنی خالق حقیقی نے
دس جسمون مین اوتار لیکر دنیا پر ظہور کیا ہی پہلا مچھہ اوتار کہتی ہین کہ سنکھاسر دیو نے برہما کے چارون بید لیکر
چرا کر نکل گیا اور سمندر مین جاکر غایب ہوا برہما نے ناچار ہوکر بھگوان سی عرض کیا بھگوان نے مچھلی کی صورت اختیار کرکے
اور سمندر کے تہہ مین جاکر سنکھاسر دیت کو مارا اور بیدونکو اوسکے پیٹ سی نکالا اگر برہما کے حوالے کیے دوسرا

کچھ اوتار کہ دیوتاؤں نے چودہ رتن نکالنے کے لئے چاہا کہ سمندر کو دہی کیطرح بلاوین اسواسطے سمندر اول سمیار کی تھا
اور باسک ناگ کی اوسمین سے ڈالکے سمندر کو بلونے لگے مندراچل پہاڑ جو بہت گران تھا پاتال کو جانے لگا دیوتی
اوسکو سنبھال نسکے اور بھگوان سے عرض کی بھگوان نے کچھوے کی صورت ہوکر اوس پہاڑ کے نیچے پشت رکھ دی تب
دیوتاؤں نے حسب لخواہ چودہ رتن نکالے تیسرے وراہ اوتار کہتے ہین کہ ایک دیت ساری زمین اور زمین کے
رہنیوالون کو بوریا کے طرح لپیٹ کر پاتال کو لے گیا اور عالم مخلوقات کو بالکل نیست و نابود کرکے دیا اسواسطے
بھگوان خوک کے صورت اختیار کرکے پاتال مین گیا اور دیت کو مارکر زمین اوسکے ہاتھ سے چھوڑا لایا چوتھا
نرسنگھ اوتار کہتے ہین کہ ہرنکشف راجہ ملتان نے اپنی پرستش شروع کرائی اور پرہلاد اپنے بیٹے کو جو خدا پرست تھا
لوہے کا ستون گرم کرکے تکلیف دی کہ اوس سے لپٹ جاوے بھگوان ستون کے اندر سے ایسی صورت نکلکر نکلا کہ اوپر کا دھڑ
شیر کا اور نیچے کا آدمی تھا اور اپنے ناخنون سے ہرنکشف کو ہلاک کیا پانچوان باون اوتار کہتے ہین کہ بھگوان نے دیوتاؤن
کے کہنے کے موجب بقدر باون انگل کے جسم اختیار کرکے راجہ بل کو کہ بہت عادل اور خوش خصال تھا جل اور
فریب کرکے سلطنت سے خارج کیا چھٹے پرسرام اوتار کہتے ہین کہ راجہ سہنسر باہو چھتری نے جمدگن برہمن پرسرام
کے باپ کو کہ اوسکا ہم طرف تھا قتل کر دیا بھگوان نے کہ اوسکی بد اعمالی کے واسطے جمدگن کے گھر جنم لیا ہوا تھا
ہاتھ مین لیکر ایک خون کے بدلے ساری جہان کے چھتریونکو قتل کر ڈالا اکیس دفعہ چھتریون کے عورتون سے کہ برہمنون
سے حاملہ ہوئین چھتری پیدا ہوئے ساتوین رامچندر اوتار کہتے ہین کہ راون کے قتل کے واسطے بھگوان نے راجہ جسرت کے گھر
جنم لیا اور رامچندر نام پاکر راون کو قتل کیا اوسکا قصہ مشہور ہے آٹھوین کشن اوتار کہتے ہین کہ بھگوان نے راجہ
کنس کے قتل کے واسطے جو متھرا کا راجہ تھا باسدیو کے گھر دیوکی کے پیٹ سے جو کنس کی چچیری بہن تھی تولد ہوا اور
کنس کو قتل کر ڈالا اور حکومت متھرا کے راجہ اوگرسین کو دی اوس اوتار نے عورتون کے ساتھ بہت عیش کیا
اور بانسری بجانے کا اوسکو بہت شوق تھا نوین بودھ اوتار ایک صورت سنگدل کی بنی ہوئی جگناتھ مین
رکھی ہے ہندو کہتے ہین کہ تمام عمر مین جو کوئی ایک مرتبہ اسکو درشن کرے تمام گناہ اوسکے عبادت ہوجاتی ہین دسوین
کلنگی اوتار اسکا ظہور ابھی نہین ہوا کہتے ہین کہ یہ اوتار سنبھل شہر مین کسی برہمن کے گھر پیدا ہوگا اسکو
نیل گھوڑے پر سوار دکھاتے ہین اور اسکے بعد ہندو کہتے ہین کہ ست جگ کا زمانہ شروع ہوگا تیسری دیوی دیوتے ہندون کے بیشمار ہین
منجملہ اونکے شب جی کے لنگ یعنی آلت کی پرستش ہوتی ہے اور وہ لنگ پتھر کا بنا ہوا
اندر جسکی صورت فرج کی ہوتی ہے گڑا ہوا ہوتا ہے اور اوسکی سندر بنا کر پرستش کرتے ہین مہادیو کی صورت
کرشن جی کی تصویر سیاہ رنگ سر پر تاج پاس ایک دو عورتین گوپی بناتی ہین اندر دیوتا ایک ۱۴۰
زعم دیوتون کا راجہ مہا سپاہ سے والاجم راج یا دھرم راج دوزخ کا دارو غہ خانت کا بعد مرگ کے حساب

لیہ والا چتر گپت لوگون کے اعمال نیک و بد لکھنی والا ہی دیویان بھی انکی اعتقاد مین بہت ہین تین دیویان انمین
سے ہین ایک مہاکالی مہادیو کی بدرگا جسکا مندر کانگڑہ و جوالا مکھی مین ہی دوسری مہالچھمی بشن کی بدرگا اسکا
ظہور جالندھری اور سونے مین کہتی ہین تیسری سارستی برہما کی بدرگا ظہور راستا ہو سکے نزدیک ایک پتھر کی مورت
مین ہے اور ان تینون دیویون سے اور کروڑ دیویان پیدا ہوئی ہوئی ہین اور ایک بڑا دیوتا ان کے مذہب مین
بیاس جو جن گرنتھا کا بنانیوالا ہی جسنے بید کو تقسیم کیا اوسکی پیدایش کا قصہ طول ہی اسواسطی ترک کیا گیا اور ایک
بڑا دیوتا اس مذہب کا گنیش دیوتا ہی جسکا سر ہاتھی کا اور جسم انسان کا ہی اسکی پرستش عام ہی اسکی پیدایش
کا مختصر قصہ یہہ ہی کہ ایک دفعہ پاربتی مہادیو کی بیوی نہانے بیٹھی جب بٹنا ملا اور بدن سے میل اوتارا تو اسکا
ایک پتلا آدمی کا بناکر زندہ کر دیا اور اوسکو حکم دیا کہ دروازہ کے اوپر بیٹھ کر کسیکو گھر مین نہ آنے دے
اتنی مین مہادیو خود تشریف لائی اوس لڑکے نے اونکو اندر جانے سے روکا مہادیو نے خفا ہوکر اوسکا سر
کاٹ کر پہاڑون کے اندر پھینک دیا جب پاربتی کو یہہ خبر ہوئی بہت روئی اور بے چین ہوکر اوسکو زندہ کرنیکی
درخواست کی مہادیو نے ہر چند اوسکے سر کو تلاش کیا پتا نہ ملا ناچار ایک ہاتھی کا سر کاٹ کر اوس لڑکے
کے بدن کے ساتھ ملایا اور زندہ کر دیا اور گنیش نام رکھکر یہہ دیا کہ جو کوئی شخص کوئی کام کرے پہلے تیرا نام
لے اور جو کوئی کسی دیوتا کی پوجا کرے پہلے تیری پوجا کرے تو وہ قبول ہو ہندوؤن مین قسم قسم کے سادہ اور
قسم قسم کے فقیر اور قسم قسم کے طریق اور طرح طرح کے مذہب ہین کل بیان اونکا ایک امر محال ہی اسواسطی
تھوڑے طریقون کا ذکر جو پنجاب مین رایج ہین تحریر ہوتا ہے **بشنوی** یہہ لوگ بشن کو مانتے ہین کرشن اور
رامچندر کی مورت کی پوجا کرتے ہین بیراگی سادہ ہندو بھی اسی مذہب کے قایل ہین سلام کے جگہہ ہر ایک کو
جی سیتارام پکارتے ہین **گوکلستھی** یہہ مذہب صرف کرشن کے ماننے والا ہی جو نہایت ہندو ستھرین یعنی پانچوین
ہوئی بنام گنسائیجی انکے چیلون کے اوسطرف سیر لاتے ہین اونکا یہہ لوگ نہایت ادب کرتے ہین ہندو فی عورتا
اس فرقہ کے فقیرون کے چیلیان بہت ہوتی ہین **شاکت** یہہ فرقہ صرف دیوی کے ماننے والا ہی نشان
اونکا تھوڑا سیندور کے بندی ماتھے پر رکھتے ہین اور دیوی کے مختلف طور کے اوپر پرستش کرتے ہین
جوگی یہہ ایک مشہور فرقہ پنجاب اور ہندوستان مین ہی انکا قول ہے کہ ہمارا آغاز گورو گورکھناتھ سے ہوا اور گورو
نے یہہ طریق خاص شیو جی سے حاصل کیا اور شیو جی ہی کے حکم سے گورکھناتھ گوبر کے اندر سے پیدا ہوئے یہہ فرقہ
بہت قدیمی ہی اور اچھے اچھے فقیر اہل ریاضت اسمین ہوگذرے ہین کئی راجون نے مثل راجہ گوپی چند وغیرہ سلطنت
چھوڑ کر جوگ اختیار کیا ہے بلکہ سنا جاتا ہی ایک شخص مسلمان بھی اس فرقہ کا فقیر تھا جسکا سلسلہ علیحدہ ہی پھر
کی پرستش انکی بہت ہوتی ہی سلام کے بدلے آدیس کا لفظ بولتی ہین کان چیرواکر مندرین پہنتی گلی مین انکی

ایک لکڑی کی فقیری ہوتی ہے پوجا کے وقت اسکو سجاتے ہین شراب پیتے اور گوشت کے کھانے کی انکو یہان کچھ ممانعت نہین ہے **گوسائین** یہہ بھی ہندو فقیرون کا ایک فرقہ ہے سادہ کہلاتے ہین مانگ کر کھانا انکا کام ہے سنیاسی فرقہ کے دہرم سے انکا دہرم ملتا ہے **سراوگی لوگ** یہہ فرقہ بھی ہندوؤن کے فرقہ مین سے ہے لیکن یہہ ہندوؤن اور ہندوؤن کے عقائد سے سخت متنفر ہین برہما بشن مہیش گنیش دیوی دیوتا کسیکو نہین مانتے صرف پارسناتھ کی پوجا کرتے ہین انکا قول ہے کہ ہمارا فرقہ موحد ہے سوائے خداوند تعالی کے ہم کسیکی عبادت نہین کرتے کسی ذیجان کو مارنا اور گوشت کا کھانا انکے یہان سخت گناہ ہے رات کو اندہیرے مین یہہ کبھی کھانا نہین کہاتے سورج کے ہوتے ہوئے کھانا کھا لیتے ہین اکثر انمین سے جو عقیدت مین پکے ہین وہ منہہ پر کپڑا رکھتے ہین مطلب اس سے یہہ ہے کہ انکی گرم سانس سے کوئی ذیجان نہ مرجاوے پانی بھی وہ کپڑے سے چھانکر پیتے ہین کہ اگر کوئی چھوٹا جانور پانی کے اندر ہو تو کپڑے کے اندر رہجاوے قوم بھابڑہ تمام دکاندار انکے چیلے و پیرو ہین وہ بھی بستے سب ایسا ہی کرتے ہین **ستہرے** پنجاب مین یہہ بھی ایک ہندو فقیرون کا فرقہ ہے موجد اسکا اول چندامل کھتری بہیرا ضلع گورداسپورہ کا رہنے والا ہوا جسنے حضور گورو ہرراے بمقام امرتسر جاکر خدمت اختیار کی اور چیلا بنا چونکہ آدمی زبان دراز بیباک تھا اور ہر ایک بات مین گورو کو بھی صاف جواب دیتا تھا اسواسطے ستہرا یعنی صاف گو خطاب پایا اوس سے یہہ خاندان ستہرے شاہیون کا ایجاد ہوا اس فرقہ کے فقیر ہاتھ مین دو لکڑیان اسکو بجاتے اور گدائی کرتے ہین سکھون کے وقت مین انکا بڑا زور شور تھا ہر ایک ستہرا فی دوکان ایک پیسہ لے لیتا اگر دوکاندار نہ دیتا تو ستہرا برہنہ ہوکر دکھلاتا عضو تناسل کے ساتھ اینٹین باندہکر لٹکا لیتا ناچار لوگ تنگ آکر دیدیتے اب یہہ ستہرے یہان بالکل نہین ہین مگر یہہ لوگ بدستور گدائی کرتے ہین کسیکو تنگ نہین کرتے یہہ لوگ ٹوپی سر پر نہین رکہتے پگڑی کے جگہہ سر پر اون کی سیلی باندہتے ہین پیشانی کے اوپر سیاہ ٹیکا ہوتا ہے اورنگ زیب عالمگیر کے وقت سے یہہ فرقہ شروع ہوا ہے **دادو پنتھی** اس فرقہ کے لوگ پنجاب مین بہت ہین موجد اس پنتھ کا اکبری عہد مین مسمی دادو رام ہے جو قصبہ نرائنہ علاقہ جیپور مین ہوگذرا اوسنے ایک گرنتھ اپنا بمضامین توحید بنایا اور اپنی چیلون کو پڑہایا یہہ لوگ سوائے چوٹی کے سر پر بال نہین رکہتے کپڑے تمام یا بیچ گیروا رکہتے ہین شادی نہین کرتے مجرد رہنا انکا دہرم ہے دادو رام کی سمادہ ترا نہین موجود ہے پنجاب مین پہلی اس فرقہ کا فقیر سیوتم داس آیا اوسنے یہہ مذہب بہت پہیلایا بہتسے لوگون کو چیلہ بنایا **اداسی** یہہ فرقہ سری چند بابا نانک کے بیٹے سے شروع ہوا فقیر اس فرقہ کے پاجامہ یا دہوتی نہین پہنتے بجائے اسکے ستر پر لنگوٹ باندہتے ہین تمام بدن پر راکھہ ملے رہتے ہین سر کے بالون کو گرہ باندہکر پگڑی کی جگہہ رکھتے ہین گورو نانک اور سری چند اور بابا گوردتہ جی کی عبادت کرتے ہین **گلاب داسی**

مذہب گلاب داسیا ۵ یہہ مذہب بھی ایک جدید مذہب ہی جسکا رانگ پیری کے علاقہ ہی مین یہہ ایجاد ہوا ہی اس مذہب کا اصول یہہ ہی کہ اصل مذہب اپنے دل کو راہبر کامل سمجہکر اوسکی خواستہ کو عین خواستہ خدا تصور کرتا ہی دل کے رضامندی کو خالق کی رضامندی جانتا ہی اسلئے جو کچھہ اوسکے دل مین آتا ہی بجا لاتا ہی کہانے پینے مین حلال و حرام کی تمیز نہین کرتا شراب و غیرہ مسکرات کا استعمال اوسکے نزدیک گناہ نہین ہی گلاب داسیون کا مقولہ ہی کہ
پنجابی شعر آگ لگی تون ڈرئے او ہور جو جی چاہی سو کرئیں یعنے آگ اور حاکم سے خوف کرین سوا اسکے اور جو جی چاہی سو کرین گلاب داس اس مذہب کا بانی تھا جو موضع چٹھیانوالہ واقعہ ضلع لاہور کے رہنے والا تھا جو چند سال ہوئے مر چکا ہی کلمات توحید کی اون لوگون کے زبان پر بہت ہین ہمہ اوست کے معتقد ہین اپنی بیگانی عورت سی پرہیز نہین کرتے ہر ایک عورت کے ساتھہ ہمبستر ہونا گناہ نہین تصور کرتے لاہور کے مسلمان سادات مین سے ایک شخص طبیب عالم و فاضل جسکا نام محمد شاہ تھا اس مذہب کا پابند اسقدر ہوگیا کہ اوسنے مسلمانی احکام بکلی ترک کر دیا اور گلاب داس کے مصنفہ گرنتھہ کو ہر وقت پڑہتا رہتا قرآن مجید سے زیادہ اوسکو عزیز جانتا اوسکی خاندان کے سادات جو شیعہ مذہب تھے سب اوس سے ناراض ہو کر علیحدہ ہوگئے تھے

مذہب کوکا یہہ مذہب پنجاب مین تھوڑی عرصہ سے پیدا ہوا ہی جسکو سکہون کے مذہب کی ایک شاخ کہنا چاہئے اسکی بنا کا حال اسطرح پر معلوم ہوا ہی کہ بالک سنگہ ولد سادہو سنگہ قوم اروڑہ موضع حضرو ضلع راولپنڈی مین ایک دن اوسنے رات کو ایک خواب دیکھا کہ گویا اوسکو کوئی ارشاد کرتا ہی کہ تو واہگورو کے نام کا بھجن کیا کر چنانچہ وہ اوس کام پر نہایت مستعد ہوکر قایم ہوگیا یہانتک کہ اوسکی فقیری و زہد و عبادت کی مشہوری ہوگئی تو ایک شخص مسمی رام سنگہ ولد کنار سنگہ قوم ترکہان ساکن موضع بھینی ضلع لدھیانہ بھی اوسطرف جا پہونچا اور بالک سنگہ کی شہرت سنکر اوسکی خدمت مین حاضر ہوا اور اوسکے ساتھہ اسکی ایسی موافقت ہوگئی کہ بارہ برس تک اوسکی خدمت کرتا رہا آخر بالک سنگہ نے مرنے کے وقت اجازت اوس ذکر کی جو اوسکو خواب مین تلقین ہوئی تھی رام سنگہ کو دی اور جانشین کرکے اپنی خاص مالا تاگے کی جسمین ایک سو آٹھہ گرہ تھین عنایت کی اور حکم دیا کہ بیٹھتے اوٹھتے لیٹتے سوتے بہی واہگورو کا بھجن کیا کرو کہ یہہ بھجن ہی فرقے کے واسطے بہت کارآمد ہوگا جسکے کان مین ایک مرتبہ کہا جائیگا وہ فی الفور اس طریق کو قبول کرلیگا اور جسکو یہہ طریق دیا جاتا ہی اوسکو تلقین کردیتا ہی کہ آٹھہ چیزین یعنی پہلے غسل کری — دوم جہوٹ کے ڈول سے پانی نہ پئے — تیسرے ہم مذہب کے بغیر دوسرے کے ہاتھہ کا پکایا ہوا کہانا نہ کہاوی — چوتھے شادی بیاہ مین کچھہ خرچ نکری اور پھیرے دن جو ہی ایک آنہ ٹکہ تاری جو ایک بالی گرنتھہ کے باجون مین سے ہی — پانچوین پھیرنے سوا روپیہ کا حلوا لیکر اوسپر واہگورو کے نام پر تقسیم کری — چھٹے دختر کو جہیز مین کچھہ نہ دیوی — ساتوین لڑکی کے سسرال سے کچھہ نہ لی — آٹھوین گوشت نہ کہاوی شراب

نہیں تماکو کا استعمال نکرے۔ نوین بھیکھ نہ مانگے کسب کرکے معاش چلاوے۔ دسوین اپنے ہم مذہب کی مدد و حمایت
و خبرگیری پر مستعد رہے۔ گیارھوین سر کی پگڑی مین ایک چھوٹی سی چھری کو رکھے۔ بارھوین جھوٹ نہ بولے شراب و
زنا نکرے یہ تلقین کرکر بالک سنگھ مرگیا اور بعد کو بالک سنگھ کے رام سنگھ نے اپنے وطن موضع بھینی علاقہ ضلع لودھیانہ
کو مراجعت کی اور چیلے بنانے شروع کئے اور تلقین عام جاری کردی یہانتک کہ چار پانچ سال مین سینکڑون بلکہ ہزارون
لوگ بکثرت سکھ اور بعض ہندو بلکہ مسلمان بھی اوسکے چیلے ہوگئے چونکہ وہ باواز بلند واگورو واگورو کرتے تھے
اور چیخین جوش مین آکر مارتے تھے لوگون نے اونکا نام کوکا رکھدیا کیونکہ پنجابی زبان مین کوکا چلانے والے کو اور
کوک چلانے کو کہتے ہین پہلے تو رام سنگھ کے چیلے اس خیال کو اچھا نہین جانتے تھے مگر جب یہ نام مشہور
ہوگیا تو اپنے آپ کو وہ خود بھی کوکا کہنے لگے اوس وقت رام سنگھ کی عزت بہت بڑھ گئی اور حکام وقت بھی اونکا
لحاظ کرنے لگے جہان وہ جاتا اوسکی عزت کمال درجہ کی ہوتی اوسکے گھر سینکڑون ہزارون آدمیون کا ہجوم رہتا تھا
اور عام کھانا تقسیم ہوتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ وہ لاہور آیا تو تمام شہر والے ہندو مسلمان زن و مرد نذرانے
لیکر اوسکی زیارت کو گئے اور دربار اوسکا ایک شاہانہ دربار تھا اوسکے نائب خلیفہ جنکا خطاب صوبہ تھا جابجا
شہر بشہر مامور ہوئے اور سکھ مذہب کے دھرم سالا جابجا تعمیر ہوگئے جب قریب ایک لاکھ آدمی کے چیلہ ہوگیا اور
صوبون کی گنتی بھی ایکسو سنتالیس تک پہونچ گئی تو اس مذہب کے لوگ بہت گستاخ ہوگئے حکومت کی بو بھی اونکے دماغ
مین آگئی اپنے آپ کو بڑے درجہ کا آدمی تصور کرنے لگے اور خفیہ وسیلے اسباب کے ہوئے کہ جو کام برخلاف ہمارے مذہب
کے ہوتے ہین اونکو بند کر دین اور مخالفون کو سزا دیوین چنانچہ پوشیدہ کسی مسجد کو گرا دیتے شوالہ وغیرہ کو مسمار
کر دیتے مدت تک ایسے ایسے کام وہ بہت کرتے رہے مگر تو خیالات اونکے اور بھی بڑھ گئے یہانتک کہ ایک شخص
میا سنگھ کوکا ساکن تحصیل جگراون علاقہ فاضلکا ضلع سرسہ نے اپنے ہم مذہبون سے بیان کیا کہ آج رات مجھکو خواب مین
گورو نے ارشاد کیا ہے کہ سب لوگ یہان سے جمع ہوکر اونکی خدمت مین جائین اور راستہ مین جو مسجد و شوالہ و ٹھاکر دوارہ
وغیرہ پائین اوسکو مسمار کرتے جائین کہ یہ صاف بت پرستی لوگ کرتے ہین اس خواب کو سچ جانکر قریب چارسو آدمی کے
کوکا مذہب والے موضع بھوبل والہ ضلع فیروزپور پرگنہ مکتسر مین جمع ہوگیا اور مسجدین و شوالے و مندر گرانے شروع
کئے اس مجمع ہوجانے کی خبر جب ڈپٹی انسپکٹر تھانہ نے پائی چند کانسٹیبل لیکر بسر موقع پہونچا کوکون نے اوسکو دیکھتے ہی
کہا کہ تھانہ دار پہلے یعنی مسلمان کو مار ڈالو جانے نہ پاوے یہ بات سنکر بہت سے کوکے تھے تھانہ دار کو ڈر ہوا اور تھانہ
خود بھاگا اور جان بچا کر وہان سے بھاگا اور ضلع مین پہنچکر صاحب ضلع کو خبر کر دی وہانسے صاحب ڈپٹی کمشنر
و صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کسیقدر فوج لیکر موقع پر پہونچے فوج کی آمد سنکر اور توپ کو دیکھ بھاگ گئے صرف میا سنگھ
۱۹ ساٹھ ستر آدمیون کے ساتھ وہان موجود رہا اور وہ سب ایک مکان کے اندر بیٹھے ہوئے تھے دونو صاحبان انگریز

نے اونکو حکم دیا کہ مکان میں سے باہر آئیں اونہوں نے انکار کیا حکام نے سوڈہی یا نسنگ کو اونکو بلانے کو بہیجا تو اونکے
سمجہانے سے میان سنگہ بدین حیثیت باہر آیا گورو صاحب کو کون [illegible] درمیان [illegible] تہا اور شتر سوار ساتھ
تہا اور ساتھ بہت سا اوسکے چیلے اوسکو درمیان میں لئے ہوئے بازار میں ہوا اور ہر ایک کے ہاتھ میں سونٹا
کو ہاڑیان [illegible] دیکر دہر دہ گہڑے ہوتے دونوں انگریز [illegible] وقت [illegible] تہا اور جس جگہ میان [illegible] اگر
اوترا ہوا تہا [illegible] جگہ سے بجماعت چلا جان انگریز [illegible] کا حکم دیا اور فوج [illegible]
میان سنگہ ٹہیرا رہا اوسکو صاحب نے دیکہا کہ [illegible] اوسی [illegible] اور ایک [illegible]
کو ٹہہرنے [illegible] نہیں جانے لگا او کہنے لگا کہ ہم فقیر ہیں ہمکو کوڑی اور سونا یکسان ہے [illegible]
[illegible] تو فوج نے اونکو [illegible] ہاتہ پاون چہین لیں اور سب کے [illegible] باندہ لیں اور ضلع کو [illegible] میان سنگہ [illegible]
وہان جاکر [illegible] کی قید تو میان سنگہ کو ہوئی اور [illegible] اوسکے [illegible] ہوئے [illegible] رہائی ہوتا
تلاشی ہونے چاندی کا زیور [illegible] سا اونکی پاس سے برآمد ہوا اور [illegible] تہا وہ عند العدالت اونکو
[illegible] دیا گیا اس [illegible] بہی کوکے اپنی شرارت سے باز نہ آئے اور چند قصابان [illegible] کو بمقام امرتسر
[illegible] رات کے وقت قتل کیا [illegible] ایک بہاری مجمع کرکے کوکون نے ریاست مالیر کوٹلہ پر حملہ کیا اور چاہا کہ
اوس ریاست [illegible] ضروری اور گہوڑی سواری کے لئے حاصل کرکے فوج جنگ آور تیار کریں یہ مفسدہ پردازی
نتیجہ تعلیم رام سنگہ کا تہا کیونکہ اوسنے ایک بانی تصنیف کی اور اوسمیں لکہا کہ [illegible] راج [illegible]
راج زیادہ ہوا اس بانی کو کوکے راست تصور کرکے راج کے حاصل کرنے کے درپے ہوئے مالیر کوٹلہ کے حملے کی خبر جب
حکام انگریزی کو پہونچی صاحب ضلع لودہیانہ وغیرہ حکام فی الفور موقع پر پہونچے اور مفسدون کو گرفتار کیا اور
[illegible] توپ سے اوڑا دئے اور بہت سے [illegible] ہوئے اور رام سنگہ گورو کوکون کا مقید ہوکر کالے پانی
بہیجا گیا اوس وقت سے جوش و خروش کوکون کا کم ہوا اب بہت سے کوکے اوس مذہب سے نکلکر پہر اصلی مذہب میں
آگئے ہیں اور رام سنگہ کالے پانی میں موجود ہے [illegible] رام سنگہ کے چیلے اکثر ارذال دیہاتی [illegible] لوگ بہی
[illegible] سب کا ایک طریق کا ہے یعنی چادر و کوزہ یا جامہ و بعض سپاہی پاجامہ تہہ بند باندہتے ہیں اور دستار دہرہ دار
سب یکساں طرز پر باندہتے ہیں اور ایک کوکا دوسرے کوکے کو پگڑی کی بندش سے پہچان لیتا ہے اور ایک کپڑا
انکا سفید ہوتا ہے اور کہانا سب کے سب ایک معین وقت پر کہاتے ہیں گائے اور دیوی دیوتا کی پرستش ہرگز
نہیں کرتے [illegible] نہیں کرتے وفات کی بعد کسیکی سمادہ نہیں بناتی انکی عورات اگر کسی مرد بیگانہ
کے ساتھ بیٹہیں یا اختلاط کریں تو [illegible] غیرت نہیں ہوتی شام کے وقت [illegible] صبح [illegible] بلند آواز سے بانیان پڑہتے ہیں
اور گستاخی انکی یہانتک پہونچ گئی کہ ایک کوکا [illegible] لاہور میں [illegible] عبداللہ [illegible] کو تلوار سے مار ڈالا

برہمو سماج — اس مذہب کی بنا شہر کلکتہ میں ہوئی ہے تھوڑی مدت گذری کہ بابو کیلاس چندر بنگالی پنجاب میں
آیا اور سادہ سمجھی بیان انگریزی حال اس مذہب کا لوگوں کو بتایا اور فوائد اسکے بیان کئے اب پنجاب میں اس مذہب کے
پیرو اکثر بنگالی بابو انگریزی نویس اور ہندوستانی ہندو ہیں خیالات ان مذہب والوں کے ہندوؤں سے بالکل برخلاف
ہیں بت کو ہرگز نہیں پوجتے لائق عبادت و بندگی کے کسی دیوی دیوتا کو سوائے خالق حقیقی کے نہیں جانتے پہلے
اس مذہب کی ایجاد راجہ رام موہن رائے برہمن نے کی جو کلکتہ کا رہنے والا تھا اوسکی تجویز و تدبیر و صداقت اور ہدایت سے کئی
ہندو مذہب والے ہوا واسطے اپنی کمال صدق باطن کے ہندوؤں کے مذہب کو اصلاح دی اور اچھی اچھی باتیں اور
نیک آداب و اعتقاد اپنے پیروؤں کو تعلیم کیا یہ لوگ خدا تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک بے مثل بے ہمتا یگانہ قادر کریم
ہمیشہ خالق کل موجودات رزاق مخلوقات حاضر و ناظر عالم الغیب بے ابتدا و بے انتہا قادر مطلق جانتے ہیں
اوسکی عبادت کو فرض مانتے ہیں ہندوؤں کے معبودوں راجہ رامچندر و کرشن مہاراج وغیرہ کو اوتار
خدا کا یقین نہیں کرتے اتنا کہتے ہیں کہ یہ لوگ بنی آدم میں سے نہایت بزرگ عابد زاہد اور نیک خلقت تھے
اور مثل نوح ابراہیم موسیٰ عیسیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی بزرگ پارسا زمانہ کے پیر و مرشد تھے آدمیوں میں
کوئی ایسا نہیں ہوا جس میں خدا نے متشکل ہوکر اپنی شکل دکھائی ہو انکے پیغمبر یا نانک وغیرہ اولیا اور
فقیر کو جو بزرگ مشہور ہیں بزرگ جانتے ہیں انکا یہ بھی اعتقاد ہے کہ مسئلہ تناسخ کا بالکل جھوٹ ہے آدمی ایک دفعہ
پیدا ہوتا ہے اور ایک ہی دفعہ مرتا ہے مرنے کے بعد وہ اپنی نیک و بد اعمال کی ترقی و تنزل کے مقام میں
قیام رکہتا ہے اور اوسکے مطابق رہتا ہے اوسکی رفتار ہے اس مذہب میں بڑی خواہشوں سے بچنا نیک
کا خواہشمند ہونا روحانی خلوص میں ترقی کرنا خلق خدا کی رضامندی پر رضامند ہونا اصل اصول ہے انکا
عقیدہ یہ بھی ہے کہ انسان کا گناہ کسی اور کے دینے یا عوض اوتارنے کے معاف نہیں ہوتا اوسکا کفارہ صرف
نفس کشی اور سچے دل سے تائب ہونا ہے فرائض اس مذہب کے تین ہیں اول وہ کام جو خدا سے متعلق ہیں مثلاً عبادت
وہ بجا لانا دوسرے وہ معاملات باہمی میں صفائی رکہنا مثلاً سچ بولنا انسان کہا یون سے با اخلاص
پیش آنا یہ امور جو متعلق بعلق خدا میں درست رکھنا تیسرے ان امور سے خبردار رہنا جو متعلق اپنے جسم کے ہیں
مثلاً اپنے جسم کو ناحق تکلیف میں نہ ڈالنا صحت کا نگران رہنا اوسکی فکر رکہنا [illegible]
[illegible] عبادت انکی روحانی ہے ظاہرا کسی طرح کی نماز یا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

طبعی خیالات جو قدرت سے اوسکے دل مین ظاہر ہوتی ہین سوا اسکے ہندؤن کے چارون بیدون اور توریت
و انجیل و قرآن کو مانتے ہین اور کہتے ہین کہ انکا مطالعہ بہت بہتر ہے مگر انکے کل مضامین مین سے جو مضمون انکے
مذہب کے مطابق ہے اوسکو سچ اور باقی کو غلط تصور کرتے ہین برہم سماج کے لوگ کہانے پینے کا پرہیز کسی قوم کے
ساتھ ضرورت نہین جانتے خواہ وہ کسی مذہب کا ہوگا اونکو بھی اور جانورون کی طرح ایک جانور جانتے ہین اوسکے
بزرگی کے قائل نہین غرض اعتقادات انکے یہی مذہب کے بالکل برخلاف ہین ڈھونگ یہہ مذہب گویا سکہون
کی ایک شاخ ہے یہہ لوگ اپنے آپکو خاص پیرو گورو گوبند سنگہ کے اور اوسکے احکام کے پورے پورے تعمیل کرنے
والے جانتے ہین لباس انکا بالکل سیاہ نیل کے رنگا ہوا ہوتا ہے لوہے کا کوئی نہ کوئی ہتیار انکے پاس ضرور ہوتا ہے
مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت تو یہہ لوگ پورے مسلح رہتے تھے اب انگریزی عملداری مین بھی چھری چکر ضرور رکھتے ہین
پگڑی انکی سر کے اوپر بہت اونچی اور لمبی نہایت ہی موٹی ہوتی ہے ایک چکر لوہے کا پگڑی مین پڑا ہوا ہوتا ہے سکہی
عملداری مین انکی فوج الگ تھی انکی پلٹن کیا تھی گویا قہر الہی تھا جب یہہ جاتے زمینداروں کے زراعتین
بیدریغ اوجاڑ دیتے جو کچھ قیمت اوسکی ہرگز نہ دیتے دوکان کا میوہ ترکاری اناج دانہ شیرینی بازار مین جو اپنے
لوٹ لیجاتے اور اوس غارت اور دنگون کا کچھ بھی ڈر اندیشہ نہ کرتے تھا مہاراجہ کبھی انکی ظلم کی داد دیتا
اور کہتا کہ وہ گورو کے سادہ ہین ایکبار اکالیون نے ہندوستانی انگریزی فوج کے ساتھ جھگڑا دیا تھا
اور دبا لیا کہ یہہ بھی پنجابی رعیت ہوا ونکو لوٹ لینگے کوئی نہ پوچھیگا مختصر حال اسکا یہہ ہے کہ جب مہاراجہ رنجیت سنگہ
کے ابتدا عملداری مین مسٹر مٹکاف صاحب سفیر انگریزی قیام دوستی کے لئے لاہور آیا تو اوسکی ہمراہ دو سو انگریزی
سوار و پیادہ فوج انگریزی تھی اور اچھے جوان تھے مہاراجہ نے اونکو امرتسر مین اوتارا اور خود دیکھنے گیا
اتفاقا محرم کا مہینہ تھا [illegible] ہوا اونہون نے مشورہ کیا کہ مسلمانون نے تعزیہ نکالا
[illegible] اور شہر مین [illegible] تعزیہ گشت [illegible] مشغول ہوئے
اور انکا گذر اسطرف سے ہو گیا جسطرف اکالیون کی پلٹن اوتری ہوئی تھی اکالیون نے جو اونکو دیکھا تو بہت
جوش مین آیا اور پکار کر کہا کہ مسلمانون کو لوٹ لو اور سب اکالی مسلمانون پر کود پڑے علم تعزیہ کے چھین
لیئے تعزیہ توڑ دیا [illegible] پہاڑ ڈالے پہلی تو انگریزی سپاہی بے سبب ہنگامہ [illegible] آخر جب اکالیون
نے انکی ہتھیار بھی اوتار [illegible] تو وہ مستعد ہو گئے اور افسر نے اونکو [illegible] سب کو باقاعدہ کھڑا کر کے اور
ایکبار بندوقون کی بار کی [illegible] اور زخمی ہوئے اور باقی [illegible] اکال اکال کرتے ہوئے
[illegible]
[illegible]

ستھا یہ اتفاقیہ ظاہر کرکے فوج کا رفیق نامہ داخل کیا چنانچہ افسر اکالی فوج کے بچر اٹھکر اکر فساد کیا جسکے سبب فتنہ فرو ہوگیا انکو
چھوڑ دیا کچھ سزا دینی غرض اس اکالی مذہب والی نہایت سفاک و ظالم و بیرحم تھے مگر اب سرکار انگریزی نے انکو ایسا
سیدھا کیا ہے کہ کان نہیں ہلاسکتے اور نہ زبردستی اپنے گورو کا جوش ہے الکھ نامی یہ فرقہ بھی ہندو فقیروں کا ہے جو ہر وقت
الکھ کا نام زبان پر رکھتے ہیں گلے میں سیاہ گودڑی سر پر لمبی ٹوپی پہنتے ہیں معاش انکا گدائی ہے گدائی کے وقت کسی کے
دروازے پر کھڑے نہیں ہوتے صرف الکھ نام پکارتے ہوئے راستہ راستہ چلے جاتے ہیں اسوقت اگر کسی نے گھر کے حد کے
اندر ہی کچھ لا دیا تو لے لیا ورنہ خیر جوگی گدڑی پنجاب میں انکو جنگم بھی کہتے ہیں یہ فرقہ مہادیو کا فقیر کہلاتا ہے گیروا انکا
لباس ہے گھنٹہ ہر وقت انکے پاس ہے گدائی کے وقت یہ گھنٹہ ہلاتے اور شب جی کے اوصاف زبان سے بولتے ہیں پاربتی
و مہادیو کی شادی کا گیت اکثر انکی وردزبان ہے اتیت گوشائیں یا سنیاسی اس فرقہ میں چاروں برن کے
آدمی شامل ہیں مہادیو کی پوجا انکا کام ہے سنیاسی سادہ انکا نام ہے گدائی انکا کار ہے مگر بعض بعض انمیں دنیادار بھی ہیں لباس
کا گیروا لباس ہے گھنٹہ گھڑیال ہر ایک کے پاس ہے شنکر اچارجی یہ فرقہ پنجاب اور کشمیر کے اکثر ملک میں بہت ہے
سو برس اسکا شنکر اچارج مشہور ہے جسکا مندر سری نگر کی ٹھوڑی دور ہے وہاں یہ لوگ رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اوتار
مہادیو کا اوتار تھا اوسکا یہ کار تھا کہ جو مذہب ناحق دنیا پر تھے اونکو دور کرتا اپنا مذہب مشہور کرتا […]
کر برباد کیا اور یہ مذہب ایجاد کیا […] صاحب […]
کا نام ہے اور […] گوشائیں انکا نام ہے مگر سوال انکا کار ہے سوال کرنے سے دعا ہے اگر کوئی کچھ دے تو […]
دعا دیتے ہیں ورنہ کچھ درکار نہیں کسی سے کچھ سروکار نہیں سر پر لمبے بال ڈاڑھی مونچھیں […] کہتے ہیں آگ کی تاپی اور […]
میں بیٹھنے کی اونکو عادت ہے دودھا دھاری یہ فرقہ شیو پرست ہے اناج کسی قسم کا نہیں کھاتے دودھ […]
کھا لیتے ہیں ہر ایک قسم کے دودھ میں گائے کا دودھ انکو بہت عزیز ہے اور ہندوؤں […] انکا
اعتقاد ہے کہ گائے کا موت اور گوبر پاک اور پاک کنندہ ہے اگر کسی روز دودھ نہیں ملتا تو گوبر اور […]
ہیں اور اگر کسی روز انکو پنچ گب گائے کا یعنی گوبر اور گو موتر اور دودھ دہی گھی ملجاوے تو […]
نہیں سمجھتے بلکہ کل ہندو ان میں جو بڑے سمجھتے ہیں وہ ہر روز پنچ گب پیتے ہیں اور اگر […]
کھا لے کہ اوسکا تدارک یہ ہے کہ گائے کا […] کا ورد کرے اور […] گائے کا موت […]
اگر چنڈال سے […] کا پانی پی لے یا اوس سے غسل کرے تو گوبر کھاوے گائے کا موت پیوے […]
[…] کرکے غیر قوم کے برتن میں کھا پی لے تو تین دن تک برت رکھے اور کھانے کے بدلے پنچ گب […]
ہے اگر کوئی جانور مرا ہوا نکل آوے […] اوس میں گائے کا موت یا گوبر ڈالدیا جاوے تو وہ بھی پاک ہو جاتا ہے
علیٰ ہذا القیاس ہندو مذہب میں گائے کے موت اور گوبر کی وہ شان ہے کہ وہ بذات خود بھی پاک ہے اور اگر دوسری ناپاک چیز میں

ملا یا چسپا دیتو وہ بھی پاک ہوجاتی ہے اور پھر وہ زکھانے پینے والا اسکا گناہوں سے پاک ہے کہ پسید یا سگ
کو ملا جاتا ہے **مذہب اہل اسلام** ابتدا اس مذہب کی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
ختم المرسلین محمد مصطفی مکی مدنی قرشی ہاشمی سے ہوئی ہے ایکہزار برس کا عرصہ گذرا ہے کہ ہند میں بھی یہ مذہب
رائج ہوا اس مذہب کے پنج بنا ہیں کلمہ توحید پنج نماز روزہ ماہ رمضان حج زکات جس سے یہ پانچ شرطیں
ادا ہوں وہ مسلمان ہے حج و زکات میں زاد راہ و دولت شرط ہے باقی تین شرطوں کا ادا کرنا ہر مسلمان
پر فرض ہے یہ مذہب اہل توحید ہے اللہ کو خالق سب حق رازق مطلق وحدہ لاشریک جامع صفات کمال اور ہر عیب
نقصان سے پاک جانتے ہیں پیغمبروں فرشتوں مقدس کتابوں قیامت حساب کتاب بہشت و دوزخ کو برحق جانتے
ہیں سوا خدا کے کسی کی عبادت نہیں کرتے زنا چوری دغابازی رشوت حسد بغض کینہ و تکبر خود بینی کو سخت برا
جانتے ہیں اور دور کرتے ہیں وحی انکا قرآن ہے شاہد انکا ایمان ہے شفیع انکا پیغمبر ہے یہی ارکان ہیں اسلامیہ مذہب کے جو
بیان ہو چکے جن پر سب مسلمان متفق ہیں فروعی مسائل میں کل مسلمان تہتر فرقے ہوگئے ہیں ان میں سے جو بڑے
مشہور اور پنجاب میں موجود ہیں انکا ذکر کیا جاتا ہے **سنی مسلمان** مسلمانوں میں یہ عام فرقہ
اور بہت رائج مذہب ہے پنجاب کے لاکھوں آدمی اس مذہب کے موجود ہیں انکا عقیدہ ہے کہ حضرت پیغمبر کو رسول برحق
اور حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی چاروں پیغمبر کے جانشینوں کو درجہ بدرجہ مانتے ہیں بعد پیغمبر سب آدمیوں سے
افضل ابوبکر کو جانتے ہیں امام حسن و امام حسین پیغمبر کے نواسوں اور کل حضرت کی ازواج اور اولاد کا بہت ادب
کرتے ہیں امیر معاویہ کو جس نے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد عثمان کے خون کا دعویدار ہو کر مرتضی علی سے جنگ کیا تھا
نیک سمجھتے لوگ برا نہیں کہتے مگر اتنا کہتے ہیں کہ معاویہ نے خلیفہ برحق سے مقابلہ کیا خطا کیا مگر وہ خطائے اجتہادی تھا
کیونکہ وہ بھی اپنے اس دعوی کو راست جانتے تھے نیک نیتی سے ارادہ پیش کر کے جنگ کی تھی اور مجتہد کو خطائے
اجتہادی پر الزام نہیں ہے از روئے اس کو ثواب حاصل ہوتا ہے البتہ معاویہ کے بیٹے یزید کو جس نے امام حسین کو شہید کیا
برا کہتے ہیں فقہ اس فرقہ کے چار امام ہیں - پہلا امام حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی - دوسرے امام
شافعی تیسرے امام مالک چوتھے امام احمد حنبل اور انھیں چاروں کے طریق کو صحیح طریق جانتے ہیں گویا ایک
سنی فرقہ چار فرقوں میں تقسیم ہوگیا - حنفی - شافعی - مالکی - حنبلی پیروں اور ولیوں کے اور انکا بڑا اعتقاد
ہے سب سے بزرگ ولی حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی بغدادی حنبلی سنی کو تصور کرتے ہیں
شیعہ یا امامیہ انکا اعتقاد ہے کہ بعد وفات سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ علی المرتضیٰ شیر خدا
داماد رسول زوج حضرت بتول وارث امامت و مالک خلافت تھے اور انکو ہوا ہے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان
نے درجہ بدرجہ خلافت پائی بعد [illegible] تیسرا ہوا اور [illegible] ابوسفیان کو [illegible] عثمان ہو کر جناب علی کے

ساتھ جنگ کی اور امام حسین پیغمبر کے نواسے سے خلافت لے لی اپنی ہی حیات میں یزید اپنے بیٹے کو ولیعہد کیا یہہ فرقہ
بہت برا کہتا ہے یزید معاویہ کے بیٹے قاتل حسین پر لعنت بھیجتے ہیں بلکہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ کے نسبت بھی
اعتقاد نفرین کہتے ہیں اور بادشاہ خاندان بنی امیہ و عباسیہ سے تقیہ کے سبب یہہ دشمن ہیں اور کہتے ہیں کہ
انہیوں اہل بیت کے سب انکو ناحق سے شہادت پائی ہے لاکھوں سادات کرام کے خونریزیاں انکی حکم سے
ہو گئی ہیں یقین صرف پنجتن پاک و دوازدہ امام کو یہہ مانتے ہیں اثنا عشریہ کہلاتے ہیں انکی اور سنیوں کی
درمیان سخت عداوت و اختلاف ہے مناظرے کی کتابیں ہزاروں تصنیف ہو گئی ہیں تفصیل سلسلہ
یہہ مذہب سنی اور شیعہ کے درمیان ہے اگرچہ یہہ خلفاء ثلاثہ اصحاب کبار کو مانتے ہیں مگر سب سے بزرگ حضرت علی
کو جانتے ہیں باقی عقاید انکے بعض تو شیعہ اور بعض اہل سنت کے مطابق ہیں صوفی یہہ لوگ فقیر عابد زاہد پرہیزگار
متوکل ہوتے ہیں اللہ کی محبت سے انکو کام ہے صوفی یا صفا انکا نام ہے سنی شیعہ کے جھگڑوں سے کچہہ تعلق نہیں رکھتے
انمیں بہت فرقے ہیں جو اپنے مرشد اعلیٰ اور شیخ سلسلہ کے نام سے موسوم ہیں چنانچہ فرقہ قادریہ حضرت غوث الاعظم
محی الدین عبدالقادر جیلانی کا خاندان کہلاتا ہے چشتیہ خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری سے علاقہ رکھتا ہے
نقشبندی حضرت خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند بخاری سے متعلق ہے سہروردی فرقہ شیخ شہاب الدین سہروردی و
شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کا فرقہ ہے مجددی امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی کا سلسلہ ہے
مداری شاہ بدیع الدین قطب المدار سے منسوب ہے نوشاہی حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کی نسبت رکھتا ہے علی ہذا القیاس
ہر خاندان کا کوئی مرید ہو وہی اوسکا اعتقاد ہے ذکر شغل و عبادت کا طریق انمیں الگ الگ ہے بعض بہت ہیں
بعضوں سالک کوئی قطب کوئی غوث کوئی ابدال کوئی اوتاد ہوتا ہے ہمہ اوست کہنے والے موحد بھی اس فرقہ میں
بہت ہیں مگر دنیا میں حال کم اور قال بہت ہے بلکہ بکثرت سلسلہ عالیہ چشتیہ و نوشاہیہ کے فقیر سماع سنتے اور وجد کرتے ہیں بلکہ
نوشاہیہ تو وجد میں ایسے بیہوش و بیخبر ہو جاتے ہیں کہ اونکی پانوں میں ہی باندھ کر سر نیچے پاؤں اوپر لٹکا دیتے ہیں
اور وہی حالت اور شوق ذوق میں مصروف رہتا ہے کچہہ عرصہ کے بعد جب کچہہ اوس حالت سے تخفیف ہو جاتی
ہے تو اوتار لیا جاتا ہے بعض اوس حالت بیخبری میں کنوؤں کے اندر گر پڑتے ہیں جب تک ہوش میں نہ آئیں
نکالے نہیں جاتے فرقہ وہابیہ سے یہہ فرقہ اور نیا ہے ایک شخص علاقہ نجد ملک عرب سے سنہ ۱۲۰۰ ہجری
میں جسکا نام عبدالوہاب تھا پیدا ہوا اور بعد اوسکے علما سے اوسنے علم حاصل کیا اوسکو دل میں حشمت و جاہ
کی خواہش ہوئی اور چاہا کہ کسی طرح اپنا نام روشن اور دولت و مال حاصل کرے اس ارادہ پر اوسنے
جھوٹے قصوں اور کہانیوں کی آمیزش کے سبب گمراہ اور متزلزل ہو گیا سلطنت روم کے علاقہ نجد و عراق
پایا اور ایک کتاب توحید کی تیار کر کے نام اوسکا رکھا وہ مر گیا تو بیٹا اوسکا

اور اوسنے مذہب کی ترقی اور سلطنت کو بڑھانے مین بہت کوشش کی کل نجد و عراق پر قابض ہوگیا پھر طائف
ہو پہنچا اور قتل عام کی پھر مکہ و مدینہ گیا وہان بھی بڑی بیباکی سے پیش آیا بڑے بڑے بزرگون کے مقبرے جنکا لوگ ادب
کرتے تھے گرا دیے مدینہ سے ہوکر پھر مکہ کو آیا مگر راہ مین مر گیا بعد اوسکے اوسکا بیٹا سعود جانشین ہوا اوسنے لاکہون
آدمی اس ملت کے انکار کے سبب سے قتل کرا دیے اوسکے وقت مین سلطان محمد علی شاہ روم نے پھر روم کے تخت
پر تسلط پایا جمعیت بہم پہنچائی سلطان روم کے حکم سے ایک فرمان مصر کے بادشاہ ابراہیم کے نام نجدیون کے
استیصال اور سزا دہی کے واسطے جاری ہوا اسواسطے ابراہیم پاشا مع فوج دریائے سویز کے راستے جدے
آپہنچا اور بہت سی جنگ کرکر دوبارہ مکہ معظمہ و نجد و عراق پر قابض ہوا سعود اور اوسکا بیٹا عبد اللہ
لڑائی مین گرفتار ہوے اور بحالت گرفتاری سلطان روم کے روبرو جاکر گردن مارے گئے نجدیون کی سلطنت صعود کی
بڑی عروج مین تھی سید احمد و مولوی اسماعیل ہندوستانی بھی اوسکے مصاحبون مین تھے بعد ابتری کارخانہ
سعود کے وہ ہندوستان آئے اور خاص دہلی مین یہہ لوگ اہل اسلام کو مشہور کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
ہمارے خواب مین آئے اور جہاد کرنے کے واسطے حکم دے گئے ہین اب ہم کفار سکہ کے ساتھ جہاد کرتے ہین جو
معاملے مین مرتے ہین جو کوئی ہمارے پاس آوے ثواب پاوے یہہ بات سنکر ہزار آدمی اونکے پاس جمع ہوگئے
اور کل ہندوستان کے رئیسون نے زر نقد کی مدد دینے مین بھی دریغ نہ کیا جب سب طرح کی انتظام ہوگیا تو اونہون نے پنجاب
کے طرف رخ کیا اور راہ اوپر کے راستے ہزارہ و پشاور کے علاقہ مین پہنچے وہان بھی بہت سے افغان اونکے
پاس آگئے اور دین کا ستر جھنڈا قایم ہوا یار محمد خان ناظر پشاور لڑائی مین مارا گیا اور سید احمد پشاور کے علاقے
پر دخیل ہوئی لاہور سے رنجیت سنگہ نے اپنے بیٹے شیر سنگہ کو سکہی فوج دیکر ادہر کو روانہ کیا اور علاقہ ہزارہ لڑائی
ہوئی مولوی اسماعیل و سید احمد دونون نے اپنی عزیزون اور دوستون کے ساتھ مقام شہادت پایا باقیماندہ پٹھانی
بہاگ گئے اب یہہ مذہب پنجاب مین بھی رایج ہوگیا۔ لاہور امرتسر پٹیالہ وغیرہ شہرون مین اس مذہب کے
مولوی بہت ہین کتابین اپنے عقاید کے اونہون نے بہت تصنیف کئی ہین اور چہپوائی ہین اونکے جواب مین اہل سنت
نے بھی رد اور جواب لکہے ہین۔ یہہ لوگ سنیون کے چارون امام اور اونکے احکام کے پابند نہین اہل قبور
کے کیسا ہی بزرگ ہو یا ولی تعظیم نہین کرتے اور کہتے ہین کہ موت کے بعد مردے کا کچھ تصرف باقی نہین رہتا جو کوئی
مسلمان کسی بزرگ کی قبر کی تعظیم کرے یا اوسکو وسیلہ پکڑ کر دعا مانگے تو اوسکو مشرک کہتے ہین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کے شفاعت سے منکر ہین اور جو مسلمان یا رسول اللہ یا غوث یا پیر کہہ دیوے اوسکو کافر کہتے ہین غلام محمد
غلام رسول غلام محی الدین خدا بخش محمد بخش پیران بخش ایسے ایسے نام رکھنے والون کو کفر کا الزام دیتے ہین
نماز کے ادا کرنے مین بھی اونکا سنیون کے ساتھ بڑا اختلاف ہے

چوتھی تقسیم پنجاب کی تجارت درآمد وبرآمد وپیداوار وصنائع ودستکاری کے بیان مین

پنجاب کے ملک مین ہر ایک قسم کا سوداگری مال دور دور کے ملکون سے آکر فروخت ہوتا ہی اور مال یہان کا پیدا
بے تعداد وبیشمار اور ملکون مین سوداگر لیجاتے ہین جسکی تعداد دور از حد قیاس ہی اور اگر بیان ہو تو ایک
طول داستان ہو اسواسطے طول کو چھوڑکر اختصار کی طرف میل کی گئی کل پیداوار پنجاب مین سے اعلی قسم کا مال
پشمینہ ہے جو کشمیر ولاہور وامرتسر ونورپور وغیرہ شہرون مین تیار ہوکر دور دور کے ملکون مین جاتا ہے
انمین سے اعلی پشمینہ کشمیر کا ہی کہ اوس سے بہتر اور شہرون مین نہین تیار ہوتا کہ کشمیر کے شال کی قیمت تین ہزار روپیہ
ہوتی ہے پہلے اول کشمیر مین جسقدر پشمینہ ایجاد ہوا یا اور شال بنوائی پیر راجہ رنجن دیو کشمیر کا راجہ تھا پھر حیدر شاہ بدخشانی
کے وقت اسکے کام مین کچھ اور افزایش ہوئی اور یہ کام شہنشاہ اکبر شاہ وجہانگیر شاہ وشاہجہان واورنگزیب
عالمگیر کی سلطنت کے زمانے مین اسکا کام نے بہت ہی رونق پائی اور پشمینہ کے تھان اور رومال ایجاد ہوئے
ودوشالے بھی بہت اعلی اعلی قسم کے تیار ہونے لگے رنجیت سنگھ کی عملداری مین جب دیوان کرپارام کشمیر کا ناظم ہوا
تو اوسنے بہت ہی عمدہ عمدہ قسم کے دوشالون کا ایجاد کیا جو اب بھی کرپارامی دوشالے مشہور ہین اونکی [illegible]
[illegible] ودرمیان حاشیہ نہایت ایک گرہ کا ہوتا ہی ایکسو [illegible] ہوتا ہی اور ایک [illegible]
دوشالہ انگریزی پسند جو اس زمانہ مین سبب خریداری انگریزون کے ایجاد ہوا ہی اوسکی قیمت تین ہزار روپیہ
ہوتی ہی اوسکا عرض نہایت درجہ آدہ گز یا بارہ گرہ چھوڑکے باقی چارون طرف اوسکی نگاہداری ہوتی ہی عمدہ روپیہ
اٹھ تاہی گز کی قیمت بھی چھ سو روپیہ تک ہی اس قسم کا مال ادنی واعلی ومتوسط لائق تجارت تمام پنجاب مین قسم کا
تیار ہوتا ہی اور قیمت بھی مختلف ہوتی ہی مگر صورت اور وضع مین فرق نہین ہوتا صرف رنگت کی تمیز سے انکی
اقسام علیحدہ علیحدہ شمار ہوتے ہین دیوان کرپارام نے پشمینہ کے ٹوپی اور چغے اور قناتین اور [illegible]
اور قالین سرکار لاہور کیواسطے بنوائی ایجاد کئی حال کی عملداری مین انگریزی واسکاٹ پتلون کمربند کلاہ وغیرہ
انگریزی پوشش کے کپڑے کشمیر مین نئی ایجاد ہوئی خاص کشمیر سے بہتر اونکے رنگ آسمانی وغیرہ مین اعلی پشمینہ
نورپور وتلوکناتھ واسلام آباد کا شمار ہوتا ہی لاہور وامرتسر مین بھی اگرچہ وہی کارگر کشمیری کام کرتے ہین مگر
آب وہوا کے سبب سے وہ رنگت اور صفائی نہین ہوتی البتہ امرتسر مین سفید سادہ پشمینہ اچھا بنایا جاتا ہے پشم
پشم جس سے دوشالہ وغیرہ بنتا ہے کہ وہ سردائی کے بکری کے بال ہین اوسکو پہاڑی بولی اور تبتی زبان مین
پنڈ دکہتے ہین صورت اوسکی مقبول اور گوشت نہایت لذیذ ہوتا ہی جسم پر اوسکے بالشت بالشت لمبے بال ہین
اور بالون کے جڑ مین پشم ایک طرح کا باریک رونگٹا ہی تبہر [illegible] لداخ لاسہ یارقند وغیرہ ملکون مین

جنکے حدود تاتار چین کے ملک کے ساتھ ملحق ہین پشمی بکرے بہت ہوتے ہین اس پشم کی تجارت اور خرید خاص کشمیر
مین پنجاہ ہزار روپیہ اور ہندوستان مین ایک لاکھ روپیہ سال کے ہے اور سوداگر خریدنے کیواسطے ہر برس لداخ
مین جاتے ہین لداخ کی منڈی مین یہہ پشم چار روپیہ کشمیری فی سیر قیمت پاتی ہے خاص کشمیر مین چھہ روپیہ
سیر بکتی ہے اسطرح جیون جیون ہندوستان کے طرف چلی آتی ہے راستہ کا خرچ جنس کے اوپر بڑھتا چلا جاتا ہے
کشمیری پشم کے سواے ایک دو قسم کی پشم کابل وغیرہ اطراف سے آتی ہے جسمین سفید کم اور خودرنگ زیادہ
ہے قیمت بھی اوسکی کم ہے۔ کارگر پشمینہ باف پہلے اس پشم مین سے سخت بال نکالکر صاف کرتے ہین پھر
چونہ یا چانولون کا آٹا ملا کر دہوتے ہین بعد کامل صفائی کے اسکا سوت کاتا جاتا ہے یہہ سوت کشمیر مین قسم اول
فی روپیہ کشمیری دو تولہ قسم دوم اڑہائی تولہ قسم سوم تین تولہ قسم چہارم ساڑہے تین تولہ قسم پنجم چار تولہ
بکتا ہے قسم اول اور دوم سے عمدہ دوشالے گران قیمت بنتے ہین باقی اقسام سے جامہ وار وغیرہ تیار ہوتے ہین
اُجرت پشمینہ بافی کی بہت ارزان ہے الوان یا اور کپڑا پشمینہ کا جسکی بناوٹ سیدہی یکرنگ ہوتی ہے درعہ گز
کے حساب سے بنا جاتا ہے اور گلدار رنگ آمیزی دوشالہ یا جامہ وار وغیرہ بڑی حساب اور محنت کیساتھ بنا جاتا ہے
مزدوری اوسکی تیلیون کے شمار پر ہے اگر ایک آدمی تین ہزار تیلی لگاے تو ایک آنہ اُجرت پاے شمار تیلیون کا
اوس نقش پر کیا جاتا ہے جو قبل شروع بننے جڑاؤ کے کاغذ پر لکھا جاتا ہے اس کام کا مزدور اگر چالاک چابک دست
ہو تو ایک روز مین تین آنہ یا چار آنہ سے زیادہ مزدوری نہین کرسکتا سادہ پشمینہ سادہ کپڑے کی طرح بنا جاتا ہے
اس زمانہ مین قریب چھہ ہزار کے دوکان پشمینہ بافی کشمیر مین جاری ہے اور پندرہ ہزار آدمی پشمینہ بافی کرتا ہے
محصول پشمینہ کا بہت سخت ہے ایک جامہ کے اوپر بہت مرتبہ محصول لیا جاتا ہے اور بلا مہر شالداغ کے وہ کہین
بکنے نہین پاتا محصول شالداغ کا یہہ ہے کہ مثلاً ایک جامہ دوسو روپیہ قیمت کا شالداغ کے محکمہ مین آیا تو اوسکے
اوپر چالیس روپیہ فیصدی کے حساب سے اور قیمت بڑھائی گئی اور دوسو اسی روپیہ کا مال قرار پایا پہر ثلث
فی روپیہ کے حساب سے محصول شالداغ اور تین روپیہ فی جامہ حق چہاپہ دہمبرانہ لیکر سرکاری مہر شالداغ
کی اوسپر ثبت ہوئی اور وہ مال قابل فروخت کے ہو گیا لیکن مہاراجہ جمون نے اب ان رسومات مین
کچہ تخفیف بھی کی ہے۔ سابق سواے کشمیر کے پنجاب اور پٹیالہ وغیرہ مین کہین پشمینہ بنا نہین جاتا تھا مگر جب جمعدار خوشحال
کو رنجیت سنگہ نے کشمیر کا ناظم بنایا اور اوسنے وہان جاکر کشمیر کو لوٹا تو ہزارہا کشمیری وطن چہوڑ کر جا بجا نکل
گئے اوس وقت سے نورپور و تلوکناتہ و امرتسر و لودہیانہ وغیرہ مین بھی یہہ کارخانے جاری ہوئے گویا سلسلہ رواج
کارخانہ کا تمام پنجاب مین جمعدار خوشحال سنگہ کے ظلم سے ہوا اگر وہ اپنی نظامت مین کشمیر کی غارت گری اختیار
نکرتا تو اس کام کا فیض اسقدر کیون جاری ہوتا اب خطہ پنجاب کے رہنے والے بھی کشمیریون کے شاگرد بنکر یہہ کام

بکثرت کرتے ہین **اون** شمالی پہاڑ اور کشمیر اور پنجاب کے میدانی ملک مین اون کی بڑی تجارت اور خرچ ہے کشمیر کے اون سب ملکون سے اعلی اور سفید اون ہوتی ہے نرمی مین اور اون سے بڑھ کے ہے اس جنس سے ایک پٹی اور دو پٹی لوئیان ادنی و اعلی قسم کے تیار ہو کر ملکون مین جاتے ہین کشمیر کے لوئی کا جوڑہ بعض تو ایسا باریک اور عمدہ و سفید بنا ہوا ہوتا ہے کہ بیس روپیہ پندرہ روپیہ دس روپیہ جوڑہ تک اوسکی قیمت ہوتی ہے کانگڑہ و کلو وغیرہ اطراف کی لوئیان بھی آٹھ دس روپیہ جوڑہ تک قیمت پاتی ہین خاص پنجاب کی لوئی اچھی نہین ہوتی بسبب اوسکی کرختی کے قیمت کم اوٹھتی ہے اور اکثر دو پٹی ہوتی ہین کشمیر اور پہاڑ مین اونی پٹیان ایسی اعلی و عمدہ بنی جاتی ہین کہ ہزارون روپیہ کے اون کی سوداگری ہوتی ہے جاڑون کے دنون مین اونکی زیادہ قدر ہے مضبوطی اور نرمی اونکی قابل تعریف ہے کہ نادان دیکھنے والا اوسکو پشمینہ کہہ دیتا ہے پنجاب کے اونی جراب و دستانہ بنکر اور ملکون مین بہت جاتی ہین اس جنس سے کمبل و نمدے بھی خاص پنجاب و کشمیر مین تیار ہو کر سندہ وغیرہ کو بھی جاتے ہین **دیسی روئی کا کپڑا** جب انگریزی کپڑا الثہ جامہ ململ وغیرہ پنجاب مین نہ آیا تھا تو اس کپڑے کی پنجاب مین بہت قدر تھی اور اچھے اچھے عمدہ تھان کہائی وغیرہ کے امیرون سردارون کے واسطے تیار ہوتے تھے اب اس کپڑے کی قدر سا ملک مین نہین رہی صرف غربا لوگ اپنے گھر کے عورتون سے سوت کتوا کر اور کپڑا بنوا کر پہنتے ہین دولتمند امیر اسکو پسند نہین کرتے اسواسطے اعلی قسم کا کپڑا اب پنجاب مین بنا نہین جاتا البتہ عورات کے پہننے کے واسطے رنگین سوسی ریشم آمیختہ قصبہ ٹانڈہ مین بہت سا بنتی ہین خرچ بھی اسکا پنجاب مین بہت ہے دیساور مین جاتی ہے سوا اسکے اور کھدر یعنی موٹا کپڑا و کھائی او سوٹی سوسی و لنگی وغیرہ اس ملک مین بنے جاتے ہین وہ خراسان کے ملک اور افغانستان کی طرف سوداگر لیجاتے ہین اور وہان کے لوگ بڑی خواہش سے اسکو بوجہ مضبوط جانکر خرید کرتے ہین پشاور کے طرف کی نیلی رنگ کے لنگی البتہ خاص پنجاب مین بھی قدر رکھتی ہے اور ملتان کے ساخت کا کپڑا بھی بہاولپور کے راستہ سندہ کو جاتا ہے اور خراسان مین قدر پاتا ہے ریشم کی جنس کابل و شرقی و غربی و شمالی ملکون سے پنجاب مین آتی ہے لاکھو روپیہ کا اسکا بیوپار ہے پنجاب کا ریشم بنگال کے ریشم سے اعلی ہوتا ہے کہ اوسمین نرمی و مضبوطی بہت ہے بنگال وغیرہ ملکون کے ریشم مین البتہ کرختی ہے اسکی رنگریزی کے کارخانے امرتسر مین بہت ہین لاہور مین بہت کھلا جاتا ہے کاریگر لوگ ہر ایک طرح کے رنگ سے اسکو رنگ لیتے ہین سب رنگون سے عمدہ اعلی رنگ اودا پختہ قرمز کا ہے جسکا قیام کپڑے کے پھٹنے تک رہتا ہے اس زمانہ مین انگریزی شیشی کا رنگ بھی ریشم کو دیتے ہین مگر وہ رنگ بالکل کچا اور ناکارہ ہوتا ہے چار دن کی گلزار ہے پھر جاتا رہتا ہے ریشمی کپڑے کے بننے کیواسطے بڑے کارخانہ لاہور و امرتسر و ملتان وغیرہ مین موجود ہین لاہور و امرتسر [illegible] ایسا اعلی بنا جاتا تھا

کرپاس چہ روپیہ گز تک اوسکی قیمت ہوتی تھی اب بسبب اسکی کہ حکام وقت کو ایسی کپڑون کے پہننے کا شوق نہیں
آٹھ آنہ روپیہ دو روپیہ گز تک کا گلبدن وہ ازاری تیار ہوتی ہی غرض یہ بھی بہت کم ہو گیا ہی ملتان مین
کھیس ریشمی و کلابتونی و سادہ و لنگیان و مشروع ایسا عمدہ و قیمتی تیار ہوتی تھین کہ کھیس اور لنگی
وہان کی دو دو سو روپیہ قیمت پاتی تھی اب بسبب بگڑ جانے سلطنت لاہور و میران سندھ کے وہان کا
کارخانہ بھی سست ہو رہا باقی پہننے کے کم قیمت کپڑی تیار ہوتی ہین ہندوستان کے ریشمی لنگیان بھی مشہور
ہین لاہور مین ازاربند ریشمی بہت عمدہ اور قیمتی بنی جاتے ہین اور تجارت انکی دساور مین ہوتی تھی
غرض کہ ریشمی کپڑا پنجاب کے کاریگر ایسا تیار کرسکتی ہین کہ اور ملکو نہین ہو سکتی **نیل** یہ اعلی جنس بھی خاص
پنجاب کی پیداوار ہی خاص پنجاب مین خرچ اسکا سکھون کے عملداری مین بہت تھا اور سکھ اس رنگ کا
پہننا مین ثواب سمجھتے تھے اب بھی اگرچہ خرچ بہت ہی مگر اسقدر نہین ہی تاجر اسکو بکثرت خرید کر خراسان
کو لیجاتے ہین کچھ عرصہ ہوا کہ برآمد اسکی خراسان کے طرف کم ہو گئی تھی کیونکہ دریای عمان کے راستے
ہندوستان کا نیل خراسان مین پہونچ جاتا تھا لیکن تو بھی تجارت کم نہوئی کوہسایان وغیرہ ہزارہ
وغیرہ پہاڑون اور افغانستان کے رہنے والون نے پنجاب کی نیل کو پسند کیا اور خرید جاری رکھی افغانستان
کے ملک مین نیلی رنگ کے پہننے کا بہت رواج ہی اور پنجاب مین کم پہنا جاتا ہی **پھٹکڑی** درآمد اور خرچ اس
جنس کا پنجاب مین بہت ہی سولہ ہزار من فی سال تخمیناً خراسان کے طرف سے دریای کابل و سندھ کی راستہ سے بذریعہ
پنجاب مین آتی اور صرف ہوتی ہی لحاف تلائی کہار و سالو وغیرہ کپڑی عورتون کے پہننے کے اس سے خوش
و نیک رنگے جاتے ہین پیداوار اسکی خراسان و ٹھٹہ و شکارپور وغیرہ سندھ کے علاقون مین بہت ہی قیمت
اسکی اس ملک مین سولہ روپیہ من یا کم و زیادہ ہوتی ہی **کسوم** یہ جنس ہندوستان سے بہت آتی ہی اور جو
پہاڑ مین پیدا ہوتا ہی وہ پہاڑی کسوم کہلاتا ہی پنجاب مین اسکا خرچ کپڑی رنگنے کے کام مین بہت ہی +
پارچہ یورپی اس کپڑی کی بڑی اعلی سوداگری اور درآمد پنجاب مین ہی کلکتہ وغیرہ سے مختلف قسم
قسم اور طرح طرح اور رنگ رنگ کا آتا ہی غریب غربا امیر دولتمند سب اسی کپڑی کے پہننے کے شایق ہین اس جنس
کی بڑی منڈی امرتسر مین ہی وہان آکر تمام پنجاب مین پہیلتا ہی تجارت اسکی دن بدن ترقی پر ہی **گوڑ**
یہ جنس خاص پنجاب کی پیداوار ہی دوابہ جالندہر و سیالکوٹ و پشاور وغیرہ مین بکثرت پیدا ہوتا ہی
سوای فروخت خاص پنجاب کے ہر سال پچاس ہزار من کے قریب خراسان و افغانستان و دیرجات کو جاتا
سندھ مین بھی اسکی خرید ہی پشاور کا گوڑ سب سے اعلی و لذیذ ہی جالندہر دوآب کا گوڑ بھی عمدہ و سفید ہوتا ہی
شکر سرخ بھی خاص پنجاب کی عمدہ اور لائق تعریف ہی **کھانڈ** یہ جنس کل پنجاب مین کنارہ دریای ستلج

اور دوابہ بست سے آکر فروخت ہوتی ہے خرچ اسکا بڑے شہرون مین بہت ہے مصری بتاشے چینی شیرینی ہر ایک
قسم کی اس سے بنائی جاتی ہے **میوہ جات** ساوگی پستہ بادام انگور ناشپاتی خانی سیب کشمش انار وغیرہ
یہ میوے پنجاب مین پیدا نہین ہوتے کشمیر وکابل وکوہستان سے آکر فروخت ہوتے ہین ہرسال سوداگر یہ مال لیکر آتے ہین
فایدہ خاطر خواہ اوٹھاتے ہین کشمیر کا سیب بہت لذیذ وخوشبو وشیرین ہوتا ہے لاہور مین بھی اگرچہ انار پیدا ہوتا ہے
مگر شیرین وبیدانہ نہین ہوتا ملتان کا انار لاہور کے انار سے البتہ سرخ ولذیذ زیادہ ہوتا ہے آم کی درآمد لاہور
وامرتسر وغیرہ مین دوآبہ بست جالندھر کے طرف سے بہت ہے ملتان مین بھی آنب بکثرت عمدہ پیدا ہوتی
ہے اور تجارت کیواسطے اور ملکون مین بھی سوداگر لیجاتے ہین لاہور کا شاہتوت بیدانہ بہت لذیذ وشیرین ہوتا ہے
آنب بھی لاہور کے زمین کا اگرچہ چھوٹا ہے مگر لذیذ ہے لاہور مین بیر کئی قسم کا بافراط پیدا ہوکر بکتا ہے کیلا
بافراط پیدا ہوتا ہے کھٹا میٹھا سنترہ پنجاب خصوصاً ملتان کا تحفہ مشہور ہے چکلے دار آڑو لاہور کا ایسا
لطیف ہوتا ہے کہ اوسکے کھانے سے انسان کو فرحت حاصل ہوتی ہے تربوز وخربوزہ وآلوچہ نیبو گلگل امرود
شاہتوت شفتالو میٹھا کھٹا بھی پنجاب کی عمدہ پیداوار مین داخل ہین اور بیوپاری انکی بیوپار سے نفع لیتے ہین
غلہ جنس پاک قسم پہلے حسبقدر غلہ پنجاب مین پیدا ہوتا تھا اسی ملک کے خرچ کے واسطے کفایت کرتا تھا اب
ریل کے ذریعہ سے دور دور چلا جاتا ہے اور گرانی کی صورت ہمیشہ ظاہر رہتی ہے علاوہ اسکے غلہ فروش پنجاب کے
نرخ کے باب مین خودمختار ہین سرکار کی مداخلت وہمین نہین ہوتی چاہتے وہ گران بازار مین فروخت کرین
غلہ کے ذخیرے جمع کر رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ اگر ذرا بھی بارش کی کشش ہوجاوے تو ایک کے چار کرلین کئی سال
سے پنجاب کے لوگ اس عذاب مین گرفتار ہین - خاص پیداوار غلہ کی پنجاب مین اسقدر ہے کہ اور ملکون مین کم ہے
گندم جو باجرہ موٹھ مسور مکئی جوار باجرا سوانک چنا سیاہ وسفید مٹر دال سرسون تل بکثرت پیدا ہوتا ہے
شالی قسم قسم کے شاہ نصرا وسیراب مقامون پر بوئی جاتی ہے لاکھون روپیہ کی اسکی تجارت ہے سرسون وتل و
تارامیرا کا تیل نکالکر فروخت ہوتا ہے نباتات مین سے کھیرا ککڑی مولی گاجر شلغم دہنیان مرچ کرم پالک میتھی
خرفہ آلو گوبھی شکرقندی ادرک پیاز لہسن کریلہ توری کدو ٹینڈے کی بہت پیدائش ہوتی ہے اور بڑے شہرون مین
ہر روز ان اجناس کی منڈی لگتی ہے سوالف اجوائن خرفہ کاسنی وغیرہ کی جسقدر پیداوار ہے وہ ادویات
کے کام آتی ہین پھول پنجاب کے چنبیلی موتیا گلاب بہت خوشبودار ہوتے ہین انکا عرق وعطر بکثرت فروخت ہوتا ہے
اور حسبقدر اور پھول گیندا اکنول صدبرگ سرتیان گل دوپہری بیلی گل عباسی عشق پیچہ وغیرہ پیدا ہوتے ہین
وہ گلفروش بازارون مین بیچتے ہین بڑی اعلی قسم کا پھول یہان بیدمشک ہے جسکا عطر وعرق بیمارون کے
واسطے یہان تازہ دیتا ہے چنبیلی اور موتیا کا تیل بنکر سر کے لگانے کے واسطے فروخت ہوتا ہے **تجارت پنجاب**

کوہ نمک کا حال سابق تحریر ہو چکا ہی وہان سی یہہ نمک سرکار کے حکم سی نکالا جاتا اور فروخت ہوتا ہی آمدنی اسکی
داخل سرکار ہوتی ہے رنجیت سنگہ کے وقت نمک بہت ارزان تہا اب گران ہوگیا ہے ۔ **روغن زرد**
یہہ جنس خاص پنجاب کی پیداوار پنجاب مین خرچ ہوتی ہی ساندر بار وغیرہ سی اب علاقون سی گہی آکر شہرون مین
بکتا ہی سکہون کے وقت لاہوری وزن تین سیر فی روپیہ گہی بکتا تہا اب انگریزی وزن فی روپیہ سوا سیر ہی
موجب اس گرانی کا تقرری محصول ہونگی یا کم پیداوار ہی **لکڑی** پنجاب مین لکڑی کا بڑا بیوپار ہے
جو دو قسم کی ہی ایک تو ہیمہ سوختنی یعنی جلانے کی لکڑی یہہ لکڑی جنڈ و کریر و پیلون وغیرہ اقسام کی بہت کثرت
کے ساتہہ ساندر بار وغیرہ جنگلون اور ویرانون سی کٹ کر آتی اور جا بجا فروخت ہوتی ہی پہلی بہاؤ اس لکڑی کا
فی روپیہ چہہ سات من تہا اب جب سے ریل گاڑی جاری ہوئی اور خرچ اسکا بہت بڑہ گیا ہی دو من یا اڈہائی
من روپیہ کی ملتی ہی بہت سا خرچ اسکا بڑے شہرون مین ہی دیہاتی زمیندار اوپلون پر گذارہ کرتی ہین ۔ دوسری
قسم کی لکڑی عمارتی عمارت کے خرچ کے واسطی ہی اسمین بہی دو قسم ہین ایک یہہ کہ کہیل یعنی شیشم یا کیکر یا بیر یا کہائی
یا دہریک یا شہتوت کی لکڑی خاص پنجاب کی پیداوار یہہ اعلی اور خاص کام مین صرف ہوتی ہے یہہ لکڑی
بہت سخت و پائدار ہے پانی مین بہی اسکا کچہہ نقصان نہین ہوتا دوسری چوب دیودار چیڑ و کیل و سنبل وغیرہ
پہاڑ کی پیداوار یہہ دریاؤن کے راستی کوہ جمون و منڈی و چنبہ وغیرہ سی پنجاب مین آتی ہی جسکی کثرت کا کچہہ
حد و حساب نہین سینکڑون پنجابی ہندوستانی انگریز بیوپاری سوداگر یہہ لکڑی پہاڑ سی منگوا کر فروخت کرتے ہین
شہر اور سرکاری عمارتون مین اسکا بہت خرچ ہی ان اقسام مین سی دیودار لکڑی بڑی عمدہ اور اعلی قسم کی
ہی چیڑ وغیرہ پانی مین گل جاتے ہین سکہون کے وقت تین تین روپیہ کی دیودار بکتی تہی اب ایک یا ڈیڑہ [illegible]
کی ہے ۔ **اینٹ** اس جنس کی تجارت و خرید و فروخت پنجاب مین بہت ہی امرتسر مین نئی اینٹ پکائی
جاتی ہی اور شہرون مین بہی یہی حال ہی خاص لاہور مین بادشاہون کے وقت نئی اینٹ کمتی تہی جب سی سکہون نے
حصار کے باہر کی آبادی اوجاڑ دی تو اینٹین بہت ہوگئین اسواسطی نئی اینٹ کا پکنا موقوف ہوگیا
اور وہی پرانی اینٹین کہود کہود کر شہر کے عمارت مین صرف ہوتی رہین رنجیت سنگہ کے وقت یہی حال رہا
مگر خشت فروشون نے بڑی بڑی عالی مسجدین اور مقبرے خود مختار ہو کر مسمار کر لئین سرکار سی کوئی اونکا مزاحم
نہوا اب جو بحکم سرکاری باقیماندہ پرانی مقبرے منہدم ہونی منع ہوگئی خشت فروشون کے رزق کا دروازہ
بند ہوگیا اور سرکار سی سخت ممانعت ہوئی کہ باہر سی کوئی اینٹ نہ کہودے بلکہ پرانی کہنڈرات کہدنے موقوف ہو کر شہر کا
گرد نواح ہموار و صاف ہوگیا اسواسطی خشت فروش شہر کی حویلیان جو ویران ہین خرید کر اور انکو مسمار کر کر
اینٹین فروخت کرتی ہین انگریزی عمارات کی واسطی ایک قسم کی بڑی اینٹ نئی بہی پکائی جاتی ہی پرانی اینٹ کا

بھاؤ ساڑھے دو ہزار فی روپیہ ہوتا ہے **مسکرات** جسقدر نشہ پنجاب میں پیدا ہوتی ہیں وہ اوسقدر
اسکا خرچ ہے بلکہ بہت سا باہر سے آکر بھی فروخت ہوتی ہے بھنگ پوست افیون کی پنجاب کے میدان میں بھی پیدا وار ہے [illegible]
ہے مگر چرس یہاں نہیں بنتی بہت سی باہر سے بنکر آتی ہے تمباکو یہاں بہت پیدا ہوتا ہے اور خرچ بھی بے نہایت ہے
چاے پیدا اسکی پنجاب میں بہت ہے کلکتہ کی چاے جو لاہور میں آتی ہے بہت اچھی ہوتی ہے کانگڑہ میں
چاے سرکار کے حکم سے بوئی جاتی ہے وہ بھی قسم اول ہے سبز چاے کشمیر کی بو رنگ اور خوشبو میں ہر ایک سبز زرد
کی چاے سے اچھی ہے چاے پینے کا رواج کشمیریوں اور ولایتیوں کو بہت ہے اب پنجابی ادنکی طرف دیکھکر چاے
پینے لگے ہیں بعض تو ایسے ہیں کہ اتنا بھی چاے بنانا نہیں جانتے اور اگر پیتے ہیں شہد ملا لیتے ہیں **کرانہ**
اس جنس کی پنجاب میں بڑی تجارت ہے شمالی پہاڑوں سے اسکی درآمد پنجاب میں بہت ہے کل ادویات دیسی
جو طبیب چار دوا کے معالجہ میں صرف کرتے ہیں سب کرانہ میں داخل ہیں **معدنیات** لوہا
تانبا قلعی سکہ جست پیتل وغیرہ اس قسم کا اسباب معدنیات میں داخل ہے تجارت اسکی پنجاب میں بہت [illegible]
ہوتی ہے اور خرچ اسکا زیادہ تر ہے **چونا کلی وغیرہ** چونہ پنجاب میں صرف ایک قسم کی کہ
خاکی کنکر زمین سے نکالکر اور جلا کر بنایا جاتا ہے سنگ مرمر سے چونہ کی عمارات کے خرچ کے واسطے کیا سرکار
کی تجاری جلائے جاتے ہیں [illegible] کے جلانے میں اُپلے صرف ہوتے ہیں اُپلوں کی راکھ بھی اوسی چونے میں
رہتی ہے بلکہ بیوپاری لوگ اپنے نفع کے لئے سیروں دو دو گنی مٹی کے ٹکڑے سے جلی ہوئی زمین بھی کھود کر چونے میں
ملا دیتے ہیں بعض دغاباز اوسپر بھی کفایت نہیں کرتے پرانے کھنڈروں کی سرخ مٹی چونے کے اندر ملا کر چونہ
دوگنا کر لیتے ہیں بعض جاہل گری ہوئی پختہ مکانوں اور مقبروں کا چونہ لا کر نئے چونہ میں ملا کر بیچتے ہیں
اسواسطے اس زمانہ کی بنی ہوئی عمارت ویسی پائدار نہیں ہوتی اگلے زمانہ میں چونہ لکڑی میں جلایا جاتا تھا اور
مٹی کی آمیزش نہیں ہوتی تھی اسواسطے سینکڑوں برسوں کے عمارتیں قائم کھڑی ہیں چونہ معمار حکام وقت
کے ساتھ دغا کرنے میں [illegible] اونکو آگے کیا تمیز ہے عمارت کے معمار کے ساتھ پہلے ہی آمیزش کر لیتے ہیں
اسواسطے خرید کنندہ کو تمیز ہونا [illegible] آمیزش کلی کے کام نہیں آتا اور کلی ایک قسم کے
کنکر سے ملا کر بنائی جاتی ہے جو پہاڑوں میں بنائی جاتی ہے آکر پنجاب میں فروخت ہوتی ہے اسمیں جو
اعلی قسم کی سفید کلی ہوتی ہے وہ [illegible] کہلاتی ہے جو عمارات کے پلستر اور سفیدی کے کام آتی ہے
باقی میں کنکر [illegible] ہوتا اور [illegible] کو پیس کر ادھر ادھر کلی ملا کر عمارت میں صرف
کرتے ہیں اور اینٹیں [illegible] مٹی کے اینٹیں نہیں نکالتے [illegible]
تحائف و صنائع ملک پنجاب [illegible] دوشالہ و شال ساخت کشمیر وغیرہ

ہو جسکا ذکر مفصل تحریر ہو چکا ہی اوسکی سوا سے لاہوری کمان بہت تحفہ ہوتی ہی قیمت ایک کمان کی آٹھہ آنہ سے لیکر
بیس روپیہ تک ہی بندوق خالی نالی کی جو لاہور مین بناتے ہین عمدہ ہوتی تھی مگر اب انگریزی عملداری مین اسکی قدر
نہین رہی باعث یہہ ہی کہ سرکار کو یہہ چیزین پسند نہین ہین اور دیسی لوگون کو ہتھیار باندہنے کا حکم نہین ہی
لاہور کا طلہ دار جوتا تمام پنجاب مین تحفہ گنا جاتا ہی قصور اور بٹالہ مین بھی جوتا اچھا بنتا ہی آٹھہ آنہ سے لیکر پانچ روپیہ
تک اوسکی قیمت ہی [illegible] ان فولادی قلمتراش مقراض جراب ستار کا غذ کشمیری بنایا ہوا بہت تحفہ ہوتا ہی
بٹالہ مین سوسی ریشم اور سوت کی ایسی تیار ہوتی ہی کہ دور دور تک اسکی ثانی نہین بنتی ملتان کی [illegible]
اور کہیس اور لنگی ریشمین مشہور ہین شہر [illegible] وہان ایسا بنا جاتا ہی کہ ثانی نہین رکھتا [illegible] پور اور کشمیر [illegible]
بہت تحفہ بنائی جاتی ہین دینانگر بٹالہ ہوشیارپور راہون مین سفید کپڑا اگمائی نہایت اچھا بنتا ہی کانگڑہ مین
سفید دوتہی اور دوپٹی ریشمی اور طلائی کنارون کے خوب بنتی ہین چوتنی اور سوتی کہیس وہان کا تحفہ مشہور
ہے جونیان کے چوتیان سوتی بہت مضبوط اور باریک ہوتے ہین پاک پتن کے چرخے [illegible]
مرہی ہوئی اور سنجی چلمین سرپوش دار اور جراو کا کام جو بہت نازک و خوبصورت ایسی رنگ کا ملتان مین
خلایق و تحفہ ہوتے ہین [illegible] دستخان اور خوشنما بنی ہوئی لنگیان کنارہ دار و ریشمی ایسی تحفہ ہوتی ہین کہ دور
دور تک تحفہ بہیجی جاتی ہین سیالکوٹ کا کاغذ بنا ہوا نہایت عمدہ و تختہ صاف ہوتا ہی لاہور و امرتسر مین گلبدن
دارائی نہایت عمدہ ریشمین بنی جاتی ہی ازاربند ریشمین بہت تحفہ بنتی ہین چکن اور ڈوری کا کام مقیشی
بہت اعلی ہوتا ہی ۔۔

خاتمہ کتاب

الحمد کہ مخزن تمام ہوا شکر کا مقام ہی کہ ایسی سعی مشکور ہوئی محنت منظور ہوئی مراد بر آئی آغاز نے انجام کی صورت
دکہلائی تفصیل چند سال اس کتاب کے تالیف کے شوق مین بندہ حیران نہایت سرگردان رہا بہت سی کتابین اور
رسالے جمع کئی [illegible] کرنے کے زبانی حالات دریافت کئی جب سامان جمع آیا تو [illegible] کو قلم اوٹہایا
بہت سے حالات انگریزی کتابون سے حاصل کئی خصوصا دریائی حالات اور عمارات کے کیفیتین تو صرف انگریزی
تواریخ سے لی گئی غرضکہ [illegible] خوشہ چینی کرکے یہہ خرمن باندہا سرکاری تواریخ کی کتابین جو چند دست
حکام مین لکہی گئین ہین [illegible] بعد تلاش منگوائی گئین اور ضروری حالات جو اس کتاب کے اندراج
لایق تھی اونسے نقل ہوکر اس جگہ [illegible] درج ہوئی یہہ بہت بڑا کام ایسا نہ تھا جسکو یہہ بندہ ضعیف کرسکتا
اور یہہ بار ایسا نہ تھا جسکو یہہ بندہ ضعیف اوٹہا سکتا مگر تائید ربانی و التفات سبحانی نے وہ کام کیا کہ چند سال
کی محنت و عرقریزی [illegible] بہ انصرام پہنچا [illegible] باعث اس کتاب کے تالیف و اجتماع

حالات ضرور رہی کا دیہ تھا کہ سنہ ۱۲۸۳ ہجری میں حکمہ عالیہ گورنمنٹ پنجاب کا ایک حکم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور
کے نام پر اس مضمون سے آیا کہ خاص شہر لاہور کے ایک تاریخ اردو زبان میں لکھی جاوے اور حالات قدیم
و جدید اس شہر کے اوس میں تحریر ہو کر ایک مجموعہ عجیب بنایا جاوے صاحب ڈپٹی کمشنر نے یہ ضروری کام
رؤسای لاہور کے سپرد کیا انہوں نے اس کام کی انجام دہی کو بندہ کی طلبی فرمائی اور بلطف سلطانی کا امیدوار کر کے تاکید کی کہ ایک تاریخ شہر لاہور
کی لکھ کر بحضور صاحب ڈپٹی کمشنر پیش کرو چنانچہ بندہ نے تعمیل ارشاد رؤسای لاہور خصوصاً تعمیل ارشاد
دیوان [illegible] فقیر شمس الدین صاحب کے کمر ہمت چست باندھ لی اور بہت سی تلاش حالات ضروری
کے جمع ہو سکنے میں کی جب سامان جمع ہو گیا اور کتاب کی تحریر شروع ہوئی تو آنکھوں کی آشوب کی بیماری
ایسی لاحق حال اس نیاز مآل کے ہوئی کہ چار ماہ تک صدمہ [illegible] بندہ اوٹھایا اور رؤسای شہر نے دو ماہ تک
تو انتظار کی کہ جب یہ اچھا ہو جاوے خدمت مفوضہ کو انجام دے مگر جب بیماری نے طول پکڑا تو کام مذکور
بندہ سے لیکر منشی تاج الدین لاہوری کے سپرد کی اگرچہ دو ماہ کے عرصہ کے بعد بندہ بھی شافی حقیقی کی
مہربانی سے اچھا ہو گیا تھا مگر وہ کام ہاتھ سے جا چکا تھا جو کتابیں اور سامان اوس تاریخ کا سب
جمع ہو چکا تھا بطور خود بندہ اس کام کی انجام کے واسطے مستعد ہو گیا اور چاہا کہ اب ایک شہر لاہور کے تاریخ
کے بجائے تمام پنجاب بلکہ تمام ممالک متعلقہ سرکار گورنمنٹ پنجاب کے حالات لکھے جائیں تو یہ ایک عجیب
نظیر مجموعہ بن جاوے چنانچہ تین سال تک برابر بندہ اس کتاب کے تالیف کے شوق میں مستغرق رہا -
الحمد للہ والمنۃ کہ بفضلہ یہ تاریخ باختتام پہنچی اب یہ بندہ ناز قدر دانوں کے قدر دانی سے امیدوار
ہے کہ جو یہ اوسکو پڑھیں یا پائیں فائدہ اوٹھائیں انگشت نمائی نفرمائیں حتی الامکان اصلاح کریں بار منت
نہ کریں کیونکہ انسان ضعیف البنیان سہو و نسیان کا پتلا ہے ہر چند سعی کیا ہے کہ انسان کے کام میں غلطی
نہ آوے لیکن الانسان مرکب بالخطاء والنسیان سہو ہو ہی جاتا ہے اور انسانیت کا ثبوت ظہور میں آتا ہے

بہر سو عیب سے خالی وہ اللہ پاک ہے + بندہ پر عیب خاکی خاک ہے + اب میں
اس کتاب کو اسی قطعہ تاریخ پر ختم کرتا ہوں واللہ الموفق والمعین وبہ نستعین

قطعہ

ہوا جب یہ ختم بفضل ایزدی ہے	یہ مخزن معدن حالات پنجاب ۱۲۸۵
کہا سال اتمام اوسکا سرور	عجب ہی مخزن حالات پنجاب

قطعات تاریخ اختتام طبع مخزن پنجاب

از نتایج طبع شاعر نازک خیال رای بهادر کنهیالال صاحب ایگزکٹو انجنیر لاهور ڈویژن

عجب محبوب و مرغوب است مطبوع — کتاب مخزن پنجاب نایاب
خدا کرد است در پنجاب جاری — بفضل عام خود این چشمهٔ آب
نظیرش نسخه اندر کشور هند — ندیده دیدهٔ بیدار در خواب
دل اهل بصیرت بیقرار است — برای دیدنش مانند سیماب
بشهر لکهنؤ مطبوع گردید — کشاد از فیض هر روی جهان باب
پی تاریخ طبعش گفت هندی — بهار گلشن تاریخ پنجاب

از سید علی عبد القادر شمس القادری عرف مرشد علی صاحب متخلص عاصی صفی‌پوری

داد چون سرور بطبع این کتاب — مخزن دولت بخاص و عام سفت
طرفه تر عاصی بسال خاتمه — گنج سرور مخزن پنجاب گفت
۱۲۹۴ هـ

از سید عبد الرسول صاحب خاندیسی از بڑودے

موتیوں کا یہ خزانہ آج کل — سب کو ہو کر دانہ دانہ بٹ گیا
کر رقم تاریخ طبع عبد الرسول — طرفہ سرور کا خزانہ بٹ گیا
۱۸۷۷ء

از سید علی شاه صاحب اکبر المتخلص بالفت لاهوری

چونکه این نادر کتاب لاجواب — خوش خط و خوش رنگ و زیبا طبع گشت
گفت الفت بهر سال اختتام — مخزن پنجاب رعنا طبع گشت
۱۸۷۷ء

از مفتی چراغ دین صاحب متخلص روشن لاهوری

چو اندر لکهنؤ با طرز رنگین — شد این گنجینهٔ نایاب مطبوع

رقم زد روشن اندر سال طبعش ۔ کہ تازہ مخزن پنجاب مطبوع ۱۲۹۴ھ

از مفتی غلام حیدر صاحب تخلص حیدر لاہوری

مخزن پنجاب کیا تاریخ ہے ۔ جس سے ہے سارا زمانہ بہرہ یاب
بہر سال طبع کر حیدر رقم ۔ مخزن پنجاب ہے نامی کتاب ۱۲۹۴ھ

از مفتی غلام صفدر صاحب تخلص فوقانی لاہوری

یہ کیا تاریخ ہے تاریخ مطبوع ۔ عجائب مخزن احوال پنجاب
بسال طبع فوقانی نے لکھا ۔ کہ تحفہ مخزن احوال پنجاب ۱۲۹۴ھ

از مفتی غلام اکبر صاحب تخلص لئیق لاہوری

چہ گنج است این عجب گنجینۂ فیض ۔ کتاب نادر و مطبوع و کمیاب
لئیق از دل ندا آمد بسالش ۔ کہ تازہ تحفۂ رنگین پنجاب ۱۲۹۴ھ

از مفتی محمد انور صاحب تخلص دانش لاہوری

خوش کتابے است مخزن پنجاب ۔ نسخۂ دلپذیر و نایاب است
ہست فصل بہار ہر فصلش ۔ بلکہ ہر باب جنتے باب است
ماہتابے باوج محبوبے ۔ شمع روشن بزم احباب است
بہر تاریخ خاتمہ دوبار ۔ گفت دل پنج گنج پنجاب است ۱۲۹۴ھ

خاتمۃ الطبع

بعد حمد خداے غیب دان و نعت رسول آخر زمان کے اوپر راے زرین تجربہ کاران روزگار و آزمودگان ادوار کے پوشیدہ نہیں کہ علم تاریخ ایسا اعلے درجہ کا علم نادر و عمدہ ہے کہ جسکا دریافت کرنا احوال ماضی و گذشتہ کا صاحبان حال و استقبال کے لیے ایک وسیلہ لیاقت مندی اور بہبودی ہے اور دستور العمل واسطے اکتساب فراست و فرزانگی کے قرار دیا گیا ہے کہ جسکی سیر و مطالعہ سے بالعمل بنیاد انتظام سلسلہ عالم کی منوط و مربوط

[illegible]

ہوتی ہے اور اساس اعتساف و ناانصافی کی بالکل انہدام باقی ہے اس نظر سے ہر عاقل وفہیم
دانش پژوہ پر استحصال علم تاریخ کا واجب لازم ہے کہ ہر حال مین بقیاس روداد ماضی اوس
نسق پر کارروائی حال و استقبال کی مرعی رکھے تا بتعمیل و کاربندی اون وجوہات کے کہ باعث حال
اور فلاح مال کرسی نشینان مراد ہو۔ ہرگاہ علم تاریخ درحقیقت عمدہ فن ہے اور اشاعت ایسی نادر شے
کی نفع عام کے لیے سودمند لہذا اندنون ایک کتاب لاجواب فن تاریخ مین انتخاب جسکا نام مخزن پنجاب
ہے یہ کتاب من کل الوجوہ جامع اور حاوی ہے بیانات احوال شاہان و راجگان و رئیسان شہر و علاقجات
متعلقہ حدود ملک پنجاب ہے اس صفت کی کتاب آج تک نہین ہوئی مؤلف و مدون اسکے بڑے صاحب
علم و کمالات ہنرور مفتی غلام سرور صاحب قریشی لاہوری ہین کہ جنکی تصنیفات سے عمدہ عمدہ
کتابین چھپین اور پسندیدہ خلائق ہوئین مصنف علام نے اس کتاب مین بڑی سعی و کوشش سے
صحیح صحیح حالات ملک محروسہ پنجاب کے از جزو تا کل بہت مفصل لکھی قابل دید ہے نہ شنید اور اس کتاب کو
پانچ حصے اور پچیس ۲۵ قسمون پر منقسم کیا ہے ۱۔ حصہ اول مین دریائے ستلج پار سے جمنا تک جو فی الحال گورنمنٹ
پنجاب سے متعلق ہے۔ پانچ قسم مین سب حالات شاہان و راجگان و جاگیرداران کے خوب لکھے ہین
۲۔ دوسرا حصہ مین دریای ستلج کے داہنے کنارے سے لیکر کل پنجاب کی میدانی پہاڑی ملک کا حال آٹھ
قسمون مین لکھا ہے ۳۔ تیسرے حصہ مین پنجاب کو شمالی اور اوسکے علاقون کا احوال پانچ قسم مین مسطور کیا ہے
۴۔ چوتھے حصہ مین پنجاب کے حاکمون اور ناظمون کا ذکر ہے منقسم تین قسم پر ۵۔ پانچوین حصہ مین پنجاب کے
کوہستان اور میدان کا احوال متفرق متفرق چار قسم مین مسطور ہے۔ فی الحقیقت اس وضاحت اور تفصیل کی ایسی
ایسی تاریخ کی کتاب کم ہوئی ہوگی امید کہ جب یہ کتاب شائقین علم تاریخ اور ناظرین اس فن گزین کی نظر سے گذرے
گی تو دل سے پسند فرماکر خریدین گے الحال کتاب نادر البیان بظہور شوق شائقین حسب مرضی مصنف علام
کاغذ قطع مناسب پر بصحت حضرت مصنف بمطابقت اصل بیدل توجہ چشمہ فتوت
جناب منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ بمقام
لکھنؤ مین ماہ اکتوبر ۱۸۷۷ء مطابق ماہ شوال ۱۲۹۴ھ
کے حلیہ طبع سے آراستہ ہو کر اشاعت پذیر ہوئی

مصرعہ
قبول افتد زہے عز و شرف

۰|۰

LYTTON LIBRARY, ALIGARH.

DATE SLIP

This book may be kept

FOURTEEN DAYS

A fine of one anna will be charged for each day the book is kept over time.

غ ۳۰۹ ت ۹۱۵۶۸

۵۰۰۰ لم

Date	No.	Date	No.
	1946		